

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انوار الکتب

فی جیل

لغات القرآن

حصہ اول

تالیف

علی محمد پی۔ سی۔ ایس ایڈیشنل کمشنر (ریٹائرڈ)

الناشر

مکتبہ سید احمد شہید

۱۰۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انوار البیان

مفسر

فِي حَجَلٍ

لغات القرآن

حصّ اول

تالیف

علی محمد ایڈیشنل کمشنر ریٹائرڈ

الناسخ

مکتبہ سید احمد شہید

۱۰۔ الکسیم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

الْاِنْتِسَابُ

میں اپنی اس تالیف کو مقصودِ کائنات تاجدارِ مدینہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت
نام کے ساتھ منسوب کرتا ہوں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ۝ اور میں اس کو اپنے لئے ذریعہ نجات و مغفرت سمجھتا
ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

نام کتاب	_____	انوار البیان فی حل لغات القرآن
نام مؤلف	_____	چوہدری علی محمد ریٹائرڈ ایڈیٹیشنل کمشنر
پاشر	_____	مکتبہ سید احمد شہید، ۱۰، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
دوسرا ایڈیشن	_____	۲۰۰۵ء
سرورق	_____	حضرت سید نفیس شاہ صاحب زید مجاہد
کتابت	_____	عبدالرشید میلسوی جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
تعداد	_____	ایک ہزار
مطبع	_____	عظیم علم پرنٹرز داتا دربار روڈ لاہور
قیمت	_____	

پیش لفظ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ !

یہ کتاب قرآن حکیم کے اُن طالب علموں کے لئے لکھی گئی ہے جو زبانِ عربی کا کم از کم ابتدائی علم رکھتے ہوں اور صرف و نحو کی مبادیات سے واقف ہوں اور اس سلسلہ میں مزید معلومات کے خواہشمند ہوں۔ یہ کتاب نہ صرف اُن کو قرآنی عبارت کے مختلف الفاظ اور جملوں کی تفسیر صرفی اور ترکیبِ نحوی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ ربط الفاظ و آیات میں بھی معاونت کرے گی۔

عام لغات (ڈکشنری) کی کتابوں میں الفاظ کے مواخذ و معنی بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور ان کے صرفی و نحوی پہلو کو چھوڑ دیا گیا ہے اس طرح طالب علم نہج عبارت اور نشیبت الفاظ کی اصولی وجوہ سے ناواقف رہ جاتا ہے۔ بقول مولانا محمد نذیر عرشی مصنف مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم رحمہ :

” ترکیبِ نحوی نہ جاننے والے لوگوں کی زبان دانی کی مثال اس کو تانہ نظر راہرو کی سہلے جس کی نظر پکڑ نڈی کے صرف اتنے ہی حصے پر ہے جو اس کے پاؤں کے سامنے ہے اور وہ اس سلسلِ نظر کے ساتھ اپنی مسافت طے کرتا جا رہا ہے بخلاف اس شخص کے جو جانتا ہے کہ یہ کلمہ فعل ہے یہ فاعل ہے یہ اسم موصول ہے یہ جملہ اس کا صلہ ہے، یہ کلمہ مقدم آنا واجب ہے اور یہ مؤخر ہونا چاہئے اس کلمہ میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے اس کا مرجع یہ ہے وغیرہ وغیرہ، اس پر عبارت کا مطلب و مدعا خود بخود آیتہ ہو جاتا ہے اور جب وہ عبارت کا ترجمہ کرتا ہے تو ایک مبصر کی حیثیت سے کرتا ہے اس کی مثال اس وسیع النظر اور دور بین راہرو کی سی ہے جس نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے نقشہ کے ذریعہ، سفر ناموں کے مطالعہ سے اور واقفانِ راہ سے گفتگو کر کے تمام منازلِ سفر پر نظر ڈال لی ہو۔ خلاصہ یہ کہ اس کا سفر خطر سے محفوظ ہو گا۔“

ایسی ہی وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری الفاظ، جملوں اور آیات کی صرفی و نحوی لحاظ سے وضاحت کر دی گئی ہے اس طرح اصطلاحاً یہ کتاب نہ تو ایک لغات (ڈکشنری) ہے نہ تفسیر نہ ترجمہ، اس بناء پر اس کا نام انوار البیان فی حل لغۃ القرآن رکھا گیا ہے۔

سورت اور اس کی آیات کو یا آیات میں مندرجہ جملوں یا الفاظ کو اس ترتیب سے لکھا گیا ہے کہ پہلے

سورت کا نمبر دیا ہے اس کے بعد آیت کا نمبر ہے۔ ازاں بعد جملہ یا الفاظ کا حوالہ ہے۔ مثلاً ۳۔ ۱۱۹ میں ۳: سورۃ آل عمران کو ظاہر کرتا ہے اور ۱۱۹۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۱۹ کو، اور اس آیت میں مندرج مشکل الفاظ کو اس آیت کے محاذ درج کیا ہے۔

چونکہ اس کتاب میں صرف مشکل الفاظ کی تشریح کی گئی ہے لہذا ضروری نہیں کہ ہر سورۃ یا ہر پارہ اس کے انہی الفاظ سے شروع ہو جو قرآن میں ہیں۔

جن کتابوں سے کتاب ہذا کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے ان کی فہرست آخر میں درج کی گئی ہے۔ چونکہ کتاب ہذا کا مقصد طالب علم کو قرآن حکیم کے سمجھنے میں معاونت کرنا ہے لہذا اللہ کتب سے دل کھول کر مدد لی گئی ہے۔ مؤلف کتاب ہذا کو اپنی کوتاہی علم کاشدیت سے احساس ہے لہذا کتاب ہذا میں جو محاسن نظر آئیں ان کے لئے سزاوار تحسین وہ ہستیاں ہیں جن کے گلستان تصنیف سے خوشہ چینی کی گئی ہے البتہ جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کے لئے ذمہ دار وہ خود مؤلف ہے جس کے لئے وہ بارگاہ ایزدی سے معافی کا خواستگار ہے۔

جملہ حقوق ہر قسم کی بندش سے مبرا ہیں یہ کتاب محض قرآن حکیم کی حقیر سی خدمت کے طور پر تحصیل ثواب کے لئے لکھی گئی ہے لہذا اس کو بہتر صورت میں پیش کرنے میں مؤلف کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ کتاب کا عنوان اور مؤلف کا نام بدستور باقی ہے صرف اس استاد کی یاد دہانی کے طور پر کہ جب بھی کوئی قاری اس کتاب کو پڑھے مؤلف کے حق میں خدائے ذوالجلال کے حضور میں دعائے خیر کرے۔

اعتذار

خداوند تعالیٰ کو کچھ ایسا ہی منظور تھا کہ جب تالیف کا کام آخری مراحل میں تھا تو مؤلف کو رعشہ کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ جس سے مؤلف کی کارکردگی اور قوت حافظہ بری طرح متاثر ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب کا مسودہ مکمل ہونے پر اس کو دوبارہ دیکھنے اور اغلاط کو درست کرنے کی طاقت نہ رہی۔

لیکن بایں ہمہ کتاب کی اہمیت و عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کرم فرما مولانا مبشر احمد صاحب استاذ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کے سپرد کردی جنہوں نے ماشار اللہ پوری توجہ اور حسب استطاعت بشری نظر ثانی کردی ہے جس کے لئے میں ان کا بیحد مشکور و ممنون ہوں۔

مشورہ وہ طالب علم جو قرآن حکیم کو لغات (ڈکشنری) یا امدادی کتابوں کا سہارا لے کر پڑھتے ہیں

ان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق کسی مستند ترجمہ کو زیر نظر رکھیں
تاکہ آیات کا ربط اور مضمون کا تسلسل قائم رہے

فقط والسلام

طالب دعا
راجی الرحمۃ اللہ علیہ وسلم

عَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ

تقریظ

یادگار سلف شیخ طریقت سلطان القلم جناب حضرت سید انور حسین شاہ
صاحب مدظلہ العالی - خلیفہ ہجاز حضرت راپوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ سُبْحَانَكَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَكَ -

پیش نظر کتاب "النوار البیان فی حل لغات القرآن"

جو کہ چوہدری علی محمد صاحب زاد اللہ محاسنہ نے تقریباً عرصہ ۱۳ سال میں تصنیف فرمائی ہے

لاریب بڑی محنت سے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ ہمارے مخدوم مولانا مفتی مبشر احمد صاحب

زید مجدہم نے از اول تا آخر اس پر نظر ثانی فرمائی ہے جو اس کتاب کے قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے

اللہ تعالیٰ مؤلف ممدوح کی سعی مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے متمتع ہونے

کی توفیق نصیب فرمائے۔

تقریظ

حضرت العلامة المفتی **مبشر احمد صاحب** اُستاد الحدیث

جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ

اجمعین ۵ ما بعدہ

قرآن مجید کا اصلی موضوع انسان کے لئے ایسی راہنمائی فراہم کرنا ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ اسی زندگی گزار سکے۔ جو بعد کی زندگی کے لئے مفید ہو۔ جیسے کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ نزول قرآن کا مقصد اصلی انسانوں کی تہذیب و تربیت اور ان کے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی اصلاح ہے۔

قرآن کریم کی دو شانیں ہیں ایک شانِ تعبّد اور دوسری شانِ تدبیر۔

شانِ تعبّد کا مفہوم ہے کہ اس کی تلاوت کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور نبوت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ذکر ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا** کہ وہ ان پر ہماری آیات تلاوت کرتا، اور شانِ تدبیر کا مطلب ہے کہ اس میں غور و فکر اور نزول قرآن کے مقاصد کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونا تو اس کے لئے تعلیم قرآن کو ضروری قرار دیا گیا۔ اور یہ بھی مقاصد نبوت میں سے ایک مقصد ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ**۔ یعنی وہ انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا، حالاتِ حاضرہ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن کی گرمی کچھ مسلمانوں میں موجود ہے۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی عمومی زندگی کا تدبیر قرآن سے رشتہ ٹوٹ چکا ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہ پھر سے مسلمانوں کا تعلق قرآنِ نبوی سے جڑ جائے ہمارے محترم بزرگ جناب چوہدری علی محمد صاحب دام اقبالہ (بی لے آنرزم) پی سی ایس رٹائرڈ ایڈیشنل کمشنر نے قلم اٹھایا اور رات دن محنت کر کے اختصار کے ساتھ لغات قرآن کے حل کے لئے ایک مسودہ مرتب کیا جس کا نام انوار البیان فی حل لغات القرآن تجویز کیا۔

اس تالیف سے ان کا اولین مقصد تو نجاتِ اخروی ہے اور حصولِ رضائے الہی ہے۔

اور ثنائیاً یہ مقصود ہے کہ شاید میری اس حقیر سی کاوش سے مسلمان استفادہ کر کے تدبیر قرآن کی طرف راجع ہو جائیں اور اپنی آخرت بھی سنوار لیں۔

چوہدری صاحب موصوف کی اس تالیف کو بندہ نے حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ تالیف موجودہ دور کے اردو تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔
چوہدری صاحب موصوف نے حل لغات کے علاوہ کہیں کہیں آیات کا مفہوم بھی اس اچھوتے انداز میں واضح کیا ہے کہ پڑھ کر دل عیش عیش کراٹھتا ہے۔

خُصُوصِيَاتُ التَّالِيفِ

اس تالیف کی خصوصیات یہ ہیں!

- ۱۔ حل لغات و تراکیب آیات
 - ۲۔ بیان نحوی و صرفی تحقیقات
 - ۳۔ مختصر و آسان تشریحات
 - ۴۔ عمدہ و عجیب و غریب نکات
 - ۵۔ قیمتی و بہترین اشارات
 - ۶۔ مسائل پر جید استدلالات
 - ۷۔ مستند اور مضبوط حوالہ جات
- بندہ بارگاہ الہی میں دعا گو رہے کہ یہ تالیف چوہدری صاحب موصوف کے لئے اور ان کے اولاد کے لئے ذخیرہ آخرت بنے اور عوام و خواص کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

احقر مبشر احمد غفرلہ الاحد

خادم الحدیث بجامعہ دارالعلوم الاسلامیہ

اقبال ٹاؤن لاہور

خلاصہ تقریظ از جناب ڈاکٹر محمد اکرم صاحب

صدر شعبہ عربی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زیر نظر کتاب لغات القرآن الکریم صرف منہجی حضرات کے استفادہ کے لئے ہے اس سے عام قاری کی بجائے وہی استفادہ کر سکتا ہے جو عربی زبان و ادب سے بنیادی واقفیت رکھتا ہو۔ ایک شخص جس نے عربی گرامر کبھی نہیں پڑھی اس کے لئے قواعد یا حذف یا الفاظ کے باہم مقلوب ہونے یا تقدیم و تاخیر کی بحثیں چنداں مفید نہیں۔

اگر مصنف کا مقصود ہی یہی ہے کہ بنیادی عربی قواعد و زبان سے واقفیت رکھنے والوں کے لئے مزید فہم القرآن کے لئے یہ کام کیا گیا ہے۔ تو نہایت مفید ہے اور اردو زبان میں شاید یہ پہلا کام ہے جس میں پرانی جملہ تفاسیر کے محاسن کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

انڈاز بیان نہایت شستہ اور رواں ہے۔ یہ تالیف ترکیب نجومی پر مبنی ہے۔ اس میں احکام پر مشتمل آیات میں تاریخی و دیگر تفسیری روایات کی بجائے قواعد زبان کی نشاندہی پر زور دیا گیا ہے اردو میں اس نوع کی تفسیر یقیناً ایک غلام کو پڑ کرے گی!

تاہم اس قسم کی لغوی بحثیں زیادہ شرح و بسط کے ساتھ الفراء ۲، ۲۰۷ ہر کی معانی القرآن میں وارد ہیں زیر نظر کتاب لغات القرآن عربی طلبہ کے استفادہ کے لئے ترتیب دینا مقصود ہے تو مذکورہ کتاب سے استفادہ اس کے حسن کو اور بڑھائے گا۔

جناب چوہدری علی محمد صاحب نے ایک نہایت علمی کام مکمل فرمایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس محنت شاقہ اور کار خیر پر خیر کثیر عطا فرمائے۔ واللہ الموفق

ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری
صدر شعبہ عربی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

يَا رَحْمَةً
(١١)

سورة الفاتحة
و
البقرة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵)

سُورَةٌ: جس طرح دنیا کی دوسری کتابیں مختلف ابواب میں تقسیم ہوتی ہیں اسی طرح قرآن حکیم کو بھی مختلف حصوں یا ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ کو سورہ کہتے ہیں اس صورت میں یہ سُورَةُ (مہموز العین) سے مشتق ہے جس کے معنی کسی شے کے بقیہ اور بچے ہوتے حصہ (ٹکڑہ) کے ہیں۔ اور سورہ بھی قرآن کا ایک ٹکڑہ اور حصہ ہے۔ اس صورت میں واو کو ہمزہ سے بدلا ہوا قرار دیا جائے گا۔

۲۔ السُّورَةُ: کے معنی بلند مرتبہ کے ہیں۔ جیسا کہ نالغہ کا ایک شعر ہے:

الْمُنْتَرَاتُ اللَّهُ أَعْطَاكَ سُورَةً - تَوَى حُلَّ مَلِكٍ دُرُجِيًّا يَتَذَبذَبُ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا مرتبہ بخشا ہے۔ جس کے در سے ہر بادشاہ منتہذب نظر آتا ہے
قرآن کی ہر سورت اپنی بلند مرتبہ کی وجہ سے سورہ کہلاتی ہے۔

۳۔ یا سورۃ القرآن سورۃ المدینہ سے مشتق ہے جس کے معنی شہر پنہا یا شہر کے گرد حفاظت کے لئے بنائے گئے
فصیل کے ہیں اور ہر سورۃ القرآن بھی فصیل کی طرح اپنے مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (۲۲ اور ۲۳) کی صورت میں یہ
سورہ مشتق ہے اور اس کا واو اصلی ہے کسی سے بدلا ہوا نہیں ہے۔

قرآن حکیم کی سورتیں طویل، درمیانی، اور مختصر ہیں، مختصر سے مختصر سورہ تین آیات کی ہے۔ مثلاً سورۃ العصر
(۱۰۳) اور سورۃ الکوتر (۱۰۸)

الْفَاتِحَةُ: اسم فاعل واحد مؤنث، فَتَحَ مَادَّةً سے مشتق ہے۔ الْفَتْحُ کے معنی کسی چیز سے بندش اور پھیدگی کو
زائل کرنے کے ہیں۔ یہ ازالہ دو قسم کا ہے ایک وہ جس کا آنکھ سے ادراک ہو سکے جیسے فَتْحُ الْبَابِ (دروازہ کھولنا) مثلاً
قرآن مجید میں ہے وَ لَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (۶۵:۱۲) اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا۔
دوم: جس کا ادراک بصیرت سے ہو مثلاً فَلَمَّا نَسُوا حَظًّا مِمَّا كُتِبُوا عَلَيْهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ الْبَابَ
كُلِّ شَيْءٍ (۶۴:۶) جب انہوں نے اس نصیحت کو جو ان کو دی گئی تھی فراموش کر دیا۔ تو ہم نے
ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی ہر چیز کی فراوانی کر دی۔

اس سورہ کے کئی نام ہیں۔ الْفَاتِحَةُ کھولنے والی۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورت ہونے کے باعث

باقی قرآن مجیم کے لئے مثل دروازہ کے ہے اور اس دروازہ کے کھلنے سے باقی قرآن حکیم آتا ہے (۲) ہر چیز کے بعد اگر کو
 الفاتحة کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اس کے مابعد کو شروع کیا جائے اسی لئے سورۃ فاتحہ کو فاتحة الكتاب کہا جاتا
 ہے۔ ۲، سبع مثانی لمسات دوہرائی جانے والی آیتیں (کیونکہ بالاتفاق اس کی سات آیات ہیں جو نماز میں بار بار
 پڑھی جاتی ہیں۔ ۳، اَمُّ الْكِتَابِ وَاُمُّ الْقُرْآنِ، کہ قرآن مجیم کے جملہ مضامین کو مشتمل ہے۔ ۴، سورۃ الصلوة:
 کہ اس کا ہر نماز میں پڑھنا واجب ہے۔ ۵، سورۃ الحمد کہ لفظ الحمد سے شروع ہوتی ہے (۶) سورۃ الشفاء کہ یہ سورۃ
 ہر مرض کی شفاء ہے (۷) سورۃ الرزقہ۔ یعنی پڑھ کر دم کرنے یا چھونک ماننے والی سورۃ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کو یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔

۸، اساس القرآن۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سورت قرآن کی جڑ ہے اور نیو ہے۔

۹، سورۃ الکنز۔ کیونکہ یہ مطالب اور معارف کا خزانہ ہے (۱۰) سورۃ الودیہ کہ ہر قرأت میں اسے سالم ہی پڑھا جاتا ہے
 توڑ کر نہیں پڑھا جاتا۔ جیسا کہ بعض دیگر سورتوں کو پڑھا جا سکتا ہے (۱۱) سورۃ الکافیہ کہ نماز میں یہی سورۃ بدون کسی دوسری سورۃ
 کے کافی تو ہو سکتی ہے لیکن کوئی دوسری سورت بدون اس سورۃ کے کافی نہیں ہو سکتی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ب حرف جار ہے۔ جو مصاحبت یا استعانت کے لئے استعمال ہوا
 ہے۔ اگر مصاحبت کے لئے ہو تو ترجمہ ہوگا۔ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہوئے۔ اور اگر
 استعانت کے لئے ہو تو ترجمہ ہوگا۔ اللہ کے نام کے ساتھ مدد حاصل کرتے ہوئے (گویا اس کے معنی ہیں ساتھ، مدد کے
 ساتھ) اِسْم۔ نام۔ مادہ س۔ م۔ و سے مشتق ہے۔ سَمًا یَسْمُو (باب نصر) سَمُو، بمعنی بند ہونا جیسے عربی میں کہتے
 ہیں سَمَوْتُ الْیَدِ بَصْرَی۔ میں نے اس کی طرف نظر اٹھائی۔ جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو گویا اس کو بند ہوا لاکرتے
 ہیں تاکہ وہ آنکھوں میں نہ چج جائے۔ اِسْم کی جمع اَسْمَاء ہے بعض کے نزدیک اس کا مادہ وِسْم ہے جس کے معنی علامت کے
 ہیں اور وَاوِمْزہ سے بدل گئی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے، عربی زبان کا نام ضابطہ ہے کہ کسی لفظ کے مادہ کے اصلی حروف
 تصغیر میں ظاہر کر دیے جاتے ہیں اس قاعدہ کے موافق اگر اسم مادہ وِسْم سے قرار دیا جائے تو اس کا اسم تصغیر وِسْمٌ اور
 اور جمع اَدْسَام ہوگی مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اسم کی تصغیر سَمِیٌّ اور جمع اَسْمَاء ہے جو قاعدہ کے موافق ہے، لہذا اِسْمٌ سَمُو سے
 مشتق ہے نہ کہ وِسْم سے۔

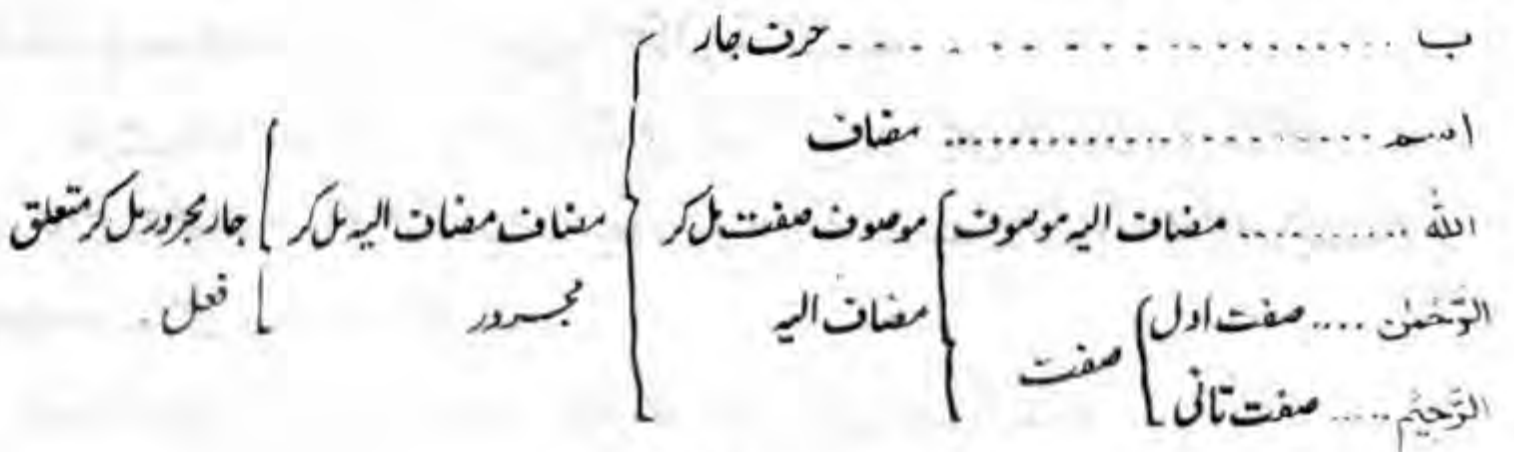
بِسْمِ۔ میں اسم کا الف کثرت استعمال کے باعث ساقط ہو گیا ہے اور اس کے بدلے میں ب لپی لکھی جاتی ہے
 بِسْمِ اللّٰهِ میں ب کا تعلق فعل سے ہے یا اسم سے جو ہر دو یہاں مخذوف ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال دونوں طرح آیا
 ہے۔ متعلق اسم ہونے کی صورت میں عبارت کچھ یوں ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ اِبْتِدَآئِی (اللہ کے نام سے میری ابتداء ہے)۔
 قرآن مجید میں اس کی مثال۔ وَقَالَ اذْکَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَهَادْمُرْسَلَهَا (۱۱: ۴۱) سوار ہو جاؤ کشتی میں اللہ کے نام
 سے اس کا چلنا اور اللہ کے نام سے اس کا ٹھہرنا ہے۔ متعلق فعل کی صورت میں عبارت یوں ہوگی۔ اَبْدَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ (میں

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں اس کی مثال اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۱:۱) پڑھ اپنے رب کے نام سے اللہ - اللہ کا لفظ خداوند تعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات آیا ہے یہ کسی خاص صفت کے لئے نہیں بولا جاتا۔ باقی تمام صفت خداوندی اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ نزول قرآن سے پہلے بھی اللہ کا لفظ خداوند تعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات کے مستعمل تھا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ترجمان القرآن (از مولانا آزاد)۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یہ دونوں نام رَحْمَةً سے مشتق ہیں، دونوں میں مبالغہ ہے رَحْمٰن کے معنی میں رَحِیْم کی نسبت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے اس میں رَحِیْم کی نسبت ایک حرف زائد ہے اور زِيَادَةٌ اللَّفْظِ تَدُلُّ عَلَى زِيَادَةِ الْمَعْنَى یعنی زائد حرف زیادہ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ رَحْمٰن کا لفظ اللہ کی طرح ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور اس کی دلیل یہ آیت شریفہ ہے: قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْنَ اِنَّ السَّمٰوٰتِ الْاَوْسٰطِیَّ (۱۱:۱۶) کہہ دو تم (خدا کو) اللہ کے نام سے (پکارو یا رحمن کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔ بخلاف اس کے رحیم کا لفظ ماسوی اللہ کے لئے بھی مستعمل ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رُوْفٌ رَحِیْمٌ کہا گیا ہے آیت شریفہ ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ نَّفْسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حٰوِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْعٰمُوْمِیْنَ رُوْفٌ رَحِیْمٌ (۱۲۸:۶) (لوگو) تمہارے پاس تمہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں جو چیز تمہیں مفرت پہنچاتی ہے انہیں بہت گراں گذرتی ہے تمہاری (بھلائی) کے حوالے ہیں ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ دنیا میں رحمت اور آخرت میں رحیم ہے کہ دنیا میں مومن اور کافر سب اس کی رحمت سے متمتع ہوتے ہیں اور آخرت میں رحمت سے فائدہ اٹھانے والے صرف مومن ہوں گے۔ اس بارہ میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں گرامر کے لحاظ سے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی دو صورتیں ہیں (۱) یہ اللہ کی صفت ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا اللہ کے نام سے جو کہ رحمن اور رحیم ہے (۲) یہ اللہ کا بدل ہے اور ترجمہ ہے اللہ رحمن اور رحیم کے نام سے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ کی تَب کا تعلق اسم (مخذوف) سے ہے یا فعل (مخذوف) سے۔ اول الذکر کی صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور مؤخر الذکر کی صورت میں جملہ فعلیہ۔ اس کی ترکیب نحو کی کچھ یوں ہوگی



أَبْدَأُ فعل مخذوف

أَنَا ضمیر فاعل مستتر در فعل مخذوف پس فعل اپنے فاعل اور متعلق فعل سے

لی کر حمد فعلیہ ہوا۔

کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآن مجید کا حصہ ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ مکہ اور کوفہ کے قاری اسے قرآن مجید کا حصہ سمجھتے ہیں۔ لیکن مدینہ، بصرہ اور شام کے قاری کہنا ہے کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں (شوکانی زیر آیت ۱:۱) مؤخر الذکر قراء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ آیت سورۃ فاتحہ کا حصہ ہے باقی سورتوں کا نہیں۔

جو اس کو سورۃ فاتحہ کا حصہ سمجھتے ہیں ان کے نزدیک یہ ایک مکمل آیت ہے لہذا اس کو علیحدہ نمبر دیتے ہیں اور باقی آیات کی تعداد چھ شمار کر کے کل سات آیات (سبع مثانی) مکمل کرتے ہیں اور جو اسے سورۃ فاتحہ کا حصہ شمار نہیں کرتے وہ آیت صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ هَٰذَا صَبْرٌ مَّغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَلَا لَاحْتِسَابَ ۝۱۰۰ میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر وقف کر کے علیحدہ آیت نمبر ۶ شمار کرتے ہیں۔ جبکہ اول الذکر گروہ اسے ایک ہی آیت شمار کرتا ہے۔

الْحَمْدُ: حَمِدًا یَحْمَدُ، (باب سَمْع) سے مصدر ہے۔ شاکرنا، تعریف کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اور ثناء کو حمد کہتے ہیں۔ یہ مدح سے خاص اور شکر سے عام ہے۔ کیونکہ مدح ان افعال پر بھی ہوتی ہے جو کہ انسان سے اختیاری طور پر سرزد ہوتے ہیں اور ان اوصاف پر بھی جو پیدا الٰہی طور پر اس میں پائے جاتے ہیں چنانچہ جس طرح مال کے خرچ کرنے اور علم و سخا پر انسان کی مدح ہوتی ہے اسی طرح اس کی درازی قد و قامت اور چہرہ کی خوبصورتی پر بھی تعریف کی جاتی ہے۔ لیکن حمد صرف افعال اختیاریہ پر ہوتی ہے نہ کہ اوصاف اضطراریہ پر۔ اور شکر تو صرف کسی کے احسان کی وجہ سے اس کی تعریف کو کہتے ہیں۔ لہذا ہر شکر حمد ہے مگر ہر حمد شکر نہیں ہے اور ہر حمد مدح ہے مگر ہر مدح حمد نہیں ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں، عربی میں حمد کے معنی ثناء جمیل کے ہیں یعنی اچھی صفیوں یا کرنے کے۔ اگر کسی کی بُری صفیوں بیان کی جائیں۔ تو یہ حمد نہ ہوگی۔

حمد۔ پرف لام (ال) تعریف کا ہے یہ یا تو جنس کے لئے ہے اور حمد کے اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جسے ہر شخص جانتا ہے یا یہ استغراق کے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ میں لام اختصاص کا ہے جیسا کہ کہتے ہیں اَلدَّارُ لِرَبِّدِ۔ پس الْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی یہ ہوتے کہ حمد و ثناء میں جو کچھ اور جیسا کچھ بھی کہا جاسکتا ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے کیونکہ خوبیوں اور کمالوں میں سے جو کچھ بھی ہے سب اسی سے ہے اور اسی میں ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ جملہ خبریہ اسمیہ ہے اور استحقاق حمد کے استمرار پر دلالت کرتا ہے اس جملہ سے ثناء کرنا مقصود ہے اور بندوں کو حمد کی تعلیم دینی گئی ہے تقدیر جملہ یہ ہے قُولُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ (لوگو! اللہ ہی کو حمد دینا) اس تقدیر کی ضرورت اس لئے ہے کہ آیت اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے مناسبت پیدا ہو جائے

کیونکہ تَعْبُدُ کے قائل بندے ہیں۔

دَبَّ الْعَالَمِينَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ دَبَّ کا لفظ اصل میں مصدر ہے دَبَّ يَرْبُطُ (باب نصر) سے۔ استعارۃً بمعنی فاعل استعمال ہوتا ہے مطلق صورت میں یعنی اضاعت اور تعریف سے خالی ہونے کی صورت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور اضاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا جاتا ہے اور دوسروں پر بھی جیسے دَبَّ الدَّالِمِينَ (اللہ تعالیٰ کی صفت: تمام جہانوں کا پالنے والا۔ دَبَّ الدَّارِ (ماسوی اللہ کے لئے: گھر کا مالک) دَبَّ بمعنی کسی پر سیاست رالی کرنا مثلاً دَبَّ الْقَوَّهَ۔ کسی کا کام درست کرنا۔ جیسے دَبَّ الْأَمْرَ۔ کسی کو پالتا ہے دَبَّ الْوَلَدَ۔

دَبَّ تَرْبِيتِ کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے تربیت دینا۔ یعنی کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال کو پہنچانا۔ اس پرورش میں محبت شفقت، حفاظت، نگہداشت، اور امانت کا عنصر موجود ہوتا ہے، جیسے ماں کا بچے کو پالنا۔ یا ماں باپ کا بچے کی نشوونما میں اس کی نگہداشت کرنا اور ہر ضرورت کو بروقت اور حسبِ ذوق اس کی استعداد کے مطابق پورا کرنا۔ اس سے دَبَّ بمعنی پروردگار، پالنے والا آتا ہے۔

عَالَمِينَ۔ عَالَمٌ کی جمع ہے استعمال میں اس کے لفظ سے اس کا واحد نہیں پایا جاتا۔ یعنی قرآن مجید میں لفظ عَالَمٌ بصیغہ مفعول استعمال نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو عالم کہتے ہیں اس میں تمام وہ مخلوق شامل ہے خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمانوں میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (سب کا) مالک و پروردگار ہے عالم نام سے اس چیز کا جس کے ذریعہ سے کسی چیز کا علم ہو پھر غلبۃً استعمال ہونے لگا ان چیزوں میں جن کے ذریعہ صنایع یعنی باری تعالیٰ کا علم حاصل ہو۔

چونکہ عالم کے تحت میں اجناس مختلف موجود ہیں اس لئے عَالَمِينَ بصیغہ جمع لایا گیا ہے۔ دَبَّ الْعَالَمِينَ بدل ہے اللہ کا یا اس کی صفت ہے بدیں و جبر مجرور ہے۔

۲:۳، الرَّحْمٰنُ وَ الرَّحِیْمُ ہر دو کی وضاحت اوپر لیس اللہ الرحمن الرحیم کے بیان میں ہو چکی ہے اللہ کی صفت دوم، سوم یا اللہ کا بدل ہیں۔

(۳:۲) مَا لِكِ يَوْمِ الدِّينِ - مَا لِكِ مِصْرَفِ يَوْمِ الدِّينِ مِصْرَفِ مِصْرَفِ الْبَدَلِ مِصْرَفِ الْبَدَلِ لِهَذَا مَا لِكِ يَوْمِ الدِّينِ صفت چہارم ہے اللہ کی۔ بعض کے نزدیک یہ اللہ کا بدل ہے صفت نہیں کیونکہ اللہ معروف ہے۔ اور یہ تکرہ۔ اس کے نکرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل جب حال یا مستقبل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے تو مِصْرَفِ الی المعروف بھی معروف نہیں بنتا۔ املاء، جزا و حساب کے دن کا مالک۔ یَوْمِ الدِّينِ کی قرآن مجید میں ایوں وضاحت کی گئی ہے۔ وَمَا آذْرٰكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ هُمْ مَا آذْرٰكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ

لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالَّذِي مَرَّ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ (۸۲ : ۱۶۱) جس دن کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آسکیگا اور ہم تمام تر اس روز صرف اللہ ہی کا ہرگا۔

ملاہ پانی تپتی رقمطراز ہیں : **يَوْمِ الدِّينِ** : قیامت کا دن ہے دین جزا اور بدلے کو کہتے ہیں اور **كَمَا تَدْنِينَ تَدَات** دین ہی سے مشتق ہے (یعنی جیسے تو فعل کرے گا ویسا ہی بدلہ لے لے گا..... یا لفظ دین سے اسلام اور اطاعت مراد ہے کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ جس میں اسلام اور اطاعت کے سوا کوئی چیز نفع نہ دے گی مجاہد کہتے ہیں کہ **يَوْمِ الدِّينِ** بمعنی یوم الحساب ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے **ذَلِكَ الدِّينَ الْقَيِّمُ** یعنی یہ سیدھا حساب ہے

(۴۰) اِيَّاكَ لَعَبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

لَعَبُدُ ... فعل
نَحْنُ (ضمیر مستقر) فاعل
اِيَّاكَ مفعول (جو شخص سے مل کر ہے)

وَ ... حرف عطف

نَسْتَعِينُ فعل
نَحْنُ (ضمیر مستقر) فاعل
اِيَّاكَ مفعول (مقدم برائے شخص سے)

اِيَّاكَ - اِیَا اور ك سے مرکب ہے یعنی تجھ ہی سے - علامہ راغب اسد فہانی لکھتے ہیں کہ یہ کلمہ ضمیر منصوب منفصل کے تلفظ کے لئے وضع کیا گیا ہے جب ضمیر منصوب اپنے عامل پر مقدم ہو یا اس پر کسی کلمہ کا عطف ڈالا جائے یا الّا کے بعد آئے تو اس کے ساتھ (یعنی اِیَا کے ساتھ) استعمال ہوتی ہے مثلاً تقدیم کی صورت میں ہے **اِيَّاكَ لَعَبُدُ** (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) (۲) عطف کی صورت میں قرآن مجید میں ہے **نَحْنُ نَزِدُّ فَهْمَهُ وَاِيَّاكَ سُدَّ** (۱۷-۲۱) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور (۳) الّا کے بعد : **وَقَضَىٰ دِيْنَكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاہُ** - (۱۷) اور تیرے پروردگار نے قطعی طور پر ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو!

مفعول مقدم کی صورت میں شخص سے معنی پائے جاتے ہیں گویا جب کہا جائے **لَعَبُدُكَ** تو اس کے معنی ہوں گے ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ لیکن جب کہا جائے **اِيَّاكَ لَعَبُدُ** تو اس کے معنی ہوں گے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں

لَا تَعْبُدُ : مضارع کا صیغہ جمع منکلم ہے۔ **اِسْتَعَانَةُ** اسْتَفْعَال سے **عَوْن** - مادہ ہم مدد چاہتے ہیں، ہم مدد مانگتے ہیں **اِيَّاكَ** - صرف تجھی سے۔

فائدہ اول: یہاں ایتانک جو کہ بطور مفعول مستعمل ہے اسے فعل سے قبل لانے اور پھر اسے دوہرانے سے مقصود اس کی اہمیت کو ذہن نشین کرانا ہے اور عبادت اور طلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کرنا ہے یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنے اور تیرے سوا کسی سے امداد طلب نہیں کرتے۔ اس حصہ و تخصیص کے مد نظر اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اس سے رد مانگنا قطعاً ممنوع اور حرام ہے۔ خواہ وہ کوئی انسان اور جن ہو، فرشتہ ہو، حیوانات سے ہو نباتات سے ہو یا جمادات سے ہو، استعانت (مدد طلب کرنا) سے یہاں اعانت کے بنیادی معنی مراد ہیں جس میں اس کے جملہ پہلو شامل ہوں، ورنہ اس عالم اسباب میں بعض قسم امداد یا سوا اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے مثلاً آپ کمزوری کے باعث اٹھ نہیں سکتے اور کسی اور کو اٹھنے میں مدد دینے کو کہتے ہیں، آپ طالب علم ہیں اور استاد سے یا کسی عالم سے اپنے علم کی تحصیل کے لئے امداد کے طالب ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ حالانکہ آپ کا فی الواقع اٹھنے کے قابل ہونا۔ یا مرض سے شفا پانا یا علم کا حاصل کرنا بالآخر قبضہ قدرت میں ہے آپ صرف دنیاوی اسباب سے استفادہ چاہتے ہیں اور حقیقتاً ان اسباب کے مہیا کرنے کا مسبب وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ کامل اطاعت اور پورے دین کا حاصل صرف یہی دو چیزیں ہیں (عبادت اور استعانت) بعض سلف کا قول ہے کہ سائے قرآن کا راز سورۃ الفاتحہ میں ہے۔ اور پوری سورۃ کا راز اس آیت ایتانک نعبد و ایتانک نستعین میں ہے۔

فائدہ دوم: خداوند تعالیٰ کی حمد ہو چکی، اس کی ربوبیت اس کی رحمانیت اور اس کی رحیمیت اس کا روز جزا و سزا کا مالک مطلق ہونا بیان ہو چکا اس کی حقیقت دل کی گہرائیوں میں اتر چکی اس کا اثر جسم کے رویں میں بس گیا۔ تو بندہ بصدعجز و انکسار عبادت میں اس ذات وحدہ لا شریک کے آگے بھک گیا۔ اور صرف اور صرف اسی کو حامی دناصر جانتے اور مانتے ہوئے پکارا اٹھا۔ ایتانک نعبد و ایتانک نستعین۔ اس یک لخت غیب کے درجہ سے مرتبہ خطاب کی جانب عدول کے متعلق تفسیر منظر ہی میں یوں تحریر ہے :-

”اگر کسی چیز کے احوال و صفات ناقابل اشتراک اور مخصوص ہوں اور وہ صفات ذکر کردہ ہی جائیں تو اس چیز کی ذہن میں ایسی تعین ہو جاتی ہے کہ گویا وہ سامنے آگئی، شدت تخیل غیر محسوس کو محسوس کر کے دکھا دیتی ہے علم غائبانہ شہود سے بدل جاتا ہے، حضور ذہنی وجود خارجی کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ علم حصولی معانہ میں تبدیل ہو جاتا ہے پس جب ذاتِ اوبہیت کا نام ذکر کر دیا اور مخصوص صفات کو بھی بیان کر دیا تو ذاتِ غائبانہ شدت استحضار کی وجہ سے عارف کی نظر کے سامنے آگئی۔ اس لئے اس نے غائبانہ طرز کلام سے انتقال کر کے مخاطب کا اسلوب اختیار کیا۔ جس ذات کا وہ غائبانہ ذکر کر رہا تھا، وہ اس کے سامنے حاضر ہو گئی اور اس نے

حاضر ذہنی سے اس طرح بات کرنی شروع کر دی جیسے حاضر مرئی خارجی سے کی جاتی ہے۔

۱: ۱ = اِهْدِنَا - امر کا صیغہ وائد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر مفعول جمع متکلم هِدَايَةَ بِأَبِ فَرْبٍ، مصدر سے، تو ہم کو راہ بتلا، تو ہماری رہنمائی کر، اصل میں فعل لازم ہے اور لِ اِلٰی کے ساتھ متعدی کے معنی دیتا ہے لیکن بغیر صلہ کے بھی بطور متعدی استعمال ہوتا ہے مثلاً هَدَى الرَّجُلُ اَدْمَى كَاهِدَايَةَ پانا۔ (فعل لازم) اور هَدَاكَ الطَّرِيقَ کسی کو راہ بتانا۔ بمعنی هَدَاكَ اِلَى الطَّرِيقِ وَ لِلطَّرِيقِ فعل متعدی ہے۔

ہدایت کے اصل معنی لطف و مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنے اور راستہ بتانے کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال ہمیشہ خیر و نیکی میں ہوا کرتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو پھر مقصد تک پہنچانے کے معنی میں ہوتی ہے۔

الصِّرَاطُ - راہ۔ راستہ، سیدھے اور آسان راستے کو صِرَاطُ کہتے ہیں اس کی جمع صُرُوطٌ ہے۔ الصِّرَاطُ یہاں موصوفہ ہے اس کی صفت الْمُسْتَقِيمُ آگے آتی ہے۔

الْمُسْتَقِيمُ اسم ناعل۔ وائد مذکر منسوب۔ اِسْتَقَامَ (استفعال) قَوْهٌ - مادہ بمعنی سیدھا۔ صِجِحَ الصِّرَاطُ کی صفت ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی ترکیب یوں ہوگی۔

فعل اپنے فاعل اور دو مفعولوں سے مل کر جملہ فعیل ہوا۔	اِهْدِ فعل اَنْتَ - ضمیر مستتر ناعل نَا مفعول اول الصِّرَاطُ موصوفہ الْمُسْتَقِيمُ صفت مفعول ثانی
--	---

۱: ۶ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یہ جملہ بدل کل ہے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے۔ ترکیب یوں ہوگی۔

مضاف مضاف الیہ مل کر بدل کل الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے	مضاف موصول موصول و سلم مل کر مضاف الیہ	صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ - فعل با فاعل و ضمیر مفعول عامہ الی الذین مل کر جملہ فعلیہ ہو کر
--	--	--

یعنی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے مقصود وہ سیدھا راستہ ہے جس کی طرف رہنمائی کی دعا کی گئی ہے جو انعام یافتہ لوگوں کا ہے۔ یہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں؟ نعمت تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ لِيُطَاعِ اللّٰهُ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ

الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رِزْقًا (۲۱:۴۷)
اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے میں وہ رقیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے
جن پر خدا نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ۔

انعام کے معنی ہیں وہ کیفیت جسے انسان لذت پاتا ہے پھر اس کا استعمال ان اشیاء پر ہونے لگا جو اس
لذت کا سبب بنتی ہیں

۴۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ یہ الَّذِينَ أَنْعَمَتْ عَلَيْهِمْ سے بدل۔ بے (یعنی تیرے انعام یافتہ بند
وہ ہیں) جو تیرے م غضب اور گمراہی سے سالم اور محفوظ ہیں یعنی جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے

فائدہ: نعتوں کی تسلیں، دنیاوی، اخروی۔

وہی۔ کسی۔

جسمانی۔ روحانی۔

وہی بنی خدا اور بیت روح، عقل، بینائی، قوت، شہادت، قوت گریائی وغیرہ۔

کسی۔ جو اپنی نعمت سے حاصل ہو۔ | جیسے نفس کو ردائل سے پاک کرنا، اور عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنا
اور بدن کو خوبصورت کپڑوں اور زیورات سے زینت دینا۔

اور مال و جائداد و عہدہ حاصل کرنا۔

اخری۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی کوتاہیوں کو معاف کرے اور راضی ہو کر اعلیٰ علیین میں عالمگاہ تہذیب
کے ساتھ ٹھکانے۔

فائدہ: اگر مضمون کی خاطر غیر کی تکرار مطلوب ہو تو دوسری دفعہ غیر کی بجائے و لاتے ہیں جس کا بعد
مجبور ہوگا۔ مثلاً مِنْ غَيْرِ آبٍ وَلَا أُمَّ۔ بغیر باپ کے اور بغیر ماں کے۔ يَا دَمِيَّتِ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي
اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ذَٰلِكَ هَٰؤُلَاءِ وَلَا كِتَابٍ مُّنبِئِهِ (۲۰:۳۱) اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے بارے میں جھگڑتے
ہیں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے، یا آیت زیر غور صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام و فضل ہوا۔ جن پر تیرا غضب نہ ہوا اور جو نہ
گمراہ ہوئے، بعض کے نزدیک وَلَا الضَّالِّينَ میں لازماً تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ بمعنی غیر صراط الذین غضبت علیہم وغیر الضالین

عن الہدیٰ بھی ہو سکتا ہے؛ نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ راستہ ان لوگوں کا جو ہدایت کے
راستے سے گمراہ ہو گئے۔

فائدہ: بعض کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد اہل یہود ہیں اور الضالین سے نصاریٰ۔

ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایہود معضوب علیہم و النصارى ضلال۔ لیکن علامہ پانی پتی رحمہماتہم ازہیں۔ میں کہتا ہوں کہ المعضوب علیہم ولا الضالین۔ ایسے دو عام لفظ ہیں جس کے تحت تمام کفار اور خدا کے نافرمان اور بدعتی سب لوگ داخل ہو سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں جو کسی ممنوع القتل کو عمدًا قتل کرے غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ: ۴: ۹۳ فرمایا ہے اور کفار اور بدعتیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا فَمَاذَا بَدَأَ الْحَقُّ إِلَّا الضَّلَالَةَ: (۱۰: ۳۲) اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا اور الَّذِينَ خَلَقْنَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: (۱۸: ۱۰۴) وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی،

الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ۔ غَضِبَ يَغْضِبُ (باب سَمِعَ) فعل لازم ہے بمعنی غضبناک ہونا۔ عَلِيٌّ كَا صِدْقٍ لَمَّا كَرِهَ مَعْضُوبٍ عَلِيٌّ اسْمٌ مَفْعُولٌ بِنَايَا كَيْفَ هُوَ وَهُوَ جَسْرٌ يَغْضِبُ نَازِلٌ هُوَ۔

الغضب کے اصل معنی میں انتقام کے لئے دل میں خون کا بوش مارنا۔ لیکن غضب الہی سے مراد سزا اور عذاب ہوتا ہے غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ: (۴: ۹۳) اور خدا اس پر غضبناک ہوگا، غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ میں غیر نفس کے لئے ہے جملہ کا مطلب ہے جن پر غضب نازل نہیں ہوا۔

وَلَا الضَّالِّينَ۔ و عاطف ہے لا۔ عَائِرٍ کی جگہ تکرار کی خاطر لایا گیا ہے وَلَا الضَّالِّينَ کا عطف جملہ سابقہ غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ پر ہے۔ الضَّالِّينَ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے ضَالٌّ وَاوَّجِبَاتٌ نَجْعٌ بَشِيحٌ هَوِّنَ۔ گمراہ، راہ بھولے ہوئے۔ الضَّلَالِ کے معنی سیدھی راہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور یہ هِدَايَةٌ بِالْمَقَابِلِ استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: سورۃ فاتحہ کے ختم پر قدرے فصل کے ساتھ آمین کہنا مستحسن ہے، صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) جب امام دلائل الضالین تک پہنچ جائے تو آمین کہا کرو۔ کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اور جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق پڑ جائے گی اس کے تمام گزشتہ گناہوں پر قلم عفو کھینچ دیا جائیگا۔

آمِينَ کے معنی ہیں: لَا سَمْعَ وَ لَا بَصَرًا؛ (یعنی خداوند ہمارے دعائیں اور قبول فرمائے) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، يَا اِنَّعَلُ: (يا اللہ ایسا ہی کر)

یا درہے کہ آمین قرآن مجید کا حصہ نہیں، اور اسی لئے اسے لکھا نہیں جاتا، بعض کے نزدیک مَنْ قَالَ اِنَّ اَمِيْنَ مِنَ الْقُرْآنِ كَفَرَ: جس نے کہا کہ آمین قرآن کا حصہ ہے اس نے کفر کیا۔ (روح المعانی)

(۲) سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ (۸۷)

۱:۲ - اَلَمْ، الف، لام، میم۔ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ ان کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کے معانی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کہ علوم ہیں۔

هَذَا سِرُّ بَيْتِ اللَّهِ وَبَيِّنَ الرَّسُولِ (یہ ایک مجید ہے مابین اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے) بعض علماء نے کہا ہے کہ ان حروف مقطعات اور متشابہات (۳:۷۷) کا علم نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ آپ کے اتباع کا مین کو بھی تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ میں راغبین فی العلم۔ (۳:۷۷) میں سے ہوں اور جو بزرگ متشابہات اور مقطعات کی تفسیر کے عالم ہیں ان میں سے ایک میں بھی ہوں حروف مقطعات کا استعمال عربی کلام میں پایا جاتا ہے لیکن بہت کم، مثلاً الراجز کا شعر ہے:

قُلْتُ لَهَا قِفِي فَقَالَتْ قَافٌ - لَا تَحْسَبِي اِنَّا نَسِينَا اِلَّا يُجَافُ
اس میں قَاف سے دَقَفْتُ ہے۔ لو میں ٹھیر گئی۔

۲:۲ - ذٰلِكَ الْكِتَابُ - ذٰلِكَ اسم اشارہ بعید ہے۔ اور واحد مذکر ہے اس کی تثنیہ اور جمع یہ ہوگی تثنیہ ذٰلِكَ اور جمع اُوْلٰئِكَ اور مونث کی صورت میں واحد تِلْكَ۔ تثنیہ تَانِكَ اور جمع اُوْلَاكِ ذٰلِكَ اگرچہ اسم اشارہ بعید کے لئے ہے لیکن اس کا استعمال بطور اشارہ قریب بھی آتا ہے۔ مثلاً خفاف کا شعر ہے۔

اقول لددالرمح يا طرمقفه - تامل خفافا اني انا ذاك -
میں نے اس کو کہا جب کہ نیزہ اس کی کم کو روہرا کر رہا تھا۔ خفاف کو اچھی طرح دیکھ لے۔ میں یہاں ہوں
قرآن مجید میں بھی ذٰلِكَ اسم اشارہ قریب کے لئے اکثر جگہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْدٍ اِلَيْكَ: (۲۱۲:۲۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس وحی کرتے ہیں۔

بقول امام رازی: هَذَا اور ذٰلِكَ میں اصل نَفْذٌ ہے جو کہ صرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ هٰذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ اِلٰهِ اِذْ يَذِيْبُهُ (۲:۲۵۵) کون ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے۔ يٰمَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (۲:۲۴۵) کون ہے کہ وہ خدا کو قرضِ حسنہ سے، ہاں ماقبل ذٰلِ توجہ دلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں پس جب کوئی چیز قریب ہوتی ہے تو اس کو هَذَا سے بیان کرتے ہیں۔ یعنی اے مخاطب یہ رہی اشارہ الیہ چیز، لیکن جب

کوئی چیز دُور ہوتی ہے تو مخاطب کو یہ بتلانے کے لئے کہ وہ چیز تجھ سے دُور ہے اسم اشارہ ذاکے ساتھ
ذک خطاب کا اور ل تاکید کا لگا دیتے ہیں۔ پس ذلک اگرچہ عرف عام میں اشارہ بعید کے معنوں میں آتا ہے
اس کے بنیادی معنوں میں یہ مفہوم نہیں پایا جاتا۔

جس طرح بعض دفعہ ہذا کا لفظ تحقیر و تنقیص کے لئے بولتے ہیں مثلاً اِنَّمَا اَنَا خَيْرٌ مِّمَّنْ هَذَا الَّذِي
هُوَ مَهِيئٌ ذَلَا يَكَادُ يُبَيِّنُ ۗ (۵۲:۴۳) بے شک میں اس شخص سے بہتر ہوں جو کچھ عزت نہیں رکھتا
اور نہ مان گفتگو کر سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں ذلک کے لفظ کے استعمال سے الکتاب کی تعظیم شان کی طرف
اشارہ کرنا مقصود ہے۔

الْكِتَابُ؛ مشاۃ الیہ۔ اس سے مراد قرآن مجید کا وہ حصہ ہے جو سورة البقرة سے پیشتر نازل ہو چکا تھا۔
۱۲) یہ بھی ممکن ہے کہ سارے قرآن مجید کی طرف اشارہ ہو۔ (۳) ال عہد کا ہے وَالْكِتَابُ الْمَوْعُودِ اَنْزَالَهُ
اور الْكِتَابُ سے مراد وہ کتاب جس کے انزال کا عہد کر رکھا ہو، جیسا کہ آیت شریفہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (۱۲۹:۲) سے ظاہر ہے کہ انبیاء
سابقہ کو بعثت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشگی علم تھا اور الْكِتَابُ (القرآن) کا ان پر منزل من اللہ ہونا بھی معلوم تھا
(۳) ال تخصیص کے لئے بھی ہو سکتا ہے یعنی ایسی کامل کتاب کہ اس کا ثانی نہ ہو جس کے سامنے اور کتاب
کتاب کہلانے کی مستحق نہیں۔

لَا رَيْبَ فِیْهِ جَزَاءٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ - لَا نَفْیَ جُنْجُسٍ كَیْ لَئِیْ - بِدِیْنِ وَجِبِ لَآرَبِیْبِ مَبْنِیْ بَرَفْتِیْ كِیْوَنَكِ
قاعدہ ہے کہ لا جنس کے بعد مذکر مفرد ہو تو مبنی برفتح ہوتا ہے جیسے لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ۔

رَبِّیْ : رَبِّیْ : (باب ضرب کا مصدر ہے۔ اور رَبِّیْ اس شک یا گمان کو کہتے ہیں جس کی حقیقت
بعد میں اس کے برخلاف منکشف ہو جائے، رَبِّیْ : ذہنی اضطراب، تہمت، اور سوء ظن کے معنوں میں بھی آتا ہے
فِیْهِ : جار مجرور ہے ضمیر واحد مذکر غائب الْكِتَابُ کے لئے ہے۔ یا اس کا مرجع کلام یا سبق بھی ہو سکتا ہے
هُدًی : هُدًی یَهْدِی (باب ضروب) کا مصدر ہے۔ ہدایت کے معنی لطف و کرم کے ساتھ کسی کی
رہنمائی کرنے کے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہدایۃ کے معنی لطف و کرم کے ساتھ رہنمائی کرنے کے ہیں
تو پھر قرآن مجید میں ہے فَأَهْدُواْ هُمُ اِلَی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ (۲۳:۳۴) پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو۔ اور
وَيَهْدِیْهِ اِلَی عَذَابِ السَّعِیْرِ (۴:۲۲) اور دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائے گا۔ کیوں استعمال ہوا ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ظن کافروں کے لئے اس کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اور جگہ ارشاد الہی ہے کہ :

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابِ اِلَیْمٍ ۗ (۲۴:۸۴) تو (لے پیغمبر) انہیں عذاب الیم کی خوشخبری سنا دو۔
لِّلْمُتَّقِیْنَ - مُتَّقِیْنَ اسم فاعل - جمع مذکر - مجرور، لِّلْمُتَّقِیْنَ متقیوں کے لئے، تقویٰ کرنے والوں

کے لئے۔ شترع میں تقویٰ سے مراد ہر اس چیز سے بچنا ہے جو گناہ کی طرف لیجائے۔ وق ی۔ مادہ۔
یہاں لَامَرِيْبِ کے بعد صلح۔ نشان وقف مندرج ہے اور فیدہ کے بعد شخ کا نشان وقف، اور عاشیہ میں
صح درج ہے، صح معانقہ کا مخفف ہے جس کے لغوی معنی گلے ملنے کے ہیں۔ یہاں دو جگہ قریب قریب ہیں جن
پر تین نقطے لکھے ہوئے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں میں سے دوسرے کو پہلے سے وہ ارتباط ہے
جو دوسرے لفظ کو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو۔ اور دوسرے کو اس سے اگلے لفظ کے
ساتھ ملا کر پڑھو۔ اس صورت میں دوسرے لفظ کا ربط پہلے لفظ کے ساتھ ہوگا۔ نہ کہ اگلے لفظ کے ساتھ، بہر صورت
اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر ہرگز وقف نہ کرو۔

تمام قرآن مجید میں متقدمین کے نزدیک ۱۶ معانقے ہیں لیکن متاخرین کے نزدیک ان کی تعداد
۱۸ ہے۔ آیت زیر غور کی مندرجہ بالا کی روشنی میں متدرجہ ذیل دو صورتیں ہوں گی۔

۱) ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ : یہ کتاب اس میں کچھ شک نہیں۔ اس صورت میں هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ
سے پہلے فِيهِ محذوف سمجھا جائے گا۔ اور عبارت یوں ہوگی، ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ (فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ)
یہ کتاب اس میں کچھ شک نہیں۔ اس میں متقیوں کے لئے راہنمائی ہے۔ وقف کی یہ صورت بہتر سمجھی جاتی ہے کیونکہ
اس میں نسبتاً مبالغہ زیادہ ہے اس کی تائید قرآن مجید میں اور جگہ بھی ہوتی ہے مثلاً۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ
فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۲۰:۳۲) اس میں شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہانوں کے پروردگار
کی طرف سے ہے۔

۲) دوسری صورت میں عبارت یوں ہوگی۔ ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اس صورت
میں لَا رَيْبَ کے بعد فِيهِ محذوف سمجھا جائیگا۔

عربی میں فِيهِ کے حذف کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ چنانچہ جب یہ کہنا مقصود ہو کہ اس بات
میں کوئی حرج نہیں تو لَا يَأْسَ فِيهِ کی بجائے صرف لَا يَأْسَ کہہ لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی مثال قالوا لا ضير
إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ؕ (۵۰:۱۲۶) وہ بولے کچھ ڈر نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔
یعنی تمہارے ہمارے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور ہمیں سولی پر لٹکانے میں کوئی ڈر نہیں۔ یہاں لَا ضَيْرَ فِيهِ کہنے کی بجائے
صرف لَا ضَيْرَ کہہ دیا۔

علامہ پانی پتیؒ لَا رَيْبَ فِيهِ... کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں لَا رَيْبَ فِيهِ یعنی اس کتاب کے
دلائل ایسے واضح اور اس درجہ روشن ہیں کہ نظر صحیح کے بعد منصف آدمی اس کے وحی اور منجانب اللہ ہونے میں
ذرا سا شک نہیں کر سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں خبر انشاء کے معنی میں ہے، یعنی لوگو! اس کتاب کے منزل من اللہ
ہونے میں شک و شبہ نہ کرو۔ لَا رَيْبَ میں لَا لفظی جنس کے لئے ہے رَيْبِ اسم اور فِيهِ خبر یا یوں کہو!

کہ فیہ صفت اور للمتقين خبر اور ہدیٰ بلحاظ حال منصوب، یا لآ کی خبر تو مخذوف مانو۔ جیسے لاصیر میں اور فیہ کو ہدیٰ کی خبر کہہ دو جو ہدیٰ کے نکرہ ہونے کی وجہ سے اس پر مقدم ہو گئی ہے۔ تقدیر عبارت یوں سمجھو لا ریب فیہ، فیہ ہدیٰ (یہ سب تو جہیں گو بجائے خود درست اور سچا ہیں) لیکن بہتر اور سب سے بہتر تو جہیں یہ ہے کہ یہ سب مسلسل مگر علیحدہ علیحدہ جملے قرار دیئے جائیں اور ہر جملہ لاحقہ کو سابقہ کی تاکید مانا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دو جملوں کے بیچ میں حرف عطف نہیں لایا گیا۔ پس ذلک المکتب ایک ایسا جملہ ہے جو اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ یہ کتاب ایسے اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے جو غایت کمال کے ساتھ موصوفہ ہے اور اس حیثیت سے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اسی پر قیاس کر لو ہدی للمتقین کو،

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ : متقیوں کے لئے ہادی و رہنما اس کتاب کو اس لئے کہا گیا کہ گو بطابق ارشاد باری تعالیٰ شہر رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ط (۲: ۱۸۵) تمام انسانوں کے لئے رشد و ہدایت ہے لیکن اس سے فائدہ صرف متقی اور پرہیزگار ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جن میں اس سے استفادہ حاصل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی مضمون میں اور جگہ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) وَ نُنزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَ لَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (۸۲: ۱۷) اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور نقصان بڑھاتا ہے۔

(۲) قُلْ وَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَ شِفَاءٌ ط وَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ط۔ (۲۴-۲۱) کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ ان کے حق میں موجب نابینائی ہے۔

(۳-۲) الَّذِينَ ... اسم موصول جمع مذکر۔

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ : اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا۔ (افعال) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ وہ ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں۔ اٰمَنَ متعدی اور لازم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے ب اور دل کے صلہ کے ساتھ بھی متعدی مستعمل ہے ب کے صلہ کے ساتھ معنی ماننا اور قبول کرنا جیسے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ میں نے اللہ کو مانا۔ قبول کیا۔ اللہ پر ایمان لایا۔ اور اٰمَنَ لَهُ۔ تابعدار اور مطمع ہونا۔ شرع کی اصطلاح میں ایمان کے معنی ہیں اٰقْرَادُ بِاللِّسَانِ وَ كَصِدْقٍ بِالْقَلْبِ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا۔

الْغَيْبِ : یہ غائب یغیب (باب ضرب یغرب) کا مصدر ہے غِيَابٌ وَ غَيْبَةٌ وَ غَيْبٌ، دیگر مضارع ہیں۔ اس کے معنی کسی چیز کے نگاہوں سے پوشیدہ اور اوجھل ہونے کے ہیں۔ اور ہر وہ چیز جو انسان کے علم اور حواس سے پوشیدہ ہو اس پر غیب کا لفظ بولا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، حشر و نشر، جنت و دوزخ سب شامل ہیں

جملہ یَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ صَلَہ ہے الَّذِیْنَ۔ اسم موصول کا۔ اور معطوف علیہ اگلے جملہ دَلِّیْمُونَ الصَّلَاةَ کا۔
 دَلِّیْمُونَ الصَّلَاةَ۔ واو عاطفہ یُقِیْمُونَ الصَّلَاةَ جملہ فعلیہ ہے اور معطوف جس کا عطف جملہ سابق
 یَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ پر ہے۔

یُقِیْمُونَ: مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِقَامَةٌ (باب افعال) مصدر۔ وہ ٹھیک ٹھیک ادا کرتے
 ہیں۔ اقامت معنی سیدھا کٹر کرنا ہے یعنی تبدیل ارکان، نہایت خشوع و خضوع اور حضورِ قلب سے نماز ادا کرنا
 دَلِّیْمُونَ الصَّلَاةَ اور نماز کو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

دَلِّیْمًا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُونَ۔ واو عاطفہ مِمَّا مرکب ہے مین جار اور ما موصولہ سے دَلِّیْمًا فعل
 بافاعل ہُم مفعول رَزَقْنَاهُمْ جملہ فعلیہ ہو کہ ما موصول کا صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مین حرف جار
 کا مجرور ہوا۔ اور جار اپنے مجرور سے مل کر فعل یُنْفِقُونَ سے متعلق ہے، فعل و فاعل و متعلق فعل مل کر جملہ فعلیہ
 ہو کر جملہ یَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کا معطوف ہوا۔ یُنْفِقُونَ مضارع جمع مذکر غائب اِنْفَاقًا (افعال) مصدر
 وہ خرچ کرتے ہیں۔

تینوں جملے جو ایک دوسرے پر معطوف ہیں صلہ ہوتے موصول الَّذِیْنَ کے۔ اور موصول اپنے صلہ سے مل کر
 مَتَّقِیْنَ کی صفت ہوتی۔ یعنی متقین وہ ہیں جو را، غیب پر ایمان لاتے ہیں (۲) نماز کو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں اور
 (۳) جو روزی ہم نے ان کو دی ہوتی ہے اس سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

(۲: ۴) دَلِّیْمًا۔ واو عاطفہ ہے۔ الَّذِیْنَ موصول ثانی۔ یَوْمِنُونَ بِفعل بافاعل۔ مَا اُنزِلَ
 اِلَیْكَ۔ ما موصولہ۔ اُنزِلَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ اِلَیْكَ جار مجرور مل کر متعلق فعل اُنزِلَ۔ فعل اپنے
 نائب فاعل (مفعول مالم لیسیم فاعلہ) اور متعلق فعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کہ صلہ ہوا۔ ما موصولہ کا۔ موصول و صلہ مل کر
 معطوف علیہ ہوا اگلے جملہ کا۔

دَلِّیْمًا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُونَ۔ واو عاطفہ، ما موصولہ، اُنزِلَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب (ضمیر مالم لیسیم فاعلہ)
 یا نائب فاعل کی طرف راجع ہے (مین حرف جار، قَبْلِكَ مضاف، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار اور مجرور مل
 کر متعلق فعل اُنزِلَ۔ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق فعل سے مل کر ما موصولہ کا صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر
 معطوف ہے جملہ سابق پر، معطوف علیہ اور معطوف دونوں جملے مفعول ہوتے یَوْمِنُونَ کے، یَوْمِنُونَ اپنے فاعل
 ضمیر اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔ اور صلہ ہوا۔ الَّذِیْنَ کا۔ الَّذِیْنَ موصول اپنے صلہ سے مل کر معطوف ہوا پہلے
 الَّذِیْنَ پر یا مَتَّقِیْنَ پر۔

دَلِّیْمًا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُونَ۔ واو عاطفہ بِالْاِخْوَةِ جار مجرور مل کر متعلق فعل یُنْفِقُونَ کے، یُنْفِقُونَ
 فعل بافاعل اور متعلق فعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوتی ہُم کی، جو مبتدا ہے، مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ

اسمیه: ۱۰ اور یہ جملہ اسمیہ یُؤْتُونَ کا معطوف ہوا۔ معطوف و معطوف علیہ مل کر صلہ ہوتے اپنے موصول الذین کا۔ الذین موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر پہلے الذین پر معطوف ہوا۔ اور معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ہوں... المتقین کی:

وَالَّذِينَ... يُوْتُونَ (آیت ۴۴) کا ترجمہ ہوا۔ (وہ کتاب ہدایت ہے پر ہمیں گاروں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو نازل کیا گیا آپ پر اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے اور وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا متقین کی مندرجہ ذیل تین مزید صفات ہیں۔

۱، وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر نازل کیا گیا۔

۲، وہ ایمان لاتے ہیں ان کتب الہیہ اور ان صحیفوں پر جو آپ سے قبل (دوسرے پیغمبروں پر) نازل کئے گئے۔

۳، وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

الأخِرَة: منہ ہے دنیا کی؛ دنیا مشتق ہے دُنُو سے جس کے معنی قریب ہونا کے ہیں۔ خواہ یہ قرب ذاتی۔

حکمی، مکانی، زمانی، یا بلحاظ مرتبہ کے ہو۔ چونکہ وہ حال کے بہت ہی قریب ہے اس لئے اسے دنیا کہتے ہیں۔ اسی طرح آخرت کو اس کے متاخر اور پیچھے ہونے کی وجہ سے آخرت کہتے ہیں۔ اس میں دنیا اور آخرت دونوں دو صفتیں تھیں اب ان پر اسمیت غالب آئی اور استعمال میں دنیا و آخرت اسم کہلائے جانے لگے۔

هُم: ضمیر حصر کے فائدہ کی غرض سے یُوْتُونَ پر مقدم کی گئی۔ یعنی آخرت کے گھر کا یقین صرف انہی پر ہے۔ گارڈ کو حاصل ہے جن کی چند صفتیں اوپر مذکور ہو چکیں۔

یُوْتُونَ: مضارع جمع مذکر غائب اِیْقَاتُ (افعال) مصدر، وہ یقین کرتے ہیں۔

۲: ۵ - اُولَٰئِكَ اِسْمٌ اِشَارَةٌ بَعِيدٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ۔ وہ سب، یعنی وہ مومن اور متقی لوگ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ۔ کلمہ علی متقی لوگوں کے ہدایت خداوندی پر متکمن و مستقر ہونے پر دلالت کرتا ہے

۱۱ قَائِمُونَ عَلَى الْهُدَىٰ ہدایت پر ثابت قدم رہنے والے۔ ہُدًى کونکرہ نظیم کے لئے لایا گیا ہے اور اس

ہدایت کا مِنْ رَبِّهِمْ ہونا تعظیم کی مزید تاکید ہے۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، وَاذْ عَطْفٌ كِي هِيَ۔ وَأُولَٰئِكَ مَبْتَدَأٌ هُمُ مَبْتَدَأُ الْمُفْلِحُونَ؛ خَبْرٌ دُونِ مَلِكٍ

أُولَٰئِكَ كِي خَبْرٌ هُوَ۔ یہ مبتدأ اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جملہ سابقہ کا معطوف ہوا۔

هُمُ ضمیر مقدم برائے حصر لائی گئی ہے۔ یعنی فلاح بھی انہی کا حصہ ہے جو مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہیں

الْمُفْلِحُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر مرفوع الْمُفْلِحُ وَاحِدٌ اِفْلَاحٌ (افعال) مصدر۔ فلاح پانے والے، مراد پانی والے

کامیابی حاصل کرنے والے۔

كَفَرُوا، ماضی جمع مذکر غائب، كَفَرُوا كُفْرَاتٌ دَكْفُورٌ، مصادر ہیں۔
 الْكُفْرُ: کے اسل معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں۔ اسی لئے ات کو بھی کافر کہا جاتا ہے کہ وہ تمام چیزوں کو چھپاتی
 ہے۔ یا کسان کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی بیع کو زمین کے اندر چھپا دیتا ہے۔ کفر زیادہ تر شریعت حقہ سے
 انکار یا دین سے انکار کے لئے استعمال ہوتا ہے اور سب بڑا کفر اللہ تعالیٰ کی رسالت یا اس کے فرستادہ انبیاء
 سے یا ان کی لائی ہوئی شریعت کے انکار ہے۔

كُفْرَاتٌ، زیادہ تر نعمت کے انکار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور كَفَرُوا دونوں قسموں کے انکار پر یوں
 جاتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَاۤءَ سُنْبُلٍ مِّنْ سُنْبُلٍ مِّنْ سَوَآءٍ عَلَيَّيْمٍ: سَوَآءٌ
 برابر، اسم مصدر ہے بمعنی دونوں طرف سے برابر ہونا۔ نہ اس کا تثنیہ بنایا جاتا ہے نہ جمع۔ سَوِيٌّ مَادَّةٌ۔
 اَنْذَرْتُمْ، ءَ اَنْذَرْتُمْ، ءَ اَنْذَرْتُمْ، ماضی واحد مذکر حاضر، اَنْذَرْتُ (اَفْعَالٌ) مصدر۔ بمعنی ڈرانا۔ هُمْ
 کی برابری کرنے کے لئے۔ خواہ۔ ءَ اَنْذَرْتُمْ، ماضی واحد مذکر حاضر، اَنْذَرْتُ (اَفْعَالٌ) مصدر۔ بمعنی ڈرانا۔ هُمْ
 منبہ مفعول جمع مذکر غائب، جس کا مرجع الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ہے خواہ تو ان کو ڈرائے۔ اِنْذَرْتُ: عذاب الہی سے
 خوف دلانے کو کہتے ہیں۔ اَمْ۔ خواہ۔ یا۔ کیا۔ ءَ اَنْذَرْتُمْ، اور اَمْ، گو دونوں استفہام کے لئے آیا کرتے ہیں، لیکن
 یہاں ان کو اس معنی میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ معنی استوار کی تاکید کے لئے مستعمل ہیں۔

لَمْ تُنذِرْهُمْ۔ لَمْ تُنذِرْهُمْ نَفْعٌ لَمْ تُنذِرْهُمْ۔ واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔
 سَوَآءٌ عَلَيَّيْمٍ..... لَمْ تُنذِرْهُمْ۔ ان کے لئے یکساں ہے کہ آپ ان کو عذاب الہی سے ڈرائیں یا نہ ڈرائیں
 لَا يُؤْمِنُوْنَ: مضارع نفعی جمع مذکر غائب۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔
 اس آیت کی ترکیب نحوی یوں ہوگی! اِنَّ حَرْفٍ مَّشْبُورٍ بِالْفِعْلِ الَّذِيْنَ، اسم موصول كَفَرُوا جملہ فعلیہ ہو کر اپنے
 موصول کا سہ، موصول اور صلاہ مل کر اسم اِنَّ۔ سَوَآءٌ عَلَيَّيْمٍ ءَ اَنْذَرْتُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ خَبْرَاتٌ کی۔
 لَا يُؤْمِنُوْنَ جملہ فعلیہ خبر ثانی اِنَّ کی۔
 ۲: ۷۔ خَتَمَ ماضی واحد مذکر غائب۔ خَتَمٌ (باب ضرب) مصدر سے۔ اس نے مہر لگانا۔ اس نے
 مہر لگادی۔

امام راغب فرماتے ہیں۔ اَلْخَتْمُ: اَلطَّبْعُ کے لفظ دو طرح سے استعمال ہوتے ہیں۔ کبھی تو
 خَتَمْتُ، اور طَبَعْتُ کے مصدر ہوتے ہیں اور اس کے معنی کسی چیز پر مہر کی طرح نشان لگانے کے ہیں۔ اور
 کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر لگانے سے بن جاتا ہے۔
 اور مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کے متعلق وثوق حاصل کر لینا۔ اور اس کا محفوظ کر لینا مراد ہوتا ہے جیسا
 کہ کتابوں یا دروازوں پر مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے کہ کوئی چیز ان کے اندر داخل نہ ہو۔

یہاں آیت نہ ایں بھی ختم اللہ علی قلوبہم کے معنی ہیں: خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے کہ نصیحت و پندار کا ان میں دخل نہیں ہوتا،

وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ: داؤءِ عاقلہ ہے۔ عَلٰی سَمْعِهِمْ معطوف ہے عَلٰی قُلُوبِهِمْ پر۔ اٰی وَخَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی سَمْعِهِمْ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں پر مہر لگا دی۔ سَمْعٌ اصل میں مصدر ہے اور مصادر جمع کی صورت میں نہیں لائے جاتے اس لئے یہاں لفظ سَمْعٌ مفرد لایا گیا ہے۔ اَبْصَارِهِمْ مِثْلَ مِصْفَاةٍ اَلِیہ، ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارٌ بَصَرٌ کی جمع ہے۔ اور اس کا معنی ہے کسی چیز کا آنکھ سے ادراک کرنا۔ لیکن کبھی اس کا اطلاق قوتِ باصرہ پر بھی ہوا کرتا ہے۔ کبھی نفس آنکھ کو بھی بصر کہتے ہیں۔

غَشَاوَةٌ = غَشَى یَغْشَى (باب سَمِع) کا مصدر ہے۔ غَشِيَةٌ، غَشَاوَةٌ، وَغَشَاءٌ اس کے پاس اس چیز کی طرح آیا جو اسے چھپائے۔ غَشَاوَةٌ (اسم) وہ پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے۔ وَعَلَىٰ اَبْصَارِهِمْ غَشَاوَةٌ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور جگہ قرآن مجید میں ہے وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہِمْ غَشَاوَةً۔ (۲۳:۴۵) اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی (۱:۹۲) رات کی قسم جو اِدْن کو چھپالے۔

فائدہ: علامہ پانی پتی فرماتے ہیں ختم اللہ... الخ۔ یہ اس دعویٰ کی (کہ ان پر ہدایت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ و غطا کرنا نہ کرنا برابر ہے) دلیل ہے اور یہ دلیل اس لئے بیان ہوئی ہے کہ بظاہر اس دعویٰ کا ثبوت نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے ثبوت میں فرمایا کہ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے یعنی ان کی جبلت میں تاریکی ہے اور بہیمیت کی اندھیرویوں نے ان کو ہر طرف سے محیط ہو کر اس امر کے قابل ہی نہ رکھا۔

(۲:۸) دَمِيتَ النَّاسِ - میں مِث تہعظیر ہے۔ یعنی بعض ایسے بھی ہیں۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول اور مہذب بن قشیر، اور عبد بن قیس اور ان کے رفقاء کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جن میں اکثر یہودی تھے۔ اور بعض منافع — نَاسٌ اصل میں اُنَاسٌ تھا۔ ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض حرف تعریف یعنی الف لام لے گئے یہ جمع ہے انسان کی۔ اور بعض کے نزدیک جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے کیونکہ جمع کے اوزان میں فَعَالٌ نہیں آیا۔ یہ یا تَوَالِسَ یا نَسٌ اَنْسٌ مصدر باب سَمِع سے۔ بمعنی مانوس ہونا۔ یا اَلنَّسَ یُوْنِسُ اِنْسَانٌ (باب افعال) سے مشتق ہے، جس کے معنی دور سے دیکھنا یا محسوس کرنے کے ہیں۔ چونکہ آدمی ایک دوسرے کو دکھانی پتے ہیں اس لئے انہیں نَاسٌ کہتے ہیں۔ جس طرح جنوں کو ان کے مخفی اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے جَنٌ کہتے ہیں۔

مَنْ یَقُولُ: مَنْ اِسْمٌ مَوْصُولٌ یَقُولُ اَنْتَا یَا اللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ صَدَقَ بِاَللّٰہِ مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ

ہے اور بِالْيَوْمِ الْآخِرِ معطوف۔ اِیۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاٰمَنَّا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ۔ واد عالیہ ہے اور جملہ مابعد جملہ عالیہ۔ ترجمہ یوں ہوگا۔ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔
(۱۰۲) یُخْذِ عُوْنَتَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ مُخَادَعَةٌ۔ (مفاعلة) مصدر۔ وہ فریب کرتے ہیں۔ وہ دھوکہ دیتے ہیں اَلْخِدَاعَ کے معنی ہیں کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے برعکس ظاہر کر کے کسی کو اس چیز سے پھیر دینا جس کے وہ درپے ہو۔

امام راغب رقمطراز ہیں: (اس میں) اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے سے مراد اس کے رسول اور اولیاء کو فریب دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی سامعاً کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ (۱۰۱، ۱۰۸) جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔

اللّٰهَ۔ فعل یُخْذِ عُوْنٌ کا مفعول ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ وَاذ عطف کا ہے۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ موصول و صلہ مل کر معطوف اور اللّٰهَ معطوف علیہ۔ اِیۡ وَیُخْذِ عُوْنَتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور وہ دھوکہ دیتے ہیں ایمان لانے والوں کو۔

وَمَا یُخْذِ عُوْنَتَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ جملہ عالیہ ہے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مَا نافیہ۔ یُخْذِ عُوْنَتَ مضارع جمع مذکر غائب۔ خَدَعٌ۔ مصدر رباب فتح سے اَنْفُسُهُمْ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول یُخْذِ عُوْنَتَ کا۔ ترجمہ: حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اَنْفُسُ جمع ہے نَفْسُ کی۔ نفس ذات شے کو کہتے ہیں خواہ جوہر ہو یا عرض۔ (جو بذات خود قائم ہو وہ جوہر ہے مثلاً ذات باری تعالیٰ کہ اس کے لئے بھی نفس کا استعمال ہوا ہے۔ مثلاً تَعَلَّمَ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَاَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ (۵: ۱۱۶) تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے ضمیر میں ہے) عرض وہ چیز جو دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہو۔

وَمَا یَشْعُرُوْنَ۔ واد عالیہ۔ مَا یَشْعُرُوْنَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ جملہ عالیہ ہے۔ اور یہ یُخْذِ عُوْنَتَ کی ضمیر سے حال ہے۔ یَشْعُرُوْنَ۔ شَعُرٌ مصدر، (باب نصر) سے ہے۔ مطلب یہ ہے وہ حواس سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں سمجھتے۔ یہ الشَّعْرُ سے ہے جس کے معنی بال ہیں اور اس کی جمع اَشْعَارٌ ہے۔ امام راغب کہتے ہیں: شَعْرَتٌ کے معنی بالوں پر مانے کے ہیں اور اسی سے شَعْرَتٌ کَذَا مستعار ہے۔ جس کے معنی بال کی طرح باریک علم حاصل کر لینے کے ہیں۔ اور شاعر و بھی اس کی فطانت اور لطافت نظر کی وجہ سے ہی شاعر کہا جاتا ہے۔ تَوَلَّیْتُ شِعْرَیْ کَذَا کے محاورہ میں شِعْرٌ اصل میں علم لطیف کا

نام ہے۔ پھر عرف میں موزوں اور مقفیٰ کلام کو شعر کہا جانے لگا۔

(۲: ۱۰) مَرَضٌ - الْمَرَضُ - کے معنی ہیں انسان کے مزاجِ خصوصی کا اعتدال اور توازن کی حد سے نکل جانا یہ دو قسم پر ہے (۱) مرض جسمانی جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَلَا عَلَى الْأَمْوَالِ حَرَجٌ (۲۴: ۶۱) اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے۔ (۲) مَرَضٌ کا لفظ اخلاق کے بگڑنے پر بھی لڑا جاتا ہے اور اس سے اخلاقِ رذیلہ مثلاً جہالت، شک، بزدلی، سبیل، نفاق وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: وَمَا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ (۹: ۱۲۵) اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے حق میں خبت پر خبت زیادہ کیا۔ آیت ہدایں یہی دوسرے معنی لئے گئے ہیں۔ کیونکہ جس طرح مرض جسمانی انسان کے بدن کو کمزور کر دیتا ہے اسی طرح یہ اخلاقِ رذیلہ بھی انسان کے دین کو ضعیف کر دیتے ہیں۔

فَزَادَهُمُ اللَّهُ - ف نتیجہ کے لئے ہے۔ ای نَبَحَةً - زاد - يَزِيدُ - (باب ضوب) فَزَادُ زِيَادَةً مصدر، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اس نے زیادہ کیا۔ اس نے بڑھایا۔ زاد - فعل لازم اور متعدی ہر دو طرح استعمال ہوتا ہے، یہاں یہ بطور فعل متعدی استعمال ہوا ہے۔ فعل لازم کی مثال قرآن مجید میں ہے۔ وَارْسَلْنَا إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ (۲۴: ۱۴۷) اور ہم نے اس کو بھیجا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف (أَوْ يَزِيدُونَ - یا وہ زیادہ تھے)

هُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ اللَّهُ فاعل۔ مَرَضًا مفعول ثانی زاد فعل کا۔ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا - خدا نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان منافقین کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے۔ انہوں نے اس مرض کو دفع کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حتیٰ کہ وہ جبر پکڑ گئی اور قانونِ قدرت کے مطابق بڑھتی گئی۔

عَذَابٌ أَلِيمٌ - موصوف صفت، أَلِيمٌ يَأْلَمُ أَلَمًا (باب سمع) أَلِيمٌ - اسم فاعل فعل لازم قرآن مجید میں ہے يَا لَمْ يَأْلَمُوا كَمَا تَأْلَمُونَ (۴۱: ۱۰۴) تو جس طرح تم شدید درد پاتے ہو اسی طرح وہ بھی شدید درد پاتے ہیں۔ أَلَمٌ يُؤْلِمُ إِيْلَامًا (افعال) دکھ درد دینا۔ مُؤْلِمٌ اسم فاعل۔ یہاں أَلِيمٌ بمعنی مُؤْلِمٌ ہے۔ دکھ دینے والا۔ دردناک۔ (راغب)

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ہ ب سبب سے۔ اور مَا مصدر ہے۔ كَانُوا يَكْفُرُونَ ہ ماضی استمراری جمع مذکر غائب۔ ب سبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ ب سبب ان کے کذب کے (كَذَابٌ يَكْدِبُ كَيْدًا جھوٹ بولنا)

۱۱: ۲ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَفِهُدًا فَإِنِ الْآرْضُ - وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَفِهُدًا فَإِنِ الْآرْضُ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ قَوْلٌ (باب نصر) مصدر، یہ کثیر المعانی لفظ ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف معانی میں استعمال

ہوا ہے۔ مثلاً بولنا۔ رائے، نظریہ، کسی کو کوئی بات الہام کرنا، حکم دینا۔ روایت کرنا۔ وغیرہ۔

قِيلَ اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن قرآن مجید میں جس جگہ حرف شرط کے بعد آیا ہے وہاں مضارع کا ترجمہ کیا جائے گا۔ کہیں حال کا کہیں مستقبل کا۔ کہا گیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہا جائے گا۔

لَا تُفْسِدُوا: فعل منہی جمع مذکر حاضر۔ تم فساد نہ کرو، فِي الْأَرْضِ جار مجرور مل کر متعلق لَأَنْفُسِكُمْ وَا
لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ، مقولہ نائب فاعل قِيلَ کا ہے۔ سارا جملہ جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہے۔ اگلا جملہ قَالُوا...
مُصْلِحُونَ تک۔ اس شرط کی جزا ہے۔

إِنَّمَا۔ یہ مرکب ہے اِنَّ اور مَا۔ بے شک۔ تحقیق، سوائے اس کے نہیں، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور مَا کافہ ہے جو مصدر کے لئے آتی ہے اور اِنَّ کو عمل لفظی سے ردک دیتی ہے۔

مُصْلِحُونَ ہ اسم فاعل جمع مذکر، درست اعمال کرنے والے، نیک، اصلاح کرنے والے۔ بگاڑ کرنے والے۔

۱۲:۲ آلہ۔ خبردار ہو جاؤ، سن لو، جان لو، حرف تنبیہ ہے۔

هُمُ الْمُفْسِدُونَ - هُمُ۔ ضمیر جمع مذکر غائب، تاکید کے لئے ہے۔ الْمُفْسِدُونَ ہ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ الْمُفْسِدُ۔ واحد۔ فساد ڈالنے والے۔ بگاڑ کرنے والے (بے شک) یہی فساد ڈالنے والے ہیں لَا يَشْعُرُونَ ہ مضارع منفی جمع مذکر غائب، وہ شعور نہیں رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے نہیں ہیں، نیز ملاحظہ ہو (۱۹:۲)۔ اِمْتُوا۔ فعل امر، جمع مذکر حاضر، اِيْمَانًا۔ (افعال) مصدر تم ایمان لاؤ۔

كَمَا مرکب ہے ک اور مَا سے ک حرف تشبیہ ہے، مَا مصدر یہ ہے، اِی اِمْتُوا اِيْمَانًا مِثْلَ اِيْمَانِ النَّاسِ۔

السُّفَهَاءُ۔ السَّفِيْهُ كِي جمع۔ بے وقوف، کم عقل۔ بے سمجھ، احمق۔ السَّفِيْهُ كِي کے اصل معنی جسمانی ہلکان پن کے ہیں۔ عرب بولتے ہیں سَفِهَتِ الرِّيحُ الشَّيْءَ۔ اس چیز کو ہولے اڑی۔ پھر بسبب خفیف ہونے عقل کے اس کا اطلاق بے وقوفی اور حماقت پر ہونے لگا۔ سَفِيْهُ كِي بَرُوْزَن فَعِيْلٌ۔ اسم فاعل ہے بمعنی بے وقوف النَّاسُ۔ (۱) آل جنس کے لئے ہے جس سے مراد مرد کامل ہے کیونکہ جنس بول کر فرد کامل مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ہم بولتے ہیں «فلاں انسان ہے» یعنی کامل انسان ہے اس تقدیر پر النَّاسُ سے مراد اہل ایمان ہیں جو صحیح معنی میں انسان ہیں۔ (۲) آل عہد کا بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،

(۱۴:۲) لَقُوا، ماضی جمع مذکر غائب، لَقِيَ كِي لِقَاءً (باب سَمِعَ) مصدر، لَقُوا اصل میں لَقِيُوا۔ تھا۔ سچا پر منہ دسوار تھا۔ ماقبل کر دیا۔ ہی بسبب اجتماع۔ اکٹین گرتی۔ لَقُوا ہو گیا۔ جب وہ ملتے ہیں، جب وہ سامنے آتے ہیں۔ لَقُوا ماضی کا صیغہ ہے۔ لیکن حرف شرط کے بعد آنے کی وجہ سے بمعنی مضارع آیا ہے۔ ملاحظہ ہو (۱۱:۲)

الذَّبَات: اسم موصول. اَصْلُ اَصْلٍ موصول اپنے سلسلہ سے مل کر لَقْوًا کا مفعول ہے
 حَاذًا ماضی جمع مذکر غائب۔ (مانسی معنی مضارع بحوالہ (۲: ۱۱) خَلَا يَخْلُ (باب نَصَرَ) خَلَاةً مصدر
 وہ تھا ہوا۔ وہ اکیلا ہوا۔ خَلَاةً غلوت میں ہونا یا اکیلا ہونا۔ خَلَا إِلَى کسی کے ساتھ اکیلا ہونا۔ یا غلوت میں ہونا
 وَإِذِ اخْلَوْا إِلَىٰ شَيْبَاطِئِهِمْ اور جب وہ اپنے شیطان ساتھیوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں۔ یعنی جب اہل
 ایمان ان کے پاس نہیں ہوئے

مُسْتَهْزِئُونَ اسم فاعل جمع مذکر۔ اسْتَهْزَأُوا (استفعال) مصدر، هَزَأَ - مادہ۔ مذاق کرنے
 والے۔ مَسْتَهْزِئُونَ والے۔ مذاق بنا کر انکار کرنے والے

(۲: ۱۵) يَسْتَهْزِئُونَ مضارع واحد مذکر غائب۔ اسْتَهْزَأَ (اسْتِفْعَال) مصدر۔ عربی زبان میں جب
 وہی یا ویسا ہی فعل جواباً استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں اس فعل کی مرادینا یا اس کی مدافعت
 کرنا۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ کے یہ معنی نہیں کہ اللہ ان سے مذاق کرے گا۔ بلکہ اس کے معنی ہیں جو جمع
 وبال الاستهزاء علیکم ان کے استہزاء کا بوجھ یا عذاب ان ہی پر لوٹا دے گا۔ (بیضاوی)

بعض علمائے الفاظ پر مبنی دیگر تاویلات بھی کی ہیں۔ جو کتب تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

يَمُدُّ هُمًّا - يَمُدُّ فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ مَدَّ يَمُدُّ (باب نَصَرَ) مَدَّ - مصدر۔ وَهُ
 ڈھیل ڈے رہا ہے۔ وہ مہلت دے رہا ہے۔ هُمًّا ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ضمیر کا مرجع وہ لوگ
 ہیں جو، (۲: ۱۸) میں مذکور ہوئے۔ جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے لیکن حقیقت وہ
 ایمان نہیں رکھتے۔

الْمَدَّةُ کے اصل معنی (المبائی میں کھینچنے کے ہیں۔ اور بڑھانے کے ہیں۔ اسی سے عرصہ دراز کو مَدَّةٌ
 کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے اَلَمْ نُنزِلْ إِلَىٰ رَتَبِكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (۲۵: ۴۵) کیا تم نے نہیں دیکھا
 کہ تمہارا رب سائے کو کس طرح دراز کر کے پھیلا دیتا ہے مَدَّذْتُ عَيْنِي إِلَىٰ كَذَا۔ لپچائی ہوئی نظروں
 سے دیکھنا۔ مثلاً۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْكُمْ (۱۵-۱۶) اور ہم نے کفّاء
 کے کئی جوڑوں کو جو فوائد دنیا سے متمتع کیا ہے۔ تم ان کی طرف لپچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھنا اور۔
 مَدَّذْتُ فِي عَيْنِي یعنی گمراہی پر مہلت دینا۔ فوراً گرفت نہ کرنا۔ باب افعال سے اَمَدًا بَيْدًا
 یعنی مدد کرنا وغیرہم۔

طُغْيَانِهِمْ - مضاف مضاف الیہ ان کی سرکشی، طَغَى - طَغَى لَطْفِي - باب سَمِعَ - اور طَغَى لَطْفِي
 (باب فَتَحَ) طُغْيَانٌ - اپنی حد سے بڑھ جانا۔ نافرمانی اور معصیت کو شئی میں حد سے بڑھ جانا۔ هُمًّا
 ضمیر جمع مذکر غائب۔ يَعْمَهُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ عَمَّهُ (باب فَتَحَ - سَمِعَ) مصدر

بمعنی حیرانگی کی وجہ سے سرگرداں و متردد پھرنا۔ يَعْمَهُونَ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر هِمَّ کا حال ہے۔

عَمَهُ کے معنی لغوی یہ ہیں کہ کسی معاملہ میں سرگشتہ و حیران ہونا جیسا کہ اعمیٰ (اندھے) کا حال ہوتا ہے ترجمہ یوں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے یعنی انہیں ٹھٹھا کرنے کی سزا دیتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دیئے جاتا ہے۔ (اور ان کی حالت یہ ہے کہ) وہ حیرانگی کی وجہ سے سرگرداں و متردد بہت رہے ہیں۔

(۱۶:۲) اُدَيْتِكَ اسم اشارہ۔ جمع مذکر۔ وہ لوگ، یہی وہ لوگ ہیں

اشْتَرَوْا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ اشْتَرَاءُ (افتعال) مصدر، بیچنے اور خریدنے ہر دو معنوں میں آتا ہے اور یہاں بمعنی خرید کرنا ہے۔ انہوں نے خرید کیا۔ انہوں نے مول لیا۔ هُشْتَرِحِي خرید کرنے والا۔

الضلالة۔ گمراہی، بھٹکنا، گمراہ ہونا۔ ضَلَّ يَضِلُّ (باب ضوَب) کا مصدر ہے بمعنی گمراہ ہونا، راہ حق سے بھٹک جانا۔ هِدَايَةٌ کی ضد ہے اشتروا کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

بِالْهُدَى۔ بَ عوض اور بدلہ کے لئے ہے۔ هُدًى۔ بمبئی ہدایت، یعنی انہوں نے ہدایت دے کر اس کے بدلہ میں گمراہی مول لے لی۔

فَعَا۔ فَا۔ تفرعیہ (متنبط) مَا نَافِيَةٌ۔ دَ بَحَثٌ۔ ماضی واحد مؤنث غَائِبٌ۔ رَجَعٌ وَرَجَعٌ۔ (باب سَمِعَ) کا مصدر۔ (تجارت کا) نفع دینا (آمدی کا تجارت میں) نفع کمانا۔

تِجَارَتُهُمْ۔ مضاف، مضاف الیہ۔ ان کی تجارت (پس ان کی تجارت نفع آور نہ ہوتی)

مُهْتَدِيَةٌ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ بحالت نصب۔ ہدایت پانے والے۔

اِسْتَوْقَدَ۔ ماضی واحد مذکر غَائِبٌ۔ اِسْتِيقَادٌ (استفعال) مصدر۔ اس نے آگ جلائی۔ اسی سے ہے دَقْوَدٌ۔ ایندھن جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔

فَلَمَّا۔ فَاء عطف اور ترتیب کے لئے ہے لَمَّا حرف شرط ہے اِضَاءَاتٌ مَا حَوْلَهُ جملہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ اس کی جزاء۔ پس جب۔

اِضَاءَاتٌ۔ ماضی واحد مؤنث غَائِبٌ۔ ضمیر فاعل۔ نَادَا کی طرف راجع ہے اِضَاءَةٌ (باب افعال) مصدر ضَرَبَ مَادَةً۔ روشن کرنا یعنی جب اس نے آگ کو روشن کر دیا۔

مَا حَوْلَهُ۔ مَا۔ صلہ حَوْلَهُ مضاف مضاف الیہ مل کر موصول۔ حَوْلٌ۔ ارد گرد، آس پاس۔ جو اس کے ارد گرد یا آس پاس تھا۔ كَا۔ ضمیر واحد مذکر غَائِبٌ کا مرجع المستوفد۔ آگ جلانے والا ہے، موصول وصلہ مل کر اِضَاءَاتٌ کا مفعول ہے

بِنُورِهِمْ۔ بَ حرف جار تعدیہ کا ہے۔ نُورٌ هِمٌّ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر، مجرور، جار اور مجرور مل کر متعلق فعل۔ ذَهَبَ اللهُ بِنُورِهِمْ۔ (تو) اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو لے گیا۔ ان کی روشنی سلب کر لی۔

وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ دَائِرًا عَاطِفَةً تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ - هُمْ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ فِي ظُلُمَاتٍ مُتَعَلِّقٌ بِفِعْلِ تَرَكَ - اِدْرَانٌ كَوَانِدٌ صِيْرُوْنَ فِي مِثْلِ حِجْوِثٍ دِيَا - لَا يُبْصِرُونَ - مَضَارِعٌ مُنْفِيٌّ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - اِبْصَارٌ - اِفْعَالٌ مَصْدَرٌ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

فَاذْكُرُوا اَيَّتْ نَدَا فِي الدِّيْنِ اَلَّذِيْ بِمَعْنٰى اَلَّذِيْنَ اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

بِكُمْ - كَوْنِ كَ - اَبْنَكُمْ كِي جَمْعِ جِسِّ كَا مَعْنٰى اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

عُمِّيْ - اَعْمٰى كِي جَمْعِ - اَعْمٰى كَا اِسْتَعْمَالٌ اَفْعَالٌ كَوْنِ كَ اِنْدَهٗ اَوْرِدَلْ كِي اِنْدَهٗ دُو تُوْنِ كِي لَنْ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

فَهُمْ - لَا يَرْتَدُّونَ - فَاذْكُرُوا اَيَّتْ نَدَا فِي الدِّيْنِ اَلَّذِيْ بِمَعْنٰى اَلَّذِيْنَ اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

وَهٗ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

كَصِيْبٍ : كَ تَشْبِيْهِ كَا هِيْ - صِيْبٍ - صَوْبٌ مَصْدَرٌ اَبْنِ نَصْرٍ سِيْمِيَّةٌ مَشْتَقَةٌ هِيْ اَوْرِدَلْ كِي وَهٗ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے - اِسْتَعْمَالٌ هُوَ اِيْنِ جِسِّ كَاثِبُوْتِ يَرْتَدُّونَ فِيهَا مَعْتَدِينَ اِيْنِ ذُو اِلْحَالِ هِيْذِ كَا - وِرَالٌ عَالِيْكَ وَهٗ كَچھ نھیں دیکھتے -

صَيِّبٌ سے پہلے مضاف محذوف ہے ای اصْحَابِ صَيِّبٍ۔ تقدیر کلام یوں ہوگی: اَوْ مَثَلَهُمْ كَمَثَلِ اصْحَابِ صَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ یَا سَمْرَانَ کی مثال آسمانی بارش والوں کی سی ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ، منافقوں کو دونوں قصوں سے تشبیہ دینا برابر ہے)

السَّمَاءُ (سمو مادہ) ہر شے کے بالائی حصہ کو سَمَاءٌ کہا جاتا ہے جس طرح اَرْضٌ بول کر کسی چیز کا نیچے کا حصہ مراد لے لیتے ہیں۔ جیسے شاعر نے گھوڑے کی صفت میں کہا ہے،

وَاحْمَرَ كَالِدِي نَبَاحِ امَّا سَعَادُكُ - فَرَبًا وَاَمَّا اَرْضُهُ فَمَحْوُكُ

(وہ دیا کی طرح سُرخ ہے اس کا بالائی حصہ موٹا اور گداز ہے۔ اور اس کا زیریں حصہ (یعنی ٹانگیں) لاغر اور سخت ہے)

بعض نے کہا ہے کہ یہ اسمائے نسبتیہ سے ہے کہ ہر سمار اپنے ماتحت کے لحاظ سے سَمَاءٌ ہے لیکن اپنے مافوق کے لحاظ سے اَرْضٌ ہے۔ بجز سمار علیا (فلک الافلاک) کے کہ وہ ہر لحاظ سے سَمَاءٌ ہی ہے اور کسی کے لئے اَرْضٌ نہیں بنتا۔

نیز بارش کو بھی سَمَاءٌ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اوپر سے آتی ہے۔ بادل اور آسمان مراد لینا بھی ممکن ہے آیت ہذا میں مراد بادل ہے۔

فِيهِ۔ میں نمبر واحد مذکر غائب کا مرجع صَيِّبٌ ہے یا سَمَاءٌ کیونکہ لفظ سمار مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے وَالسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ (۳: ۱۸) اور جس سے آسمان پھٹ جائیگا (مذکر) (۲: ۱۲) اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (۸۲: ۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (مؤنث) ظُلُمَاتٌ۔ جمع ہے ظُلْمَةٌ کی تاریکیاں۔ اندھیرے۔

رَعْدٌ۔ گرج کو کہتے ہیں۔ مثلاً بولا جاتا ہے رَعَدَتِ السَّمَاءُ وَبَرَقَتْ۔ بادل گرجا اور چمکا۔

بَرَقٌ۔ بادلوں میں پیدا ہونے والی چمک۔ ملاحظہ ہو رَعْدٌ۔ متذکرہ بالا۔

يَجْعَلُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ جَعَلَ (باب فتح) مصدر

جَعَلَ۔ یہ لفظ ہر کام کرنے کے لئے بولا جاسکتا ہے اور فَعَلَ۔ صَنَعَ کی نسبت عام ہے، یہ پانچ طرح پر استعمال ہوتا ہے۔

۱۱) بمعنی صَادَرٌ وَطَفِقَتْ۔ اس صورت میں یہ متعدی نہیں ہوتا۔ مثلاً جَعَلَ زَيْدٌ يَقُولُ كَذَا۔ زید یوں کہنے لگا۔

۱۲) بمعنی اَدْبَجَدَ۔ (یعنی ایجاد کرنا۔ پیدا کرنا) جیسے وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورِ (۱: ۶) اور اندھیرے اور روشنی بنائی۔

(۳) ایک شے کو دوسری شے سے پیدا کرنا اور بنانا۔ مثلاً وَجَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (۲۲: ۱۱) اسے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے۔ اور وَجَعَلْنَا لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَنْحَاثًا (۸۱: ۱۶) اور تمہارے لئے پہاڑوں میں غاریں بنائیں۔

(۴) بمعنی تصییر۔ یعنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنا۔ جیسے قرآن میں ہے الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا (۲۲: ۲) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

(۵) کسی چیز پر کسی چیز کے ساتھ حکم لگانا۔ نام اس سے کہ وہ حکم حق ہو یا باطل۔ حق کی مثال إِنْ تَرَادُوهُ إِلَيْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَا تَنْفَعُكُمْ فِيهَا أَنْتُمْ وَلَا آئِلَتُكُمْ فِي شَيْءٍ (۱۶: ۲۸) ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچادیں گے اور تمہارا اسے پتھر بنانے کا باطل کی مثال۔ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ (۱۶: ۵۷) اور یہ لوگ خدا کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔

أَسْمَاءُ بَعْضُهُمْ مِصَافٌ لِبَعْضٍ الْكَلِمَاتُ إِصْبَعٌ كِى جَمْعٍ -

أَذَانِهِمْ - مِصَافٌ مِصَافٌ إِلَيْهِ - ان کے کان - أذُنٌ كِى جَمْعٍ -

مِنَ الصَّوَاعِقِ - جار مجرور مل کر اپنے فعل يَجْعَلُونَ کے متعلق ہے۔ الصَّوَاعِقُ جمع الصَّاعِقَةُ كِى كَرْكُ بَعِي كِى كَرْكُ صَّاعِقَةٌ يَأْتُو صَعِقٌ يَصْعَقُ (سَمِعَ) کا مصدر ہے جس کے معنی بے ہوش ہونے کے ہیں۔ یا صَعِقٌ سے بمعنی نیکو اسم ناعل کا صیغہ واحد مؤنث ہے۔ اور آواز رعد کی صفت ہے یا نور رعد کی صفت ہے اخیر صورت میں ة اس میں مبالغہ کے لئے ہوگی۔

حَدَرَ الْمَوْتَ مِصَافٌ مِصَافٌ إِلَيْهِ دُونَ مِلْ كِى رَأْسُهُ يَجْعَلُونَ كِى مَفْعُولٍ لَهُ هِى - موت کا ڈر، موت کے ڈر سے بمعنی بجلی کی کڑک کے باعث موت کے خوف سے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں۔ مَحِيظٌ - اسم فاعل واحد مذکر تیسری احاطة - مصدر (باب افعال) حوط - مادہ - ہر طرف احاطہ کر لینے والا ہر طرف سے گھیر لینے والا - وَاللَّهُ مُحِيظٌ بِالْكَافِرِينَ - جملہ معترضہ ہے۔

يَكَادُ الْبُرْقُ - يَكَادُ - مضارع واحد مذکر غائب - قریب ہے - كَادَ - يَكَادُ - كَوَدُ مصدر (باب سَمِعَ) افعال تبار میں سے ہے۔ اگرچہ یہ فعل تام ہے۔ لیکن استعمال میں اس کے بعد کوئی دوسرا فعل ضرور ہوتا ہے۔ جس کے واقع ہونے کے قرب کو كَادَ سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے آیت ہذا میں: يَكَادُ الْبُرْقُ يَخْطَفُ الْبَصَارَهُمْ - قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے۔ نیز ملاحظہ ہو (۲: ۷۱)

يَخْطَفُ - مضارع واحد مذکر غائب - خَطَفٌ مصدر (باب سَمِعَ) ایک لے - چھپٹ لے جائے، بازو مَخْطَفٌ - بازو اپنے شکار پر چھپتا ہے۔

يَكَادُ الْبُرْقُ يَخْطَفُ الْبَصَارَهُمْ - جملہ مستأنف ہے۔ گویا کہ کوئی پوچھتا تھا کہ اس کڑک میں ان کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ گویا بجلی کی چمک سے وہ اندھے ہی ہو جاویں گے۔

کَلَّمَآ۔ جب کبھی کلمہ شرط ہے۔ یہ لفظ مرکب ہے کُلُّ اور مآ سے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کُلُّ ہمیشہ منسوب رہتا ہے اس میں ظرفیت مآ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ ما حرف مصدری ہے۔ کَلَّمَآ کے بعد اکثر فعل ماضی آتا ہے۔ جیسے آیت ہذا میں کَلَّمَآ اَضَاءَ لَهُمْ اَيَّآءَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۲۴:۲۳) حضرت زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے۔ وغیرہ۔

اَضَاءَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اَضَاءَ (انفال) مصدر، اس نے روشن کیا۔ ضَوْءٌ مادہ، الضَّوُّ۔ کے معنی نور اور روشنی کے ہیں۔ ضَاءَتِ النَّارُ۔ آگ روشن ہو گئی۔ فعل میں ضمیر فاعل کا مرجع الْبَرَقُ ہے۔ اس میں مفعول محذوف ہے ای اضاء الصراط لہم جب بجلی کی روشنی ان کے لئے راستہ کو روشن کرتی ہے۔ مَشَوْا فِيْهِ۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ مَشَى (باب ضرب) سے مصدر فِيْهِ میں ضمیر واحد مذکر غائب الصراط (محذوف) کے لئے ہے۔ اَظْلَمَ۔ ماضی واحد مذکر غائب اِظْلَمَ (انفال) کا مصدر، اس نے اندھیرا کیا۔ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ وہ ان پر اندھیرا کرتا ہے یعنی جب ان پر اندھیرا طاری ہو جاتا ہے (برق کے نہ چمکنے سے)۔

كُوْا۔ حرف شرط ہے۔ اگر۔ حرف تنہا میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کاش۔

مَشَاءَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ مَشَى (باب سمع) سے مصدر۔ چاہنا۔ ارادہ کرنا۔ مَشَاءَ۔ اصل میں مَشَى (سَمِعَ) تھا۔ حی متحرک ماقبل مفتوح۔ اس لئے حی کو الف سے بدل دیا گیا۔ مَشَاءَ ہو گیا۔ اس نے ارادہ کیا۔ اس نے چاہا۔ كُوْا مَشَاءَ اللّٰهِ۔ اگر خدا چاہے۔ اگر خدا چاہتا۔

لَذٰۤا هَبْ بِسُنْعِهِمْ۔ لام جزا میں تاکید کے لئے ہے ب تقدیر کا ہے سَمِعَ۔ السَّمْعُ کے معنی قوتِ سامعہ کے ہیں لیکن کبھی بطور مصدر بمعنی سنا۔ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے خود کاں بھی مراد ہوتے ہیں۔ آیت ہذا میں قوتِ سامعہ مراد لی گئی ہے یعنی اگر اللہ چاہتا، تو ان کی سننے کی قوت کو لے جانا یا زائل کر دیتا۔

کان کے معنی میں بھی آیا ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ۔ (۲:۲) اور بطور مصدر اَنْتُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُوْا لَوْنًا۔ (۲۶:۲۱۲) اور وہ (وحی کے) سننے سے محروم کئے جا چکے ہیں۔

وَالْبَصٰرِہِمُ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سالف پر ہے۔ اِنَّا لَذٰۤا هَبْ بِالْبَصٰرِہِمُ۔ اور لے جاتا۔ یا زائل کر دیتا ان کی قوتِ بینائی کو، یا ان کی آنکھوں کو، اَبْصَارًا۔ بمعنی آنکھیں (۲:۲) میں مستعمل ہے۔ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمُ غَشَادَةٌ۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

قَدِيرٌ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ قَدِيرٌ۔ اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے کرے۔ اسی لئے اللہ کی ذات کے سوا کسی مخلوق کو قَدِيرٌ نہیں کہہ سکتے۔

۲۱:۲۲ اَعْبُدُوا۔ فعل امر، جمع مذکر حاضر، عِبَادَةٌ دَعْبُودَةٌ مصدر، باب نصر، تم بندگی کرو، تم عبادت کرو لَعَلَّكُمْ۔ لَعَلَّ کی اصل وضع امید یا اندیشہ کے لئے ہے لیکن جس چیز کی امید کی جائے اس کا ممکن ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُودُ۔ کہنا غلط ہے کیونکہ جوانی کا لوٹنا ممکن نہیں۔

قرآن مجید میں فرعون کا جو قول لَعَلَّنِي اَنْبَلُغُ الْاَسْبَابَ (شاید میں آسمانی اسباب تک پہنچ جاؤں) آیا ہے۔ (حالانکہ اس کا آسمان تک پہنچنا ناممکن تھا) اس کی یہ دہوہات دی گئی ہیں۔

۱، اس کی جہالت کہ وہ جانتا ہی نہ تھا کہ آسمان کہاں ہے اور یہ کہ اس کا وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے، —
۲، فرعون اہل دربار کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ وہ فریب کے ساتھ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس کے لئے آسمان تک پہنچنا ممکن ہے۔

اگرچہ لَعَلَّ امید اور اندیشہ کے معنی ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے لیکن جب اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کے معنی میں قطعیت آجاتی ہے۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشہ کے معنی مراد لینا صحیح نہیں۔

لَعَلَّكُمْ؛ شاید کہ تم۔ امید ہے کہ تم۔

تَتَّقُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر، اِتَّقَاءُ (افتعال) مصدر۔ تم بچتے ہو۔ تم پرہیز کرتے ہو، تم پرہیزگار ہوتے ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

الَّذِي۔ اسم موصول۔ رَبِّكُمْ کے لئے ہے۔

فِرَاشًا۔ جس کو بچھایا جاتا ہے۔ یعنی بستر

بِنَاءٌ۔ چھت، عمارت، جو چیز بنائی جائے۔ بِنَاءٌ کہلاتی ہے۔

الْاَرْضَ۔ جعل۔ کا مفعول اول ہے۔ فِرَاشًا مفعول ثانی، دونوں مل کر معطوف علیہ ہوئے والسماء بِنَاءً کے۔ واو عاطفہ ہوا۔ السَّمَاءَ مفعول اول اور بِنَاءً مفعول ثانی۔ دونوں مل کر معطوف جملہ سابقہ کے معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول اول و دوم ہوئے جَعَلَ کے جعل فاعل اور دونوں مفعول سہ ہوئے الَّذِي کا۔

رِزْقًا۔ روزی، رزق، اخراج کا مفعول ہے۔

اَنْذَرًا۔ مفعول ہے لَا تَجْعَلُوْا کا۔ بمعنی مقابل، برابر، اِنْذًا کی جمع ہے۔ اِنْذًا اس کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو۔

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ یہ جملہ عالیہ ہے۔ یہ حال ہے لا تجعلوا کی ضمیر سے۔

(۲۳:۲) اِنْ كُنْتُمْ - اِنْ شرطیہ ہے۔

رَيْبٌ - رَابٌ - يَرْيِبُ - رَيْبٌ (باب ضَرَبَ) کا مصدر ہے بمعنی شک میں ڈالنا۔ اَرَابَ يَرْيِبُ اِرَابَةً (باب افعال) سے بھی شک میں ڈالنا کے معنی آتے ہیں، ریب۔ اس شک یا وہم کو کہتے ہیں جس کا بعد میں ازالہ ہو جاتے۔ جیسے آیت ہذا۔ يَا اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ (۲۵:۲) اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں کسی طرح کا شک ہو۔

رَيْبٌ الْمُنُونُ ۵ (۳۰:۵۲) گردشِ زمانہ، زمانہ کے حوادث کہ ان کے وقوع میں شک رہتا ہے کہ کب وقوع پذیر ہو جاویں۔

مِنَّا۔ مِنٌ اور مِّنَا سے مرکب ہے مِنٌ جار ہے اور مَا موصول ہے۔ اس کا صلہ اگلا جملہ نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا ہے۔ نَزَّلْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ تَنْزِيلٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔

تَنْزِيلٌ۔ کے معنی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل کرنا۔ اور اِنْزَالٌ کے معنی ہیں یکبارگی نازل کرنا۔ اور جبکہ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (۱:۹۴) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ یعنی اس شب میں یہ کلام لوحِ محفوظ سے بیت المعمور تک یکبارگی نازل ہوا۔ اور وہاں سے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسبِ ضرورت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوتا رہا۔

فَا تَوَابَتْ۔ جزائیہ ہے (بواب شرطیں) اِئْتُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِتْيَانٌ مصدر۔ اَلْتِ يَأْتِيْ اِتْيَانٌ (باب ضَرَبَ) اَتَى۔ مادۃ۔ ب کے صلہ کے ساتھ تولد و تم۔

سُوْرَةٌ۔ سورت (ملاحظہ ہو ابتداء سورة الفاتحة) یہاں سورة سے مراد ایک سورة کی مقدار ہے (جو کم از کم تین آیات پر مشتمل ہو) ذکر فرد سورة مراد ہے۔

مِنْ قَبْلِہِ۔ یہ سورت کی صفت ہے یعنی قرآن کی سورتوں جیسی کوئی سورت لے آؤ۔ جو بلاغت اور حسنِ نظم میں قرآن کی سورتوں جیسی ہو۔ اس صورت میں مِنْ تَبْعِيْضِيَّةٌ ہے۔ اور مشلہ کی ۴ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع ما نَزَّلْنَا ہے (یعنی قرآن مجید)

فَا يُدْعَا۔ یہ امر، امر تعجیب ہے کہ مخاطب ایسا کرنے سے عاجز رہیگا۔ خود قرآن مجید میں اور جبکہ ارشاد ہے۔ قُلْ لَنْ اَجْتَمِعَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَكَوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰلِمِيْنَ (۸۸:۱۴)

کہہ دو، اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنالائیں۔ تو اس جیسا نہ لائیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

ادْعُوا۔ فعل امر۔ جمع مذکر حاضر دَعْوَةٌ مصدر (باب نصر) تم بلاؤ۔

مِنْ دُؤْنِ اللَّهِ۔ مِنْ حرف جار۔ دُؤْنِ اللَّهِ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مِنْ جارا کا مجرور۔ دُؤْنِ مَبْنِي وَرَكْعَةٍ سوائے۔ جو کسی شے سے چھوٹا اور قاصر ہو وہ دُؤْنُ کہلاتا ہے اسل میں دُؤْنُ کے معنی پاس اور قریب جگہ کے ہیں۔ اور اسی لئے کتابوں کے تصنیف کرنے کو تدوین کہتے ہیں کہ ایک مضمون کو دوسرے مضمون کے قریب اور متصل پاس کیا جاتا ہے پھر بطور مجاز کے رتبہ میں بھی اس لفظ کا استعمال ہونے لگا۔ مثلاً ذید دُؤْنُ عَمْرٍو۔ زید عمرو سے کم رتبہ ہے اسی لئے حقیر چیز کو دُؤْنُ یا دَنِیٰ کہتے ہیں۔ اس عالم کو کہ حقیر اور ذلیل ہے دُنیا (مَوْنُث کا صیغہ) کہتے ہیں۔ یا اس لئے کہ قریب اور پاس ہے اور آخرت عالم بعید ہے۔ پھر اس میں بھی وسعت دی گئی ہے اور اس کلمہ کا ایک چیز کو چھوڑ کر دوسری کو اختیار کرنے پر اطلاق ہوا۔ اور لفظ غَیْرِ کے لے المعنی ہو گیا۔ اس مقام پر یعنی آیت ہدایں، اس کے معنی غیر کے ہیں یعنی خدا کے غیر اور اس کے سوا۔ (تفسیر حقانی)

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔ اِی فَاذْعَلُوا تُوکْر دیکھو۔

۲۴، ۲۳ فَاِنْ۔ ف۔ عاطفہ ہے۔ اِنْ شرطیہ۔ لَمْ تَفْعَلُوا۔ فعل مضارع نفی جحد نم (معنی ماضی) تم نہ کر کے۔ تم نے نہ کیا۔

وَلَنْ تَفْعَلُوا (اور ہرگز نہ بنا سکو گے) یہ جملہ معترضہ ہے لَنْ تَفْعَلُوا۔ مضارع نفی تاکید مَبْنِي فَاذْعَلُوا النَّارَ الَّتِي دَعَوْتُمْهَا النَّاسُ وَالْحِجَابَةَ۔ ف جزائیہ ہے۔ جملہ جواب شرط ہے (جزائیہ) اِذْعَلُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِذْعَلُوا (افتعال) مصدر۔ تم ڈرو، تم بچو، تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

وَقُوْدٌ۔ ایندھن جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔ وَقَدَّ يَقْدُ (باب ضرب) آگ کا سلگنا۔ باب افعال سے اَوْقَدَ يُوْقِدُ۔ آگ جلانا۔ روشن کرنا۔ هَا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَوْنُثٌ نَائِبٌ۔ النَّارُ کے لئے ہے اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ جملہ خبریہ ہے اور النَّارُ سے موضع حال میں ہے اُعِدَّتْ ماضی مجہول واحد مَوْنُثٌ نَائِبٌ۔ اِعْدَادٌ (باب افعال) سے مصدر۔ وہ تیار کی گئی۔ ع د د۔ مادہ۔

۲۵: ۲۲ وَبَشِيرٍ۔ فعل امر۔ واحد مذکر حاضر تَبَشِّرُ (تفعیل) سے مصدر۔ تو خوشخبری دے، تو بشارت دے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ صلہ اور موصول مل کر جملہ۔ فعل بَشِّرُ کا مفعول ہے۔ اِنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ۔ یہ جملہ اپنے فعل بَشِّرُ کے متعلق ہے۔ اس کی اپنی ترکیب یہ ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل جَنَّتٍ موصوف۔ تجری من تحتها الاَنْهَارُ جملہ فعلیہ ہو کر جَنَّتٍ ک صفت۔ موصوف صفت مل کر اِنَّ کا اسم۔ لَهَا۔ اِنَّ کی خبر۔

ترجمہ :- کہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں :-
 (۱) نہریں ان باغوں کے نیچے زیر زمین بہتی ہیں۔ اور درختوں کی جڑیں ان سے مطلوبہ نمئی حاصل کرتی ہیں
 اصل عبارت تَحْتَ اَشْجَارِهَا ہے۔ مضاف مذق کر دیا گیا ہے۔ اور مضاف الیہ اس کا قاف مقام بنایا
 گیا ہے، یعنی باغات کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جیسا کہ عام طریقہ آبپاشی ہے۔

(۳) تَحْتِهَا بِمَعْنَى تَحْتَ اَدَا مِرٍ اَهْلِهَا۔ یعنی ان باغات میں نہریں ہیں جو باغات میں رہنے والوں کے
 حکم کے تحت چلتی ہیں۔ انہی معنوں میں اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وَ نَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ
 قَالَ يَا قَوْمِ اَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَ هَذِهِ اَلْاَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي۔ (۵۱: ۲۲)
 اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں اور کیا یہ نہریں میرے
 (حکم کے) تحت نہیں بہ رہیں۔

(۴) یہ نہریں نہ صرف باغات کی آبپاشی کی ضروریات کے لئے ہوں گی۔ ان کی دیگر صفات بھی قرآن میں
 مذکور ہیں۔ مثلاً :-

(۱) فِيهَا اَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ اَسِنٍ (۱۵: ۴۴) (جنت) میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا۔
 (۲) وَ اَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ (ایضاً) اور دودھ کی نہریں جس کا مزہ نہیں بدلے گا۔
 (۳) وَ اَنْهَارٌ مِنْ حَمْرٍ تَذْوٰةٍ لِّلشَّرِبِ اَيْنٍ۔ (ایضاً) اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے (مراہ) لذت ہیں

(۴) وَ اَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُّصَفًّوۃٍ (ایضاً) اور شہد مصفیٰ کی نہریں ہیں
 جنت جمع ہے جنت کی، جنتیں، بہشتیں۔ باغات۔ یہ مشتق ہے الْجَنَّتِ (باب نصر) سے جس کے
 اصل معنی کسی چیز کو جو اس سے پوشیدہ کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے فَلَمَّا جَتَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ
 (۶: ۶۷) جب رات نے ان کو (اپنے پردہ تاریکی سے چھپالیا۔ الْجَنَّةُ۔ ہر وہ باغ جس کی زمین درختوں
 کی وجہ سے نظر نہ آئے۔ بہشت کو جنت یا تو ذمیومی باغات سے تشبیہ دے کر کہا گیا ہے۔ اگر چہ
 دونوں میں بُعد بعید ہے۔ اور یا اس لئے کہ بہشت کی نعمتیں ہم سے مخفی رکھی گئی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا
 فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُدْرَةٍ اَعْلٰی (۱۴: ۳۲) کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے
 لئے کسی آنکھوں کی ٹنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ جنت بوجہ اسم آن ہونے کے منصوب ہے بسبب
 جمع مؤنث سالم کے نصب تابع جر کے آئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ :-

جنت جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ بہشت سات ہیں (۱) جنت الفردوس (۲) جنت عدن

(۳) جنت النعیم (۴) دار الخلد (۵) جنت المادئ (۶) دار السلام (۷) علیین۔

تَجْرِي. مضارع واحد مؤنث نائب. جَوْرِيٌّ وَجَوْرِيَّاتٌ (باب شَرَب) سے مصدر وہ بہتی ہے اور

جاری ہے (یہاں جمع کے لئے آیات۔

تَحْتَبَا۔ مضاف، مضاف الیہ، تَحْتِ بِمعنی نیچے۔ اسمِ ظرف ہے یہ فوق کی ضد ہے ہا ضمیر واحد مؤنث غائبِ جَنَّتِ کے لئے ہے۔

كَلَّمَا۔ جب بھی۔ جس بار بھی۔ یہ لفظ مرکب ہے کَلَّ اور مَآ سے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کَلَّ ہمیشہ منصوب رہتا ہے اس میں ظرفیت مآ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ مآ حرف مصدری ہے یا اسمِ نکرہ ہے بمعنی وقت کے، اکثر کَلَّمَا کے بعد فعل ماضی آتا ہے مِثْلُهَا میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجعِ جَنَّتِ ہے۔

رِزْقًا۔ رِزْقُوا کا مفعول پر ہے، جب بھی ان کو ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھائے کو دیا جائے گا۔ كَلَّمَا رِزْقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا۔ جملہ شرطیہ ہے۔ اور اگلا جملہ قَالُوا هَذَا الَّذِي رِزَقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ جواب شرط ہے۔

هَذَا کا اشارہ نوعِ رِزْقِ کی طرف ہے اور الَّذِي رِزَقْنَا سے قبل مِثْلُ مذكور ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے۔ هَذَا مِثْلُ الَّذِي رِزَقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ یہ پہلے رِزْقِ کی مثل ہے لفظ مثل تشبیہ بلوغ کرنے کے لئے حذف کر دیا گیا۔ گویا یہ دوسری دفعہ کا میوہ بعینہ پہلا ہی ہے۔

مِنْ قَبْلُ۔ سے مراد دنیا کے میوے ہیں یا بہشت کے میوے جو کہ صورتاً سب یکساں نظر آئیں گے۔ لیکن ذالفتہ اور لذت میں مختلف۔

قَبْلُ۔ ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان ہر دو طرح مستعمل ہے۔ بَعْدُ کی ضد ہے اصناف اس کو لازماً ہے جب بغیر اصناف کے آئے تو ضمہ پر مبنی ہوگا جیسے آیت ہذا میں ہے۔

أَتُوا بِهِ۔ أَلُّوا۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِتِّبَانٌ۔ مصدر (باب ضَرْب) با کے صلہ کے ساتھ بمعنی لانا۔ ان کے پاس لایا جائے گا۔ (ماضی بمعنی مستقبل) ضمیر واحد مذکر غائب۔ رِزْقُوا کی طرف راجع ہے۔

مُتَشَابِهًا۔ اسمِ فاعل واحد مذکر، منصوب، الشَّبِيهُ، الشَّبِيهَةُ، الشَّبِيهَةُ۔ کے اصل معنی مماثلت بلحاظ کیف کے ہیں۔ اس کا استعمال ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اندرونی یا بیرونی کیفیت میں ایک جیسی ہوں مثلاً رنگ۔ شکل، انصاف۔ ظلم۔ وغیرہ۔ اگر دو چیزیں محض ایک ہی طرح کی ہوں۔ تو ایک چیز دوسری چیز کی شبیہ کہلاتے گی۔ لیکن اگر حسی یا معنوی مماثل اتنا گہرا ہو کہ دونوں چیزوں میں امتیاز نہ ہو سکے۔ تو

مبتداء اور جس پر فاء داخل ہوتی ہے اس کو خبر کہتے ہیں پس الَّذِينَ آمَنُوا موصول وصلہ مل کر مبتداء اور فِعَلْمُوتٍ
..... مِنْ ذَرِيَّتِهِ (تمام ترکیبی تفصیلات کے ساتھ) اس کی خبر ہوتی۔

انہ میں کا ضمیر واحد مذکر غائب مثلاً کے لئے ہے۔

وَمَا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا امْتِلَاط اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ فَمَا
الَّذِينَ آمَنُوا..... الخ پر ہے۔ جملہ سابقہ کی طرح آمَّا شرطیہ تفصیلیہ ہے۔ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ مبتداء متضمن
بمعنی شرط ہے۔ باقی جملہ اپنی تمام تفصیلات ترکیبی کے ساتھ خبر ہے اپنے مبتداء کی۔

(مَا استفہامیہ ذَا بمعنی الَّذِي۔ اور جملہ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا امْتِلَاط مقولہ ہے اپنے قول کا)

ترجمہ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں اس مثال سے خدا کی مراد ہی کیا ہے؟

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اَوْ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ معطوف علیہ ومعطوف مل کر جملہ متانف (اینا جملہ ہے) یا جواب
ہے مَاذَا کا یا ان دونوں جملوں کا۔ کہ جن کے ابتداء میں آ مَا ہے (یا ان ہے)۔

الْفٰسِقِيْنَ اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ الْفٰسِقُ۔ واحد۔ فَسَقَ يَفْسُقُ (باب ضَرَبَ) فَسَقَ يَفْسُقُ (باب

نَصَرَ) فَسَقَ فَسُوْقٌ مصدر۔ فَسَقٌ کے معنی نکلنے کے ہیں۔ عرب بولتے ہیں فَسَقَ الرَّطْبُ عَنْ

قَشْرِهِ: چھوہارہ اپنے پھلکے سے باہر نکل آیا۔ عرف شرع میں فَسَقَ خدا کی فرمانبرداری سے گناہ کر کے خارج

ہونے کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيسَ كَانَ

مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (۱۸: ۵) اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو

سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا پس اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا۔

شرع میں فسق کے تین درجے ہیں (۱) لغابی۔ باوجودیکہ گناہ کو بُرا سمجھتا ہے مگر کبھی خواہش نفسانی سے اس

کا مرتکب ہو جاتا ہے (۲) اہنماک یعنی گناہ کرنے کی عادت کر لے اور کچھ پرواہ نہ کرے (۳) جحود۔ یہ کہ گناہ کو

اچھا جان کر عمل میں لاوے اور خدا اور رسول کے فرمان کی کچھ حقیقت نہ سمجھے۔ اس تیسرے درجے میں انسان کافر

ہو جاتا ہے۔

(۲-۲۴) يَنْقُضُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ لَقَضٌ مصدر (باب نَصَرَ) وہ توڑتے ہیں۔

مِثَاقِهٖ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اَلْمِثَاقُ۔ اس عہد کو کہتے ہیں جو قسموں کے ساتھ ہو گیا ہو، اسم۔ واحد

مذکر۔ اس کی جمع مواثیق ہے۔ بمعنی عہد۔ اَوْتَقَ يُوْتِقُ (باب اَفْعَال) رسی سے مضبوط باندھنا۔ زنجیر میں جکڑنا۔

جیسے قرآن مجید میں ہے وَ لَا يُوْتِقُ وَ تَاقَهٗ اَحَدٌ (۸۹-۶۶) اور نہ کوئی ایسا جکڑنا جکڑے گا: اور وَ تَقَى يَتَّقُ

(ضَرَبَ) دُوَّقٌ.... بِقُلَادِ اِعْتِمَادُ كَرْنَا، مَبْرُوسَةٌ كَرْنَا، ثِقَّةٌ قَابِلٌ مَبْرُوسَةٌ اَدْمَى

۵ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع عہد ہے۔ مِنْ اَلْبَعْدِ مِثَاقِهٖ اس عہد کو پختہ اور مضبوط باندھنے کے بعد

يَقْطَعُونَ . مضارع . جمع مذکر غائب . قَطَعَ مصدر باب فتح . وہ کاٹتے ہیں .

مَا آمَرَ اللَّهُ بِهِ لَمْ يُوحَلَّ . مَا . موصولہ . آمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ . جملہ فعلیہ ہو کر صلہ . اَنْ مصدریہ ہے . يُوصَلَ مضارع مجرول واحد مذکر غائب . اِلْتِصَالٌ وَاِنْفَاعٌ مصدر بمعنی جوڑا جانا . اَنْ يُوصَلَ کہ اس کو جوڑا جائے . مطلب یہ کہ جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے ہیں (مثلاً صلہ رحمی)

الْخُسْرٰۤى : اسم فاعل جمع مذکر گھانا پانے والے . نقصان اٹھانے والے . خُسِرُوْا وَخُسِرٰۤى مصدر (باب سجع) سے .

(۲: ۲۸) كَيْفَ حرف استفہام ہے . کیسے ، کیونکر ، کس طرح . یہاں سوال سے مقصود کفار کی جرات انکار پر استعجاب ہے یا برائے زجر و توبیخ آیا ہے . كَيْفَ کا استعمال قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی آیا ہے سیاق ہمیشہ توبیخ و تنبیہ ہی رہا ہے .

وَ كُنْتُمْ... الخ . جملہ عالیہ ہے . جملہ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ سے حال ہے (توجیہ کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر حقانی آئینہ نہا)

الف : كُنْتُمْ اَمْوَاتًا . (حالاتکم) تم بے جان تھے . پیدائش سے پہلے ، صلب پد میں تشکیل سے پہلے .

ثُمَّ . حرف عطف ہے ماقبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو . مثلاً . اِذْ اَمَّا وَاَوْقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهِ (۱۰: ۵۱) کیا جب وہ آواقع ہو گا تب اس پر ایمان لاؤ گے .

یاد رہے متاخر ہونا مرتبہ یا مرتبہ کے لحاظ سے ہو ایسے موقع پر اس کے معنی ہوتے ہیں : اس سے بھی بڑھ کر مثلاً اگلی ہی آیت (۲۱: ۲۹) میں ارشاد ہوتا ہے . ثُمَّ اسْتَوٰى اِلٰى السَّمٰوٰتِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ اس کے معنی یہ ہیں (اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنا دیئے . زمین و ما فیہا کی خلقت کے بعد آسمانوں کی تخلیق کا ذکر متاخر الذکر کی عظمت و تفضل کے لئے ہے . ورنہ قرآن مجید میں آسمانوں کے بنائے جانے کے بعد زمین کا بنایا جانا صاف ظاہر ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے . وَ اِلَّا رَضَۃًۢ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰۤیۡهَا (۹: ۳۰) اور اس کے بعد اس نے زمین کو پھیلایا .

تراخی فی المرتبہ کی دوسری مثال وَ بَدَاۤ اَخْلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ (۷) ثُمَّ جَعَلَ نَسَابَهُ مِنْ سُلٰلٰةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ (۸) ثُمَّ سَوّٰہُ وَ نَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہِ (۹) ، (۳۲: ۷-۹) اور اس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا . پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی حقیر پانی

سے پیدا کیا۔ پھر اس کو درست کیا۔ پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔ اس میں تراخی فی الوقت بھی ہے۔

تراخی فی المرتبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے۔

فَعَارُ ثُمَّ عَارُ ثُمَّ عَارٌ - شِقَاءُ الْمَرْءِ مِنْ أَكْلِ الطَّعَامِ

شرم کی بات ہے۔ بہت ہی شرم کی بات ہے بہت ہی شرم کی بات ہے۔ کہ آدمی کھانا کھا کر بیمار ہو جائے

یا تاخر ہونا وقت کے لحاظ سے ہو۔ مثلاً ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۵

(۵۲:۲) پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو،

ثُمَّ عام طور پر تراخی وقت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ معنی پھر۔ اس کے بعد۔

(ب) ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ۔ پھر تمہیں ماریگا دنیوی زندگی ختم ہونے پر۔

(ج) ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ یعنی جس دن صور پھونکا جائیگا۔ تو پھر تمہیں دوبارہ زندہ

کرے گا۔

(د) ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ پھر تم اسی کی طرف پٹائے جاؤ گے (حساب و کتاب اور سزا و جزاء کے لئے)

تُرْجَعُونَ۔ منسارع مجہول جمع مذکر حاضر۔ رَجَعَ (باب ضَرَبَ) مصدر سے۔

(۲۹:۲) ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔

ثُمَّ کی بحث کے لئے آیت (۲۸:۲) متذکرہ بالا ملاحظہ ہو۔ یہاں تراخی فی المرتبہ کے لئے استعمال

ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر، مزید برآں۔

اسْتَوَىٰ۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ سنبھل گیا۔ وہ چڑھا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا

اسْتَوَاءٌ (مصدر سے)۔ ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

اسْتَوَىٰ کے جب دو فاعل ہوتے تو اس کے معنی دونوں کے برابر اور مساوی ہونے کے آتے ہیں

جیسے لَا يَسْتَوِي الْأَصْحَابُ النَّارِ وَالْأَصْحَابُ الْجَنَّةِ (۲۰: ۵۹) اہل دوزخ اور اہل جنت برابر

نہیں۔ اور اگر فاعل دو نہ ہوں تو سنبھلنے، درست ہونے، اور سیدھے ہونے کے معنی آتے ہیں جیسے

فَاسْتَوَىٰ (۶) وَهُوَ بِالْأَفْئُفِ الْأَعْلَىٰ (۷) (۵۳: ۶-۷) پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا۔

اور وَ لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ (۱۴۰: ۲۸) جب وہ پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا۔ اس صورت میں

اسْتَوَىٰ کے معنی کسی شے کا اعتدال ذاتی مراد ہے۔

جب اس کا تعدیہ علی کے ساتھ ہو تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ (۱۱۰: ۱۱) اور وہ (کشتی) جو دی پہاڑ پر باٹھری یا جا لگی۔ اور لَتَسْتَوِيَ عَلَى ظُهُورِهِ

(۱۳: ۱۲) تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو۔

اور جب اس کا تقدیر الٰہی کے ساتھ ہو تو اس کے معنی قصد کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں۔ جیسے آیتہ ہذا میں۔
 ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ۔ پھر اس نے قصد کیا آسمان کی طرف۔ پھر اس نے توجہ کی آسمان کی طرف۔
 فَسَوَّاهُنَّ۔ وَ نَيْتِجَہُ کَاہِ سَوَّی ماضی واحد مذکر غائب۔ تَسْوِیَۃٌ (تفعیل) مصدر اس نے پورا پورا بنایا۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب جس کا مرجع السَّمَاءُ ہے۔
 سَبَّعَ سَمَوَاتٍ سَاتِ اسْمَان۔ یہ هُنَّ کا بدل ہے۔

(۳۰:۱۲) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ - داؤ عاطفہ ہے۔ اِذْ - بالعموم بطور اسم ظرف زمان مستعمل ہے۔ لیکن لبطور ظرف مکان یا حرف مفاعلات یا حرف موكد بھی استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ آیا ہے تو وہاں لفظ اِذْ کُزْ محذوف ہے۔ اِی وَاِذْ کُزْ اِذْ۔ اور آپ ان سے بیان کر دیجئے کہ جب (یا جبکہ) جس وقت، آپ کے رب نے فرمایا۔
 الْمَلَائِكَةِ۔ مَلَکٌ سے جمع ہے، جیسے شَمَلٌ کی جمع شَمَائِلٌ ہے الْمَلَائِكَةُ میں تانینث الجمع کی ہے۔ مَلَکٌ و مَلَکٌ بھی بصیغہ واحد بمعنی فرشتہ ہے

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ یہ جملہ مقولہ ہے قول قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِكَةِ کَا۔ جَاعِلٌ واحد مذکر۔ اسم فاعل۔ جَعَلٌ سے۔ بنانے والا۔ کرنے والا۔ خَلِیْفَۃً مفعول بہ ہے جَاعِلٌ کَا میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، مقرر کرنے والا ہوں۔

خَلِیْفَۃً۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر (خَلِیْفٌ ہے اس لئے اس کی جمع خُلَفَاءُ آتی ہے۔ مگر مبالغہ کے لئے تانینث کو زیادہ کر کے خلیفۃ بنا یا گیا ہے۔ اس کے معنی نائب کے ہیں کہ جو پیچھے کام کرے۔ خَلْفٌ سے مشتق ہے فِیہَا۔ میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب الارض کی طرف راجع ہے۔
 مَن موصولہ ہے۔ جو

یَسْفِکُ الدِّمَاءَ۔ یَسْفِکُ مضارع واحد مذکر غائب۔ سَفَکٌ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ بہانا۔ الدِّمَاءُ خون۔ واحد دَمٌ مفعول بہ اپنے فعل یَسْفِکُ کَا۔ (جو) خون بہائے گا۔ یعنی قتل و خون کریگا۔ خون ریزیاں کریگا۔

تَسْبِیْحٌ۔ مضارع جمع متکلم۔ تَسْبِیْحٌ مصدر۔ (باب تَفْعِیْل) ہم پاکی بیان کرتے ہیں۔ تسبیح خدا تعالیٰ کی جمیع عیوب سے پاکی بیان کرنا ہے، خواہ زبان سے ہو یا دل سے ہو۔ دلالت حال سے بیان کی جاتے
 نَقَدَسُ۔ مضارع جمع متکلم۔ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تَقَدَّسَ (تَفْعِیْل) مصدر۔ تقدیس کے معنی اس تطہیر الٰہی کے ہیں جو آیت دَلُّیْطَہُمْ کُمُ تَطْہِیْرًا (۳۳: ۳۳) میں مذکور ہے (اور تمہیں بالکل پاک صاف کرنے) اس تطہیر کے معنی ازالہ نجاست محسوسہ کے نہیں۔ آیت ہذا میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم تیرے

بجا آوری میں اشیاء کو پاک و صاف کرتے ہیں۔

مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ مَا مَوْصُولٌ هُوَ اَوْ لَا تَعْلَمُونَ (مضارع منفی جمع مذکر حاضر) اس کا صلہ جو تم نہیں جانتے ہو۔

(۳۱:۲) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ (اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ یہاں اسماء سے مراد محض چیزوں کے نام ہی نہیں بلکہ کلمۃ کی انواع ثلاثہ یعنی منجر عنہ (اسم، خبر، اور رابطہ) حروف تینوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہذا اس آیت میں اسماء سے کلام کی انواع ثلاثہ۔ ان کی صورتیں مجہول کی ذوات و خصوصیات ہر اذیہ کلہا۔ مضاف مضاف الیہ۔ اپنے موكد الاسماء کی تاکید کے لئے آیا ہے۔ سب، تمام، (جملہ تفصیلات) عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ۔ عَرَضَ عَلَيَّ دیکھلانا، پیش کرنا۔ سامنے کرنا۔ (پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے کیا، ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب راجع ہے طرف مسمیات کے جو کہ ضمناً سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ تقدیر کلام یہ ہے۔ اَسْمَاءُ الْمُسَمَّيَاتِ۔ مضاف الیہ کو حذف کر دیا۔

فَقَالَ۔ فَاءَ عاطفہ ہے قَالَ میں ضمیر فاعل اللہ کی طرف راجع ہے۔

أَنْبِئُونِي۔ فعل امر جمع مذکر حاضر۔ تَوْقَايَ۔ اور مِی ضمیر واحد متکلم (مفعول بہ اپنے فعل أَنْبِئُوا کا) أَنْبَأُ (رَفْعًا) مصدر۔ مجھے بتاؤ۔ مادہ ن ب و۔
اَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ۔ مضاف مضاف الیہ هَؤُلَاءِ۔ اسم اشارہ جمع۔ اس کا اشارہ چیزوں کی طرف ہے۔
(۳۲-۲) سُبْحٰنَكَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تو پاک ہے۔

إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ إِلَّا حرف استثناء۔ مَا مَوْصُولٌ مَعْلَمْتَنَا فعل فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ۔ موصول وصلہ مل کر مستثنیٰ اپنے مستثنیٰ مِنْ (عِلْمٍ) کا (ہمیں تو کچھ علم نہیں) مگر وہی جو تو نے ہمیں علم دیا۔

الْحَلِيمِ ۗ بِرُوزِنٍ فَعِيلٌ مِّمَّا لَفِظٌ كَالصِّغَةِ هِيَ۔ بڑا دانا، خوب جاننے والا۔
الْحَكِيمِ ۗ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے حکمت والا۔
مَا تَبَدُّونَ۔ مَا مَوْصُولٌ تَبَدُّونَ جملہ فعلیہ ہو کر اس کا صلہ۔ تَبَدُّونَ تم ظاہر کرتے ہو۔ تم ظاہر کرو گے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اَبْدَأُ (رَفْعًا) مصدر بمعنی نمایاں طور پر ظاہر کرنا۔ یا ظاہر ہونا۔ بَدَأ۔ مادہ
كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۚ ماضی استمراری جمع مذکر حاضر، تم چھپاتے تھے۔ كِتْمَانٌ۔ كَتَمَ (بَابُ نَصْرٍ)۔
چھپانا۔ پوشیدہ کرنا۔

(۳۴-۲) وَإِذْ قُلْنَا۔ ملاحظہ ہو (۳:۲)

أَسْجُدُوا لِآدَمَ: یہ جملہ مقولہ ہے قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ كَمَا أَسْجُدُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، سَجُودٌ

باب نصر سے مصدر تم سجدہ کرو

ابلیس شیطان کا نام ہے بوجہ معرفہ و عجز کے غیر منفرد ہے۔ بعض نے اسے ابلاس (افعال) بمعنی سخت ناامیدی کے باعث نمکین ہونے سے مشتق کہا ہے۔

آئی۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اجاء۔ (باب ضرب و فتح) مصدر اس نے سختی سے انکار کیا۔

استکبر۔ ماضی واحد مذکر غائب استکبرا (استفعال) مصدر اس کے تکبر کیا۔ اس نے گھنڈا کیا۔ اس نے غرور کیا۔

كان ماضی واحد مذکر غائب۔ كون (باب نصر) مصدر، یہ بطور فعل ناقص و فعل تام آتا ہے۔ یہاں بطور فعل تام آیا ہے۔ بمعنی صادر۔ ہو گیا۔ قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ وَدُسِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (۲۰ : ۷۸) اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو کر رہ جائیں گے۔

۲ : ۲۳۵ اُسْكُنْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اَنْتَ ضَمِيرٌ مُّكْنٌ کی تاکید کے لئے ہے۔ الْجَنَّةَ مَفْعُولٌ فِيهِ اُسْكُنْ کا۔ یعنی تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔

اَنْتَ دَرَزْتُكَ۔ اَنْتَ مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ۔ و حرف عطف۔ دَرَزْتُكَ مَضَافٌ مَضَافٌ اِلَيْهِ مَلِكٌ مَعْطُوفٌ تَوَادُّرٌ تَمْرِي بِيُوٰى۔

كَلَّا۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، تم دونوں کھاؤ۔ وَنَهَا فِيهَا مِنْهَا وَاحِدَةٌ مِّنْ ثَمَرَاتِ الْجَنَّةِ کے لئے ہے۔ حَيْثُ، جہاں۔ جس جگہ طرف مکان ہے بنی برنمہ، مکان مبہم کے لئے آتا ہے جس کی جملہ بالبد سے تشریح ہوتی ہے شَيْئًا۔ ماضی تثنیہ مذکر حاضر مَشِيئَةً (باب سَمِعَ) مصدر سے شَاءَ، يَشَاءُ۔ شَاءَ اصل میں شَيْءٌ تھا۔ ہی متحرک ماقبل مفتوح اس لئے ی کو الف سے بدل دیا گیا۔ تم دونوں نے چاہا حَيْثُ شَيْئًا۔ جہاں سے چاہو حَيْثُ مَضَافٌ شَيْئًا جملہ فعلیہ ہو کر مَضَافٌ اِلَيْهِ مَضَافٌ مَضَافٌ اِلَيْهِ مَلِكٌ مَعْطُوفٌ فِيهِ كَلَّا کا۔

رَعَدًا بافراغت، وسیع۔ خوب، یہ اصل میں باب سَمِعَ سے مصدر ہے۔ رَاعِدًا کی جمع بھی ہو سکتی ہے جیسے خَلْدٌ کی جمع خَلْدٌ ہے رَعَدًا صِفَتٌ ہے اَنْكَلًا (مصدر مخذوف کی) اِى دَوْلًا مِنْهَا اَكَلًا رَعَدًا حَيْثُ شَيْئًا اور وہاں (جنت میں) جہاں سے چاہو دل بھر کر خوب کھاؤ۔

لَا تَسْرَبَا۔ فعل نہی تثنیہ مذکر حاضر قُرْبٌ (باب سَمِعَ) مصدر تم دونوں مت قریب جاؤ۔

فَتَكُونُوا۔ و جواب نہی کے لئے ہے فَكُونُوا مَضَاعٌ تثنیہ مذکر حاضر قُرْبٌ (باب سَمِعَ) مصدر۔ تم دونوں ہو جاؤ

کننگاروں میں سے)

اَزَلَّهَا۔ اَزَلَ ماضی واحد مذکر غائب ہے۔ اَزَلَ (افعال) مصدر سے۔ الزلة کے اصل معنی بلا قصد کے تدم پھسل جانے کے ہیں۔ جو گناہ بلا قصد سرزد ہو جانے سے بھی بطور تشبیہ زلة سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ

قرآن مجید میں ہے فَإِنَّ زَلَلْتُمْ (۲۰۹:۲) اگر تم لغزش کھا جاؤ، هُمْمَا ضمیر مفعول بہ تثنیه غائب حضرت آدم اور حضرت حوا کے لئے ہے یعنی اس نے (شیطان نے) ان دونوں کو پھیلادیا ان دونوں کے قدم ڈگمگائے۔
عَنْهَا۔ ہا ضمیر واعدت غائب شجرۃ کی طرف راجع ہے بعض کے نزدیک اس کا مرجع جنت ہے۔
مِمَّا كَانَا فِيهِ۔ مِمَّا مرکب ہے مین حروف جار اور مِمَّا اسم موصول سے۔ كَانَا فِیْہِ موصول کا
ہ ضمیر واعدت مذکر غائب یا الجنة کے لئے ہے یا جنت کی نعمتوں اور راحتوں کے لئے۔ اگلے جملہ میں لفظ اَجْبَطَا
(تم اترو۔ تم اتر جاؤ) آیا ہے اس کی رعایت سے یہاں ہ کا مزاج الجنة زیادہ موزوں ہے۔ ترجمہ ہوگا اور اس نے
نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔

اِهْبِطُوا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُطُو (باب ضرب) مصدر جس کے معنی کسی چیز کے بے امنیاری حالت
میں نیچے اترنے کے ہیں۔ جیسا کہ پتھر پلندی سے گر پڑتا ہے۔

اِهْبِطُوا لَمْ تَمَّ سَبَّ نِيحَ اَتْرُو جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت آدم، اور حضرت اور شیطان
کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ یا ہبوط آدم کے ان کی نسل ان کے ساتھ شامل ہو گئی۔ اس لئے صیغہ
جمع کا استعمال ہوا ہے

بِعُضُّكُمْ لِبَعْضٍ عَدَاؤٌ۔ (تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے) یہ جملہ اِهْبِطُوا سے موقع حال میں ہے۔
اپنی تمہاری نسل میں باہم عداوت، حسد، بغض، خود غرضی وغیرہ رہیگی۔

مُسْتَقَرٌّ۔ اسم ظرف مکان (استعمال) قرار گاہ، ٹھہرنے کی جگہ، یہ مصدر بھی ہو سکتا ہے
مَتَاعٌ۔ اسم مفرد اَمْتَعْتُمْ جمع۔ معین اور طویل مدت تک فائدہ اٹھانا۔ معاش، فائدہ، نفع، وہ سامان جو ناک
میں آتا ہے۔ جس سے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ محاورہ ہے۔ متع الله بكذا۔ وامتنعه الله اسے دیر تک
فائدہ اٹھانے کا موقع ہے۔

حَيِّنٌ، وقت، زمانہ، مدت۔ اَحْيَانًا جمع۔ اِلَى حَيِّنٍ ایک مدت تک

فَتَلَقَىٰ ف۔ محذوف عبارت پر دلالت کرتا ہے۔ تَلَقَىٰ بَاب تَفَعَّلَ اور التلقى (باب افعل) الشئ
مِنْهُ بمعنى اخذہ منه۔ پاناوصول کرنا، جب بہشت سے نکل جانے کا حکم ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام فرط ندامت سے
مدت مدید و عرصہ بعید تک روتے اور اتنا روتے کہ رحمت خداوندی کو ترس آ گیا۔ یا رحمت خداوندی جوش میں آئی
اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر کلمات القار کئے جو حضرت آدم نے اخذ کرنے، اور ان پر عمل کرتے ہوئے توبہ کی
وہ کلمات کون سے تھے؟ ہمیں خیال ہے کہ وہ کلمات یہ تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَسَكُنَّا مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؕ (۲۳:۴) اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور
اگر تو ہمیں نہیں بخشگا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو یقیناً ہم گھانا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ یہی حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ تھے
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ . ظَلَمْتُ نَفْسِي
 فَأَعْفُرْ لِي يَا نَدِي لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ . لے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ
 تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری شان بہت بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنی جان پر ظلم
 کیا۔ مجھے بخش دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہ کو بخشے والا نہیں۔
 فَتَابَ عَلَيْهِ . پس اس نے اس کی توبہ قبول کی۔

فَائِدَةٌ - یہاں بھی محذوف عبارت پر دلالت کرتا ہے۔ جب خداوند تعالیٰ نے کلمات مغفرت حضرت
 آدم علیہ السلام کے دل پر القاء کئے انہوں نے یہ کلمات اخذ کر لئے۔ ان پر عمل کرتے ہوئے ان کلمات سے
 دعائے مغفرت شروع کر دی۔ خداوند تعالیٰ کو اپنے بندہ کی گریہ و زاری پر رحم آیا اور اس کا گناہ (غرض)
 معاف کر دیا۔

تَابَ عَلَيَّ - تَوْبٌ وَتَوْبَةٌ مصدر سے تَابَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے التَّوْبُ يَا التَّوْبَةَ
 کے معنی گناہ سے باز آنے کے ہیں امام خطابی فرماتے ہیں التَّوْبَةُ عَوْدُ الْعَبْدِ إِلَى التَّوْبَةِ بَعْدَ
 الْمَعْصِيَةِ (توبہ کے معنی گناہ کے بعد بندہ کا نیکی کی طرف پلٹنا۔ امام راعب فرماتے ہیں (گناہ کا باحسن چھوڑ
 چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے یہ تَابَ يَنْوِبُ کا مصدر ہے باب نَصْر سے اور لازم و متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے
 جب اس کا تعدیہ الی کے ساتھ آئے تو بندہ کا اللہ کی طرف توجہ کرنا اور رجوع کرنا کے معنی ہوتے ہیں اور بندہ
 کے گناہ سے باز آنے کے ہیں۔ اور جب اس کا تعدیہ علی کے ساتھ آئے تو اللہ تعالیٰ کا بندہ کی توبہ قبول کرنا یا
 توبہ کی توفیق دینے کے معنی ہوتے ہیں تَابَ بِمَعْنَى: اس نے توبہ کی اوہ پھر آیا۔ وہ گناہ سے باز آیا۔ وہ متوجہ ہوا
 اس نے معاف کیا۔

فَائِدَةٌ - خداوند تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کا توبہ اور اس کی توبہ قبول کرنا بیان فرمایا ہے حضرت حوا کا توبہ کرنا
 ذکر نہیں کیا۔ یہ اس لئے کہ عورت احکام میں تابع ہے مرد کے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اکثر مرد ہی مخاطب ہیں
 إِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ ۝ ۱۶ یہ جملہ اسمیہ معترضہ ہے۔

التَّوَابُ - تَوْبَةٌ سے بروزن فَعَالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت توبہ کرنے والا۔ بہت معاف کرنے والا
 بہت توبہ قبول کرنے والا۔ لعنت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے دونوں کو تَوَابٌ کہتے ہیں۔
 بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے جب بندہ کی صفت میں آئے تو اس کے معنی کثرت سے
 توبہ کرنے والے بندہ کے ہوں گے۔ اور جب اللہ کی صفت میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی کثرت سے
 بار بار بندوں کی توبہ قبول کرنے والے کے ہیں۔ قرآن مجید میں تَوَابٌ کا لفظ جہاں بھی آیا ہے خداوند تعالیٰ کی

صفت کے لئے آیا ہے

۲: ۳۸ - قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا - قُلْنَا ہم نے کہا (ماضی جمع متکلم) قول ہے۔ اور اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا۔ اس کا مقولہ۔ اگلی عبارت تا اختتام آیت ۳۹۔ قُلْنَا کا مقولہ ہے اهْبِطُوا۔ آیت ۲: ۳۶ میں بھی آیا ہے اس آیت میں اس کا اعادہ پھر کیا گیا ہے تاکہ قَامًا يَأْتِينَ كَمَعْنَى الخ کا پورا پورا ارتباط اس کے ساتھ ہو جائے جَمِيعًا۔ لفظًا اهْبِطُوا سے حال ہے اور معنی تاکید ہے یعنی سب اترو مجتہد ہو کر یا الگ الگ۔ ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اترو جاؤ۔

فَامَا۔ فاعل عطف اور ترتیب کے لئے آیا ہے ان شرطیہ اور ما زائدہ للتأكيد سے مرکب ہے۔ پھر اگر؛ يَأْتِينَكُمْ۔ يَأْتِينَ ماضیء تاکید بانوں ثقیلہ واحد مذکر غائب۔ اَتَيْتُكُم مصدر باب ضرب، کُذْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر، کُذْ ضمیر جمع کی، آدم و حوا اور شبول ابلیس لائی گئی ہے یا آدم و حوا اور ان کی اولاد کے لئے کہ وہ احکام ہدایت بجانب اللہ کی مکلف ہے۔

فَمَنْ رَبُّكَ لَعْنَةُ رَبِّكَ لَمَّا تَتَّبِعُوا شَرًّا۔

هُدًى، مضاف مضاف الیہ دونوں مل کر تَبِعَ کا مفعول۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدًى۔ جملہ شرطیہ اس سے اگلا جملہ فَلَاحُونَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ جواب شرط جملہ جزائیہ، یہ جملہ شرط و جزاء دونوں مل کر شرط اول۔ ذَا مَا يَأْتِينَكُمْ مَنِ هُدًى کی جزاء۔ فَلَاحُونَ عَلَيْهِمْ معطوف علیہ اور وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ معطوف ہے ہُنْدُ ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع مَنْ ہے۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَاَوْ عَطْفٌ كَابٍ لَا مِثْلَ بَلِيسٍ مَنفِي هُوَ هُنَّ بِنْدَارٍ يَحْزَنُونَ فَعَلٌ بِاَفَاعِلٍ مِضَارِعٌ كَا صِيغَةُ جَمْعٍ مَذْكَرٍ غَائِبٍ۔ حَزَنٌ بِاَبِ سَمْعٍ مَصْدَرٌ نَعْمَلِيْنَ هُوْنَا۔ اُوْر نُوْهٍ عَمَلِيْنَ هُوْنَا كُوْءُ۔

(۲: ۳۹) خَالِدُونَ، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر خَلُوْءٌ باب نصر سے مصدر ہمیشہ ہونے والے۔

(۲: ۴۰) بِنِي إِسْرَائِيلَ۔ یاد حرف نداء بِنِي إِسْرَائِيلَ مضاف، مضاف الیہ مل کر منادی۔ بِنِي إِسْرَائِيلَ اصل میں بنی اسرائیل تھا۔ ن جمع اصناف کے سبب گر گیا۔ إِسْرَائِيلَ منصوب بوجہ غیر منفرد عجم و معرفہ ہونے کے ہے۔ إِسْرَائِيلَ کے معنی عَبْدُ اللَّهِ۔ یعنی اللہ کا بندہ ہے یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے بِنِي إِسْرَائِيلَ لے اسرائیل کے بیٹوں، یا اے اسرائیل کی اولاد۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔

أَذْكُرُوا فَعَلٌ اِمْرَجٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ۔ ذِكْرٌ بِاَبِ نَصْرٍ تَمَّ يَادُ كُرُوْءُ

بِنِي۔ مضاف مضاف الیہ۔ میری نعمتیں، میرے احسان۔ یہاں نعمت لفظاً واحد ہے لیکن اس کے معنی جمع کے ہیں کیونکہ نعمت ایک نہ تھی بلکہ غیر متناہی تھیں۔ ن ضمیر واحد متکلم کی ہے۔ میری نعمتیں۔ اَذْكُرُوا۔ فعل امر جمع مذکر حاضر، اَفْعَالٌ، تم پورا کرو۔

عَنْهُدَىٰ - مضاف منافع الیہ - میرا عہد۔

أَوْفٍ - مضارع کا صیغہ واحد متکلم - ایذاء، انحال، مصدرہ میں پورا کروں گا۔

إِهْدِكُمْ - یعنی وہ وعدہ جو میں نے تم سے کیا ہے اُوْفِ اصل میں اُوْفِي تھا۔ لیکن اُوْفِ لِهْدِكُمْ جملہ جزا ہے جیسا کہ جملہ اولی شرطیہ کی خبر سے رہا ہے اس لئے اُوْفِ میں می حذف ہو گئی۔

وَايَاتِي فَارْهَبُونِ - واو عاطفہ ہے اِنَاي میں فعل محذوف ہے گویا عبارت یوں ہے اِيَاتِي اِرْهَبُوْا اِرَايَاي - ضمیر منضمون منفصل مفعول ہے۔ اور حصر کا فائدہ دیتی ہے، اور مفعول کو تخصیص کے لئے فعل سے مقدم لایا گیا ہے (ملاحظہ ہو: ۴۱) اِرْهَبُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ اور تم صرف مجھ ہی سے ڈرو،

فَارْهَبُونِ - دوسرا جملہ ہے ف جزا کہ ہے۔ اس سے قبل جملہ شرطیہ محذوف ہے گویا کلام یوں ہے ان کنتم راہبین شَيْئًا فَارْهَبُونِي - اگر تم کسی شے سے ڈرتے ہو تو مجھ سے ڈرو۔ اِرْهَبُونِ - اِرْهَبُوْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ن وقایہ اور سی متکلم محذوف ہے اِرْهَبُوْا رَهْبَةً - مصدر باب سَمِعَ سے ہے رَهْبَةٌ ایسے خوف یا ڈر کو کہتے ہیں جس میں احتیاط اور اضطراب دے چینی شامل ہو۔

(۴۱: ۲) مَا أَنْزَلْتُ ماموصولہ اور أَنْزَلْتُ اس کا صلہ۔ اس کی تقدیر یوں ہے

بِمَا أَنْزَلْتُهُ جو میں نے نازل کیا ہے۔ یعنی قرآن مجید

مُصَدِّقًا - اسم فاعل واحد مذکر منصوب (تفعیل) مصدر سے۔ سچا ماننے والا، سچا کہنے والا۔ تصدیق کرنے والا۔ یہ حال مؤکد ہے حال محذوف سے جو کہ أَنْزَلْتُ میں ہے اِی أَنْزَلْتُهُ مُصَدِّقًا۔

مَا مَعَكُمْ، مَا موصولہ مَعَكُمْ مضاف مضاف الیہ مل کر صلہ اپنے موصول کا۔ مراد اس سے نورات ہے۔

یہ میں ہضمیر واحد مذکر نائب کا مرجع مَا أَنْزَلْتُهُ ہے، یعنی قرآن مجید۔

لَا تَشْتَرُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر اِشْتَرَاءُ (افتعال) مصدر۔ تم مت خریدو، تم مت مول لو وَا لَا تَشْتَرُوا بِأَيَّتِي تَمَنَّا قَلِيلًا اور میری آیات میں (تحریر کر کے) ان کے بدلے سٹھوڑی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو،

اس کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ قیمت کے عوض ایسا کرنا روا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کر کے جو قیمت بھی وصول کرو گے وہ حقیر ہے۔ کیونکہ دنیا کا مال خواہ کتنا ہی ہو۔ آخرت کی لذات کے مقابلہ میں وہ لاشی اور حقیر ہے۔ قرآن مجید میں ہے فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْأَخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ - (۳۸: ۹) سو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں تو بہت ہی قلیل ہے

وَايَاتِي فَاتَّقُونِ - اور مجھ ہی سے ڈرتے رہا کرو (ملاحظہ ہو: ۴۱: ۲) پہلی آیت میں فَارْهَبُونِ فرمایا کیونکہ خطاب نبی اسرائیل کے لوگوں سے تھا۔ اور یہودیوں جو خدا ترس تھے ان کو راہب کہتے تھے۔ بعد میں اِيَاتِي

فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ ارشاد ہوا کیونکہ جب وہ راہب ایمان لا کر امت محمدیہ میں داخل ہو جائیں گے۔ تو امت محمدیہ میں خدا ترس کو متقی کہتے ہیں۔

۴۲:۲ لَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ - لَا تَلْبَسُوا فعل نہی جمع مذکر حاضر، لَبَسْتُ مصدر باب صَرَبَ سے دراصل لَبَسْتُ کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں لیکن دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً الَّذِينَ آمَنُوا أَدَلَّمْ يَلْبَسُوا اِيْمَانَهُمْ يَظْلَمُ (۸۲:۶) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ظلم سے مخلوط نہیں کیا۔ یا آیت ہَا لَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ مت ملاؤ۔

لَبَسَ الثَّوْبَ کے معنی کپڑا پہننے کے ہیں۔ اور جو چیز پہنی جائے اسے لباس کہتے ہیں۔ تمثیل اور تشبیہ کے طور پر تقویٰ کو بھی لباس کہا ہے مثلاً كِلَابُ السُّقْمَى (۲۶:۷) اور جو پرہیزگاری کا لباس ہے۔
وَتَلْمِزُوا الْحَقَّ اِی وَلَا تَلْمِزُوا الْحَقَّ اور حق بات کو نہ چھپاؤ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ پر ہے وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ : جملہ عالیہ ہے۔ دراصل حالیکہ تم اس بات کا علم رکھتے ہو۔ اس سے خوب واقف ہو، اس کو خوب جانتے ہو۔

۴۳:۲ اَقِمُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِقَامَةٌ (افعال) جس کے معنی اٹھانے قائم کرنے اور درست رکھنے کے ہیں نماز کے ساتھ اِقَامَ یَقِیْمُ کا مطلب بے نماز پر دوام اور اس کے ارکان کی حفاظت کرنا۔ سواقیئو الصلوٰۃ کے معنی ہوتے نماز کو باقاعدہ اور پیشگی کے ساتھ ادا کیا کرو۔

ق د م مادہ سے مختلف مشتقات مختلف معانی میں استعمال ہوئے ہیں
التَّوُّ - فعل امر جمع مذکر حاضر۔ ایتاء (افعال) مصدر تم دو۔

الذکوٰۃ۔ مادہ - ذک۔ ی۔ اس کے اصل معنی اس نمو (افزونی، بڑھوتری) کے ہیں جو برکت الہیہ سے حاصل ہو اور اس کا تعلق دنیادی چیزوں سے بھی ہے اور اخروی امور کے ساتھ بھی۔ شرع میں زکوٰۃ وہ حصہ مال ہے جو مال سے حق الہی کے طور پر نکال کر فقرا کو دیا جاتا ہے اور اسے زکوٰۃ یا تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں برکت کی امید ہوتی ہے اور یا اس لئے کہ اس سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے۔ یعنی خیرات و برکات کے ذریعے اس میں نمو ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کے تسمیہ میں ان ہر دو امور کا لحاظ کیا گیا ہو۔ کیونکہ یہ دونوں خوبیاں زکوٰۃ میں موجود ہیں۔

ذَكَّى يَزْكِي تَزْكِيَةٌ (باب تفعیل) پاک کرنا، اصلاح کرنا۔ مثلاً قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَكَهَهَا (۹۰:۹۱) جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا۔

وَاَرَكَعُوا - وَاَوْعَظُفَ کا ہے اَرَكَعُوا فعل امر جمع مذکر حاضر، اَرَكَعٌ (باب فَعَّحَ) مصدر سے جس کے معنی جھک جانے کے ہیں۔ اور نماز میں خاص شکل میں جھکنے پر بولا جاتا ہے پھر کل کو جزء کے ساتھ تعبیر کر کے رُكُوع سے

مراد نماز بھی لی جاتی ہے اور یہاں اشارہ نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف ہے، محض عاجزی اور انکساری کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ مثلاً لبید کا شعوبے۔

أَخْبَرَ أَخْبَارَ الْقُرُونِ الَّتِي مَضَتْ .

أَدَبْتُ كَأَنِّي كَلَّمَا قُمْتُ دَاكِعٌ ،

میں گزشتہ لوگوں کی خبر دیتا ہوں (میں سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے) ریگ کر چلتا ہوں اور خمیدہ پشت کھرا ہوتا ہوں۔

۲: ۴۴ - اَتَامُرُونَ - الف استفہامیہ ہے اور جملہ تَامُرُونَ النَّاسِ ... الخ پر داخل ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا مت کرو۔ تَامُرُونَ مضارع جمع مذکر حاضر اَمَرٌ مصدر (باب نَصْر) تم حکم دیتے ہو۔ اَتَامُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ - کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور ... الخ (البِرِّ - نیکی کرنا - سہلانی کرنا - نیکو کاری مصدر ہے۔

وَأَنْتُمْ تَتَلَوْنَ الْكِتَابَ - یہ جملہ حال ہے ضمیر فاعل تَتَلَوْنَ سے۔

تَتَلَوْنَ - مضارع جمع مذکر حاضر تَلَاوَةٌ (باب نَصْر) مصدر - تم پڑھتے ہو، تم تلاوت کرتے ہو۔ الْكِتَابَ سے مراد یہاں توراہ ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ - الف استفہامیہ ہے اور فار عاطفہ ہے۔ اس صورت کی مندرجہ ذیل توجیہات ہیں۔

(۱) جیسا کہ اجزائے جملہ معطوفہ کا عام قاعدہ ہے کہ حرف استفہام حرف عطف کے بعد آتا ہے مثلاً فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ فَلَئِنْ تَتَّقُونَ - وغیرہ۔ لیکن ہمزہ استفہامیہ حرف عطف پر اس امر پر آگاہ کرنے کے لئے پہلے لایا جاتا ہے کہ صدر کلام میں آنے کے واسطے اصلی حرف یہی ہے۔ اس کی چند اور مثالیں قرآن مجید میں یہ ہیں۔ اَوَكَلَّمْنَا عَاهِدُ ذَا عَهْدٍ ۱- (۲: ۱۰۰) اَفَا مِّنْ اَهْلِ الْقُرْأٰی (۷: ۹۷) اور اَتْمَا اِذَا مَا دَقَعَ (۱۰: ۵۱)

(۲) ہمزہ استفہامیہ کے بعد عبارت مقدر ہے جو اگلے جملہ معطوف کے لئے معطوف علیہ ہے۔ یعنی تقدیر کلام یہ ہے اَتَتَلَوْنَ الْكِتَابَ فَلَا تَعْقِلُونَ - کیا تم کتاب پڑھتے ہو۔ پھر کیوں نہیں سمجھتے؟

(۲: ۲۵) اِسْتَعِينُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِسْتِعَانَةٌ (اِسْتِفْحَالٌ) مصدر - تم مدد طلب کرو۔

ملاحظہ ہو (۱: ۴)

اِنَّهَا - میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع الصلوة ہے۔

كَبِيْرَةٌ - میں لام تاکید کے لئے ہے کَبِيْرَةٌ صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مؤنث ہے۔ الصلوة کی صفت ہے بمعنی شاق، دشوار۔

اَلْخَشِيْعِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر خَشُوْعٌ مصدر (باب فِطْح) ڈرنے والے۔ عاجزی کرنے والے۔ فروتنی کرنے

والے۔

۴۶:۲ الَّذِينَ... إِلَيْهِ لَاجِعُونَ۔ اپنی حملہ ترکیب نحوی کے ساتھ صفت ہے اپنے موصوف الخشعین کی۔

مَلَأُوا رِئْسَهُمْ۔ مَلَأُوا۔ اسم فاعل جمع مذکر مضاف، رِئْسَهُمْ مضاف مضاف الیه مل کر مضاف الیه (اضافہ کی وجہ سے مَلَأُوا کانون جمع گر گیا ہے) اپنے رب کو پہنچنے والے، اپنے رب کو پانے والے۔
رَاجِعُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر رُجُوعٌ مصدر رَاجِعٌ واحد لوٹنے والے۔ پھر آنے والے۔

۴۶:۲۔ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ تمام عالموں پر، تمام جہانوں پر۔ اگرچہ عالم کا اطلاق ماسویٰ اللہ کے جمع مخلوق پر ہوتا ہے۔ اور جب اس کو جمع کر کے عالمین بولا جائے تو اور بھی شمول اور عموم کا قاعدہ دیتا ہے لیکن یہ ایک محاورہ ہے جس سے مراد اکثر لوگ ہیں، یعنی ہم نے تم کو دنیا کے اکثر لوگوں پر فضیلت بخشی ہے۔

اسی طرح کُلُّ بُولِ كُرْ اکر چیزیں مراد لی جاتی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں مَلِكٌ بَلْقِيسِ كے متعلق وارد ہے وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور اسے دیا گیا تھا ہر چیز سے حصہ۔ حالانکہ بہت سی چیزیں اس کو نہ ملی تھیں۔ تو مطلب یہ ہے کہ اسے اکثر چیزیں دی گئی تھیں۔

۴۸:۲۔ لَا تَجْزِيْ۔ فعل نہی واحد مؤنث غائب (جس کا مرجع لَفْسٌ ہے) جَزَاءُ (باب ضَوْبٌ) وہ کام آئے گی۔ وہ بدلہ ہوگی۔

شَيْئًا۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱) اگر شَيْئًا سے مراد حق ہو تو اس وقت لفظ شَيْئًا آریہ میں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا اور آریہ کے معنی ہوں گے۔ کہ کوئی کسی کے لئے حق کا بدلہ نہ دے گا۔

۲) اگر شَيْئًا سے مراد جزاء ہو تو مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ اور آیت کے معنی ہوں گے، کہ کوئی کسی کو بدلہ نہ دے گا۔ خواہ کسی قسم کا بدلہ دینا ہو

۳) بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ کوئی کسی کے کچھ کام نہ آویگا

۴) یہ بھی کہا ہے کہ کوئی قیامت کی سختیوں اور عذاب میں کسی کے لئے کفایت نہ کرے گا۔

لَا تَجْزِيْ..... الخ يَوْمًا كِي صفت ہے

شَفَاعَةٌ۔ شفاعت شفع یعنی جفت ہے۔ یعنی طاق کی ضد۔ گویا شفاعت کرنے والا۔ اپنے آپ کو اس کے ساتھ ملا کر (کہ جس کی یہ سفارش کرتا ہے) اس اکیلے کو جوڑا کرتا ہے۔

لَا يُؤْخَذُ۔ مضارع منفی مجہول واحد مذکر غائب أَخَذُ (باب نَصَرَ) مصدر وہ نہیں لیا جائے گا۔

منہا۔ ضمیر ہا کا مرجع نفس عاصیہ (گنہگار شخص بھی ہو سکتا ہے اور نفس شافعہ (سفارش کرنے والا شخص)

بھی، راجح قول نفس ماصیہ ہے۔

عَدْلٌ کے معنی برابری کے ہیں۔ چونکہ معارضہ اور فدیہ کے دونوں برابر ہو جاتے ہیں اس لئے معارضہ اور فدیہ اور بدل کو بھی عدل کہتے گئے۔ اور اسی لئے انصاف کو بھی عدل کہتے ہیں۔

وَالَا هُمْ يُنصِرُونَ هِ وَاَوْعَاطِفٌ لَا يُنصِرُونَ. مضارع منفی مجہول جمع مذکر غائب۔ اور نہ ان کی مدد کی جاتے گی۔

۲۹: ۲ - وَاِذْ - وَاَوْعَاطِفٌ ہے۔ اِذْ بمعنی جب۔ جبکہ۔ جس وقت، چونکہ۔ اسم طرف ہے اِذْ کبھی

مفاعلات یعنی کسی بات کے اچانک واقع ہونے کے لئے بھی آتا ہے، اس سے قبل عبارت مقدر ہے تقدیر یوں ہے۔ وَاِذْ كُرِّدَا - اور یاد کیجئے (یا ان سے ذکر کیجئے) جب قرآن مجید میں جہاں بھی

وَاِذْ آيَاہے وہاں لفظ اُذْ کُرِّدَا محذوف ہے۔ یہاں یہ جملہ اُذْ كُرِّدَا لِنَعْتِي (۲: ۲۷) کا معطوف ہے۔ اور اسی طرح وَاِذْ فَرَقْنَا (۲: ۵۰) وَاِذْ دَعَدْنَا (۲: ۵۱) وَاِذْ اتَيْنَا مُوسَى (۲: ۵۳) وَاِذْ قَالَ مُوسَى

(۲: ۵۴) وَاِذْ قُلْتُمْ (۲: ۵۵) وغیرہ کا عطف اُذْ كُرِّدَا لِنَعْتِي پر ہے۔

نَجَّيْنَاكُمْ - نَجَّيْنَا ماضی جمع متکلم (تفعیل) مصدر کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر ہم نے تم کو بچایا۔ ہم نے تم کو نجات دی۔

يَسُوءُ مَوْنَكُمْ - مضارع جمع مذکر غائب۔ کم ضمیر جمع مذکر حاضر مفعول سُوءٌ - باب نَصْر مصدر۔ وہ تم کو تکلیف دیتے تھے وہ تم کو مجبور کرتے تھے۔ (نیز ملاحظہ ہو ۱۴-۱۶)

سُوءَ الْعَذَابِ - منافع مضاف الیہ مل کر یُسُوءُونَ کا مفعول ثانی۔ سُوءٌ۔ بُرائی، بُرَاکام سُوءَ الْعَذَابِ - عذاب کی سختی یعنی سخت عذاب۔

جملہ یَسُوءُ مَوْنَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ - حال ہے اِلِ فِرْعَوْنَ سے یا ضمیر نَجَّيْنَاكُمْ یا دونوں سے۔ دونوں جملے یَسُوءُ مَوْنَكُمْ سے حال ہیں

ذٰلِكُمْ - یہ - یہی - ذٰ اسم اشارہ بعید ہے اور کم ضمیر جمع خطاب کے لئے ہے۔ اس کا اشارہ التذبیح اور الاستیحاء (بیٹوں کا ذبح کرنا اور عورتوں کو زندہ رکھنا) کی طرف ہے

يَذَّبِحُونَ اَبْنَاءَكُمْ - جملہ معطوف علیہ ہے۔ اور جملہ وَيَسْتَحْيُونَ لِسَاءَكُمْ معطوف۔ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ - بَلَاءٌ موصوف، عَظِيمٌ صفت مِّنْ جار۔ رَبِّكُمْ مضاف مضاف الیہ مل کر مجبور، جار مجرور مل کر متعلق موصوف،

(۲: ۵۰) وَاِذْ ملاحظہ ہو ۲: ۲۹

فَرَقْنَا - ماضی جمع متکلم ہم نے پھاڑ دیا۔ ہم نے الگ الگ کر دیا۔ فَرَّقٌ مصدر بمعنی الگ الگ ہونا

الگ الگ ہونا۔ اسی سے فرق ہے جو تباہت سے الگ ہو گیا ہو۔ تَبَّ مَعْنَى لَبَّ - وَادُّ قُرُونًا كَأَنَّ
الْبَحْرَ۔ جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا فَلَاقَ بھی قریب قریب انہی معنوں میں آتا ہے قرآن مجید
میں تَبَّ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ - ۶ : ۶۳) تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا یوں ہو گیا۔
گو یا بڑا پہاڑ ہے البحر سے مراد بحیرہ قلزم ہے جسے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم نے مصر سے ہجرت کے وقت ملے
کیا تھا۔

فَأَنْجَيْنَاكُمْ - تَعْقِيبُ كَيْ بِنَجِينَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم - انجاء (افعال) مصدر بنحو مادہ -
بچالینا، نجات دینا۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ پس ہم نے تم کو بچالیا دریا میں ڈوبنے سے، یا فرعون اور
اس کی قوج کے ہاتھوں پکڑے جانے سے

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ - جملہ حالیہ ہے اعزذنا سے وراں حالیکہ تم ان کا غرق ہونا دیکھ رہے تھے۔
۲ : ۵۱ - وَاَعِزَّنَا ماضی جمع متکلم (مفاعلة) مصدر باب مفاعلة اگرچہ اشتراک عمل چاہتا ہے لیکن
اہل عرب کے روزمرہ میں واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں دَاوَيْتُ الْعَلِيلَ - میں نے بیمار کا علاج
کیا۔ عَاتَبْتُ اللَّصَّ میں نے چور کو سزا دی۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ ہم نے (موسیٰ سے) وعدہ کیا
اشتراک کی صورت ... یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ اور حضرت موسیٰ نے اسے قبول کیا۔ گویا

حضرت موسیٰ کا وعدہ کو قبول کرنا وعدہ سے مشابہ فعل ہونے کی وجہ سے وعدہ ہی کے ضمن میں آتا ہے
فائدہ :- جب بنی اسرائیل غلامی کی لعنت سے نجات حاصل کر کے آزادی کی نعمت سے سرفراز کئے
گئے۔ تو مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ انہیں ایک کتاب شریعت دی جائے جس میں پورا نظام شریعت اور دستور
زندگی مندرج ہو۔ جس پر عمل کر کے وہ بے راہ روی سے بچتے رہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس
روز کا چلہ پورا کرنے کا حکم ہوا۔ جسے حضرت موسیٰ نے تسلیم کیا۔ یہی یہ وعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اربعين ليلة - چالیس راتیں۔ مراد چالیس دن اور رات -

ثُمَّ - پھر۔ تراخی زمان کے لئے ہے۔

اتَّخَذْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر، اتخاذا (افعال) مصدر تم نے اختیار کیا۔ تم نے بنا لیا۔ الْعَجَلَ بَجْهْرًا -
گائے کا بچہ۔ اس کی جمع عَجُولٌ اور مَوْنٌ عَجَلَةٌ یہ اتَّخَذْتُمْ کا مفعول ہے۔
اس جملہ اتَّخَذْتُمْ الْعَجَلَ میں مفعول ثانی محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اتَّخَذْتُمْ الْعَجَلَ
إِنَّهَا تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا۔

وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ - جملہ حالیہ ہے فاعل اتَّخَذْتُمْ سے اور حال یہ ہے کہ ایسا کرنے سے تم نے عبادت
کو اس کی غلط جگہ پر مٹھرایا لہذا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے مرتکب ہوئے۔

۵۲:۲ - عَفَوْنَا عَنْكَ - عَفَوْنَا (الصلة عَنْ) ماضی کا صیغہ جمع مکمل ہے۔ عَفَوًا (باب اُصْر) سے مصدر عن کے صلہ کے ساتھ۔ بمعنی معاف کرنا۔ عَفَا عَنْ ذَنْبِهِ۔ اس نے اس کا گناہ معاف کر دیا عَفَا اللَّهُ عَنْهُ اللَّهُ تَعَالَى اس کے گناہ معاف کرے۔

لَعَلَّكُمْ - لَعَلَّ حرف مشابہ بالفعل ہے امید یا خوف پر دلالت کرنے کے لئے لایا جاتا ہے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ (۴۲: ۱۷) شاید قیامت قریب ہی آ پہنچی ہو، کُم اسم ہے لَعَلَّ کا۔ شاید تم۔

تَشْكُرُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر، شُكِرَ وَتَشْكُرُونَ (باب نَصْر) مصدر - شکر ادا کرنا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ شاید کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

(۵۳: ۲) اَلْكِتَابِ - سے مراد۔ تورات ہے۔

الْفُرْقَانَ کے لغوی معنی ہیں وہ چیز جس سے حق و باطل کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ اَلْفُرْقَانُ فَرْقٌ سے ابلغ ہے کیونکہ یہ حق اور باطل کو الگ الگ کر دینا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے فَرْقٌ کا لفظ عام ہے جو حق اور باطل کو الگ الگ کرنے کے لئے بھی آتا ہے اور دوسری چیزوں کے متعلق بھی آتا ہے۔

علماء کے اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ (۱) اَلْكِتَابِ اور اَلْفُرْقَانَ کے درمیان عطف تفسیری ہے۔ اور مراد دونوں سے ایک ہی ہے (۲) اس سے مراد یہاں توریت اپنے احکام و شرائع کے لحاظ سے ہے۔ (۳) اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے۔ (۴) اس سے مراد وہ فتح و غلبہ ہے جو بنی اسرائیل کو حکومت فرعون کے مقابلہ میں عطا ہوا تھا۔

۵۴: ۲ - وَاذْ قَالٍ - ملاحظہ ہو ۲: ۲۹ - يَا قَوْمِ - يَا حَرْفِ نَدَارِ قَوْمٍ منادی۔ قَوْمٍ اصل میں قَوْمِي تھا۔ ہی مکمل حذف کر کے کسرہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔

يَا تَخَاذِكُمْ الْعِجْلَ - بَاءِ سَبْبِيَّةٍ ہے اِتَّخَذَ مصدر۔ (ملاحظہ ہو: ۵۱: ۲) مضاف کُم ضمیر جمع مذکر ماضی، مضاف الیه۔ اَلْعِجْلَ مفعول اِتَّخَذَ مصدر کا۔ اپنی گتو سالگیری کے سبب سے۔ یعنی گاتے کے بچھڑنے کو بطور معبود اپنا لینے کے سبب سے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

فَتَسْوَبُوا - ت سبب سے ہے۔ تَسْوَبُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پس تم تو بہ کرو۔

بَارِئُكُمْ مَصَاتِفَ الیه۔ بَارِئُ اللَّهُ تَعَالَى کے اسماء حسنی میں سے۔ ایجاد و اختراع کرنے والا۔ پیدا کرنے والا۔ اس کا مادہ بَرَّءٌ ہے۔ اَلْبَرُّ مُدَالِئَةٌ وَالْبَرَاءُ کے اصل میں کسی مکروہ امر سے بجات حاصل کرنے کے ہیں یا بیزاری ظاہر کرنے کے۔ مثلاً بَرَأْتُ مِنَ الْمَرَضِ میں نے بیماری سے

دیتا ہے۔

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ جملہ حالیہ ہے۔

۵۶:۲ بَعَثْنَاكُمْ - بَعَثْنَا۔ ماضی جمع متکلم۔ بَعَثْتُ (باب فتح) مصدر اٹھا کھڑا کرنا۔ دوبارہ زندہ کرنا۔

چنانچہ یَوْمَ الْبَعْثِ اس سے ہے یعنی دوبارہ اٹھنے کا دن۔

لَعَلَّكُمْ شَائِدِكُمْ تَمَّ۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۲۱، ۲: ۵۲)

۵۷:۲ - وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ اور أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّانَ وَالسَّلْوَىٰ ہر دو جملوں کا عطف بَعَثْنَاكُمْ

پر ہے۔ ظَلَّلْنَا۔ ماضی جمع محکم تَظْلِيلٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر سے، ہم نے سایہ کیا۔ ہم نے سایہ لگن کر دیا۔
عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ - عَلِيكُمُ۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل ہے اور الْغَمَامَ اسم جنس ہے اور فعل ظَلَّلْنَا کا مفعول
ہے بمعنی ابر، بادل۔ الْمَنَّانَ اسم ہے شبہنی گوند جو ادی تہ میں بھٹکنے والے اسرائیلیوں کے کھانے کے لئے اللہ
تعالیٰ روزانہ درختوں پر جمادیتا تھا۔

السَّلْوَىٰ - ایک پرندہ ہے جس کو بٹیر کہتے ہیں

كُلُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَكَلٌ (باب نصر) مصدر سے اصل میں اُذْكُلُوا تھا۔ تم کھاؤ۔

طَيِّبَاتٍ، ستھری چیزیں۔ پاکیزہ چیزیں۔ طَيِّبَاتٍ کی جمع طَيِّبَاتٍ مضاف ہے مَا رَزَقْنَاكُمْ ما موصول

رَزَقْنَاكُمْ جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے موصول اور صلہ مل کر مضاف الیہ طَيِّبَاتٍ کا۔

جو بطور رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں کا صاف ستھرا و پاکیزہ حصہ۔

وَمَا ظَلَمُونَا۔ مانا یہ ہے جملہ کا عطف محذوف عبارت پر ہے

ظَلَمُوا اذْ لَمْ يُقَابِلُوا النِّعَمَ بِالشُّكْرِ۔ پس انہوں نے ظلم کیا اور نعمتوں کو شکر کے ساتھ قبول نہ کیا۔ وَمَا

ظَلَمُونَا اس ناشکری سے، انہوں نے ہم پر تو ظلم نہ کیا (یعنی ہمارا تو کچھ نہ بگاڑا) وَكَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

لیکن اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے ہیں۔ یعنی اپنا ہی کچھ بگاڑتے ہیں۔ كَانُوا اِيْظَلِمُوْنَ - ماضی استمراری کا صیغہ

جمع مذکر غائب ہے۔

فَاذْ لَا مَا رَزَقْنَاكُمْ تَمَّكَ مَخَاطِبِينَ سے بلا واسطہ خطاب تھا۔ اب ان کی اہانت کے لئے ضمیر غائب لاتی

گئی ہے کہ تم نے ہماری نعمتوں کی قدر دانی نہ کی اور کفران نعمت کے مرتکب ہوئے لہذا تم خطاب کے لائق نہیں رہے۔

اس التفات ضمائر کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔

۵۸:۲ - مِنْهَا - هَا، ضمیر واحد مؤنث غائب الْقَرْيَةِ کی طرف راجع ہے ای من طعام القرية و ثمارها یعنی اس قریہ

میں جو طرح طرح کی نعمتیں اور میوے ہیں وہ کھاؤ۔

الْقَرْيَةِ بستی۔ منصوب بوجہ ظرفیت یا بوجہ مفعول ہے اس کی جمع الْقُرَى ہے۔ یہ کونسی بستی تھی اس کے متعلق

مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد اریحہ ہے بعض کے نزدیک اس سے بیت المقدس مراد ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایلیاہ ہے۔ اور بعض اس سے شام مراد لیتے ہیں۔

حَيْثُ سِتُّمُ - حَيْثُ جہاں۔ جس جگہ۔ طرف مکان ہے بنی بصرہ ہے سِتُّمُ۔ شَاءَ لِيَشَاءَ مَشِيَّةً (باب سَمْعِ) ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اصل میں سِتُّمُ متقا۔ ی کی حرکت، ما قبل کو دی۔ اور ہی اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ سِتُّمُ ہو گیا۔ تم نے چاہا۔ حَيْثُ سِتُّمُ جہاں سے چاہو۔

رَعْدًا بافراغت، خوب، اچھی طرح۔ وسیع۔ یہ اصل میں رَعْدًا يَرَعْدًا (باب سَمْعِ) کا مصدر ہے بمعنی بہت نعمت ہونے کے، اور صفت مشبہ ہو کر مستعمل ہے رَعْدًا کی جمع بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے خَادِمٌ کی جمع خَدَمٌ۔ مطلب یہ کہ کھاتے پھرو، اس میں جہاں چاہو مخطوط ہو کر (رغبہ سے خوب اچھی طرح) منصوب بوجہ مصدر کے یا ضمیر فکروا سے مال ہے۔

الْبَابِ - دروازہ، آئینہ معرفہ لایا گیا ہے کہ اس سے مراد القریۃ کا دروازہ ہے جو القریۃ سے اریحہ مراد لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک، الباب سے مراد اس شہر کا کوئی بھی دروازہ ہے اور اس کے سات دروازے بتائے جاتے ہیں فمن قال ان القریۃ اریحہ قال ادخلوا من ای باب کان من ابواب بھا وکان لھا سبعة ابواب، اور جن کے نزدیک القریۃ سے مراد بیت المقدس ہے الباب سے مراد بیت المقدس کا خاص دروازہ ہے جسے باب حطہ کہتے ہیں ومن قال ان القریۃ ہی بیت المقدس قال هو باب حطہ۔

سُجَّدًا ضمیر ادخلوا سے مال ہے سجدہ کرتے ہوئے سُجَّدًا سَاجِدًا کی جمع ہے۔ بعض نے سجدہ کے یہاں لغوی معنی مراد لئے ہیں یعنی تذلیل و انکسار، خشوع و خضوع۔ اور جگہ کا مطلب ہے کہ جب تم دروازے سے داخل ہو تو نہایت انکساری اور تواضع سے مطیع اور فرمانبرداروں کی طرح داخل ہو

اور جنہوں نے اس کے شرعی معنی لئے ہیں ان کے نزدیک مطلب یہ ہو گا کہ جب تم دروازہ کے اندر داخل ہو جاؤ تو سجدہ شکر بجالاؤ۔ بعض نے اس سے جھکنا اور رکوع مراد لیا ہے

حِطَّةٌ. حِطُّ يَحِطُّ (باب نَصْوٍ) حِطٌّ مصدر، اترنا۔ نازل ہونا۔ ای اَنْزَلَهُ۔ اس نے اسے اونچی جگہ سے نیچی جگہ رکھا چنانچہ کہتے ہیں حِطَّتْ الرَّجُلُ میں نے سواری سے پاؤں اتار کر نیچے رکھ دیا اور یہاں حِطَّةٌ سے مراد یہ ہے حِطُّ عَنَّا ذُنُوبَنَا۔ (اے اللہ، ہمارے گناہ ہم سے اتار دے) یعنی اپنے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی دعا کرو

بعض کے نزدیک اس کے معنی معلوم نہیں محض امثال امر مقصود متقا۔ بعض نے اسے توبہ کے معنی میں لیا ہے۔ اور یہ

قَوْلُوا كَمَا مَفْعُولٌ بھی ہو سکتا ہے یعنی تم حِطَّةٌ حِطَّةٌ کہتے ہوئے داخل ہو۔

لَعَفْزُكُمْ مضارع مجزوم جمع مکمل۔ بوجہ جواب امر کے مجزوم ہے۔ تو تم تمہیں معاف کر دیں گے۔ خَطِيئَتِكُمْ مضارع مضارع الیہ تمہاری خطائیں۔

سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ۔ سن مصارع پر داخل ہو کر اسے مستقبل کے معنی دیتا ہے مُحْسِنِينَ اسم فاعل جمع نکر مُحْسِنٌ واحد، نیکو کار مرد۔ احسان کرنے والے۔ مہلانی کرنے والے۔ یعنی اس حکم کی تعمیل پر تم میں سے جو گنہگار ہیں ان کی توبہ قبول ہوگی اور ان کو مغفرت عطا ہوگی، اور جو تم میں پہلے ہی نیک اور فرمانبردار ہیں ان کے لئے ثواب بڑھادیں گے۔

۵۹:۲ فَذَلَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا اقْوَالَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ۔ فاء عاطفہ ہے بَدَّلَ فَعَلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا یہ جملہ فاعل ہے فعل بَدَّلَ كَاثَوًا عَنِ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ اپنی جملہ تراکیب نحوی کے ساتھ مفعول ہے فعل بَدَّلَ كَا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہے۔ مطاب یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا۔ (یعنی جو نافرمانی کرنے والے تھے) اس قول کو جو ان سے کہا گیا تھا بدل کر کوئی غیر قول بولنے لگے۔ یعنی جو الفاظ ان کو تلقین کئے گئے تھے۔ انہیں ترک کر کے ازراہ استہزار اور کلمات بکنے لگے۔ اس امر میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ کلمات کیا تھے لیکن حاصل یہی ہے کہ بجائے توبہ و انابت کے وہ تمسخر سے کام لینے لگے۔

فَأَنْزَلْنَا۔ فاء ترتیب کی ہے اس پر۔ تو۔ پس ہم نے اتارا یا نازل کیا

رِجْزًا۔ عذاب، بلا، عقوبت۔ آفت۔ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ امیک آسمانی آفت۔

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ، بَاء سببیہ ہے مَا موصولہ اور كَانُوا يَفْسُقُونَ جملہ فعلیہ ہو کر صلہ۔ كَانُوا يَفْسُقُونَ، ماضی استمراری جمع نکر غائب حَسْبُ (باب نصر مصدر سے، بسبب اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے یا کرتے رہے تھے۔

۶۰:۲ - وَإِذْ يَادُرُوهُ جِبًا۔ (نیز ملاحظہ ہو۔ ۲-۱۲۹)

لَا تَسْقَىٰ۔ ماضی واحد نکر غائب۔ اسْتَسْقَىٰ اسْتِسْقَىٰ م مصدر اس نے پانی مانگا۔ اس نے پانی طلب کیا سَقَىٰ مادہ۔ السَّقَىٰ وَالسَّقِيَا کے معنی پانی پینے کی چیز پینے کے ہیں (مثلاً پانی، شربت، شراب وغیرہ)۔ سَقَىٰ يَسْقِي (باب ضرب) دَأَسَقَىٰ يَسْقِي (باب افعال) پانی پینے کے لئے دینا۔ قرآن مجید میں اس کی مثالیں۔ را، باب ضَرْبٍ سے وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا۔ (۶۹-۲۱) اور اُن کا پردہ گار اُن کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ ۲، باب افعال سے وَاسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا (۷۴-۲۴) اور تم کو میٹھا پانی پلایا۔ السَّقَايَةُ پینے کا برتن۔ جَعَلَ السَّقَايَةَ فَا رَحِلِ اَخِيهِ (۱۲: ۷۰) اس نے اپنے بھائی کے شیشے یا پالان میں پینے کا برتن رکھ دیا۔

الْحَجَرِ۔ پتھر۔ اس میں الف لام عہد کا ہے (یعنی خاص پتھر مراد ہے) بعض کے نزدیک الف لام جنس کا ہے کوئی خاص پتھر نہ تھا۔ بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جس پتھر پر عصا مارتے اس میں سے چشمے ابل پڑتے فَانْفَجَرَتْ فَا سَبِيحٌ۔ فَانْفَجَرَتْ سے قبل عبارت محذوف ہے تقدیر کلام یہ ہے فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَضْرَبَ فَانْفَجَرَتْ۔

انْفَجَرَتْ ماضی واحد مؤنث غائب (انْفَجَارٌ) مصدر۔ خوب پھوٹ نکلنا۔ انْفَجَرَ کے معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھاڑنے اور شق کر دینے کے ہیں۔ مثلاً بولتے ہیں فَجَرَ ثَلَاثًا فَانْفَجَرَ فِيهَا نَارٌ مِثْلُهَا فَانْفَجَرَ فِيهَا نَارٌ مِثْلُهَا۔ صبح کو فجر اس لئے بولتے ہیں کہ صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے۔

اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے... اِنَّ اضْرِبَ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثناعشرَةَ عَيْنًا (۴: ۱۶۰) تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاسھی کو پتھر پر مار دو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

انْفَجَارٌ اور انْبَجَاسٌ میں فرق یہ ہے کہ انْبَجَاسٌ صرف کسی تنگ چیز سے بہہ نکلنے کا نام ہے اور انْفَجَارٌ کا استعمال تنگ مقام ہو یا فراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔

كُلُّ اُنَاسٍ۔ اُنَاسٌ جمع جس کی لفظی طور پر واحد نہیں ہے بعض کے نزدیک غیر لفظی طور پر اِنَّہٗ اُنَّ کی جمع ہے یا اِنْسٌ کی۔ اس کے معنی ہیں لوگ۔ یہاں كُلُّ اُنَاسٍ کے معنی كُلُّ سَبِيْطٍ ہر قبیلہ نے ہر گروہ نے۔

مَشْرَبٌ مَصْرَفٌ مَصْرَفٌ مَصْرَفٌ اسم ظرف مکان ہے ہُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب ہے بنی اسرائیل قوم موسیٰ کے لئے ہے۔

لَا تَعْتَوُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر، عَتِيَ اور عَتَيْتُ (باب سجع) مصدر سے۔ جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں۔ مُفْسِدِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر، فساد ڈالنے والے، فساد کرنے والے۔ یہ لَا تَعْتَوُوا کا حال مؤکد ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ: اِذْ ذَكَرَ الْوَقْتِ اِذْ قُلْتُمْ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے کہا۔

طَعَامٍ وَّ اَحَادٍ۔ مراد اس سے وہ خوراک تھی جو صحرائے تیر میں ان کو بصورت من و سلوی ملتی تھی۔ طَعَامٍ وَّ اَحَادٍ اس لئے کہا کہ روزیہ دو چیزیں ایک ہی قسم کی بلا تنوع ملتی تھیں اور بس۔

فَاذْعُ لَنَا۔ فاء عاطفہ بیدہ ہے۔ ہمارے عدم صبر کے سبب سے ہمارے لئے مانگو۔ اذْعُ فعل امر واحد مذکر حاضر دَعْوَةٌ باب نصر۔ مصدر سے۔ تو دعا کر۔

يُخْرِجُ لَنَا۔ يُخْرِجُ مضارع مجزوم بوجہ جواب امر، صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر کامر جمع ذَبِكَ (تیرا رب) ہے کہ ہمارے لئے پیدا کرے۔ يُخْرِجُ لَنَا کے بعد سَتِيْنًا محذوف ہے کہ کوئی ایسی شے پیدا کرے۔

مِمَّا مَرْكَبٌ ہے مِنْ تَبْعِيْضِيَّةٍ اور مَا مَوْصُوْلَةٌ سے۔

تَنْبِتُ الْاَرْضَ مَا تَنْبِتُ مضارع واحد مؤنث غائب۔ اِنْبَاتٌ (اِنْفَعَالٌ) مصدر۔ جو زمین اگاتی ہے۔ مطلب یہ کہ اپنے رب سے دعا کرو کسی ایسی چیز کے پیدا کرنے کی جو زمین سے آگتی ہو اور از قسم ساگ... الخ

مِنْ بَقْلِهَا۔ مِنْ بِيَازِيْبَةٍ بِقَلِّ سَاغٍ اَنْكَارِيٌّ۔ مضاف ہا ضمیر واحد مؤنث غائب (الارض) کے لئے، مضاف الیہ۔

قَتَّانِيَّهَا۔ مضاف مضاف الیہ۔ قَتَّانٌ۔ اسم جنس ہے۔ اس کی جمع نہیں آتی۔ گکڑی۔ یا گکڑیاں۔

فَوَهَّاءُ - مضاف مضاف الیہ - فَوْمٌ - گیہوں - (راعب، ابن عباس) نبوہاشم کی زبان میں بھی فَوْمٌ گیہوں کے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ بعض کے نزدیک جس اناج کی روٹی پختی ہو اسے فَوْمٌ کہتے ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ اصل ہے، فَوْمٌ تھا۔ جس کے معنی لہسن کے ہیں۔ ثناء کو فناء سے بدل دیا ہے اور یہ جائز ہے جیسا کہ مَعَاثِرُ مَعَاثِرٌ کی جمع ایک قسم کی گوند ہے، مَعَاثِرُ مَعَاثِرٌ کی جمع ایک درخت کی گوند، کہا جاتا ہے۔

عَدَّ سِبْجًا مضاف مضاف الیہ عَدَّسٌ بمعنی مسور۔

بَصَلِهَا - مضاف مضاف الیہ - بَصَلٌ بمعنی پیاز۔

ان سب میں ہا ضمیر واحد مؤنث نائب الأرض کے لئے ہے۔

قَالَ اٰی قَالٍ مُّوسٰی اذ قال اللہ - اس سے اگلی عبارت مَاسْئَلْتُمْ تک اس قول کا متولہ ہے۔

اَلتَّيْبِدِ لُوْنًا - الف استفہامیہ ہے۔ تَسْتَبِدُّ لُوْنًا مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اِسْتَبَدَّ اَلْاِسْتِفْعَالُ مصدر سے، تم بدلتے ہو۔

اَلَّذِيْ هُوَ اَدْنٰی - اپنی جملہ تراکیب کے ساتھ یہ جملہ مفعول بہ ہے فعل تَسْتَبِدُّ لُوْنًا کا۔ اور بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ متعلق فعل تَسْتَبِدُّ لُوْنًا کا۔

اَدْنٰی مادہ دَلُوْا سے مشتق ہے۔ اور دَانَ دَدْنِيْ کا اسم تفضیل ہے اس کے استعمال کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔ ۱، اگر اَقْصٰی کے بالمقابل آئے تو اَقْرَبُ کے معنی دیتا ہے مثلاً اِذَا مَسَّكُمُ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا دَلَّكُمْ بِالْعُدُوِّ الْاَقْصٰی (۲۲-۸) جب تم مدینے کے قریب کے ناکے پر تھے۔ اور وہ (کافر) بعید کے ناکے پر (دُنْيَا مَوْتِ) ہے۔ اَدْنٰی کی اور قُصُوْا مَوْتِ ہے اَقْصٰی کی۔

۲، اگر اکبر کے مقابل میں آئے تو یعنی اصغر آتا ہے۔ مثلاً - وَلَنْدِ يُقَنِّمَنَّ مِنَ الْعَذَابِ اَلَّذِيْ دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ۔ (۳۱-۳۲) اور ہم ان کو (قیامت کے دن) بڑے عذاب کے سوا عذاب اصغر، (دنیا کے عذاب) کا بھی مزہ چکھائیں گے۔ (۳) کبھی بمعنی اول (نشأۃ اولیٰ) استعمال ہوتا ہے اور الْاٰخِرِ (نشأۃ ثانیہ) کے مقابل میں بولا جاتا ہے۔ مثلاً حَسِرَ الدُّنْيَا دَا الْاٰخِرَةِ (۱۱-۳۲) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔

۴، کبھی اَدْنٰی بمعنی اَرْدَلٌ بھی آتا ہے جیسا کہ آیت ہذا میں اَلتَّيْبِدِ لُوْنًا الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ (۶۱:۲) مبیلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو۔

جب اَدْنٰی بمعنی اَرْدَلٌ ہو تو دَنِيْ کا اسم تفضیل ہوگا۔ دوسری صورتوں میں دَانَ سے۔

اِهْبِطُوْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ هَبُوْطًا باب ضَرَبَ، تم سب اترو، نیز ملاحظہ ہو ۳۶:۲ متذکرۃ الصدق

مِصْرًا - اسم نکرہ باتنوں بمعنی کوئی شہر۔ مِصْرٌ دِبَابٌ نَصْرٌ، شہر بنانا۔ شہر کو آباد کرنا۔ اِهْبِطُوْا مِصْرًا - جاؤ کسی شہر میں جا رہو۔

فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ بِهِ جَلَامًا بِالْهَيْبَةِ كَمَا عَلِمْتُمْ بِهِ يَأْجُوبُ أَمْرًا - پس بے شک جو تم مانگتے ہو تم کو مل جائیگا
ضُرِبَتْ عَلَيْكُمُ الدِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ - الضَّرْبُ کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر واقع کرنے یعنی مارنے کے ہیں۔
اور مختلف اعتبارات سے یہ لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱) ہاتھ - لاشیٰ تلوار وغیرہ سے مارنا۔
جیسے فَضْرَبِ الرَّقَابِ (۴: ۴۷) تو ان کی گردنیں اڑادو، یا - اضْرِبْ لِعَصَاكَ الْحَجَرَ (۲: ۲۶۰) اپنی لاشیٰ پتھر
پر مارو، وغیرہ - ضْرِبِ الْأَرْضِ بِالْمَطَرِ - بارش کا برسنا - (۲) ضْرِبِ الدَّارَهِمِ، درہم کو ڈھالنا - (۳)
ضْرِبِ فِي الْأَرْضِ - سفر کرنا - (۴) ضْرِبِ الْخَيْمَةَ خَيْمَةً لِكَمَا وَغَيْرِهِ -

ضْرِبَتْ عَلَيْكُمُ الدِّلَّةُ - یا ضْرِبِ الْخَيْمَةَ سے ماخوذ ہے۔ مطلب یہ کہ ذلت اور ناداری نے انہیں اس طرح اپنی
لپیٹ میں لے لیا جیسا کہ کسی شخص پر خیمہ لگایا ہوتا ہے یا یہ محاورہ ضْرِبَتْ الطِّينُ عَلَى الْحَائِطِ دُمِي دِیوار پر لیس
دی گئی سے مشتق ہے یعنی ذلت اور ناداری کو ان پر لیس دیا گیا یا چپکا دیا گیا۔ الْمَسْكَنَةُ کو فقر یا ناداری اس لئے
کہتے ہیں کہ فقر آدمی کو پھیلا بٹھا دیتا ہے اور چلبلا پن اور اکڑ سب جاتی رہتی ہے - ترجمہ ہے - اور ان پر ذلت و غربت
مسلط کر دی گئی

بَاءُ ۱ - ماضی جمع مذکر غائب انہوں نے کیا۔ وہ لوٹے، وہ پھرے - بَوَاءُ (باب نصر) مصدر سے جس کے اصل
معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں - مَكَانٌ بَوَاءٌ اس مقام کو کہتے ہیں جو اس جگہ پر اترنے
کے لئے سازگار اور موافق ہو - بَاءُ الْغَضَبِ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ أَيْسَى جگہ اترے کہ ان کے ساتھ اللہ کا غضب ہے
یہاں بَغَضٍ موضع حال میں ہے جیسے خَرَجَ سَيْفُهُ فِيهِمْ میں ہے اور مُرَّ بَزِيدٍ کی طرح مفعول نہیں ہے اور
بَغَضٍ پر بَاءُ لاکر تثنیہ کی ہے کہ موافق جگہ میں ہونے کے باوجود وہ غضب الہی میں گرفتار ہیں تو نا موافق جگہ میں تو
بالادلی ان پر غضب ہوگا۔ اس کا مادہ بَاءُ ہے -

ذَلِكَ كَمَا مَشَارَ الْغَضَبِ - یا ذلت و فقر و غضب ہر سہ کی طرف اشارہ ہے
بِأَنَّهُمْ فِي بَاءٍ سَبَبِيَّةٍ - أَنْتُمْ كَأَنْتُمْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ (سبب اول) دَلَّيْتُمْ النَّبِيَّ
بِغَيْرِ الْحَقِّ (سبب دوم) یعنی اس ذلت و فقر و غضب کا سبب ان کا آیات اللہ سے انکار اور نبیوں کا ناحق قتل تھا
فَأَنْدَ ۵ - نبیوں کا قتل تو ہمیشہ ناحق ہی ہوتا ہے - بَغِيْرُ الْحَقِّ کا لفظ زور دینے کیلئے بڑھایا گیا ہے گویا ان
کے قتل کے ناحق ہونے کو نکھار اظہار کیا ہے، جن نبیوں کو قتل کیا گیا ان میں حضرت شیخار، حضرت یحییٰ اور حضرت
ذکر یا علیہم السلام بھی ہیں -

ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا كَأْتُوا الْعِتْدُوتَ ۵ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں -

۱، اگر ذَلِكْ کا اشارہ آیات اللہ سے انکار اور قتل انبیاء کی طرف ہے تو بِمَا میں بَاءُ سَبَبِيَّةٍ ہے اور مَا موصول
اور مطلب یہ ہوگا کہ ان کا آیات اللہ سے انکار اور انبیاء کا ناحق قتل کا سبب ان کی نافرمانی اور حدود اللہ سے

تجاوز تھا۔ یعنی ان کا مسلسل کفر اور تجاوز حدود اللہ ان کو آہستہ آہستہ قتلِ انبیاء جیسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب تک لے گیا۔

۳، بعض کے نزدیک اسم اشارہ ذَلِکَ تکراراً مضمون کو پُر زور بنانے کے لئے آیا ہے اور بآء بمعنی مع ہے اور مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ نے ان پر ذلت و فقر چسپاں کر دیا۔ اور وہ موردِ غضبِ الہی اس لئے ہوئے کہ وہ آیاتِ الہی سے منکر ہوئے۔ انبیاء کو ناحق قتل کیا۔ مسلسل نافرمانی کے مرتکب ہوئے اور تجاوز حدود اللہ پر مہر پڑے۔

عَصَوْنَا۔ ماضی جمع مذکر غائب عَصِيَانٌ مَعْصِيَةٌ (باب صوب) انہوں نے نافرمانی کی۔ عَصَوْنَا۔ اصل میں عَصِيُوْنَا تھا۔ یا متحرک ماقبل اس کا مفتوح اس لئے یا کو الف سے بدلا۔ واو اور یا ہر دو ساکن ہوئے الف اجتماع ساکنین سے گر گیا۔ عَصَوَا رہ گیا۔

كَانُوا يَعْتَدُونَ۔ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر غائب (إِنْتَعَالُ) مصدر وہ زیادتی کیا کرتے تھے۔ وہ حدودِ شرعیہ سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

الَّذِينَ آمَنُوا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان لایچکے ہیں۔ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ صاحبِ تفسیر ماہدی رقم طراز ہیں۔ جو آخری رسول اور آخری کتاب پر (ایمان لایچکے ہیں) یعنی مسلمان ہو چکے ہیں۔ ایمان لانے کے معنی۔ کل عقائدِ ضروریہ کے تسلیم کر لینے کے ہیں۔ توحید پر ایمان۔ رسالت پر ایمان۔ فرشتوں پر ایمان۔ آسمانی کتابوں پر ایمان، سب کچھ اس میں شامل ہے۔ اور الَّذِينَ آمَنُوا مطلق صورت میں قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی آیا ہے مراد اس سے مسلمان ہی ہیں

الَّذِينَ هَادُوا۔ جو یہودی ہوئے۔ هَادُوا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے هُوْدٌ (باب نصر) منصرف منصرف۔ جمع معروف۔ عیسائی لوگ، یہ نصران کی جمع ہے جیسے نَدَامُی جمع ہے نَدَامَانُ کی الصَّبِيْثِيْنَ۔ ایک مذہبی فرقہ کا نام۔ جس کے عقائد کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

عراق، روم، شام، الجزائرہ میں آباد تھے۔ لیکن ان ممالک میں حبیبِ دوسرے مذاہب کا غلبہ ہوا یہ نصاریٰ سے جا ملے لیکن خفیہ طور پر بت پرستی کرتے رہے۔ اب بھی اس لادینی بت پرستی کے پیروکار کہیں کہیں موجود ہیں لیکن اپنے اعتقادات کو نہایت سختی سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ لفظ صَابِئِی کے عربی ہونے میں علماء میں اختلاف مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ۔ میں مَنْ موصول ہے اور آمَنَ بِاللَّهِ ذَالِیَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ اپنی جلد تراکیبِ نحوی کے ساتھ اس کا صلہ ہے۔ مطلب یہ کہ مسلمانوں میں سے (جو پیشتر ایمان لایچکے ای الَّذِينَ آمَنُوا) یہودیوں میں سے

نصاری میں سے۔ اور صابئین میں سے جو مسلمان آئندہ زمانہ میں بھی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں گے اور جو یہودی۔ نصاریٰ یا صابئین اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کریں گے۔ ان کو ان کے رب کے ہاں اجر ملیگا۔ اور ان کے لئے نیکوئی اندیشہ ہوگا۔ اور نہ وہ کوئی عزم کریں گے۔ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر

کھتے ہیں کہ: یعنی اللہ کی ذات و صفات پر ایمان لانے جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔ اور وہ ایمان ہر قسم کی شریعت آمیزی سے پاک ہو۔ اس ایمان باللہ کے تحت میں اس کے سائے لوازم و تضمنات بھی داخل ہیں ورنہ خدا پر مطلق ایمان تو کسی نہ کسی صورت میں تقریباً ہر انسان کا ہے۔ اور ان لوازم توحید میں سب سے اونچے نمبر پر ایمان بالرسول ہے کہ بندوں کا صحیح تعلق اللہ کے ساتھ قائم کرنے والی اور اس کا سیدھا راستہ بتانے والی ذات رسول ہی کی ہوتی ہے۔ یوم آخرت پر ایمان لانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ سائے احکاماتِ آخرت پر ایمان لایا جائے۔

فائدہ ۵۔ جلالین میں ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا۔ اى امنوا بالا نبیاء من قبل۔ بیضاوی اس کے معنی لکھتے ہیں۔ الذین امنوا بالسننہ جو محض زبانی ایمان لانے، اس کے علاوہ مفسرین کے اور اقوال بھی ہیں (ملاحظہ ہو روح المعانی فلہم میں فار جزائیہ ہے۔ اس سے قبل جملہ من آمن... عمل صالحاً جملہ شرطیہ ہے اور بعد کی عبارت... یخزون تک جزائیہ ہے۔

فائدہ ۶۔ صائبین۔ صابی فرقہ کے لوگ، یہ ایک ستارہ پرست قوم تھی جو بابل اور بلاد عراق میں آباد تھی۔ اس لفظ کے عربی ہونے میں اختلاف ہے عراق پر مختلف ادوار میں بیرونی اقوام کی فتح یا بی کی صورت میں ان میں بعض فاتح قوم کا مذہب اختیار کر لیتے ہے۔ جب عراق، شام اور مصر میں اسلام کا غلبہ ہوا تو ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔ کچھ کھلم کھلا اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور کچھ اپنے قدیم دستور پر تکیہ کا پردہ ڈال کر کافرانہ اعمال میں مصروف ہو گئے۔ فرقہ اسماعیلیہ کی حیدگری اسی فرقہ کے تکیہ کی ایک نمود ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احکام القرآن للبحاص)

وَ اِذْ اٰخَذْنَا۔ اى وَاذْ كُرْدًا اِذْ اٰخَذْنَا۔ اور یاد کرو وہ وقت (جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا) مِيثَاقِكُمْ، مضاف، مضاف الیہ، ميثاقُ پختہ عہد، قول و قرار جس پر قسم کھائی گئی ہو، یا پختگی اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ (وفاقہ سے اسم آلہ) یا پختگی اور مضبوطی بمعنی مصدر جیسے الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ (۲۴:۲) وہ جو توڑتے رہتے ہیں عہد خداوندی کو اسے پختہ باندھنے کے بعد (نیز ملاحظہ ہو ۲۴:۲) یہ عہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع اور تورات پر عمل کرنے کا تھا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ۔ واو عطف ہے فوق۔ اسم طرف اوپر۔ تحت کی ضد ہے الطُّور عربی زبان میں طُور پہاڑ کو کہتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں طُور کا استعمال ایک مخصوص اور متعین پہاڑ کے لئے ہوا ہے چنانچہ الطور میں الف لام عہد کا ہے جو اس پر دلالت کر رہا ہے۔

جملہ کا ترجمہ ہے اور ہم نے طور کو تم پر بلند کیا اور کھڑا کیا۔ اس کی فی الواقع کیا صورت تھی اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے حکم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہاڑ اپنی جگہ سے الگ کر کے بنی اسرائیل کے سروں پر سائبان کی طرح لاکھڑا کیا۔ اور بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ اگر تم تورات کو نہ مانو گے تو یہ پہاڑ تم پر چھوڑ

دیا جائے گا۔ بعض نے توریت کے اس بیان سے ملتی جلتی رائے کا اظہار کیا ہے کہ وہ پہاڑ کے نیچے اکٹھے ہوتے اور کوہ سینا پر زبر و بالادھواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا۔ اور سارا پہاڑ متزلزل ہو گیا۔ (باب خروج ۱۹ آیت ۱۸) اور ان کو حکم ہوا کہ توریت کو قبول کرو۔ ورنہ پہاڑ کو تم پر گرا دیا جائے گا۔ اور تم اس کے نیچے دفن ہو کر رہ جاؤ گے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ خُذُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم لو، تم پکڑو۔ مَا موصولہ اور آتَيْنَاكُمْ جملہ فعلیہ ہو کر اس کا صلہ موصول وصلہ مل کر خُذُوا کا مفعول ہوا۔ مراد توریت۔

بِقُوَّةٍ۔ جار مجرور۔ مضبوطی سے

لَعَلَّكُمْ۔ لَعَلَّ۔ حرف مشبہ بالفعل کہہ اس کا اسم۔ شاید تم۔ تاکہ تم (یہاں مؤخر الذکر معنی مراد ہیں)

تَتَّقُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر، اِتِّقَاءُ (افعال) مصدر۔ تم پر ہیزگار بننے ہو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ شاید تم پر ہیزگار بن جاؤ۔ تاکہ تم سچ جاؤ۔

ثُمَّ۔ پھر، ازال بعد۔ حرف عطف ہے۔ تراخی فی الوقت کے لئے آیا ہے۔

تَوَلَّيْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر، تَوَلَّى (تَفَعَّلُ) تم پھر گئے۔ تم نے منہ موڑا

تَوَلَّيْتُمْ۔ امتناعیہ ہے۔ اور لَوْ حرف شرط اور لَا نافیہ سے مرکب ہے

فَضَلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ۔ فَضَلُ اللّٰهِ مضاف الیہ عَلَيْنَا جہ جار مجرور مل کر متعلق فَضَلُ اپنے متعلق اور مضاف الیہ (اللہ) سے مل کر معطوف علیہ ہے اپنے معطوف وَرَحْمَتُهُ کا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدأ جس کی خبر حَاضِرٌ محذوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی۔

لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ لام تاکید کا ہے جو اب شرط میں آیا ہے۔ یہ جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط ہے۔ تو تم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہوتے۔

(۶۵: ۲) وَلَقَدْ۔ وَاو۔ عاطفہ ہے لام تاکید کا۔ قَدْ، ماضی پرد اخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ سو لام تاکید اور قَدْ فعل عَلِمْتُمْ پر د اخل ہونے پر معنی ہوں گے۔ تحقیق تم خوب جانتے ہو۔ تاکید بالائے تاکید۔ اِعْتَدَا۔ انہوں نے زیادتی کی۔ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے گند گئے۔ اِعْتَدَا (افعال) مصدر سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ حق سے تجاوز کرنے کو اِعْتَدَا کہتے ہیں۔

فِي السَّبْتِ۔ ہفتہ کے دن کے دوران سَبْتِ کے اصل معنی قطع کرنے کے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں سَبَتِ الْفَقْہُ اس نے اس کی ناک کاٹ ڈالی۔ پھر اس کے معنی ہفتہ کا دن ہے۔ کیونکہ اہل یہود اس روز کاروبار چھوڑ دیتے تھے اس لئے اس روز کا دوسرے کاروباری ایام سے رشتہ کٹ گیا۔ اس طرح آیت وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سَبَاتًا = (۹-۷۸) اور ہم نے تمہاری نیند کو موجب راحت بنایا۔ اس میں سَبَاتِ کے معنی حرکت و عمل سے کٹ کر آرام کرنا کے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کو سبت اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو قطع کیا یعنی پیدا کیا۔ یا اس لئے کہ یہود کو اس دن عبادت کے سوا اور کل کاموں سے قطع تعلق کرنے کا حکم ہوا تھا۔

قِرْدَةً - بندر۔ جمع کا صیغہ ہے۔ قِرْدٌ واحد ہے۔ منسوب بوجہ کو نُورًا کی خبر کے ہے۔

حَسِيْنٍ - حَسًا سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ ذیل و خوار۔ حَسًا کسی کو دھتکارنے کے لئے آتا ہے۔ مثلاً حَسَاتُ الْكَلْبِ۔ میں نے کتے کو دھتکارا۔ حَسِيْنٍ - كُنْتُمْ كِى صَمِيْرٍ سے حال ہے یا قِرْدَةً کی صفت فَعَلْنَا هَا۔ میں ہا صمیر مفعول واحد مَوْثِ غَابٍ۔ یا الْقَرْيَةِ کے لئے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ یا حَسِيَانُ کے لئے ہے یا واقعہ کے لئے ہے یا اس قصہ کے لئے۔

نَكَالًا - نَكَلٌ جانور کی بیڑی اور لوہے کی لگام کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع انْكَالٌ ہے۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَجَحِيْمًا (۱۲: ۷۳) بے شک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ۔ نَكَالًا مفعول ثانی ہے فَعَلْنَا مَا بَيْنَ يَدَيْهَا۔ جو اس کے سامنے ہے وَ مَا خَلْفَهَا۔ اور جو اس کے بعد میں ہے۔ ہر دو جملہ میں مَا بمعنی مَنْ ہے اور مراد اس وقت کے موجود لوگ اور اس زمانہ کے بعد میں آنے والے لوگ ہیں ہا صمیر کا مرجع وہی ہے جو فَعَلْنَا هَا میں اوپر بیان ہوا۔

وَ مَوْعِظَةً - اى وَجَعَلْنَا هَا مَوْعِظَةً۔ اور ہم نے بنا دیا اس واقعہ کو متقیوں پر بہیزگاروں کے لئے نصیحت۔ مَوْعِظَةً اسم مصدر بمعنی نصیحت ہے۔ قاموس القرآن میں ہے مَوْعِظَةً اس نصیحت کو کہتے ہیں جس میں مَخَابِطُ کو ڈرایا جائے۔ خلیل غوی کا قول یہ ہے کہ کسی شخص کو مہلانی کی یاد دہانی کرانا اس طرح پر کہ اس کے دل پر اثر ہو موعظۃ اور وعظ کہلاتا ہے اور بقول بعض موعظۃ وہ کلام ہے جس میں ترغیب و ترہیب کے ذریعہ خیر و صلاح کی دعوت دی گئی ہو۔ (تفسیر خازن)

علامہ عبد اللہ بن احمد نسفیؒ لکھتے ہیں۔ موعظۃ وہ نصیحت ہے جس میں محبوب و مرغوب چیز کی طرف دعوت دی جائے اور ہر مکروہ و ناپسند چیز سے روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صفت موعظۃ فرمائی ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ (۵۷: ۱۰) اے لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت آچکی ہے۔

الْمُتَّقِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ پرہیزگار۔ تَقْوَىٰ وَاوَالٍ۔ (تَقَاؤُ مصدر۔

۲: ۶۷) اَنْ تَذُبْحُوا - اَنْ مصدر یہ ہے۔ تَذُبْحُوا - مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ذَبْحٌ (باب فتح) مصدر سے کہ تم ذبح کرو۔

اَتَّخِذْنَا هٰذِهِمْ اَشْفِهًا مِّمَّ تَتَّخِذُ مَضَارِعًا وَ اٰهًا مِّنْ دُونِهَا - اَتَّخِذُ (افتعال) مصدر سے تو بناتا ہے۔ تو پکڑتا ہے نَا۔ صمیر مفعول جمع مکمل۔ هٰذِهِمْ - مفعول ثانی۔ مصدر باب فتح۔ بمعنی اسم مفعول۔ جس کا مذاق اڑایا جائے۔ مسخر۔ کیا تو ہمارا مذاق اڑاتا ہے۔

أَعُوذُ - مضارع واحد تكلم عَوَّذَ (باب نصر) مصدر سے جس کا معنی دوسرے سے التجار کرنا اور پناہ مانگنا ہے میں پناہ پاہتا ہوں بِاللّٰهِ التَّكْوِيْنِ۔

أَنَّ الْكُوْنَ - اَنْ مصدر یہ اَكُوْنَ مضارع منصوب واحد تكلم كَوَّنَ (باب نصر) مصدر سے، کہ میں ہو جاؤں۔
 الْجَاهِلِيْنَ - جَاهِلٌ کی جمع بحالت جر اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جہالت تین قسم پر ہے (۱)، انسان کے ذہن کا علم سے خالی ہونا اور یہی اس کے اصل معنی ہیں (۲)، کسی چیز کے خلاف واقع یقین و اعتماد کر لینا (۳)، کسی کام کو جس طرح سرانجام دینا چاہتے اس کے خلاف سرانجام دینا۔ عام اس سے کہ اس کے متعلق اعتقاد صحیح ہو یا غلط۔ اسی لحاظ سے آیت ہذا میں هُوَذَا کو جہالت قرار دیا ہے۔ جہالت کے معنی ناواقفیت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے :
 يَحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْيَاءٌ مِنَ التَّعَفُّفِ (۲۱: ۲۷) نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا،
 ۲۸: ۲ - اُدْعُ - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر دَعَوْتُ (باب نصر) مصدر سے۔ تو دعا کر، تو مانگ۔

يُبَيِّنُ - مضارع مجزوم ابو جرباب امر واحد مذکر غائب، تبیین (تفہیل) مصدر سے۔ وہ کھول کر بیان کرنے سے ماہی۔ وہ کیسی ہے؟ یہاں گائے کی ماہیت یا جنس دریافت نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ تو ان کو معلوم ہی تھا صرف تجاہل عارفا سے بال کی کھال اتارنے لگے تھے۔

فَارِضٌ - اسم فاعل واحد مذکر، فَرَضَ (باب ضوئ) مصدر سے۔ جس کے معنی لکڑی کا ٹٹا۔ یا کسی ٹھوس چیز کو کاٹنا ہے۔
 فَارِضٌ - وہ بیل یا گائے جس نے اپنی جوانی کی عمر کاٹ دی ہو اور عمر رسیدہ ہو گئی ہو، یا زمین کو جوتنے والا بیل یا گائے بکر۔ بن بیاسی۔ کنواری۔ جس نے ابھی بچہ نہ بنا ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔ فَجَعَلْنَهُمْ اَبْكَارًا (۵۶: ۳۶) تو ہم نے ان کو کنواریاں بنایا۔

عَوَاتٌ - میانہ عمر۔ عورتوں اور مولیشیوں میں جو درمیانی عمر کی ہو اس کو عَوَان کہتے ہیں اس کی جمع عَوَاتٌ ہے۔
 بَقْرَةٌ صَفْرَاءٌ - موصوف صفت، زرد رنگ کی گائے۔ صَفْرَاءٌ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث ہے اس کی جمع بَرَوَزٌ فَعْلَاءٌ، فَعْلٌ، صَفْرٌ ہے۔ صَفْرَاءٌ صفت اول ہے بَقْرَةٌ کی۔

فَاقِعٌ كَوْنُهَا - فَاقِعٌ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ كَوْنُهَا مضاف الیہ مل کر فَاقِعٌ کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر بقرہ کی صفت ثانی ہے۔ فَاقِعٌ شوخ زرد رنگ۔

تَسْرٌ - مضارع واحد مذکر غائب، تَسَّرَ (باب نصر) وہ بھاتی ہے۔ غوش آتی ہے۔ تَسْرٌ النَّاطِرِينَ دیکھنے والوں کو بھاتی ہے، بھلی لگتی ہے۔ یہ صفت سوم ہے بقرہ کی۔

تَشْبَهُ - مضارع واحد مذکر غائب تَشَابَهٌ (تَشَابَهٌ) مصدر بمعنی باہم مشابہ و مماثل ہونا۔ تَشْبَهُ وہ مشابہ ہوا۔ وہ مشبہ ہوا
 اِنَّ الْبَقْرَةَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا - بے شک ہمیں گایوں میں شبہ پڑ گیا۔ یہ مکرر سوال کرنے کا انداز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن صفات کی گائے ارشاد ہوئی اس جیسی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کونسی گائے سے ہمارا مقصود حاصل

ہوگا۔ یہاں تشابہت مؤنث کا صیغہ اس لئے استعمال نہیں کیا کہ لفظ البقرة مذکر ہے (اگرچہ مراد مؤنث ہے) لَمْ هَتَدُونَ اسی لہتدون الی البقرة المراد بد بجزہا۔ ہم ضرور راہ پالیں گے (یعنی تلاش کریں گے) وہ گائے جس کا ذبح کرنا مقصود ہے۔ لام تاکید کا ہے۔

مُهْتَدُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اِهْتَدَاءُ (افتعال) مصدر، ہدایت پانے والے، راہ راست پانے والے (۲: ۴۱) ذَلُّوا۔ نزم، مطیع۔ ہموار، پست، ذِلٌّ۔ اور ذُلٌّ۔ سے (باب ضَرَبَ) منہ زوری کے بعد سواری کا مطیع ہونا۔ اس قسم کی مطیع اور منقاد سواری کو ذَلُّوا کہا جاتا ہے۔

تَنْزِيْرٌ: مضارع واحد مؤنث غائب، اِنْتَاةٌ۔ (باب افعال) مصدر بمعنی برا نگینختہ کرنا۔ ابھارنا۔ زمین کے جوتے اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے میں چونکہ یہ معنی موجود ہیں اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً جوتے کے لئے آیت نہا۔ اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے کے لئے اَللّٰهُ الَّذِي يَرْسِلُ الرِّيَّاحَ فَتُنَزِّلُ سَحَابًا۔ (۳۰: ۴۸) خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں (اد پر اٹھاتی ہیں) وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ۔ لَا تَسْقِيْ مَضْرَعٌ مِّنْهُ وَاحِدٌ مِّنْهُ غَائِبٌ۔ سَقَى (باب ضَرَبَ) مصدر۔ زدہ پانی پلاتی ہے۔ زدہ سیراب کرتی ہے۔ الْحَرْثُ۔ کھیتی، زراعت حَرْثٌ يَحْرَثُ (باب ضَرَبَ) کا مصدر ہے۔ بمعنی بیج ڈالنا۔ کھیتی کرنا۔ کھیت کو بھی حَرْثٌ کہتے ہیں۔

لَا ذَلُّوا تَنْزِيْرًا اَلْاَرْضِ (ذالسی) مطیع و منقاد کہ زمین جوتے۔ یہ صفت ہے بقرة کی۔ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ۔ اور نہ کھیت سیراب کرتی ہے یہ صفت دوم ہے بقرة کی۔

مُسَلَّمَةٌ اسم مفعول واحد مؤنث تَسْلِيْمٌ (تفعیل) مصدر سے۔ سالم، بے داغ۔ یہ صفت سوم ہے بقرة کی، شِيَّةٌ۔ داغ۔ نشان، علامت۔ شِيَاتٌ۔ جمع شِيَّةٌ اصل میں وَشِيَّةٌ شَمَاءُ۔ اور وَشِيٌّ يَشِيُّ (باب ضَرَبَ) کا مصدر ہے۔ اس کی ہا واؤ محذوف کے عوض میں ہے وَشِيٌّ کے اصل معنی کسی چیز میں اس کے تمام رنگوں کے خلاف اور رنگ لگانے کے ہیں۔ یعنی ایسا رنگ جو سائے بدن کے رنگ کے خلاف ہو، وَشِيٌّ مادہ۔ لَا شِيَّةَ فِيْهَا اس میں اپنے رنگوں کے علاوہ کوئی خلاف رنگ نہ ہو۔ یعنی بے داغ ہو، یہ صفت چہارم ہوئی بقرة کی۔

الْاَنْثَى۔ اب۔ ظرف زمان ہے۔ بنتی برفتح ہے، الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے، راغب امصنہانی المفردات میں لکھتے ہیں الْاَنْثَى۔ ہر وہ لحد جو ماضی اور مستقبل کے درمیان فرض کیا جائے۔ اسے الْاَنْثَى کہتے ہیں۔ جیسے الْاَنْثَى اَفْعَلٌ كَذَا۔ میں اب کرتا ہوں۔ اور الْاَنْثَى كَالْفِطْرِ اَفْعَلٌ لام تعریف کے ساتھ آتا ہے۔ اِدْنَ مادہ ہے۔

الْاَنْثَى حَتَّى بِالْحَقِّ۔ اب تو لایا ہے صحیح پتہ۔ یعنی اب پوری حقیقت اس گائے کی بیان کی ہے۔

وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ هَكَادَ يَكَادُ - كَوَدُّ (باب سَمِعَ) سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے کَادَ
 افعال مقاربہ میں سے ہے اور فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے کَادَ۔ اگر بصورت اثبات مذکور ہو تو اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع نہیں ہوا۔ قریب الوقوع ضرور تھا۔ مثلاً يَكَادُ الْبُرْقُ يَخْطِفُ الْبَصَارَهُمْ
 (۲۰: ۲) قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی ہی اچک لے جائے (گو ابھی اس نے ان کی بینائی اپنی نہیں ہے لیکن
 قریب ہے کہ ایسا ہو جائے) (ب) اگر بصورت نفی مذکور ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع ہو گیا
 لیکن قریب تھا کہ واقع نہ ہی ہوتا۔ جیسے آیت ہذا میں ہے هَذَا بَحُوُّ هَذَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ہ پھر انہوں
 نے گانے کو ذبح کیا اور قریب تھا کہ وہ ذبح نہ ہی کرتے۔ یعنی ذبح کرنے کی حد تک پہنچ گئے تھے (نیز ملاحظہ ہو
 (۲۰: ۲) كَوَدُّ۔ معنی ارادہ اور خواہش بھی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا۔
 لِيَجْزِيَ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (۲۰: ۱۵) بے شک قیامت آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت)
 کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔

(۲۰: ۲) فَادَّارَ رَعَتْكُمْ فِيهَا۔ فاء عاطفہ ہے۔ اِدَّارَاتُهَا اصل میں مَدَّارَاتُهَا تھا۔ تَدَّارُ (تَفَاعُلُ) مصدر
 جس کے معنی لڑائی میں ایک دوسرے پر سے ہٹانا۔ متفق نہ ہونا۔ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنا اِنَّا تَدَّافَعُوا۔
 تَدَّارَاتُهَا کی تاء کو دال میں بدل کر دال مابعد میں مدغم کر دیا۔ پھر ابتداً بال سکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ
 وصل لائے۔ اِدَّارَاتُهَا ہو گیا۔ معنی یہ ہے کہ۔ تم ایک دوسرے پر (اس قتل کا) الزام لگانے لگے۔

فِيهَا اِي فِي قَتْلِ نَفْسٍ۔ هَا۔ ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع نَفْسًا ہے۔

مُخْرِجٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر اِخْوَابُ (اِفْعَالٌ) مصدر سے۔ نکالنے والا۔ باہر نکالنے والا۔ ظاہر کرنے والا۔
 مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ۔ ما موصولہ، كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ اس کا صلہ۔ جو تم چھپا رہے تھے۔ اور موصول وصلہ مل کر مُخْرِجٌ
 کا مفعول ہے۔ یعنی جو تم چھپا رہے تھے اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر
 حاضر ہے۔ كِتْمَانٌ يَا كُنْتُمْ مصدر۔

(۲۰: ۲) فَكُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا۔ ضمیر واحد مذکر کا مرجع نَفْسٌ ہے، چونکہ مقتول شخص آدمی تھا اس لئے
 ضمیر مذکر لائی گئی ہے۔ بِبَعْضِهَا میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب بَقْرَةَ کے لئے ہے۔ پس ہم نے کہا کہ مقتول کی
 میت کو گائے کے کسی ٹکڑے سے مارو، یا اس کا کوئی پارچہ مقتول کی لاش پر رکھ دو۔

فَانْدَا : بِبَعْضِهَا۔ کے بعد عبارت مقدر ہے۔ اِي فَضْرَبُوهُ فحیی۔ پس انہوں نے مقتول کو اگائے
 کے جسم کا ایک ٹکڑا لگایا۔ تو وہ زندہ ہو گیا۔

كَذَلِكَ۔ کاف حرف تشبیہ ہے ذَلِكْ اسم اشارہ۔ اس طرح۔ یعنی مقتول کے زندہ ہونے کی طرح۔ جس طرح
 یہ مقتول زندہ ہو گیا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

تُرِيكُمْ آيَاتِهِ - يَرِي - مضارع واحد نكرة غائب . إِذَاعَةٌ (افعال) مصدر سے - وہ دکھاتا ہے - فعل بافاعل -
 كُمْ ضمير جمع نكرة حاضر - مفعول اول آيَاتِهِ مضاف مضاف الیه - مفعول ثانی - وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا
 ہے - یہاں خطاب ان لوگوں سے ہے جو یا تو اس قتل کے وقت کے تھے - یا نزول آیت کے وقت رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں -

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ - لَعَلَّكُمْ - شاید تم سمجھ جاؤ - تاکہ تم عقل سے کام لو - (نیز ملاحظہ ہو ۹: ۵۲) تَعْقِلُونَ مضارع
 جمع نكرة حاضر ، عقل (باب ضوَب) مصدر سے جس کے معنی سمجھنے اور عقل رکھنے کے ہیں -

ثُمَّ - پھر تب ، (ملاحظہ ہو ۲: ۲۸) یہاں ثُمَّ استبعادِ قسوة کے لئے ہے - یعنی اتنی رقت اور نرمی کے اسباب دیکھنے
 پر یہ قسادت ہے جو نہایت بعید ہے - بہت بڑی قسادت ہے - قسادة اصل میں اس موٹائی کو کہتے ہیں جو سختی اور
 کرسنگی لئے ہوتے ہو - اور یہاں رحمت اور نرمی اور خیر کا دلوں سے نکل جانا مراد ہے -

ابض کے نزدیک یہ تراخی زمان کے لئے ہے روح المعانی میں ہے وقيل انها للتراخي في الزمان لانهم
 قست قلوبهم بعد مدة حين قالوا ان الميت كذب عليهم - یہ تراخی زمان کے لئے ہے کیونکہ ان کے دل کچھ
 مدت کے بعد سخت ہو گئے ، جب وہ یہ کہنے لگے کہ میت نے ان کے خلاف جھوٹ کہا ہے -

فَسَتْ - ماضی - واحد مؤنث غائب قسوة و قسادة (باب نصر) بمعنی دل کا سخت ہونا - بے رحم ہونا - سنگ
 دل ہونا - حَجْرٌ قَاسٍ - سخت پتھر - قَسَى الْقَلْبَ ، سخت دل ، پتھر دل -

فَهِيَ - فاء عاطفہ ہی ضمیر واحد مؤنث غائب اس کا مرجع قلوب ہے

كَأَنَّ حِجَارَةً - کاف تشبیہ کے لئے ہے - پتھر کی طرح (سخت)

أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً - أَوْ بمعنى یا ، اور معنی بَل - أَشَدُّ أَفْعَلُ التفضیل کا سیغہ ہے - زیادہ شدید

قَسْوَةً (ضمیر سختی اور غلظت کے لحاظ سے)

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - اَوْ کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں -

۱، یعنی یا - تشبیہ میں اختیار دینے کے لئے - یعنی مخاطب کو اختیار ہے کہ ان کے دلوں کو خواہ پتھر سے تشبیہ

یا پتھر سے بھی زیادہ سخت سے - دونوں صورتیں صحیح ہیں

۲، یعنی بَل - بلکہ - ان کے دل سختی میں گویا پتھر ہیں - بلکہ سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں -

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ - لَمَّا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْآ نَهْرُ - وَآءِ - عاطفہ ، إِنَّ حرف مشبہ بالفعل مِنَ الْحِجَارَةِ

جار مجرور - مل کر إِنَّ کی خبر مقدم لَمَّا میں لام تاکید کی ہے - اور مَا اسم موصول (بمعنی الَّذِي) يَتَفَجَّرُ -

فعل مِنْهُ جار مجرور مل کر متعلق فعل - الْآ نَهْرُ فاعل - فعل ، متعلق فعل اور فاعل مل کر صلہ اپنے موصول کا ہے

موصول اور صلہ مل کر إِنَّ کا اسم مؤخر ہے إِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا - ترجمہ ہوگا - بے شک جن ہیں

دریا یا نہریں پھوٹی ہیں۔ وہ پتھروں میں سے ہی تو ہیں یا پتھروں سے ایسے پتھر بھی تو ہیں جن سے دریا پھیوٹ کر نکلتے ہیں۔ يَنْتَجِرُ، مضارع واحد مذکر غائب، تَفَجَّرُ (تَفَعَّلُ) مصدر، پھیوٹ کر نکلتی ہے اَلْفَجْرُ کے معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھیلا کرنے اور شق کرنے کے ہیں۔

صبح کو فجر کہا جاتا ہے کیونکہ صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے۔

فَجْرٌ کے معنی دین کی پردہ درمی یعنی نافرمانی کرنے کے ہیں۔ بدکردار اور کاذب کو فاجر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بدکردار اور کذب بیانی بھی فحور کی ایک قسم ہے۔ اور فَجْرٌ کے معنی پانی یا چشمہ جاری کرنے کے ہیں جیسے قرآن مجید میں ہے وَفَجَّرْنَا الدَّارَ عَيْنُونًا (۱۲:۵۴) اور ہم نے زمین میں چشمے جاری کر دیئے۔

يَشْقُقُ۔ مضارع واحد مذکر غائب، تَشَقَّقُ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ يَشْقُقُ اصل میں يَتَشَقَّقُ تھارت کو شق میں بدل کر شق کو شق میں مدغم کر دیا۔ وہ پھیٹ جاتا ہے وہ شق ہو جاتا ہے۔ اَلشَّقَّةُ پھاڑا ہوا ٹکٹ۔ جلد کا ترجمہ ہوگا اور بعض ایسے پتھر ہیں کہ پھیٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔

يَهْدِطُ۔ مضارع واحد مذکر حاضر، هَبُوْطًا، مصدر (باب ضرب) وہ اوپر سے نیچے گور پڑتا ہے۔ وہ اترتا ہے، یعنی ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے (اوپر سے) نیچے گور پڑتے ہیں۔ مِنْهَا میں مِنْ تبعیضیہ ہے۔ اور ہا۔ ضمیر کا مرجع الحجازۃ ہے۔

عَمَّا۔ عَمَّ اور مَا سے مرکب ہے عَمَّ حرف بار اور مَا موصول، عَمَّ اور عَمَّا میں فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر میں مَا کے الف کو ادغام کے وقت حذف کر دیا گیا ہے اور مؤخر الذکر میں اسے بحال رکھا گیا ہے۔ تاکہ مَا استفہامیہ (اول الذکر) اور ما موصولہ خبریہ (مؤخر الذکر) میں تمیز ہو سکے۔ قرآن مجید میں ہے عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ (۸:۷۱) یہ لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں۔

(۲:۷۵) اَفْتَطَمَعُونَ، سہزہ استفہامیہ۔ فَاذْ مَا لَف (ملاحظہ ہو۔ ۲-۲۴) تَطْمَعُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر طَمَعٌ۔ مصدر (باب فتح) تم توقع رکھتے ہو۔ تم طمع رکھتے ہو۔

اَنْ يُّؤْمِنُوْا۔ اس سے قبل حرف جر محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے فِیْ اَنْ يُّؤْمِنُوْا۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ يُّؤْمِنُوْا۔ مضارع منصوب جمع مذکر حاضر، تقدیر کلام اَفْتَطَمَعُونَ فِیْ اِيْمَانِهِمْ۔ جملہ اَنْ يُّؤْمِنُوْا... وَهَمْ يَعْلَمُونَ۔ اپنی تمام تراکیب نحوی کے ساتھ مفعول ہے تَطْمَعُونَ کا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا کلام آیت میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور بیان یہودیوں کا ہے۔

كَلَامَ اللّٰهِ اِی التوراة۔

يُحَرِّفُونَہُ۔ بِحَرَفُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ تَحَرَّفٌ (تَفَعَّلُ) مصدر ہے۔ بگاڑ دیتے ہیں، بدلتے ہیں۔ یہ تحریف معنوی بھی ہو سکتی ہے اور لفظی بھی۔ یَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَہُ۔ اِی یَسْمَعُونَ

التَّوْبَاتُ وَتَوْبَتُهَا تَائِبًا فَاسِدًا حَسِبَ آغْرَاضِهِمْ تَوْرَاةَ كُوسِنْتِ مِجْرَانِي آغْرَاضِ كِ مَطَابِقِ اس كِي
مخلف فاسد تادیس کرتے ہیں۔

(۲: ۷۶) لَقُوا - ماضی جمع مذکر غائب. لُقِيَ وَ لِقَاءُ (باب سمع) مصدر، وہ ملے۔ مطلب یہ کہ۔ جب وہ
ملتے ہیں۔ جب وہ سامنے آتے ہیں۔ لَقُوا اصل میں لَقِيُوا تھا۔ ہی پر ضمہ دشوار تھا ماقبل کو دیا۔ ہی بسبب
اجتماع ساکنین گر گئی۔ لُقِيَ مَادَّة۔

خَلَا - ماضی واحد مذکر غائب خَلَا (باب نصر) مصدر، یعنی خلوت میں ہونا۔ اکیلے ہونا۔ خَلَا - وہ تنہا ہوا۔
وہ اکیلا ہوا۔ وہ خلوت میں ہوا۔ مطلب۔ جب ان میں سے بعض دوسرے کے پاس خلوت میں ہوتے ہیں۔
۳: ۷۵ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ لَيْسَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ تَمَّ يَحْرَفُونَ
مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

۱ ہمزہ استفہامیہ۔ ف۔ حرف عطف۔ لَطْمَعُونَ۔ فعل بافاعل۔ اَنْ مَصْدَرِيہ۔ يُؤْمِنُوا فعل اس میں
هُم ضمیر مستر اس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر ذوالحال لَكُم جار مجرور متعلق ہوا يُؤْمِنُوا فعل کے
وَاوُ حَالِيہ قَدْ تَحْقِيقِ كَا۔ كَانَتْ فعل ناقص۔ فَرِيقٌ مَوْصُوفٌ مِنْهُمْ جار مجرور متعلق كَانَتْ مَحذُوفٌ كَالْمَنْ
اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی فَرِيقٌ مَوْصُوفٌ كِي۔ صفت مَوْصُوفٌ سے مل کر اسم ہوا كَانَتْ كَا۔

يَسْمَعُونَ فعل اس میں هُمْ ضمیر اس کا فاعل كَلَامٍ مضاف اللہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف
الیہ سے مل کر مفعول ہوا فعل يَسْمَعُونَ كَا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر معطوف علیہ۔ ثُمَّ حرف عطف
يُحْرَفُونَ۔ فعل مضارع هُمْ ضمیر اس کا فاعل كَا ضمیر مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر ذوالحال
مِنْ حرف جار بَعْدِ مضاف مَا مَصْدَرِيہ عَقَلُوا فعل هُمْ ضمیر فاعل كَا ضمیر مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور
مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تبادل مصدر مضاف الیہ ہوا بَعْدِ مضاف كَا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور
ہوا جار كَا۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا يُحْرَفُونَ كَا۔

د۔ حَالِيہ هُمْ ضمیر مبتدأ يَعْلَمُونَ فعل بافاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہونی مبتدأ
کی مبتدأ خبر سے مل کر حال ہوا ذوالحال يُحْرَفُونَ كَا۔ يُحْرَفُونَ فعل اپنے فاعل (هُم) اور مفعول (كُم) اور
متعلق (مِنْ بَعْدِ) سے مل کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ يَسْمَعُونَ كَا۔

معطوف معطوف علیہ سے مل کر خبر ہونی كَانْ كِي۔ كَانَتْ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہوا
ذوالحال (اَنْ يُؤْمِنُوا) كَا۔ اَنْ يُؤْمِنُوا فعل اپنے فاعل (هُم) اور متعلق (لَكُم) سے مل کر تبادل مصدر
مفعول ہوا تَطْمَعُونَ كَا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

أَتَّحَدُّ ثَوْنَهُمْ: الف استفهامية، تَحَدَّ ثَوْنٌ: مضارع كاصيغ جمع مذكر حاضر، تَحَدَّيْتُ (تفعيل) مصدر بمعنى باتیں کرنا، بیان کرنا، کہنا۔ هُمْ: ضمیر جمع مذكر غائب (ضمیر کا مرجع مسلمان ہیں) کیا تم ان کو (مسلمانوں کو) بتا دیتے ہو۔

بِمَا: ب حرف جار ہے مَا موصولہ فَخَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صلہ ہے اپنے موصول کا۔ موصول وصلہ مل کر مجرور ب کا۔ جار مجرور مل کر فعل تَحَدَّ ثَوْنٌ کے متعلق۔

لِيُحَاجُّوكُمْ فِي لَامِ كَيْ كَابٍ بِمَعْنَى تَاكَ۔ يُحَاجُّوا فعل مضارع منصوب جمع مذكر غائب، مَحَاجَّةٌ (مفاعلة) مصدر كُمْ ضمیر مفعول جمع مذكر حاضر۔ تَاكَوہ (یعنی مسلمان) جھگڑا کریں تم سے (یعنی اہل یہود سے)

أَفَلَا تَعْقِلُونَ الف استفهامیہ ہے فَ عاطفہ۔ حرف استفہامیہ کے حرف عطف سے متقدم ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو۔ (۴۴:۲) کیا تم نہیں سمجھتے۔

قَالُوا أَتَّحَدُّ ثَوْنَهُمْ..... تَعْقِلُونَ وہ (یعنی اہل یہود) کہتے ہیں (اپنے ساتھیوں سے خلوت میں) کیا تم ان کو (یعنی مسلمانوں کو) وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولی ہیں (یعنی توراہ میں جو باتیں دین اسلام کے برحق ہونے کے متعلق آئی ہیں) تاکہ وہ (یعنی مسلمان) تمہارے مقابلہ میں تمہارے رب کے حضور قیامت کے روز بطور حجت پیش کر سکیں۔ کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔

۲: ۷۷۔ أَدَلَّا يَعْلَمُونَ۔ الف۔ استفہامیہ واؤ عاطفہ (ملاحظہ ہو ۲: ۴۴) يَعْلَمُونَ میں ضمیر فاعل جمع مذكر غائب اہل یہود کے لئے ہے۔

مَا يُسْرِدُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ۔ ما موصولہ۔ يُسْرِدُونَ۔ مضارع جمع مذكر غائب۔ اسْرَادٌ (افعال) مصدر (صلہ اپنے موصول کا) جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔

يُعْلِنُونَ۔ مضارع جمع مذكر غائب۔ اِعْلَانٌ (افعال) جو وہ ظاہر کرتے ہیں

۷۸: ۲۔ مِنْهُمْ۔ میں ضمیر هُمْ جمع مذكر غائب الیہود کے لئے ہے۔ مِنْ تبعوضیہ ہے۔

أُمِّيُونَ۔ بے پڑھے لکھے۔ اُمِّيٌّ کی جمع۔ اُمِّيٌّ۔ اُمٌّ (ماں) کی طرف نسوب ہے یعنی وہ جیسا ماں کے پیٹ سے

پیدا ہوا ویسا ہی رہا۔ کچھ لکھا پڑھانہ ہو۔ عرب والوں کو اہل یہود اس واسطے اُمِّيُونَ کہتے تھے کیونکہ وہ قوم پڑھی

لکھی نہ تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اُمِّيٌّ کہا گیا ہے تو یا تو اس لئے کہ آپ قوم اُمیین کے ایک فرد تھے

یا اس لئے کہ آپ نے کسی مخلوق کی شاگردی کر کے علوم متعارفہ حاصل نہیں کئے تھے۔ اگرچہ بواسطہ وحی الہی آپ کو

وہ علوم حاصل ہوئے جو آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی مخلوق کو نہ حاصل ہوئے نہ ہوں گے۔

الْكِتَابِ: ای التوراة۔ جیسا کہ کلام کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ اس میں ال عہد کا ہے۔

أَمَانِيٍّ۔ جھوٹی آرزوئیں۔ خیالات کے اندازے۔ أَمَانِيٌّ بروزن آفَاعِيلِ، بتشدید یاد ہے اُمْنِيَّةٌ کی جمع

م ن ی حدود مادہ۔ قرآن مجید میں اور جگہ ہے۔ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ
 نَصَارَى تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ هُمْ يُرَىٰ (۲: ۱۱۱) اور وہ (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا اور کوئی
 بہشت میں نہ جائے گا۔ یہ ان لوگوں کے خیالات باطلہ ہیں اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ
 قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ (۲۲: ۵۲) اور ہم نے تم سے
 پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کا حال یہ تھا کہ جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو
 میں (دوسو سو) ڈال دیتا تھا۔ نیز قرآن مجید میں ہے وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيْنَهُمْ۔۔۔۔ (۴: ۱۱۹) اور میں ان کو
 گمراہ کرتا رہوں گا۔ اور ان کو (جھوٹی) امیدیں دلاتا رہوں گا۔

المفردات میں ہے۔ کہ کسی چیز کی تمنا سے جو صورت ذہن میں آتی ہے اسے اُمْنِيَّةٌ کہا جاتا ہے۔ اور کذب چونکہ کسی
 غیر واقعی چیز کا تصور کر کے لفظوں میں بیان کر دینے کو کہتے ہیں گویا تمنیٰ جھوٹ کا مبداء ہے لہذا جھوٹ کو تمنیٰ سے تعبیر
 کرنا بھی صحیح ہے۔ اسی معنی میں حضرت عثمان کا قول ہے مَا تَغْنَيْتُ وَلَا تَمْنَيْتُ مُنْذُ اسَلَّمْتُ (میں
 نے جب سے مسلمان ہوا نہ راگ گایا ہے نہ جھوٹ بولا ہے۔

وَأَنْ هُمْ إِلَّا۔ میں ان نافیہ ہے۔ اور الأ حروف استنثار

يَظُنُّونَ مَفَارِعَ جَمْعُ مَذْكَرٍ غَائِبٍ ظَنَّ (باب نَصَرَ) سے مصدر۔ وہ گمان کرتے ہیں۔ مطلب اور وہ محض
 اُسکل بچو باتیں بناتے ہیں۔

ظَنَّ: کسی چیز کی علامات سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسے ظن کہتے ہیں، یہ علامات قوی ہوں تو ان سے علم کا درجہ
 حاصل ہو جاتا ہے، مگر جب بہت کمزور ہوں تو وہ نتیجہ وہم کی حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ نتیجہ قوی
 ہو جائے اور علم کا درجہ حاصل کر لے یا اسے علم کے درجہ میں فرض کر لیا جائے تو اس کے بعد اَنْ يَأْتِ اسْتِعْمَالُ
 مَثَلًا يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا بِاللَّهِ (۲: ۲۴۹) جو لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ان کو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے، مگر جب وہ
 ظن کمزور ہو اور وہم کے درجہ سے آگے نہ بڑھے تو پھر اس کے ساتھ صرف اَنْ اسْتِعْمَالُ ہوتا ہے جو کسی قول یا فعل کے
 عدم کے ساتھ مختص ہوتا ہے مَثَلًا ذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ (۲۱: ۸۷)
 اور ذوالنون کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دینے اور خیال کیا کہ ہم ان پر
 قابو نہیں پاسکیں گے۔

۲: ۷۹۔ ذَيْلٌ۔ اسم مرفوع۔ ہلاکت، عذاب، دوزخ کی ایک دادی کا نام، عذاب کی شدت، رسوائی،
 کلمہ حسرت و ندامت، اگر ذَيْلٌ: ذَيْلَةٌ کی اصناف ضمیر کی جانب ہو تو غیبت، خطاب اور تکلم کی علامات بدلتی رہتی
 ہیں۔ مَثَلًا وَبَلَّتْنَا مَصَافٍ مَصَافٍ الْيَوْمَ (ہاتے ہماری ہلاکت) (۱۸: ۴۹) وَبَلَّتْنَا مَصَافٍ مَصَافٍ الْيَوْمَ، تو مرے
 وَبَلَّتْنَا (۲۱: ۱۱۴) ہاتے ہماری موت (کلمہ حسرت)۔

تفسیر حقانی میں ہے دَیْلٌ زبانِ عرب میں ناراضگی کے موقع پر استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ہماری زبان میں تَفُّ اور پھٹے منہ بولتے ہیں پس وہ جو امام احمد اور ترمذی اور ابو یعلیٰ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ویلِ جہنم میں ایک کنواں ہے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ وہ جہنم میں پہاڑ ہے۔ سو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں خدا تعالیٰ کے کلمہ ویل کا مظہر ہیں یعنی ان کی ناراضگی ان صورتوں میں ظہور کرے گی۔ سو یہ سب سچ ہے۔
مِمَّا مرکب ہے مِنْ تَعْلِيلِهِ (معلق بویل) اور مَأْمُورٌ ہے۔ یعنی تَفُّ ہے ان کے لئے بوجہ اس کے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا۔

كَتَبَتْ أَيْدِيَهُمْ - أَيْدِيٌّ جمع يَدٌ کی۔ مضاف، هُمُ مضاف الیہ مضاف الیہ مل کر فاعل كَتَبَتْ کا ان کے ہاتھوں نے لکھا۔ یہ جملہ ہے اپنے موصول کا۔

بادیودیکہ کہتے ہاتھوں ہی سے ہیں نہ کہ پاؤں سے۔ پھر اس کو جو ذکر کیا تو تاکید کے لئے ہے۔

مِمَّا يَكْسِبُونَ - بوجہ اس کے جو انہوں نے کمایا۔ مِمَّا کے لئے اور تحریر ہو چکا
يَكْسِبُونَ - مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے كَسَبٌ (باب ضَرَبَ) مصدر سے۔ وہ کماتے ہیں۔ وہ کمائی کرتے ہیں۔

لَنْ تَمَنَّاءَ النَّارُ - لَنْ تَمَنَّاءَ فعل مضارع نفی تاکید بَلْنَ واحد مَوْث غَائِبٍ کا صیغہ۔ مَنَّاءَ باب نَصَرَ
ضَرَبَ) سے۔ نَا ضمیر مفعول جمع متکلم۔ وہ ہم کو ہرگز نہ چھوئے گی۔

أَيَّامًا مَعْدُودَةً - موصوف و صفت أَيَّامٌ - يَوْمٌ کی جمع ہے۔ اصل میں أَيَّامٌ تھا۔ وَاوْ كُويَا بنا یا اور یا کو
یا میں مدغم کیا۔ أَيَّامٌ ہو گیا۔ أَيَّامًا بوجہ ظرف منصوب ہے اور مَعْدُودَةٌ اپنے موصوف کی نسبت منصوب
ہے۔ مَعْدُودَةٌ - اسم مفعول واحد مَوْث ہے۔ اور اس کی جمع مَعْدُودَاتٍ ہے۔ أَيَّامًا مَعْدُودَةً
گنتی کے چند دن۔ عَدَّ (باب نَصَرَ) مصدر بمعنی شمار کرنا۔ عَدَّادٌ۔ گنتی۔ شمار۔

اتَّخَذْتُمْ - اصل میں اتَّخَذْتُمْ تھا۔ ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور ہمزہ وصل محذوف ہے۔ اتَّخَذْتُمْ
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اتَّخَذْتُمْ مصدر (افتعال) سے۔ کیا تم نے اختیار کیا ہے یا لے رکھا ہے عہدًا
مفعول عِنْدَ اللَّهِ اللہ کے حضور اللہ کے پاس۔ یعنی اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے۔

فَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَكُمْ - یہ جملہ جواب شرط میں ہے اس سے قبل شرط مقدر ہے ای إِنْ اتَّخَذْتُمْ عِنْدَ
اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَكُمْ۔ اگر تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے تو وہ اپنے وعدہ کی ہرگز خلاف
ورزی نہیں کرے گا۔ فَاذْ جِواب شرط مقدرہ کے لئے ہے۔ لَنْ يَخْلِفَ - مضارع نفی تاکید بَلْنَ منصوب بوجہ عمل
لَنْ - واحد مذکر غائب کا صیغہ اِخْلَافٌ (افعال) مصدر۔

أَمْ تَقُولُونَ - میں اَمْ منفصل اور منقطع دونوں ہو سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں اسے اَمْ مُعَادِلَةٌ کہیں گے اور

یہ سہزہ استفہامیہ کے معنی دے گا۔ تقدیر کلام یوں ہوگی اَلْقَوُّ لَوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ اَمْ تَقُوُّوْنَ عَلَیْهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - دوسری صورت میں (یعنی بصورت منقطعہ) یعنی بَلْ ہوگا۔ اِیْ بَلْ اَلْقَوُّ لَوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ - یا کیا تم اللہ پر وہ باتیں بناتے ہو جن کو تم خود بھی نہیں جانتے۔ صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں اَمْ متصل
یا اس کو منقطع کہا جائے بمعنی بَلْ ہے۔ (نیز ملاحظہ ہو لم ۱۸: ۹)

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ اس میں ما موصولہ ہے اور لَا تَعْلَمُوْنَ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہے۔ جسے تم خود نہیں جانتے
۲: ۸۱۔ بلی۔ ہاں۔ حرف ایجاب ہے اور کلام مخاطب کی نفی اور اس کے ابطال کے واسطے استعمال ہوتا ہے
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۳: ۷۶))

مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً ---- خَلِدُونَ

مَنْ موصولہ ہے۔ كَسَبَ سَيِّئَةً جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ وَاَحَاطَتْ بِہِ خَطِيئَتُہُ جملہ فعلیہ ہو کر معطوف
اور معطوف علیہ و معطوف مل کر صلہ (مَنْ موصولہ کا) صلہ اور موصول مل کر مبتدأ متضمن یعنی شرط۔ ف جزائیہ۔
اُولٰٓئِكَ، مبتدأ، اَصْحَابُ النَّارِ مضاف مضاف الیہ مل کر خبر اول۔

هُمُ فِيهَا خَالِدُونَ۔ هُمْ مبتدأ فِيهَا متعلق خَالِدُونَ۔ جو خبر ہے مبتدأ کی۔ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ثانی ہے
بمبتدأ اُولٰٓئِكَ کی۔ یہ مبتدأ اپنی دونوں خبروں کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہے مبتدأ متذکرہ بالاک کی۔ اب
مبتدأ اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ ہے اپنے معطوف (آیہ ۸۲) کا
نقشہ یوں ہوگا۔

اپنے معطوف (آیہ ۸۲) کا مبتدأ خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ	{	موصول	{	موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر	{	جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ	{	دونوں مل کر صلہ	{	مبتدأ (۳)	{	مبتدأ
		مبتدأ		جملہ فعلیہ ہو کر معطوف		اپنے موصول کا		مبتدأ				

ف جزائیہ۔
اُولٰٓئِكَ مبتدأ
اَصْحَابُ النَّارِ خبر اول
هُمُ۔ مبتدأ
فِيهَا متعلق خَلِدُونَ { جملہ اسمیہ ہو کر خبر ثانی کی
خَالِدُونَ خبر { مبتدأ اُولٰٓئِكَ کی

كَسَبَ کے معنی لغت میں نفع حاصل کرنے کے ہیں۔ سَيِّئَةً (گناہ) کے ساتھ اس کا تعلق بطور استہزار کے
ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد بار ایسا استعمال آیا ہے مثلاً بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔

لے پیغمبر! بشارت سادو منافقوں کو کہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے
وَ اَحَاطَتْ بِمِ حَاطَتِهِ۔ اور اس کے گناہ نے اس کا احاطہ کر لیا ہو۔ یعنی وہ اپنے گناہوں میں گھر گیا ہو اور اسے
تو بہ نصیب نہ ہوئی ہو۔

فَاُولٰٓئِكَ۔ پس وہی لوگ۔

خَلِدُوْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر خَلُوْدٌ (باب نَصَوَ) مصدر۔ ہمیشہ رہنے والے۔

۲: ۸۲۔ اس آیت کا عطف سابقہ آیت پر ہے۔

۲: ۸۲۔ اِذْ فَعْلٌ مَحذُوفٌ۔ اِذْ كُرٌّ کے متعلق ہے اسم ظرفِ زمان ہے۔ بطور اسم ظرفِ مکان یا حرفِ مفاہاتہ
بھی آتا ہے۔

مِيثَاقٌ بَرُوزٍ مِفْعَالٌ اسم آل ہے۔ پختگی اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ۔ وَ تَاٰثَةٌ سَ۔ یا پختگی اور مضبوطی۔
(یعنی مصدر) جیسے الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ (۲: ۲۴) وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو
توڑتے ہیں۔ مِيثَاقٌ اس عہد کو بھی کہتے ہیں جو قسموں کے ساتھ منوکہ کیا گیا ہو (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۴) مِيثَاقِ بَنِي
إِسْرَائِيلَ۔ مضاف مضاف الیہ۔ بنی اسرائیل سے لیا گیا عہد۔ اَخَذْنَا كَمَا مَفْعُولٌ ہے۔
لَا تَعْبُدُونَ سے لے کر وَ اَلْوَالِدِ الزُّكُوٰةِ تک ميثاق کا مضمون ہے۔

لَا تَعْبُدُونَ (مضارع منفی جمع مذکر حاضر) خبر معنی نہیں ہے (تم پرستش نہیں کرو گے، معنی تم پرستش مت
کرو) یہ صریح امر یا نہیں ہے۔ ابلغ ہے۔ ایسے ہی اور جگہ قرآن مجید میں ہے وَ لَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ (۲: ۲۸۲)
اور نہ نقصان پہنچایا جائے کھنے والا اور گواہ۔ لَا يُضَارُّ بمعنی نہیں ہے یعنی کاتب اور گواہ کو نقصان مت پہنچاؤ۔
اسی بنا پر یہ اَحْسِنُوا (جو بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے قبل محذوف ہے) اور قُولُوا (جو اُكْرِهَ اَرَبًا سے) کا عطف لَا
تَعْبُدُونَ پر مستحسن ہو گیا۔

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِیْ وَ اَحْسِنُوا بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (اور ماں باپ سے سبلائی کرتے رہنا)
ذِي الْقُرْبَىٰ۔ اس کا عطف جملہ ما قبل میں اَلْوَالِدَيْنِ پر ہے۔ یعنی اور قرابت داروں کے ساتھ (بھی اُس
سلوک کرنا۔ اَلْقُرْبَىٰ مَثَلُ الْحُسْنَىٰ یَا الرَّجُلِ) مصدر ہے۔

وَ الْيَتٰمٰی۔ یتیم کی جمع ہے۔ اس کا عطف بھی مثل ذی الْقُرْبٰی۔ اَلْوَالِدَيْنِ (جملہ سابقہ) پر ہے
وَ الْمَسٰكِیْنَ۔ مسکین کی جمع۔ اس کا عطف بھی مثل ذی الْقُرْبٰی وَ الْيَتٰمٰی ہے۔ مِسْكِيْنَ بَرُوزٍ مِفْعَالٌ
سُكُوْنٌ سے مشتق ہے۔ مسکین کو مسکین اس لئے کہتے ہیں کہ اسے فقر اور تنگدستی نے ایک جگہ ساکن کر دیا
وَقُولُوا۔ اس کا عطف اَحْسِنُوا پر ہے (اَحْسِنُوا بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا)
حُسْنًا۔ نیک بات۔ مصدر ہے۔ مبالغہ کے طور پر قول کو حُسْنٌ (نیک) کہہ دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بات

کہو جو سرتاپا نیکی ہو

وَاقِمُوا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ - ہر دو جملوں کا عطف احسنوا پر ہے۔

ثُمَّ - پھر۔ تراخی زمان کے لئے ہے اس میں تو بیخ ہے مخاطبین کے لئے کہ مدت مدید تک اس میثاق کے زیر اثر رہنے کے بعد تم پھر پھر گئے۔

تَوَلَّيْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر، تَوَلَّى مصدر سے۔ تم پھر گئے۔ تم نے منہ موڑ لیا۔

وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ - جملہ عالیہ موكده ہے فاعل تَوَلَّيْتُمْ سے یا یہ جملہ مترضہ ہے اور تم تو یہی ایسی قوم جو مادۃ موثیق سے پھر جانے والی ہے۔ مُعْرِضُونَ اسم فاعل جمع مذکر حاضر اِعْرَاضٌ (اِفْعَالٌ) مصدر، منہ موڑنے والے۔ رخ گردانی کرنے والے۔ شروع رکوع سے بنی اسرائیل کو بطور غیبت ارشاد فرمایا اور ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ صَیْفٌ خطاب سے کلام کا رخ موڑ دیا۔ جو بنی اسرائیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور جو آپ سے پہلے تھے سب کو بطور تغلیب خطاب ہے

۲: ۸۴ - لَا تَسْفِكُونَ (مضارع منفی صیغہ جمع مذکر حاضر) خبر معنی نہیں۔ تشریح کے لئے ملاحظہ ہو آیہ سابقہ

۲: ۸۳ - لَا تَعْبُدُونَ کے محاذ، تَسْفِكُونَ - سَفَكَ - مصدر (باب ضرب) سے مشتق ہے جس کے معنی

خون بہانا۔ اور اَنَسُوہانے کے ہیں۔ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ آپس میں کشت و خون نہیں کرو گے۔

دِمَاءَكُمْ - مضاف، مضاف الیہ۔ تمہارا خون

فائدہ - لَا تَسْفِكُونَ سے لے کر مِنْ دِيَارِكُمْ تک میثاق کا مضمون ہے اور یہ بدل ہے میثاق کا

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ - ثُمَّ تَرَخِي فِي الرِّبِيَةِ - اَقْرَرْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اِقْرَارٌ (اِفْعَالٌ) مصدر

پھر تم نے اس پر پابند رہنے کا اعتراف بھی کر لیا

وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ - حال موكده ہے۔ یعنی اور تم اس بات کے گواہ ہو کر یہ عہد ہوا تھا۔ تَشْهَدُونَ مضارع

کا صیغہ جمع مذکر حاضر شَهَدٌ (باب سَمِعَ) مصدر سے جس کے معنی حاضر ہونے اور موجود ہونے کے ہیں یا اس کا

مصدر شَهَادَةٌ ہے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں

۲: ۸۵ - ثُمَّ - یہاں ثُمَّ تراخی زمانی کے لئے نہیں بلکہ لَعْدِ عہد کے لئے ہے۔ عہد کے توڑ دینے کے استبعاد

کو ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے۔ ثُمَّ أَنْتُمْ هُوَ لَاءِ - پھر یہ تمہی ہو کہ اس میثاق کو توڑ کر، آپس میں خون ریزی کرتے ہو

أَنْتُمْ هُوَ لَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ - صاحب تفسیر مظہری رقمطراز ہیں اَنْتُمْ بتدا ہے اور هُوَ لَاءِ خبر ہے اور معنی

یہ ہیں کہ: پھر تم وہی بد عہد ہو جیسے کہا کرتے ہیں کیا تم وہی شخص ہو جس نے ایسا کیا۔ صفت بدلنے کو بمنزلہ ذات

کے بدلنے کے ٹھہرا کر ایسے کلام کا استعمال کیا کرتے ہیں اور جملہ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ یا تو حال ہے اور عامل اس میں

معنی اشارہ کے ہیں اور یا اَنْتُمْ هُوَ لَاءِ کا بیان ہے اور یا یہ کہا جائے هُوَ لَاءِ بِمَعْنَى الَّذِي ہے اور جملہ

تَقْتُلُونَ..... الخ. صلہ ہے اور صلہ و موصول مل کر اَنْتُمْ کی خبر ہے

تَطَا هَرُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر تَطَاهَرُوا تَفَاعُلٌ مصدر سے، تم آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے ہو اصل میں تَتَطَهَّرُونَ تھا۔ ایک تاکر گئی۔ عَلَيْهِمْ۔ میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے وہ کشت و خون کرتے ہیں اور جن کو وہ ان کے گھروں سے باہر نکالتے ہیں۔

الْعُدْوَانِ۔ ظلم و زیادتی۔ یہ عَدَا يَعْدُو (باب نصر) کا مصدر ہے۔ عدوان کے معنی تعدی اور ظلم کے ہیں (امام ابو بکر سجستانی) بعض علماء سے نقل ہے کہ عدوان کے معنی بُری طرح حد سے بڑھ جانے کے ہیں خواہ یہ بات قوت میں ہو یا فعل میں ہو یا حال میں ہو۔ عدوان اس زیادتی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو ظلم کے بدلہ کے طور پر ہو مثلاً قرآن مجید میں ہے فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ (۲: ۱۹۳) ظلم کا بدلہ صرف ظالموں ہی سے لیا جائیگا۔ یا زیادتی نہیں صرف ظالم لوگوں پر۔ یا جرم کی سزا صرف ظالموں ہی کو ملے گی۔

تَطَهَّرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ یہ جملہ فاعل تَخْرِجُونَ سے حال ہے۔

يَا تُؤْكُمُ۔ يَأْتُوا۔ مضارع مجزوم (بوجہ عمل ان شَرَطِيَّةً) كُمْ: ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اگر ادھی لوگ غیر قویوں کے، قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں۔ اُسْرَى۔ اَسِيرٌ کی جمع۔ قیدی۔

تَفَادَوْهُمْ! تَفَادُوا۔ مضارع مجزوم (جواب شرط) صیغہ جمع مذکر حاضر۔ مُفَادَاةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر، جس کا مطلب ہے فدیہ کر چھڑانا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب اس کا مرجع فعل يَأْتُوا کی ضمیر فاعل ہے، یعنی وہ لوگ جو قیدی بن کر آتے ہیں تم فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو۔

وَهُوَ مُحَرَّرٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ۔

و احوال یہ ہے هُوَ ضمیر شان جو اِخْرَاجٌ کی طرف عائد ہے۔ حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام تھا۔ جملہ حال یہ ہے

اور هُمْ ضمیر فاعل يَأْتُوا سے حال ہے یا یہ جملہ معترضہ بھی ہو سکتا ہے

أَفْتَوْ مَنُوتَ۔ سہزہ استفہامیہ ہے اور فاء عاطفہ تو کیا تم ایمان لاتے ہو۔ (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۴۱)

فَمَا۔ فَاء۔ عاطفہ۔ مَا۔ نافیہ۔

خِزْيٌ۔ ذلت و خواری۔ رسوائی۔ خِزْيٌ يَخِزِي (باب سَمِعَ) کا مصدر ہے يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ مضاف مضاف الیہ يَوْمَ بوجہ مفعول فیہ کے منصوب ہے۔

يُرْدُّونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب، دَرُّ (باب نصر) مصدر۔ وہ لوٹائے جائیں گے۔

أَشَدَّ۔ نہایت سخت، بہت شدید۔ افعال التفضیل کا صیغہ ہے

الْعَذَابِ: مضاف الیہ۔ اِلَى اَشَدِّ الْعَذَابِ اِی اِلَى عَذَابِ اَشَدِّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا۔ اور

قیامت کے روز، ایسے عذاب کی طرف (لوٹائے جاؤ گے) جو اس دنیاوی عذاب سے شدید تر ہوگا۔

وَمَا لِلَّهِ مِنْ شَيْءٍ غَيْرِ ذَلِكُمْ فَذَرُوا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ مَا نَافِيہ ہے۔ عَمَّا عَنَ حرف جار۔ اور مَا موصول سے مرکب ہے۔

فائدہ۔۔۔ مدینہ میں مشرکوں کے دو قبیلے تھے۔ اوس اور خزرج۔ یہ دونوں قبیلے آپس میں برسہا برس پکارتے تھے۔ یہودیوں کے بھی اس وقت مدینہ میں یا کہ جوار مدینہ میں دو بڑے قبیلے تھے، بنی نضیر اور بنی قریظہ، یہ دونوں قبیلے بھی باہمی کدورتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے حریف تھے۔ ان دونوں میں بنی نضیر قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔ اور بنی قریظہ قبیلہ اوس کے ساتھی تھے اوس اور خزرج کی باہمی خانہ جنگیوں میں یہودی قبیلے بھی اپنے اپنے حلیف کے ہمراہ اپنے ہی ہم مذہب قبیلوں کے مقابل لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے اور ایک دوسرے کو ان کے گھروں سے بے گھر کرتے تھے۔ لیکن (عجیب بات ہے کہ) ان یہودی قبیلوں میں سے کوئی لڑائی کے دوران اگر دوسری قوم کے ہاتھ میں اسیر ہو جاتا تو اسرائیلی کا آزاد کرانا کا ثواب سمجھ کر فدیے کرا سے رہا کرا لیتے تھے حالانکہ اس کا جلا وطن کرنا ہی حرام تھا جس کے سبب وہ اسیر ہوا تھا۔

۲: ۸۶ اُولَٰئِكَ - اسم اشارہ بعید مذکر، اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جن کی کرتوتیں اوپر مذکور ہوئیں۔ اِسْتَرَادَ۔ ماضی جمع نکر غائب۔ اِسْتِرَاءٌ (اِفْتَعَالٌ) مصدر جس کے معنی بیچنا اور خریدنا دونوں ہیں۔ شری۔ مادہ۔ آیت ہذا میں یہ معنی خریدنے کے ہے۔ یعنی جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ اردو میں اکثر اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مشتری خریدار کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مثل ہے، مشتری ہوشیار باش۔ خریدار کو چوکس رہنا چاہئے۔ انہی معنوں میں اور جگہ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْتِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۱: ۹) خدا نے مومنوں سے خرید لئے ہیں۔

اور بیچنے کے معنی میں ہے وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ اَبْسِمْ (۲۰: ۱۲) اور اس کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔ لَا يُخَفَّفُ۔ مضارع منفی مجہول واحد نکر غائب۔ تَخَفَّفٌ (تَفْعِيلٌ) ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ کمی نہیں کی جائے گی۔ تخفیف نہیں کی جائے گی۔

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔ واو عاطفہ ہے لَآ نَافِيہ هُمْ مبتدأ يُنصَرُونَ۔ فعل مضارع مجہول ہے جو جملہ فعلیہ ہو کر مبتدأ کی خبر ہے۔ اور جملہ لَا هُمْ يُنصَرُونَ۔ جملہ اسمیہ ہو کر معطوف ہے جملہ سابقہ كَالَّذِينَ يُنصَرُونَ۔ ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

۲: ۸۷ - اَلْكِتٰبِ : اِی التَّوْرٰةِ -

قَفَيْنَا۔ ماضی جمع متکلم۔ تَقْفِيَةٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر سے۔ پیچھے بھیجنا۔ پیچھے کر دینا۔ اس کا مادہ قَفَا ہے۔ قفا کا معنی گردن اور سر کا پھیلا حصہ (گڈی) قَفْوٌ۔ اور قَفُوٌّ پیچھے چلنا، پیروی کرنا (اس معنی میں مجرب باب نصر سے مستعمل ہے) تَقْفِيَةٌ (باب تَفْعِيلٌ) دو متعول چاہتا ہے اور اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں

۱) کبھی دونوں مفعول پر حرف جر نہیں ہوتا۔ مثلاً قَفَّيْتُ زَيْدًا اَعْمُوًّا میں نے زید کو عمرو کے پیچھے بھیجا۔
 ۲) کبھی مفعول دوم پر ب آتا ہے۔ قرآن مجید میں اسی طرح مستعمل ہے مثلاً آیت ہذا۔ اور ہم نے اس کے پیچھے رسول بھیجے اور ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰی اَنْحَارِهِمْ بِرُسُلِنَا (۵۴: ۲۴) پھر ہم نے ان کے قدموں کے نشان پر یعنی بالکل ان کے پیچھے پیچھے اپنے رسول بھیجے۔ (۳) کبھی مفعول اول حذف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ (۵۴: ۲۴) اور (پھر ان رسولوں کے) پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

اَلْبَيِّنَاتِ - بَيِّنَةٌ کی جمع ہے بوجہ جمع مؤنث سالم کے منصوب ہے۔ روشن دلیلیں۔ کھلی ہوئی دلیلیں۔
 اَيَّدْنَا - اَيَّدْنَا - ماضی جمع مکمل۔ تَأَيَّدُ (تَفْعِيلٌ) مصدر بمعنی مدد کرنا۔ قوت دینا۔ تائید کرنا۔ مضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ ہم نے اس کو قوت دی۔ ہم نے اس کی تائید کی۔

رُوحِ الْقُدُسِ - مضاف مضاف الیه، یہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جیسے کہتے ہیں حَاقِمَةُ الْجُودِ اور رَجُلٌ صِدْقٍ۔ اور یہ مبالغہ کے اختصاص کے لئے ہے۔ یہاں بھی الْقُدُسِ (پاکی) روح کی صفت ہے۔ پاک و مقدس روح۔ روح القدس سے مراد یا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں یا القدس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور روح سے مراد وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اندر پھونکی تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُوْحِنَا۔ (۲۶-۱۱۲) ہم نے اس میں اپنی روح سے پھونکا۔ اس میں متعدد اقوال ہیں جو کسی تفسیر میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

اَفْكَمًا - ہمزہ استفہامیہ فاء عاطفہ ہے۔ کَلَّمَ مَرَكَبٌ بے کَلٌّ اور مَبَا سے۔ مَا مصدر یہ ہے۔ اور کَلَّمَ کے معنی کَلَّ وَقَتٌ۔ یعنی جب، جبکہ، جس جس وقت، جب بھی۔ اسی وقت کے معنی کی وجہ سے اس نا کو مصدر یہ ظرفیہ یعنی ظرف کا نائب کہتے ہیں نہ کہ خود ظرف۔ کَلَّمَ میں لفظ کَلَّ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسی شے کی طرف مضاف ہے جو ظرف کی قائم مقام ہے۔ کَلَّمَ تکرار کے واسطے آتا ہے۔ اکثر کَلَّمَ کے بعد فعل یا ماضی آتا ہے۔

مثلاً کَلَّمَ لَصِيْبَتٍ جُلُوْدُهُمْ (۴: ۵۶) کَلَّمَ اَدْعَوْهُمْ (۱۱: ۲۲) اَفْكَمًا تو کیا جب کبھی مَا لَا تَهْوٰی - مَا موصولہ ہے۔ لَا تَهْوٰی اَلْفُسْکُمْ اس کا صلہ۔ لَا تَهْوٰی مضارع منفی واحد مؤنث غائب ہَوٰی (باب سَمِعَ) مصدر بمعنی خواہش کی طرف نفس کا مائل ہونا۔ جسے تمہارے جی ناپسند کرتے ہیں۔ اِسْتَكْبَرْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَكْبَرْتُ اِسْتِفْعَالٌ مصدر تم نے تکبر کیا۔ تم نے غرور کیا۔ یعنی ایمان لانے اور پیغمبروں کے اتباع سے تکبر کرنے لگے۔

فَفَرِّقَانًا كَذَّبْتُمْ وَقَوْلًا تَقْتُلُونَ۔ پس کسی گروہ کو تم نے بھٹلایا اور کسی گروہ کو قتل کرنے لگے، یہاں صیغہ مضارع اس لئے استعمال ہوا کہ یہ ایک امر عظیم ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو امر عظیم ہوتا ہے اس کو اس طرح بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ بالکل پیش نظر ہو جائے گو یا اب ہو رہا ہے۔ (منظہری)

غُلْفٌ جمع غُلْفٌ واحد - اَعْلَفُ اس چیز کو کہتے ہیں جو غلاف میں بند ہو۔ چنانچہ عَلَفْتُ السَّيْفَ کے معنی ہیں، میں نے تلوار کو نیام میں بند کر دیا۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل غلافوں میں بند ہیں اس لئے قرآن مجید کی باتیں ہمارے تک نہیں پہنچ سکتیں۔

بعض کے نزدیک غُلْفٌ اصل میں غُلْفٌ تھا۔ لام کے ضمنہ کو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا اور یہ غِلَافٌ کی جمع ہے جیسے كِتَابٌ کی جمع كُتُبٌ ہے۔ غِلَافٌ کے معنی مخزن ہیں۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارے دل خود ہی علوم و معارف کے گنجینے اور مخزن ہیں لہذا ہمیں دوسروں کے علوم سے استفادہ کی ضرورت نہیں۔ بل حروفِ اِضْرَابِ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت یہ نہیں ہے کہ ان کے دل غلافوں کے اندر بند ہیں یا وہ علوم و معارف کے خزانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے۔

بَلْ كَ مَتَعَلِقٌ مَلَا حَظُّهُ (۲: ۱۳۵)

فَقَلِيلًا - میں فاء سببیہ ہے۔ قَلِيلًا منصوب ہے اس لئے کہ یہ صفت ہے مفعول مطلق محذوف اِيْمَانًا کی اور مَا زَائِدَةٌ ہے۔ اِی فَا اِيْمَانًا قَلِيلًا يُوْمِنُوْنَ ہ پس یہ تھوڑے ہی پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲: ۸۹) لَمَّا - جب شرطیہ ہے، نیز ملاحظہ ہو۔ (۲: ۲۱۴)

كِتَابٌ یعنی قرآن۔ نکرہ تعظیم کے لئے لایا گیا ہے۔

مُصَدِّقٌ - اسم فاعل واحد مذکر۔ تَصَدِّقٌ مصدر (باب تفعیل) تصدیق کرنے والا۔ سچا ماننے والا۔ سچا کہنے والا۔

مَا مَعَهُمْ - ما موصولہ معہم۔ صلہ و کتاب، جو ان کے پاس تھی۔ یعنی توراہ۔
وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ - جملہ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔
اِی اَنْكُرُوْكَ اَنْهَوْنَ نَے اس سے انکار کر دیا۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ یہ جملہ یا ضمیر فاعل كَانَوْا سے حال ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ پہلی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ حالانکہ وہ کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے اس نبی کے وسیع سے،
مِنْ قَبْلُ - قبل اسم ظرف ہے۔ ظرف زمانی اور مکانی دونوں کے لئے آتا ہے یہ ظروف مبنیہ میں سے ہے بعض ان میں سے ضمہ پر بعض فتح پر اور بعض سکون پر مبنی ہیں۔

اسما جہات سببہ یعنی - قَبْلُ - بَعْدُ - تَحْتَ - فَوْقَ - حُدَّامٌ - حَلْفٌ - مبنی بر ضمہ ہیں۔ ان پر ضمہ آتا ہے جب ان کا مضاف الیہ محذوف ہو اور دل میں مقصود ہو۔ جیسا کہ آیت نہا میں کہ اصل میں مقصود یہ تھا مِنْ قَبْلُ ذَلِكَ۔ لیکن اگر مضاف الیہ محذوف نہ ہو تو حرف جار کا اثر قبول کریں گے۔ جیسے مِنْ قَبْلُ ذَلِكَ مِنْ بَعْدِ ۴۔ قَبْلُ کا استعمال چار طور پر ہوتا ہے (۱) تقدم زمانی۔ جیسے قَبْلُ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلُ

عُرُوْبِيَّهَا - (۱۳۰:۲۰)

(۲) تقدم مکانی کسی مقام کا دوران رفتار میں پہلے واقع ہونا۔ اور دوسرے مقام کا بعد کو واقع ہونا۔ مثلاً لاہور سے کراچی جاتے ہوئے ساہیوال قبل آئے گا اور ملتان بعد میں اور کراچی سے لاہور آتے ہوئے ملتان قبل آئیگا اور ساہیوال بعد میں۔ (۳) تقدم بلحاظ مرتبہ جیسے عبد الملک قبل الحجاج۔ عبد الملک مرتبہ میں حجاج کے پہلے ہے یعنی بڑا ہے (۴) ترتیب فنی و تعلیمی میں تقدم جیسے تعلم الہجاء قبل تعلم الخط۔ ہجاء کی تعلیم کتابت سیکھنے سے پہلے دی جاتی ہے۔ (راغب)

قرآن مجید میں لفظ قبل عموماً تقدم زمانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔
 كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ - ماضی استمراری جمع مذکر غائب، اسْتَفْتَحَ (اسْتَفْعَالٌ) مصدر وہ فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ وہ فتح مانگا کرتے تھے۔ یعنی جب کبھی یہود کی کفار و مشرکین سے جنگ ہوتی تو وہ اس نبی کی وساطت سے اللہ سے مخالفین پر فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ جس کا ذکر اور بعثت کا وعدہ تورات میں دیا گیا تھا۔ اور ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِي وَعَدْتَنَا اَنْ تَبْعَثَهُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عَدُوِّنَا۔ اے اللہ ہم تجھ سے تیرے اس نبی آخر الزمان کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں جس کی بعثت کا تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ تو آج ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح دے (روح المعانی)

فَلَمَّا - پس جب (شرطیہ ہے)

مَا عَرَفُوا - ما موصولہ ہے اور ضمیر جو اس کی طرف عائد ہے محذوف ہے۔ عَرَفُوا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ مَعْرِفَةٌ دَعْرِفَانٌ سے۔ انہوں نے پہچانا۔ انہوں نے جانا۔ جس کو وہ جان اور پہچان چکے تھے۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا جملہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ کَفَرُوا بِهٖ جواب شرط ہے۔ تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔

اَلْكَافِرِيْنَ - میں آل عہد کا ہے۔ یعنی یہ لوگ (جن میں کفر و جود ہے) لعنت کے مستحق ہیں۔ یا آل جنس کا ہے یعنی تمام کافروں پر اللہ کی لعنت اور پھینکا ہے (اس میں یہ منکرین بھی آگئے)

بِئْسَمَا - مرکب ہے بِئْسَ اور مَا سے۔ بِئْسَ فعل ذم ہے۔ اس کی گردان نہیں آتی۔ بمعنی بُرَا ہے اصل میں بئس تھا۔ باب سَمِعَ سے۔ عین کلمہ کے اتباع میں اس کے فاء کلمہ کو کسرہ دیا گیا۔ پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر لیا گیا بِئْسَ ہو گیا۔

مَا موصولہ ہے بمعنی الَّذِي اور بِئْسَ کا فاعل ہے۔ پس بُرَا ہے وہ چیز جس کے لئے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا۔

أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ: أَنْ مصدر یہ ہے

بَعِيًا - مفعول لہ ہے يَكْفُرُوا کا۔ بمعنی بوجہ سرکشی، زیادتی، ضد، حسد

أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ..... مِنْ عِبَادِهِ أَنْ مصدر یہ ہے یہ جملہ بَعِيًا کا مفعول لہ ہے۔ مطلب یہ کہ جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا چکایا وہ بہت بُری ہے۔ اور سودا کیا تھا؟ یہ کہ انہوں نے انکار کر دیا اس کلام جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور ان کے انکار کی وجہ کیا تھی؟ (بَعِيًا - یعنی ان کی سرکشی ضد و حسد) جو ان کے انکار کے محرکات تھے، (اور ان محرکات کی کیا وجہ تھی؟) یہ کہ اللہ تعالیٰ جس پر پابہتا ہے ازراہ فضل اپنا کلام کیوں نازل فرماتا ہے۔ ان کی توقعات و خواہشات کی تکمیل کیوں نہیں ہوتی؟ رکہ یہ نبی جس پر قرآن نازل ہو رہا ہے بنی اسرائیل میں سے ہونا چاہئے تھا نہ کہ اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے)

فَبَاءُوا - فَ عامل ہے۔ بَاءُوا جمع مذکر فاعل بَاءُوا مصدر سے (باب نَصَرَ) انہوں نے کمایا وہ لوٹے۔ سو انہوں نے کمایا (غَضِبَ بِاللَّيْلِ غَضِبَ) یعنی اپنے پر غضب بالائے غضب لے آئے۔

غَضِبَ عَلَى غَضِبٍ - غضب کے بعد غضب، یہاں اس سے مراد محض دو غضب نہیں بلکہ پے در پے متعدد غضب۔ مثلاً ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کیا۔ اور اللہ کا ان پر اس سبب سے غضب ہوا۔ اور اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرنے اور توراہ پر عمل نہ کرنے۔ گنو سالہ کی عبادت کرنے وغیرہ سے بھی غضب الہی میں مبتلا تھے اب غضب پر غضب ہو گیا۔

مُهَيِّنٌ - اسم فاعل واحد مذکر اِهَانَةٌ مصدر (افعال) ہون۔ مادہ - ذلیل کرنے والا۔ اہانت آمیز ۲: ۹۱ - اِذَا قِيلَ لَهُمْ... اَنْزَلَ اللَّهُ جملہ شرطیہ ہے قَالُوا..... عَلَيْنَا جواب شرط ہے۔ اور وَيَكْفُرُونَ بِمَا دَرَأَهُ - جملہ حالیہ ہے قَالُوا کی ضمیر مستتر سے وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ حال مؤکدہ ہے مَا اَنْزَلَ اللَّهُ سے مراد قرآن اور تمام کتب سماویہ ہیں مَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا سے مراد توراہ ہے۔

مَا دَرَأَهُ - میں ما موصولہ ہے اور دَرَأَهُ مضاف، مضاف الیہ مل کر صلہ۔ مراد اس سے توراہ کے علاوہ جو کتب سماویہ ہیں۔ ضمیر واحد مذکر غائب توراہ کے لئے ہے (جو ان (یہود) پر نازل ہوئی۔

دَرَأَ - وَرَأَ - مصدر ہے لیکن اس کا معنی ہے آر۔ حد فاصل۔ کسی چیز کا آگے ہونا یا پیچھے ہونا۔ علاوہ۔ سوا۔ دَهُو - میں هُوَ ضمیر قرآن پاک کی طرف راجح ہے۔ یا قرآن اور انجیل کی طرف۔ مَا مَعَهُمْ جو ان کے پاس ہے قُلْ - اِی قُلْ یا معہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازال بعد آیت کے آخر تک مقبولہ ہے

فَلَمَّا تَقَاتَلُوا..... مِنْ قَبْلُ جزا ہے جو شرط سے مقدم آئی ہے بعد کا جملہ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - جملہ شرطیہ ہے۔ اگر تم ایماندار تھے تو خدا کے رسولوں کو پہلے کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

فِيهِمْ - میں فاءِ جواب شرط پر دلالت کرتا ہے (جزایہ - ۷۷)۔ ہِمّ میں لام تعلیل کا ہے۔
 م - اصل میں مَا سَمِعُوا جو استنہامیہ ہے (کس لئے۔ کیوں)۔ مَا اسْتَفْهَامِيَّةٌ کو مَا نَجْرِيَّةٌ سے جدا کرنے کے لئے اَلْفَ کو حذف کر دیا گیا۔ اسی طرح قرآن مجید میں فِيهِمْ اور فِيهِمْ اور عَمَّا آيَا ہے مثلاً قَبِيْمٌ تَبَشِّرُوْنَ (۱۵۱-۱۵۲) تو کا ہے کی تو شجر ہی دیتے ہو۔ اور عَمَّا يَتَسَاءَلُونَ (۷۸: ۱) (یہ لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں۔ اور قَالُوا فَايَمٍ كُنْتُمْ (۹۷: ۴) (فرشتوں نے پوچھا تم کس حال میں تھے؟

تَفْتَلُونَ بمعنى قَتَلْتُمْ ہے۔ مضارع کا صیغہ۔ ازمنہ گذشتہ میں ان کے قتل انبیاء کے فعل کے استمرار کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ انبیاء کا قتل کرنا اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کے آباء و اجداد سے ظہور میں آیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ خلف اپنے سلف کے افعال سے راضی اور ان کے متبع ہیں اس لئے ان کے قتل کو ان کی طرف بھی منسوب کر دیا گیا ہے۔

۹۲:۲ - وَ لَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ - وادعا طف لام تاکید کا۔ اور قَدْ تحقیق کا ہے۔ اور بِشَيْكٍ تَمَارِے پاس (حضرت موسیٰ علیہ السلام) آئے۔

بَيِّنَاتٍ - روشن دلائل۔ یہاں مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کر اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ مثلاً عصا۔ يد بیضار۔ انفلاق البحر (سمندر کو پھاڑ کر قوم کو پار کرنا) وغیرہ یہ نو معجزات تھے۔ بِالْبَيِّنَاتِ - میں بآء تعدیہ کے لئے ہے یعنی حضرت موسیٰ لائے۔

اِتَّخَذْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ اِتَّخَذُوا (انتعال) تم نے اختیار کیا بطور معبود کے،

الْعِجْلِ - بچھڑا۔ گنو سالہ۔ گانے کا پیچ۔

مِنَ الْبَعْدِ - موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد۔ یا آپ کے کوہِ طور پر جانے کے بعد۔

وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ - جسدہ حالیہ ہے۔

(۹۳:۲) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ ملاحظہ ہو

(۶۳:۲)

وَأَسْمَعُوا - داؤ عاطف ہے۔ اِسْمَعُوا فعل امر جمع مذکر حاضر۔ سَمِعَ (باب سَمِعَ) سے۔ تم سنو، یعنی قبول کرو اور اطاعت کرو، اطاعت کو سننے سے اس لئے تعبیر کیا کہ سننا اطاعت کا سبب ہے۔

عَصَيْنَا - ماضی جمع منکلم۔ ہم نے انکار کیا۔ ہم نے نہیں مانا۔ مَعْصِيَةٌ دَعِصِيَانٌ (باب صَرَبَ) مصدر وَاُسْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ۔ اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا (گو یا) ان کے دلوں میں رچ گیا یا الْعِجْلَ۔ مضاف الیہ ہے اس کا مضاف حذف کیا گیا ہے اصل میں حُبُّ الْعِجْلِ مَثَلًا۔ معنی ہونگے اور پلادی گئی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت بہ سبب ان کے کفر کے۔ عربی محاورہ میں جب کسی کی محبت

یا بغض دل کے اندر سرایت کر جائے تو اس کے لئے لفظ شَوَابٌ کو بطور استعارہ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دین میں نہایت تیزی سے سرایت کرتی ہے۔

بِئْسَمَا... اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ تقدیر کلام یوں ہے اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَبِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهَا اِيْمَانُكُمْ۔ پہلا جملہ شرط اور دوسرا جوابِ شرط۔ اگر تم (بقبول تمہارے) ایمان دار ہو تو تمہارا ایمان بہت بُری بات بتاتا ہے۔ مطلب یہ کہ تم ایماندار ہی نہیں ورنہ ایسے قبیح افعال کے تم مرتکب نہ ہوتے۔

۹۴:۲ - خَالِصَةً۔ خاص کر کے۔ خَاصَّةً۔ مخصوص خصوصاً طور پر۔ خَالِصٌ۔ خلوص سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اَلَّذَا رُءُوسِہٖ حَال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مِنْ دُونِ النَّاسِ۔ سب لوگوں کو چھوڑ کر۔ یعنی دوسروں کے لئے نہیں۔ النَّاسِ میں ال یا تو استفراق کا ہے یا جنس کا۔ یا مسلمانوں کے لئے ہے یا یہ آل عہد کا ہے۔

اِنْ كَانَتْ... مِنْ دُونِ النَّاسِ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ شرط اول۔ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ میں۔ جملہ دوم شرطیہ ہے (شرط دوم) اور جملہ اول جوابِ شرط۔ لہذا فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ شرط اول دوم دونوں کا جواب ہے۔

تَمَنَّوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم آرزو کرو، تم تمنا کرو، تَمَنَّى (تَفَعَّل) مصدر

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ۔ مضارع نفی تاکید لَبَن۔ يَتَمَنَّوْا اصل میں يَتَمَنَّوْنَ تھا۔ نون اعرابی لَنْ کی وجہ سے ساوٹ ہو گیا۔ کا ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ جس کا مرجع الْمَوْتُ ہے۔

اَبَدًا۔ ہمیشہ، زمانہ مستقبل غیر محدود۔ کبھی بھی۔

بِقَا۔ میں ب سبب سے اور مآ۔ موصول۔

قَدَّ مَتًّا۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ تَقَدَّيْمٌ (تَفَعَّل) مصدر۔ پہلے بھیج چکے۔ پہلے کر چکے۔ (جوان کے ہاتھوں نے کر کے بھیجے)

(۹۶:۲) لَتَجِدَنَّهٗمْ۔ لام تاکید کا۔ لَتَجِدَنَّ مَضَارِعُ بِلَامٍ تَاكِيْدٌ وَنُونٌ تَقْيِيْدٌ۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ وَجُوْدٌ (بَابُ ضَرْبٍ) مصدر هُجْرٌ ضمير مفعول جمع مذکر غائب اس کا مرجع اہل یہود ہیں جن سے اوپر خطاب تو ان کو ضرور پاتے گا۔ تو ان کو ضرور پاتا ہے

اَحْرَصَ۔ اَفْعَلُ التَّفْصِيْلِ كَالصِّيغَةِ زِيَادَةً لِّلْحِي۔ بَرَّالْحِي حِرْصٌ سے۔

وَمِنَ الَّذِينَ اَشْرَكُوا۔ اى وَ لَتَجِدَنَّهٗمْ اَحْرَصَ مِنَ النَّاسِ وَ مِنَ الَّذِينَ اَشْرَكُوا۔ اور تو بے شک ان کو ضرور پاتے گا زندگی کے لئے زیادہ حرص بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور نسبت مشرکین کے اسی طرح دَمِنَ الَّذِينَ اَشْرَكُوا۔ کا عطف النَّاسِ پر ہے اگرچہ مشرکین النَّاسِ میں داخل

تھے لیکن کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے ان کو علیحدہ ذکر کیا۔

یہاں کلام میں معانقہ ہے۔ مندرجہ بالا صورت اشْرُکُوا پر وقت کرنے پر ہوگی۔ لیکن اگر حیوۃ پر وقت کیا جائے تو جملہ وَمِنَ الَّذِينَ اشْرُکُوا اگلے جملہ کے ساتھ مل کر معنی دے گا۔ اس صورت میں تقدیر کلام یوں ہوگی۔ وَمِنَ الَّذِينَ اشْرُکُوا (ناس) یَعُوذُ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعْمَرُ أَلْفَ سَنَةٍ۔ یہاں مِنَ الَّذِينَ اشْرُکُوا سے مراد یہود ہیں۔ حوقال تھے کہ حضرت عزیرؑ اللہ کے بیٹے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُونَ ابْنُ اللَّهِ (۹: ۳۰) اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ مطلب اس صورت میں یہ ہوگا۔ اور یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش جیتا ہے ہزار برس۔ یَعُوذُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ مَوَدَّةٌ (باب سَمِعَ) پسند کرتا ہے۔ خواہش کرتا ہے۔ آرزو کرتا ہے۔ لَوْ۔ یہاں لَوْ تمنائی ہے اور کَيْتَ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کاش۔ لَوْ يُعْمَرُ أَلْفَ سَنَةٍ۔ کاش وہ ہزار برس جیتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحَّزِحٍ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعْمَرَ۔ میں واو عاطفہ ہے مَا نافیہ۔ مُزَحَّزِحٌ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ الْمُزَحَّزِحَةُ مصدر بمعنی دور ہٹانا۔ بر طرف کرنا۔ اور جگہ قرآن مجید میں ہے فَمَنْ زُحِّزِحَ عَنِ النَّارِ (۳: ۱۸۴) پس جو شخص آگ سے دور رکھا گیا۔

هُوَ صَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ أَحَدُهُمْ کی طرف راجع ہے۔ اور أَنْ يُعْمَرَ فاعل ہے مُزَحَّزِحٍ کا۔ اور معنی یہ ہیں کہ کوئی ان میں سے ایسا نہیں کہ اس کو عمر دیا جانا عذاب سے بچا سکے۔

أَنْ مُصَدَّرٌ ہے۔ اور يُعْمَرُ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ تَعْمِيرٌ مصدر باب تفعیل، کہ اس کی عمر زیادہ کی جاتے۔ اس کو عمر دی جاتے۔

۹۷: ۲۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِئِيلِ جملہ شرطیہ ہے۔ اس کا جواب فَهُوَ عَدُوٌّ لِلَّهِ (وہ اللہ کا دشمن ہے) محذوف ہے۔

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ۔ فار تعلیلیہ ہے إِنَّ حروف مشبہ بالفعل ؕ ضمیر واحد مذکر غائب۔ جِبْرِئِيلَ۔ کی طرف راجع ہے اور نَزَّلَهُ میں ؕ ضمیر مفعول اور مذکر غائب کا مرجع قرآن مجید ہے۔ ترجمہ۔ کس لئے کہ اس نے تو اس قرآن مجید کو اتارا۔

عَلَى قَلْبِكَ۔ تیرے دل پر۔ حق عبارت یہ تھا کہ عَلَى قَلْبِي (میرے دل پر) ہوتا۔ کیونکہ قَلْبُ کے بعد مقولہ حکم کے مخاطب کی زبان سے ہے۔ لیکن بطور حکایت کلام باری تعالیٰ کے عَلَى قَلْبِكَ فرمایا۔

وَإِذْ أذنَ اللَّهُ۔ ب حرف جارِ إِذْ اذِنَ اللَّهُ مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مجرور۔ یہ نَزَّلَ کے فاعل سے حال ہے مُصَدَّرًا۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ منصوب بوجہ نَزَّلَهُ کی ضمیر ؕ سے حال ہونے کے لئے۔

لِمَا بَيَّنَّ يَدَّيْهِ (تصدیق اس کی ہو) جو اس سے پہلے یعنی پہلے اتر چکا ہے۔ يَدَّيْهِ میں ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے۔ لام حرف جر ہے بَيْنَ مضاف يَدَّيْهِ مضاف، مضاف الیه مل کر مضاف الیه اور مضاف مضاف الیه مل کر ما موصولہ کا صلہ۔ صد اور موصول مل کر مجرور۔

وَهْدَىٰ ذَلْبُورِي - هُدَىٰ ذَلْبُورِي بھی مُصَدِّقًا کی طرح تَزَكُّة کے ہا ضمیر سے حال ہیں هُدَىٰ را بہمانی۔ ہدایت۔ راہ دکھانا (باب ضَرَبَ) مصدر و اسم مصدر۔

ذَلْبُورِي - خوشخبری۔ ایسی خبر کہ جس کو سُن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں۔

۹۸:۲ - مَنْ شَرَطِيَهْ ہے جواب شرطیہ ہے۔ تَقْدِيرِ کلام یوں ہے۔ مَنْ كَانَتْ عَدُوًّا.....

وَمِنْكَلٍ فَهوَ كَافِرٌ مَجْزِيٌّ بِأَشَدِّ الْعَذَابِ - جو کوئی مخالف (یا دشمن) ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا تو وہ کافر ہے اور مستوجب عذاب شدید ہے۔

عربی میں وَاوْصَفَ عَطْفَہِی کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ بمعنی اَوْ (یا) بھی مستعمل ہے یہاں اسی معنی میں آیا ہے۔ یعنی ان میں سے جو کسی ایک کا دشمن ہے وہ سب کا دشمن ہے۔

عَدُوًّا - مصدر بھی ہے اور اس صورت میں یہ ضد ہے دوستی اور محبت کا۔ عَدُوًّا اسم بھی ہے اس صورت میں یہ مقابل ہے دوست کا۔ یہاں منوخر الذکر صورت میں استعمال ہے عَدُوًّا ابوجہر خبر کَانَ کے منصوب ہے

فَاتَ اللَّهُ - میں فاجزایہ ہے۔ اس صورت میں جملہ سابقہ شرطیہ اور فَاتَ اللَّهُ عَدُوًّا تِلْكَ الْكٰفِرِيْنَ - جواب شرط ہوگا ترجمہ آیت یوں ہوگا۔ جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبریل کا یا میکائیل کا۔ تو

اللہ بھی بالیقین مخالف ہے (ایسے کافروں کا۔ تفسیر الماحدی)

۹۹:۲ - وَلَقَدْ - وَاوْصَفَ - لَام تَأْكِيدَ - اور قَدْ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کا معنی دیتا ہے

مَا يَكْفُرُ بِهَا - میں مآ نافیہ ہے اور ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب آیات کی طرف راجع ہے۔

الْفَاسِقُونَ - اسم فاعل جمع مذکر فسوق و فسوق مصدر - فسوق فُلَانٌ کے معنی ہیں کسی شخص کا دائرہ شریعت سے نکل جانا۔ اور یہ فسوق الرُّطْبِ کے محاورہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی گدڑی کھجور کے اپنے چھلکے سے باہر نکل آنا کے ہیں۔ عام طور پر فسوق کا لفظ اس شخص کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو احکام شریعت کا التزام اور اقرار کرنے کے بعد تمام یا بعض احکام کی خلاف ورزی کرے۔

۱۰۰:۲ - اَدْ كَلَّمَا - بمزہ استفہامیہ (استفہام انکاری کے لئے) وَاوْصَفَ كَلَّمَا - كَلَّمَا اور مَا سے مرکب ہے معنی

كَلَّمَا وَقَّتْ - جب۔ جب کبھی، جب بھی۔ جس جس وقت (نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۲)

عَهْدُوا - ماضی جمع مذکر غائب - مُعَاهَدَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر سے۔ انہوں نے عہد باندھا۔ انہوں نے عہد کیا۔ اَدْ كَلَّمَا عَهْدُوا - کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا کہ جب انہوں نے کوئی عہد کیا۔ (تفسیر القرآن)

کیا یوں نہیں کہ جب کبھی انہوں نے وعدہ کیا۔ (ضیاء القرآن)

نَبَذَ - نَبَذَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - نَبَذَ (باب ضَرَبَ) مصدر بمعنی پھینکنا۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب - اس نے اس کو پھینک دیا۔ یا توڑ دیا۔ ضمیر کا مرجع عہد ہے (باب نَصَرَ سے بمعنی پھوڑنا بھی آتا ہے اسی سے نَبَذَ پھوڑا ہوا عرق۔

یٰ - حرف اضراب ہے پہلے قول سے اعراض اور دوسرے کی توثیق۔ یعنی ایک فریق کی تو بات ہی کیا بلکہ ان میں سے اکثر کا تو اس عہد پر ایمان ہی نہ تھا۔ (نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۱۴۵)

۱۰۱: ۲ - لَمَّا جب - لَمَّا کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بطور حرف شرط۔ اس صورت میں ماضی کے دو جملوں پر آتا ہے مثلاً آیت ہذا کہ ماضی کے دو جملوں جَاءَ رَسُوْلٌ..... نَبَذَ فَرِیْقٌ جو بالترتیب جملہ شرطیہ جملہ جزائیہ ہیں۔ یا اور جب کہ قرآن مجید میں ہے فَلَمَّا نَجَّسْتُمْ اِلَى الْبِرِّ اَعْرَضْتُمْ۔ (۱۶-۶۷) پھر جب وہ (ڈوبنے سے) بچا کر تم کو خشکی کی طرف لے آیا تم نے منہ پھیر لیا۔ جب کے معنی میں اسم ظرف بھی ہے۔ ای۔ اذ

(۲) بطور حرف استثناء۔ بمعنی اِلَّا۔ مگر۔ مثلاً۔ اِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ (۴: ۸۶) کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگران (فرشتہ) مامور ہے۔

(۳) حرف جازم فعل۔ مضارع پر داخل ہو کر اس کو جزم دیتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی مؤکد کر دیتا ہے (۱) ماضی کی نفی زمانہ حال تک باسمرار چلی آتی ہے۔

(ب) جس فعل کی نفی ہوتی ہے اس کے ثبوت (یعنی ہو جانے) کی توقع رہتی ہے۔

مثلاً (۱) بَلْ لَمَّا يَدُدُّوْا عَذَابًا (۳۸-۸) بلکہ انہوں نے میرے عذاب کا مزہ ابھی تک چکھا ہی نہیں (گو ان کا یہ مزہ چکھنا متوقع امر ہے)

(۲) وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (۴۹: ۱۴) اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا (گو اس کا تمہارے دلوں میں داخل ہونا متوقع ہے)

(۳) لَمَّا يَلَمُّوْا بِاَبْنَاءِهِمْ (باب نَصَرَ) کا مصدر بھی ہے۔ اپنا اور دوسروں کا حصہ کھا لینا لَمَمْتُ اَجْمَع۔ میں نے سب سمیٹ لیا۔ قرآن مجید میں ہے وَتَاْكُلُوْنَ التَّرَاثَ اَكْلًا لَمًّا (۱۹: ۹۰) اور

تم میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۱۴)

لَمَّا جَاءَ..... مَا مَعَهُمْ۔ جملہ شرطیہ اور نَبَذَ فَرِیْقٌ..... ظُہُوْرِهِمْ جو اب شرط اور كَانَتْهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ط موضع حال میں ہے۔

مَصْدَقٌ۔ صفت ہے رَسُوْلٌ کی۔

مَا وَعَهُمْ - موصول وصلہ مل کر مجرور ہے لام حرف جاز کا۔ اور جار مجرور مل کر متعلق مَصَدِّقٌ کا۔
كَانَهُمْ لَاعْلَمُونَ هَكَاتِ حَرْفٌ مَشْبَهٌ بِالْفِعْلِ - هُمْ اس کا اسم لَاعْلَمُونَ فعل بافاعل ہے۔
فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر کَانَ کی خبر۔ کَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ
ہو کر فِرْدِيقٌ سے حال ہے۔ گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

وَرَاءَ - اصل میں مصدر ہے جس کو بطور ظرف استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی اضافت فاعل کی طرف بھی ہوتی
ہے اور مفعول کی طرف بھی۔ اس کا معنی ہے اُڑ۔ حد فاصل کسی چیز کا آگے یا پیچھے ہونا۔ علاوہ اور سوا ہونا۔
كَيْتَبَ اللّٰهُ وَرَأَى ظُهُورِهِمْ - انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ یعنی قابلِ اعتناء نہ سمجھتے ہوئے
اس پر عمل نہ کیا۔

اَتَّبَعُوا - ماضی جمع مذکر غائب اِتَّبَعَ (اِتَّبَعَالٌ) مصدر سے۔ انہوں نے پیروی کی۔ انہوں نے اتباع
کیا۔ مَا تَشَلُّوا الشَّيْطَانَ - مَا موصولہ - تَشَلُّوا مضارع واحد مؤنث غائب۔ تِلَادَةٌ (باب نَصَرَ)
مصدر۔ وہ پڑھتی ہے۔ وہ (جماعتِ شیطانین) پڑھتی ہے۔ وہ تلاوت کرتی ہے۔ مضارع بطور حکایت
حال ماضی آیا ہے اس لئے ماضی کے معنی دیتا ہے۔ تلاوت کا لفظ آسمانی کتابوں کی اتباع اور پیروی کے
لئے مخصوص ہے جو کبھی ان کے پڑھنے اور کبھی ان کے مضامین امر و نہی اور ترغیب و ترہیب کے ذہن نشین
کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تَشَلُّوا الشَّيْطَانَ صلہ ہے مَا موصولہ کا۔ اَتَّبَعُوا مَا تَشَلُّوا الشَّيْطَانَ
اور وہ ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو حضرت سلیمان کے عہد سلطنت میں پڑھا کرتے تھے۔
عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ - عَلَى بمعنی فِي ہے سُلَيْمَانَ - بوجہ عجز و موافقہ۔ غیر منصرف منصوب ہے عَلَى
مُلْكِ سُلَيْمَانَ - سلیمان کے زمانہ حکومت میں۔

الشَّيْطَانَ جمع شيطان کی ہے۔ شَطْنٌ مادہ سے فِعَالٌ کے وزن پر۔ ہر سرکش اور شریر شخص کو
شیطان کہتے ہیں خواہ وہ جن ہو یا انسان۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ شَيْءٍ
عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (۶: ۱۱۳) اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں کو اور
جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔

الشَّيْطَانَ - بوجہ عمل لَكِنَّ منصوب ہے
وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمَانٌ وَ لَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا - حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے مطلق کفر نہیں کیا
بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا۔ یہاں جادو کرنے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ اگلے جملے میں ارشاد ہوتا ہے
يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ - کہ وہ لوگوں کو سحر (جادو) سکھاتے تھے، یعنی لوگوں کو جادو سکھانا یا اس پر
خود عمل کرنا حضرت سلیمان کا فعل نہ تھا بلکہ اس وقت کے سرکش اور شریر افراد کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو

جادو سکھاتے تھے۔ يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔ حال ہے کَفَرُوا کی ضمیر فاعل مستتر ھے سے
وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ۔

داؤ عاطف ہے اور حملہ کا عطف جملہ سابقہ مَا تَتْلُوا..... عَلَى مُلْكٍ سُلَيْمَانَ پر ہے۔ یعنی وہ ان
رہزلیات، کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور ان (علوم و فنون کے
پیچھے) جو بابل میں ہاروت و ماروت کو حاصل تھے۔

چونکہ عطف تغایر کو چاہتا ہے اس لئے مَا أَنْزَلَ سے سحر کی نوع دیگر مراد ہے یا سحر کے سوا دیگر علوم و فنون
(عبداللہ یوسف علی) اُنزِلَ سے نازل من اللہ مراد نہیں بلکہ ان دونوں کی علمی استعداد جو ان کو اللہ کی
طرف سے حاصل تھی (بابل میں ہاروت و ماروت پر کوئی جادو وادو نازل نہیں ہوا تھا۔ (حقانی)

بِبَابِلَ هَارُوتَ وَ مَارُوتَ بوجہ عجبہ و معرفہ غیر منصرف ہیں اور بدیں وجہ منصوب۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ ہاروت و ماروت شہر بابل میں دو شخص تھے کہ جن کو ان کے عجائب افعال
اور نیک چہلنی کی وجہ سے ان کو لوگ فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا۔ یہ شخص اس فن سے
واقف تھے مگر اس کو بُرا سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جو شخص ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ
مجبانی خدا نے یہ علم ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔

(ان کے متعلق یہ کہانی کہ وہ دو فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین بابل میں آئے تھے
ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے اور اس کے پہکانے پر غیر شرعی کام کئے اور سزا میں ایک کنویں میں
لٹے لٹکائے گئے وغیرہ۔ سب بے حقیقت اور بے شکی باتیں ہیں)

وَمَا يُعَلِّمِينَ مِنْ أَحَدٍ۔ مَا نَافِيہ۔ يُعَلِّمِينَ مضارع ثننیہ مذکر غائب وہ دونوں نہیں سکھاتے تھے۔

تَعَلِّمُ (تَفْعِيلٌ) مصدر مِنْ أَحَدٍ میں مِنْ زائدہ ہے

حَتَّى۔ اِلَى۔ اَنْ۔ جب تک۔

يَقُولُ۔ مضارع ثننیہ مذکر غائب۔ حتى کے بعد اَنْ مقدرہ کی وجہ سے مضارع منصوب آیا ہے۔ قَوْلٌ

مصدر (باب نصر) وہ دونوں کہہ دیتے تھے۔

فِتْنَةٌ۔ آزمائش۔ فِتْنَةٌ۔ فِتْنٌ۔ سے مشتق ہے جس کے معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا
کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جائے۔ قرآن مجید میں لفظ فِتْنَةٌ اور اس کے مشتقات کو مختلف معانی میں استعمال
کیا گیا ہے۔ مثلاً آزمائش، (آیہ نذا) آفت، مصیبت، فساد، کفر، بد نظمی، عبرت، ایذا وغیرہ۔

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فِيں اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔ ہم تو صرف آزمائش ہیں۔

لَا تَكْفُرُوْا۔ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ تو کافر مت بن

فَيَتَعَلَّمُونَ - فاء عاطفہ ہے۔ يَتَعَلَّمُونَ کا عطف يُعَلِّمِينَ پر ہے اور نفی میں شامل نہیں۔ تقدیر کلام کچھ ایسے ہے وَمَا يُعَلِّمِينَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَ إِذِنَّمَا أَخَذْتُمْ فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرُوا (يُعَلِّمِينَ مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ الْقَوْلِ) فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا.... الخ۔ وہ دونوں کسی کو نہ سکھاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آواز مائش کے لئے ہیں۔ تو کافر بنیں۔ (لیکن جب وہ اس پر بھی سیکھنے پر اصرار کرتے تو) وہ ان کو اس قول کے بعد سکھانے پر آمادہ ہو جاتے اور وہ لوگ ان دونوں سے سیکھتے ایسی بات کہ..... الخ

يَتَعَلَّمُونَ - مضارع جمع مذکر غائب تَعَلَّمَ (تَفَعَّلٌ) مصدر سے۔ وہ سیکھتے تھے
مَا يُفَرِّقُونَ - مَا موصولہ ہے يُفَرِّقُونَ مضارع جمع مذکر غائب تَفَرَّقُوا (تَفَعَّلٌ) مصدر۔ وہ جدائی پیدا کرتے تھے یہ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع وہ جادو جو وہ ہاروت و ماروت سے سیکھتے تھے جدائی ڈالنے کے لئے۔

وَمَا هُمْ لِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ - واذ حالیہ ہے۔ مَا نافیہ مشابہ بَلَيْسَ - لِضَارِّينَ میں بَاء زائدہ ہے اور مِنْ أَحَدٍ میں مِنْ زائدہ ہے یہ میں ہ ضمیر واحد مذکر کا مرجع وہی ہے جو متذکرۃ الصدر میں ہے۔ مطلب۔ اِنِّى مَا يَضُرُّونَ بِهِ أَحَدًا اہ اس سے وہ کسی کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے جملہ عالیہ ہے جملہ سابقہ سے۔

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ - اس جملہ کا عطف جملہ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا.... الخ پر ہے
مَا يَضُرُّهُمْ میں مَا موصولہ ہے لِيَضُرَّهُمْ جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ہے اور وَلَا يَنْفَعُهُمْ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ و معطوف مل کر صلہ ہوا مَا موصولہ کا۔ وہ لوگ وہ بات سیکھتے تھے جو ان کو ضرر دیتی تھی اور ان کو نفع نہیں دیتی تھی۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا - واو عاطفہ لام تاکید کا۔ قَدْ ماضی پر داخل ہو کر، تحقیق کے معنی دیتا ہے عَلِمُوا میں ضمیر فاعل جمع مذکر غائب إِلَيْهِمْ کے لئے ہے۔

لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ - لام ابتدائیہ (جو مبتدأ پر داخل ہوتا ہے) مَنْ موصولہ اشْتَرَاهُ (اشْتَرَى) فعل بافاعل ہ مفعول جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ اپنے موصول کا اور موصول وصلہ مل کر مبتدأ ہے (جس پر کہ لام ابتداء داخل ہوا ہے)

ترجمہ :- اور بے شک وہ (یہود) جان چکے تھے کہ جس نے اس (سحر) کو (کتاب اللہ کے عوض) خریدا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ جملہ لَمَنِ اشْتَرَاهُ.... مِنْ خَلَاقٍ مفعول ہے عَلِمُوا کا اشْتَرَى ماضی واحد مذکر غائب اشْتَرَاهُ (اشْتَرَى) مصدر۔ اس نے خریدا۔ اس نے مول لیا۔

ریا اس نے بیچا کہ ضمیر مفعول سحر کے لئے ہے۔

خَلَّاقٍ - حصہ - اپنی عادت اور خلق سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خلاق ہے۔

وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ - دَاؤُ عَاطِفٌ مَا مَوْضُوقٌ ہے۔ شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ جملہ فعلیہ ہو کر صفت (کامرجع ما بمعنى شيئاً ہے) لَيْسَ فعلِ ذم ہے بُرّا ہے۔ لامِ تَاكِيْدٍ کا ہے۔ اور جس نئے کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ شَرَوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب شَرَا (باب صَدَبَ) سے بمعنی خرید و فروخت کرنا۔ ہر دو معنی یعنی خریدنا اور فروخت کرنا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ہ کاش وہ جانتے۔

خَائِدًا - اگر کوئی بطور شبہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو بطور تَاكِيْدٍ یہ فرمادیا وَلَقَدْ عَلِمُوا رَبَّكَ

جان چکے، تو پھر لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (کاش وہ جانتے) کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علمِ سطحی ہے جو محض زبان پر ہے اس کا دل سے یا عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرا علم جو قلب کی گہرائیوں تک جا گھسے اور اس کو منور کر دے۔ اور یہی علم نافع ہے۔ یہود کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتا بھی اسی قبیل سے تھا۔ کہ وہ سطحی جانتے تھے اور مانتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں لیکن یہ اقرار ان کی زبانوں تک ہی محدود تھا ان کے دل اس کے نور سے عاری تھے اس لئے ان کی یہ پہچان ان کو کچھ نافع نہ تھی (تلخیص از تفسیر مظہری)

قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات متعلقہ ہیں۔ ۳: ۱۲۶ اور ۶: ۲۰۔

۲: ۱۰۳ - وَكُفَرُوا بِهٖمْ اٰمَنُوْا - رَاى اٰمَنُوْا بِالرَّسُوْلِ اَوْ يَمَّا اُنزِلَ اِلَيْهٖ اَوْ بِالتَّوْرَةِ

وَاؤ - عَاطِفٌ ہے لَوْ اَنْتَهُمْ اٰمَنُوْا - جملہ شرطیہ اور دَاتِقُوا کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور یہ بھی جملہ

شرطیہ دوم ہے۔ اور جملہ لَمَتُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ - جواب شرط ہے اصل اس کی یوں ہوگی۔

وَكَوْنَهُمْ اٰمَنُوْا اَتَقَوْا لِذٰلِكَ لِئَلَّا يَكُوْنُوْا مَثُوْبَةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرًا مِّمَّا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو وہ ضرور صلہ پاتے خدا کے ہاں سے جو اس چیز سے بہتر ہوتا

جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا

لَمَتُوْبَةٌ مِّنْ لَّم تَكِيْدٍ کے لئے ہے۔ مَثُوْبَةٌ - تُوْبٌ سے ہے جس کے معنی کسی چیز کے اپنی اصل حالت

کی طرف لوٹ آنے کے ہیں۔ یا غور و فکر سے جو حالت مقدر اور مقصود ہوتی ہے اس تک پہنچ جانے کے

ہیں۔ ادل الذکر کی مثال ثَابٌ قَلَاتٌ اِلَى دَارِہ - فلاں اپنے گھر لوٹ آیا۔ یا ثَابِتٌ اِلَى نَفْسِی

میری سانس میری طرف لوٹ آئی۔ مؤخر الذکر کی مثال تُوْبٌ ہے۔ کیونکہ سوت کا تنے سے مقصود

کپڑا بننا ہے لہذا کپڑا بن جانے پر گویا سوت اپنی حالت مقصود کی طرف لوٹ آتا ہے۔

یہاں مَثُوبَةٌ بمعنی اچھا بدلہ۔ ثواب، جزاء ہے۔ خَيْرٌ یہاں بطور صیغہ افعال التفضیل ہے۔ مفضل علیہ (محرم کو یا تو اس لئے مذمت کیا گیا کہ مفضل کو مفضل علیہ سے اس قدر عالی سمجھا کہ مفضل علیہ سے اس کو کسی قسم کی مناسبت ہو۔ یا اس واسطے کہ تخصیص کسی شے کی نہ ہے۔ تفضیل کل ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ مفضل جملہ اشیاء سے بہتر ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ آیت سابقہ ملاحظہ ہو۔

۲: ۱۰۴۔ رَاعِنَا۔ رع ی۔ مادہ سے مشتق ہے مُرَاعَاةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے مُرَاعَاةٌ بمعنی حفاظت کرنا۔ کسی کی طرف کان لگانا۔ مثلاً رَاعَيْتُهُ سَمِعْتِي۔ میں نے اس کی طرف کان لگایا۔ یا کسی کی بات کی طرف دھیان دیا۔ مثلاً هُوَ لَا يُرَاعِي إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ۔ وہ کسی کی بات پر دھیان نہیں دیتا۔ رَاعِنَا۔ ہماری طرف کان لگا۔ ہماری طرف متوجہ ہو۔

الرَّعْيُ۔ اصل میں حیوان یعنی جاندار چیز کی حفاظت کو کہتے ہیں۔ خواہ غذا کے ذریعے سے ہو جو اس کی زندگی کی محافظ ہے یا اس سے دشمن کو دفع کرنے کے ذریعے سے ہو۔ مثلاً أَرَاعَيْتُهُ میں نے اس کے سامنے ہچکارہ ڈالا۔ اور رَاعَيْتُهُ میں نے اس کی نگرانی کی۔ اسی سے رَعِيٌّ چارہ یا گھاس کو کہتے ہیں اور مَرَعِيٌّ چراگاہ کو۔ اسی سے رَاعِيٌّ چرواہا کو کہتے ہیں۔ نیز رَاعِيٌّ یہود کی زبان میں ایک نہایت فحش گالی تھی۔ رَاعِنَا (ہماری طرف کان لگایا متوجہ ہو) کو ذرا زبان دبا کر رَاعِنَا بولتے اور اپنے دل میں اس کے معنی لیتے۔ اے ہمارے چرواہے یا بطور گالی رَاعِنَا۔ رَاعِيٌّ سے بمعنی احمق۔ استعمال کرتے۔ ان کی دیکھا دیکھی اور ان کی نیت کو جانے بغیر مسلمان بھی کبھی یہ لفظ (بمعنی ہماری طرف متوجہ ہو) استعمال کر لیتے تھے۔ آیت ہذا میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے تاکہ یہ ذو معنی لفظ کسی گستاخی کا باعث نہ بن سکے۔ اور ہدایت فرمائی کہ وہ (یعنی مسلمان) رَاعِنَا کے بجائے انظُرْنَا کہہ کریں۔

وَأَسْمَعُوا۔ واؤ عاطفہ۔ اِسْمَعُوا سَمِعْتُ (باب سَمِعَ) مصدر سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم سنو۔ تم سنتے رہو۔ یعنی انظُرْنَا (آپ ہماری طرف نظر فرمائیں) کہو اور بھید دھیان سے سنو۔ ۲: ۱۰۵۔ مَا يَوَدُّ۔ مانا فیه ہے۔ يَوَدُّ۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ مَوَدَّةٌ مصدر۔ باب سَمِعَ۔ نہیں پسند کرتے۔ نہیں چاہتے ہیں۔

مِنْ بَيَانِهِ ہے۔ اور وَلَا الْمُشْرِكِينَ میں واؤ عاطفہ اور لَا زائدہ ہے اَنَّ يُنَزَّلُ میں اَنَّ مصدر یہ ہے۔ يُنَزَّلُ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ تَنْزِيلٌ (لَفْعِيلٌ) مصدر سے بمعنی نازل کیا جانا۔ اَنَّ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ یہ جملہ مفعول ہے يَوَدُّ کا۔ ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ لوگ جو کافر ہیں کتاب والے ہوں یا مشرک تمہارے رب کی طرف سے تم پر کسی جہلائی کے نازل کئے جانے پر خوش نہیں ہیں۔ وَاللَّهُ فِي وَاوِ حَالِهِ ہے۔

يَخْتَصُّ - مضارع واحد نكرة غائب - اِخْتِصَّاصٌ (اِنْتِعَالٌ) مصدر سے - وہ خاص کرتا ہے - وہ مخصوص کرتا ہے - ترجمہ - ہالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے مخصوص کر لے -

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - ذُو مضاف - الْفَضْلِ موصوف الْعَظِيمِ - صفت - موصوف وصفت مل کر مضاف الیہ - عظیم فضل والا - بڑے ہی فضل کا مالک -

۱۰۶:۲ - مَا شَرْطِيَّةٌ اور جازم فعل ہے - مَا مِنْ اِيَّةِ جو آیت بھی - جس آیت کو بھی -

نَسَخَ - مضارع جمع متکلم مجزوم بوجہ عمل ما شرطیہ نَسَخَ (باب فتح مصدر بمعنی زائل کرنا - بدل دینا - بیکار کر دینا - ایک چیز کو دوسری کی جگہ قائم کرنا - صورت بدل دینا - لکھنا - اَلَا سِتْنَسَخُ (باب استفعال) کے معنی کسی چیز کے لکھنے کو طلب کرنے یا لکھنے کے لئے تیار ہونے کے ہیں لیکن بمعنی نسخ (لکھنا) بھی قرآن مجید میں آیا ہے - مثلاً - اِنَّا كُنَّا نَسْتَسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۹:۴۵) جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے - تَنَا سَخَ ایک کے بعد دوسری چیز کا اس کے قائم مقام ہونا - جیسا کہ اہل ہنود میں مسد تَنَاسَخَ ہے کہ آتما یعنی روح ہر موت پر دوسرا روپ دہار لیتی ہے اور عمل جاری رہتا ہے تا آنکہ آتما کو نردان (نجات) حاصل ہو -

آیت ہذا میں جملہ کا ترجمہ ہوگا - ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں -

اَدَّ - یا - حَرْفِ عَطْفِ ہے -

نُسِيَهَا - مضارع جمع متکلم - اصل میں نُسِيَهَا تھا - یا کو ساقط کیا گیا ہے - يَرِ اِنْسَاءٌ (اِنْعَالٌ) مصدر سے ہے اِنْسَى يُنْسِي - ہا ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب ہے جس کا مرجع آیت ہے ہم اسے فراموش کرا دیتے ہیں نَسِيَ - مادہ -

نَأَتْ - مضارع جمع متکلم - اِنْتِيَانٌ (باب ضَرْبٍ) مصدر سے - یہ فعل لازم ہے - لیکن ہا - کے صلہ کے ساتھ آئے تو متعدی کے معنی دیتا ہے - ہم لاتے ہیں - ہم دیتے ہیں -

ہا ضمیر واحد مؤنث غائب اِيَّةِ کے لئے ہے - نَأَتْ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَدَّ مِثْلَهَا - جملہ جواب شرط ہے - اَلَمْ تَعْلَمَ - ہنزہ استفہامیہ ہے - لَمْ تَعْلَمَ نفی جملہ بَلْمُ کا صیغہ واحد نکر حاضر ہے - کیا تو نہیں جانتا - (۱۰۷:۱) مَالِكُمْ فِي مَا نَأِيهَ -

مِنْ دُؤْنِ اللّٰهِ - اللہ کے سوا -

وَلِيٌّ - وَلَا يَدُّ سے بروزن فَعِيلٌ صيغہ صفت ہے - مددگار

لَصِيْرٌ - لَصُرٌ سے بروزن فَعِيلٌ صيغہ صفت ہے - بچانے والا -

۱۰۸:۲ - اَدَّ - یا - کیا - خواہ - حرف عطف ہے استفہام کے معنی دیتا ہے کبھی بمعنی بَلْ (حرف اضراب)

بلکہ) اور کبھی بمعنی 'ہمزہ استفہامیہ' ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت نہر میں ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً
 اَفَلَا تَبْصُرُونَ - اَمْ اَنَا خَيْرٌ (۴۳: ۵۱-۵۲) عبارت کی تقدیر یوں ہے۔ اَفَلَا تَبْصُرُونَ اَنَا خَيْرٌ
 کیا تم نہیں دیکھتے میں بہتر ہوں۔۔۔۔۔

تُرِيدُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِرَادَةٌ مصدر (باب افعال) کیا تم چاہتے ہو، کیا تم ارادہ کرتے ہو۔
 اَنْ - مصدر یہ ہے۔

کَمَا - کاف حرف تشبیہ ہے۔ مَا موصولہ (بعد کو آنے والا جملہ اس کا صلہ) جیسا کہ۔
 مَنْ يَتَّبِدَالِ الْكُفْرِ - مضارع مجزوم بوجہ شرط وصل کی وجہ سے مجزوم کو مکسور کر دیا گیا۔ واحد مذکر غائب
 کا صیغہ تَبَدَّلَ (تَفَعَّلَ) مصدر، بدلہ میں لینا مَنْ شرطیہ۔ جو ایمان کے بدلہ میں کفر کو لے گا۔ یا ایمان
 چھوڑ کر کفر لے گا۔

فَقَدْ - میں فاء جواب شرط کے لئے ہے۔ سارا جملہ جواب شرط ہے۔

قَدْ ضَلَّ - ماضی پر آنے کی وجہ سے قَدْ تحقیق کے معنی میں ہے۔ ضَلَّ ماضی واحد مذکر غائب۔ کھو گیا۔ راہ
 سے دور جا پڑا۔

سَوَاءَ السَّبِيلِ - مضاف، مضاف الیہ مل کر ضَلَّ کا مفعول۔ بمعنی راہ راستگی۔ سو بے شک وہ راہ راستگی
 کھو بیٹھا۔ راہ سے دور جا پڑا۔

۲: ۱۰۹ - وَدَّ - ماضی واحد مذکر غائب - وَدَّ - مَوَدَّةٌ مصدر (باب سمع) اس نے دل سے چاہا۔ دل سے
 خواہش کی۔

لَوْ - یہاں بطور حرف تمنی استعمال ہوا ہے۔ کاش۔

يُرِيدُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ دَرَّ - مصدر (باب نصر) کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر
 حاضر۔ کہ تم کو لوٹا دیوں۔ مرتد بنا دیں۔

كَقَارًا - مفعول ثانی ہے (کُمْ مفعول اول) فعل يُرِيدُونَ کا۔
 حَسَدًا - بوجہ حسد۔ مفعول لہ۔

مِنْ عِنْدِ الْاَنْفُسِ - اَنْفُسِهِمْ - مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ عِنْدِ کا جو مضاف ہے۔ یہ مضاف
 اور مضاف الیہ مل کر مجرور اپنے جار مِنْ کا جار مجرور مل کر صفت حَسَدًا کی۔ یعنی بوجہ حسد کے جو ان کے
 دلوں میں ہے۔

مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ - بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان پر حق۔ یعنی یہ سب ان کی گذشتہ کاروائی
 اس پر ہے کہ ان معجزات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات سے جو تورات میں مذکور ہیں حق ان پر ظاہر

ہو چکا تھا۔

فَاعْفُوا - فاء عاطفہ - اُعْفُوا - عَفُو (باب نصر) مصدر سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم معاف کرو
اَصْفَحُوا - صَفَح (باب فتح) مصدر سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم درگزر کرو۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ - جملہ الثانیہ ہے اور معطوف ہے جس کا عطف فاعفوا پر ہے۔
(۱۱۰:۲) وَمَا تَقَدَّمُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ - واو عاطفہ، مَا شرطیہ - مِنْ خَيْرٍ بیان ہے مَا
کا۔ لِيَا نَفْسِكُمْ - متعلق فعل تَقَدَّمُوا ہے۔ اور جو بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیج رکھو گے۔ یہ جملہ شرط ہے
اور اگلا جملہ تَجِدُوا عِنْدَ اللَّهِ - جواب شرط ہے۔ تَقَدَّمُوا - مضارع جمع مذکر حاضر۔ تَقَدَّمُوا لِنَفْسِكُمْ
مصدر سے۔ تم آگے بھیجو گے۔

۲: ۱۱۱ - لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ - لَنْ يَدْخُلَ مضارع معروف نفی تاکید بکسر صیغہ واحد مذکر غائب
فعل مضارع منصوب بوجہ عمل لَنْ ہے۔ الْجَنَّةَ - مفعول ہے فعل لَنْ يَدْخُلَ کا۔
أَمْآئِنْتُهُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ ان کی (جھوٹی) تمناؤں۔ اُمْنِيَّتُهُمْ کی جمع۔
هَاتُوا - اسم فعل۔ یعنی اسم بمعنی فعل امر جمع مذکر حاضر ہے۔ لاؤ۔

یہ اصل میں اِيتَاءُ (افعال) سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِتُّوا تھا۔ ہمزہ کو ہاء سے بدل کر هَاتُوا
کر لیا۔ مِهَاتَاءُ۔ کوئی چیز کسی کو دینا۔

ات ی اور ہت ی حروف مادہ ہیں ہر دو صورت میں فعل امر کی گردان یوں آئے گی۔ هَاتِي قَاتِيَا
هَاتُوا - الخ۔

بُرْهَانِكُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ تمہاری دلیل۔ بُرْهَانٌ واحد بُرْهَانٌ جمع۔

۲: ۱۱۲ - بَلَى - حرف ایجاب ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۳: ۷۶ -

مَنْ شَرَطِيهَ - جس کسی نے۔

اَسْلَمَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ وہ اسلام لایا۔ وہ تابع دار ہوا۔ وہ مسلمان ہوا۔

اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس سے انسان کی جان و مال محفوظ ہو جائے۔ یعنی اسلام کا صرف زبان
سے اقرار ہو۔ خواہ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اَمَّا مَقُلْنَا لَمْ نَكُوفُوا لَكِنَّا اسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (۴۹: ۱۳)
اعراب گنوار، کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تو۔ کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے۔ پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے۔ اس آیت
میں یہی اسلام مراد ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے اعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اعتقاد ہو۔ عمل سے پورا کر

اور قضاء و قدر الہی کے اُگے سر جھکانے۔ اسلام کے اس معنی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ يُؤْمِنِ بِاللَّيْتِنَا - فَهُمْ مُسْلِمُونَ (۲۷: ۸۱) جو یقین رکھتا ہے ہماری آیات پر سو وہ حکم بردار ہیں۔
مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ - جس کسی نے اللہ کے سامنے اپنا چہرہ (یعنی اپنی گردن) کو جھکا دیا۔ وَهُوَ مُخْبِتٌ
حال ہے (در آنجا لیکہ وہ نیکی کرنے والا بھی ہو) یہ سارا جملہ شرط ہے۔
فَلَهُ أَجْرٌ... الخ جواب شرط ہے۔

فان جواب شرط کے لئے ہے۔ لَنَّهُ اور أَجْرُهُ میں ۶ ضمیر واحد مذکر غائب مَنْ کی طرف راجع ہے
وَلَا يَخْرُتُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب حُزْنَ (باب نَصْر) مصدر سے نہ وہ غمگین ہوں گے۔
۲: ۱۱۳- الْيَهُودُ اور النَّصَارَى میں۔ ال عہد کا ہے۔ مراد الْيَهُودُ سے مدینہ منورہ کے یہودی اور باسی ہیں
اور النَّصَارَى سے مراد عیسائیوں کا ایک وفد جو بخران سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا تھا۔ دوران گفتگو دونوں فریق آپس میں جھگڑنے لگے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور
انجیل سے انکار کیا۔ اور عیسائی حضرت موسیٰ کی نبوت اور توراہ سے منکر ہوئے۔

اور بعض کے نزدیک عامۃ الیہود اور عامۃ النصاریٰ مراد ہیں
دَهُمُ يَتْلُونَ الْكِتَابَ جملہ حالیہ ہے حالانکہ وہ سب الکتاب پڑھتے ہیں۔ یعنی یہودی توراہ پڑھتے
ہیں جو حضرت عیسیٰ اور انجیل کی تصدیق کرتی ہے۔ اور عیسائی انجیل پڑھتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی نبوت اور
توراہ کی تصدیق کرتی ہے۔

يَتْلُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب تِلَادَةً (باب نصر) مصدر سے وہ تلاوت کرتے ہیں۔ وہ پڑھتے ہیں
كَذَلِكَ۔ کاف تشبیہ کا ہے۔ ذَلِكْ اسم اشارہ بعید معنی یہود اور نصاریٰ کا قول۔ اسی قسم کی بات۔
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ وہ لوگ جو نہیں جانتے یا جن کے پاس علم نہیں۔ مراد مشرکین عرب اور دیگر
بت پرست اور مجوس ہیں اور ان کے علاوہ جو فرقے کفار کے گزے ہیں۔ کیونکہ ہر فرقہ دوسرے کی تکذیب
کرتا رہا ہے۔

مِثْلَ قَوْلِهِمْ۔ بیان ہے ذَلِكْ کا بمعنی مثل قول الْيَهُودِ لِلنَّصَارَىٰ وَقَوْلِ النَّصَارَىٰ لِلْيَهُودِ
مطلب یہ ہوا۔ کہ ایسی قسم کی باتیں وہ لوگ کہتے ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔ خواہ مشرکین عرب ہوں کہ مسلمانوں کے
متعلق کہتے تھے کہ مسلمان راہ حق پر نہیں۔ خواہ مشرکین قریشیوں کہ وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور ان کے اصحاب راہ حق پر نہیں۔ یا اس سے مراد پچھلی قوموں کے لوگ ہیں جو اپنے نبیوں کے متعلق کہتے تھے
کہ یہ راہ حق پر نہیں اور اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلنے پر مصر تھے۔

يَحْكُمُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ حُكْمٌ (باب نصر) مصدر۔ وہ فیصلہ کر دے گا۔ وہ حکم دیکھا حکم دیتا ہے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مضاف مضاف الیه مل کر مفعول فیہ ہے فعل یَحْكُمُ کا۔

فِيمَا - میں مَا موصولہ ہے کَاثُوفِيهِ يَخْتَلِفُونَ - صلہ ہے

سوال اللہ فیصلہ کر دے گا ان میں قیامت کے روز (اس بات کا) جس میں یہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

۱۱۴:۲ - مَنَ اسْتَفْهَامِیہ ہے - کون ہے؟ - اسْتَفْهَامِ انکاری ہے - یعنی کوئی نہیں ہے۔

اَظْلَمَ - اخل التفضیل کا صیغہ ہے - زیادہ ظالم۔

مِمَّنْ - مرکب ہے مِمَّنْ حرف جار اور مَن موصولہ ہے - اس شخص سے جو۔

مَنَعَ - فعل بانا عل۔

مَسْجِدَ اللّٰهِ - مضاف مضاف الیه۔ مل کر مفعول اول مَنَعَ کا۔

اَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ - کر لیا جائے ان میں خدا کا نام۔

یہ مَنَعَ کا مفعول ثانی ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے اس کی مثال وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ (۱۴: ۵۹) دئی

جس میں اَنْ نُّرْسِلَ دوسرا مفعول ہے مَنَعَ کا۔

وَسَعَىٰ خِرَابِهَا - میں ہا ضمیر واحد مَوْتِ غَائِبِ مَسْجِدِ کے لئے ہے۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے

خرابی معنوی بھی ہو سکتی ہے جب کسی کو مسجد میں اللہ کے ذکر سے منع کیا جائے یا حسنی جب اس کو فی الواقع مسمار

کیا جائے۔ مثلاً بصورت اول مشرکین مکہ کا مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکے رکھنا۔ اور بصورت دوم بخت نصر کا

بیت المقدس کو اجاڑ دینا۔

مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ کی مسجدوں کو اس کے ذکر سے روکے اور ان کی ویرانی

کے درپے ہو۔

اُدْلٰثِكَ - اسم اشارہ بعید بصیغہ جمع مذکر۔ وہ لوگ۔ مراد وہ لوگ جو اللہ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے روکتے ہیں

اور ان کی خرابی کے درپے ہیں

اَنْ مصدر یہ ہے۔

مَا كَانَ لَهُمْ - ان کو لائق نہ تھا۔

خَائِفِينَ - اسم فاعل جمع مذکر خَائِفٌ واحد - خَوْفٌ سے ڈرنے والے۔ یہ حال ہے ضمیر بِنِ خُلُوْهَا سے۔

صاحب تفسیر ماجدی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

اِلَّا خَائِفِينَ - یعنی (مسلمانوں کے رعب و دبدبہ سے ڈرتے ہوئے) یعنی داخلہ کی اجازت غیر مسلم کو صرف اس

حال میں دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا محکوم ہو۔ اور اس کا داخلہ سرکشانہ نہیں محکومانہ ہو۔ قرآن مجید میں لفظ

مساجد بصیغہ جمع ہے۔ لیکن ایک قول ہے کہ مساجد سے یہاں مراد مسجد حرام یا حرم کعبہ ہی ہے۔ المراد بالمساجد

المسجد الحرام (معالم عن ابن زید) اور اس شبہ کا کہ لفظ جمع سے مراد واحد کیونکر ہوگی؟ جواب یہ دیا گیا ہے کہ محاورہ زبان میں یہ جائز ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک ہی نیک مرد کو ایذا پہنچائے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ نیکوں کو ستانے والا بڑا ظالم ہے۔ کہنا نقول لمن اذی صالحاً واحداً ومن اظلم من اذی

الصالحین (کشاف)

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت سائے کافروں کے حق میں ہے کہ عبادت سے روکنے والے تو سائے ہی کافر ہیں اور مساجد سے مراد کل روئے زمین ہے۔ چنانچہ کافروں کو دارالاسلام میں داخلہ کا کوئی حق نہیں۔ بجز اس کے کہ مسلمانوں کی ہی شرائط پر ہو۔ اور یہ قول امام ترمذی کی طرف منسوب ہے (احمدی)

اور اگر مراد مسجد حرام لی جائے تو قانونی اور شرعی حیثیت سے قطع نظر، واقعاتی رنگ میں بات بالکل صحیح نظر آئے گی۔ چنانچہ مسجد حرام اس وقت سے آج تک بجز اللہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہی چلی آرہی ہے۔

۲: ۱۱۵۔ بَلِّغِ الْخَبْرَ مَقْدُمٍ۔ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ۔ مَبْتَدَا مَوْخَرٍ۔ مَشْرُقٌ وَمَغْرِبٌ اللَّهُ هِيَ كَا هِيَ۔

فَايْتَمًا۔ فاء عاطفہ۔ آيْتَمًا ظرفیہ متضمن معنی شرطہ فعل تَوَلَّوْا كَا مَفْعُولٌ فِيهِ هِيَ۔

آيْتَمًا شرطیہ اور موصولہ کامرکب ہے، جہاں کہیں۔ جس طرف۔

تَوَلَّوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کے سبب گر گیا ہے تَوَلَّيْتُمْ (تفعیل) مصدر۔ لغات اضداد میں سے ہے۔ منہ کرنے اور منہ پھیرنے دونوں معنی کے لئے آتا ہے۔ یہاں اس آیت میں پہلے معنی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی جس طرف تم (اپنے منہ) کرو۔

منہ پھیرنے کے معنی میں ہے بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مَذْبُوحَاتٍ۔ (۲۱: ۵۷) جب تم جاچکو گے منہ پھیر کر۔

فَايْتَمًا تَوَلَّوْا وَجُوعَكُمْ۔ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہے۔

فَتَمَّ۔ فاء جزائیہ ہے تَمَّ۔ اسم اشارہ۔ ظرف۔ خبر مقدم۔ وَجُوعًا اللَّهُ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبداء مَوْخَرٍ۔ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء شرط کی ہے۔

وَاسِعٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ وَسِعٌ وَ سَعَةٌ۔ (باب سَمِعَ) مصدر۔ وَسِعَ الْإِنَاءُ الْمَتَاعَ کے معنی ہیں۔ برتن میں متاع کے لئے کافی گنجائش تھی۔ وَسِعَتْ رَحْمَةُ اللَّهِ كُلَّ شَيْءٍ۔ اللہ کی رحمت ہر چیز کو آسانی سے گھیرے ہوئے ہے۔ السَّعَةُ۔ کالفظ قدرت کے لئے۔ فعل کے لئے اور حال کے لئے کیساں استعمال ہوتا ہے یہ اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔ اس کے معنی ہیں ایسی ذات جو اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے ہر ایک چیز پر وسیع ہے۔ یعنی اسے آسانی سے گھیرے ہوئے ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ بحالت رفع (وَاسِعٌ) مرفوع آیا ہے۔ وَ دَفَعُوا وَسِعَ عَلَيْنَا اور ایک دفعہ بطور مضاف وَاسِعٌ الْمَغْفِرَةِ۔ اور بحالت نصب ایک دفعہ وَاسِعًا حَكِيمًا۔ اور ہر جگہ بغیر آل کے آیا ہے۔

یہاں بمعنی صاحب وسعت، کشائش والا۔ صاحب فضل، صاحب جود و مغفرت۔

۱۱۶:۲ - اتَّخَذَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے اختیار کیا۔ اس نے پسند کیا

وَلَدًا ۱۔ اسم جنس۔ کوئی بچہ۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اولاد

سُبْحَنَهُ - سُبْحَانَ پاک ہے۔ نصب۔ نیز مفرد کی طرف اصناف اس کو لازم ہے۔ خواہ مفرد اسم ظاہر ہو۔
یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ - (اللہ پاک ہے) یا اسم ضمیر ہو جیسے سُبْحَنَهُ وہ پاک ہے۔ سُبْحَانَكَ تو پاک ہے۔
سُبْحَانَ مصدر ہے جس کے فعل کو کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔

بَلّ - حرف اضراب ہے یہ نہیں جو پہلے جملہ میں کہا گیا کہ اس کی اولاد ہے، بلکہ سبج بات یہ ہے جو اگلے جملہ
میں بیان ہو رہی ہے۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۱۳۵)

قَانِتُونَ - اسم فاعل بمع مذکر۔ قَانِتٌ واحد۔ اطاعت کرنے والے۔ فرمانبردار۔ حکم بجالانے والے۔ الْقَنُوتُ
(باب نَصْر) جس کے معنی خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنا ہے اسی سے دعائے قنوت ہے۔ اللہ
کے حضور اپنی فرمانبرداری کا اظہار۔

۱۱۷:۲ - بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَیْطِ - بَدِيعٌ بَرُوْزَنٌ فَعِيْلٌ، بمعنی اُبْدِيعٌ - موجد۔ نیا لگانے والا۔ نئی طرح
بنانے والا۔ پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اَلْاَبْدَاْعُ - ایسی چیز کو ایجاد کرنا جس کی
سابق میں مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتدار اور پیروی کرنے کے کسی صنعت کو نکالنا۔

جب اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو اس کے معنی ہوں گے۔ بغیر آلہ۔ بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے کسی شے کو ایجاد
کرنا۔ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَیْطِ - مضاف، مضاف الیہ۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔
اِذَا - ظرف زمان ہے۔ جب۔ اس وقت۔ بطور حرف فجائیہ بھی آتا ہے بمعنی ناگہاں۔ مثلاً فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ
تَسْعٰی (۲۰: ۲۰) پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ یہاں بمعنی جب آیا ہے۔ شرطیہ ہے
قَضٰی - ماضی واحد مذکر غائب بمعنی مضارع۔ ارادہ کرتا ہے۔ وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا - وہ جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے
یہ جملہ شرط ہے اور فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ جزا ہے شرط کی۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا
فَاِنَّمَا - ف جزایہ ہے۔ اِنَّمَا میں اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کاف ہے۔ جو ضم کے معنی دیتا ہے۔ اور
اِنَّ کو عمل لفظی سے روک دیتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں۔ بے شک۔ تحقیق۔

كُنْ - فعل امر واحد مذکر حاضر، ہو جا۔ كُوْنُ (باب نَصْر) مصدر سے۔

فَيَكُوْنُ - پس وہ ہو جاتا ہے۔

۱۱۸:۲ - لَوْلَا - لَوْ حرف شرط۔ اور لَا نافیہ سے مرکب ہے۔ کیوں نہیں۔ کیوں نہ۔

یہ حروف التحضیض۔ (کسی کو کسی کام کرنے پر ابھارنا۔ یا آمادہ کرنا) العرض (نرمی سے کسی کام کی طلب کرنا) میں

ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۶: ۴۳، یا لغات القرآن جلد پنجم۔

دیگر حروف التخصیص والحرص یہ ہیں۔ اَلَّا۔ هَلَّا۔ لَوْ مَا۔

يُكَلِّمُنَا۔ يَكَلِّمُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ وہ کلام کرتا ہے تَكَلِّمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ نَا ضمیر مفعول جمع مکمل وہ کیوں ہم سے کلام نہیں کرتا۔

تَأْتِينَا۔ مضارع واحد مؤنث غائب نَا ضمیر جمع مکمل اِتِّيَاتٌ مصدر (باب ضَرَبَ) وہ ہمارے پاس آئے۔ وہ ہمارے پاس آتی ہے۔ اَدْ تَأْتِينَا آيَةٌ اِى دَوْلَا تَأْتِينَا آيَةٌ۔ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی۔

تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ ایک جیسی ہو گئی۔ یہاں فعل قُلُوبُهُمْ کے لئے آیا ہے بمعنی ان کے دل ایک جیسے ہو گئے۔ یعنی عناد اور نابینائی میں پہلے اور پچھلے لوگوں کے دل برابر ہیں۔ تَشَابَهَتْ كَا فاعل قُلُوبُهُمْ ہے۔

قَدْ بَيَّنَّا۔ قَدْ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے بَيَّنَّا۔ ماضی جمع مکمل۔ بَيِّينٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر واضح طور پر بیان کرنا۔ بے شک ہم واضح طور پر بیان کر چکے ہیں۔

يُوقِنُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِيْقَانٌ (اِفْعَالٌ) مصدر وہ یقین کرتے ہیں۔

بَشِيرًا ذَنبًا بَشِيرًا (بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا) دونوں حال ہیں اَرْسَلْنَاكَ كَا ف سے۔ اَصْحَابِ الْجَحِيمِ مضاف مضاف الیہ۔ دوزخی۔ جَحِيمٌ دہکتی ہوئی آگ۔ جَحْمٌ آگ کے سخت بھڑکنے کو کہتے ہیں (باب سَمِعَ) سے آتا ہے جَحِيمٌ بَرِّوزَن فِعْلٌ بمعنی فاعل ہے۔ سخت بھڑکنے والی آگ، دوزخ ۱۲۰: ۲۔ لَنْ تَرْضَىٰ۔ مضارع منفی تاکید بَلَّوْا۔ واحد مؤنث غائب۔ یہاں اَلَيْهٖمُ (اسم جمع) یہودیوں کی جماعت کے لئے آیا ہے۔ یہود ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔

وَلَا النَّصَارَىٰ۔ اور نہ ہی نصاریٰ راضی ہوں گے۔

مِلَّتِهِمْ۔ مضاف مضاف الیہ، ان کا دین۔ ان کا مذہب۔

هُدًى اللّٰهُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی ہدایت۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی ہدایت۔

الْهُدَىٰ۔ اسم معرف باللام۔ اصل ہدایت۔ یعنی اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہی اسلام ہے۔ تو گویا اسلام ہی حق ہے (جس طرف یہ کفار جلاتے ہیں وہ حق نہیں ہے) لَدَيْنَ۔ لَام اور اَيْنَ سے مرکب ہے لام تاکید کا ہے اور اَيْنَ شرطیہ۔

اِتَّبَعَتْ۔ ماضی واحد مذکر حاضر اِتِّبَاعٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر۔ تو نے پیروی کی۔ تو نے اتباع کیا۔

اَهْوَاءَهُمْ۔ اَهْوَاءٌ جمع ہے هَوَىٰ کی۔ خواہشیں۔ هَوَىٰ خواہش نفسانی کو کہتے ہیں۔ اَهْوَاءٌ مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ ان کی خواہشات۔

لَبِئْسَ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمۡ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ سارا جملہ شرط ہے اور اگلا جملہ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ ذَلِيٍّ وَاٰلِكَ نَبِيٍّ ذِي نَبِيٍّ۔ جواب شرط ہے۔

الْعِلْمِ۔ سے مراد یا تو وحی ہے یا دین ہے جس کا صحیح ہونا معلوم ہو چکا۔
ترجمہ ہوگا۔ اگر آپ چلے ان کی خواہشوں پر بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم تو آپ کے لئے نہ کوئی حمایتی ہے کہ اللہ سے بچالے اور نہ کوئی مددگار۔

۱۲۱:۲- الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ اُوَلٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهٖ فَاُوَلٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ :

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ اور جو اس کی یہ ہے کہ يَتْلُوْنَہ۔ تِلَاوَتِہ۔ بِہ۔ بِہ۔ میں علماء نے ہ کے مرجع کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ اگرچہ آیت کے اصل مطلب میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے یہاں اَلْكِتَاب سے مراد توراہ و انجیل لیا ہے اور اس کو ہ کے مرجع اختیار کیا ہے صاحب تفسیر القرآن کی مطابقت میں اور بعض نے الكتاب سے مراد الْقُرْآن لیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ مَوْسُوْلًا اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ صِلٰہ۔ حَقَّ۔ مصدر کی طرف اضافت کی وجہ سے منصوب ہے۔ اُوَلٰٓئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو کتاب دی گئی اور جسے وہ پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے اور دوسرے اُوَلٰٓئِكَ کا مشار الیہ مَنْ يَكْفُرُ بِهٖ ہے جو اس کتاب کے کفر کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تفسیر القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو سچے دل سے توراہ و انجیل کو پڑھتے ہیں ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام پر ایمان لانے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔

الْخٰسِرُوْنَ ہ اسم فاعل جمع مذکر۔ نقصان اٹھانے والے۔ خسارہ پانے والے۔

۱۲۳:۲- اَتَّقُوا۔ امر کا سیغہ جمع مذکر حاضر، اِتَّقَاءُ (افتعال) مصدر سے وقتی مادہ۔ تم ڈرو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ يَوْمًا۔ موصوف ہے اور باقی سارا جملہ يَنْصُرُوْنَ تک اس کی صفت۔ موصوف صفت مل کر مفعول ہے اپنے فعل اَتَّقُوا کا۔ اسی لئے منصوب ہے۔

لَا يَجْزِيْ۔ مضارع منفی واحد مؤنث غائب۔ وہ بدلہ نہیں ہوگی۔ وہ کام نہ آئے گی۔ شَيْئًا۔ کچھ بھی۔ کوئی جان دوں گا جان کے کسی کام نہ آسکے گی۔

عَدَلٌ۔ عومض۔ معاوضہ، فدیہ۔ عدل۔ انصاف، برابر (اور نہ اس کی طرف سے کوئی معاوضہ یا فدیہ قبول ہوگا۔)

۲۴:۲ - اِذْ طَرَفَ زَيْنَانٌ هِيَ اس سے قبل فعل اَذْكُرُوا يَا اذْكُرُوْا محذوف ہے۔ تم یاد کرو جب۔ یا تو یا کر جب۔

اِبْتِلٰی ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس نے آزمایا۔ اس نے امتحان لیا۔ اِبْتِلَاءٌ (افتعال) مصدر سے ابتلاء کے دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی لیاقت اور صلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کی لیاقت و صلاحیت کا تو ممتحن کو پوری طرح علم ہو مگر اوروں کی نظر میں اس کی حالت کا پیش کرنا منظور ہو کہ وہ کس قابلیت و صلاحیت کا مالک ہے۔ قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں۔

اِبْتِلَاءٌ کے اصل معنی کسی امر شاق کی تکلیف دینے کے ہیں۔ یہ بِلَاءٌ (ب ل و ب ل ی حروف مادہ) سے مشتق ہے۔ تکلیف دینا آزمائش کو مستلزم ہے۔ اِبْرَاهِمَ مفعول۔ رَبُّهُ مضاف مضاف الیہ ل کر فاعل۔

بِكَلِمَاتٍ - باء حرف جار۔ کَلِمَاتٍ مجرور۔ کَلِمَةٌ واحد۔ کَلِمَةٌ کا صحیح ترجمہ بات ہے۔ بات قول کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے میری بات سنو۔ اور فعل کو بھی۔ قرآن مجید میں متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً دعائیہ کلمات جیسے فَتَلَقَىٰ اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ کلمات (۲: ۳۷) پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔ اور وہ کلمات وہ دعائیہ کلمات ہیں جو سَابِقًا ظَلَمْنَا وغیرہ ہیں۔ باتیں جیسے آیت ہذا۔ جب پروردگار نے چند باتوں میں حضرت ابراہیم کی آزمائش کی۔ حضرت عیسیٰ کا مراد ہونا۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِخَيْرٍ مُّصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (۳۹: ۳۱) بے شک خدا تمہیں بخیر کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض یعنی عیسیٰ کی تصدیق کریں گے۔ بعض نے کلمہ سے مراد کلمہ توحید۔ قرآن مجید لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

فَاتَمَّتْ - فاء عاطفہ ہے اَتَمَّ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اَتَمَّ (افعال) مصدر اس نے پورا کر دیا هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کَلِمَاتٍ کے لئے ہے۔ ان کو۔

فَاذْكُرْ - وہ کلمات باتیں، کیا تھے؟ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا گیا۔ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ چند ایک باتیں یہ ہیں۔ ستارے۔ چاند۔ سورج کو بغور دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنا کہ پروردگار ہمیشہ رہنے والا ہے ان چیزوں کی طرح زوال پذیر نہیں۔ آتش نمرود میں صبر کرنا۔ عرب کے بے آب و گیاہ ریگستان میں اپنی زوجہ اور ننھے سے بچے کو حکم الہی کی بجا آوری میں۔ چھوڑانا۔ خداوند تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے میں تامل نہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ صاحب تفسیر مظہری ہیں کہ کلمات سے مراد تمام اوامر و نواہی ہیں۔

قَالَ - اِیْ قَالَ اللّٰهُ -

جَاعِلُكَ - مضاف مضاف الیہ۔ تجھ کو بنانے والا۔ تجھ کو کرنے والا۔

اِمَامًا۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ برونن فِعَالٌ اسم ہے بمعنی مَنْ يَتَّقُكُمْ بِهِ کے جس کی پیروی کی جائے
اِسْتِمَامٌ۔ اِفْتِعَالٌ۔ مصدر سے۔ اَمَّ يَمُّمٌ دباب نصص اَمٌّ۔ مصدر۔ بمعنی اقتدا کرنا۔

اَلِاِمَامُ۔ وہ ہے جس کی اقتدار کی جائے خواہ وہ انسان ہو۔ یا اس کے قول و فعل کی اقتدار کی جائے۔ یا کتاب وغیرہ
ہو اور خواہ وہ شخص جس کی پیروی کی جائے حق پر ہو یا باطل پر۔ مذکورہ نوشتہ دونوں پر آتا ہے۔ اِمَامَةٌ کی جمع
اِئِمَّةٌ ہے جیسے کِنَانٌ کی جمع اِكِنَّةٌ (پرے۔ غلاف) ہے۔

قرآن مجید میں اور جگہ ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ اَخْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُّبِينٍ (۱۲: ۳۶) ہر چیز کو ہم نے روشن
کتاب میں لکھ رکھا ہے۔ اس کی تفسیر میں بعض نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف اشارہ ہے۔
قَالَ۔ اِی قَالَ اِبْرَاهِيْمَ۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ وَاَوْعَاطِفِهٖ مِنْ تَبْعِيْهِ ذُرِّيَّتِيْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ جملہ کا عطف جَاعِلُكَ کے
کاف پر ہے۔ اِی وَاَوْعَاطِفُهٗ مِنْ تَبْعِيْهِ اور کیا میری اولاد میں سے بھی بعض کو امام بنانے والا ہے۔
ذُرِّيَّةٌ۔ ذُرٌّ سے ہے جس کے معنی بکیر نے کے ہیں۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا نام ذُرِّيَّةٌ ہے۔
مگر عرف عام میں چھوٹی اور بڑی سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اصل میں یہ جمع ہے مگر واحد اور
جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے۔

قَالَ۔ اِی قَالَ اللّٰهُ۔

لَا يَنَالُ۔ مَضَاعِعٌ منفی واحد مذکر غائب نِيْلٌ باب سَمِعَ۔ مصدر۔ نہیں پائے گا۔ نہیں پہنچے گا۔
عَهْدِيْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ میرا عہد۔ میرا وعدہ۔

(۱۲۵: ۲)۔ وَاِذْ۔ اِی وَاِذْ ذُكِّرْتُمْ۔ یاد کرو جب (ملاحظہ ہو ۲: ۱۲۴)

اَلْبَيْتِ۔ اس سے یہ اذخانہ کعبہ ہے اگرچہ بیت عام ہے جیسے اَلنَّجْمِ کا اطلاق ثریا پر اکثر آتا ہے
مَثَابَةً۔ یہ جَعَلْنَا کا مفعول ثانی ہے مَثَابَةً۔ طرف مکان ہے لوگوں کے لوٹنے کی جگہ۔ اس کا مادہ ثَوَّبٌ ہے جس کا
معنی اصل حالت کی طرف لوٹنا۔ یا کسی کام کی اصلی غرض کی طرف لوٹنا ہے جو غرض پہلے سوچ لی گئی ہو۔ آغاز عمل انجام
فکر ہوتا ہے اور آخر عمل اول فکر یعنی آدمی پہلے سوچتا ہے۔ جب سوچ چکنا ہے تو کام شروع کرتا ہے۔ کام ختم ہو جاتا
ہے تو سوچی ہوئی غرض کا حصول سامنے آ جاتا ہے اور عمل نتیجہ سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ بس اسی سوچی ہوئی غرض کے
ظہور فعلی کی طرف لوٹنے کو ثَوَّبٌ کہتے ہیں اور نتیجہ کو ثواب یا مَثَابَةٌ کہا جاتا ہے۔ کعبہ کی تعمیر اور حکم تعمیر سے پہلے
مقرر کر لیا گیا تھا کہ لوگ اس کو مرکز عبادت بنائیں اس کی طرف رُخ کریں وہاں جمع ہوں اس لئے کعبہ مَثَابَةٌ
اور جاتے رُجوع ہو گیا۔ اسی طرح سوت کا تنے کی اصل غرض کپڑا بنانا اور کپڑا حاصل کرنا ہوتی ہے اس لئے
کپڑے کو ثَوَّبٌ کہتے ہیں اسی طرح نتیجہ عمل کو ثواب (جزا و سزا) کہتے ہیں

اَمَّنًا۔ بمعنی باعث یا بابتے امن۔ بے خوفی، دلجمعی۔ اس کا عطف مَثَابَةً پر ہے مصدر ہے۔ مبالغہ کے لئے لایا گیا
اِخْتَذُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِخْتَذُوا اِذْتَعَالُ مصدر۔ تم اختیار کرو۔ بنا لو۔ اس سے پہلے قَدْ نَا مقدرہ ہے
ہم نے کہا۔ ہم نے حکم دیا یہاں مخاطبین الناس ہیں)

مُصَلَّى۔ ظرف مکان۔ تَصْلِيَةٌ تَفْعِيل، مصدر۔ صلوٰۃ کی جگہ۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔ ترجمہ ہوگا اور ہم نے کہا کہ ابراہیم
کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنا لو۔ (یعنی طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا)

مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کرتے رہے۔ مقام ابراہیم
اگرچہ حدود کعبہ میں ایک مختص مقام کا نام ہے لیکن یہاں مراد کعبہ کی ساری حدود ہیں۔

عَهْدًا نَائِلِي۔ ماضی کا صیغہ جمع منکلم عَهْدًا د بَابِ سَمِعَ اِلٰی کے صلہ کے ساتھ بمعنی کسی کے ساتھ معاہدہ
کرنا۔ کوئی شرط عائد کرنا۔ کسی چیز کا کرنا۔ لازم قرار دینا۔ کسی کام کو کسی کے ذمہ لگانا ہے۔

یہاں ترجمہ ہوگا۔ ہم نے ابراہیم واسمعیل علیہ السلام کے ذمہ لگایا۔

اَنْ طَهَّرَا بَيْتِي۔ اَنْ مصدر یہ طَهَّرَا امر کا صیغہ ثنیہ مذکر حاضر۔ تَطَهَّرُوا تَفْعِيلُ مصدر سے تم دونوں
پاک رکھو یعنی معاصی اور ناجائز افعال کے ارتکاب سے میرے گھر کو پاک رکھو۔

بَيْتِي۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول طَهَّرَا کا۔ اور مراد اس سے خانہ کعبہ ہے

لِلطَّائِفِينَ۔ لام حرف جار۔ الطَّائِفِينَ اسم فاعل جمع مذکر۔ الطَّائِفُ واحد طَوَّفَ مصدر باب فَعَّلَ کسی چیز کے
گرد چکر کاٹنا۔ چکر کاٹنے والے۔ پھیرے لینے والے۔ طواف کرنے والے۔ مجازاً و سوسہ اور خطرہ کو بھی طائف کہتے ہیں
یہ مجبور ہے اپنے جار کا۔ طواف کرنے والوں کے لئے۔

وَالْعَاكِفِينَ وَاذْعَاطِفَ۔ الْعَاكِفِينَ اسم فاعل جمع مذکر۔ عَاكِفٌ واحد عَكَوْفٌ (باب صَرَبَ) مصدر سے
جس کے معنی تعظیماً کسی چیز پر متوجہ ہونا۔ اور اس سے والبتہ رہنا۔ عَاكِفٌ مجاور۔ اگک بیٹھنے والا۔ جم کر بیٹھنے والا

اعتکاف کرنے والا۔ اعتکاف شرع میں عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کو کہتے ہیں۔
اور معتکف وہ شخص ہے جو عبادت کی نیت سے مسجد ہی میں رہے اور باہر نہ نکلے۔ سوائے ضرورت شرعی کے

قرآن مجید میں ہے وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (۲: ۸۱) جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو۔
یا اور جگہ آیا ہے يَعْكُفُونَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَهُمْ۔ (۱۳۸: ۷) یہ اپنے بتوں کی عبادت کے لئے بیٹھے رہتے ہیں

یا محض روکے رکھنے کے لئے ہے وَالْهُدٰى مَعَكُوْفًا۔ (۲۸: ۲۸) اور قربانی کے جانور کو روک دیئے گئے ہیں۔ اس
کا عطف الطَّائِفِينَ پر ہے۔

وَالرَّكْعِ السُّجُوْدِ۔ وَاذْعَاطِفَ۔ الرَّكْعِ اسم فاعل جمع مذکر رَاكِعٌ واحد رَكَعٌ (باب فَتَحَ) مصدر جھکنے
والے۔ رکوع کرنے کرنے والے۔ رکوع کے اصل معنی انحناء یعنی جھک جانے کے ہیں۔ اور نماز میں خاص

شکل میں جھکنے پر بوا جاتا ہے۔

السُّجُودِ جمع ہے سَاجِدٌ کی۔ سجدہ کرنے والے یہ سَجَدَ يَسْجُدُ (باب نَصَد) کا مصدر بھی ہے جس کا مطلب۔ سجدہ کرنا۔ سر زمین پر رکھنا۔ فروتنی کرنا ہے۔ کبھی سجد کی تعبیر نماز سے بھی کی جاتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے وَادِّبَارِ السُّجُودِ۔ (۴۰: ۵۰) اور نماز کے پیچھے۔

وَالرُّكُوعِ السُّجُودِ۔ اور نماز پڑھنے والوں کے لئے۔ ان کا عطف بھی الطَّائِفِينَ پر ہے۔
أَنْ طَهَّرَا... الخ میں أَنْ مفسرہ بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عہد یعنی قول ہے اور یہ عہدْنَا کی تفسیر ہے۔
۲: ۱۲۱ - وَادِّبَارِ السُّجُودِ ملاحظہ ہو ۲: ۱۲۴۔ اور یاد کرو جب۔

رَبِّ۔ اصل میں يَارَبِّي تھا۔ یا حرف ندا، محذوف ہے۔ ادری ضمیر متکلم کو تخفیفاً گرا دیا گیا۔ اے میرے رب اجْعَلْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر غائب جَعَلَ (باب فَتَح) مصدر۔ تو کرے۔ تو بناے۔ اسی صَيَّرَ تو بناے ہذا۔ یعنی کعبہ اور اس کے ارد گرد کی وادی۔ جیسا کہ اور جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔ (۳۴: ۱۴)
اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد وادی (دکنہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس لاسائی ہے۔ یہ مفعول اول ہے اجْعَلْ کا۔

بَلَدًا آمِنًا۔ بَلَدًا (شہر) مفعول ثانی۔ موصوف۔ آمِنًا۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ آمِنٌ سے امن والا پُر امن۔ صفت۔ یہ سارا جملہ رَبِّ اجْعَلْ..... الخ معطوف علیہ۔ وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ یہ جملہ معطوف ہے۔ اس کا عطف جملہ سابقہ پر ہے
أَهْلَهُ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فعل اَرْزُقْ کا۔ ؤہ ضمیر کا مرجع بَلَدًا ہے۔ مِنَ الثَّمَرَاتِ متعلق فعل ہے اور مَنْ آمَنَ..... الْيَوْمِ الْآخِرِ بدل بعض ہے أَهْلَهُ

مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ میں مَنْ موصولہ ہے اور باقی جملہ اس کا صلہ ترجمہ۔ اور اس شہر کے باشندوں میں سے جو ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اس کو میوں کی روزی عطا کرے۔

قَالَ۔ اِی قَالَ اللّٰهُ۔

مَنْ كَفَرَ۔ مَنْ موصولہ اور كَفَرَ فعل اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے اپنے موصول کا۔ اور یہ موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا متضمن بمعنی شرط ہے۔ اور جو کفر کرے گا۔

فَأَمْتَعَهُ قَلِيلًا۔ فَ جواب شرط کے لئے ہے۔ اَمْتَعُ مضارع واحد متکلم۔ ؤہ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جو مَنْ كَفَرَ کی طرف راجع ہے۔ میں اس کو بھی کچھ نفع پہنچاؤں گا۔ کچھ متاع زندگی دوں گا۔

یہ تَمْتِيعُ (تفعیل) مصدر سے ہے بمعنی تھوڑا بہت مال و اسباب زندگی کے لئے دینا۔
 حمد جواب شرط ہے ذَلِيلًا صفت ہے جس کا موصوف ذَمَانًا محذوف ہے۔ ای زمانا قلیلًا۔
 تھوڑے عرصہ کے لئے۔ چند دنوں کے لئے۔

أَضْطَرُّوْا۔ اَضْطَرُّ مَضارع واحد متکلم۔ اِضْطِرَارٌ (اِفْتِحَالٌ) مصدر سے۔ جس کے معنی کسی کو ضرر رساں
 چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ اس مجبوری کی دو صورتیں ہیں۔ را، ایک یہ کہ وہ مجبوری کسی خارجی سبب کی بناء پر ہو
 جیسے آیت ہذا میں (پھر میں اس کو عذاب دوزخ کے بھگتے کے لئے مجبور کر دوں گا۔ یعنی مجبوراً دھکیل دوں گا)
 (۲) دوسرے یہ کہ وہ مجبوری کسی داخلی سبب کی بناء پر ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) کسی ایسے جذبہ کے تحت
 وہ کام کرے جسے نہ کرنے سے اسے ہلاک ہونے کا خوف نہ ہو۔ مثلاً شراب نوشی یا قمار بازی کی خواہش سے
 مغلوب ہو کر ان کا ارتکاب کرے۔

(ب) کسی ایسی مجبوری کے تحت ارتکاب کرے جس کے نہ کرنے سے جان کا خطرہ ہو مثلاً قرآن مجید میں
 ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكَ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِیْرِ وَمَا اَهْلًا بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ نَمَتِ
 اَضْطَرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَ لَا عَادٍ فَلَا اِنَّہٗ عَلَیْہِ (۲: ۱۷۳)۔ تحقیق اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا
 گوشت اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ ہاں جو ناپارہو جائے (بشرطیکہ خدا
 کی نافرمانی نہ کرے۔ اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں۔
 لفظ ضرورت بھی اسی مادہ ض ر س سے مشتق ہے۔

بِئْسَ۔ بُرّا ہے فعل ذم ہے۔ اس کی گردان نہیں آتی۔ بِئْسَ اصل میں بِئْسَ تھا بروزن فِعْلٌ (باب سَمِعَ)
 عین کلمہ کی اتباع میں اس کے فاء کلمہ کو کسرہ دیا گیا۔ پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر دیا گیا بِئْسَ ہو گیا
 الْمَصِیْرُ۔ اسم ظرف مکان صَیْرٌ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ اقرار گاہ۔ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ ای وَبِئْسَ
 الْمَكَانُ الَّذِیْ یَصِیْرُ اِلَیْہِ الْكَافِرُ۔ بُرّا ہے وہ مکان (ٹھکانا) جس کی طرف کافر لوٹے گا۔ مراد عذاب
 دوزخ ہے۔

۲: ۱۷۴۔ یَرْفَعُ۔ مضارع (بمعنی حکایت حال ماضی یعنی وہ فعل مضارع جو کسی گذشتہ بات کو بیان کرنے
 کے لئے فعل ماضی کی بجائے استعمال کیا جائے) صیغہ واحد مذکر۔ غائب۔ رَفَعٌ۔ باب فَعَّحَ۔ مصدر سے
 وہ اٹھا رہا تھا۔ وہ بلند کر رہا تھا۔

اَلْقَوَاعِدُ۔ جمع اس کی واحد دو طرح سے ہے۔

(۱) اَلْقَوَاعِدُ۔ جس کے معنی بنیاد ہے۔ دیوار کا وہ حصہ جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اَلْقَوَاعِدُ
 بنیادیں۔ جیسا کہ آیت ہذا میں مستعمل ہے۔

الْفَأْعِدُ۔ وہ عمر رسیدہ عورت جو حمل اور حیض کے قابل نہ رہی ہو۔ یہاں تاہ تاہینث لانے کی ضرورت نہیں جو صفات عورتوں کے لئے مخصوص ہیں ان میں تاہ تاہینث ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مرد سے اشتباہ ہی نہیں ہوتا جو تاہ تاہینث ذکر کر کے رفع اشتباہ کیا جائے۔ اس معنی میں قرآن مجید میں ہے۔ وَالْفَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا (۶۰: ۲۴) اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی۔

وَأَسْمَعِيلُ۔ واؤ عاطفہ ہے اور اسمعیل معطوف ہے۔ اس کا عطف ابواہم پر ہے البیت۔ سے مراد کعبہ ہے۔ اور جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔ رَبَّنَا... الخ سے قبل عبارت مقدر ہے تقدیر کلام یوں ہے۔ قَائِلِينَ (یہ کہتے ہوئے) رَبَّنَا... الخ یہ جملہ ابراہیم واسمعیل سے حال ہے۔

ترجمہ :- جب (حضرت) ابراہیم واسمعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔ دونوں دعا کئے جاتے تھے (یا کہہ رہے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما۔ تَقَبَّلْ مِنَّا کے بعد طَاعَتْنَا بِإِيَّاكَ محذوف ہے۔

تَقَبَّلُ۔ فعل امر واحد مذکر حاضر۔ تَقَبَّلُ (تَفَعَّلُ) مصدر سے۔
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ یہ علت ہے قبول کر لینے کی۔ استدعا کے لئے (کیونکہ) بے شک تو ہی سمیع علیم
۱۲۸: ۲۔ رَبَّنَا... أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ یہ دعا ہے جو کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا سے شروع ہوئی تھی۔

مُسْلِمَاتٍ۔ اسم فاعل تشبیہ مذکر مُسْلِمٌ واحد۔ دو فرمانبردار مسلمان۔
مُسْلِمَاتٍ۔ اسم فاعل واحد مؤنث مُسْلِمَاتٌ جمع۔ فرمانبردار مسلمان۔
اور ہماری اولاد (یا نسل) میں سے بھی ایک گروہ اپنا فرمانبردار بناتے رہیں۔
أَرِنَا۔ آری۔ فعل امر واحد مذکر حاضر۔ إِرَاءَةٌ۔ (افعال) مصدر سے سہی مادہ۔ نَا ضمیر مفعول جمع متکلم تو ہمیں دکھا۔

مَنَا سَكْنَا۔ اسم ظرف مَنَسِكٌ کی جمع مَضَافٌ نَا ضمیر جمع متکلم مَضَافٌ الیہ۔ مَضَافٌ مَضَافٌ الیہ مل کر مفعول ثانی آری کا۔ ہمارے حج اور عبادت کے طریقے۔

نَسِكٌ عِبَادَتٍ۔ پرستش۔ نُسُكٌ قُرْبَانِي نَاسِكٌ عَابِدٌ۔ دین کے راہ پر چلنے والا۔ مَنَسِكٌ قُرْبَانِي کی جگہ۔ دین کا راستہ۔ عِبَادَتٍ کا طریقہ۔ حج کا طریقہ۔

تُبُّ۔ فعل امر۔ واحد مذکر حاضر۔ تَوْبَةٌ۔ (باب نَصْر) مصدر۔ تو معاف کر۔ تُوْبٌ قبول کر۔
تَابَ يَتُوبُ۔ اگر ای کے صلہ کے ساتھ آئے تو بمعنی بندے کا توبہ کرنا۔ معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا،
اور جب علی کے ساتھ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی توبہ قبول کرنے اور رحم کے ساتھ متوجہ ہونے کے

معنی ہر تے ہیں۔ ثُبَّ عَلَيْنَا۔ ہمارے حال پر رحم کے ساتھ توجہ فرما۔

التَّوَابُ - برزخ فَعَالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اغت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے دونوں کو تَوَابٌ کہا جاتا ہے۔ جب بندہ کی صفت میں آئے تو اس کے معنی کثرت سے توبہ کرنے والے بندہ کے ہوں گے۔ اور جب اللہ کی صفت میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی کثرت سے۔ مسلسل۔ بار بار بندوں کی توبہ قبول کرنے کے ہیں۔

۱۲۹:۲ - اِئْتِ امْرَاً صَیْفًا وَاحِدًا مَذْكَرًا حَاضِرًا - بَعَثُ (باب فتح) مصدر بمعنی بھیجنا۔ توبہ بھیج۔ اسی باب سے بمعنی مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔ یا کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا بھی آتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ (۵۶:۲) پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سر نو زندہ کیا۔ یہاں اس آیت میں بمعنی بھیج آیا ہے۔

فِيهِمْ اَوْر مِنْهُمْ میں ہم ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع یا اُمَّةٌ مَسْلُومَةٌ ہے یا الذَّرِيَّةُ - الذَّرِيَّةُ زِيَاٌ مناسب ہے۔

رَسُوْلًا - مفعول ہے فعل اِئْتِ کا۔ اور يَتْلُوْا - يُعَلِّمُهُمْ - يُزَكِّيْهِمْ يَرِي سَب رَسُوْلًا کی صفت واقع ہوتے ہیں۔

يَتْلُوْا - مضارع واحد مذکر غائب - تِلَادَةٌ (باب نصر) مصدر۔ جو دان کو تیری آیات پڑھ کر سنایا کرے۔

وَيُعَلِّمُهُمْ اور ان کو (کتاب اور دانائی) سکھایا کرے۔

وَيُزَكِّيْهِمْ - يُزَكِّيْ - مضارع واحد مذکر غائب - تَزْكِيَةٌ (تَفْعِيلٌ)

اور (ان کے دلوں کو) پاک صاف کیا کرے۔

۱۳۰:۲ - مَنّ استفہامیہ انکاریہ ہے۔

يَرْزُقُكَ - مضارع واحد مذکر غائب - عَنّ کے صلہ کے ساتھ بمعنی روگردانی کرنا۔ منہ پھیرنا۔ اور اِلٰی

کے صلہ کے ساتھ بمعنی عاجزی و انکساری سے مانگنا۔ التجا کرنا۔

رَغَبٌ (باب سَمِعَ) مصدر۔ اول الذکر کی مثال۔ آیت ہذا۔ کون روگردانی کر سکتا ہے۔ یعنی کوئی روگردانی

نہیں کر سکتا۔ مؤخر الذکر کی مثال۔ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ (۹۴-۸) اور اپنے رب کی طرف عاجزی سے

متوجہ ہو جایا کرو۔

اِلَّا - حرف استثناء مگر۔

مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ - مَنْ موصول۔ سَفِهَ - فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب سَفِهَ (باب سَمِعَ)

اس نے بیوقوفی پر آمادہ کیا۔ نَفْسَهُ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول سَفِهَ کا۔ مَنْ سَفِهَ

نَفْسَهُ جس نے اپنے نفس کو نادانی یا بے وقوفی پر آمادہ کیا۔ یا اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ اپنے آپ کو احمق بنایا۔

لَقَدْ - لام تاکید اور قَدْ تحقیق کے لئے ہے جب ماضی پر داخل ہو۔

إِصْطَفَيْنَاكَ - إِصْطَفَيْنَا - ماضی جمع متکلم - إِصْطَفَاءٌ (افتعال) مصدر - بمعنی صاف اور خالص چیز لے لینا۔ جیسے إِخْتِيَارٌ - کے معنی بہتر چیز لے لینا۔ اور إِجْتِبَاءٌ کے معنی عمدہ چیز منتخب کر لینا۔ ہے۔ کا ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جس کا مرجع ابْرَاهِيمَ ہے۔ ہم نے اس کو منتخب کر لیا۔

۲: ۱۳۱ - ۲ اسْلِمَ - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اسْلَامٌ (افعال) مصدر سے۔ تو حکم برداری کر شریعت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ ۱، ایک وہ جس سے انسان کی جان و مال محفوظ ہو جاتے۔ یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ دل سے اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے۔ اس معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے۔ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ يَمُنُوا وَلَكِنْ قَالُوا سَلَّمْنَا (۱۴: ۲۹) کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لاتے۔ تو کہہ کہ تم ایمان نہیں لاتے۔ پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے۔ (۲) دوسرے وہ کہ زبان کے اعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اعتقاد ہو۔ عمل سے پورا کرے۔ اور قضاءِ قدرِ الہی کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ آیت ہذا (۱۳۱: ۲) میں یہی اسلام مراد ہے۔

۲: ۱۳۲ وَوَصَّيْنَا بَهَا - وَوَصَّيْنَا ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ تَوْصِيَةٌ (تفعیل) مصدر سے۔ بَاءٌ تعدیہ کے لئے ہے۔ ہَا ضمیر واحد مؤنث کا مرجع یا ملة (۱۳۰: ۲) ہے یا حضرت ابراہیم کا وہ فعل ہے جو انہوں نے خدا کے حکم اسْلِمَ کے جواب میں اسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ کہہ کر تعمیل حکم ربانی کی۔ اور اسی دین (ملت) کی اس نے وصیت کی۔ کسی واقعہ کے پیش آنے سے قبل کسی کو ناصحانہ انداز میں ہدایت کرنے کو وصیت کہتے ہیں۔

بَيْنِهِ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول وَوَصَّيْنَا بَهَا کا۔ بَيْنِي اصل میں بَيْنَيْنِ تھا۔ (بجالت نصب) (بَنُونَ جمع ابْنُ کی) تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون جمع ساقط ہو گیا۔ اپنے بیٹوں کو۔ وَكَعْقُوبٌ - داؤ عاطفہ۔ يَعْقُوبٌ معطوف ہے اِبْرَاهِيمَ پر۔ اور یعقوب نے بھی۔

یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی نصیحت کی تھی۔

يَلْبَسِي - یا حرف نداء بِنِي - مضاف مضاف الیہ مل کر منادی - بِنِي اصل میں بَيْنَيْنِ تھا۔ (بَنُونَ کی حالت نصب)۔ کیونکہ یہ مضاف ہے اور اگر منادی مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے م یاء متکلم کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے نون جمع ساقط ہو گیا۔ اور اب دو یاء جمع ہوئیں۔ یاء کو یاء میں

مدغم کیا۔ بِنِيَّ ہو گیا۔ اے میرے بیٹو۔

إِصْطَفَىٰ مَاضِي وَاحِدٌ نَذْرٌ غَائِبٌ. إِصْطَفَاءٌ (اِفْتَعَالٌ) مصدر۔ اس نے چن لیا۔ نیز ملاحظہ ہو۔
(۱۳۰:۲) إِصْطَفَيْتَهُ کے محاذ۔

الدِّينَ سے مراد دین اسلام ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ
بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

لَا تَمُوْتُنَّ۔ فعل نہی جمع نذکر حاضر، تاکید بانون ثقیلہ۔ تم نہ مرو موت سے
وَأَمْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ جملہ حالیہ ہے۔ فلا تَمُوْتُنَّ سے۔ سو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو
۱۳۳:۲۔ اَمْ۔ منقطعہ ہے۔ یہاں اضراب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس معنی کے ساتھ
ساتھ استفہام انکاری کے معنی کو بھی شامل ہے۔ مطلب یہ کہ حقیقت یہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو:-

مَا مَاتَ بَنِي اِلٰهِي الْيَهُودِيَّةِ وَغَيْرِہ۔ بلکہ حقیقت تو وہ ہے جو آگے بیان ہو رہی ہے اور
تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آپہنچی۔ نیز ملاحظہ ہو (۹:۱۸)
شَهِدَاءَ۔ شَهِيدٌ کی جمع ہے۔ شہید شرع میں وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو
شَهِيدٌ بِرُوزِنٍ قَبِيْلٌ بِمَعْنَى فَاعِلٌ ہے۔ یعنی۔ شَهِيدٌ۔ مشاہدہ کرنے والا۔ گواہ۔ وہ شخص جو جائے
وقوعہ پر موجود ہو اور مشاہدہ کرنے والا ہو۔ شَهِدَاءَ۔ اس کی جمع۔ موقعہ پر موجود لوگ۔ موقعہ مشاہدہ
کرنے والے لوگ۔ گواہ (جمع) اَذْ كُنْتُمْ شَهِدَاءَ۔ کیا تم موجود تھے۔ (استفہام انکاری ہے) یعنی
تم اس وقت موجود نہ تھے۔

اِذْ حَضَرَ۔ میں اِذْ ظرف زمان ہے۔ جب حاضر آہوئی۔ جب قریب آگئی۔

اِذْ قَالَ۔ اِذْ حَضَرَ سے بدل ہے۔ جس وقت (اس نے) کہا۔ یا جس وقت اس نے پوچھا۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مَا بِمَعْنَى مَنْ استفہامیہ ہے۔ تم کس کی عبادت کرو گے؟

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ بدل ہے اَبَاءَ سے یعنی آپ کے بزرگ اجداد ابراہیم و اسماعیل
واِسْحٰقَ۔ وعلیہم السلام

اِلٰهًا وَاِحِدًا۔ موصوف، صفت مل کر بدل ہے۔ اِلٰهًا اور اِلٰهًا اَبَائِكَ میں اِلٰهًا کا۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُونَ اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یہ جملہ حال ہے فاعل تَعْبُدُ سے۔

یا یہ جملہ معطوف ہے جس کا عطف جملہ سابقہ تَعْبُدُ اِلٰهًا... الخ پر ہے۔

۱۳۴:۲۔ تِلْكَ اُمَّةٌ۔ اسم اشارہ بعید واحد مؤنث۔ اس کا اشارہ حضرت ابراہیم اور ان کی

اولاد کی طرف ہے۔ اُمَّةٌ۔ جماعت۔ اُمَّتٌ۔ ہر وہ جماعت جس میں کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو

اسے امت کہا جاتا ہے خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت پر ہو یا جغرافیائی یا عصری وحدت کی وجہ سے ہو۔
 اَمَّا يَسْتَمُّ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قصد کرنا۔ اَمَّا بِمَعْنَى مَقْصُودٍ هُوَ۔ جماعت کو امت اس لئے
 کہنے لگے۔ کہ جس طرف جماعت ہوتی ہے لوگ اسی کا قصد کرتے ہیں (مظہری) نیز ملاحظہ ہو ۲: ۱۲۴۔ لفظ
 اِمَامًا کے محاذ۔

كَسَبَتْ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ اس نے کمایا۔ اچھایا بڑا کوئی کام کیا۔

لَهَا۔ لَكُمْ۔ میں لام منفعت کے لئے ہے یعنی اس اچھے یا بُرے کام کی جزا و سزا اس کے کرنے
 والے کے لئے ہے۔

لَا تَسْأَلُونَ۔ مضارع منفی مجہول۔ جمع مذکر حاضر، تم سوال نہیں کئے جاؤ گے۔ تم سے سوال نہیں
 ہوگا۔ تم سے پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔

عَمَّا۔ مرکب ہے عَنْ حرف جار اور مَا موصول سے۔

كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے مَا موصول کا۔

۲: ۱۳۵۔ قَالُوا۟۔ ضمیر فاعل جمع مذکر غائب۔ اہل کتاب کے لئے ہے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔

كُونُوا۟۔ امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، کون کون مصدر۔ باب نَصَرَ۔ مصدر تم ہو جاؤ۔

تَهْتَدُوا۟۔ مضارع مجزوم جمع مذکر حاضر۔ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے تو ہدایت پاؤ گے۔
 راہ راست پر آ جاؤ گے۔

قُلْ۔ اے قُلُوبِ يَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو کہہ دیجئے۔

بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

بَلْ۔ بلکہ۔ مِلَّة۔ دین۔ مذہب۔ مضاف۔ اِبْرَاهِيمَ مضاف الیہ۔ حَنِيفًا۔ حال۔ مضاف الیہ۔

اِبْرَاهِيمَ کا۔ حَنِيفٌ بروزن فَعِيلٌ۔ صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہِ حق پکڑے اور

باقی سب باطل راہیں چھوڑ دے۔ حنیف کہلاتا ہے۔ المفردات میں ہے۔ اَلْحَنِيفُ کے معنی گمراہی

سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس کے مقابل جَنَفٌ ہے جس کے معنی استقامت

سے گمراہی کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ جملہ کی تقدیر یوں ہے بَلْ تَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

یہ نہیں جیسا تم کہتے ہو بلکہ ہم اختیار کئے ہوئے ہیں دین ابراہیم جو تمام باطل راہیں چھوڑ کر ایک راہ

حق پر چمے ہوئے تھے۔

بَلْ۔ بَلْ کی دو صورتیں ہیں۔

۱، اگر اس کے بعد کوئی مفرد کلمہ آئے تو اس واسطے یہ بطور حرفِ عطف استعمال ہوگا۔ قرآن مجید میں

یہ اس طرح استعمال نہیں ہوا۔

(۲) جب اس کے بعد کوئی جملہ آئے تو یہ حرف اضراب ہے (لفظی معنی روگردانی کرنا) اس صورت میں یہ ماقبل سے اعراض کے لئے آتا ہے اور تدارک یعنی اصلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تدارک کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ مابعد ماقبل کا منقض (منضاد) ہو۔ لیکن اس صورت میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مابعد کے حکم کی تصحیح سے ماقبل کا ابطال مقصود ہوتا ہے جیسے اِذَا شَتَّىٰ عَلَيَّ اٰيَاتًا تَالِاَسَا طِيْرًا اَلَدَّلِيْنَ كَلَّا بَلْ اِنَّ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّآكَلًا لَّوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۳-۱۳-۱۲) جب ہماری آیات اس کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے جو برائیاں کمائی ہیں اس سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن مجید اگلوں کی کہانیاں نہیں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کے دل زنگ آلود ہیں۔ یہاں ان کے دلوں کی زنگ آلودگی کی تصحیح سے ان کے اس قول کا ابطال ہوا کہ قرآن مجید اگلوں کی کہانیاں ہے۔

(۲) اور کبھی مابعد کا ابطال اور ماقبل کی تصحیح مقصود ہوتی ہے۔ جیسے کہ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَآ اَبْتَلْنٰهُ سَابِقَةً فَالْكَرَمَةَ وَنَعْمَةً ۗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَكْرَمَ مَا ۗ اِذَا مَآ اَبْتَلْنٰهُ فَقَدَرًا عَلَيْهِ رِزْقًا ۗ فَيَقُوْلُ سَابِقَةً اِهَانَةً ۗ كَلَّا بَلْ لَّا تَكْرُمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۗ (۸۹-۱۵-۱۴) پس آدمی (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو وہ (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔ (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے.....

نآیت ۲۰۔ مطلب یہ ہے کہ رزق کی فراخی یا تنگی دربار الہی میں اکرام یا اہانت کی دلیل نہیں بلکہ یہ پروردگار کی طرف سے آزمائش ہے مگر یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور مال کو بیجا خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ مال کا بے جا صرف۔ یتیم و مسکین کی حق تلفی اور مال و جاہ کی بے جا حرص۔ یہ اسباب ذلت و اہانت ہیں۔ روزی کی تنگی یا کثرتش بذاتہ اہانت و ذلت و عزت نہیں۔

یہاں دوسرے امر کا ابطال منظور ہے۔ اور اول کی تصحیح یعنی آزمائش کا اثبات کیا جا رہا ہے۔ اور روزی کی تنگی یا کثرتش کی بنا پر عزت و اہانت کا ابطال ہو رہا ہے۔

(ب) دوسرے یہ کہ پہلے حکم کو برقرار رکھ کر اس کے مابعد کو اس حکم پر اور زیادہ کر دیا جائے مثلاً اُولٰٓئِكَ كَانَا لِنَعَامٍ بَلٰ هُمْ اَصْلًا ۗ (۷-۱۷۹) وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ یا۔ بَلٰ قَالُوْا اَضَعَاثُ اَحْلَامٍ بَلٰ اَفْتَرٰنٰهُ بَلٰ هُوَ شَاعِرٌ ۗ (۲۱: ۵) بلکہ انہوں نے کہا کہ (یہ

نرآن پریشان (باتیں ہیں جو خواب میں دیکھی) ہیں (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنایا ہے۔
(نہیں) بلکہ وہ شاعر ہے۔ (اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ خیالات کا نتیجہ ہے)

مطلب یہ کہ ایک تو قرآن کو پریشان خیالات کہتے ہیں۔ پھر مزید اسے افتراء بتاتے ہیں۔ اور اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ نعوذ باللہ آپ کو شاعر سمجھتے ہیں۔

قرآن حکیم میں بَلْ جہاں بھی آیا ہے انہی دونوں (ا۔ ب) معنی میں سے کسی ایک معنی میں استعمال ہوا ہے
۱۳۶:۲۔ اس آیت میں جہاں بھی ما آیا ہے وہ موصولہ ہے۔

قُولُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم کہو۔ اے قولوا ایہا المؤمنون لہؤلاء الیہود والنصارى
ای مؤمنو۔ ان یہود و نصاریٰ سے کہہ دو

وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا۔ اور جو نازل کیا گیا ہماری طرف یعنی قرآن۔

الذَّسْبَاطِ۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ سببط کی جمع ہے جس کے معنی پوتے، نواسے دونوں کے آتے
ہیں۔ مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ جب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا
جائے۔ تو اس سے مراد قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو۔

أُذُنِي۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ ایتساء (افعال) مصدر۔ وہ دیا گیا۔ اسے دیا گیا۔

بَيْنَ۔ درمیان۔ بیچ۔ جدائی۔ ملاپ۔ دو چیزوں کے درمیان اور بیچ کو بتانے کے لئے اس کی وضع عمل
میں آئی ہے۔ جیسے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا دَرْعًا (۱۸-۲۲) اور ہم نے رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی۔

بَيْنَ کا استعمال یا تو وہاں ہوتا ہے جہاں مسافت پائی جائے جیسے بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ دو شہروں

کے درمیان۔ یا جہاں دو یا دو سے زیادہ کا عدد موجود ہو۔ جیسے بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ دو آدمیوں کے درمیان

اور جس جگہ وعدت کے معنی ہوں اور وہاں بَيْنَ کی اضافت ہو تو تکرار ضروری ہے۔ مثلاً فَاجْعَلْ بَيْنَنَا

وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا (۲۰: ۵۸) پس ہمارے اور تیرے درمیان وعدہ ٹھہرائے۔ اور جب بَيْنَ کی اضافت

آئیدی (ہاتھوں) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں۔ مثلاً لَا تَتَيْنَهُمْ مِنْ

بَيْنِ آيِدِيهِمْ (۴: ۱۱) پھر میں آؤں گا ان کے سامنے سے۔

بَيْنَ أَحَدٍ۔ اگرچہ بَيْنَ ہمیشہ غیر واحد کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن چونکہ یہاں أَحَدٍ بمعنی فریق آیا ہے

اس لئے بَيْنَ کی اضافت أَحَدٍ کی طرف درست ہے۔

وَحَنَّ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ میں کا ضمیر واحد مذکر نائب اللہ کی طرف راجع ہے۔

۱۳۷: ۲۔ فَإِنِ امْتُوا بِمِثْلِ مَا امْتَمْتُمْ بِهِ۔ میں فَإِنِ شرطیہ ہے۔ ۲۔ امْتُوا فعل بافاعل بمثل

میں ب زائدہ اور تاکید کے لئے ہے۔ مِثْلٍ صفت ہے مصدر محذوف کی۔ اور مَا مصدر یہ ہے تقدیر

کلام یوں ہے۔ اِنْ اٰمَنُوْا اٰیْمَانًا مِّثْلَ اٰیْمَانِكُمْ اِگر وہ تمہارے ایمان کی طرح ایمان لے آویں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ لفظ مِثْلَ زائد ہو جیسا کہ کَبَسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (۲۲-۱۱) اس جیسی کوئی شئی نہیں۔ آیت کَ زائد ہے۔ جس سے مراد قرآن اور نبی ہے۔ اور یہ کی ضمیر اس کی طرف راجع ہے۔ تقدیر کا۔ اِنْ اٰمَنُوْا اٰیْمَانًا مِّثْلَ اٰیْمَانِكُمْ یعنی جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اگر اس پر یہ لوگ بھی ایمان لائیں تو راہِ پالیر پر عمل شرط ہے اور اگلا جملہ فَقَدْ اِهْتَدَوْا جوابِ شرط۔ ترجمہ ہو گا: تو یہ بھی ہدایت یاب ہو جائے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا وَاَوْ عَاطَفْنَا اِنْ شَرَطِيْهِ۔ تَوَلَّوْا ماضی جمع مذکر غائب تَوَلَّى (تَفَعَّلَ) مصدر۔ اِنْ تَوَلَّوْا نے پشت پھری۔ انہوں نے منہ موڑا۔ فعل با فاعل جملہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ جزائیہ ہے۔

= فَإِنَّمَا۔ میں ف جزائیہ ہے۔ إِنَّمَا کلمہ حصر ہے هُمْ فِي سِقَاتٍ جملہ اسمیہ ہو کر جزا را اپنی شرط = سِقَاتٍ۔ ضد۔ مخالفت۔ مقابلہ

الشَّقُّ شِكَافٌ كَوَيْتٌ فِي شَقَقْتُ بِبَضْفَيْنِ۔ میں نے اسے برابر دو ٹکڑوں میں کاٹ کرآن مجید میں ہے ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا (۲۶:۸۰) پھر ہم نے زمین کو چیرا پھاڑا۔ یا اِذْ اَلَكْنَا الْاَشْقَاتِ (۸۴:۱) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ الشَّقَاتُ وَالْمُشَاةُ (باب مفاعلة) مخالفت کہ صداوت رکنا۔ فَإِنَّمَا هُمْ فِي سِقَاتٍ۔ تو (سمجھ لو کہ) وہ تمہارے مخالف ہیں۔

= فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ۔ ف عاطف ہے سَي مَضارعٌ پر داخل ہو کر اس کو خالص مستقبل کے میں کر دیتا ہے۔ سو یہ استقبال کے لئے ہے۔ يَكْفِي مَضارعٌ واحد مذکر غائب كِفَايَةٌ (باب ضرب) سے۔ وہ کافی ہے۔ ك ضمير واحد مذکر حاضر مفعول اول يَكْفِي كَاهُ ضمير جمع مذکر غائب مفعول ثانی اللّٰهُ فاعل فعل يَكْفِي كَا۔ تمہارے لئے ان سے اللہ کافی ہے یعنی تمہاری طرف سے اللہ ان سے منہ لے گا۔ ان کے مقابلہ میں تمہاری پشت پتا ہی کرے گا۔

= السَّمِيْعُ۔ سَمِعٌ سے بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اسماء حسنیٰ میں سے ہے جب یہ تو تعالیٰ کی صفت میں واقع ہو تو اس کے معنی ہیں ایسی ذات جس کی سماعت ہر شے پر حاوی ہو۔

= الْعَلِيْمُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ خوب جاننے والا۔ قرآن مجید میں اس کا بیشتر استعمال خدا تعالیٰ کی صفت میں ہی ہوا ہے۔ کیونکہ اصل علم اُسی ہی کا ہے۔

= صِبْغَةَ اللّٰهِ۔ مضاف مضاف الیه۔ اللہ کا رنگ۔ صِبْغَةَ اسم مصدر ہے۔ رنگ کی ہیئت اور کیفیت کو صبغہ کہتے ہیں۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱، یہ اٰمَنَّا (آیت ۱۳۶ متذکرہ بالا) کا مفعول مطلق من غیر لفظ ہے اور بدی وجہ منصوب ہے اور صبغۃ اللہ سے اللہ کا دین مراد لیا ہے۔ اور ہم ایمان لائے اللہ کے دین پر۔

(۱) یہ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ سے بدل ہے اور بدیں وجہ منصوب ہے ملت ابراہیم سے مراد اللہ کا دین لیا ہے
(۲) اس کے قبل عبارت مقدرہ ہے۔ مثلاً تقدیر کلام ہے (۱) عَلَيْنَا صِبْغَةَ اللّٰهِ اللّٰہ کے رنگ کو
اپنے اوپر لازم پکڑو۔

(۲) صَبَّغْنَا اللّٰهُ صِبْغَةً۔ اللہ نے ہمیں اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ مصدر کو تاکید کے لئے بطور مفعول مطلق
لایا گیا ہے۔

(۳) بعض نے کہا ہے کہ صبغة اللہ سے ختنہ مراد ہے۔ کیونکہ اس سے مختون خون آلود ہو جاتا ہے۔
(۴) تقسیم القرآن میں ہے کہ مسیحیت کے ظہور سے پہلے یہودیوں کے ہاں یہ رسم تھی کہ جو شخص ان کے مذہب میں
داخل ہوتا تو اسے غسل دیتے تھے اور اس غسل کے معنی ان کے ہاں یہ تھے کہ گویا اس کے گناہ ڈھل گئے اور
اس نے زندگی کا ایک نیا رنگ اختیار کر لیا، یہی چیز بعد میں مسیحیوں نے اختیار کر لی۔ اس کا اصطلاحی نام ان
کے ہاں اصطباغ (بتسمہ) ہے۔۔۔۔۔۔ اسی کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ اس رسمی اصطباغ میں کیا رکھا ہے
اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ جو کسی پانی سے نہیں چڑھتا بلکہ اس کی بندگی کا طریقہ اختیار کرنے سے چڑھتا ہے۔
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ط اور اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے؛ مَنْ اسْتَفْهَمَ
ہے أَحْسَنُ اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ کا صیغہ ہے۔ ضمیر اس میں هُوَ راجع طرف مَنْ کے ہے جو متمیز ہے اور۔
صِبْغَةً متمیز (اور بدیں وجہ یہ منصوب ہے)

وَمَنْ لَهُ عِبْدٌ ذُوٌّ ہ جملہ حالیہ ہے۔ لہٰذا میں ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے عِبْدٌ ذُوٌّ۔ اسم فاعل
جمع مذکر۔ عبادت کرنے والے۔ بندگی کرنے والے۔

(۲: ۱۳۹) اَتُحَاجُّوْنَآ۔ ہمزہ استفہامیہ انکاریہ ہے۔ تُحَاجُّوْنَ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
مُحَاجَّةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر ہے۔ جس کے معنی دوسرے سے حجت کرنے کے۔ یا جھگڑنے کے ہیں نا ضمیر
جمع مکمل۔ کیا تم ہم سے (اللہ کے دین کی بابت جھگڑتے ہو۔

فِي اللّٰهِ۔ اى فِى دِيْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے دین کی بابت۔ اس کے متعلق یا اس کے بارہ میں
مُخْلِصُوْنَ۔ اِخْلَاصٌ (اِفْعَالٌ) سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ اخلاص کے معنی ہیں کسی
چیز کو ہر ممکن ملاوٹ سے پاک کر دینا۔ یہ خلوص کا متعدی ہے جس کے معنی آمیزش سے پاک و صاف اور
خالی ہونا ہے۔ یعنی ہم خدا کی اطاعت یا بندگی خالص کرنے والے ہیں۔ ہماری عبادت محض خدا تعالیٰ کی
رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اس میں کسی اور جذبہ کی آمیزش نہیں ہے۔

قُلْ۔ جملہ فعلیہ الشائیہ ہو کر قول ہے۔ اور باقی آیت لغایت وَ نَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ اس کا مقولہ ہے
اللّٰهُ۔ ذوالحال ہے۔ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ۔ حال اول۔ اور وَ لَنَا عَمَلُنَا وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ حَالِ ثَانِي

اور فَحَنُّ لَهٗ مُخْلِصُونَ۔ حال ثالث ہے ذوالحال کا۔ یاریتوں جملے تَحَاجُّوْنَا کے فاعل سے حال میں یعنی تمہارا اللہ (یا اللہ کے دین کی بابت) محاجر (سجٹ جھگڑا) بے بنیاد ہے اور ناقابل قبول۔ دین کی بابت ہم تم سے زیادہ مخلص اور فرما بزرگ ہیں۔

۱۴۰: ۲۔ اَمْ۔ سعادۃ للہمزة ہے (یعنی سبزه استفہام انکاری جو اوپر اَتْحَاجُّوْنَا میں آیا ہے اسی معنی میں یہ آیا ہے) (ای وقل یا محمد) اَمْ تَقُولُوْنَ..... کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اسباط یہودی یا نصرانی تھے؟ تمہارا یہ کہنا بھی بے بنیاد اور ناقابل تسلیم اور افتراء ہے کیونکہ یہودیت اور نصرانیت تو ان حضرات علیہم السلام کے بعد کی بات ہے انما حدثت الیہودیۃ والنصرانیۃ بعد ہمد وثبت کذبکم یا معشر الیہود والنصرانی علی ابراہیم وبنیہ۔

مقصود یہ ہے کہ تمہاری یہ دونوں باتیں محاجۃ فی دین اللہ وقولکم کانوا ابراہیم.... الخ ہودا اور نصاریٰ بالکل غلط ہیں۔

قُلْ (ای قل یا محمد) تو کہہ (زبرد تو بیخ کے پیرا یہ میں آیا ہے۔

اَمْ۔ یہاں متصل ہے ای ایک ما علم (تم میں سے کون بہتر جانتا ہے) استفہام انکاری ہے۔ ای لستم اعلم بحال ابراہیم علیہ السلام فی باب الدین بل اللہ تعالیٰ اعلم بذلک دین کی بابت ابراہیم علیہ السلام کے حال کو تم بہتر نہیں جانتے بلکہ خداوند تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا (۶۷: ۳) ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہوئے تھے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ۔ واؤ عاطفہ۔ مَنْ استفہامیہ اَظْلَمُ اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور کون زیادہ ظالم ہے مِثْنٌ۔ مِثْنٌ۔ حرف جار۔ اور مَنْ اسم موصول سے مرکب ہے كَتَمَ شَهَادَةَ۔ كَتَمَ فعل بافاعل۔ شَهَادَةٌ مفعول۔ عِنْدَهُ۔ مِنَ اللہ۔ دونوں شَهَادَةُ کی صفت ہیں۔ جو چھپاتا ہے اس شہادت کو جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہے۔ كَتَمَ شَهَادَةَ عِنْدَهُ مِنَ اللہ۔ صلہ ہے اپنے موصول کا موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہے اپنے جار مِنْ کا۔

یہ استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ اور اللہ کی جانب سے شہادت کیا تھی؟ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ خدا کی کتاب جو ان کے پاس آئی تھی۔ اس میں انہوں نے پڑھا کہ حقیقی دین اسلام ہے اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ابراہیم۔ اسماعیل، اسحق اور یعقوب علیہم السلام یہودیت و نصرانیت سے الگ تھے۔ لیکن پھر بھی نہ مانا اور اتنا ہی نہیں بلکہ

اس بات کو چھپا بھی رکھا۔

۱۳۱:۲ - تِلْكَ اِسْمُ اِسْرَائِيلَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّةٍ - اُمَّةٌ - اُمَّتٌ - یہ ایک امت تھی۔

قَدْ خَلَتْ - قَدْ ماضی پر داخل ہو کر تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ خَلَتْ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب خَلُوْ (باب نصر) مصدر سے۔ وہ گزر گئی۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔

یہاں امت سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہیں۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ - ملاحظہ ہو۔ آیت ۲: ۱۳۴۔ متذکرۃ الصدر۔ اس مضمون کو یہاں مبالغہ کے لئے مکرر بیان فرمایا۔ تاکہ اپنے آباء و اجداد کے سبب سے پر نہ رہیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ پہلے مضمون میں تو خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس میں ہم کو ہے کہ

میرا اور مسلمان ان کا اقتدار کرنے لگیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ پہلی آیت سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں اور دوسری سے یہود اور نصاریٰ

کے آباء و اجداد مراد ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ .

يَا رَهْ سَيَقُولُ

(١٢)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۱۲۲:۲ سَيَقُولُ مضارع پر داخل ہو کر اس کو خالص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے يَقُولُ واحد مذکر غائب قَوْلٌ مصدر باب نصر سے وہ کہتا ہے۔ وہ کہیگا یہاں بمعنی جمع مذکر غائب آیات یعنی السفهاء (سفیه لوگ) کہیں گے

السُّفَهَاءُ - سَفِيهُهُ کی جمع۔ بے وقوف، کم عقل لوگ، احمق۔ یہاں مراد یہود اور مشرکین ہیں۔
مَا وَلَهُمْ - مَا استفہامیہ ہے۔ وَلَهُمْ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَدْوِيَةٌ (تفعل) مصدر بمعنی موڑنا پھیرنا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ کس نے موڑا ان کو، کس نے پھیر دیا ان کو (یہ سوالیہ انداز بطور تحقیق نہیں بلکہ بطور تعریف و طنز ہے)

قَبْلَهُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ ان کا قبلہ۔ قبلہ اصل میں کسی شے کے سامنے ہونے کی حالت اور ہیئت کو کہتے ہیں۔ جیسے جِلْسَةٌ بیٹھنے کی حالت کو بولتے ہیں، پھر بطور نقل کے اس مکان کو کہنے لگے جس کی طرف منکر کے نماز پڑھتے ہیں۔

۱۲۳:۲ كَذَلِكَ - اسی طرح ایسے ہی۔ کاذب۔ اول حرف تشبیہ ہے ذَا۔ اسم اشارہ واحد مذکر۔ لَ عَلَمَاتٍ اشارہ بعید۔ کاف آخر حرف خطاب واحد مذکر حاضر کے لئے۔ اور واحد مؤنث حاضر کے لئے كَذَلِكَ۔ اور جمع مذکر حاضر کے لئے كَذَلِكَ۔ اس کا مشبہ ہے۔

۱، یا ارشاد باری تعالیٰ وَ لَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الذُّنُوبِ (۲: ۱۳۰) ہے یا قَوْلُهُ تَعَالَى يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - آیت ماقبل (۲: ۱۷۲) ہے۔ اور یہ معطوف ہے ہر دو کا۔ (۳) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے لئے ایسا قبلہ مقرر کر رکھا ہے جو مشرق اور مغرب کے درمیان وسط میں ہے۔ اسی طرح تم کو اُمَّةً ذَسَطًا بنایا۔ جو افراط و تفریط سے برابر ہے نہ نصاریٰ جیسی افراط۔ کہ عیسیٰ کو خدا بنا دیا نہ یہودیوں جیسی تفریط کہ دین میں تحریف اور تبدیلی کر ڈالی۔ (حازن)

ذَسَطًا صیغہ صفت ذَسَطٌ مصدر (باب ضرب) ٹھیک درمیانی۔ برگزیدہ۔ عادل۔ (مدارک و بیضاوی) وَ سِطٌ۔ وہ آدمی جو نسبی اعتبار سے درمیانہ اور مرتبے کے لحاظ سے بہت بڑا ہو (أَدَسَطُهُمْ نَسَبًا وَ اِرْتَمَ مَجْدًا) - صاحب ضیاء القرآن رقمطراز ہیں کہ: ذَسَطٌ۔ کالفظ قابل غور ہے اس کا معنی ہے درمیانہ ہر چیز کا درمیانی حصہ ہی اس کا عمدہ ترین حصہ ہوا کرتا ہے انسان کی زندگی کا درمیانی عرصہ (عہد شباب) اس کی زندگی کا بہترین وقت ہے۔ دن کے درمیانی حصہ دوپہر میں روشنی اپنے نقطہ عروج پر ہوتی ہے۔ اسی طرح اخلاق میں میانہ روی قابل تعریف ہوتی ہے افراط و تفریط دونوں پہلو مذموم، سخیل اور فضول خرچی کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کی درمیانی حالت کو شجاعت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس عظیم المرتبت خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان کے عقائد۔ ان کی شریعت، ان کے

نظام اخلاق - سیاست اور اقتصاد میں افراط و تفریط کا گذر نہیں۔ یہاں اعتدال ہے تو ازن ہے۔ موزونیت ہے۔ لِسْكُونًا۔ لام تَعْلِيل ہے تَكُونًا۔ فعل مضارع منصوب (بوجہ اَنْ مقدرہ بعض کے نزدیک لام تَعْلِيل بذات خود ہی نائب ہے) جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے۔ تاکہ تم نبو بن باؤ۔ لِسْكُونًا..... الاية۔ امت محمدیہ کے وسط بنانے کی علت ہے۔

شُهَدَاءُ۔ شَهِيدٌ کی جمع ہے جو بلاغ کے لئے ہے۔ جیسے عَلِيمٌ کی جمع عَلَمَاءُ ہے۔ شُهَدَاءُ بوجہ الف التانیث غیر منصرف ہے۔ يَكُونُ مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ اس جملہ کا عطف جملہ ماقبل پر ہے۔ اور تاکہ رسول تم پر گواہ ہو۔

مَا جَعَلْنَا۔ ماضی جمع مکمل بمعنی صَيَّرْنَا۔ ہم نے بنایا۔ مَا نَافِيَةٌ ہے۔ اب معنی ہوں گے ہم نے نہیں بنایا الْقِبْلَةَ۔ مفعول ہے جَعَلْنَا کا۔ اور الَّتِي كُنْتُ عَلَيْهَا موصول وصلہ مل کر صفت ہے الْقِبْلَةَ کی۔ لِنَعْلَمَ۔ لام تَعْلِيل کا۔ نَعْلَمُ مضارع منصوب جمع مکمل۔ کہ ہم کو معلوم ہو جائے۔ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مَنْ مَوْصُولٌ بمعنی الَّذِي ہے۔ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ جملہ فاعلیہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مفعول اول ہے نَعْلَمُ کا۔

مَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ۔ مِمَّنْ۔ مِنْ حرف جار اور مَنْ موصولہ سے مرکب ہے۔ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ صلہ اپنے موصول کا۔ موصول اور صلہ مل کر مفعول ثانی نَعْلَمُ کا۔ معنی یہ ہوں گے تاکہ ہم اس شخص کو جو رسول کی پیروی کرتا ہے جُدا جان لیں اس شخص سے جو اٹھے پاؤں پھرے۔ يَنْقَلِبْ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِنْقِلَابٌ (اِنْفَعَالٌ) مصدر سے وہ لوٹتا ہے وہ لوٹے گا۔ وہ پھرتا ہے وہ پھرے گا۔

عَقْبَيْهِ۔ مضاف مضاف الیہ عَقْبَيْهِ اصل میں عَقْبَيْنِ تھا۔ تشبیہ کا نون بوجہ اضافة گر گیا۔ عَقِبٌ بمعنی ایڑی۔ اِنْقَلَبَ عَلَى عَقْبَيْهِ وہ اپنے پاؤں پر (یا ایڑیوں پر) اٹھا پھر گیا۔ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اس تبدیلی کعبہ پر شک و تردد کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً۔ وَأَوْعَاطِفٌ۔ اِنْ مُخَفَّفٌ ہے اِنَّ سے اس کا اسم محذوف ہے اِىَّهَا هَاضِمٌ وَاحِدٌ مَوْثٌ غَائِبٌ كَامِرٌ جَمْعٌ يَأْتِيهِ مَفْهُومٌ هُوَ جَوْكَةٌ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ فِيهِ هُوَ يَأْتِيهِ مَفْهُومٌ قِبْلَةٌ يَأْتِيهِ وَتَحْوِيلٌ كِي طَرَفٌ رَاجِعٌ هُوَ۔ لام فاصلة یا فارقة ہے اور اِنْ مُخَفَّفٌ اور اِنْ نَافِيَةٌ فِي فَرْقٍ كَرْنِ كَيْ لَمْ يَأْتِ هُوَ اِنْ فِيهَا حَرْفٌ تَحْقِيقٌ وَتَاكِيدٌ هُوَ اِنْ كَانَتْ قَدْ كَانَتْ۔ جیسا کہ اور جگہ ارشاد ہے اِنْ كَانَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ لَنظَالِمُوْنَ ه (۱۵-۸) تحقیق اصحاب الايكة ظالم تھے۔

كَبِيرَةٌ صفت مشبہ واحد مَوْثٌ منصوب۔ تَانِيثٌ كَانَتْ كَيْ مَوْثٌ ہونے کی وجہ اسم محذوف

(ای تولیۃ الکعبۃ - تحویلۃ الکعبۃ) کے مؤنث ہونے کی وجہ سے ہے اور نصب بوجہ کانت کی خبر ہونے کے کبیرۃ بمعنی سناقتہ - شاق گراں - سخت - ناگوار - مقدار میں بڑا ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً وَلَا يَنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً (۹۱: ۱۲۱) وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت (وہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ - ای دما کان اللہ مریداً لان یضیع ایمانکم - مریداً خبر کان محذوف ہے لام کے بعد ان مقدمہ ہے لان یضیع ایمانکم جملہ متعلق خبر ہے یضیع فعل بوجہ عمل ان مقدمہ منصوب ہے ترجمہ ہوگا - اور اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے - یہاں ایمان سے مراد الصلوٰۃ نماز ہے - اور مراد اہل ایمان کی وہ نمازیں ہیں جو وہ تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف متذکر کے پڑھتے رہے تھے - تفسیر مظہری میں ہے کہ صحیحین میں حضرت برار بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے بہت سے آدمی مر گئے اور شہید ہو گئے تھے ہم کو کچھ علم نہ تھا کہ ان کے بارہ میں کیا کہیں (آیا ان کی نمازیں پڑھی ہوئی اکارت گئیں یا انہیں ثواب ملے گا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - لَرَوْفٌ رَّحِيمٌ لام برائے تحقیق و تاکید ہے رَوْفٌ رَأْفَةٌ سے بروزن فعول صفت مشبہ کا صیغہ ہے - امام خطابی نے رافت و رحمت کا فرق بیان کیا ہے کہ رحمت تو کسی مصلحت کی بنا پر کبھی ناپسندیدگی میں بھی ہوتی ہے لیکن رافت ناپسندیدگی میں تقریباً نہیں ہوتی۔

۱۴۴: ۲ قَدْ نَرَىٰ - ہم دیکھ رہے ہیں - قَدْ جب مضارع پر داخل ہو تو علاوہ دیگر معانی کے تکثیر کے معنی بھی دیتا ہے - آری ہذا میں صاحب کشاف نے قَدْ نَرَىٰ کے معانی دُبَّ نَرَىٰ ہم اکثر دیکھتے ہیں لکھا ہے - نَرَىٰ - رُدِيَّة (باب فتح) سے - مضارع کا صیغہ جمع متکلم ہے - ہم دیکھتے ہیں -

تَقَلَّبَ - تَفَعَّلُ کے وزن پر مصدر ہے - پھر پھر جانا - پھرنا - مضاف ہے - وَجْهِكَ مضاف مضاف الیہ مل کر تَقَلَّبَ کا مضاف الیہ ہے - تمہارے منہ کا بار بار پھرنا - آپ کے منہ کا پھر پھر جانا - فِي السَّمَاءِ متعلق تَقَلَّبَ کے - جملہ تَقَلَّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ - مفعول ہے قَدْ نَرَىٰ کا -

فَلَنُؤَلِّقَنَّكَ - فاء سببیہ ہے - ما قبل بالبعد کا سبب ہے یعنی پس آپ کے بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھانے کے (برائے تحویل قبلہ) ہم ضرور پھیر دیں گے - لام تاکید کا ہے اور نُؤَلِّقَنَّ مَضارع تاکید بانوں ثقیلہ بصیغہ جمع متکلم ہے - نُؤَلِّقَنَّ (تفعیل) سے مصدر ک ضمیر مفعول اول ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے قَبْلَةَ تَرْضَاهَا - قَبْلَةَ موصوف - تَرْضَاهَا جملہ فعلیہ ہو کر صفت - موصوف و صفت مل کر مفعول ثانی - هَا ضمیر واحد مؤنث غائب قَبْلَةَ کے لئے ہے

فَلَنُؤَلِّقَنَّ قَبْلَةَ تَرْضَاهَا - تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں -

قَوْلٍ - فاء تفریح الامر (معاملہ کی پیش رفت) کے لئے ہے وَ لَ فعل امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے!
 كَوْلِيَّةٍ (تفعیل) مصدر سے - تو (اب) تو پھیر لے
 شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط المسجد الحرام موصوف صفت مل کر مضاف الیہ - شَطْرَ - طرف سمت
 جہت - مسجد حرام کی طرف - مسجد حرام اس واسطے کہ اس میں قتال و تکرار کرنا حرام ہے -
 شَطْرَ کے منصوب ہونے کی دو وجوہات ہیں

(۱) یہ منصوب بنزع خافض ہے - یعنی اصل میں اِلَى شَطْرِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تھا - اِلَى حرف جر کو حذف کر کے
 شَطْرَ کو منصوب کر دیا (ایسے منصوب کو منصوب بنزع خافض کہتے ہیں) نَزَعَ الشَّيْءَ مِنْ مَكَانِهِ کسی
 کو اپنی جگہ سے اکھیر دینا - اور خَفَضَ الْكَلِمَةَ - کلمہ کو زبردینا الخافض زیرینے والا حرف - نَزَعَ الْخَافِضُ
 زیرینے والے حرف کو حذف کرنا - نیز ملاحظہ ہو - ۶۸: ۳۶ -

(۲) شَطْرَ لوجہ طرف ہونے کے منصوب ہے -

حَيْثُ - جہاں - جس جگہ - طرف مکان ہے - حَيْثُمَا - جہاں کہیں - شَطْرَةَ - مضاف مضاف الیہ، اس
 کی طرف یعنی مسجد حرام کی طرف -

فائدہ - بظاہر مناسب یہ تھا کہ بجائے مسجد حرام کے کعبہ فرماتے - کیونکہ قبلہ تو کعبہ ہی ہے لیکن مسجد حرام
 اس لئے فرمایا کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ جو کعبہ سے دور ہو اس پر جہت کعبہ کا استقبال واجب ہے عین کعبہ کا نہیں
 الَّذِينَ اُدُّوا الْكِتَابَ (وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی) سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں -
 اِنَّهُ - تحقیق وہ - بیشک وہ - ذ سے مراد تحویل قبلہ ہے - مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ یہ
 تحویل قبلہ حق ہے کیونکہ تورات میں موجود ہے کہ نبی آخر الزمان دو قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے اب بوجہ عناد
 و حسد کے انکار کرتے ہیں

۱۴۵: ۲ - دَلِيْنٌ - وَاَدْحِرْفَ عَطْفٌ، جملہ کا عطف، وَاِنَّ الَّذِيْنَ پُرَبِّ لَام مہبہ قسم کا ہے الْمَوْطِئَةَ لِلْقِسْمِ
 اور مَا تَبِعُوا اَقْبَلْتِكَ جواب قسم قائم مقام جواب شرط ہے اِنْ حَرَفٌ شَرْطٌ ہے (اور اگر آپ لے ہی آئیں
 تمام دلائل ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب ملی ہے تو وہ پیروی نہیں کریں گے آپ کے قبلہ کی -

دَمَا بَعْضُهُمْ بِتَالِحٍ قَبْلَةً بَعْضٌ - جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے ، اور زمان میں سے بعض دوروں کے قبلہ
 کی پیروی کرنے والے ہیں - اس وقت یہود و نصاریٰ میں خود قبلہ کے متعلق اختلاف تھا - اگر یہ بیت المقدس
 کو دونوں قبلہ مانتے تھے لیکن عیسائی عبادت کے وقت اپنا رخ مشرق کی طرف کرتے تھے (بیت المقدس
 منورہ سے جانب شمال ہے)

علاوہ ازیں خود یہودیوں میں اہل سمریہ (Samaritans) میں اختلاف تھا -

اگرچہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے۔ (سمریہ اردن اور بحیرہ روم کے درمیان فلسطین کا ایک ضلع تھا) اِبْتَعَتْ، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اِبْتَعْتُ (اِفْتَعَالٌ) مصدر تونے پیروی کی۔

اَهْوَاءَهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کی خواہشیں۔ هَوَىٰ کی جمع۔ مَا جَاءَكَ مِنْ مَمُوصُولٍ ہے۔ مِنَ الْعِلْمِ (مِنْ) بیانہ ہے۔ اِی مَا اُدْحِیَ اِلَيْكَ۔

وَلَنْ اِبْتَعَتْ..... مِنَ الْعِلْمِ شرط۔ اِنَّكَ اِذَا لَمِعْتَ الظَّالِمِينَ۔ جواب شرط ہے۔ اس جملہ کی ترکیب بھی اسی طرح ہے۔ جو جملہ سابقہ وَلَنْ اَبْتَعْتَ الذِّیْنَ..... قِبَلَتِكَ کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

اِذَا حُوفِ خِزَابٍ ہے۔ اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقت کی صورت میں فون کو الف سے بدل لیتے ہیں الذِّیْنَ اَتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ۔ يَعْرِفُوْنَہُ۔ وہ اس کو پہچانتے ہیں۔ اس کو جانتے ہیں ضمیر مفعول واحد مذکر غائب کا مرجع یاد ا، علم، قرآن یا تحویل قبلہ ہے یا (۲) یہ ضمیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے گو ما سبق میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہی زیادہ راجح ہے۔ يَعْرِفُوْنَ کی ضمیر علماء اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔

فَرِيقًا مِنْهُمْ۔ میں مِنْ تبیین ہے اور هُمْ سے مراد الذین لم یسلّموا جو جانتے ہوئے بھی آپ کو نبی تسلیم نہیں کرتے۔ یُكَلِّمُونَ۔ لام تاکید کا ہے۔ یُكَلِّمُونَ۔ فعل مضارع جمع مذکر غائب کَلَّمَ یاب نصر مصدر سے وہ چھیپاتے ہیں۔ وہ چھیپا ہے ہیں۔ الْحَقُّ۔ مفعول۔ حقیقت۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپ کا نبی قبلتین ہونا جو تورات میں مذکور ہے۔ وَهُمْ یَعْلَمُونَ جملہ حالیہ ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں

۱۴۷:۲ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ۔ کلام مستأنف ہے الْحَقُّ مبتدأ مِنْ رَبِّكَ خبر۔ حق تو آپ کے رب ہی کی طرف سے ہے۔ الْمُسْتَرِیْنَ، اسم فاعل جمع مذکر الْمُسْتَرِیْ۔ واحد۔ اِمْتِرَاءُ (اِفْتَعَالٌ) مصدر شک میں پڑنے والے تردد کرنے والے۔ مری۔ مادہ۔ اِمْتَرَى اِمْتَرَى اِمْتِرَاءً۔ شک میں پڑنا۔ مَرِیةً۔ شک۔ حَجَرًا۔ مِرَاءً حَجَرًا۔ بحث مباحثہ۔

۱۴۸:۲ وَ یُكَلِّمُ وَجْهَهُ۔ وَاَوْعَاطِفَ۔ اور کُلِّ میں تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے تقدیر کلام یوں ہے وَ یُكَلِّمُ اُمَّةً وَجْهَهُ۔ وَجْهَهُ مصدر معنی قبلہ۔ یا اسم مکان۔ یعنی وہ سمت جس کی طرف رخ کیا جائے۔ اول صورت میں وَاَوْعَاطِفَ ہونا غیر قیاسی ہے۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کو محذوف کر دیا جائے (جیسا کہ عددۃ ذرّۃ میں وَاَوْعَاطِفَ محذوف ہے) صرف اصل پر تہذیب کرنے کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔

دوسری صورت میں وَاَوْعَاطِفَ ہونا قیاسی ہے۔ مراد دونوں صورتوں میں وہ سمت ہے جس کی طرف رخ کیا جاتا ہے هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب یہ کُلِّ کی طرف راجع ہے

مَوْلَانِہَا۔ دَلِیُّ یُوَدِّیُّ تَوَلَّیةً (تفعیل) سے۔ مَوْلَانِہَا اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ مضاف ہے۔ هَا ضمیر

واحد موت غائب۔ مضاف الیہ، اس کی طرف رخ پھرنے والا۔ منہ کرنے والا۔ دئی الی کسی کی طرف توجہ کرنا اور دئی عنہ رخ پھیرنا اعراض کرنا۔ اول الذکر کی مثال۔ لَوِیَجِدُونَ مَلْجَاً اَوْ مَغْرَبًا اَوْ مَدْخَلًا لَوَلَّوْا الْیَمِیْنِ (۵۷:۹) یہ اگر کوئی سی بھی پناہ کی جگہ پاتے یا کوئی غار یا کوئی (اور) جگہ گھس بیٹھنے کی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل پڑتے۔ مؤخر الذکر کی مثال ثُمَّ لَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَّحْنُونٌ (۵۷:۲۲) پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے (یہ تو) پڑھایا ہوا (اور) دیوانہ ہے۔

جملہ کا ترجمہ ۱۔ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے (ہر ایک امت کا اپنا اپنا قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کرتی ہے)

فَاَسْتَبَقُوا الْخَيْرَاتِ - اِسْتَبَقُوا - فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَبَقُوا (اِفْتَعَالٌ) مصدر تم سبقت کرو۔ تم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ الْخَيْرَاتِ - خَيْرَةٌ کی جمع ہے۔ نیکیاں۔ مہلایاں۔ خوبیاں۔ شریف عورتیں۔ نیک عورتیں۔ مراد نیکیاں ہیں۔ ال استغراق کا ہے یعنی ہر قسم کی نیکیاں۔ الخیرات مجرور ہے۔ اس سے قبل الی مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اتحاد قبلہ ہی نیکی نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی نیکیاں ہیں جن پر سب دین متفق ہیں تم ان سب نیکیوں (الشمول تحویل قبلہ) کو اپنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرو۔ یہود اور منافقین نے تو محض کج حجتی کے طور پر تحویل قبلہ کو موضوع سخن بنا رکھا ہے۔

اَيْنَمَا - جہاں کہیں، اَيْنَ شرطیہ اور مَا موصولہ سے مرکب ہے۔ یہاں بطور ظرف مکان متضمن یعنی شرط ہے۔ اور مَا مزیدہ ہے اسی فی ایّ موضع نکلوا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ يَاتِ بِكُمْ اللّٰهُ جَمِيعًا يَاتِ مضارع مجزوم (بوجہ جواب شرط کے) ب تعدیہ کے لئے كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ جَمِيعًا صفت ہے كُمْ کی۔ تم سب کو، یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم سب کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کر لے گا۔

۱۲۹:۲ - حَيْثُ - جہاں۔ جس جگہ۔ ظرف مکان ہے۔ یعنی برضہ ہے۔

مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ - جس جگہ سے آپ نکلیں۔ بطور مجاز کے اس کے معنی یہ ہوں گے۔ آپ جہاں کہیں ہوں یہ معنی شرط کو شامل و متضمن ہے اسی لئے اگلے جملہ میں فَوَلِّ پر فاء (بطور جواب شرط) لائے ہیں۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ - اِی فَوَلِّ وَجْهَكَ اِذَا اَنْصَلَيْتَ - جب نماز پڑھو تو اپنا منہ پھیر لیا کرو۔ وَلِّ فعل امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تَوَلَّى (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ تو پھیر لے۔ اِنَّهٗ - اِی التولیۃ الی القبلة۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ لِلْحَقِّ - میں لام زائدہ ہے۔

۱۵۰:۲ - تولیۃ کے تکرار (آیات ۱۲۴-۱۲۹-۱۵۰) کے متعلق مفسرین نے مختلف حکمتیں لکھی ہیں جو کہ کتب تفسیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

لِسَلَاً میں لام علت کی ہے۔ یعنی آیات ماہر میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی بار بار تاکید کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب کو اعتراض کی کوئی گنجائش نہ ہے۔ اَلَا- اَنْ مصدر یہ اور لَا منفی سے مرکب ہے لَيْلًا يَكُونُ تاکہ نہ ہو یا نہ ہے۔ حُجَّةٌ- اعتراض- دلیل- حُجَجٌ- جمع۔ مِنْهُمْ- میں مِنْ تبعیضیہ ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب النَّاسِ کے لئے ہے۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ- لَا تَخْشَوْا- فعل نہی جمع مذکر حاضر خَشِيَته مصدر باب شَمَع- تم نہ ڈرو هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب- الَّذِينَ ظَلَمُوا کی طرف راجع ہے۔

اِخْتَوْنِي- اِخْشَوْا- امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ تم مجھ سے ڈرو۔

وَلَا يَحْمُ- دادِ عاطفہ ہے اگلے جملہ کا عطف جملہ سابقہ لَيْلًا يَكُونُ لِلنَّاسِ پر ہے۔ اور (اس لئے کہ) میں تم پر اپنا انعام پورا کروں

۱۵۱:۲- کَمَا- میں ک حرف تشبیہ ہے اور مَا مصدر یہ۔ کَمَا اَرْسَلْنَا کا تعلق یا تَوْلِيْتِهِ سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ۔ تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں۔ جیسے کہ رسول بھیجنے کی نعمت پوری کی۔ یا اس کا تعلق لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ سے ہے اور معنی ہوں گے تاکہ تم فلاح پاؤ جیسا کہ تم کو میرے تمہیں میں سے تمہارے پاس رسول بھیجنے سے ہدایت و فلاح نصیب ہوئی۔ (مظہری- تفہیم القرآن) يَزْكِيكُمْ- يَزْكِي- مضارع واحد مذکر غائب تَزْكِيَةٌ (تفعیل) مصدر كَمَّ- ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ وہ تم کو پاکیزہ کرتا ہے۔ وہ تم کو پاک بناتا ہے۔

مَا لَمْ تَكْفُرُوا لَعَلَّكُمْ- مَا موصول ہے لَمْ تَكْفُرُوا لَعَلَّكُمْ مَضَارِعُ نَفْيِ جَدِّ بَلَمَّ- تم نہیں جانتے تھے۔ ۱۵۲:۲- اَذْكُرْكُمْ- اَذْكُر- مضارع مجزوم (بوجہ جواب شرط) کا صیغہ واحد متکلم ذَكَرَ مصدر سے۔ كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ میں تم کو یاد رکھوں گا۔ لَا تَكْفُرُونَ- فعل نفی جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ اوری ضمیر واحد متکلم مجزوم ۱۵۳:۲- اسْتَعِينُوا- فعل امر جمع مذکر حاضر- اسْتَعَانَ- (استفعال) مصدر۔ تم مدد طلب کرو۔ ۱۵۴:۲- بَلَى- حرف انزاع ہے ماقبل کے ابطال اور مابعد کی تصحیح کے لئے آیا ہے۔ یعنی تمہارا ان کو رشہ دار کو اموات کہنا بالکل باطل بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ احياء (زندہ) ہیں اَحْيَاءُ زنده لوگ حَقٌّ کی جمع ہے۔

لَا تَشْعُرُونَ- مضارع منفی جمع مذکر حاضر- شَعُرْتُ (باب نَصَوَم) مصدر۔ جس کے معنی بذریعہ حس جاننے کے ہیں۔ تم نہیں جانتے ہو، تم نہیں سمجھتے ہو۔

۱۵۵:۲- لَنْبَلُونَكُمْ- لَنْ تاکید کا ہے نَبَلُونَ- مضارع تاکید بانون ثقیلہ۔ صیغہ جمع متکلم۔ بَلَاءٌ مصدر (باب نَصَوَم) بمعنی آزمائش، آزمائش میں ڈالنا۔ اَرْمَانَا- كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ہم تم کو ضرور ضرور آزمائیں گے اَلْخَوَفِ- خوف سے مراد خوف اللہ تعالیٰ- اَلْجُوعِ سے مراد صوم رمضان۔ وَ لَقِصِّ مِّنَ اَلْاَمْوَالِ سے مراد

زکوٰۃ وصدقات مِنَ الْاَنْفُسِ سے مراد امراض اور مِنَ التَّمَرَاتِ سے مراد موت الاولاد ہے۔

یا بالترتیب خوف سے مراد خوفِ دشمن، جوع سے مراد بھوک، قحط، لَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ سے مراد مالوں میں خسارہ یا بالکل ہلاک ہونا اور نَقِصٍ مِنَ الْاَنْفُسِ سے مراد جانوں کی کمی یعنی قتل ہونا یا مرجانا یا امراض کا لاحق ہونا۔ یا بڑھایا ہے اور پھلوں کی کمی یہ ہے کہ کوئی آفت آجائے جس سے پھل جاتے رہیں یا کم ہو جائیں۔ وغیرہ

۲: ۱۵۶ = الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ... الخ صابرين کی صفت ہے۔

= إِذَا حُرِّفَ شَرْطُهَا وَجُمِلَتْ شَرْطِيهَا قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ... الخ جواب شرط ہے۔

= مُصِيبَةٌ اسْمُ فَاعِلٍ كَالصَّيْفِ وَاحِدَتُهَا أَصَابَ يُصِيبُ إِصَابَةً (افعال) مصدر سے۔ غم۔ تکلیف،

سختی۔ دکھ پہنچانے والی برہنہ۔ اس کی جمع مَصَائِبٌ وَ مُصِيبَاتٌ ہے۔ اس کا مادہ صَوَّبٌ ہے۔

المفردات میں ہے أَصَابَ السَّهْمُ تَرْمِيكَ نَشَانُهُ بِجَانِبِهَا أَوْ مُصِيبَةٌ أَصْلُ فِيهَا تَرْمِيكَ كَقَوْلِكَ

نَشَانُهُ بِجَانِبِهَا بِمِثْلِهَا اس کے بعد (عرف میں) ہر حادثہ اور واقعہ کے ساتھ یہ لفظ مخصوص ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (۲۲ - ۳۰) اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے

اپنے اعمال سے ہے۔

= تَرَجَعُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ رَجَعٌ وَاحِدٌ۔ رَجُوعٌ (صَرَبٌ) سے مصدر۔ لوٹ جانے والا، پھر جاؤا

۲: ۱۵۷ = أُولَئِكَ یعنی وہ لوگ جن میں مندرجہ بالا صفات ہوں یعنی صَابِرِينَ۔

أُولَئِكَ بِتَدْوِينِ صَلَوَاتٍ مُبْتَدَأَتَانِي عَلَيْهِمْ۔ متعلق مبتدأ ثانی۔ پھر یہ مجموعہ مبتدأ اول کی خبر۔

= وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ وادعاطف۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے أُولَئِكَ بِتَدْوِينِ هُمُ

الْمُهْتَدُونَ۔ اس کی خبر۔

= صَلَوَاتٌ رَحْمَتٌ بِرَحْمَتِ صَلَوَاتٍ كِجَمْعِ۔ صل و مادہ۔

= مُهْتَدُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اِهْتَدَاءٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر۔ ہدایت یافتہ، ہدایت پانے والے۔

۲: ۱۵۸ = شَعَائِرُ۔ شَعِيرَةٌ۔ کی جمع ہے شَعِيرَةٌ بَرُوزٌ فَعِيلَةٌ بِمَعْنَى مَفْعَلَةٌ ہے مَشْعَرَةٌ کے معنی

نشانی کے ہیں۔ شَعَائِرُ اللّٰهِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی نشانیاں۔ شَعَائِرُ اللّٰهِ۔ عرفِ شریعت میں عبادت

کے مکانات اور زمانوں اور علامات کو کہتے ہیں۔ مکاناتِ عبادت جیسے کعبہ۔ عرفہ، مزدلفہ، حبرات ثلاث

صفا مروہ۔ منیٰ وجمع مساجد وغیرہ۔ زمانے (اوقات) جیسے رمضان اور اشہر حج۔ عیدین۔ جمعہ۔ اور علامت

جیسے اذان، اقامت، نماز باجماعت وغیرہ۔

= اِعْتَمَرَ۔ ماضی کا سیف واحد مذکر غائب۔ اِعْتَمَرْتُ (اِفْتِعَالٌ) مصدر اس نے عمرہ کیا۔ عمرہ زیارتِ بیت

اللہ کے سلسلہ میں ایک مخصوص عبادت کا نام ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے

اور طوافِ کعبہ کرے۔ اور صفا و مروہ کے بیچ دوڑے۔ پھر حجامت کر اگر احرام اتار دے۔

= حَجَّ - ماضی واحد مذکر غائب - حَجَّ و حَجَّجٌ - مصدر (باب نصر) قصد کرنا۔ زیارت کے لئے جانا حج کرنا
= فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا - جُنَاحٌ - جُنُوحٌ (باب فتح) - نَصْرٌ - ضَرْبٌ ہے ماخوذ ہے
جَنَمٌ اذا مال عن القصد المستقيم یعنی مقصد مستقیم سے دوسری جانب مائل ہونا۔ پس وہ گناہ جو حق سے
دوسری طرف مائل کر دے جُنَاحٌ ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ - پس نہیں ہے گناہ اس پر۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔
يَطَّوَّفَ - مضارع منصوب (بوجہ عمل اَنْ) صیغہ واحد مذکر غائب کہ وہ طواف کرے یعنی سعی کرے يَطَّوَّفَ
اصل میں يَتَطَوَّفُ (باب تفعّل) تَطَوَّفُ سے تھا۔ تاء کو طاء میں مدغم کیا گیا۔ ترجمہ ہوگا۔ نہیں ہے اس پر
گناہ کہ وہ ان دونوں (صفا و مروہ) کے درمیان سعی کرے۔

شانِ نزول اس آیت کا اس طرح ہے کہ صفا و مروہ پر آساف و نائلہ دو بیت تھے۔ آساف صفا پر تھا اور
نائلہ مروہ پر۔ اہل جاہلیت ان بتوں کی تعظیم کے لئے صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا کرتے تھے۔ جب اسلام کا ستارہ
چمکا تو مسلمان صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے ان بتوں کی وجہ سے احتراز کرتے تھے اور نفرت کرتے تھے
ادھر انصار قبل از اسلام منات بیت کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے سامنے پکار کر دعا کیا کرتے تھے
اس لئے انصار بھی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے سے کراہت کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کے باب
میں یہ آیت نازل فرمائی (منظہری) مسلمانوں کو حکم ہوا کہ صفا و مروہ کے درمیان جو تم سعی کیا کرتے تھے اسے
جاری رکھو۔ یہ ایک نیک کام ہے اس کے جاری رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ احناف کے نزدیک صفا و مروہ کے
درمیان سعی واجب ہے۔

= تَطَوَّعَ - اس نے خوشی سے نیکی کی۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَطَوَّعَ (تَفَعَّلَ) مصدر سے۔ جس کے
معنی اصل میں تو نیکی میں تکلف کرنے کے ہیں۔ مگر عرف میں جو چیزیں کہ لازم اور فرض نہ ہوں جیسے نوافل وغیرہ
ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں۔

= شَاكِرٌ - شَاكِرٌ - شَاكِرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جب شکر سے متصف کیا جائے
تو اس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام فرمانا اور جو کچھ عبادت انہوں نے ادا کی ہے اس کی جزا دینا مراد ہے
یہاں شاکر بمعنی قدّان - حق ماننے والا۔

= فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ الْخِجْلَةَ شَرْطِيَةً هُوَ اور فَاِنَّ اللّٰهَ... الخ جواب شرط ہے۔ اسی طرح مَنْ
تَطَوَّعَ... الخ جملہ شرطیہ ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ... الخ جواب شرط۔

۲: ۱۵۹ = يَكْتُمُونَ - فعل مضارع جمع مذکر غائب كَتَمَ مصدر - باب نصر - وَهُ يُحِيطُونَ بِهِمْ - فعل بانال
مَا أَنْزَلْنَا اس کا مفعول مِنَ الْبَيْتِ وَالْهُدَىٰ بَيَانٌ مَا - مِنَ بَعْدِ مَا متعلق ہے يَكْتُمُونَ سے

فِي الْكِتَابِ مُتعلق ہے بَيِّنَاتًا سے یہ سب مجوعہ صلہ ہوا اپنے موصول الَّذِينَ كَانُوا کا۔ پھر موصول وصلہ مل کر ان کا اسم ہوا۔

= بَيِّنَاتٌ - بَيِّنَاتٌ - ماضی - جمع متکلم - ضمیر مفعول واحد مذکر غائب - جس کا مرجع مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ ہے۔

= فِي الْكِتَابِ - اسی فی التوراة من صفة محمد صلی اللہ علیہ وسلم - کتاب سے یہاں مراد توراة ہے۔ جس میں نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق واضح بیان موجود ہیں۔ اور النَّاسِ سے مراد علماء بنی اسرائیل ہیں۔ بعض کے نزدیک کتاب مراد تمام کتب آسمانی ہیں جو مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل کی گئیں اور النَّاسِ سے مراد جمع علماء ہیں۔

= أُولَئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو الکتاب میں مبینہ حقائق و ہدایت کو چھپاتے ہیں۔

= يَلْعَنُهُمْ - يَلْعَنُ - مضارع واحد مذکر غائب - لَعْنٌ (باب فَتْحٍ) وہ لعنت کرتا ہے یا کرے گا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔

= اللَّاعِنُونَ - اسم فاعل جمع مذکر لَعْنٌ مصدر سے۔ اگر لَاعِنٌ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو لعنت کے معنی ہوں گے قرب یا رحمت سے دور کرنا۔ عذاب دینا۔ اور اگر اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو معنی ہوں گے بددعا دینا۔ گالیاں دینا۔ سخت سُست کہنا۔ دھتکار کر نکال دینا۔ پھسکارنا۔ لَاعِنٌ بمعنی مَلْعُونٌ (مَفْعُولٌ) یہاں لَاعِنُونَ سے مراد ملائکہ و مؤمنین ہیں۔

۱۶۰:۲ = إِلَّا الَّذِينَ... الخ استثناء متصل ہے اور ضمیر هُمْ (جو يَلْعَنُهُمْ میں ہے) مستثنیٰ ہے۔
= مَا تَابُوا - ماضی جمع مذکر غائب - تَوْبَةٌ (باب نَصْرٍ) مصدر۔ انہوں نے توبہ کی۔ وہ باز آگئے۔ جب تَوْبَةٌ کا تعدیہ الٰہی کے ذریعہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے معنی ہوتے ہیں۔ اور جب تعدیہ علی سے ہوتا ہے۔ تو توبہ قبول کرنے کے معنی آتے ہیں۔

بندہ کا توبہ کرنا۔ معصیت کے بعد اسے چھوڑ کر نیکی اور اطاعت کی طرف واپس آنا ہے۔

= اصْلَحُوا - ماضی جمع مذکر غائب اصْلَاحٌ - (افْعَالٌ) مصدر انہوں نے اپنی اصلاح کی۔ وہ سنور گئے انہوں نے اپنے کام کو درست کیا۔ انہوں نے نیک کام کئے۔

بَيِّنَاتٌ - ماضی جمع مذکر غائب - بَيِّنَاتٌ - (تَفْحِيلٌ) مصدر انہوں نے بیان کیا۔ مطلب یہ ہے کہ علماء اہل کتاب جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتب سماویہ میں مندرج صفات کو خلاق سے دانستہ چھپا رکھتے تھے۔ اور بدیں وجہ مستوجب لعن مٹھڑے۔ ان میں سے جو توبہ کر کے اپنے اس گناہ سے باز آگئے۔ اپنے آپ کی اصلاح کر لی۔ اور حقائق کو کما حقہ لوگوں سے بیان کر دیا (تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لیگا)

= اُولَٰئِكَ - سے مراد الَّذِينَ تَابُوا وَاَعْلَمُوا وَبَلَّغُوا ہیں۔

= اَتُوبُ عَلَيْهِمْ - اَتُوبُ - مضارع واحد متکلم - چونکہ تعدیہ علی کے ساتھ ہیں اور فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے مطلب ہوا کہ میں (یعنی اللہ) ان کی توبہ قبول کر لوں گا۔ ان کو معاف کر دوں گا۔ اھم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب ہے۔

= اَلتَّوَابُ - فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے بہت توبہ قبول کرنے والا۔ تَوَابًا سے مشتق ہے اگر اس کی نسبت بندہ سے ہو۔ تو معنی ہوں گے بہت توبہ کرنے والا

۱۶۱:۲ = وَهَمْ كُفَّارٌ - جملہ حالیہ ہے درآں حالیکہ وہ کافر ہی تھے۔

۱۶۲:۲ = خَالِدِينَ فِيهَا - خَالِدِينَ - اسم فاعل جمع مذکر بحالت نصب - خُلُودًا (بَاب نَصَد) مصدر ہمیشہ

رہنے والے۔ فِيهَا - اس میں تھا ضمیر واحد مؤنث غائب لعنة کے لئے ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ یا یہ النَّار - ہے (دوزخ) کے لئے ہے اور النَّار کو اس کی شان کی عظمت کی وجہ سے مضمحل رکھا گیا ہے اور اسم کی جگہ ضمیر کو لایا گیا خَالِدِينَ - عَلَيْهِمْ کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے

= لَا يُخَفَّفُ - مضارع منفی مجہول واحد مذکر غائب - وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ یعنی عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ - یہ جملہ حال ہے ضمیر خَالِدِينَ سے

= وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ - واو عاطفہ ہے۔ اس کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ لَا يُنظَرُونَ - مضارع منفی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ اس کا مادہ ن ظ ر ہے۔ لَا يُنظَرُونَ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱) مصدر اِنظَارٌ - مہلت دینا سے مشتق ہے اس صورت میں معنی ہوں گے اور زمان کو مہلت دی جائے گی راوی یہی راجح ہے ۲

۲) یہ مصدر اِنظَارًا سے مشتق ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے اور زمان کا انتظار کیا جائے گا کہ کسی قسم کی تندرستی (۳) یہ مصدر نظَر سے مشتق ہے معنی دیکھنا۔ اس صورت میں معنی ہوں گے اور زمان کی طرف نظر رحمت کی جائے گی اھم ضمیر جمع مذکر غائب تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۱۶۳:۲ = اِلٰهُكُمْ - مضاف مضاف الیہ - تمہارا معبود۔

= اِلٰهُ وَّاحِدٌ - وَّاحِدٌ - صفت مؤکدہ ہے اِلٰهُ کی کیونکہ اِلٰهُ کی تنوین سے خود وحدت مترشح ہے۔ اور اِلٰهُ موصوف کو وحدانیت کی تاکید اور تائید کے لئے ذکر فرمایا۔ موصوف و صفت مل کر اِلٰهُكُمْ کی خبر ہوتے۔

= لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - زیادتی تاکید و تقریر کے لئے ہے۔ اور یہ اِلٰهُكُمْ کی دوسری خبر ہے۔

= الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ - بھی اِلٰهُكُمْ کی تیسری اور چوتھی خبر ہے۔

۱۶۴:۲ = اِنَّ حَرْفٌ مُّشَبَّهٌ بِالْفِعْلِ -

۱، فی خلق السموات والارض

۲، واختلاف الليل والنهار

۳، والفلک التي تجرى فی البحر بما ینفع الناس

۴، وما انزل الله من السماء من ماء۔

یہ سب جملے یکے بعد دیگرے ان کی خبر ہیں۔

۵، فاحیا به الارض بعد موتها

۶، وبث فیہما من کل دابة

۷، وتصريف الرياح

۸، والسحاب المسخر بین السماء والارض

لَا اٰیٰتٍ یَّقُوْمُ یَعْقِلُوْنَ۔۔۔۔۔ اسم ان۔ (لام کو ان کے اسم کی خبر کے بعد میں آنے کی وجہ سے لایا گیا ہے)

= اِخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سے مراد دن رات کا آگے پیچھے آنا۔ ان کا چھوٹا بڑا ہونا۔ کرہ ارضی پر مختلف مقامات پر ان کا طوالت میں کم و بیش ہونا۔ ہے۔

= اَلْفُلُکِ۔ یہ لفظ مذکر مؤنث، واحد، جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کشتی، جہاز۔

= تَجْرِیْ بِہَا۔ تَجْرِیْ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ چلتی ہے۔ وہ جاری ہے۔ بہا میں ب تقدیر کا

بے تَجْرِیْ ب۔ وہ لے جاتی ہے۔ وہ لے کر چلتی ہے۔ اور ما موصولہ ہے۔ یَنْفَعُ النَّاسَ (جو) نفع پہنچاتی

ہے لوگوں کو، یعنی اور جہازوں میں، کشتیوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جو لوگوں کو نفع پہنچاتی

ہیں۔ سامان تجارت وغیرہ۔

= اَحْیَا بِہَا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (بمعنی مضارع،) وہ زندہ کرتا ہے۔ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع مآب۔

= بَثَّ۔ ماضی واحد مذکر غائب (بمعنی مضارع،) وہ پھیلاتا ہے وہ بکھیرتا ہے (باب نصر، ضَرْبَ) اصل

میں بَثَّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اس لئے ہوا سے خاک اڑنے۔ غم سے بے قرار

ہونے۔ اور راز کے افشاء کرنے کے لئے بَثَّ کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا (۵۶-۶) پھوہ

منتشر ذرات کی طرح اڑنے لگیں۔ اور یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفُرَّاسِ الْمَبْثُوْرَةِ۔ (۱۰۱-۱۰۲) جس دن

لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے۔

= فِیْہَا۔ اور اس سے قبل بَعْدَ مَوْتِہَا میں ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اَلْاَرْضِ کے لئے ہے

= دَاْبَةٌ۔ الدب اور اَلدَّابُّیْب (باب ضَرْبَ) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے

مستعمل ہے۔ اس میں تہ وحدت کی ہے دَوَابُّ جمع ہے اگرچہ عرف میں یہ لفظ گھوڑے کے لئے مخصوص ہے

مگر سب جانوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے قرآن مجید میں اس کا استعمال ہر ذی حیات چیز کے لئے ہوا ہے۔

دَابَّةُ الْأَرْضِ - جس کا ذکر آیت شریفہ (۲۷: ۸۲) میں آیا ہے اس سے ایک خاص جانور مراد ہے جو قیامت سے پہلے زمین سے نکلیگا۔ (بعض کے نزدیک مکہ معظمہ میں کوہ صفا کے پھٹنے سے زمین سے نمودار ہوگا) جو کہ لوگوں سے باتیں کرے گا اور نشان لگا کر سچے ایمانداروں اور چھپے ہوئے منکروں کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دینگا = تَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ - مضاف مضاف الیہ - ہواؤں کا بدلنا تَصْرِيفِ (تفعیل) مصدر - صَوَّفَ يَصْرِفُ کا - بمعنی پھیرنا - بدلنا - قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے صَوَّفْنَا الذِّيَّاتِ (۴۶: ۲۷) اور ہم نے (اپنی) نشانیوں پھیر پھیر کر (بیان کر دی ہیں)

الرِّيَّاحُ - ریح کی جمع ہے -

فائدة - قرآن مجید میں جہاں ار سال ریح کا ذکر ہے اگر بہ لفظ جمع ہے یعنی ریح کا لفظ استعمال ہوا ہے تو وہاں عام طور پر رحمت کی ہوائیں مراد ہیں - اور اگر ریح یعنی واحد کا لفظ استعمال ہوا ہے تو عذاب کے معنی مراد ہیں - چنانچہ ریح (جمع) کے متعلق ارشاد ہے وَأَرْسَلْنَا الرِّيَّاحَ لَوَاقِحَ (۱۵: ۲۲) اور ہم ہی ہوا کو چلاتے ہیں جو بادلوں کو پانی بردار کرتی ہے - اور إِنَّ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ (۳۰: ۶) کہ ہواؤں کو اس غرض سے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بارش کی خوشخبری پہنچائیں - اور سایح (واحد) کے متعلق فرمایا إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَوْرًا (۵۴: ۱۹) ہم نے ان پر ایک زناٹے کی آندھی چلائی - اور اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ (۱۴-۱۸) اس کو سخت ہوائے اُری -

= السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ - موصوف و صفت - تابع فرمان بادل (جو آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے) یعنی وہ بادل جو اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہیں جدھر اس کا حکم ہوتا ہے ادھر کو وہ چلتے ہیں - اور جہاں وہ چاہتا ہے برستے ہیں -

بعض نے السحاب کو موصوف اور المسخر بین السماء والارض کو اس کی صفت لکھا ہے - اور ترجمہ یوں کیا ہے - اور بادلوں میں جو زمین اور آسمان کے درمیان مقید ہیں نہ اوپر جاتے ہیں نہ نیچے گرتے ہیں -

سحاب اسم جنس جمع ہے - اس کا واحد سحابة ہے یہ مذکر بھی آتا ہے اور مؤنث بھی - مفرد بھی آتا ہے اور جمع بھی - لفظ کی رعایت سے اس کی صفت مفرد آتی ہے جیسے آیت مندرجہ بالا - وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور معنی کی رعایت سے جمع بھی لائی جاتی ہے جیسے وَ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ (۱۳: ۱۲) اور اٹھاتا ہے بھاری بادل - مذکر کی مثال جیسے آیت مذکورہ (وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ - ...)

= يَعْقِلُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - عَقْلٌ (ضَرْبٌ) مصدر وہ سمجھتے ہیں - وہ غور کرتے ہیں -

۲: ۱۶۵ = وَمِنَ النَّاسِ - میں راو حال ہے یعنی حال یہ ہے کہ باذہوان براہین منیرہ کے - مِنْ تَبْعِيضٍ ہے یعنی لوگوں میں بعض ایسے ہیں ... مِنْ بِمَعْنَى الَّذِي ہے -

= يَتَّخِذُ - مضارع واحد نكرة غائب - اِتَّخَذَ (اِفْتَعَلَ) مصدر - قرار دیتا ہے - بناتا ہے -

= اَنْذَا دَا - نِدَاءٌ کی جمع ہے - نظیر: مثل، نداء اور مثل میں فرق یہ ہے کہ مثل عام ہے اور نداء خاص - مثل کا استعمال

ہر قسم کی شرکت کے لئے ہوتا ہے - صوفیائے کرام نے اَنْذَا دَا کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ کل ماکان مشغلاً عن

الله ما نعا عن امتثال امره؛ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور اس کے احکام کی تعمیل سے روک دے

وہ اندا ہے خواہ وہ بت ہوں گمراہ رئیس ہوں مال و دولت ہو، اولاد ہو - علم و فن - لیکن نداء کا استعمال صرف کسی کے

ذات اور جوہر میں شریک ہونے کے لئے ہے -

= يُجِئْتُونَهُمْ - مضارع - صیغہ جمع نکر غائب - باب افعال سے - اِجَابُ مصدر - هُمُ ضمیر مفعول جمع نکر غائب

جس کا مزج اَنْذَا دَا ہے -

= كَحُبِّ اللهِ - میں کاف تشبیہ کا ہے -

= اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ - اَشَدُّ شِدَّةً سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے اَشَدُّ کا متعلق محذوف ہے - تقدیر کلام

یوں ہے اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ مِنْ هُوَ لَدِي لِذَلِكَ اِدِينِي تَمُنِينَ کی اللہ سے جو محبت (میلان قلب) ہے وہ

مشرکین کی غیر اللہ سے محبت سے کہیں زیادہ ہے -

= كَوْ حَرْفِ شَرْطٍ ہے جس کا جواب محذوف ہے -

= يَرَى - فعل مضارع واحد نکر غائب - اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں -

۱، ا، اس فعل کا فاعل أَحَدٌ محذوف ہے ترجمہ ہوگا - اگر کوئی دیکھے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں اس صورت میں اَلَّذِينَ

ظَلَمُوا فعل یرى مفعول ہوگا -

۲، یرى کا فاعل اَلَّذِينَ ظَلَمُوا ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا - اگر ظالم لوگ دیکھ پاتے یا جان جاتے -

= اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ - ظرف زمان ہے فعل یرى کا - جب دیکھیں گے وہ عذاب (جو ان کو ملے گا)

= اَنَّ الْقُوَّةَ شَدِيدُ الْعَذَابِ مفعول یرى کا (۲) کی صورت میں -

لَوْ کا جواب محذوف ہے - محذوف جواب عبارت کے سیاق و سباق کے مطابق ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں

کیونکہ حذف میں تعیین تو ہوتی نہیں مثلاً یہاں جواب محذوف ہے - لَمَّا اَتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اَنْذَا دَا (تو ہرگز

اس کے یعنی اللہ کے سوا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے) بھی ہو سکتا ہے اور لَوْ قَعُوا مِنَ الْحَسْرَةِ وَالنَّدَا

فِيمَا لَا يَكاد يوصف - تو ناقابل بیان حسرت و ندامت کا شکار ہو جاتے -

مندرجہ بالا تقریر پر آیت کے معنی ہوں گے ۱، اگر ظالم لوگ عذاب اور مصائب دنیوی دیکھتے وقت یہ جانتے

کہ تمام قوت اللہ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ شدید العذاب ہے تو ہرگز من دون اللہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے

اور نہ اور کسی سے محبت کا دم بھرتے - (۲) اگر یہ ظلم کرنے والے قیامت کے دن عذاب دیکھتے وقت یہ بات

جائیں گے کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ اشد العذاب ہے تو سخت نادم ہوں گے۔

= فائدہ۔ کَوْبَرِي اور اذْيَرُونَ میں کَو اور اذْيَرُونَ یہاں مستقبل کے لئے آئے ہیں۔ حالانکہ یہ ماضی پر استعمال ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں تو مستقبل بھی مثل ماضی کے ہے جیسے ماضی کا وقوع یقینی ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے نزدیک مستقبل کا وقوع بھی یقینی ہے۔

یہاں کَو بمعنی کاش (حرف تمنیٰ) بھی ہو سکتا ہے۔

۱۶۶:۲ = اِذْ تَبَرَّأْ۔ ای اذْ كُرِ الْوَقْتِ اِذْ تَبَرَّأْ۔ یاد کرو اس وقت کو کہ جب بیزاری ظاہر کریں گے۔

= تَبَرَّأْ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَبَرَّأَ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ وہ بیزار ہوا۔ اس نے بیزاری ظاہر کی۔ (یہاں جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے) اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بَرِيٌّ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ (۹:۳) کہ خدا ان مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی دان سے دست بردار ہے

الْبَرَاءُ۔ البراء کے اصل معنی کسی مکروہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ جیسے بَرَأْتُ مِنَ الْمَرَضِ میں تندرست ہوا۔ بَرَاءٌ قَدْ وَاِبْرَاءُ تَدُ۔ میں نے اس کو ہمت سے بری کر دیا۔ دَجَلٌ بَرِيٌّ پُاک اور بگینا آدمی۔ بَرَّءٌ۔ مادہ۔

= اَتَّبِعُوا۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب اِتَّبَعُوا۔ مصدر (اِفْتِعَالٌ) جن کی پیروی کی گئی۔ پیشوا لوگ اِتَّبَعُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ جنہوں نے پیروی کی۔ جنہوں نے اتباع کیا۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے معبودانِ باطل خود اپنے پیروکاروں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

= دَرَأُوا الْعَذَابَ۔ داؤءِ عالیہ ہے ای تَبَرَّءُوا حَال رُدِّيْتِهِمُ الْعَذَابَ وہ بیزاری کا اظہار کریں گے درآسنا لیکہ وہ عذاب دیکھ رہے ہوں گے۔

= وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ السَّبَابُ۔ داؤءِ عاطفہ ہے۔ تَقَطَّعَتْ۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب تَقَطَّعَتْ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ کٹ گئی۔ ٹوٹ گئی۔ السَّبَابُ۔ جمع سَبَبٍ کی۔ رستیاں۔ ذرائع۔ سبب اس رستی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہر اس شے کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توصل کا ذریعہ ہو۔ یہاں آیت شریف میں اسباب سے مراد نفع کی توقع۔ دفع ضرر کی تمنا۔ قرابت دوستی وغیرہ۔ قیامت کے روز یہ سب اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ جاتے رہیں گے۔ = بِهِمْ میں بَ عَن کے معنی میں بھی ہو سکتی ہے بِهِمْ ای عَنْهُمْ اور ب سبب بھی ہو سکتی ہے۔ ای تَقَطَّعَتْ بِسَبَبٍ كُفْرِهِمْ یعنی یہ قطع تعلق بسبب ان کے کفر کے ہوگا۔

۱۶۷:۲ = کَو۔ یہاں بمعنی لیت (حرف تمنیٰ) ہے ای کاش۔

= کَوْرَةً۔ کَوْر۔ کسی طرف مڑ جانا۔ جھک جانا۔ لوٹ جانا۔ کَوْر کے بعد کَوْرٌ وحدت کی ہے جس کے معنی

ایک بار۔ کثرۃ۔ ایک بار لوٹنا۔ ایک پھیرا۔ ایک واپسی۔ دشمن پر یکبارگی حملہ کرنے کو بھی اسی مناسبت سے کثرۃ کہتے ہیں۔ کثرتاً بار بار لوٹ، لوٹ کر دشمن پر حملہ کرنے والا۔ سورۃ الملک میں ہے تَمَّارُجِ الْبَصَرِ كَثْرَتَيْنِ (۴:۶۶) پھر نگاہ کو دوسری بار ڈال۔ پھر دوبارہ (غور سے) نگاہ ڈال۔

== فَذْتَبَرَأُ۔ ف تمنیٰ کے جواب میں ہے۔ فَتَبَرَأَ مَضَارِعٌ مَنْصُوبٌ كَمَا صِيغَةُ جَمْعٍ مُتَكَلِّمٍ مَنْصُوبٌ بِجَوَابِ تَمَنَّى كَمَا لَوْ بِمَعْنَى لَيْتَ آيَا هِيَ۔ نَصَبٌ عَلَى جَوَابِ التَّمَنَّى لِأَنَّ لَوْ فِي مَعْنَى التَّمَنَّى وَالْمَعْنَى لَيْتَ لَنَا كَثْرَةٌ فَذْتَبَرَأُ۔ (مدارک التنزیل) مطلب آیت کا ہے اے کاش ہمیں ایک بار پھر دنیا میں جانا نصیب ہو کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی (دنیا میں) ان سے بیزار ہوں۔

= كَمَا فِي كَافٍ حَرْفٍ تَشْبِيهِ كَمَا فِي أَوْرَامًا مَوْصُولًا هِيَ۔ اِسْمِي طَرَحٌ جَيْسَ يَرْتَمِي سَ مِنْ بِيْرَارٍ هُوَ يَرْتَمِي۔

= كَذَا لِكَ۔ كَافٍ حَرْفٍ تَشْبِيهِ ذَلِكَ اسْمٍ اِسْمًا بَعِيدًا۔ اس میں ذ۔ اسم اشارہ ہے۔ اور ك حرف خطاب ہے اِسْمِي طَرَحٌ = يُوْرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسْرَاتٍ عَلَيْهِمْ۔

يُوْرِي مَضَارِعٌ۔ جمع مذکر غائب اِرَاءَةٌ (افعال) مصدر وہ دکھائے گا۔ هِيْمٌ۔ يُوْرِي كَمَا مَفْعُولٍ اَوَّلٍ۔ (هِيْمٌ كَمَا مَرْجِعٌ مُشْرَكِينَ مَعْبُودَانِ بِالظَّلِّ كَيْ يُوْرِيَهُمْ) اَعْمَالَهُمْ مَضَارِعٌ مَضَارِعٌ مَضَارِعٌ اَلِيهِ مَلِكٌ مَفْعُولٌ ثَانِي۔ اور اگر يُوْرِي اَفْعَالٌ قَلْبٌ هُوَ تَوْحَسَّرَاتٍ اس کا تیسرا مفعول ہو جائیگا۔ ورنہ حال ہوگا (تفسیر منظری)

= دَمَا هُمُ بِخُرَجِيْنَ رِثَ النَّارِ۔ خُرَجِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تفسیر منظری لکھتے ہیں۔ اور وہ کبھی دوزخ سے نہ نکلیں گے۔ دَمَا هُمُ بِخُرَجِيْنَ اَصْلٌ فِي مَا يَخْرُجُوْنَ تَحَا۔ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ اس لئے بنایا گیا کہ بطور مبالغہ یہ سمجھا جائے کہ جہنم میں ہمیشہ ہی کے لئے رہیں گے۔ اور اس لئے کہ نجات اور خلاصی پانے سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ جملہ فعلیہ میں اتنا مبالغہ نہیں۔

۱۶۸:۲ = حَلَالًا طَيِّبًا۔ حَلَالًا۔ مَفْعُولٌ هِيَ كَلُّوا كَا طَيِّبًا صِفَتٌ هِيَ حَلَالًا كِي۔ پاك، ستھرا

حلال۔

= لَا تَتَّبِعُوا۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر، تم پیروی مت کرو۔ اِتِّبَاعٌ۔ (اِفْتِعَالٌ) مصدر۔

= خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ۔ مَضَارِعٌ مَضَارِعٌ اَلِيهِ۔ خُطُوَاتٍ جَمْعٌ هِيَ خُطُوَةٌ كِي۔ وہ فاصلہ جو دو قدموں کے درمیان ہو۔ خُطُوَةٌ اَيْكٌ بَارَقِدْمٌ اِثْمَانًا۔ خَطُوَ مَادَّةٌ۔ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ سے مراد شیطانی راستے ہیں

مطلب یہ ہے کہ شیطان کے نقش قدم پر مت چلو

= عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ مَوْصُوفٌ وَصِفَتٌ۔ كَهَلَا دُشْمَنٌ۔ مُبِينٌ۔ اَبَانَ مُبِينٌ۔ اِبَانَةٌ۔ (بَابُ اَفْعَالٍ)

اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اِبَانَةٌ۔ ظاہر۔ کھلا ہوا۔ ظاہر کرنے والا۔ بَيْنٌ مَادَّةٌ۔ اس سے باب افعال

تفعیل، استفعال، لازم بھی آتے ہیں اور متعدی بھی اسی لئے مُبِينٌ کے معنی ظاہر بھی ہیں ظاہر کرنے والا بھی۔

= السُّوء - سُوء - در اصل اس شے کو کہتے ہیں جو انسان کو غمگین کرنے والی ہو۔ برائی، آفت، گناہ، بُرا کام۔
عیب - یہ سب سو میں شامل ہیں۔

= الْفَحْشَاءُ - باسنا کے وزن پر مصدر ہے۔ فُحِشٌ - مادہ - الْفَحْشَاءُ وہ قول یا فعل جس کی بُرائی کھلی ہوئی ہو۔ اور اس کا سننا یا کرنا بُرا لگے۔ بُرا کام، بے حیائی کا کام، زنا۔ قرآن مجید میں مختلف معانی میں مستعمل ہے مثلاً وہ کام جو شرعاً بُرا ہو، منجمل، بیحیائی، زنا۔ امر قبیح۔

= دَانَ تَقْوُؤًا - میں اِن مصدر یہ ہے۔ واو عاطف ہے۔ اور جملہ کا عطف السُّوء پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ اور تمہیں السُّوء - الْفَحْشَاءُ اور خدا پر ایسی باتیں بنانے کا حکم دیتا ہے جن کا تم کو کوئی علم نہیں۔ یعنی جو تمہاری من گھڑت ہیں اور لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ان کو احکام خداوندی سمجھنے لگتے ہو۔ تَقْوُؤًا - قول - کا صلہ جب علی کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کسی کے خلاف گھڑ لینا۔ کسی پر بہتان لگانا مَا لَا تَعْلَمُونَ - علم سے یہاں مراد علم یقینی یا علم ثابت بالوحی ہے۔ پس اس وعید کے تحت میں صرف کفر کے ہی نہیں بلکہ بدعت کے اقوال بھی داخل ہو جاتے ہیں (الماجدی) الا تَخَازِلُنَادِر - تحلیل المحرمات تحريم الطيبات (بیضادی)

۱۴۰:۲ = قِيلَ لَهُمْ - میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع النَّاسُ ہے جو یا یہاں النَّاسُ كَلُوا..... میں اوپر آیا ہے۔ مَا لَا تَعْلَمُونَ تک النَّاسُ سے خطاب بصیغہ حاضر تھا۔ اب ان کی طرف ناگواری کے اظہار کے لئے حاضر سے بصیغہ غائب ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور عقلاً سے مخاطب ہو کر کہا جا رہا ہے۔ ان احمقوں کی طرف دیکھو ہماری پسند و نفاق کیا جواب دے رہے ہیں۔

= اِتَّبِعُوا - اِتَّبَعَ (افتعال) سے فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم پیروی کرو۔
= مَا أَنْزَلَ اللَّهُ - اِی الْقُرْآن -

= بَلْ حُرُوفٌ اَضْرَابٌ ہے۔ یہاں ما قبل کا البطل اور ما بعد کا اثبات مقصود ہے۔ یعنی ہم مَا أَنْزَلَ اللَّهُ کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْنَا اِبَاءَنَا کی پیروی کریں گے۔

= مَا اَلْفَيْنَا - ما موصولہ ہے۔ اَلْفَيْنَا - ماضی کا صیغہ جمع مکمل ہے۔ اَلْفَاءُ (افعال) مصدر۔ اَلْفَيْنَا بعضی وجہاً ہم نے پایا۔ اور جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے وَالْفَيَّا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ (۲۵:۱۲) اور دونوں نے دروازے کے پاس اس کے شوہر کو پایا۔ نفی مادہ۔

= اَدَّوْكَانَ اِبَاءَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا - الف استفہامیہ ہے واو عاطف ہے تو حرف شرط ہے جس کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے۔ اَيَّتَبِعُوا نَهْمُ دَلَّوْكَانَ اِبَاءَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا - کیا وہ (پھر بھی) اپنے آباء و اجداد کا اتباع کریں گے۔ اگرچہ ان کے آباء و اجداد کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں (یعنی دین کے متعلق)

== وَلَا يَهْتَدُونَ هِ دَاؤَ عَاطِفِهِ هِ - لَا يَهْتَدُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - اور نہ ہی وہ ہدایت پاتے ہیں - یعنی نہ ہی وہ ہدایت یافتہ ہیں -

۱۷۱:۲ = وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً - اس میں الَّذِينَ كَفَرُوا کا مضاف محذوف ہے اور تقدیر کلام یہ ہے وَمَثَلُ دَاعِيِ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِي يَنْعِقُ مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب - نَعَقٌ - نَعِيقٌ - نَعِيقٌ (باب فتم - ضَوْبٌ) مصادر - فعل لازم و متعدی ہر دو میں مستعمل ہے - چنانچہ بولتے ہیں - نَعِيقَ الْغُرَابِ کوئے کا کائیں کائیں کرنا - اور متعدی بالباء نَعَقَ يَغْنَمِهِ اس نے چیخ کر اپنی بکریوں کو ڈانٹا - بِمَا میں ب تعدیہ کے لئے ہے اور مَا موصولہ ہے بمعنی الَّذِي - جملہ کا ترجمہ ہوگا - اور کافر لوگوں کو دعوتِ حق دینے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو چلا چلا کر ایسی شے کو پکار رہا ہے جو کچھ بھی سوائے پکارنے کے اور چلانے کے نہیں سنتی - یعنی وہ صرف آواز کو سنتے ہیں معنی اور مفہوم کو نہیں سمجھتے دُعَاءٌ = دَعَايِدٌ عُوَا کا مصدر بمعنی پکار، بلانا، دعا کرنا، مانگنا - دَعَاؤٌ - مَاؤُهُ - نِيدَاءٌ - نَادِيٌّ يُنَادِيٌّ کا مصدر بمعنی پکارنا - آواز دینا - نَدَى مَاؤُهُ - دعا اور نداء قریباً ہم معنی ہیں -

= صُمٌّ - خبر ہے جس کا مبتدا مضمرب ہے اِي هُمْ صُمٌّ - وہ بہرے ہیں (آیات کو غور سے نہیں سنتے)

= بُكْمٌ - خبر ثانی - وہ گونگے ہیں - (کہ کلمات تیران کی زبان سے نہیں نکلتے)

= عُمَى - خبر ثالث - وہ اندھے ہیں (کہ ہدایت کو نہیں دیکھتے)

= لَا يَعْقِلُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - سو وہ کچھ نہیں سمجھتے - یعنی چونکہ ان کی فکر و نظر میں خلل واقع ہو گیا ہے اس لئے دین کی بات سمجھتے ہی نہیں -

۱۷۲:۲ = اَشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَاہُ تَعْبُدُوْنَ - جملہ شرطیہ کو شرط کے بعد لایا گیا ہے - ترجمہ اگر تم صرف اسی کی ہی (یعنی اللہ ہی کی) عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر بھی ادا کرو - یہاں صیغہ امر وجوب کے لئے آیا ہے نہ کہ صرف اجازت کے لئے -

۱۷۳:۲ = اِنَّمَا - بعض کے نزدیک یہ کلمہ حصہ ہے بمعنی 'بس' سوائے اس کے نہیں کہ "لیکن حنفیوں کے نزدیک یہاں اِنَّمَا حصہ کے لئے نہیں آیا بلکہ یہ لفظ اِنَّ حرف تحقیق اور مَا کاتم سے مرکب ہے، کیونکہ اول الذکر کی صورت میں سوائے مردار اور خون کے اور کوئی شے حرام نہیں کی گئی - حالانکہ ان دو کے علاوہ اور بہت سی چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہیں -

= حَرَمٌ - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب - تَحْرِيْمٌ (تفعیل) مصدر، اس نے منع کیا - حرام - ممنوع -

حرمت والا - ایک ہی مادہ حرم سے مشتق ہیں - ماہ ہائے حرام - (حرمت والے مہینے) کو حرام اسی وجہ سے

کہا جاتا ہے کہ ان میں بعض چیزوں کو حرام (ممنوع) قرار دیا گیا ہے - جب کہ دیگر مہینوں میں حلال ہیں -

== الْمَيْتَةُ - مرد اور جن کو شریعت نے کھانے کے قابل نہیں قرار دیا۔ تفسیر حقانی میں ہے الْمَيْتَةُ بَرْدَنٌ فَيَعْلَهُ اور اس کا اصل مَيْتُوتَةٌ ہے پس جب کہ واؤ اور می جمع ہوئے اور اول ساکن تھا تو واؤ کو می میں بدل دیا۔ پھری کو می میں مدغم کر دیا۔ لیکن کثرت استعمال سے اس کو بالتخفیف پڑھنے لگے۔ ورنہ دراصل مشتد ہے۔ لغت میں میتہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بطور معمول ذبح کئے بغیر مر جا یا مارا جائے۔

== وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعَبْرًا لِلَّهِ وَادَّعَاطِفَهُ مَا مَوْصُولَةٌ - أَهْلٌ مَاضِي مَجْهُولٌ كَاصِيغَةٍ وَاحِدٌ ذَكَرْنَا بَإِ هَلَالٍ (افعال) مصدر۔ جس کے معنی ہلال دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک لبیک کہنے کو بھی اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی اہلال مکے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا۔ آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ ترجمہ اور وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

= فَمَنْ فِي فاء عاطفہ اور مَنْ شرطیہ ہے۔

= اضْطُرَّ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاچار کیا گیا۔ وہ بے بس کیا گیا۔ اضْطُرَّ (افعال) مصدر۔ جس کے اصل معنی انسان کو کسی ضرر رساں چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ ضرر مادہ اضْطُرَّ (افعال) اصل میں اضْطَرَّ تھا۔ ت کو ط سے بدل دیا گیا ہے اضْطُرَّ ہو گیا۔

= غَيْرَ بَاغٍ حَالٌ ہے اور وَ لَاعَادِ اس پر معطوف ہے۔ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ لَاعَادِ حَبْلٌ شَرْطِيٌّ ہے اور فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ جواب شرطیہ ہے۔ بَاغٍ بَغِيٌّ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ بَاغٍ اصل میں بَاعِيٌّ (ناقص یاتی) تھا ضمہ ی پر دشوار تھا۔ ی کو ساکن کیا۔ اب ی اور نون دو ساکن اکٹھے ہوئے ی اجتماع ساکنین سے گر گئی۔ بَاغٍ ہو گیا۔ بمعنی حد سے نکل جانے والا۔ حکم عدولی کرنے والا۔ عَادِ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے عَادُوْ (باب نصر) عَادُوْ (باب نصر) مصدر جس کے معنی ظلم کرنے یا حد سے بڑھنے کے ہیں عَادِ اصل میں پہلے عَادُوْ تھا۔ واؤ کو یا سے بدلا عَادِيٌّ ہو گیا۔ ی کو گرا دیا۔ عَادِ رہ گیا (قاعدہ ہے کہ جو واؤ اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کا مقابل کسور ہو وہ یا، ہو کر گر پڑتی ہے)

فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ لَاعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ میں بناوٹ و عدوان کا تعلق کھانے سے ہے باغی کا یہ مطلب ہے کہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور عادی کے معنی ہیں کہ زیادتی نہ کرے۔ یعنی بقدر ضرورت کھائے۔ تقدیر آیت یہ ہے۔ فَمَنْ اضْطُرَّ فَآكَلْ غَيْرَ بَاغٍ وَ لَاعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ پس جو عاجز ہوا یا لاچار ہو گیا۔ درآنحالیکہ وہ نہ باغی حکم عدولی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر بقدر ضرورت کھا لینے میں کوئی گناہ نہیں۔

= غُفُورًا - غُفُورَاتٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے (باب ضوَب) بہت بخشنے والا۔ کہ بعض حالات میں

جرائم پر بھی مواخذہ نہیں کرتا (سرحیم)۔ (ایسا شفقت والا کہ تنگی کے موقع پر آسانی بہم پہنچا دیتا ہے) ۲: ۱۷۴ = يَكْتُمُونَ - مضارع جمع مذکر غائب كَتَمَ (باب نصر) مصدر وہ چھپاتے ہیں یا چھپا لیتے ہیں۔

= مَا أَنْزَلَ اللَّهُ - میں ما موصولہ ہے مِنَ الْكِتَابِ - ای فی الکتب فی صفة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - یعنی ان کی الہامی کتاب توراہ یا انجیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق جو نازل ہوا تھا اس کو چھپا لیتے ہیں یا مِنْ تَبْعِيضِهِ بھی ہو سکتا ہے - یعنی یہود توراہ میں بعض تعلیمات و حقائق کو چھپا لیتے تھے اور اس سے مقصود ان کا دنیاوی نفع کمانا ہوتا تھا۔

= كَيْشْتَرُونَ بِهِ - مضارع جمع مذکر غائب - اشْتَرَاءً (افْتَعَالٌ) مصدر وہ بدل میں لیتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں۔ بہ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع کتمان حقیقت ہے یا یہ ضمیر مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ کی طرف عائد ہے۔

= ثَمَنًا قَلِيلًا - موصوف، صفت، مھوڑی قیمت، حقیر معاوضہ

= وَلَا يُزَكِّيهِمْ - واو عاطفہ، لا یزکی - مضارع منفی واحد مذکر غائب، وہ پاک نہیں کرے گا - تَزْكِيَةٌ - (تفعیل) مصدر - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب اور نہ ہی وہ ان کو پاک کرے گا - یعنی نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت سے ان کے گناہ معاف کرے گا۔

= عَذَابُ الْيَسْمُ - موصوف صفت - دردناک، دکھ دینے والا - فَعِيلٌ بمعنى فاعِلٌ ہے۔

۲: ۱۷۵ = أُولَئِكَ يَهِي هِي هِي وہ لوگ - اسم اشارہ بعید جمع مذکر۔

= نَمَّا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ - مَا استفہامیہ ہے اور معنی تو یہ ہے - ای مالذی صبرہم دای شئ جَسَرَهُمْ عَلَى النَّارِ - ترکوا الحق و اتبعوا الباطل - دوزخ کا عذاب جھیلنے پر انہیں کس نے صبر دیا اور کس نے انہیں اس کی جسارت دلانی کہ حق کو ترک کر کے باطل کے تابع ہو گئے۔ یا مَا بمعنی تعجب ہے - تعجب ہے ان کے حال پر کہ حق کو ترک کر کے اس حیرت صبر اور بیباکی سے عذاب جہنم کے لئے تیار ہیں - کیا ہی ان کا صبر ہے جہنم کے عذاب کو جھیلنے کا - اس صورت میں یہ افعال تعجب میں سے ہے (مَا أَفْعَلَهُ وَأَفْعِلَ بِهِ - افعال تعجب کے دو صیغے ہیں)

= ذَٰلِكَ - ای مجموع ما ذکر من احل النار وعدم التكليم والتزكية والعذاب المرتب علی الکتاب ما انزل اللہ من الکتاب - یعنی ان کا اپنے پیٹوں کو دوزخ کی آگ سے بھرنا - خداوند کریم کا ناراضگی سے ان سے کلام تک نہ کرنا - اور نہ ہی ان کے گناہوں کی مغفرت کر کے ان کو پاک کرنا اور دردناک عذاب میں مبتلا کرنا سب ہی اس میں شامل ہیں۔

== ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ فِيْهِ سَبِيۡهٌۭ لِّمَنۡ يَّشَاءُ ۗ اِذۡ لَكَ الْعَذٰبُ لِسَبۡبِ
 اَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَرَفُضُوۡهُ بِالۡتَكۡذِیۡبِ ۗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا سَبۡبَ الَّذِیۡنَ نَزَّلَ عَلَیۡهِمُ
 اللّٰهُ تَعَالٰی نے تو کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا مگر انہوں نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے اس کو
 چھوڑ دیا۔ الکتب سے مراد توراہ بھی ہو سکتی ہے اور القرآن بھی۔ یا مطلق کتاب مراد ہے کہ جو توراہ و
 قرآن و دیگر کتب سماویہ کو شامل ہے۔

== فِي الْكِتٰبِ مِثۡلُ الْاٰیٰتِ الَّتِیۡ فِي الْاِنۡجِیۡلِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَیۡ خَبِیۡرٌۭ عَلِیۡمٌۭ
 پر تو ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔ یا الف لام عہد کا ہے۔ اور اس صورت میں اشارہ یا تو توراہ کی
 جانب ہے اور یا القرآن کی طرف۔
 == لَفِیۡۤ اٰیٰتٍ لِّمَنۡ یَّاۤمَنُ ۗ لَیۡسَ لَیۡفٍۭ لِّمَنۡ یَّاۤمَنُ ۗ

== شِقَاقٌۭ لِّبَعِیۡدٍ مَّوۡصُوۡفٍۭ، صِفَتٌۭ الشَّقِیۡۃُ شِکَافٌۭ کُوۡفِیۡتَہِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ کُوۡفِیۡتَہِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ
 شَقَقْتَهُ بِنِصْفَیۡنِیۡنِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ کُوۡفِیۡتَہِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ کُوۡفِیۡتَہِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ کُوۡفِیۡتَہِیۡۤ اِیۡ شِقَاقٌۭ
 شَقًا (۲۶: ۱۸۰) پھر ہم نے زمین کو چیرا چیرا (باب انفعال) اِنشِقَاقٌۭ لازم آتا ہے اِذۡ اَلۡسَمَآءُ اَلۡشَقَّتْ
 (۱: ۸۴) جب آسمان پھٹ جائے گا۔

باب فِعَالٌۭ سے اَلشَّقَاقُ اور باب مفاعلة سے مُشَاقَّةٌ بمعنی مخالفت کرنا۔ دشمنی کرنا ہے اس
 صورت میں شِقَاقٌۭ بمعنی مخالفت، باہم دشمنی، مقابلہ، باہم ضد بازی ہے۔ جملہ کا مطلب ہو گا کہ:
 وہ ضد میں آکر (ٹیکے سے) دور ہو گئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے مخالفت میں دور نکل گئے ہیں
 ان کی باہمی مخالفت و عناد کا پاٹ طویل ہو گیا ہے۔

۲: ۱۷۷ = اَلۡبِیۡرُ یٰۤاَبۡرَہٰمَ کِیۡفَ یۡجۡزِیۡکَ ۗ اِنَّکَ لَکَافٍۭ لِّمَنۡ یَّجۡزِیۡکَ ۗ اِنَّکَ لَکَافٍۭ لِّمَنۡ یَّجۡزِیۡکَ ۗ
 اس سے اَلۡبِیۡرُ مشتق کیا گیا جس کے معنی وسیع پیمانہ پر ٹیکے کرنے کے ہیں اس کی نسبت کبھی اللہ
 تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے جیسے اِنَّہٗ ہُوَ اَلۡبِیۡرُ الرَّحِیۡمِ (۲۸: ۵۲) بیشک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے
 اور کبھی بندہ کی طرف جیسے بَدَّ اَلۡعَبۡدُ رَیۡبَہٗ، بندے نے اپنے رب کی خوب اطاعت کی بَدَّ و بَادَّ
 اسم صفت۔ اَبْرَآءٌ و بَرَّوۡا جمع، نیک، نیکوکار۔ اطاعت شعار۔ اچھا سلوک کرنے والا۔ ہُوَ بَرٌّ و بَادٌّ
 بِوَالِدِیۡہِ۔ وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا ہے۔

== اِنَّ تَوَلَّوۡا فِیۡۤ اَنۡ مَّصَدِرٍۭ ہِیۡ۔ تَوَلَّوۡا مَصَارِعٌۭ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی اَنَّ کے عمل سے
 گر گیا ہے۔ تَوَلَّیۡتَہُ (تفعیل) مصدر یہ لغات اضداد میں سے ہے۔ منہ کرنے اور منہ پھرنے دونوں
 معنی کے لئے آتا ہے۔ جیسے اِنَّ تَوَلَّوۡا وَّجُوۡہَکُمُ (آیت ہذا) کہ تم اپنے منہ کرو" پہلے معنی میں آیا ہے اور

لَعْدَاۤنَ تُولُوۡا مَدْبِرٰتِكُمْ (۲۱: ۵۴) جب تم جاچکو گے پیٹھ مھیر کر۔ دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

== قِبَلَ - اَلْجِهَةُ (المعجم الوسيط) طرف - سمت، مقابلہ - طاقت (قاموس القرآن) جہت کے معنی میں آیت نہا میں مستعمل ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُولُوۡا وُجُوۡهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف۔ اسی معنی میں اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے فَعَالِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا قَبْلَكَ مُهۡطِعِيۡنَ - (۴۰: ۳۶) تو ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ تمہاری طرف دوڑتے چلے آئے ہیں۔

قِبَلَ - بمعنی طاقت و قدرت بھی آیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں آیا ہے۔ فَلَمَّا تَيَسَّنٰهُمۡ بِجُنُوۡدِكُمْ قَبْلَ لِمۡ يۡهَيۡـَٔا - (۲۴: ۲۴) ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجیں گے جن کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔

قِبَلَ تقدم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ لَعْدُ کی ضد ہے۔ باب تفعّل سے بمعنی قبول کرنا قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے۔

== وَ اَلَكِيۡنَ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اَلِخَ الْبِرَّ - منصوب بوجہ عمل الْكِيۡنَ ہے الْبِرَّ کی دو صورتیں ہیں (۱) الْبِرُّ - نیکی - بھلائی، نیکی کرنا (باب سَمِعَ) مصدر بمعنی فاعل بطور مبالغہ آیا ہے۔ اور تقدیر عبارت یوں ہے وَ اَلَكِيۡنَ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ اَلِخَ وَ لٰكِيۡنَ نِيۡكِيۡ كَرْنِے وَالادہ ہے جواشہد پر ایمان لایا اَلِخَ

(۲) مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (مضاف الیہ) کا مضاف مقدر ہے۔ اور تقدیر کلام یوں ہے وَ اَلَكِيۡنَ الْبِرَّ سِبۡرۡ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اَلِخَ بَلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جواشہد پر ایمان لایا اَلِخَ

= اَلِخَ - ماضی واحد مذکر غائب - اِيۡتَاءُ (افعال) مصدر - اس نے دیا۔

== عَلٰی حُبِّہٖ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں (۱) اس کا مرجع اَلْمَالُ ہے یعنی مال کی محبت ہوتے ہوئے بھی اس نے اس کو دیا۔ یا خرچ کیا (۲) اس کا مرجع اللہ ہے یعنی اللہ کی محبت میں اس نے مال خرچ کیا (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ضمیر مصدر اِيۡتَاءُ (دینا - خرچ کرنا) کی طرف راجع ہو۔ مال کو دیا دینے کی محبت سے۔ یعنی اس کا دل خرچ کرنے سے ناخوش نہیں ہوا بلکہ خوب جی کھول کر دیا۔

== ذَوٰی التُّرْبٰی - مضاف مضاف الیہ - قرابت والا - قرابت دار - نزدیکی رشتہ دار - ذُوۡا - اسما سبتہ کبرہ میں سے ہے۔

== اِبۡنُ السَّبِيۡلِ - راستہ کا بیٹا یعنی مسافر، راہگزر۔ چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے اِبۡنُ السَّبِيۡلِ کہتے ہیں۔

فِيۡ الرِّقَابِ - رِقَابٌ - گردنیں رَقَبَةٌ کی جمع ہے۔ اِیۡ اَتٰۤیَ الْمَالَ فِیۡ تَخْلِیۡصِ الرِّقَابِ اَذۡنٰی فَاذۡ الرِّقَابِ جو خرچ کرتا ہے مال کو غلام آزاد کرانے میں۔ اسی مضمون کو دوسری جگہ قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے

وَمَا آذَنُكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُ رَقَبَةً (۹۰: ۱۲-۱۳) اور تم کیا سمجھے کہ گھائی کیا ہے؟ کسی کی گردن چھڑانا۔
رَقَبَةً اصل میں گردن کا نام ہے۔ پھر حملہ بدن انسانی کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اور عرف عام میں یہ غلام کا نام پڑ گیا۔

= الْمَوْفُونَ - اسم فاعل جمع مذکر اِيْقَاءُ (اِنْفَعَالٌ) مصدر۔ پورا کرنے والے۔ پورا دینے والے۔ وَفِيْ
مصدر۔ اپنا عہد پورا کرنے والے۔ اس جملہ کا عطف جملہ مَنْ اَمَنَ پر ہے۔

= عَاهِدُوا - ماضی جمع مذکر غَائِبٌ مُعَاهَدَةٌ (مُعَا عَلَةٌ) مصدر انہوں نے معاہدہ کیا۔ انہوں نے عہد
باندھا۔
= الْبِئْسَاءِ - سختی، فقر، تنگ، پستی۔ اسم مؤنث ہے۔ بُوْسٌ سے مشتق ہے۔ صفت نہیں ہے
بعض کے نزدیک صفت ہے جو موصوف کے قائم مقام ہے۔

= الصَّابِرِينَ - الصَّابِرِينَ کو یہاں الْمَوْفُونَ کی طرح معطوف نہیں لایا گیا بلکہ فقر و مرض اور جہاد فی سبیل اللہ کے
مواقع پر صبر و استقلال کو دیگر نیک اعمال متذکرہ بالا پر فضیلت کے اظہار کے لئے اسے منصوب علی الاختصاص
والمدح لایا گیا ہے (نصب علی الاختصاص کے لئے ملاحظہ ہو عربی زبان کی گرامر مصنف ڈبلیو آرٹ آرٹیکل ۳۵
جلد دوم)

= الضَّرَّاءِ - تکلیف، سختی، تنگی، مرض، مصیبت۔ اسم ہے۔ سَرًّا اور نَعْمَاءَ کی ضد ہے۔ الْبِئْسَاءِ
وَالضَّرَّاءِ دونوں مؤنث ہیں ان کا مذکر نہیں آتا۔

= وَحِينَ الْبِئْسِ - مضاف مضاف الیہ۔ حِينَ - بمعنی وقت۔ الْبِئْسِ - لڑائی۔ دبیر، سختی۔ آفت
جنگ کی شدت۔ اصل میں تو اس کے معنی سختی اور آفت کے ہیں مگر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں کثرت سے
مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَاللّٰهُ اَشَدُّ بِاَسَاوَا اَشَدُّ تَكِيْلًا ط (۴: ۸۴) اور خدا لڑائی کے اعتبار
سے بہت سخت ہے۔ اور نرا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے۔

الْبِئْسَاءِ اور الْبِئْسِ - مادہ ب ع س سے مشتق ہیں۔

= اُوْلٰئِكَ مندرجہ بالا اوصاف کے حامل۔

= صَدَقُوا - انہوں نے سچ کر دکھایا۔ صِدْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غَائِبٌ۔ اسی صدقوا فی الدین
و اتباع الحق و طلب البر۔ جو دین کے بارہ میں سچے اترے اور حق کے اتباع اور نیکی کی طلب میں کما حقہ
فعال ہے۔

= الْمُتَّقُونَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ اِتِّقَاءُ (اِنْفَعَالٌ) مصدر پرہیزگار۔ تقویٰ رکھنے والے۔

گویا ایک نیک اور استباز متقی میں مندرجہ ذیل صفات ہونی چاہئیں۔

۱، جو ایمان رکھتا ہو! (۱، اللہ پر ۲، یوم آخرت پر ۳، ملائکہ پر ۴، کتاب (قرآن مجید) پر ۵، نبیوں پر۔

(۲) جو مال خرچ کرتا ہو اللہ کی محبت کی خاطر (۱) قرابت داروں پر (۲) یتیموں پر (۳) مسکینوں پر (۴) مسافروں پر (۵) سوال کرنے والوں پر (۶) غلاموں کے آزاد کرنے پر۔

(۳) جو نماز پڑھتا ہو۔

(۴) جو زکوٰۃ دیتا ہو

(۵) جو ایقانہ عہد کرتا ہو

(۶) جو تنگ دستی، تکلیف اور خنک کی سختی میں صابر اور ثابت قدم رہتا ہو۔

۱۷۸:۲ - كَتَبَ عَلَيْكُمْ - كَتَبَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب - كَتَبْتُ وَكِتَابٌ (باب نصر) لکھنا۔ علی کے صلہ کے ساتھ بمعنی کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنا۔ واجب کرتا۔ کہا جاتا ہے

كَتَبَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ الطَّاعَةَ وَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ - اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی ذات پر رحمت کو ضروری قرار دیا ہے۔ كَتَبَ عَلَيْكُمْ تم کو حکم دیا ہے۔ تم پر لازم قرار دیا ہے۔ تم پر فرض کیا گیا ہے۔

= الْقِصَاصُ - خون کا بدلہ۔ خون بہا۔ مفعول مالم لستم فاعله

الْقِصَاصُ کے معنی نشان قدم پر چلنے کے ہیں۔ محاورہ ہے قَصَصْتُ أَثْرًا میں اس کے نقش قدم پر چلا قرآن مجید میں ہے فَارْتَدَّ أَعْلَىٰ أُنْثَارٍ هِمَّا قِصَاصًا (۶۴:۲۸) تو وہ اپنے اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے۔ اور جگہ آیا ہے وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّبِي (۱۱:۲۸) اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔

قصہ کو قصہ اسی لئے کہتے ہیں کہ قصہ بیان کرنے والا اصل واقعہ کی پروی اپنے بیان میں کرتا ہے۔

= فِي الْقَتْلَى - الْقَتْلَى جمع ہے الْقَتِيلُ کی (یعنی مقتول) فِي الْقَتْلَى - یعنی مقتولوں کے بارہ میں

= الْحُرُّ بِالْحُرِّ - آزاد کے بدلہ میں آزاد۔ حُرٌّ - اس آزاد مرد کو کہتے ہیں جو کسی کا غلام شرعی نہ ہو۔ یہ عِبْدٌ کی

ضد ہے۔ حُرِّيُّوسٌ قَبِيَّةٌ - ایک غلام کا آزاد کرنا۔ حریت آزادی

= عَفِيَ لَهُ - عَفِيَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب - عَفَا يَعْفُو (باب نصر) عَفْوٌ - جس کے معنی آسان

عاجت سے زیادہ۔ معاف کرنا۔ ہیں۔ مَنْ عَفِيَ لَهُ - جس شخص (قاتل) کو معاف کیا ہو۔ شَيْءٌ - کچھ۔

کچھ چیز۔ مِنْ أَخِيهِ - اس کے بھائی کی طرف سے۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع مقتول ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مقتول کے بھائی (یعنی وارث) کی طرف سے قاتل کو قصاص کے سلسلہ میں کچھ

معافی دی جائے تو مقتول کے بھائی (یا وارث) کو معروف طریقہ سے (باقی قصاص) کا مطالبہ کرنا چاہئے اور

قاتل کو چاہئے کہ خوش خوئی سے وہ اسے ادا کرے اِتَّبَاعٌ (اِتَّبَعَالٌ) بمعنی پیروی کرنا۔ یہاں مطلب یہ

کہ معافی کے بعد باقیماندہ قصاص کا مطالبہ راجح الوقت طریقہ سے کرے اور اِحْسَان یعنی احسان مانتے اور شکر یہ ادا کرتے ہوتے۔ یعنی قاتل کو مقتول کے بھائی (یا وارث) کی طرف سے دی گئی معافی کا احسان ملتے ہوتے اور شکر یہ ادا کرتے ہوتے باقی ماندہ خون بہا ادا کرنا چاہتے۔

== تَخْفِيفٌ بَرُوزُنْ لَفْعِيلٌ مصدر ہے بمعنی ہلکا کرنا، آسانی کرنا۔ تخفیف کرنا۔

= اِعْتَدَى - ماضی واحد مذکر غائب - اِعْتَدَاءٌ (افتعال) مصدر۔ اس نے زیادتی کی۔ اس نے حق سے تجاوز کیا۔ عدد۔ مادہ۔

۲: ۱۷۹ - اُولِي الْاَلْبَابِ اُولِي - ولے۔ جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بجا لیتے اور بجا لیتے

نصب و حجر اُولِي - اَلْبَابِ - لُبٌّ کی جمع بمعنی عقل۔ اُولِي الْاَلْبَابِ عقل والے۔ صاحب عقل

= خَيْرًا - بہتری۔ مہلانی۔ نیک کام، نیکی۔ یہاں اس سے مراد مال ہے یہ لفظ اسی معنی میں اور جگہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸: ۱۰۰) اور وہ مال و دولت کی شدید محبت رکھتا ہے۔ یہاں خَيْرًا بمعنی مالاً کَثِيرًا آیا ہے۔

= اَلْوَصِيَّةُ - مصدر ہے۔ (باب سَمِعَ) مرنے کا وہ حکم جو کہ مرنے سے پہلے بعض لوگوں کے متعلق وہ دے کر مرنے سے

اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ جملہ مفعول مالم لیم فاعل ہے اِذَا حَضَرَ اَحَدٌ كُمُ الْمَوْتِ متعلق اَلْوَصِيَّةُ سے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا جملہ شرطیہ ہے جواب شرط جملہ اولی سے سمجھا جاتا ہے

= حَقًّا - مصدر مؤکدہ ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اِی حَقٌّ ذٰلِكَ عَلٰی

الْمُتَّقِيْنَ حَقًّا متقیوں یعنی خدا ترسوں پر یہ لازم کر دیا گیا

۲: ۱۸۱ = فَمَنْ اَبَدَّ لَهُ - میں ضمیر کا۔ اِلِصَّاءُ (نصیحت کرنا) کی طرف راجع ہے۔ اور اِلِصَّاءُ اَلْوَصِيَّةُ میں

ضمناً مذکور ہے مَنْ شَرْطِيَّةٌ ہے اور فَمَنْ اَبَدَّ لَهُ لَعْنَةُ مَا سَمِعَهُ جملہ شرطیہ ہے فَاِثْمًا اِثْمُهُ عَلٰی الدِّينِ

يُبَدِّلُ لُوْنَهُ جواب شرط ہے پس جو کوئی وصیت کو بدل دے بعد اس کے کہ وہ اسے سُن چکا ہو تو اس کا گناہ

انہی لوگوں پر ہے جو اس کو بدل دیں گے اِثْمُهُ میں کا کی ضمیر یا تو تبدیل شدہ اِلِصَّاءُ کی طرف راجع ہے یا خود

تبدیل کی طرف

۲: ۱۸۲ = مُؤَصِّصٌ اسم فاعل واحد مذکر اِلِصَّاءُ مصدر باب (افعال) اصل میں مُؤَصِّصٌ تھا وصیت کرنے والا

= جَنَفًا = مِيْلًا عَنِ الْحَقِّ خَطَاؤٌ وَجَهْلًا - غلطی سے یا نادانستگی سے حق سے دوسری طرف جھک جانا۔ طرفدار

کچی۔ بوجہ مفعول منصوب ہے۔ مصدر ہے۔

اِثْمًا - مصدر۔ بوجہ مفعول منصوب ہے۔ عمدہ ارتکاب ظلم کرنا۔

خَافَ فَعَلَ بِاَفَاعِلٍ هِيَ - مِنْ مُؤَصِّصٍ متعلق ہے خَافَ سے یہ جملہ شرطیہ ہے فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔

جواب شرط ہے

۱۸۳:۲ = كَتَبَ عَلَيْكُمْ - اى فُرِضَ عَلَيْكُمْ - جیسا کہ اوپر آیت ۱۸۰-۱۷۸ میں آیا ہے۔

= الصِّيَامُ - مفعول مالم یسم فاعلاً - صَامَ یَصُومُ - صَوْمٌ وَصِيَامٌ - مصدر باب نصر الصَّوْمُ کے اصل معنی کسی کام سے رُک جانے یا باز رہنے کے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق کھانے پینے، چلنے پھرنے یا گفتگو کرنے سے ہو۔ گفتگو سے رکنے کے معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (۱۹: ۲۵) کہ میں نے خدا کے لئے روزے کی منت مانی ہے۔ یعنی کلام سے خاموش رہنے کی جیسا کہ بعد میں اسی آیت میں اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے فَلَنْ اُحَلِّمَ الْیَوْمَ الْنِسِیَآءَ - تو آج میں ہرگز کسی آدمی بات نہ کروں گی۔

چلنے پھرنے سے رُک جانے کے معنی میں شاعر کا قول ہے حَيْثُ صِيَامٌ وَاُخْرٰی غَيْرُ صَائِمَةٍ کچھ

گھوڑے اپنے تھکان پر کھڑے ہیں اور دوسرے میدان جنگ میں ہیں

آیت نہ ایں اصطلاح شریعت میں کسی مکلف کا روزہ رکھنے کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے عمدتاً کرنے اور جماع سے رُکے رہنے کو صیام کہتے ہیں اور یہاں صیام کے معنی رمضان کے روزے ہیں۔

= كَمَا - میں کان تشبیہ کا ہے اور مَا موصولہ - اگلا جملہ اس کا صلہ ہے۔ یہاں تشبیہ روزوں کے فرض ہونے میں ہے۔ روزوں کے دنوں کی تعداد یا ان کی کیفیت میں نہیں ہے۔

= لَعَلَّكُمْ - لَعَلَّ حرف مشید لفعول ہے اور كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، اس کا اسم شاید تم۔

= تَتَّقُونَ ؕ مضارع جمع مذکر حاضر اتقاء (افتعال) مصدر تم بچتے رہو۔ تم ڈرتے رہو (ارتکاب گناہ سے) تم پر مہیزگار ہو جاؤ۔

۱۸۴:۲ = اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ موصوف و صفت منصوب بوجہ فعل مقدر صَوْمُوا - (جس کا یہ مفعول فیہ ہے) چند گنتی کے دن۔

مَعْدُوْدَاتٍ = اسم مفعول جمع مؤنث - مَعْدُوْدَةٌ - واحد - گنتے ہوئے

= فَمَنْ - شرطیہ - كَانَ کا اسم ضمیر ہے جو مَنْ کی طرف راجع ہے اور مَوْیِّضًا اس کی خبر۔ معطوف علیہ اَدَّ حروف عطف علی سَفَرٍ معطوف موضع نصب میں ہے۔ اَى اَدَّ كَانَ مُسَافِرًا - فَعِدَّةٌ مُّبْتَدَأُ اس کی خبر معذوف ہے۔ اى فَعَلِيَّةٍ عِدَّةٌ بَيْنَ اَيَّامٍ اُخْرٰی - مِنْ اَيَّامٍ اُخْرٰی صفت ہے عِدَّةٌ کی۔ پس فَمَنْ كَانَ عَلَى سَفَرٍ شرط ہے اور فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخْرٰی جواب شرط ہے۔

عِدَّةٌ یہ عِدَّةٌ سے بروزن فَعِلَةٌ بمعنی مَعْدُوْدَةٌ ہے (جیسے کہ طِحْنٌ بمعنی مَطْحُوْنٌ ہے) (پسا ہوا آٹا) گنتے ہوئے۔

— يُطِيقُونَكَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِطَاقَةُ (افعال) مصدر سے۔ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، ضمیر واحد مذکر کا مرجع صیام ہے، یَطِيقُونَ کے متعلق مفسرین کے متعدد اقوال ہیں مثلاً (۱) یَطِيقُونَ بمعنى یَطْوِقُونَ، یُكَلِّفُونَ (روزہ رکھنے میں) تکلیف محسوس کریں۔ جو یہ تکلف و بمشقت روزہ رکھ سکتے ہوں۔

(۲) یَطِيقُونَ سے پہلے لَا مقدر ہے اور تقدیر یوں ہے لَا يُطِيقُونَ (روزہ رکھنے کی) طاقت نہیں رکھتے ہیں (۳) اس کا مفہوم وہی ہے جو اِطَاقَ فُلَانٌ کا ہے۔ اِطَاقَ میں باب افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہے اس لئے اِطَاقَ فُلَانٌ کا مطلب ہو افعال شخص میں طاقت نہیں ہے۔ اس صورت میں یَطِيقُونَكَ کا مطلب ہوگا کہ وہ اس کی (روزہ رکھنے کی) طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

— فِدْيَةٌ طَعَامٌ مِسْكِينٍ۔ فِدْيَةٌ۔ مبدل متہ۔ طَعَامٌ مِسْكِينٍ مضاف مضاف الیہ ہو کر بدل ہے فِدْيَةٌ سے مطلب یہ کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کے ذمہ فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے۔ فِدْيَةٌ مصدر۔ یعنی بدل دینا۔ مال خرچ کر کے مصیبت سے چھٹکارہ حاصل کرنا۔ جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ — فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ۔ تَطَوَّعَ ماضی واحد مذکر غائب تَطَوَّعُ (تَفَعَّلَ) مصدر اس نے خوشی سے نیکی کی۔ اس نے شوق سے نیکی کی۔ تَطَوَّعُ کے اصل معنی توشیحی میں تکلف کے ہیں۔ مگر عرف میں جو چیز یا کہ لازم و فرض نہ ہوں جیسے نوافل وغیرہ ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں۔

خَيْرًا۔ یعنی نیکی۔ مہلاتی۔ اور خَيْرٌ بمعنى بہتر۔ افعال التفضیل کا صیغہ ہے پس جو شخص اپنی خوشی سے نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔

— اِنَّ تَصَوْمُوا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ میں اِنَّ مصدر یہ ہے۔ اِنَّ تَصَوْمُوا مبتدا خَيْرٌ لَّكُمْ اس کی خبر۔ اور روزہ رکھنا ہی بہتر ہے تمہارے لئے

۲: ۱۸۵۔ شَهْرٍ مِّنْ مِّنْ طَعَامٍ مِّنْ مِّسْكِينٍ الَّذِي اَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ۔ میں الَّذِي موصول اور اَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ صلا اپنے موصول کا۔ صلہ و موصول مل کر مبتدا کی خبر۔ هُدًى لِلنَّاسِ حال ہے قرآن سے یعنی نازل کیا گیا اس ماہ میں قرآن درآ سگا لیکہ وہ سراپا ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور اس میں (روشنی و دلیلیں ہیں ہدایت کی) اَوَّابِيْنَ مِنَ الْهُدَىٰ اور یہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے (وَالْقُرْآنِ) تینوں قرآن سے حال ہیں اور سَلْوٰتِ کا عطف هُدًى سے پر ہے۔

هُدًى۔ اسم و مصدر (باب ضوَب) ہدایت، ہدایت کرنا۔ بَيِّنَاتٍ جمع بَيِّنَةٌ واحد۔ کھلی دلیل۔ واضح دلالت۔ اَلْقُرْآنِ۔ مصدر بھی ہے یعنی الگ الگ کرنا۔ حق کو باطل سے جدا کرنا۔ اور صیغہ صفت بھی ہے یعنی حق کو باطل سے جدا کر دینے والی شے۔ آیت نہایت وہ دلائل مراد ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہیں اس کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں قرآن، توراہ۔ دلیل و حجت کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

== فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ حَمْلَةً شَرْطِيَةً هِيَ اور فَلَیْصُمُهُ جَوَابِ شَرْطٍ شَهِدَ ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے شَهِدَ مصدر سے یعنی پانا۔ شَهَادَةٌ مصدر سے شَهِدَ بمعنى شہادت دینا ہے۔ الشَّهْرُ میں الف لام عہد کا ہے مراد رمضان کا مہینہ ہے۔ فَلَیْصُمُهُ میں ف جواب شرط کے لئے ہے لَیْصُمُهُ امر کا صیغہ واحد مذکر غائب صَوْمٌ مصدر باب نَصَرَ، ؤ صَمِرٌ واحد مذکر غائب مفعول فیہ۔ اور اس کا مرجع الشَّهْرُ ہے پس وہ اس کا (رمضان کے مہینے کے) روزے رکھے۔

= مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا۔

= اَلْیُسْرُ۔ اَلْیُسْرُ کے معنی آسانی اور سہولت کے ہیں اور یَا اَلْعُسْرُ کی ضد ہے قرآن مجید میں ہے سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُسْرًا (۷۱:۶۵) خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشتے گا۔

= اَلْعُسْرُ۔ تنگی، سختی۔ اَلْیُسْرُ کی ضد ہے۔

= وَ لَتَكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔ صاحب تفسیر منظر ہی اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (اور تاکہ تم گنتی پوری کرو) الْعِدَّةُ میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے تقدیر عبارت کی یوں ہے عِدَّةُ شَہْرِ رَمَضَانَ بِقَضَاءِ مَا افْطَرْتُمْہَا یعنی تاکہ ماہ رمضان کی شمار افطار کئے ہوئے روزوں کو قضا کر کے پوری کر لو..... وَ لَتَكْمِلُوا الْعِدَّةَ کا مع اپنے معطوف وَ لَتَكْمِلُوا..... الخ کے اَلْیُسْرُ پر عطف ہے (یا تو، اس وجہ سے کہ اَلْیُسْرُ باعتبار معنی کے ماقبل کی علت ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے یہ احکام یعنی مریض اور مسافر کے لئے افطار کو مباح کرنا اور مرض کے ایام کی قدر قضا واجب کرنا اس لئے مشرودع کر دیتے تاکہ تم پر سہولت ہو اور تاکہ تم ماہ رمضان کے دنوں کی گنتی افطار کئے ہوئے روزوں کی قضا کر کے پوری کر لو..... الخ یا لتکملوا.....) اس کے بعد اس آیت کی دیگر صورتیں بیان کی گئی ہیں

اس صورت میں آیت یُوئدُ اللّٰهُ..... لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ کا ترجمہ ہوگا اور اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی کرنی اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری اور چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کر لیا کرو (افطار روزوں کی قضا پوری کر کے) اور اللہ کی بڑائی بیان کیا کرو۔ اس بات پر کہ اس نے تم کو سیدھی راہ دکھائی اور تاکہ تم احسان مانو (یعنی تاکہ تم روزہ کے واجب ہونے پر شکر کرو اس لئے کہ وہ درجات کے ملنے کا ذریعہ ہے اور مریض اور مسافر کے لئے افطار کے مباح ہونے پر شکر کرو کہ اس میں تمہارے لئے تخفیف اور رخصت ہے۔ تَكْمِلُوا۔ تم پورا کرو، تم مکمل کرو۔ اِكْمَالُ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ سے مضارع جمع مذکر حاضر نون اعرابی لام کے آنے سے حذف ہو گیا۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ کا عطف لِشَكَرُوا اللّٰهُ پر ہے۔

= رَمَضَانَ۔ رَمِضٌ کا مصدر ہے جو جلنے اور سوختہ ہونے کے لئے آتا ہے پھر اس کی طرف شَہْرُ کی نسبت کی گئی۔ اور اسے علم قرار دیا گیا۔ اس ماہ کو رمضان سے یا تو اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس ماہ میں مہبوک پیاس کی

سوزش سے روزہ دار سوختہ ہو جاتا ہے یا اس لئے کہ گناہ اس میں جل جاتے ہیں اور یا اس لئے کہ جب لوگوں نے قدیم زبان سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو یہ مہینہ سخت تمازت کے زمانہ میں واقع ہوا۔ (بیضاوی) لیکن صحیح یہ ہے کہ علم تقویم میں یہ قمری سال کے ایک مہینہ کا نام ہے۔

۱۸۶:۲ = وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ - إِذَا ظَرَفَ زَمَانَ هُوَ سَأَلَ فَعَلَكَ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ مَذَكَّرٌ حَاضِرٌ - عِبَادِي - مضاف مضاف الیه مل کر فاعل بمعنی جار مجرور مل کر متعلق فعل - إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي - جملة شرطیہ - فَإِنِّي قَرِيبٌ - ای قُلْ لَهْمُذَا (ای عبادی) إِنِّي قَرِيبٌ - جواب شرط -
= أُجِيبُ - مضارع واحد متکلم - إِجَابَةٌ (باب افعال) مصدر بمعنی قبول کرنا - میں قبول کرتا ہوں -
الدَّاعِ - بلائے والا - پکارنے والا - دُعَاءٌ (دع و مادہ) مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر بحالت رفع وجر - دَعْوَةَ الدَّاعِ - مضاف مضاف الیه مل کر - أُجِيبُ کا مفعول -

= دَعَانٍ - اصل میں دَعَانِي مَعْنَى ضَمِيرٍ وَاحِدٍ مُتَكَلِّمٍ مَذَكَّرٌ هُوَ كَمَا أُرِيدُ وَتَقَايَهُ هُوَ دَعَا مَا ضَمَّنِي كَالصَّيغَةِ وَاحِدٍ مَذَكَّرٍ غَائِبٍ - اس نے مجھے پکارا - اس نے مجھ سے دعا کی -

= فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي - فَ سَبِيحِيَّةٌ هِيَ لِيَسْتَجِيبُوا - فعل امر کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے - اسْتِجَابَةٌ (باب استفعال) ان کو چاہئے کہ میرا حکم مانیں ان کو چاہئے کہ میرا مقبول کریں - ای اذ دعوتهم الى الايمان والطاعة كما انى اجبتهم اذ ادعوني لحوائجهم - یعنی جب میں ان کو ایمان اور اطاعت کی طرف بلاؤں تو ان کو میرا حکم ماننا چاہئے جیسا کہ میں ان کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے اپنی حاجات کے لئے پکارتے ہیں اسْتِجَابَةٌ بمعنی إِجَابَةٌ (افعال) ہے - وَالْإِجَابَةُ فِي اللُّغَةِ الطَّاعَةُ فَالْإِجَابَةُ مِنَ الْعِبَادِ الطَّاعَةُ وَ مِنَ اللَّهِ الْإِثَابَةُ وَالْعَطَاءُ - لغت میں اجابت بمعنی اطاعت ہے - بندہ کی طرف سے اجابت بمعنی اطاعت اور اللہ کی طرف سے جزا عطا کرنا ہے - قرآن مجید میں آیا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ (۳: ۱۹۵) تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی - اورد الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ (۲۸: ۸۲) اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں -

= دَلِيؤُا مِّنْوَإِي - اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے وَاذْ عَاطَفَ لِيؤُا مِّنْوَإِي - امر کا صیغہ جمع مذکر غائب ورجا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں

= يَرْشِدُونَ - مضارع جمع مذکر غائب رَشَدٌ (باب نصر) مصدر وہ سیدھے راہ پر آجائیں - ہدایت پاجائیں - الرَّشْدُ عَمِيٌّ كِي ضِدُّهُ هُوَ - اور ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - قرآن مجید میں آیا ہے كَقَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۲: ۲۵۶) گمراہی سے ہدایت الگ ہو چکی -

۱۸۷:۱ - أَحَلَّكَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب إِحْلَالٌ (افعال) مصدر حلال کیا گیا - مباح کیا گیا

الرَّثْتُ مفعول مالم لسیم فاعله لَيْلَةُ الصِّيَامِ - مضاف مضاف الیه مل کر ظرف ہے الرَّثْتُ کا۔ رثت ایک لفظ جامع ہے جس قسم کا مرد عورتوں سے فائدہ اٹھائیں سب کو یہ شامل ہے۔ اور رثت کو الیٰ سے اس لئے متعدی کیا ہے کہ اس لفظ کے اندر افضاء (جماع) کا مضمون ہے اور افضاء کا صلہ الیٰ آتا ہے۔

ترجمہ جائز کر دیا گیا تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں پاس جانا اپنی بیبیوں کے۔

= كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ اَنْفُسَكُمْ - كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ ماضی استمراری کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَخْتَانُونَ اِخْتِيَانٌ (اِفْتَعَالٌ) خین مادہ۔ خیانت کرنا۔ اِخْتِيَانٌ میں خِيَانَةٌ سے زیادہبالغہ ہے۔ تم اپنے آپ خیانت کیا کرتے تھے۔

= فَتَابَ عَلَيْكُمْ - یعنی جب تم نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ تَابَ عَلٰی - اللہ کا بند کی توبہ قبول کر لینا۔ اُسے معاف کر دینا۔

= عَفَا عَنْكُمْ - اس نے تم کو معاف کر دیا۔ اس نے تمہارے گناہ مٹا دیئے۔ عَفَا (باب نَصْرٍ مصدر ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ ضمیر فاعل کا مرجع اللہ ہے عَفَا کا استعمال جب کسی کے جرم کے معاف کرنے کے لئے ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بذریعہ عَنْ ہوتا ہے۔

= فَالَّذِينَ فِي تَرْتِيبِ كَابِ اَلَّذِي (اب) طرف زمان ہے الف لام بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے۔

= بِاَشْرُوهُنَّ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ تم اپنی عورتوں سے یعنی اپنی بیویوں سے مباشرت کرو۔ (مطلب یہ کہ اب روزوں میں رات کے وقت اپنی عورتوں سے تم کو مباشرت کی اجازت ہے بِاَشْرٍ مُّبَاشِرٍ مُّبَاشِرَةً۔ (مفاعله) مصدر بَشْرٌ مادہ۔ الْبَشْرَةُ کے معنی انسان کی جلد کی اوپر کی سطح ہے انسان کو بشر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے اس کے برعکس حیوا کی کھال پر اون، بال یا پشم ہوتی ہے۔

الْمُبَاشِرَةُ کے اصل معنی تو ایک کی جلد کو دوسرے کی جلد کے ساتھ ملانا کے ہیں مگر کنایتاً عورت سے مجامعت کرنا کے معنی میں آتا ہے۔

= اِنْتَعَوْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اِنْتَعَاءٌ (اِفْتَعَالٌ) مصدر تم تلاش کرو۔ تم چاہو، اِنْتَعَوْا فاعل

بافاعل مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ - مفعول۔ جملہ نداء۔ اور جملہ وَكُلُّوا - اور اَشْرَبُوا تینوں کا عطف بِاَشْرُوهُنَّ پر۔

= يَتَّبِعِينَ - مضارع واحد مذکر غائب بَتَّيْنٌ (تَفَعُّلٌ) مصدر (حتیٰ کہ) ظاہر ہو جائے۔ میٹر ہو جائے

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ موصوف و صفت سفید دھاگہ الْخَيْطُ الْاَسْوَدُ موصوف و صفت مجرور سیاہ دھاگہ

= مِنَ الْفَجْرِ - بیان ہے الْخَيْطُ کا۔

— وَأَنْتُمْ عَلَيْكُمْ فِي الْمَسَاجِدِ ۖ میں واو حالیہ ہے۔ درآں حالیکہ تم مسجدوں میں اعتکاف کے لئے بیٹھے ہوئے ہو عَكِفُونَ جمع عَاكِفٌ کی اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ شرع میں عبادت کی نیت سے مسجد میں اپنے آپ کو روکے رکھنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اور اس کے لغوی معنی ہیں مقیم ہونے والے اور ایسے جمنے والے کہ ٹلے ہی نہیں۔ آیتہ نداء میں اپنے شرعی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور مَا هَذِهِ النَّعْمَ نِيْلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَكِفُونَ ۚ (۵۲:۲۱) اپنے لغوی معنی میں آیا ہے۔

— تَقْرَبُوهَا فِيهَا ضَمِيرٌ كَامِرٌ مَزْمَعٌ حُدُودٌ ۖ ہے۔

۲: ۱۸۸ — لَا تَأْكُلُوا ۖ فعل نہیں جمع مذکر حاضر۔ تم مت کھاؤ ۚ وَأَمْوَالَكُمْ أَيْكَةً دُورَةً كَامِلَةً ۖ آپس میں۔ اور باہم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

— وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكْمِ ۖ واو عاطفہ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور اسی لئے تَذَلُّوا تَأْكُلُوا کے لآ کے تحت میں ہے اِى دَلَّ تَذَلُّوا۔ اور مت کھینچ لیجاؤ۔ یہ يَذَلُّوا اِذْ لَدَاءُ (اِفْعَالٌ) مصدر سے ہے۔ جس کے معنی ڈول نکالنا یا ڈول ڈالنا کے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے فَادَّلِي دَلْوَهُ (۱۹:۱۲) اس نے کنویں میں اپنا ڈول ڈالا۔ پھر استعارہ کے طور پر اس کے معنی کسی چیز تک پہنچنے کے لئے ذریعہ بنانا بھی آجاتے ہیں۔ یعنی نہ ہی رسائی حاصل کرو اس مال سے (رشوت دے کر) حاکموں تک (تاکہ وہاں جھوٹ سیج بول کر ناجائز طور پر فیصلہ اپنے حق میں کرالو۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ بھی حرام کو حلال نہیں کر سکتا)۔

— لِيَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ ۖ تاکہ یوں کھاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مال کا۔ یہاں لام تعلیل کی ہے کہ تم اس واسطے مقدمہ حکام کے ہاں لیجاؤ کہ جائز یا ناجائز طور سے فیصلہ اپنے حق میں کروا کر دوسروں کا مال کھا جاؤ۔ فَرِيقٌ کا مطلب گروہ بھی ہے اور کسی چیز کے حصہ اور جز کو بھی فریق کہتے ہیں یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ فَرِيقًا ۖ اِى قِطْعَةً وَجُزْءًا ۖ فَرِيقًا مَفْعُولٌ ۖ لِيَأْكُلُوا ۖ کا۔

— وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ یہ جملہ حال ہے۔ تَأْكُلُوا کے فاعل سے۔ درآں حالیکہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا ہے۔

۲: ۱۸۹ — أَلَا هِيَ ۖ مَعِينِ ۖ پہلی اور دوسری تاریخ کے چاند کو الہلۃ کہتے ہیں پھر اس کے بعد اسے قمر کہا جاتا ہے يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْاِهْلَةِ ۖ لوگ تجھ سے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں رکہ یہ گھٹا بڑھتا کیوں ہے (اِهْلَةُ هِلَالٌ) کی جمع ہے اِهَالِيلٌ بھی اس کی جمع ہے

— قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۖ کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی) میعادیں اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ ۖ هِيَ اِى اِهْلَالٌ ۖ مَوَاقِيتُ جمع ہے مِيقَاتٌ کی۔ اسم آلہ، وقت کی شناخت

کے ذرائع۔ یہ وَقْتُ مَادَّة سے مشتق ہے۔ وَقْتُ يُوَقِّتُ تَوَقَّيْتُ (تَفْعِيلٌ) وقت ظاہر کرنا۔ مِيقَاتٌ اور مَوَقِّتٌ کسی کام کو شروع کرنے کی جگہ۔ جیسے مِيقَاتِ حَجِّ، مِيقَاتِ احْرَامِ۔

== ظَهْرُهَا۔ مضاف، مضاف الیہ ان کی پشتوں (کی جانب) سے ظَهْرٌ وَاحِدٌ۔

== وَكَلِمَاتٍ الْبَرِّ مِنَ الْتَقَى۔ الْبِرُّ اِي ذُو الْبِرِّ اَوِ الْبَارُّ مَعْنَى نِيكَوْكَارٍ۔ نِيكِي كَرْنُهُ وَاللَّا۔ اَبْنُوَادٌ جَمْعٌ۔ مَلِكَةٌ نِيكُوْكَارُوه ہے جو پرہیزگار ہو۔ (نیز ملاحظہ ۲: ۱۷۷)

== اتَّقَى۔ اتَّقَاءُ (افعال) مصدر سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ وہ ڈرا۔ اس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ فائدہ ۵۔ عرب کے لوگوں کا دستور تھا کہ جب احرام باندھ لیا کرتے اور انہیں گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پڑتی تو دروازہ سے داخل نہ ہوتے بلکہ پیچھے سے دیوار میں سوراخ کر کے داخل ہوتے اور اس کو بڑی نیکی سمجھتے۔

== تَفْلِحُونَ۔ منارع جمع مذکر حاضر۔ اِفْلَاحٌ (افعال) مصدر تم فلاح پاؤ۔ فلاح پانا معنی بھلائی۔ کامیابی کا حاصل کرنا اور مقصد روری ہے۔

== لَا تَعْتَدُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اِعْتَدَاءُ (افعال) مصدر معنی حد سے گذرنا۔ تم حد سے مت گذرو، تم زیادتی مت کرو۔ اَلْمُعْتَدُو۔ اسم فاعل واحد مذکر، زیادتی کرنے والا۔ حد سے گذرنے والا۔

== اَلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْكُمْ۔ جملہ مفعول ہے فعل قَاتَلُوْا کا۔

== اَلْمُعْتَدِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر منسوب۔ حد سے بڑھ جائیو والا۔

۲: ۱۹۱۔ وَاقْتُلُوْهُمْ۔ وَاَوْعَاطِفٌ۔ اُقْتُلُوْا فعل امر جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضَمِيْرٌ مَفْعُوْلٌ۔ جمع مذکر غائب۔ اس کا مرجع وہ لوگ ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔ اِي الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْكُمْ وہ لوگ جو تم سے لڑائی لڑیں۔

== حَيْثُ۔ طرف مکان ہے۔ ہتی برضہ۔ مکان مبہم کے لئے آتا ہے جس کی جملہ مابعد سے تشریح ہوتی ہے۔ جہاں۔ جس جگہ۔

== تَقَفُّوْهُمْ۔ تَقَفُّوْا۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَقَفُّتُمْ تھا۔ وَاَوْ اَشْبَاعِ كَلْبٍ تَقَفُّ اَبَابِ

سَمِعَ) مصدر سے جس کے معنی پالینے کے ہیں۔ هُمْ ضَمِيْرٌ مَفْعُوْلٌ جمع مذکر غائب

== اَلْفِتْنَةُ۔ کے لغوی معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ اسی لئے نعمت اور مصیبت کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔

فِتْنَةٍ کے اصل معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جائے۔ قرآن مجید

میں فتنہ اور اس کے مشتقات کو مختلف معنی کے لئے استعمال کیا گیا ہے مثلاً یعنی آزمائش۔ اِنَّمَا نَحْنُ

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ۔ (۲: ۱۰۲) ہم تو ذریعہ آزمائش ہیں تم کفر میں نہ پڑو۔ یعنی آفت۔ مصیبت۔ وَحَسِبُوْا اَنَّ

لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ۔ (۵: ۷۱) اور یہ خیال کرتے تھے کہ (اس سے ان پر) کوئی آفت نہیں آنے کی۔ بمعنی عذاب

إِنَّا بَعَلْنَا مَا بَقْتَدَّ لِلظَّالِمِينَ ۝ (۶۲:۳۴) اور ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے۔ اور آیت ہذا میں فتنہ سے مراد کفار کا خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکنا ہے (منظہری) دقیل سناہ شریککم باللہ فی الحرم وصدھما یا کمد عنہ (بیضاوی) ان شریککم باللہ اشد و اعظم من قتلکم یا ہمد فی الحرم (خازن) اور ان کا اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا تمہارے ان کو مسجد حرام میں قتل کرنے سے بہت بُرا ہے۔

== اَشَدُّ - اَفْعَلُ التَّفْضِيلُ کاصیغہ ہے۔ سخت تر۔ بدتر۔ نہایت سخت۔ شَدَّ لَآءُ سے۔

۹۲:۳۴ = اِنْتَهَوْا - ماضی جمع نکرغائب۔ اِنْتَهَاءٌ (اِفْعَالٌ) مصدر سے۔ نہی مادہ۔ وہ رُک گئے۔ انہوں نے چھو دیا۔ فَاِنِ اِنْتَهَوْا جملہ شرطیہ ہے اور فَاِنِ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جملہ جزائیہ۔

۱۹۳:۱۲ = فَلَا عُدُوَانَ - ف جواب شرط کے لئے ہے۔ جملہ جزائیہ ہے۔ (فَاِنِ اِنْتَهَوْا اس سے قبل کا جملہ شرطیہ ہے) عُدُوَانَ یہ عَدَا یَعْدُوْنَ (باب نَصْرًا) کا مصدر ہے۔ زیادتی، ظلم، ستم، تعدی، بہت بُری طرح حد سے بڑھ جانا۔ ترجمہ۔ تو کسی پر زیادتی نہیں سوائے... الخ الظالمین۔ ظلم کرنے والے۔ اسم فاعل۔ جمع نکر۔ مجرور۔ یہاں ظالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک اور حرب میں باقی ہیں

۱۹۴:۲ = الشَّهْرُ الْحَرَامُ - موصوف صفت۔ حرمت والامہنیۃ الْحُرْمَتُ - حرمتیں۔ بزرگیاں۔ حُرْمَتٌ کی جمع۔ حرمت اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ادب ضروری ہو۔

قِصَاصٌ - بدلہ۔ قتل کا بدلہ قتل قَاتِلٍ۔ ہر عضو کا بدلہ عضو، ہر چوٹ کا بدلہ ویسی ہی چوٹ۔ ادب کی چیزوں میں مساوات۔ یعنی ماہ حرام میں اگر دشمن قتل کرے اور اس کی حرمت کا لحاظ نہ کرے تو تم بھی دفاعی جنگ کرو (آیت ہذا) خون کا بدلہ خون۔ خون بہا۔

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرْمَتُ قِصَاصٌ - ماہ حرام کا بدلہ ماہ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری سے ہوگا۔ یعنی حرمتوں کے بارہ میں دشمن جتنی زیادتی کام تکب ہوگا۔ دوسرا فریق اس دشمن کے خلاف اس زیادتی کے برابر اس کا ٹوڑ کرنے میں حق بجانب ہوگا۔

== فَا تَدَلَا : اہل عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے یہ قاعدہ چلا آتا تھا کہ ذی القعدہ - ذوی الحج اور محرم کے تین مہینے حج کے لئے مختص تھے اور رجب کا مہینہ عمرہ کے لئے خاص کیا گیا تھا۔ ان چار مہینوں میں جنگ و جدل۔ قتل و غارتگری ممنوع تھی تاکہ نہ آریں کعبہ امن و امان کے ساتھ خدا کے گھر تک جائیں۔ اور اپنے گھروں کو واپس ہو سکیں۔ اسی بنا پر ان مہینوں کو حرام مہینے کہا جاتا تھا۔ یعنی حرمت والے مہینے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ ماہ حرام کی حرمت کا لحاظ کفار کریں تو مسلمان بھی کریں اور اگر وہ اس حرمت کو نظر انداز کر کے کسی حرام مہینہ میں مسلمانوں پر دست اندازی کریں تو پھر مسلمان بھی ماہ حرام میں بدلہ لینے کے مجاز ہیں؛

(اقتباس از تفہیم القرآن)

= فَمَنْ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ - جملہ شرطیہ ہے۔ اِئْتَدَىٰ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِعْتَدَاؤُ (افتعال)

مصدر۔ اس نے زیادتی کی (تم پر)

فَاعْتَدُوا عَلَيْكُمْ - جواب شرط۔ ف جواب شرط کا ہے۔ اِعْتَدُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم زیادہ کرو۔ اِعْتَدَاؤُ (زیادتی) کی ہزاروں اِعْتَدَاؤُ کہنا صرف لفظی مشابہت ہے۔ مطلب یہ کہ زیادہ کرنے والے کی زیادتی کی حد تک اس زیادتی کا توڑ کرنا جائز ہے۔

= مَا اعْتَدَىٰ فِي مَا مَوْصُولٍ بِهِ۔

= الْمُتَّقِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ تقویٰ کرنے والے۔ ڈرنے والے، پرہیز کرنے والے۔

۱۹۵:۲ = اَلْفَقُوا - فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِنْفَاقُ (افعال) مصدر تم خرچ کرو۔

= لَا تُلْقُوا - فعل ہی جمع مذکر حاضر، اِنْقَاءُ (افعال) جمع مذکر حاضر، تم مت ڈالو۔ لقی مادہ قرآن مجید

میں ہے۔ كَلَّمَا الَّذِي فِيهَا فَوْجٌ (۲۸:۶۷) جب بھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائیگی۔

= بِأَيْدِيكُمْ - باد۔ حرف جار۔ اَيْدِيكُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ تمہارے ہاتھ۔ یعنی اپنے ہاتھوں۔ اس

قبل اَنْفُسِكُمْ معذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے وَلَا تُلْقُوا اَنْفُسَكُمْ بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ اور نہ

پھینکو (یا نہ ڈالو) اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں۔ التھلکۃ۔ هلك (باب ضرب و سَمِعَ)

سے مصدر ہے ہلاک ہونا۔ تباہ ہونا۔ ہلاکت۔ تباہی۔

= اَحْسِنُوا - فعل امر جمع مذکر حاضر، اِحْسَانٌ - (افعال) مصدر۔ تم نیکی کرو۔

= اَلْمُحْسِنِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ اِحْسَانٌ سے۔ نیکی کرنے والے۔ اچھے کام کرنے والے۔

۱۹۶:۲ = اَتَمُّوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِتْمَامٌ (افعال) مصدر تم پورا کرو۔

= اَلْحَجَّ - حَجَّ يَحُجُّ (باب نصر) مصدر، اصل لغت میں حج قصد زیارت کو کہتے ہیں۔ اصطلاح

شرع میں حج کی نیت سے اول احرام باندھ کر طواف اور وقوف کو اوقات مخصوصہ میں ادا کرنا حج کہلاتا ہے

= اَلْعُمْرَةَ - عمرہ زیارت بیت اللہ کے سلسلہ میں ایک مخصوص عبادت کا نام ہے۔ حج کی طرح خاص

وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ عمر بھر میں ایک دفعہ اس کا بجالانا بشرط استطاعت سنت مؤکدہ ہے

شاہ عبدالقادر دہلوی رحم فرماتے ہیں کہ۔ عمرے کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے اور طواف

کعبہ کرے۔ اور صفا مروہ کے بیچ دوڑے پھر حجامت کرا کر احرام اتارے۔

= فَاِنْ اُخْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ - پہلا جملہ شرطیہ ہے اور دوسرا جملہ جواب شرط ہے۔

اُخْصِرْتُمْ - ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اِحْصَادٌ - (افعال) مصدر سے۔ جس کے معنی روکنے

کے ہیں خواہ روکاؤٹ کسی ظاہری سبب کی بنا پر ہو۔ جیسے دشمن کا اڑے آکر روکنا۔ یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہو جانا۔ پہلے حملہ کا ترجمہ یہ ہے بر سچا اگر تم روک لئے جاؤ۔ یعنی اگر تم حج سے یا اس عمرہ سے جس کی تکمیل کا تم کو حکم دیا گیا ہے روکے جاؤ۔ دوسرے حملہ میں ف جواب شرط کے لئے ہے ما موصولہ ہے۔ اِسْتَيْسَرَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے اِسْتَيْسَارًا (استفعال) مصدر بمعنی مسیر آنا۔ آسان ہونا وہ مسیر آیا۔ وہ آسان ہوا۔ اَلْهَدْيُ۔ اسم معرف باللام قربانی کا جانور جو ماہ حرم میں حرم کے اندر ذبح ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے ترجمہ تو جو قربانی کا جانور مسیر آجائے (ذبح کر دیا۔ ذبح کرنے کے لئے بھیجو)

— وَلَا تَخْلِقُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر خلق (باب ضرب) مصدر بمعنی بالوں کو منڈانا۔ تم بال یا سرمت منڈاؤ۔ تم حجامت نہ کراؤ۔

مَجَلَّةٌ۔ مضاف مضاف الیہ۔ مَجَلَّةٌ اسم ظرف مکان، قربانی کے حلال ہونے کی جگہ۔ جہاں قربانی کے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ ہ صمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اَلْهَدْيُ ہے۔

— اَذَى۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح کو یا جسم کو پہنچے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهِ اَذَى مِنْ رَأْسِهِ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ اور فَمَنْ يَدُّ... اَوْلَادًا۔ جواب شرط۔ پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی بیماری یا تکلیف ہو تو اس کے بدلہ میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی دے۔ فِدْيَةٌ۔ الفِدى۔ اَلْفِدَاءُ کے معنی کسی کی جانب سے کچھ دے کر اسے مصیبت سے بچالینا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَاِمَّا مَنَّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً (۴: ۴۷) پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہئے یا کچھ مال لے کر۔ فِدْيَةٌ واحد فِدَى جمع وہ مال جو کسی کو آزاد کرنے کے لئے دیا جائے۔ یا وہ مال جو کسی عبادت میں کوتاہی کرنے کی وجہ خرچ کر کے انسان خود اپنے کو گناہ سے بچاتا ہے آیت نہ ایں اسی معنی میں مستعمل ہے۔

نُسُكٍ۔ النُّسُكُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ اور نَأْسِكُ عابد کو کہا جاتا ہے مگر یہ لفظ ارکان حج کے ادا کرنے کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے مَنَاسِكُ حج اور عبادت کے ارکان۔ قربانی بھی ارکان حج میں ہے یہاں قربانی ہی مراد ہے۔ نُسُكٍ کا واحد نُسُكَةٌ بمعنی ذبیحہ ہے۔

— فَاِذَا اَمْسَقْتُمْ۔ ای اذا امنتہ من الاحصار یعنی جب احصار سے امن ہو مثلاً دشمن کا خوف جاتا ہے یا تم مریض تھے اب تندرست ہو گئے۔

— تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ۔ تَمَتَّعَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَمَتَّعَ (تَفَعَّلَ) مصدر جس کے معنی برتنے۔ فائدہ اٹھانے اور مدت منفعت میں امتداد ہونے کے ہیں۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ یعنی جس شخص نے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھایا۔ یعنی (۱) اگر پہلے احصار میں تھا اب امن میں آ گیا۔ یا پہلے بیمار تھا اب تندرست

ہو گیا۔ لیکن اس دوران وہ اپنے احرام سے حلال نہیں ہوا۔ یا (۲) پہلے سے ہی امن میں تھا (نہ احصار میں تھا نہ بیمار تھا) اور ایک ساتھ ہی حج اور عمرہ کا احرام باندھا۔ پہلے عمرہ کے ارکان ادا کئے لیکن احرام بدستور رہا۔ احرام سے حلال نہیں ہوا یہاں تک کہ ایام حج میں حج کے ارکان ادا کر کے حلق کرایا۔ اور احرام کے فارغ ہوا۔ اسی طرح ایک سفر میں دو عبادتیں جمع کر لیں۔ اس صورت میں آیت نہا میں تمتع عرفی مراد ہے نہ کہ شرعی۔ اس لئے وہ تمتع اور قرآن دونوں کو شامل ہے۔ ان دونوں صورتوں میں قربانی لازمی قرار دیدی گئی کیونکہ دونوں صورتوں میں اس نے فائدہ اٹھایا۔

== ذَمًّا امْتَسِرَ مِنَ الْهَدْيِ - اى فعليه ما استيسر من الهدى - توجو قربانی میسر آسکے اس پر لازم ہے

== فَمَنْ لَمْ يَجِدْ - اى فمن لم يجد الهدى جس کو قربانی میسر نہ آسکے یعنی جو قربانی نہ دے سکے۔

== فِصْيَامٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ - اى فعليه صيام ثلاثة ايام تو وہ تین دن کے روزے لازمی سکھے۔

== رَجَعْتُمْ - ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں التفاتِ ضمائر ہے۔ اوپر خطاب واحد غائب کے صیغہ میں ہو رہا تھا۔

اب ان احکام کو جو اوپر بیان ہوئے پوری طرح ذہن نشین کرانے کے لئے صیغہ حاضر اختیار کیا گیا۔

== تِلْكَ - اسم اشارہ بعید جمع مؤنث عشوۃً متساویہ ہے

== كَامِلَةٌ - پوری (دہائی) یعنی پورے دس۔ کمالٌ مصدر (باب نصر۔ کوم۔ سمع) اسم فاعل واحد

مؤنث۔ یعنی قربانی کی جگہ پورے دس روزے ہوتے ہیں۔ اس سے کم نہیں۔ بعض کے نزدیک لفظ کَامِلَةٌ

تاکید و تائید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

== ذٰلِكَ - اسم اشارہ بعید جمع مذکر یہ اشارہ یا تورا، تَمَتُّعٌ کی طرف ہے جس کا ذکر آچکا ہے اور یا (۲) اس کا

اشارہ اصل حکم یعنی وجوب قربانی کی طرف ہے

== حَاضِرِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - حَاضِرِ - باشندے۔ رہنے والے۔ حَضَارَةٌ مصدر سے جس کے

معنی شہر میں رہنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ اصل میں حَاضِرِينَ تھا۔ اضافت کے سبب نون

جمع حذف ہو گیا۔ حَاضِرِ - مضاف، المسجد الحرام موصوف و صفت مل کر مضاف الیہ۔

یہ تمتع یا قربانی کا وجوب دینا اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں۔ حضرت امام

ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جو میقات سے پرے رہتے ہیں۔

== وَالْقُرْآنِ - اور اللہ سے ڈرتے رہو (ان تمام احکام کی بجا آوری میں جو اوپر مذکور ہوئے)

== وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ - اور یاد رکھو یا جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے لمن لم

یتقہ اس کو جو اس سے نہیں ڈرتا۔

عِقَابٌ - عَابَ يُعَاقِبُ مُعَاقَبَةً وَعِقَابٌ (باب مفاعله سے) مصدر ہے گناہ پر سزا دینا۔ پاداشِ جرم

کے کی سزا۔ عذاب اور عقاب میں فرق یہ ہے کہ عقاب سزا کے استحقاق کو بتاتا ہے۔ عقاب کو عقاب اسی لئے ہی کہا جاتا ہے کہ مرتکبِ جرم۔ جرم کے عقب میں ہی اس کا مستحق ہو جاتا ہے اور عذاب استحقاق اور نصیر استحقاق دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ عقاب کے معنی اصل میں پیچھے ہولینے کے ہیں۔ چنانچہ بولتے ہیں عقب الثانی الاول دوسرا پہلے کے پیچھے ہو لیا۔ اور عقب الليل والنهار۔ رات دن کے پیچھے ہو لی۔ اس اعتبار سے عتاب وہ سزا ہوتی جو جرم کے پیچھے دی جاتی ہے۔ لہذا اس کا ترجمہ پاداش جرم کرنا چاہئے۔

شَدِيدٌ - سخت، محکم، پکا۔ شَدِيدٌ (باب ضَرَبَ - نَصَرَ) سے بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ شَدِيدُ الْعِقَابِ ترکیب اضافی ہے اور شدید کی اضافت صفت مشبہ کی اپنے مرفوع کی طرف اضافت سے ہے۔ اضافة شدید من اضافة الصفة المشبهة الى مرفوعها۔ (روح المعانی) ۲: ۱۹۷ = الْحَجُّ اشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ - ای وقت الحج اشہر معلومت وہی شوال و ذوالقعدة و عشر لیال من ذوی الحجۃ۔ حج کا وقت چند مہینے ہیں اور وہ ہیں۔ شوال - ذوالقعدة اور ذوالحج کی دس راتیں۔

اشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ - موصوف و صفت۔ جانے بوجھے مہینے۔

فَرَضَ - ماضی معروف۔ واحد مذکر غائب فَرَضَ (باب ضَرَبَ) مصدر فرض کے اصل معنی ہیں کسی حجم والی چیز کو جس میں سلامت ہو کاٹ دینا۔ لیکن قرآن مجید میں یہ ان معنی میں آیا ہے۔ اس نے واجب کر لیا۔ اس نے مقرر کر دیا۔ اس نے عزم کر لیا۔ اس نے اجازت دیدی۔ یہاں عزم کر لینے یا نیت کر لینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فِيهِنَّ - هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کا مرجع اشْهُدُ ہے۔

= رَفَتْ - ملاحظہ ہو ۲: ۱۸۷۔

= فَسُوْقٌ - اسم فعل۔ گناہ۔ نیز مصدر (باب ضرب - نصر) گناہ کرنا۔ نافرمان ہونا۔ فَسَقَ فُلَانٌ کے معنی کسی شخص کا دائرہ شریعت سے نکل جانے کے ہیں۔ یہ فَسَقَ الرَّطْبُ کے محاورہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی گدڑی کھجور کے اپنے چھلکے سے باہر نکل آنے کے ہیں۔ فسوق کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو احکام شریعت کا التزام و اقرار کرنے کے بعد تمام یا بعض احکام کی خلاف ورزی کرے۔

= جِدَالٌ - باب مفاعلة سے مصدر ہے باہم جھگڑا کرنا۔

فَانْدَا - رَفَتْ - فَسُوْقٌ اور جِدَالٌ میں لَا کا تکرار تاکید ممانعت کے لئے ہے۔

= تَزَوَّدُوا - فعل امر جمع مذکر ماضی۔ تَزَوَّدُوا (تَفَعَّلُ) مصدر۔ تم زادِ راہ لے لیا کرو۔ تم سفر خرچ

ہمراہ لو۔ حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ اہل مین کی عادت تھی کہ جب وہ حج کو آتے تو زادراہ ساتھ نہ لاتے اور اس کو توکل کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور کہتے کہ ہم لوگ متوکل ہیں۔ اور جب وہ مکہ آتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے۔ اور بقول علامہ بغوی رحم بعض اوقات لوٹ اور غضب تک نوبت پہنچتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: **وَتَزِدْ دَرًا** یعنی زادراہ اس قدر لے جایا کرو کہ جس سے وہاں تک پہنچ سکو۔ اور آبرو بچا سکو۔

= **فَاتَّخَذُوا الزَّادِ التَّقْوَىٰ**۔ بیشک بہترین زادراہ تو تقویٰ ہے اس سے پہلے نہی عن المنکر کا حکم تھا۔ رفت۔ فوق۔ جدال سے پرہیز۔ اب خیر پر برا لگینا فرمایا ہے۔ اس کی شرح میں علامہ ابن کثیر رحم نظر انہیں: چونکہ ذیوی لوستہ کا حکم دیا تو ساتھ ہی فرمایا ہے کہ آخرت کے توشے کی بھی فکر کر لو۔ یعنی قبر میں اپنے ساتھ خوف خدا لے جاؤ۔ جیسے اور جگہ لباس کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا **يُنَبِّئُ آدَمَ قَدْ آتَزْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ** (۲۶: ۷) لے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے بہتر ہے۔ یعنی خشوع و خضوع طاعت و تقویٰ کے باطنی لباس سے خالی نہ رہو بلکہ یہ لباس ظاہری لباس سے کہیں زیادہ بہتر اور نفع دینے والا ہے۔ تقویٰ مادہ وقتی سے مشتق ہے۔

= **التَّقْوَىٰ**۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ہی متکلم کی محذوف ہے۔ مجھ سے ڈرو۔ (اور وہ ڈر گیا ہے اس کے احکام کی تعمیل کرنا۔ اور اس کی گرفت سے بچنا۔ پرہیزگاری اختیار کرنا)

= **يَأْتِي الدَّبَابِ**۔ یا حرف نداء۔ ادلی الالباب۔ مضاف مضاف الیہ مل کر منادی۔ لے عقل والو۔ **الدَّبَابِ** جمع ہے لُبّ کی بمعنی مغز بادام۔ بمعنی عقل مستعمل ہے۔ کیونکہ وہ بھی انسان کے مغز میں ہوتی ہے۔
= **جُنَاحٌ**۔ گناہ۔ **جُنُوحٌ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے مائل کرے اور دوسری طرف جھکا دے۔ **جُنَاحٌ** سے موسوم ہوا۔ اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔

مائل ہونے کے معنی میں: **ذَاتُ جُنُوحٍ السَّلَامِ فَاجْتَمَعُ لَهَا** (۶۱: ۸) اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔

= **أَنْ يَتَعَوَّذُوا فَرًا**۔ میں اَنْ مصدر ہے **يَتَعَوَّذُوا** مضارع جمع مذکر حاضر **يَتَعَوَّذُوا** (افتعال) مصدر اصل میں **يَتَعَوَّنُونَ** تھا۔ اَنْ کے عمل سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو، تم تلاش کرتے ہو۔ **فَرًا** اسم فعل (حالت نصب) تجارت کے ذریعے سے رزق۔ روزی۔ اور بھی کئی معانی میں مستعمل ہے۔ روزی کی تلاش کے معنی میں اور جگہ قرآن مجید میں ہے **فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ**

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (۶۲: ۱۰) پھر جب نماز ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔
 و لا خلاف بین العلماء فی ان المراد بالفضل المذكور فی الآية ربح التجارة (اور اس بارے
 میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ آیت مذکور میں الفضل سے مراد منفعات تجارت ہے۔
 = فَإِذَا أَقَضْتُمْ مَبْرَاتٍ عَرَفْتُمْ - جب تم عرفات سے لوٹو اَفَضْتُمْ ماضی جمع مذکر حاضر اِفَاضَةً (افعال) مصدر سے ہے۔ مادہ فیض ہے (باب ضرب) فَاَضَ الْمَاءُ کے معنی کسی جگہ سے پانی اچھل کر بہہ نکلنے کے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے تَوَلَّى أَعْيُنُهُمْ لَفِيضٌ مِنَ الدَّامِغِ (۵: ۸۳) تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور اِقَاضَ (باب افعال) اِنَاءَةً کے معنی برتن کو باللب بھر دینے کے ہیں کہ پانی اس سے نیچے گرنے لگے۔ اور اَفَضْتُهُ کے معنی اوپر سے گرانے اور بہانے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ - (۴: ۵۰) کہ کسی قدم پر پانی بہاؤ۔ وَفَاضَ الْخَبْرُ خبر کا منتشر ہونا یا پھیلنا۔ اور اسی لئے حَدِيثٌ مُنْفِيضٌ کے معنی منتشر یعنی عام پھیلی ہوئی بات کے ہیں۔ راعب اصفہانی لکھتے ہیں: اِفَاضَةٌ کے معنی مجمع کثیر کے یکبارگی لوٹنے کے ہیں اور یہ فَيضَانُ الْمَاءِ (یعنی پانی کا زور سے بہہ نکلنا) کے ساتھ تشبیہ سے کر بولا جاتا ہے۔

باوجود اس تمام تشریح کے اس لفظ کا استعمال حاجیوں کے عرفات میں قیام کے بعد مزدلفہ یا منیٰ کی طرف واپس لوٹنے کے لئے مخصوص ہے چنانچہ معجم الوسیط میں یوں تحریر ہے (افاض الحجج من عرفات الى منى: اي انصرفوا اليها بعد انقضاء الموقف يعني وہ (حجاج) واپس لوٹے اس (منیٰ) کی طرف وقوف عرفات) پورا کر لینے کے بعد اور اِفَاضَةٌ: انصراف الحجج عن الموقف في عرفة - حاجیوں کی وقوف عرفات کے بعد واپسی۔ اور طواف الافاضة طواف يوم النحر ينصرف الحجج من منى الى مكة فيطوف ويعود۔ اور طواف افاضة: قربانی کے دن کا طواف جب حاجی منیٰ سے لوٹ کر مکہ جا کر طواف کرتے ہیں۔ اور پھر واپس منیٰ کی طرف) مڑتے ہیں۔

= الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ: موصوف و صفت - المشعر - اسم ظرف ہے بمعنی علامت، نشان، مشاعر الحج معنی رسوم حج ادا کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اس کا واحد مشعر ہے اور انہیں شعائر الحج بھی کہا جاتا ہے اس کا واحد شعیرہ ہے۔ المشعر الحرام - حرمت والا نشان حج بمعنی مزدلفہ۔

فائدہ ۴ - عرفات - مکہ معظمہ سے جوڑ کر مشرق کی جانب طائف کو جاتی ہے اس پر مکہ سے کوئی بارہ میل کے فاصلہ پر کئی مربع میل کے رقبہ کا ایک طویل و عریض میدان ہے اسے عرفات کہتے ہیں اسی نام کی ایک پہاڑی بھی اسی میدان میں واقع ہے جو سطح زمین سے کوئی دو صد گز بلند ہے۔ مسجد نمروہ اسی میدان میں واقع ہے جہاں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اس مسجد کو مسجد ابراہیم یا مسجد عرفہ بھی کہا جاتا ہے

عرفات کے اصل پہاڑی سلسلہ سے ذرا الگ میدان عرفات سے شمال مشرق میں سرخ رنگ کی ایک مخروطی پہاڑی ہے جسے جبل الرحمت کہتے ہیں۔

(۲) مزدلفہ یا مشعر الحرام۔ حیب عرفات سے منیٰ کی طرف جائیں اور عرفات کے دونوں کنارے چھوڑ دیں تو مزدلفہ شروع ہو جاتا ہے جس کی حد ما زماں سے لے کر محسّر تک ہے اور دو پہاڑوں کے درمیان یہ سارا علاقہ مزدلفہ ہے خود ما زماں اور وادی محسّر مشعر الحرام میں شامل نہیں۔ حاجی حضرات یہاں مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھی کر کے پڑھتے ہیں۔

— وَاذْكُرُوا كَمَا هَدَانَاكُمْ. — واؤ عاطفہ ہے۔ اذْ كُرُوا فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ هُ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے۔ كَمَا میں کان تشبیہ کا ہے اور مَا مصدر یہ ہے ہدیٰ فعل ماضی واحد مذکر غائب ضمیر فاعل کا مرجع بھی اللہ ہے۔ كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر اور یاد کرو اسے جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے۔

— وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الصَّالِينَ. — واؤ حالیہ ہے اِنْ مخفف ہے اصل میں اِنَّ متقَابِلِہ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع ہدایت ہے۔ لَام فارقہ ہے الصَّالِينَ الصَّالَاتِ کی جمع ہے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ ضَلَّكَ (باب ضرب) مصدر گمراہ ہونا۔ راہِ حق سے ہٹ جانا۔ راستہ سے بھٹک جانا فراموش کرنا۔ گمراہ کرنا۔ (کوشش کا) برباد ہو جانا۔ (جبلہ ضَلَّكَ کے معنی سیدھی راہ سے ہٹ جانا کے ہیں خواہ وہ ہٹنا سہوا ہو یا عمدًا۔ مھوڑا ہو یا زیادہ۔ تو جس سے بھی کسی قسم کی غلطی سرزد ہوگی اس کے متعلق ہم ضلالت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور کفار دونوں کی طرف ضلالت کی نسبت کی گئی ہے۔ گو ان دونوں قسم کی ضلالت میں بون بعید پایا جاتا ہے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت کریمہ: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔ (۹۳: ۷) میں ضَالًّا فرمایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہدایت نبوت عطا ہونے سے قبل تم اس راہنمائی سے محروم تھے۔ راغب) ترجمہ آیت ہذا کا یہ ہوگا: اور بے شک اس سے قبل تم نادانوں میں سے تھے۔ نہ جاننے والوں میں سے تھے۔ (حق کی طلب میں تھے)

۱۹۹: ۲ — ثُمَّ حَرَفَ عَطَفَ ہے ما قبل سے ما بعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ تاخر زمانی ہو یا ترتیب کے لحاظ ہو۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی رح رقمطراز ہیں۔ ثُمَّ۔ یہاں تاخر زمانی کے لئے نہیں فصل کلام کے لئے ہے۔ یعنی ایک بات ختم ہوئی اب دوسری ہدایت سُنو! جیسے اردو میں ایسے موقع پر ”اچھا تو“ یا ”ہاں تو“ کہتے ہیں۔

جملہ ثُمَّ اَنْبِضُوا..... کا عطف جملہ سالفہ فَاِذَا اَفْضَيْتُمْ پر ہے اور ثُمَّ یہاں تراخی فی الرتبة کے لئے آیا ہے مطلب یہ کہ جب تم عرفات سے وقوف عرفہ کے بعد منیٰ کی طرف واپس مڑو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔

ہاں تو اس سے بھی بڑھ کر بات یہ ہے کہ تم وہاں سے مڑا کرو جہاں سے لوگ واپس مڑا کرتے ہیں (یعنی عرفات سے
ذکر مزدلفہ سے)

== اَيْضًا - فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِفَاضَةً (افعال) مصدر سے - تم واپس مڑو، تم بہاؤ (پانی کو)
یہاں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

اس امر کے مخاطبین قریش ہیں جو حسد شدت والے اور حیثیت والے کہلاتے تھے اور وہ اور ان کے حلیف عرفات میں دوسرے اہل عرب کے ساتھ ٹھہرنے کو عار سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ
ہیں۔ اور اس کے حرم کے ہونے والے ہیں اس لئے ہم حرم کو نہیں چھوڑتے اور یہاں سے نہیں نکلتے۔ پھر جب
لوگ عرفات سے چلتے تھے تو حسد مزدلفہ سے کوچ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مثل اوروں
کے عرفات میں ٹھہریں اور وہاں وقوف کے بعد سب کے ساتھ مزدلفہ جائیں اور پھر وہاں سے واپس
منیٰ جائیں۔

== مِنْ حَيْثُ - جہاں سے۔ حَسْبُ جگہ سے۔ حَيْثُ اسم ظرف مکان ہے اور منیٰ برصمہ ہے۔

== النَّاسُ - سے جس کے سوائے تمام لوگ مراد ہیں۔ العوادم من الناس الجنس (مرج المعانی)
الناس سے مراد جنس انسان ہے۔ ضحاک نے کہا ہے کہ الناس سے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد
ہیں جیسے ۴۱ يَحْسُدُونَ النَّاسَ (۴: ۵۴) میں الناس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں
۲: ۲۰۰ قَضَيْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ قَضَاءُ مصدر باب ضرب، قضی مادہ۔ جب تم نے ادا کر لیا۔
جب تم پورے کر چکے۔

== مَنَا سِلْكُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ اپنے (حج کے) ارکان مَنَسَكٌ واحد۔

== كَذِكْرِكُمْ اَبَاءَكُمْ - کاف حرف تشبیہ ہے ذِكْرِكُمْ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف۔
اَبَاءَكُمْ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ۔ تمہارے اپنے آباء اجداد کے ذکر کی طرح یعنی جس طرح
تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو اسی طرح اللہ کا ذکر کرو۔

== اَوْ - یہاں اختیار کے معنی میں نہیں۔ بلکہ ترقی کے لئے ہے اور بَلْ کا ہم معنی ہے یعنی بلکہ ان کے ذکر
سے بھی بڑھ کر اللہ کو یاد کرو

== اَشَدَّ ذِكْرًا - صاحب تفسر حقانی فرماتے ہیں: اَشَدَّ ذِكْرًا میں اگرچہ لوگوں نے بہت قبل و قال کی
ہے مگر صاف قول یہ ہے کہ اَشَدَّ منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے اور یہ حال ذِكْرًا سے ہے۔ اور ممکن
ہے کہ اس کی صفت ہو۔ اور ذِكْرًا تمیز ہے اَشَدَّ کی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

== خَلَاقٍ ط - حصہ۔ اپنے خلق اور عادت سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خَلَاقٍ ہے۔

== حَسَنَةٌ - مہلانی - نیکی - نعمت جو مسرت کا سبب ہو۔ سَيِّئَةٌ کی ضد ہے۔

۲۰۱: ۲ = قِنَا - قِ - نَا - قِ فعل امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے اور نَا ضمیر مفعول جمع متکلم - وَقَاءٌ - وَقَايَةٌ وَتَى - وَتِي - مَصَادِرُ لَفِيْفٍ مَفْرُوقٍ (بعضی بچانا پرہیز کرنا - احتیاط کرنا - وَتَى يَقِي (باب ضرب سے) کسی دکھ دینے والی ضرر رساں چیز سے بچانا - قِ نَا - توہم کو بچا - توہم کو محفوظ رکھ - اور جبکہ قرآن مجید میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآهْلِيكُمْ نَارًا - (۶: ۶۶) لے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل دیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔

وَتَى سے مضارع اصل میں يُوْتِي تَقِي تَقَا - لَفِيْفٍ مَفْرُوقٍ میں ت کلمہ کی تعلیل مثل معتل الفار (مثال کے ہوتی ہے - لہذا مثال کی تعلیل کے مطابق کہ مضارع مَسُوْرُ الْعَيْنِ میں عین کلمہ سے پہلے جو واو واقع ہوتا ہے وہ حذف ہو جاتا ہے - جیسے دَعَا يُوْعِدُ سے يَعِدُ لہذا يُوْتِي يَقِي ہو گیا - لَفِيْفٍ مَفْرُوقٍ کے لام کلمہ کی تعلیل مثل ناقص یائی ہوتی ہے لہذا مثل رَحَى يَزِي فِي میں حٰی پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے لَفِيْفٍ مَفْرُوقٍ کے لام کلمہ میں تعلیل کی وجہ سے يَقِي يَقِي ہو گیا۔

اسی کے مطابق صیغہ امر بنانے کے لئے علامت مضارع کو حذف کیا - اور آخر میں حرف علت کو گرا دیا تو ق رہ گیا جو امر واحد مذکر حاضر کا صیغہ بن گیا۔

۲۰۲: ۲ = اُدْكُتْكَ - اسم اشارہ جمع مذکر - وہ سب - اس میں مشاَرُ الْيَمِّ وہ مؤمنین ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں میں حَسَنَةٌ کی دعا کرتے ہیں

== نَصِيْبٌ - حصہ - خواہ ثواب کا ہو - میراث کا ہو - یا حکومت کا ہو۔

== كَسَبُوا - ماضی جمع مذکر غائب انہوں نے کمایا - كَسَبٌ - کمائی کرنا - نفع کے لئے کوئی کام کرنا۔ خواہ نتیجہ اچھا نکلے یا بُرا - قرآن مجید میں كَسَبٌ کا استعمال اس طرح کیا گیا ہے - (۱) قلبی ارادہ اور نیت کی پختگی جیسے وَ لٰكِنْ يُّوَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ قُلُوْبَكُمْ - (۲: ۲۲۵) لیکن جو قسمیں قصد دل سے کھاؤ گے ان پر مواخذہ کرے گا - (۲) اچھا بُرا قول یا فعل - جیسے: ثُمَّ كُوْنِي كُلِّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ (۳: ۱۶۱) پھر ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا - (۳) نیک کام کرنا - جیسے لَقَامًا مَّا كَسَبَتْ (۷: ۱۸۶)

اچھا کام کرے گا تو اس کو اس کا فائدہ ملیگا - (۴) بُرے کام کرنا - جیسے وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلٰیهَا -

(۶۵: ۶) اور جو (کوئی) بُرا کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے - (۵) مال کمانا - جیسے اَنْفَقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ (۲: ۲۶۷) پاکیزہ اور عمدہ مال جو تم کماتے ہو - اس میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کرو

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ - واو عاطفہ - سَرِيْعٌ - جلدی کرنے والا - سُرْعَةٌ (باب فتح) سے جس کے

معنی جلدی کرنے کے ہیں - بَرُوْرٌ نَجِيْلٌ بمعنی فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے سَرِيْعُ الْحِسَابِ ط

ترکیب اضافی ہے سَوْرِعُ مضاف الْحِسَابِ مضاف الیہ۔ جلدی حساب کرنے والا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر اللہ مبتدا کی خبر ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

۲: ۲۰۳ = فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ط دن جو معدودے چند ہیں۔ چند گنتی کے دن، چند دن گنتی کے۔
 - فائدہ ۵۔ حج کا ذکر ہو رہا ہے مزدلفہ میں رات بسر کر کے دسویں تاریخ ذوالحجہ کو صبح سویرے بعد از نماز فجر وہاں سے نکل کر منیٰ پہنچے۔ ۱۰ اور ۱۱ تاریخ کو منیٰ میں قیام کیا اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ اور دیگر مناسک حج کی ادائیگی کی مثلاً دس تاریخ کو حجرہ عقبہ کی رمی کی، قربانی دی۔ سر منڈایا۔ احرام سے باہر آئے طواف زیارت کیا۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور واپس منیٰ آئے۔ اب منیٰ سے مکہ کی طرف واپسی کی دو صورتیں ہیں اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کے بعد صرف دو دن قیام کر کے بارہ تاریخ کی شام کو مکہ معظمہ چلا جائے تو بھی درست ہے اور جس کا حجی چاہے بارہ تاریخ کو وہیں ٹھہرے۔ اور تیرہ تاریخ کی شام کو مکہ معظمہ واپس مڑے تب بھی درست ہے۔
 فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ لِمَنِ اتَّقَىٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے
 ۹ کی فجر تا ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ایام تشریق کہلاتے ہیں۔

= تَعَجَّلَ۔ ماضی واحد مذکر غائب تَعَجَّلَ (تَفَعَّلُ) مصدر اس نے جلدی کی۔ اس نے عجلت سے کام لیا
 مَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ۔ جو شخص جلدی کر کے دو دن میں ہی چلا گیا۔ یعنی یوم النحر (دسویں تاریخ کے بعد ۱۱ اور ۱۲ کو منیٰ میں ٹھہر کر ۱۳ کی شام کو مکہ معظمہ میں واپس ہو گیا۔ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اس پر کوئی حرج نہیں
 ضمیر واحد مذکر غائب کامر جمع مَنْ موصول ہے

= مَنْ تَأَخَّرَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَأَخَّرَ (تَفَعَّلُ) مصدر پیچھے رہنا۔ پیچھے ہو جانا۔ وہ پیچھے رہ گیا۔ یا پیچھے رہا۔ جس نے تاخیر کی۔ یعنی ۱۲ تاریخ کو بھی منیٰ میں ٹھہر رہا اور ۱۳ کی شام کو واپس ہوا۔
 = لِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اِیْ ذٰلِكَ التَّخْيِيْبِ وَنَفِيْ الْاِثْمِ لِلْحَاجِ الْمُتَّقَىٰ۔ یعنی اس تاخیر میں اس حاجی کے لئے کوئی حرج نہیں جو دل میں خوفِ خدا رکھتا ہو۔ اور جس نے یہ تاخیر تقویٰ کی خاطر کی ہو

= تَحْشُرَاتٍ ہ مزارع مجہول جمع مذکر حاضر، تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ حَشُرٌ (باب نصر، ضرب) مصدر
 ۲۰۴: ۱ = دَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ۔ واؤ عطف ہے اس جملہ کا عطف جملہ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَسْئَلُ (آیہ ۲۰۰) پر ہے۔ آیہ ۲۰۰ میں ذکر تھا کہ بعض ایسے بھی ہیں کہ جو حج کے ایام اور ایسے مواضع میں صرف دینا خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں کس لئے کہ آخرت اور وہاں کی نعمتوں کا ان کو یقین ہی نہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دنیا و آخرت دونوں کا سوال کرتے ہیں۔ اب یہاں ان دونوں لوگوں کی تشریح ہے۔ - مِنْ تَبْعِيْضِهِ ہے اور مَنْ موصول ہے۔

= يُعْجِبُكَ۔ مزارع کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِعْجَابٌ (افعال) مصدر ك ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر

تجھ کو مہلا لگتا ہے۔ تجھ کو پسند آتا ہے۔

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - متعلق قول سے ہے۔ اسی فی امور الدنیا و اسباب المعاش یعنی اس کی گفتگو بابت امور دنیا و اسباب معاش۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی امور کے متعلق یا اس کی غرض سے اظہارِ عویٰ محبت اور آپ کے اظہارِ اسلام وہ ایسے فصیح اور شیریں کلام میں کرتا ہے جو آپ کو متاثر کرتا ہے۔

== يَشْهَدُ اللَّهُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ اَشْهَدُ (اَفْعَالٌ) مصدر اللہ مفعول۔ وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ یعنی اللہ کی قسمیں کھا کر کہتا ہے کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ اس کی زبان کے مطابق ہے۔

== وَهُوَ الَّذِي خِصَّامٌ - جملہ حالیہ اَلَّذِي - سخت جھگڑالو۔ لَدَّ يَلْدُ (باب نَصَرَ) اَفْعَلُ التَّفْضِيلُ کا صیغہ لَدَّ - مصدر خِصَّامٌ - خَضَمٌ کی جمع جیسے بَحَارٌ - بَحْرٌ - یا صِعَابٌ صَعْبٌ کی جمع ہے خَضَمٌ جھگڑنے والا۔ اَلَّذِي خِصَّامٌ جھگڑا کرنے والوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو۔ بہت بڑا جھگڑالو۔

خِصَّامٌ مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اَلَّذِي خِصَّامٌ بمعنی سَدِيدُ الْخُصُومَةِ ہوگا۔

۲: ۲۰۵ = تَوَلَّى - ماضی واحد مذکر غائب۔ وہ لوٹا۔ وہ پھرا۔ اس نے منہ موڑا۔ اس نے پیٹھ پھیر لی۔

== سَعَى - ماضی واحد مذکر غائب۔ سَعَى - مصدر (باب فَعَم) اس نے کوشش کی۔ اس نے جلدی کی اس نے قصد کیا۔

== لِيُفْسِدَ - میں لام تعلیل کا ہے اور سعی سے متعلق ہے یعنی وہ زمین میں اس واسطے دوڑتا پھرتا ہے کہ فساد مچلائے۔

۲: ۲۰۶ = اَتَوْا - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اِتَّقَاءُ (اَفْتَعَالٌ) مصدر تووڑ۔ وَتَى مَادَةٌ۔

== اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ - الْعِزَّةُ - عزت۔ غرور۔ غلبہ۔ بزرگی۔ عِزٌّ - عِزَّةٌ - مصدر (باب ضَرَبَ) بِالْإِثْمِ - میں باء سببیہ ہے۔ غرور اور تکبر نے اس کو گناہ پر آمادہ کیا۔

== حَبِطَ - اس کو بس ہے۔ اس کو کافی ہے۔ اس کو کفایت ہے۔ حَبِطٌ مضافٌ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ حَسْبٌ - کافی۔ کفایت۔

== اَلْمِهَادُ - اسم۔ بچھونا۔ ٹھکانا۔ قرار گاہ۔ مِهْدٌ - بستر، گہوارہ۔ مِهَادٌ (بستر) کی جمع اَمِهَادَةٌ اور مِهْدٌ ہے۔

فائدہ - علامہ لغوی رح نے بروایت کلبی و مقاتل و عطا فرمایا ہے کہ احنس بن شریق بنی زہرہ کا حلیف تھا۔ یہ شخص بہت شیریں کلام اور خوبصورت بلیغ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا۔ بیچھتا اور باتیں بناتا تھا۔ اور قسمیں کھا کھا کر کہتا تھا کہ مجھے آپ سے محبت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے ملاحظت فرماتے تھے۔ واقع میں وہ منافق تھا۔ اس کے بارہ میں آیات ۲۰۴:

تا ۲۰۶ نازل ہوئیں۔ (آیت ۲۰۶ میں لہ۔ اَخَذَتْهُ اور فَحَسْبُهُ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب اخص کی طرف راجع ہے) اسی اخص نے اپنے مخالف بنو ثقیف پر شب خون مار کر ان کی کھیتیاں جلادیں۔ اور ان کے مولیشی ہلاک کر دیئے۔ اور اپنے ایک مدیون کے پاس تقاضے کے لئے طائف گیا اور وہاں جا کر اس کی کھیتی جلادی۔ اور اس کی گدھی کی ٹانگیں کاٹ دیں۔

اگرچہ ابتدائے کلام میں وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُعْجِبُكَ سے اشارہ ایک واحد شخص کی طرف ہے جو برد آیات اخص بن شریق تھا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وَمِنَ النَّاسِ سے مراد ایک ہی شخص ہو بلکہ اس سے بہت سے اشخاص بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ لہذا ان آیات کا انطباق محض اسی ایک ہی شخص تک محدود نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں بھی وہ صفات پائے جائیں گے وہاں یہ آیات چسپاں ہوں گی۔

۲: ۲۰۴ = يَشْرِيْ - مضارع واحد مذکر غائب شَرَى مصدر (باب ضروب) وہ فروخت کرتا ہے وہ اطاعت الہیہ کے لئے وقف کر دیتا ہے۔

شِرَاءٌ اور بَيْعٌ دونوں لازم ملزوم ہیں کیونکہ مشتری کے معنی قیمت دے کر اس کے بدلے میں کوئی چیز لینے والے کے ہیں۔ اور بائع اسے کہتے ہیں جو چیز دے کر قیمت لے۔ اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک طرف سے نقدی اور دوسری طرف سے سامان ہو۔ لیکن جب خرید و فروخت جنس کے عوض جنس ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو بائع اور مشتری تصور کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیع و شرا کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں اور عام طور پر شَرَيْتُ بمعنى بَعْتُ اور اَبْتَعْتُ بمعنى اَشْتَرَيْتُ آتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے دَشْرُوْهُ بِثَمَنٍ الْبَخْسِ (۲۰: ۱۲) اور انہوں نے اس کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا۔ اور اَشْرَوْا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ (۸۶: ۲) جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔

آیت ہذا میں يَشْرُوْنَ بمعنى فروخت کر دینا ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اپنی جان تک اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بیچ ڈالتا ہے۔
= دَعُوْنَ - دَعُوْا يَرْوُّوْنَ دَكْرَمٍ رَّافِعَةٍ مصدر سے۔ بروزن فعول۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

مہربان۔ شفقت کرنے والا۔ امام خطابی رافعت اور رحمت میں فرق تحریر فرماتے ہیں کہ: رحمت تو کسی مصلحت کی بنا پر کبھی ناپسندیدگی میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن رافعت ناپسندیدگی میں تفسیراً نہیں ہوتی۔

== نَفْسُهُ - مضاف مضاف الیہ - اپنی جان کو۔

== اِبْتِغَاءٌ - چاہنا - تلاش کرنا - بَرَزَنَ اِفْتِعَالٌ - مصدر ہے - اِبْتِغَاءٌ سخت کوشی کے لئے مخصوص ہے اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم۔

== مَرْضَاتٍ - مَرْضَاةٌ - مصدر مسمی و اسم مصدر - پسند کرنا - رضا مند ہونا - پسندیدگی - خوشنودی - رضا مندی (باب

سَمِعَ) مَرْضَاتٍ اللّٰهِ - مضاف مضاف الیہ - اللہ کی رضا مندی - اللہ کی خوشنودی -

اِبْتِغَاءٌ مَرْضَاتٍ اللّٰهِ - اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

۲۰۸:۲۲ = فِي السَّلَامِ - اسلام - اسم ہے مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

== كَافَّةً - اُدْخُلُوا فِي السَّلَامِ کے فاعل سے حال ہے - اسم فاعل مفرد ہے - مؤنث منصوب - كَافٌ

مذکر - كَافَاتٌ - جمع - كَفٌّ مادہ و مصدر - دفع کرنا۔

اسم فاعل مفرد مذکر منصوب بھی ہو سکتا ہے - اس صورت میں ة علامت مبالغہ ہے یہ تثنیہ لفظی

ساخت کی ہے - استعمال میں كَافَّةً ہمیشہ حال منصوب اور نکرہ آتا ہے جس کے معنی ہیں سب کے سب

پورے کے پورے - قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً (۳۶:۹) تم سب کے سب

کافروں سے لڑو - اور وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ (۳۴-۲۸) اور ہم نے تم کو سب لوگوں کے لئے

بھیجا ہے۔

== وَلَا تَتَّبِعُوْا - فعل نہی جمع مذکر حاضر - تم اتباع مت کرو - تم پیروی نہ کرو - تم نقش قدم پر مت چلو

== خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ - مضاف مضاف الیہ - شیطان کے قدم۔

== مُبَيَّنٌ - ظاہر - صریح - کھلا ہوا۔

۲۹:۱۲ = زَلَلْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر - زَلُّ - زَلَلٌ - (باب ضَرَبَ - سَمِعَ) پاؤں یا زبان کا

سھل جانا - تم ڈل گئے - تم نے لغزش کی - تم نے مٹھو کر کھائی - اور جگہ قرآن مجید میں ہے وَلَا تَتَّخِذُوا

اٰیْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا (۱۶:۹۴) اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات

کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں) کے قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑاجائیں۔

== اَلْبَيِّنَاتِ - بَيِّنَةٌ کی جمع - کھلے دلائل - روشن دلیلیں۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ اَلْبَيِّنَاتِ - جملہ شرطیہ - فاعلموا حَكِيْمٌ - جواب شرط

== هَلْ - حرف استفہام ہے - یہاں استفہام انکاری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ هَلْ

يَنْظُرُوْنَ - اى مَا يَنْظُرُوْنَ

== يَنْظُرُوْنَ - بمعنى يَنْظُرُوْنَ - مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب - نَظَرٌ - (باب نَصَرَ) مصدر ہے

صنیر فاعل ان لوگوں کے لئے ہے جو اسلام میں پورے پورے داخل نہیں ہوئے۔ اسی من یتروک
الدخول فی السِّلْمِ کَافَّةً - هَلْ يَنْظُرُونَ اِی مَا یَنْتَظِرُونَ - الذَّ - حرف استثناء۔
= ظَلَّلٍ - سَابَانَ - بدلیاں - ظَلَّةٌ کی جمع ہے جیسے عُرْفَةٌ کی جمع عُرُفٌ ہے۔
= الْغَمَامُ ابر - سفید ابر - غَمَامَةٌ کی جمع۔

هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ یَّاتِیَهُمُ اللّٰهُ فِی ظَلَّلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ النَّمْلِکَةِ - یہ انتظار نہیں کر رہے مگر
(اس بات کی) کہ اللہ اور اس کے فرشتے (ان کے اعتقاد کے موافق) سفید بادلوں کے سائبانوں کے
سایہ تلے ان کے اوپر آویں (جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بادلوں میں سے دھواں اور کڑک
اور شعلہ معلوم ہوا اور خداوند تعالیٰ کا جلوہ دکھائی دیا) تفسیر حقانی

= وَقَضَى الْاَمْرَ قَضَى - ماضی مجہول واحد مذکر غائب - اور معاملہ کا فیصلہ کیا جائے - اور معاملہ ٹپا دیا جائے
(یعنی وہ امور جو ابھی تک نو مسلم یہودیوں اور نصاریٰ کے دلوں میں جاگزیں تھے اور ان کو کافہ اسلام میں
داخل ہونے سے مانع تھے ان کے روبرو فیصلہ ہو جاویں) نیز ملاحظہ ہو نوٹ ۶۲۴ - سورة البقرة تفسیر ماہر کی
= وَالِی اللّٰهُ تُرْجِعُ الذُّمُّوْمًا اور اللہ کی ہی طرف تمام امور (قطع فیصلہ کے لئے) لوٹائے جاتے ہیں
تُرْجِعُ - مضارع مجہول واحد مؤنث غائب - رَجَعٌ مصدر سے - (باب ضَرَبَ) باب ضرب ہی مصدر
رُجُوْعٌ سے بطور فعل لازم یعنی لوٹنا آتا ہے - آیت ہذا میں بصورت اول مستعمل ہے۔

آیت ہذا کی مزید تشریح کے لئے عبد اللہ یوسف علی کی تفسیر نوٹ نمبر ۲۳۱ بھی ملاحظہ ہو
۲: ۲۱۱ گمہ - استفہام کے لئے آئے تو اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے کَمَّ دَرَّهَمًا عِنْدَكَ
تیرے پاس کتنے درہم ہیں - اور اگر خبر یہ ہو اور مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرے تو تمیز مفرد مجرور ہوتی
ہے جیسے دَكَمَ قَرْبِیةٍ اَهْلَكْنَا هَا - ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔
کبھی تمیز سے پہلے مِنْ آتا ہے جیسے کَمَّ مِّنْ قَرْبِیةٍ اَهْلَكْنَا هَا (۴: ۷) یا آیت ہذا میں: کَمَّ مِّنْ اٰیةٍ
بَیِّنَةٍ کَتَبَیْہِیْ کَلِّیْ کَلِّیْ نَشَانِیَا اَتٰیْنٰھُمْ - ہم نے ان کو دیں۔

= مِّنْ شَرْطِیہ ہے اور مِّنْ یُّبَدِّلُ مَا جَاءَتْہُ - جملہ شرطیہ ہے اور قَاتٌ اللّٰهُ شَدِیْدٌ یُّدِ الْعِقَابَ
جواب شرطیہ ہے - یُبَدِّلُ مضارع مجزوم (بوجہ شرط) واحد مذکر غائب یُبَدِّلُ (تَفْعِیْلُ) مصدر (جو)
بدل ڈالے - یعنی بجائے نکل کے کفر کرے۔

= نِعْمَةً اللّٰہِ - مضاف مضاف الیہ - اللہ کی نعمت - نعمت سے مراد وہ معجزے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام
کئے - نعمت ان کو اس لئے کہا گیا کہ وہ ہدایت کا سبب ہیں - یا اس سے مراد اللہ کی کتاب ہے، اور تبدیل
سے مراد یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کیا۔

== مَثَدِيدُ الْعِقَابِ سَخَتْ عَذَابَ دِينِهِ وَالْا - (ملاحظہ ہو ۲: ۱۹۶)

(۲: ۲۱۲) = زُيِّنَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب بَدَّيْلُ (تَفْعِيلُ) مصدر (وہ ستوارا گیا۔ وہ مزین کیا گیا۔ اسے اچھا کر کے) دکھایا گیا۔ مطلب یہ کہ دنیا کی زندگی اسے پرکشش اور مزین کر کے دکھائی گئی

= الْحَيَاةَ الدُّنْيَا - موصوف وصفت مل کر مفعول مالم لیسیم فاعلہ۔

= وَكَيْسَخِرُونَ - میں واو عاطفہ ہے كَيْسَخِرُونَ كَاعْطَفَ زُيِّنَ پر ہے سَخِرُ (باب سَمِعَ) مصدر مضرع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے وہ مذاق بناتے ہیں۔ وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ مِنْ کے صلہ کے ساتھ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اور جگہ ہے۔ اِنَّ لَكُمْ لَسَخِرُوا مِمَّا فَاَنَّا لَسَخِرُ مِنْكُمْ۔ (۱۱-۳۸) اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو ہم تم سے تمسخر کریں گے۔

فَوْقَهُمْ - فَوْق - ظرف منصوب - مضاف - هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

ان کے اوپر۔ ان سے بڑھ کر، ان سے زیادہ، ان پر غالب

وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - وَالَّذِينَ اتَّقَوْا - مبتدأ فَوْقَهُمْ خبر يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظرف

۲: ۲۱۳ = اُمَّةً وَّاحِدَةً - موصوف صفت مل کر کان کی خبر - اُمَّةً بمعنی امت - جماعت ،

امت - دین - یہاں بمعنی دین مستعمل ہے - اُمَّةً وَّاحِدَةً ای علی دین واحد -

= فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ - بَعَثَ - ماضی واحد مذکر غائب بَعَثُ (باب فَعَمَ) مصدر - اس نے بھیجا

اس نے بھیجے (نبی) جملہ ہذا سے قبل فَاخْتَلَفُوا ممدوف ہے عبارت یوں ہوگی - كَانِ النَّاسُ

اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ (ابتداء میں لوگ ایک ہی دین پر تھے - پھر ان کا

آپس میں اختلاف ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا۔

= مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ - اسم فاعل جمع مذکر بحالت نصب بوجہ حال نَبِيِّينَ سے (اہل ایمان کو

جنت کے دیگر انعامات کی خوشخبری دینے والے۔ اور (منکرین کو ان کے گناہوں کی پاداش میں سزا سے)

ڈرانے والے -

= مَعَهُمُ . ای مع النبیین - الکتب سے مراد جس کتاب ہے . بِالْحَقِّ کتاب سے حال واقع ہے

یعنی مُشْتَبِلًا عَلَى الْحَقِّ - (حق پر مشتمل) لِيَحْكُمَ - میں لام تعلیل کی ہے - اور يَحْكُمَ میں ضمیر فاعل کا

مرجع اللہ یا کتب ہے یا اس کتاب کے ساتھ جو نبی ہے تاکہ اختلافی امور میں لوگوں کے درمیان فیصلہ دیا کرے

فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ موصولہ ہے اور فِيهِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع - اس امر کے متعلق جس

میں انہوں نے اختلاف کیا۔

مطلب یہ کہ اس نے نبیوں کو مبشرین و منذرین بنا کر بھیجا۔ اور ان (میں بعض) پر کتاب نازل فرمائی

جو سراسر حق باتوں پر مشتمل تھی تاکہ اللہ تعالیٰ خود یا اس کی مشتمل برحق کتاب یا نبی جس پر وہ کتاب نازل کی گئی ان باتوں کے متعلق جن میں لوگوں کا اختلاف تھا (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ کرے۔

== وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُذْتُوهُ - فِيهِ میں ضمیر ہ واحد مذکر غائب کا مرجع الحق سے یا کتاب الَّذِينَ موصول عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اذتوہ۔ اذتوہا ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ہ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جو کتاب کی طرف راجع ہے۔ یعنی جنہیں وہ کتاب دی گئی مطلب یہ کہ اس حق میں جس پر یہ کتاب جو یہود و نصاریٰ کو دی گئی مشتمل تھی۔ انہوں نے ہی اختلاف اختیار کیا۔ کتاب سے مراد یہاں توراہ اور انجیل ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر نازل کی گئی اور اختلاف سے مراد یہ امور ہو سکتے ہیں۔ را، باہمی ضد اور حسد کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر۔ (۲) کتاب میں تحریف اور تبدیل پر اختلاف (۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق توراہ و انجیل میں حوالہ جات جو سرگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دال تھے ان پر ان کا باہمی اختلاف۔

== مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ - بَيِّنَات سے مراد وہ محکم آیات جو تورات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت دینے والی اور آپ کے اوصاف کرمیہ کو بیان کرنے والی تھیں۔ یہ جملہ اخْتَلَفَ سے متعلق ہے۔

== بَغِيًّا بَيْنَهُمْ - باہمی ضد اور حسد۔ یہ اخْتَلَفَ کا مفعول لہ ہے۔

== فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآيَاتِهِ - هَدَى لَه۔ راستہ بتلانا۔ سیدھے راستہ پر قائم رکھنا۔ هَدَى۔ هَدَى۔ هِدَايَةٌ مصدر۔ مِنَ الْحَقِّ حال ہے ضمیر فِيهِ سے یا مَا سے بِآيَاتِهِ حال ہے الَّذِينَ آمَنُوا سے اِى مَا ذُورْنَا لَهُمْ۔ بِآيَاتِهِ اپنے امر و ارادہ سے۔ اپنے فضل و کرم سے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو حق میں جو بھی ان کو اختلاف تھا اپنے حکم سے راہ ہدایت دکھائی۔ یعنی ایمان والے اگر حق بات کے متعلق آپس میں کوئی اختلاف رکھتے بھی تھے تو چونکہ وہ بَغِيًّا بَيْنَهُمْ پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ محض لاعلمی یا نا سمجھی یا لاشعوری کی وجہ سے تھا۔ لیکن ان کی نیتوں میں خلوص اور حیدرہ ایمان تھا اس لئے خداوند تعالیٰ نے اپنے حکم (فضل و کرم) سے ان کو اس اختلاف سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھا دیا۔ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ میں ذکر اہل حق کے اختلاف کا ہے اہل باطل سے بِآيَاتِهِ۔ میں اِذْن کے معنی فضل، توفیق اور لطف کے ہیں۔

۲۱۴:۲ = آم۔ آم۔ منقطع ہے اور یعنی بَلْ (حرف اضراب آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہمزہ مقدر ہے۔ لفظ بَلْ کلام سابق سے اعراض کے لئے ہے۔ یہاں یہود اور نصاریٰ کے اختلاف اور ان کے متاع حیا

دنوی پر فخر بے جاہ اور پھر اس کے بل بوتے پر مومنوں سے تمسخر سے اعراض کرنے کے لئے آیا ہے اور ہمزہ استفہامیہ مومنین کے خیال کے انکار و استبعاد کے واسطے کہ تمہارا یہ خیال درست نہیں کہ بغیر رنج و مشقت کی بھیڑ سے گذرے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ بلکہ تمہارے سے پہلے کے انبیاء اور مومنین کی طرح تمہیں بھی تنگی و سختی۔ فقر و بیماری اور طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں کی آگ سے گذرنا پڑے گا۔ تب جا کر تم جنت کے مستحق بنو گے۔

تفسیر منطہری میں ہے کہ فراء کا قول ہے کہ آذ کے معنی أَحْسَبْتُمْ اور ميم زائد ہے

(آذ پر تفصیلی نوٹ ۹:۱۸ پر ملاحظہ ہو۔)

= حَسِبْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر، حِسَبَاتٌ (باب حَسِبَ يَحْسِبُ) مصدر۔ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ تم نے خیال کیا۔ یا گمان کیا۔

= اَنْ تَدْخُلُوْا۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ تَدْخُلُوْا۔ مضارع منصوب جمع مذکر حاضر۔ کہ تم داخل ہو گے۔
 = دَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ۔ جملہ حالیہ لَمَّا۔ ابھی تک نہیں۔ ترجمہ آیت کا یوں ہوگا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تک تم کو پہلے لوگوں کی کسی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔

مثل الذین۔ ای مَثَلٌ مَثَلُهُمْ کلام میں مضاف محذوف ہے۔ الذین صفت ہے مومنین محذوف کی۔ مِنْ قَبْلِكُمْ متعلق ہے خَلَوْا سے۔

= مَسْتَهْمُ الْبِئْسَاءِ وَالضَّرَّاءُ بَيَانٌ هُوَ مَثَلٌ سے۔
 = الْبِئْسَاءُ۔ سختی، فقر، تنگی، اسم مؤنث ہے۔ بُؤْسٌ سے مشتق ہے بعض کے نزدیک صفت ہے جو قائم مقام ہے موصوف کے۔

= الضَّرَّاءُ۔ تکلیف۔ سختی۔ تنگی، مرض، مصیبت اسم مؤنث ہے اور سَرَّاءُ۔ نَعْمَاءُ کی ضد بَأْسَاءٌ وَضَرَّاءٌ دونوں اسم مؤنث ہیں۔ ان کا مذکر نہیں آتا۔ ان کی جمع ضَرَّاءُ کے نزدیک أَبُوْنِسٌّ وَاضْرٌّ بِرُوزِنٍ نَعْمَاءٌ اَنْعَمٌ جائز ہے۔

= وَزُلْزَلًا۔ واو ماطق ہے اور اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ زُلْزَلُوا ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ زِلْزَلَةٌ۔ زِلْزَالٌ۔ مصدر وہ جھڑ جھڑائے گئے۔ وہ زلزلہ میں آگئے وہ ہلا ڈالے گئے۔

= لَمَّا۔ حرف بازم ہے کہ کی طرح فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کو بزم دیتا ہے۔ اور مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (۱۴: ۲۹)

لَمَّا اور لَمَّا کے درمیان بوجہ ذیل فرق کیا جا سکتا ہے۔

(۱) لَمَّا۔ حرف شرط کے ساتھ آ سکتا ہے جیسے فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ لَيْكُنْ لَمَّا نہیں آ سکتا۔

۲۔ لَمَّا سے جس نفی کا حصول ہوتا ہے وہ زمانہ حال تک تمتد۔ مسلسل اور مستمر ہوتی ہے جیسے آیتہ ہذا۔ یا
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ اور ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ شاش
عبدی ممزق کا شعر ہے ۔

فَإِنْ كُنْتُمْ مَأْكُورًا فَكُنْ حَيْرًا حِلًّا = وَاللَّهَ فَادْرِكْنِي وَلَمَّا امْتَدَّتْ
ترجمہ: اگر مجھے خوراک ہی بنا ہے تو تو ہی بہتر کھانے والا بن جا۔ ورنہ میری مدد کو پہنچ ابھی تک میں تک
بوٹی نہیں کیا گیا۔

لَمَّا سے جس نفی کا حصول ہوتا ہے اس کا تسلسل اور اتصال کبھی تو حال تک ہوتا ہے جیسے وَلَمَّا
أَكُنْ بِدُعَاؤِكَ رَبِّ شَقِيًّا (۴: ۱۹) (اے میرے رب ابھی تک تجھے پکار کر میں نامراد نہیں رہا
اور کبھی حال سے پہلے نفی کا انقطاع ہو جاتا ہے جیسے لَمَّا يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا (۱: ۷۶) پہلے وہ
کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ یعنی پہلے وہ بالکل معدوم تھا اب موجود ہو گیا۔

۳۔ لَمَّا سے حاصل شدہ نفی ماضی قریب میں ہوتی ہے اور لَمَّا سے حاصل شدہ نفی ماضی مطلق میں
خواہ قریب ہو یا بعید۔ اسی لئے لَمَّا يَكُنْ زَيْدٌ فِي الْعَامِ الْمَاضِي مُقِيمًا۔ (زید گذشتہ سال مقیم
نہ تھا۔ ماضی بعید) صحیح ہے۔ لیکن لَمَّا کا استعمال اس جگہ صحیح نہیں کیونکہ سال گذشتہ ماضی بعید
ہے ماضی قریب نہیں۔

۴۔ لَمَّا سے جس چیز کی نفی ہوتی ہے آئندہ اس کے ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ جیسے بَلْ لَمَّا يَدْخُلِ
عَذَابِ ابٍ۔ بلکہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ یعنی آئندہ چکھنے کی توقع ہے۔ لَمَّا
میں یہ شرط نہیں ہے۔

۵۔ لَمَّا کا مدخول جائز الخذف ہے لیکن لَمَّا کا ایسا حال نہیں ہے۔ جیسے
فَجِئْتُمْ قُبُورَهُمْ بَدْعًا لَمَّا = فَنَادَيْتُمُ الْقُبُورَ فَلَمَّا يُجِيبُهُ (یعنی لَمَّا ان بدعاً)
میں ان کی قبروں پر سردار قوم کی حالت میں پہنچا اور اس سے پہلے میں سردار ہوا ہی نہیں تھا۔ میں نے
قبروں کو پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

لَمَّا (جَبَّ) حرف شرط ہے یا حرف وجود لوجود یا حرف وجوب لوجوب۔ ماضی کے دو حملوں پر آتا ہے
شرط و جزا۔ ابن سراج۔ ابن جنی اور فارسی وغیرہ کا قول ہے کہ لَمَّا حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے
حیث کا ہم معنی۔ ابن مالک نے کہا ہے لَمَّا اِذْ کی طرح ہوتا ہے۔ اِذْ کا مدخول بھی جملہ ماضیہ ہوتا
ہے۔ اور لَمَّا کا بھی۔

لَمَّا کی جزا کا فعل ماضی ہونا بالاتفاق صحیح ہے بلکہ جمہور کے نزدیک شرط ہے جیسے فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ

إِلَى الْبِرِّ اَعْرَضْتُمْ (۱۷:۶۷) جب اس نے بچا کر تم کو خشکی تک پہنچا دیا تو تم نے ردگردانی کی ابن مالک کہتا ہے لَمَّا كِي جَزَاءُ كَيْ مَقَامٍ مِي كِبْهِىِ اِيَا جَلِدَ اَسْمِيَةَ وَاَقَعَ هُوَ تَابٌ جِس كَا اَعَا زَا اَذَا مَفَا جَاتِيَةً سَ هُوَ تَابٌ جِي سَ فَلَمَّا نَجَّهْمُ اِلَى الْبِرِّ اِذَا هُمْ لِيَشْرُ كُوْتًا ۵ (۶۹:۶۷) جب اس نے ان کو بچا کر خشکی تک پہنچا دیا تو ایک دم وہ شرک کرنے لگے۔

يا اس کے شروع میں فاء ہوتی ہے جیسے فَلَمَّا نَجَّهْمُ اِلَى الْبِرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدًا (۳۱:۳۲) جب ان کو بچا کر خشکی تک پہنچا دیا۔ تو ان میں کچھ لوگ سیدھی جال پر رہے۔

ابن مسعود نے صراحت کی ہے کہ لَمَّا كِي جَزَاءُ مِي كِبْهِىِ فَعْلٌ مَضَارِعٌ اَتَا هُ جِي سَ ذَلَمَّا ذَلَّ هَبَّ عَن اِبْرَاهِيمَ الرَّدْعُ وَجَاءَتْهُ الْبَشْرَى بِيَجَادِ لَنَا فِي قَوْمِ لُوْطٍ (۱۱:۷۴) جب ابراہیم کے دل سے خوف جاتا رہا۔ اور خوشخبری پہنچ گئی تو ہمارے فرشتوں سے قوم لوط کے بارے میں مجھکڑے لگے لَمَّا (مگر) استثنائیہ بھی آتا ہے اِلَّا كَا مَعْنَى۔ جیسے اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (۸۶:۴) کوئی نفس ایسا نہیں کہ اس کے اعمال کا نگران (فرشتہ) نہ ہو۔ یہ ترجمہ لَمَّا نَافِيَةٌ كَا ہے جیسا کہ بعض لوگ اس جگہ قائل ہیں۔ محل استثناء کے لحاظ سے ترجمہ اس طرح ہو گا۔: کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگران (فرشتہ) مامور ہے۔ (لغات القرآن از مولانا عبدالداؤد الجلالی)

— آ۱۔ خیردار ہو جاؤ۔ جان لو، سن رکھو، خیردار۔ یہ حرف کسی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً (۱) تنبیہ۔ جیسے آ۱ اِنَّهُمْ هُمُ السَّفَهَاءُ (۲:۱۳) سن لو کہ یہی بیوقوف ہیں (۲) توجیح و انکار جیسے آ۱ اَزَيْدًا قَائِمًا۔ (۳) تمنیٰ جیسے آ۱ تَنْزِيلٌ عِنْدِي (۴) عرض۔ یعنی کسی چیز کا نرمی سے مانگنا جیسے آ۱ تَحِبُّونَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (۲۴:۲۲) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔ (۵) تخصیص کے لئے۔ یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبہ کے لئے جیسے آ۱ تَقَاتِلُوْنَ قَوْمًا تَلَائْتُمْ اَيَّمَا نُهُمْ وَهُمْ اَبَاخُرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَّءُكُمْ اَدَّلَ مَرَّةً (۹:۱۳) مہلاتم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر خدا کے جلا وطن کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) پہل کی

علامہ زمخشری رح قاضی بیضاوی اور علماء کی ایک جماعت کے خیال میں آ۱۔ ہمزہ استفہام اور لام نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقیق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ جب استفہام نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے چنانچہ آیت اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰى اَنْ يُخَيِّبَ الْمَلٰٓئِكَةَ (۵:۴۰) کیا اس (خدا) کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ آ۱ اِنَّ لَصُوْرَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِي اَلَا لِبُحُوْرٍ تَنْبِيْهِ اَيَا هے اور مابعد کی تحقیق پر دلالت کرتا ہے یعنی

سُنُّ لَوْ أَنَّكَ مَدَدًا يَا هِيَ چاہتی ہے۔

۲: ۲۱۵ = مَا ذَا - کیا چیز ہے، کیا ہے، مَا حَرْنُ اسْتَفْهَامِ ہے اور ذَا فصل کے لئے آیا ہے تاکہ مَا نَافِيَةٌ اور مَا اسْتَفْهَامِ میں تميز ہو سکے۔ یا مَا اسْتَفْهَامِ ہے اور ذَا موصولہ ہے۔ یا مَا اسْتَفْهَامِ ہے اور ذَا زائد ہے۔

= يُنْفِقُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ خرچ کریں۔ اِنْفَاقٌ (اِنْفَاعٌ) مصدر = مَا اِنْفَقْتُمْ - میں مَا موصولہ ہے بمعنی الَّذِي۔

= مِنْ خَيْرٍ - اِی مِنْ مَالٍ - خیر کے معنی بہتر، بھلائی، نیکی، نیک کام، پسندیدہ چیز، شرک کی ضد ہے۔ خیر یعنی مال قرآن مجید میں اور جگہ بھی آیا ہے جیسے۔ اِنْ تَرَكَ خَيْرَانَ الْوَصِيَّةُ (۲: ۱۸۰) جب تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجائے اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائیو والا ہو تو تم پر دستور کے مطابق والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کرنا فرض ہے خدا سے ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔ يَاۤاِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۱۰۰: ۸) اور وہ مال کی سخت محبت کرنے والا ہے۔

= فَلِلْوَالِدَيْنِ - اِی فَا نَفَقُوا عَلَى الْوَالِدَيْنِ -

= اِبْنَةُ السَّبِيلِ - مسافر۔ لفظی معنی ہیں راستہ کا بیٹا۔ چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے اِبْنَةُ السَّبِيلِ کہتے ہیں۔

= دَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ - میں مَا موصولہ ہے اور خَيْرٍ سے مراد نیکی (کوئی بھی ہو کسی بھی صورت میں ہو) ہے۔ یہ جملہ شرط کے معنوں میں ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ جَوَابِ شَرْطِ ہے۔

(۲۱۶۱۲) كُتِبَ عَلَيْكُمْ - كُتِبَ عَلَيَّ - واجب قرار دینا۔ فرض کر دینا۔ الْقِتَالُ اِی الْجِهَادُ -

= كُزَّةٌ - ناگوار چیز۔ کریمہ۔ مشقت۔ مصدر بمعنی مفعول (مکروہ) ہے جیسے نَقَصٌ بمعنی مَنقُوصٌ ہے

= عَسَى - عنقریب ہے، شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے افعال مقابله

میں سے ہے۔ محبوب چیز میں ابد کے لئے اور مکروہ بات میں خوف کے لئے ہے۔

= تَكَرَّهُوا - مضارع جمع مذکر حاضر۔ كُزَّةٌ (باب سَمِعَ) مصدر۔ تم ناپسند کرتے ہو۔ تم ناپسند کرو

تم مکروہ سمجھو، تم کو ناگوار معلوم ہو، تم کو بُرا لگے۔ تم کو دشوار لگے۔

۲: ۲۱۴ = الشَّهْرِ الْحَرَامِ - موصوف و صفت۔ حرمت والا مہینہ۔

فَامِدَّةٌ - جمادی الثانی ۱۰ھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو آٹھ

(یا بعض کے نزدیک بارہ) مہاجرین کا سردار بنا کر قریش کے ایک قافلہ کے مقابلہ میں بھیجا۔ جس شب یہ

مقابلہ ہوا جس میں قریش کے چند آدمی مارے گئے تھے وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ لیکن حضرت عبداللہؓ

اور ان کے ساتھی اسے جمادی الثانی کی آخری تاریخ سمجھ رہے تھے۔ چونکہ رجب کا مہینہ ماہ حرم ہے جس میں قتال ممنوع تھا۔ اس لئے حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھی سخت دلگیر ہوئے کہ ان سے ایسی غلطی سرزد ہوئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل مکہ نے جو گناہ قصداً اور عناداً کئے تھے مثلاً لوگوں کو اسلام سے روکنا۔ اللہ کو نہ ماننا۔ لوگوں کو مسجد حرام سے روکنا۔ اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا۔ (یعنی مسجد والوں کو اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم) اور شرک کرنا۔ جو قتل سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ یعنی خود تو اہل مکہ ایسے گناہوں کے مرتکب تھے۔ ان کو کیا حق ہے کہ وہ مسلمانوں پر طعن و تشنیع کریں۔ باوجود اس کے کہ ان سے یہ فعل غلطی سے سرزد ہو گیا تھا۔

== قِتَالٌ فِيهِ كِبِيرٌ - قِتَالٌ باب مفاعلة سے مصدر ہے مُقَاتَلَةٌ بھی باب مفاعلة سے مصدر ہے قِيَهُ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع الشَّهْرُ الْحَرَامُ ہے کِبِيرٌ صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مذکر ہے بڑا (یہاں گناہ ہونے کے لحاظ سے بڑا مراد ہے)

== صَدٌّ - صَدٌّ يَصُدُّ (باب ضَرَبَ وَنَصَرَ) کا مصدر ہے۔ رُكْنَا (فعل لازم) روکنا (فعل متعدی) دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صَدُّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ - خدا کے راستہ سے روکنا یعنی لوگوں کو اسلام لانے سے روکنا۔

== كُفْرٌ بِهِ - میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے اور اس سے کفر کرنا اللہ کو نہ ماننا۔

== وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط ای وصد عن المسجد الحرام اور مسجد حرام سے روکنا۔

== إِخْرَاجُ أَهْلِ - ای اهل المسجد الحرام۔

== الْفِتْنَةُ - فساد و شرک

== الْقَتْلِ - بمعنی عمرو حضری کا قتل جو قریش کے قافلہ میں سے تھا۔ اور عام فساد اور شرک بھی مراد ہو سکتا ہے۔

== وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ نَكْمًا - لَا نَفِي - يَزَالُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ كُمْ ضمير مفعول

جمع مذکر حاضر۔ (یہ لوگ) ہمیشہ لڑتے رہیں گے (کفار مکہ کی طرف اشارہ ہے) لَا يَزَالُ - مَا زَالَ

مَا دَامَ - مَا انْفَكَ - افعال ناقصہ ہیں ہمیشہ حرف نفی کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں لیکن مثبت کے

معنی ادا کرتے ہیں۔

== إِنْ اسْتَطَاعُوا - إِنْ شَرَطِيَهْ إِنْ اسْتَطَاعُوا جملہ شرطیہ ہے اور لَا يَزَالُونَ... عَدُوٌّ

دِينِكُمْ - جزا۔

== حَتَّى يَرُدُّوكُمْ - حَتَّى تَعْبُدُوا اللهُ حَتَّى تَأْتِيَكُمُ الْجَنَّةُ -

میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں تاکہ جنت میں جاؤں۔ يَزِدُّكُمْ مَضَارِعَ كَاصِيْفَةٍ جَمْعُ مَذْكَرٍ غَائِبٌ زَدُّ (باب نَصَرَ) سے مصدر كُمْ ضمير مفعول جمع مذکر حاضر، تاکہ وہ تم کو لوٹا دیں۔ وہ تم کو مرتد بنا دیں۔ آیت کا ترجمہ ہوگا: یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے تاکہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں = وَمَنْ يَزِدِدْ مِنْكُمْ - میں مَنْ شرطیہ ہے يَزِدِدْ - مضارع واحد مذکر غائب اِذْ تَدَادُّ (افتعال) مصدر بمعنی لوٹ جانا۔ مرتد ہو جانا۔ اور جو تم میں سے مرتد ہو گیا یعنی اپنے دین سے پھر گیا۔ فَيَمُتْ اور مر گیا (اس کا عطف يَزِدِدْ پر ہے)

وَهُوَ كَافِرٌ - جملہ حالیہ ہے در آلِ حالیکہ وہ کافر ہو۔ وَمَنْ يَزِدِدْ سے لے کر وَهُوَ كَافِرٌ تک شرط۔ اور اس سے اگلا جملہ فَادُلُّكَ خَالِدُونَ جزاء ہے۔ = فَادُلُّكَ میں فَادُّ جو اب شرط کے لئے ہے۔ اُدُّ اسم اشارہ جمع مذکر غائب اور مَنْ يَزِدِدْ میں ضمیر فاعل متساؤ الیہ ہے۔

= حَبِطَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ حَبَطَ (باب سَمِعَ) مصدر۔ وہ اکارت گئے۔ وہ مٹ گئے۔ وہ ضائع ہو گئے۔

= فِيهَا - فی حرف جار۔ هَا - ضمیر واحد مؤنث غائب۔ النَّارُ (دوزخ) کے لئے ہے ای فی النار = خَلِدُونَ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر خَلُوْدٌ (باب نَصَرَ) مصدر۔ ہمیشہ رہنے والے۔ سدا رہنے والے ۲: ۲۱۸ = هَا جَزُوْا - ماضی جمع مذکر غائب۔ مَهَا جَزُوْا (مَفَاعَلَةٌ) مصدر (انہوں نے) اللہ کی نوشتہ نوری حاصل کرنے کے لئے، وطن چھوڑا

= جَاهِدُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ مَجَاهِدَةٌ (مَفَاعَلَةٌ) مصدر۔ انہوں نے جہاد کیا

= يَزْجُونَ - مضارع جمع مذکر غائب رَجَاءٌ (باب نَصَرَ) وہ امید رکھتے ہیں۔

۲: ۲۱۹ = الْخَمْرِ - شراب انگوری۔ اصل میں تو انگور کے کچے پانی کا نام جبکہ وہ نشہ آور ہو "خمر" ہے لیکن مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہہ دیتے ہیں۔

خمر یا تو اِخْتِمَادٌ بردن (افتعال) سے ماخوذ ہے جس کے معنی خمیر اٹھنے کے ہیں چونکہ اس میں بھی خمیر اٹھ کر جوش پیدا ہوتا ہے اور جھاگ آنے لگتے ہیں اس لئے اس کا نام خمر ہوا۔ یا یہ مَخْمَرَةٌ (مَفَاعَلَةٌ) سے مشتق ہے جس کے معنی چھپالینے کے ہیں۔ چونکہ یہ سوساں کو گرم کر دیتی ہے اور عقل و ہوش کو چھپا دیتی ہے۔ اس لئے خمر سے موموم ہوئی۔

خَمَارٌ وہ چیز جس کے کوئی چیز چھپائی جاوے۔ خِمَارٌ - عورت کی اوڑھنی جس کے ساتھ وہ اپنے سر کو چھپاتی ہے اس کی جمع خُمُرٌ ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے وَ لِيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُجُوْبِهِنَّ۔

وہ (عورتیں) اپنے سینوں پر اڈھینیاں اوڑھے رہا کریں۔

== الْمَيْسِرُ - اسم مصدر مسمی - جوا - جوا کھیلنا - يَسِرُ - يَيْسِرُ - يَسُوْ (باب صَدَب) جوا کھیلنا -
بَسْرُ آسانی (جو میں بھی مال آسانی سے حاصل ہوتا ہے)

فائدہ - قرآن حکیم میں شراب کے حرام ہونے کے متعلق تدریج مندرجہ ذیل آیات ہیں۔

۱، وَ مِنْ ثَمَرَاتِ النَّبِيلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ (۶۷: ۶۷) اس میں سَكَرًا کو رِزْقًا حَسَنًا سے علیحدہ کر دیا ہے یعنی کھجور اور انگور سے نشہ حاصل کرنا رزق حسن نہیں ہے۔ یہاں شراب کے خلاف لطیف اشارہ ہے۔

(۲) يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ..... الخ (۲: ۲۱۹) آیت ہذا۔ اس کے متعلق شراب کے متعلق فرمان ہے کہ اس میں گوگوگوں کے لئے منافع بھی ہیں لیکن اس کا گناہ منافع سے بڑھ کر ہے۔ یہ حرمت شراب کے متعلق دوسرا قدم ہے۔

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (۴: ۴)

(۴) یہاں ایک حد تک صریحاً ممانعت کر دی اور یہ حرمت شراب کی طرف تیسرا قدم تھا۔

(۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامَةُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۱۵: ۹۰) یہاں شراب قطعی طور پر حرام ہو گئی اس کو شیطان کا فعل قرار دیکر اجتناب کا حکم ہو گیا اور جہاں نہیں کسی فعل کی ہو اس کا کرنا صریحاً حرام ہے۔ آیت شریف ۵: ۹۱ بھی اسی مضمون کے متعلق ہے۔

== مَا ذَا - ملاحظہ ہو آیت ۲: ۲۱۵ - متذکرۃ الصدر

== الْعَفْوُ - ای قِلْ اِنْفَوْا الْعَفْوُ - الْعَفْوُ - آسان - حاجت سے زیادہ - معاف کر دینا - يَعْفُو اِلْعَفْوًا

(باب نَصَرَ) کا مصدر ہے بقدر طاقت جو بن آئے۔ جو اپنے اور عیال کے خرچ سے زائد ہو۔ عَفْوٌ بِرُوزْنِ فَعْوَالٍ - بہت زیادہ معاف کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے

== يَبَيِّنُ - مضارع واحد مذكر غائب تَبَيَّنَ (تَفْعِيلٌ) مصدر کھول کر بیان کرتا ہے۔

۲: ۲۲۰ = قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ - ای اِصْلَاحُ اَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ مِنْ عِنْدِ اِحْرَاةٍ

ولا عوض خیر لکم ای اعظما احبوا - یعنی یتیموں کے اموال یا کاروبار میں بغیر اجرت و عوضانہ ترقی کی کوشش کرنا۔ تمہارے لئے بہتر اجر کا باعث ہوگا۔

== اِنْ تَخَالَطُوْهُمْ - اِنْ شَرْطِيْهِ تَخَالَطُوْا - مضارع مجزوم جمع مذکر حاضر - مُخَالَطَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر
هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - اگر تم ان کو ملا لو۔ ان سے مشارکت کر لو۔ جملہ شرطیہ ہے فَاخْوَا اِنْ كُمْ جَوَازٌ

شرط۔ تو وہ تمہارے بھائی ہی ہیں اس لئے مشارکت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

— الْمُفْسِدَ - اسم فاعل واحد مذکر۔ فَسَادٌ (باب ضَرَبَ، نَصَرَ) مصدر۔ بگاڑنے والا۔

— الْمُصْلِحَ - اسم فاعل واحد مذکر اِصْلَاحٌ (اِفعالٌ) مصدر، درست کرنے والا۔ بگاڑنے کرنے والا۔ صَالِحٌ

نیک۔ درست عمل کرنے والا۔

— وَكَوْشَاءَ اللّٰهُ لَعْنَتُكُمْ - واو عاطفہ کو حرف شرط شَاءَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ مَشِيئَةٌ

(باب سَمِعَ) سے مصدر۔ اور اگر اللہ چاہتا۔ شَاءَ اصل میں شِئِي تَخَّ - جی متحرک ماقبل مفتوح اس لئے جی

کو الف سے بدلا گیا ہے۔ وَكَوْشَاءَ اللّٰهُ جملہ شرطیہ ہے۔ لَعْنَتُكُمْ - لام تاکید کے لئے ہے یا جواب شرط کے

لئے ہے۔ اَعْنَتٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِعْنَاتٌ (اِفعالٌ) مصدر سے۔ جس کے معنی 'مشقت' میں ڈالنے

کے ہیں۔ کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تو تمہیں مشکل میں ڈال دیتا۔ یعنی اس باب میں کوئی سخت قانون

بنا دیتا۔ یہ جملہ جواب شرط ہے۔

۲: ۲۲۱ = لَا تَنْكِحُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ نِكَاحٌ (باب ضَرَبَ، نَصَرَ) مصدر۔ تم نکاح مت

کرو۔ تم عقد نہ کرو۔ اَلْمُشْرِكَاتِ - مشرک عورتوں کے ساتھ۔

— يُؤْمِنَنَّ - مضارع جمع مؤنث غائب۔ اِيْمَانٌ (اِفعالٌ) مصدر۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں

— وَلَا اُمَّةٌ - لام تحقیق کے معنوں میں ہے۔ اُمَّةٌ - لونڈی، باندی، اسم ہے علامہ بیضاوی کے نزدیک

اُمَّةٌ سے مراد عورت ہے خواہ حرہ ہو خواہ لونڈی ہو۔ کیونکہ سب مرد و عورت اللہ تعالیٰ کے غلام اور

باندیاں ہیں وَالْاُمَّةُ - اى والمرأة المؤمنة حرة كانت او مملوكة فان الناس كلهم مريدون الله

واماءة -

— وَكَلِمَاتٍ عَجَبَتْكُمْ - واو عالیہ ہے کو مبعیثی اگرچہ۔ عبارت کچھ یوں ہوگی۔ ولو كان الحال ان المشركة

تُعْجِبُكُمْ وَتُحِبُّوْنَهَا اگرچہ حال یہ ہو کہ مشرکہ عورت تمہیں بھلی لگے اور تم اسے چاہتے ہو۔ اَعْجَبَتْكُمْ ماضی

واحد مؤنث غائب کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ (اِعْجَابٌ) (اِفعالٌ) مصدر۔ وہ تم کو بھلی لگی۔

اِعْجَبَ کے اصل معنی TO EXCITE. wonder to کے ہیں۔ دوسرے ہیں پسند اور کشش کے

جذبات ابھارنا۔ یعنی اگرچہ وہ عورت تم میں پسند اور کشش کے جذبات کا موجب ہو۔ کچھ ٹال نے اس کا

انگریزی میں ترجمہ یہ کیا ہے THOUGH SHE PLEASE YOU اور عبد اللہ یوسف علی اس

کا ترجمہ یوں کرتے ہیں - EVEN THOUGH SHE ALLURE YOU

— وَلَا تَنْكِحُوا - واو عاطفہ لَا تَنْكِحُوا فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اِنِكَاحٌ (اِفعالٌ) مصدر۔ تم نکاح نہ

کرو۔ تم عقد مت کراؤ۔ اَلْمُشْرِكِينَ یہ لَا تَنْكِحُوا کا مفعول ہے جملہ میں ایک مفعول محذوف ہے،

تقدیر کلام ہے: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ اور نہ تم اپنی مومن عورتوں کا عقد مشرکین سے کراؤ۔
 = وَلَا أَعْجِبْكُمْ: اگرچہ حال یہ ہو کہ مشرک تمہیں سبلا لگے۔ پسند آئے۔

= ادُلَّتْكَ - المشركين والمشركت کی طرف اشارہ ہے۔

ادُلَّتْكَ - الخ علت بیان کی گئی ہے مندرجہ بالا حکم کی

= يَدْعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - دَعْوَةٌ دُعَاءٌ (باب نصر) مصدر وہ بلا تے ہیں وہ دعوت دیتے ہیں۔

= بِأَذْنٍ - اپنے امر و امانادہ سے۔ اپنے فضل و کرم سے۔ توفیق دے کر اور آسانی پیدا کر کے۔

= يَبَيِّنُ - مضارع واحد مذکر غائب - تَبَيَّنُ (تفعل) مصدر وہ کھول کر بیان کرتا ہے۔

= يَتَذَكَّرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب تَذَكَّرُ (تفعل) مصدر وہ نصیحت حاصل کریں وہ نصیحت پکڑیں۔

۲۲۲:۲ = الْمَحِيضُ - مصدر مہمی ہے۔ بمعنی حیض آنا۔ جیسے مَبِيئَةٌ - رات گزارنا۔ مَجِيئٌ (ج ی ع) آنا۔ جَاءَ يَجِيئُ - کا مصدر۔ حیض کے معنی (۱) حیض۔ یعنی وہ خون جو مخصوص دنوں میں صفت

خاص کے ساتھ عورت کے رحم سے جاری ہوتا ہے (۲) طرفِ زمان - وقتِ حیض یا زمانہ حیض۔ (۳) طرفِ مکان - مقام حیض۔

= اَذَى - ہر وہ ضرر جو ذی روح کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ گندگی، بیماری المنجد میں اس کے معنی مھوڑا ضرر۔ خفیف نقصان کے لکھے ہیں۔ اَذَى يَأْذِي (سَمِعَ) تکلیف پانا اور اَذَى يُؤْذِي اِيْذَاءً (افعال) تکلیف دینا۔ اذی - مادہ۔

= اِعْتَزَلُوا - امر جمع مذکر حاضر۔ تم الگ رہو۔ تم چھوڑ دو۔ (یعنی عورتوں کے پاس زمانہ حیض میں نہ جاؤ) اِعْتَزَالٌ - (افعال) بمعنی چھوڑنا۔ کنارہ کش ہونا۔ ایک طرف ہو جانا۔ الگ ہو جانا۔ اسی سے لفظ معتزلہ نکلا ہے۔ الگ ہو کر بنا ہوا فرقہ (واصل بن عطار اور اس کے پیروکار)

= فِي الْمَحِيضِ - ای فی زمانہ حیض۔ حیض کے ایام میں۔

= يَطْهَرْنَ - مضارع جمع مؤنث غائب۔ طَهَارَةٌ وَطَهْرٌ (باب نصر و کرم) یہاں تک کہ وہ عورتیں پاک ہو جائیں۔

= تَطَهَّرْنَ - ماضی جمع مؤنث غائب۔ تَطَهَّرُ (تفعل) مصدر۔ پاک ہوں۔ وہ پاک ہوتی ہیں۔ پاک ہو جائیں۔

= فَاتُوهُنَّ - اَتَى يَأْتِي اِيْتَانٌ - (باب ضرب) مصدر سے۔ اتوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

هُنَّ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ جَمْعُ مَوْنَتٍ غَائِبٍ - پس تم ان عورتوں کے پاس آؤ۔ تم ان سے مجامعت کرو۔
 = حَيْثُ - جہاں - جس جگہ - ظرف مکان ہے بنی برزخہ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمْ اللهُ تُوْجِهًا مِنْ خُدَانِ
 تمہیں حکم دیا ہے یا ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ

= التَّوَابِطِ - تَوَابُّ كِي جَمْعُ تَوَابُّ فَعَالٌ كِي وَزَنٌ بِرْمَالِغَةٍ كَاصِيغَةٍ تَابَ يَتَوَبُّ تَوْبَةً
 رِبَابِ نَصْرٍ مَصْدَرٌ - بہت پھر آئیوں والے - بہت توبہ کرنے والے - تَوَابُّ - بہت توبہ کرنے
 والا (بندہ) بہت توبہ قبول کرنے والا (خدا) کے معنی میں آتا ہے۔

= اَلْمُتَطَهِّرِينَ - اسم فاعل جمع مذکر - اَلْمُتَطَهِّرُ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ - تَطَهَّرَ (تَفَعَّلٌ) مَصْدَرٌ - پاک و صاف رہنے
 والے - پاک ہونے والے - يُحِبُّ كَامْفَعُولٍ ہے۔

۲۲۳:۲ = حَرَّتُ - کھیتی - زراعت - حَرَّتُ (بَابِ ضَرَبَ) سے مصدر بھی ہے - بمعنی بیج ڈالنا
 کھیتی کرنا - کھیت کو حَرَّتُ کہتے ہیں۔

= اَتَى - مندرجہ ذیل معنوں میں مستعمل ہے۔

(۱) اسم ظرف زمان - جیسے فَاتُوا حَرَّتَكُمْ اَتَى تَشْتُمُ - پس اپنی کھیتی میں جاؤ جب
 (۲) اسم ظرف مکان - چاہو - جہاں سے چاہو -
 (۳) (ا) بمعنی كَيْفَ - یعنی جیسے جس ہیئت سے چاہو۔

= (ب) بمعنی كَيْفَ - کیونکر - کیسے - اَتَى يُحْيِي هَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (۲۵۹:۲) خدا اس کے
 باشندوں کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔

(۴) بمعنی مِنْ اَيْنَ - جیسے يَمْرِيْمُ اَتَى لَكَ هَذَا (۳۷:۳) اے مریم یہ (کھانا) تمہارے پاس
 کہاں سے آتا ہے۔

= شِئْتُمْ - ماضی - جمع مذکر حاضر - تم نے چاہا - تم چاہو - شَاءَ يَشَاءُ مَشِيئَةً - (باب سَمِعَ) مصدر
 (نیز ملاحظہ ہو: ۲۲۰:۲)

= قَدْ مَوْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - تَقْدِيْمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر - تم پہلے بھیج دو - آگے بھیجو - قَدْ مَوْا
 لَا نَفْسِكُمْ - اور اپنے لئے (اعمال صالحہ) آگے (آخرت میں جو کام آئیں) بھیجو۔

مطلب یہ ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کو فقط اس وقت کی لذت ہی مقصود نہ رکھو، بلکہ ان
 فائدوں کا قصد کرو جو دین کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ مثلاً حرام کاری سے بچنا۔ نیک اولاد کا ہونا۔ کہ تمہارے
 لئے دعا اور استغفار کرے۔ اور اگر مر جائے تو قیامت میں پیش خمیہ ہو۔ کیونکہ مباح امور اگر خالص اور
 صحیح نیت کے زیر اثر ہوں تو عبادت بن جاتے ہیں۔

= مُلَاقُوا - مُلَاقُوا - ام فاعل جمع مذکر - مضاف - مُلَاقُوا اصل میں مُلَاقُونَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ مضاف الیہ۔ اس سے ملنے والے۔ اس کے پاس پہنچنے والے۔ مُلَاقَاةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر لقی مادہ۔

۲: ۲۲۴ = عُرْضَةً - اُرْ - نشانہ۔ بہانہ۔ ہتھکنڈا۔ اَيْمَانِكُمْ مضاف مضاف الیہ۔ تمہاری قسمیں وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اور اللہ کو اپنی قسموں کے لئے اُر یا بہانہ نہ بناؤ یعنی کسی لچھے کام کے نہ کرنے پر خدا کی قسم نہ کھا بیٹھو۔ کہ جب اس کے کرنے کو کہا جائے۔ تو اپنی قسم کو اُر بنا کر نیک کام کرنے سے محروم نہ رہو۔ یا مطلب نکالنے کے لئے بات بات پر قسم نہ کھایا کرو۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے باعزت نام کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

= اَنْ - کہ۔ یہ کہ۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) اَنْ - مصدریہ۔ ماضی و مضارع پر داخل ہو کر مضارع کو نصب دیتا ہے اور اس کا ما بعد بمنزلة مصدر ہوتا ہے جیسے وَاَنْ تَصُوْمُوْا حَيْرًا لَّكُمْ۔ (۱۸۴: ۲) اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے (۲) اَنْ - مخفف۔ جو کہ شروع میں ثقیلہ تھا۔ پھر خفیف کر لیا گیا۔ یہ کسی قسم کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے۔ جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی۔ (۲۰: ۷۳) معلوم ہوا کہ بے شک تم میں سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے۔

(۳) اَنْ - زائدہ۔ جو لہذا کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ (۹۲: ۱۲) پھر جب پہنچا خوشخبری دینے والا۔

(۴) اَنْ - مفسرہ۔ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالت لفظی ہو جیسے فَاذْحٰیْنَا اِلَيْهِ اِنْ اَصْنَعِ الْفُلْكَ (۲۳: ۲۷) پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا۔

یاد دلالت معنوی ہو جیسے وَاَنْطَلَقَ الْمَلَاةُ مِنْهُمْ اِنْ اَمْشَوْا۔ (۶: ۳۸) تو ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے (اور بولے) کہ چلو۔ یعنی ان کے کہنے کا مطلب گویا یہ کہنا تھا کہ تم بھی چلو آیت نہا میں اَنْ مصدریہ ہے۔

= تَبَرُّوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ بَرَّ (باب سَمِعَ) مصدر۔ تَبَرُّوا۔ اصل میں تَبَرُّونَ تھا۔ اَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ تم نیکی کرتے ہو۔ یا کرو گے۔

= تَتَّقُوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اتَّقَاءُ (افتعال) مصدر۔ بمعنی پرہیز کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ کہ تم بچتے رہو گے۔ ڈرتے رہو گے۔ یا پرہیز کرو گے یا کرتے ہو۔ تَتَّقُوا اصل میں تَتَّقُونَ تھا۔ نون اعرابی

بوجہ عمل اَن گر گیا۔

= تَصْلِحُوا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِصْلَاحٌ (اِفْعَالٌ) مصدر تم صلح کرتے ہو، تم اصلاح کرتے ہو۔ اصل میں تَصْلِحُونَ تھا۔ نون اعرابی بوجہ عمل اَن ساقط ہو گیا۔
اَن تَبَرُّوا وَ تَتَّقُوا وَ تَصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ۔ (کہ اللہ کے نام کی قسم کا بہانہ کر کے (تم) نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں اصلاح نہ کرو۔ یا یہ کہ نیکی کرنے کو اور پرہیزگاری کو صلح بین الناس کو خدا کی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

= سَمِعَ۔ سَمِعَ سے بروزن فِعْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ سننے والا۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی "جس کی سماعت ہر شے پر حاوی ہے" عَلِيمٌ عَلِيمٌ سے بروزن فِعْلٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بڑا دانا۔ خوب جاننے والا۔ ہر دو اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہیں۔
۱: ۲۲۵ = لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ۔ اللَّهُ۔ فاعل۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ صَمِيحٌ مَفْعُولٌ۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ نَعْلٌ مَضَارِعٌ مَنفِيٍّ۔ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ۔ مُؤَاخِذَةٌ (لَوْ مَفَاعَلَةٌ) مصدر بمعنى مَوَاخِذَةٌ کرنا۔ گرفت کرنا۔ پکڑ کرنا۔
لہ گرفت نہیں کرے گا تمہاری۔

= بِاللَّغْوِ۔ ب سببیۃ۔ اللغو۔ (باب نَصْرٍ) بے معنی بات۔ جو کسی گنتی شمار میں نہ ہو۔ جو سوچ سمجھ کر نہ کی جائے۔ بے ہودہ بات۔ یا بیہودہ چیز۔ اور جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (۳: ۲۳) اور جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ پہلو تہی کرتے ہیں۔

لغو اس قسم کو کہتے ہیں جو بغیر نیت قسم کے بطور تکیہ کلام کے منہ سے نکل جاتی ہے۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آدمی کی لغو قسم اس طرح کہنا ہے کہ لَا وَاللَّهِ۔ بَلَى وَاللَّهِ۔
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اٰیْمَانِكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں سے بیہودہ قسم پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ اَخَذَ... ب۔ کسی چیز کو پکڑنا۔ کسی کو گناہ پر سزا دینا۔ مواخذہ کرنا۔

= بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ۔ مَا مَوْصُولٌ۔ كَسَبَتْ، فعل ماضی۔ وَاحِدٌ مَوْثِقٌ غَائِبٌ۔ كَسَبَتْ (باب ضَرْبٍ) مصدر۔ کمائی کرنا۔ نفع کے لئے کوئی کام کرنا خواہ نتیجہ اچھا نکلے یا بُرا۔ یہاں اس کا استعمال قلبی ارادہ اور نیت کی پختگی سے کام کرنے کے لئے ہوا ہے۔ یعنی وہ قسمیں جو تمہارے دلوں نے ارادہ اور نیت کھائی ہوں۔ لیکن تم سے اس (قسم) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے دلی ارادہ سے کھائی ہو جس پر تمہارے دلوں نے قصد کیا ہو۔

= عَفْوٌ۔ مَخْفِرَةٌ۔ مصدر (باب ضَرْبٍ) سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت بخشنے والا۔ حَلِيمٌ۔ حَلِيمٌ سے بروزن فِعْلٌ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بردبار۔ تحمل والا۔ حِلْمٌ۔ جوش غضب سے اپنے

نفس اور طبیعت کو روکنا۔ بردباری۔ تحمل کرنا۔

۲۲۶:۲ = يُولُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ اِيْلَاءُ (افعال) وہ عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھاتے

ہیں۔ اِيْلَاءُ وَالْيَتَةُ۔ اصل میں اس قسم کو کہتے ہیں کہ جس پر قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کا سامنا کرنا پڑے۔ اور اصطلاح شریعت میں اِيْلَاءُ اس قسم کو کہتے ہیں جو عورت کے ساتھ جماع نہ کرنے پر اٹھانے

اَكُوْتُ فِي الْاَمْرِ۔ کے معنی ہیں کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ قسم کھانے کے معنی میں قرآن مجید

آیا ہے۔ وَلَا يَأْتِلِ اُدُوًّا الْفَضْلِ مِنْكُمْ۔ (۲۲:۲۴) اور جو لوگ تم میں سے صاحب فضل (اور صاحب

وسوت) ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں۔۔۔۔۔

= تَرَبُّصٌ - بروزن تَفَعَّلٌ مصدر ہے۔ انتظار کرنا۔ خواہ کسی معاملہ کے ختم ہونے یا پورا ہونے کا

انتظار ہو۔ یا کسی سامان کی گرانی یا ارزانی کا۔

آیت میں تَرَبُّصٌ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ۔ مبتدا ہے اور لِلَّذِينَ يُولُونَ مِنْ لِسَانِهِمْ خَيْرٌ ہے۔

= فَاِنْ فَاءٌ وَاِنْ اِنْ۔ شرطیہ۔ فَاءٌ وَاِنْ۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ فَيَنْتَهِ (باب ضرب) مصدر ف ی و

مادہ۔ (سایہ کا) ہٹ جانا۔ فَاءٌ اِلَى (کسی چیز کی طرف) لوٹنا۔ اگر (اس عرصہ میں قسم سے) رجوع کر لیں۔

جملہ شرطیہ ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ جواب شرط۔ اور جبکہ قرآن مجید میں ہے حَتّٰى تَفِيْئَ اِلَى اَمْرٍ اَوْ

(۹:۴۹) یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کر لائے۔ اور سایہ کے لوٹنے کے معنی میں،

يَتَفَيَّئُوْا ظِلُّهُ (۱۶:۱۶۸) جن کے ساتھ۔۔۔۔۔ لوٹتے ہیں۔

فَيَنْتَهِ۔ مال غنیمت۔ فِئَةٌ گروہ، جماعت۔ بھی اسی مادہ سے ہے جس کا مطلب وہ جماعت

جس کے افراد تعاون و تقاضد کے لئے ایک دوسرے کی طرف لوٹ کر آئیں۔

۲۲۷:۲ = وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ۔ جملہ شرطیہ ہے ضمیر فاعل۔ عَزَمُوا کا مرجع وہ لوگ ہیں جنہوں نے

عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا رکھی تھی۔ عَزَمُوا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ عَزَمَ (باب

ضرب) مصدر پختہ ارادہ کر لینا۔ اور اگر انہوں نے طلاق کا ہی پختہ ارادہ کر لیا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَمَّا

جواب شرط (تو یاد رکھو) اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (یعنی ان کے قول و فعل اور نیت سے بخوبی

واقف ہے)

(۲۲۸:۲) = الْمَطْلَقَاتُ۔ اسم مفعول۔ جمع مؤنث۔ تَطْلِيْقٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر۔ طَلَّقَ مادہ۔ طلا

دی ہوئی عورتیں۔

= يَتَرَبَّصْنَ۔ مضارع جمع مؤنث غائب یعنی امر غائب تَرَبُّصٌ (تَفَعَّلٌ) مصدر سے

(نکاح) روکے رہیں۔ منتظر رہیں۔ انتظار کریں۔ بِأَنْفُسِهِنَّ۔ اپنے آپ کو۔

= قُرُوءٍ - جمع - قَرَأَ وَاحِدًا - الْقَرَأُ - کے اصل معنی طہر سے حیض میں داخل ہونے کے ہیں۔ اور چونکہ یہ لفظ طہر اور حیض دونوں کا جامع ہے اس لئے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ مَا يُدْتَدُّ - دسترخوان اور کھانا دونوں کے مجموعے کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر ہر ایک پر انفراداً بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا قَرَأَتْهُ - صرف حیض کا نام ہے اور نہ صرف طہر کا۔ بلکہ دونوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ احسان کے نزدیک اسے مراد یہاں حیض ہے۔ اور شوائع کے نزدیک طہر۔ مطلب یہ ہے کہ مطلقاً عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ یا انتظار کریں۔

= لَا يَحِلُّ - مضارع منفی واحد مذکر غائب - حَلَوُّ (باب ضرب) مصدر سے بمعنی نازل ہونا۔ اور حِلٌّ - (باب ضَرْب) مصدر سے بمعنی حلال ہونا۔ جائز ہونا۔ یہاں پر مؤخر الذکر معنی مراد ہیں۔ یعنی حلال نہیں ہے۔ جائز نہیں ہے۔

= اَنْ يَكْتُمْنَ - اَنْ مصدر یہ - يَكْتُمْنَ - مضارع منصوب جمع مؤنث غائب - كَتَمَ (باب نصر) مصدر - کہ وہ عورتیں چھپائے رکھیں۔

= اَرْحَامِهِنَّ - مضاف مضاف الیہ - اَرْحَامٌ - جمع ہے رَحْمَةٍ کی - عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔

= بُعُولَتُهُنَّ - مضاف مضاف الیہ - بُعُولَةٌ - جمع ہے بَعُولَةٍ کی۔ جیسے فَعُولَةٌ جمع ہے فَعْلٌ کی۔ ان عورتوں کے خاوند۔ قرآن مجید میں ہے وَ هَذَا بَعْلِي شَيْخًا (۷۲: ۱۱) اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں۔

= رَدَّهِنَّ - مضاف مضاف الیہ - ان عورتوں کا لوٹانا۔ ان کا پھیر لینا۔ یعنی ان عورتوں کو واپس اپنی زوجیت میں لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

= فِي ذَلِكَ - ای فی مدۃ ذَلِكَ التَّرْوِیْحِ - اس عدت کے دوران - اس انتظار کے اندر اندر۔ = اِصْلَاحًا - سنوارنا۔ صلح کرنا۔ درست کرنا۔ یعنی اگر وہ (مطلقاً عورتوں کے خاوند) تعلقات درست کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

= وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ - ای و للنساء علی الاندواج حقّ مثل حقّ الذی علیہن للاندواج۔ اور عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔ = بِالْمَعْرُوفِ - عام دستور کے مطابق۔ معروف طریقے کے مطابق۔

= دَرَجَةً - مرتبہ۔ (مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ کی فضیلت ہے۔ = عَزِيزٌ - غالب۔ زبردست۔ قوی۔ مشکل۔ دشوار۔ عِزَّةٌ سے فَعِيلٌ کے وزن پر بمعنی نائل

مبالغہ کا صیغہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ زجاج نے اس کے معنی کئے ہیں۔ ایسا زبردست جس پر کوئی غالب نہ ہو سکے۔

— حَكِيمٌ = حکمت والا۔ يَرْوِزُنْ فِعْلٌ صِفَتٌ مشبہ کے صیغہ میں سے ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۲۲۹:۲ = الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ۔ اس میں ال عہد کا ہے۔ ای التطليق الرجعي اثنتان۔ طلاق رجعی دو ہیں۔ یعنی وہ طلاقیں جن کے بعد طلاق دینے والا رجوع کر سکتا ہے صرف دو ہیں۔ تیسری طلاق کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا تا آنکہ مطلقہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ پھر وہ شخص اپنی رضامندی سے اسے خود طلاق دے دے۔

— فَأَمَّا كَإِبْعَارٍ = ای اذا راجعها بعد التلطيقة الثانية فعليه ان يسكها بمعروف یعنی جب دوسری طلاق کے بعد اس نے عورت سے رجوع کیا تو ازاں بعد یا تو قاعدہ اور دستور کے مطابق عورت کو اپنے پاس روکے رکھے یا.....

إِمَّا كَإِبْعَارٍ مصدر بمعنى روکے رکھنا۔

= أَوْ تَسْرِجُ بِإِحْسَانٍ - أَوْ بِمَعْنَى يَا - تَسْرِجُ - لكال دینا۔ رخصت کر دینا۔ چھوڑ دینا۔ روانہ کرنا۔ بَرَوِزُنْ فِعْلٌ مصدر ہے۔ سَرَّحَ كَيْسَرَحٌ (باب فتح) مصدر۔ بمعنى بیچ دینا۔ سَرَّحَ (باب تفعیل) سے تَسْرِجُ بمعنى بیوی کو طلاق دینا۔ رخصت کرنا۔ سَرَّحَ ایک پھل دار درخت۔ سَرَّحْتُ الْإِبِلَ۔ میں نے اونٹ کو سرح درخت چرایا۔ پھر چراگاہ میں کھلا چھوڑ دینے پر اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وَ لَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ مُّحِينٌ تَرِيحُونَ وَ حِينٌ تَسْرَحُونَ (۶:۱۶) اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل میں) چرانے لے جاتے ہو۔ تو ان سے تمہاری عزت و شان ہے۔ اور چرواہے کو سَرَّحٌ کہا جاتا ہے۔

إِحْسَانٌ - نیکی۔ سہلائی۔ حُسْنِ سلوک۔ یا حُسْنِ سلوک سے اسے چھوڑ دے۔

= لَا يَحِلُّ - مضارع منفی واحد مذکر غائب۔ حلال نہیں۔ جائز نہیں۔ دیکھو (۲:۲۲۸) متذکرۃ الصدق

= مِمَّا - مِنْ حرف جار اور مَا موصولہ سے مرکب ہے۔ ۱ تَيْتَمَوْهُنَّ - ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ جو تم نے ان عورتوں کو دیا۔

= إِلَّا - حرف استثناء سوائے (اس صورت کے)

= أَنْ يَخَافَا أَنْ لَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ - أَنْ مصدر یہ ہے۔ يَخَافَا - مضارع منصوب۔ تثنیہ مذکر

غائب۔ خَوْفٌ (باب فتح) مصدر۔ ان دونوں کو خوف ہو یا اندیشہ ہو۔

آلَا - مرکب ہے اَنْ مصدریہ اور لَا نافیہ سے - يُقِيمَا - مضارع منصوب تثنیۃ مذکر غائب - اِقَامَةٌ - (افعال) سے مصدر - کہ وہ دونوں ٹھیک ٹھیک (حدود اللہ کو) قائم نہ رکھ سکیں گے - اگرچہ آلا - تخفیف (برا لگینے کرنا) کا حرف ہے لیکن قرآن مجید میں یہ اس معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں ہوا = فَاَنْ خِفْتُمْ اَلَا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ - جملہ شرطیہ ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ - جواب شرط ہے - لَا جُنَاحَ - کوئی گناہ نہیں - کوئی مضائقہ نہیں - کوئی حرج نہیں -

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ - مَا موصولہ - افْتَدَتْ بِهٖ - صلہ - ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اسم موصولہ ہے فَلَا جُنَاحَ ... - کوئی گناہ نہیں ان دونوں کے لئے اس مال کے دینے میں جو عورت فدیہ کے طور پر دے کر (خاوند سے رہائی حاصل کرے)

= لَا تَعْتَدُوْهَا - لَا تَعْتَدُوْا - فعل نہی جمع مذکر حاضر - اِعْتَدَا (افعال) مصدر - هَا ضمیر واحد مؤنث غائب - جس کا مرجع حُدُودُ اللّٰهِ ہے تم ان حدود سے تجاوز مت کرو - = مَنْ يَتَعَدَّ - مَنْ شرطیہ ہے - يَتَعَدَّ مضارع واحد مذکر غائب - اصل میں يَتَعَدَّى تھا - جو حدود الہیہ سے تجاوز کرے گا -

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ - جواب شرط ہے - پس وہی بے انصاف ہیں - = فَاِيْدَا - وَلَا يَجِلُّ فَلَا تَعْتَدُوْهَا - اس آیت میں یکے بعد دیگرے صیغوں کے بدلنے سے اشکال پیدا ہو گیا ہے - وَلَا يَجِلُّ شَيْئًا میں تَأْخُذُوا - اور اَتَيْتُمُوْهُنَّ میں صیغہ جمع مذکر حاضر - استعمال ہوا ہے - اور آگے اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَلَا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ میں تثنیۃ مذکر غائب استعمال ہوا ہے - پھر اِنْ خِفْتُمْ میں صیغہ جمع مذکر حاضر آ گیا ہے اور اس کے فوراً بعد آلا يُقِيمَا اور عَلَيْهِمَا میں پھر تثنیۃ مذکر غائب کا صیغہ ہے اور افْتَدَتْ بِهٖ میں واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے - انراں بعد فَلَا تَعْتَدُوْهَا میں پھر صیغہ جمع مذکر حاضر ہے -

اس کا حل کچھ یوں ہے :- شروع کلام میں تمام مسلمانوں کو خطاب کیا گیا ہے لہذا جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال ہوا ہے - پھر کوئی خاوند بیوی کے جوڑے کا ذکر ہے - جن کو ڈر ہو کہ وہ (اکٹھارہ کر) حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے - لہذا ان کے لئے تثنیۃ کا صیغہ استعمال ہوا - خِفْتُمْ میں پھر عوام المسلمین سے خطاب ہے - اس لئے صیغہ جمع مذکر حاضر استعمال ہوا - آگے يُقِيمَا اور عَلَيْهِمَا میں پھر اسی قبل الذکر خاوند اور بیوی کے جوڑے کا ذکر ہے - لہذا صیغہ تثنیۃ مذکر غائب لایا گیا - افْتَدَتْ بِهٖ میں اس جوڑے میں سے بیوی کے عمل کا ذکر ہے کہ وہ اس مشکل کے حل میں کیا کرے - لہذا واحد مؤنث غائب کا صیغہ استعمال ہوا - اس طرح اس جوڑے کی مشکل کا حل بتا کر تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے ارشاد ہوا کہ یہ ہیں اللہ کی

حدود ان سے آگے مت بڑھو۔ اب اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو مال اپنی بیویوں کو دیا ہے (ان کو چھوڑتے وقت) اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ماسوائے اس صورت کے کہ کوئی دو خاوند بیوی کو ڈر ہو کہ اکٹھا رہنے میں وہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو اے مسلمانو! اگر تم کو اندیشہ ہو کہ واقعی وہ دونوں خاوند بیوی حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو جائز ہے دونوں کے لئے کہ عورت اپنی خلاصی کے لئے فدیہ ادا کرے (دونوں کے لئے جائز اس واسطے کہا کہ اس صورت میں عورت کے لئے جائز ہے کہ چٹکائے کے لئے فدیہ میں کچھ دے اور مرد کے لئے جائز ہے کہ فدیہ لے لے اور عورت کی خلاصی کرے)۔

۲: ۲۳۰ = فَإِنْ طَلَّقَهَا۔ جملہ شرطیہ ہے پھر اگر وہ اس عورت کو (دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد تیسری) طلاق دیدے فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَتَكَحَّحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ جواب شرط۔ لَا تَحِلُّ۔ مضارع منفی واحد مؤنث غائب۔ حِلٌّ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ وہ عورت حلال نہیں۔ تَتَكَحَّحَ واحد مؤنث غائب تَكَحَّحَ (باب ضَرَبَ) ذَوْجًا غَيْرًا۔ ذَوْجًا۔ (اسم مفعول) جوڑا (حیوانات سے) نر اور مادہ کو علیحدہ علیحدہ بھی زوج کہتے ہیں۔ اسی طرح غیر حیوانات میں بھی ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قرین ہو خواہ مماثل ہو یا متضاد۔ زوج کہتے ہیں۔ جیسے آسمان و زمین سفیدی۔ سیاہی وغیرہ۔ ذَوْجَهُ اس مرد کی بیوی۔ اور زَوْجَهَا اس عورت کا خاوند۔ یہاں زَوْجًا بمعنی دوسرا خاوند۔ غَيْرًا پہلے خاوند کے سوا۔ حَتَّى تَتَكَحَّحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

تَتَكَحَّحَ۔ وہ (عورت) نکاح نہ کرے۔ یہاں اس آیت میں نکاح سے مراد وطی کرنا ہے۔ تفسیر ماجدی میں ہے: نکاح یہاں اپنے اصطلاحی شرعی معنی میں یعنی عقد نکاح کے مرادف نہیں۔ بلکہ اپنے اصلی اور لغوی معنی میں یعنی ہم بستری کے مرادف ہے۔

= فَإِنْ طَلَّقَهَا۔ جملہ شرطیہ یعنی اگر وہ دوسرا خاوند اس عورت کو طلاق دیدے

= فَلَا تَحِلُّ لَهَا عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا۔ عَلَيْهِمَا اور يَتَرَاجَعَا میں تثنیہ کا صیغہ اس عورت اور اس پہلے خاوند کے لئے آیا ہے۔ جملہ جواب شرط ہے۔ اَنْ مصدر یہ ہے۔ يَتَرَاجَعَا۔ مضارع منصوب کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ہے تَرَاجَعٌ (تَفَاعُلٌ) مصدر۔ کہ دونوں نکاح کی طرف لوٹیں یعنی دوبارہ آپس میں نکاح کر لیں۔

= اِنْ ظَنَّا۔ اِنْ شرطیہ۔ ظَنَّا ماضی تثنیہ مذکر غائب۔ ظَنُّ (باب نَصَرَ) مصدر۔ بمعنی اُنکل کرنا۔ گمان کرنا۔ ظَنُّ۔ بمعنی یقین بھی آیا ہے۔ جیسے وَظَنُّ آتَهُ الْفِرَاقُ (۲۸: ۷۵) اور اس نے یقین کیا کہ آیا اب وقت جدائی کا۔ یہاں آیت ہذا میں اِنْ ظَنَّا بمعنی دونوں کو یقین ہو یا گمان غالب ہو۔ اِنْ ظَنَّا اَنْ يُفِيئِمَا حُدُودَ اللَّهِ۔ اگر وہ دونوں یقین رکھتے ہوں کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

جملہ شرطیہ ہے۔ جواب شرط وہی جملہ مذکورہ بالا۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ أَنْ يَتَرَاجَعْنَ بِهِنَّ جملہ ہذا میں اَنْ مصدریہ
= يَبَيِّنُهَا - يَبَيَّنُّ - فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ تَبَيَّنْتُ (تَفَعَّلْتُ) مصدر۔ وہ کھول کر بیان کرتا ہے
ضمیر فاعل اللہ کی طرف راجع ہے۔

= قَوْمٌ يَعْلَمُونَ - قوم جو علم رکھتی ہے۔ یعنی اہل عقل و دانش

۲۳۱:۲ = بَاخَنَ - ماضی جمع مؤنث غائب بُلُوغٌ (باب نصر) وہ پہنچیں۔ وہ پہنچ جائیں۔

= أَجَلَهُنَّ - مضاف، مضاف الیہ۔ ان کی مدت مقررہ۔ أَجَلٌ - مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت
کو بھی أَجَلٌ کہتے ہیں۔ اَجَالٌ جمع۔

= اَمْسِكُوهُنَّ - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ - ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ ان عورتوں کو روک
رکھو۔ ان کو رکھ لو۔

= سَرَّحُوهُنَّ - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ - ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب تَسْرِيحٌ (تَفَعَّلْتُ)
مصدر۔ تم ان عورتوں کو رخصت کر دو۔ تم ان عورتوں کو چھوڑ دو۔

= بِمَعْرُوفٍ - معروف طریقہ پر۔ شرافت اور عزت کے ساتھ۔

= لَا تُمْسِكُوهُنَّ - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ - ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ ان کو مت روک
پہنچانا۔ ضرر پہنچانا۔ ایک دوسرے کو گزند پہنچانا۔

= ضِرَارًا - مفعول لہ۔ ضَارٌّ يَضَارُّ - ضِرَارٌ اَوْ مُضَارَّةٌ مصدر (باب مفاعلة) ایذا دینا۔ تکلیف
پہنچانا۔ ضرر پہنچانا۔ ایک دوسرے کو گزند پہنچانا۔

= لَتَعْتَدُوا - یہ لام لا تُمْسِكُوهُنَّ کے متعلق ہے اور یہ بھی مفعول لہ ہو کر ضِرَارًا کا بیان ہے۔ وَلَا
تُمْسِكُوا لَتَعْتَدُوا - اور تکلیف دینے کے لئے انہیں نہ روکو۔ کہ پھر ان پر زیادتی کرنے لگو۔ یعنی
زیادہ دنوں تک رکھنے اور کچھ دینے پر مجبور کرنے کے ساتھ ان پر ظلم کرو۔

تَعْتَدُوا - مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِعْتَدَاءٌ (اِفْتَعَالٌ) مصدر۔ تم زیادتی کرنے لگو۔ تم حد

سے گذر جاؤ۔

= لَا تَتَّخِذُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ اِتَّخَذُوا (اِفْتَعَالٌ) مصدر۔ نون اعرابی حذف ہو گیا ہے۔ تم
مت بناؤ۔ تم مت پکڑو۔

= هُرُوا - هَذَا - يَهْرَأُ (باب فتح) وَهَرِيٌّ - يَهْرَأُ (باب سميع) کا هُرُوٌ مصدر ہے۔ مذاق

اڑانا۔ مٹھا کرنا۔ یہاں بطور اسم مفعول ہے۔ وہ جس کا مذاق اڑایا جائے۔ اور اللہ کی آیات کو ہدف
مذاق مت بناؤ۔

= وَمَا أَنْزَلَ - میں ما کا عطف لِعِمَّتِ اللہ پر ہے۔ اِی وَاذْ كُرُوا مَا أَنْزَلَ یعنی اللہ نے جو

نعمتیں تم پر نازل کیں۔ ان کو یاد کرو اور (اس) کتاب اور حکمت کو بھی یاد کرو جو اس نے اپنے رسولوں کی معرفت تم پر نازل کیں۔

يَعْظُمُ بِهٖ - جس کے ذریعہ وہ تم کو نصیحت کرتا رہتا ہے۔ بِهٖ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب مَا اَنْزَلَ كِي طَرَف رَاجِع هٖ

= اتَّقُوا - فعل امر جمع مذکر حاضر۔ اتَّقَاءُ (اِنْتَعَالٌ) مصدر۔ تم ڈرو۔ تم پر بہیزگاری اختیار کرو اتَّقُوا اللہ۔ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم اللہ سے ڈرو۔

۲۳۲:۲ = وَاِذَا طَلَقْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ هِيں وَاِذَا اَجَاهُنَّ - جملہ شرطیہ ہے اور فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ اَزْوَاجَهُنَّ - جواب شرط۔ اِذَا تَرَاضَوْا هِيں اِذَا طَرَف زَمَان هٖ مَعْنٰی جِب كہ۔

لَا تَعْضُلُوهُنَّ - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ عَضُلٌ (بَاب نَصْرٍ) مصدر سے۔ جس کے معنی عضلہ (پیٹھا) پکڑ کر باندھ دینا۔ یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا۔ ضمیر فاعل جمع مذکر حاضر یا تو پہلے خاندنوں کے لئے ہے یا عورتوں کے سرپرستوں کے لئے۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب۔ جس کا مرجع وہ عورتیں جن کو دوبارہ طلاق دی جا چکی ہو۔ یعنی وہ عورتیں جن کو دوبارہ طلاق دی جا چکی ہو ان کو اپنے خاندنوں سے (اس سے مراد ان کے پہلے خاندن ہیں یا نئے خاندن ہیں جن سے وہ نکاح کرنا چاہیں) نکاح کرنے سے مت روکو۔

= اَنْ يَنْكِحَنَّ - میں اَنْ مصدر یہ ہے يَنْكِحَنَّ مضارع جمع مؤنث غائب نِكَاحٌ مصدر کہ وہ عورتیں نکاح کریں یا نکاح کر لیں۔

= تَرَاضَوْا - ماضی جمع مذکر غائب تَرَاضَى (تَفَاعُلٌ) مصدر۔ وہ آپس میں راضی ہونے یعنی وہ مطابقت دریں اور ان کے خاندن پہلے یا نئے جن سے وہ نکاح کرنے پر باہمی رضامند ہوں = بِالْمَعْرُوفِ - معروف کے معانی ہیں جانی پہچانی چیز۔ قانون۔ قاعدہ دستور، حسن معاملہ۔ حسن حالت اچھا طریق۔

= ذٰلِكَ - یہ۔ اشارہ اس طرف ہے جو عورتوں کو روکنے سے پرہیز کرنا۔ اور باہم رضامندی کا خیال رکھنا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے

= يُوَسِّطُ بِهٖ - يُوَسِّطُ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ وَّعِظُ (بَاب ضَرْبٍ) مصدر سے وہ نصیحت کیا جاتا ہے۔ بِهٖ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ذٰلِكَ كِي طَرَف رَاجِع هٖ۔

= مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَوْمَ الْاٰخِرِ - یہ جملہ اپنی تمام تاویلات صرفی و نحوی کے

يُوَعِّظُ كَا مَفْعُولٍ مَالِمٌ لُسِيمٌ فَا لِمَهُ هِيَ - تم میں سے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

= ذَلِكُمْ - یہ - یہی - ذَا - اسم اشارہ بعید کے لئے آئے کَمْ حرف خطاب ہے اور اسی لئے مخاطب کے حالات کے اعتبار سے تذکیر - تانیث - تننیه - جمع میں بدلتا رہتا ہے

= اَزَّكَى - اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ كَا صِغَةٍ هِيَ زِيَادَةٌ پَاكٌ وَپَاكِيَةٌ - اَعْظَمُ بَرْكَةً وَنَفْعًا - بَرَكَةٌ اَوْ نَفْعٌ فِي بُرْهَانٍ
= اَظْهَرُ - اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ كَا صِغَةٍ هِيَ زِيَادَةٌ پَاكٌ - زِيَادَةٌ پَاكِيَةٌ - طَهَارَةٌ - (بَابُ نَصْرِ) مَصْدَرٌ - پَاكٌ هُوَ نَا -

= وَالْوَالِدَاتُ - اِسْمُ فَاعِلٍ جَمْعُ مَوْنَتٍ - اَلْوَالِدَاتُ - وَاحِدَةٌ - وَوَالِدَةٌ - (بَابُ ضَرْبٍ) بِمَعْنَى عَوْرَتِ كَا بَجْهٍ جَنَانًا - وَالِدَاتٌ - مَا يَسُ - اَيَّتْ نَهَا سَعِيٍّ اَوْرَاحِيٍّ چُونکہ دونوں جگہ مطلقہ عورتوں کا ہی بیان ہے اسی لئے سیاق و سباق کا لحاظ کرتے ہوئے وَالِدَاتُ سے مراد یہاں مطلقہ عورتیں ہی ہیں اور ان ہی کے لئے رِضَاعَتِ كِي يَهْدِي بَيَانِ كِي كُنِي هِيَ - عَمُومِي رِضَاعَتِ كَا اِسْمٌ فِي ذِكْرِ نَهِي - اِسْمٌ كِي مُتَعَلِّقٌ قَرَأَنَ مُجِيدِ كِي اَيَّتْ يَهْدِي هِيَ - حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهَنَّا عَلَيَّ ذَهَبٌ وَفِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ (۱۴: ۳۱) اِسْمٌ كِي مَا لِي تَكْلِيْفِ پَر تَكْلِيْفِ سَهَبٌ كَر اَمْهَاتِي رَكْنِي هِيَ (پھر اِسْمٌ كُو دُو دُه پَلَاتِي هِيَ اَسْمٌ جَنَنِي كِي لَعْدِ اَوْرَا خِر كَار) دُو بَرَسِ فِي اِسْمِ كَا دُو دُه جَهْرَانَا هُوَ هِيَ - يَا - حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلَهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - (۱۵: ۴۶) اِسْمٌ كِي مَا لِي اِسْمٌ كُو تَكْلِيْفِ سَعِيٍّ فِي اِسْمِ رَكْنِي اَوْر تَكْلِيْفِ هِيَ سَعِيٍّ اِسْمٌ كُو جَنَانًا - اَوْر اِسْمٌ كَا پَرِيْثِ فِي رَهْنَا اَوْر دُو دُه جَهْرَانَا تِسْمِ مَهِينُوں فِي هُوَ هِيَ -

بعض کے نزدیک اَلْوَالِدَاتُ سے مراد جمع والدات ہیں خواہ وہ مطلقات ہوں یا متزوجات -
= يُوَضِّعَنَّ - مَضَارِعُ جَمْعُ مَوْنَتٍ غَائِبٍ مَضَارِعُ بِمَعْنَى اَمْرٍ اِسْتِجَابِي (مُسْتَجَبٌ) هِيَ - اِرْضَاعٌ (بَابُ اَفْعَالٍ) وَهُوَ دُو دُه پَلَاتِي - جِيءِ اَوْر اَيَّتْ ۲: ۲۲۸ فِي يَنْزِلُ بَضْنٍ مَضَارِعُ بِمَعْنَى اَمْرٍ اَيَّا هِيَ الرِّضَاعَةُ - دُو دُه پَلَانَا - (بَابُ ضَرْبٍ - سَمِعَ - فَتَمَّ - تَمِينُوں سَعِيٍّ اَيَّا هِيَ)

= حَوْلَيْنِ كَمَا مَلَيْنِ - مَوْصُوفٌ وَصِفَتٌ - پَوْرے دُو سَالِ -

= لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتِمَّ الرِّضَاعَةَ - اَي هَذَا اَلْحَكْمُ لِمَنْ اَرَادَ الرِّضَاعَةَ - يَهْدِي (حَكْمٌ) اِسْمٌ شَخْصِ كِي لِي هِيَ جُو پَوْرِي مَدَّتْ تَكْ دُو دُه پَلَوَانَا چَا هِيَ -

= عَلِيٌّ - اِسْمٌ كِي اَدَمٌ

= اَلْمَوْلُودُ لَهُ - اَي اَلَّذِي يُوَلَّدُ لَهُ - كَا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ ذَكَرَ غَائِبٌ اِسْمُ الَّذِي (مَقْدَرُهُ) كِي طَرَفٌ رَاجِعٌ هِيَ اَلْمَوْلُودُ - اِسْمٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ ذَكَرَ - وَوَالِدَةٌ (بَابُ ضَرْبٍ) مَصْدَرٌ - جَنَانَا هُوَ - جَسْمِ كِي لِي وَهُوَ جَنَانَا هِيَ - لِي - فِي لَامِ اِخْتِصَاصِ كَا هِيَ - بَجَائِ اَلْوَالِدِ - كِي اَلْمَوْلُودُ لَهُ اَيَّا هِيَ تَا كِي مَعْلُومٌ هُوَ جَائِ كِي

مائیں بچوں کو ان کے باپوں کے لئے جنتی ہیں کیونکہ مولود باپ دادا کی اولاد ہوتی ہے اور انہیں کی طرف نسب کی جاتی ہے نہ کہ ماؤں کی طرف۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ - اور باپ کے ذمہ ہے)

= رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ - خوراک ان کی اور لباس ان کا - كِسْوَةٌ وَاحِدٌ كِسَاءٌ جمع - كِسِي يَكْسِي (باب سَمِعَ) متعدی بیک مفعول - لباس پہننا - اور كَسَى يَكْسُو (باب نَصَرَ) متعدی بدو مفعول لباس پہنانا - یا پہننے کو دینا - باب نَصَرَ کی مثال - ثُمَّ نَكَسُوهَا لِحْمًا (۲: ۲۵۹) پھر ہم ان (بڈیوں) پر (کس طرح) گوشت پوست پڑھا دیتے ہیں۔

باب سَمِعَ سے قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

= بِالْمَعْرُوفِ - دستور کے مطابق - عادت راجح الوقت کے مطابق - اعتدال کے ساتھ کہ کسی فریق پر ناجائز بوجھ نہ ہو۔

= لَا تُكَلِّفُ - مضارع منفی مجہول واحد مؤنث غائب - تَكْلِيفٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر سے اسے تکلیف نہیں دی جائے گی۔

= اِلَّا دُسْعَهَا - مضاف مضاف الیه - اس کی طاقت - اس کی وسعت - اس کی سمائی سَعَةٌ (باب سَمِعَ) سے مصدر۔

= اِلَّا تَضَارَّ - فعل نہی معروف (مجہول بھی ہو سکتا ہے) صیغہ واحد مؤنث غائب مُضَادَّةٌ (مفاعلة) مصدر - یعنی رنج پہنچانا - تنگ کرنا - ضرر پہنچانا - دکھ دینا - نہی معروف کی صورت میں لَا تَضَارَّ اصل میں لَا تَضَارُّ تَمَّ - دو را - اکتھی ہو گئیں - پہلی را کو دوسری را میں مدغم کیا اور دوسری را اجتماع ساکنین کے سبب متحرک ہو گئی اور چونکہ اس سے ما قبل فتح اور الف تھا - اس لئے تجانس کے سبب فتح کے ساتھ متحرک ہو گئی جیسے کہ اور جگہ قرآن مجید میں ہے: مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَنِّي (۵: ۵۴) کہ يَرْتَدَّ (باب افتعال) اصل میں (بطور مضارع مجزوم) يَرْتَدُّ تھا - د کو د میں مدغم کیا - اجتماع ساکنین سے دوسری د متحرک ہو گئی - بوجہ ما قبل پر فتح کے فتح کے ساتھ متحرک ہو گئی - اور يَرْتَدُّ ہو گیا = يَوْلِدُهَا - ب سبب ہے وَ لِدِهَا - مضاف مضاف الیه - بسبب اس کے بچے کے - بسبب اپنے بچے کے۔

= وَ لِمَوْلُودِ لَهَا لَوْلِدُهَا - اى ذلذا يَضَارُّ مَوْلُودُهَا لِسَبَبِ وِلْدِهَا - اس جملہ کا عطف ما قبل کے جملہ پر ہے۔

مطلب یہ کہ: نہ ماں اپنے بچے کے ذریعے (یعنی اس کو دکھ پہنچا کر) باپ کو دکھ پہنچائے اور نہ باپ

اپنے بچے کے ذریعے (یعنی اس کو دکھ پہنچا کر) ماں کو دکھ پہنچائے۔ لہذا اور لہ (بچے) میں اضافت کی تکرار اس لئے لائی گئی تاکہ وہ سمجھیں کہ اس طرح اول دکھ تو وہ اپنے بچے کو پہنچا رہے ہیں۔
 اگر لَا تَضَارُّ کو نفی مجہول یا جانے تو اس کی صورت یہ ہوگی۔ تَضَارُّ اَصْلٌ فِي لَاتُضَارُّ
 تھا۔ دوسرا اکٹھے ہوئے ایک کو دوسری میں مدغم کیا۔ دوسری ر کو پہلی ر کی فتح کے ساتھ متحرک کیا۔ لَا تَضَارُّ
 ہو گیا۔ مجہول ہونے کی صورت میں بھی وہی معنی ہیں جو معروف ہونے کی صورت میں ہیں لیکن عکس
 ترتیب کے ساتھ۔

= دَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ - اس جملہ کا عطف جملہ دَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
 بِالْمَعْرُوفِ پر ہے۔ اور درمیانی کلام بطور جملہ معترضہ المعروف کی تفسیر ہے۔ الْوَارِثِ سے مراد باپ
 کے وارث اور لڑکے کے وارث دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ اور ذَلِكَ سے مراد وہ ذمہ داریاں جو باپ کے
 ذمہ تھیں۔ یعنی رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ وغیرہ وغیرہ۔

= فَإِنْ أَرَادَ انْصَالَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا دَلَّ شَأْنُ جَمَلٍ شَرْطِيٍّ - فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا جَوَابٍ شَرْطٍ -
 = إِنْ أَرَادَ = ماضی تثنیہ مذکر غائب إِنْ شَرْطِيٍّ - اگر وہ دونوں چاہیں۔

= فِصَالًا - اسم فعل - بچہ کا دودھ چھڑانا - باب مفاعله سے مصدر بھی ہے - یعنی باہم مجاہد ہونا۔
 یہاں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

= تَرَاضٍ - باہمی رضامندی - آپس کی خوشی - ایک دوسرے سے راضی ہونا - تَرَاضِيٌّ -
 (تَفَاعُلٌ) مصدر ہے حتیٰ حرف علت لوجہ ثقالت کے ساقط ہو گئی۔
 = تَشَادُرٍ - آپس میں مشورہ کرنا - برون تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔

= وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ - جملہ شرطیہ اور اگلا جملہ جواب شرطیہ ہے إِنْ شَرْطِيٍّ
 أَرَدْتُمْ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر - إِرَادَةٌ (باب افعال) مصدر تم نے چاہا - أَنْ - مصدر یہ -
 تَسْتَرْضِعُوا - مضارع منصوب جمع مذکر حاضر - اسْتَرْضَعُوا (اسْتَفْعَالٌ) مصدر - أَنْ تَسْتَرْضِعُوا
 أَوْلَادَكُمْ میں أَوْلَادَكُمْ - مضاف مضاف الیہ لکر تَسْتَرْضِعُوا کا مفعول ثانی ہے - مفعول اول
 محذوف ہے والعماران تَسْتَرْضِعُوا الْمَوَاضِعَ لِأَوْلَادِكُمْ وَالْمَوَاضِعُ وَالْمَوَاضِعَاتُ جمع لمرضع
 وَمَوَاضِعُ - دودھ پلانے والی عورت) مطلب یہ کہ اگر تم چاہو کہ تم اپنی اولاد کو کسی دوسری دودھ
 پلانے والی عورت سے دودھ پلواؤ۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ تو کوئی حرج نہیں ہے جملہ جواب شرطیہ ہے
 = إِذَا اسَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ - جملہ شرطیہ ہے جس کا جواب شرط محذوف ہے اس پر اس
 کا ماقبل دلالت کرتا ہے (الاتقان) تم نے دودھ پلانے والیوں کو ادا کر دیا۔

سَلَّمْتُمْ ماضی جمع مذکر جانر۔ تَسَلَّمَ (تفعیل) مصدر۔ سپرد کرنا۔ سَلَّمْتُمْ۔ اسی سَلَّمْتُمْ الی المراضع۔ تم نے دودھ پلانے والیوں کو ادا کر دیا۔ مَا موصول ہے۔ اَتَيْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ اِيتَاءً (افعال) مصدر۔ تم نے دیا۔ صلہ ہے اپنے موصول کا۔ صلہ اور موصول مل کر مفعول ثانی ہے سَلَّمْتُمْ کا۔ جو کچھ تم نے دینا تھا۔ المراضع کا مفعول اول ہے۔ مطلب یہ ہے۔ بشرطیکہ تم نے دودھ پلانے والی عورتوں کو دستور کے مطابق جو دینا تھا ادا کر دیا ہو۔

= الْمَعْرُوفِ - یہ سَلَّمْتُمْ کے متعلق ہے۔ یعنی ایسا طریقہ جو شریعت میں مستحسن اور متعارف ہو۔
= وَاتَّقُوا اللَّهَ - اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

= اِعْلَمُوا - فعل امر جمع مذکر حاضر۔ علم (باب سماع) مصدر۔ تم جان لو۔ بَصِيرَةً بروزن فاعل بمعنی فاعل ہے۔ دیکھنے والا۔ جاننے والا۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ..... بَصِيرَةً۔ یہ بچوں اور نادوں کے متعلق جو پہلے بیان کیا گیا ہے اس کی حفاظت اور اس پر کاربند ہونے کی تاکید ہے۔

۲۳۴:۲ = يَتَوَقَّوْنَ - مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ تَوَقَّيْتُ (تفعیل) مصدر۔ وفی۔

مادہ الْوَاثِي - مکمل اور پوری چیز کو کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَادْفُوا الْاَكِيلَ اِذَا عَلِمْتُمْ (۲۵:۱۴) اور جب کوئی چیز باپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو۔ اور کہتے ہیں تَوَقَّيْتُ الشَّيْءَ اِذَا اَخَذْتَهُ وَاَقْبَا تَابًا۔ کسی چیز کو پوری طرح اور مکمل طور پر لینا۔ يَتَوَقَّوْنَ (جب ان کی روئیں مکمل طور پر قبضہ میں لی جاتی ہیں۔ یعنی مر جاتے ہیں ان کی روئیں قبض کی جاتی ہیں۔ اسی سے فوت ہو جانا بمعنی مر جانا ہے۔ وَالَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ۔ تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں

= يَذَرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ چھوڑیں یا چھوڑ جائیں۔ یا چھوڑ دیتے ہیں۔ وَذَرُوا (باب ضرب) مصدر۔ يَذَرُونَ اصل میں يُوذَرُونَ تھا لیکن عمومی تلفظ مضارع کا باب سماع سے کیا جاتا ہے وہ چھوڑ دیتا ہے يَذَرُونَ وہ چھوڑیں یا چھوڑ جائیں اور جگہ قرآن مجید میں ہے فَاسْعَوْا اِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ (۹۰:۶۲) تو خدا کی یاد کی طرف (یعنی نماز کی طرف) جلدی کرو۔ اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔

وَيَذَرُونَ اَذْوَابًا۔ اور وہ پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں

= يَتَرَكِبُونَ بِالنَّفْسِ هَتَّ - مضارع بمعنی امر۔ یعنی وہ اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ یا انتظار کریں

نیز ملاحظہ ہو۔ (۲۲۸:۲)

= اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ چار ماہ اور دس دن

فَاِيَدَا - تین سے دس تک اگر معدودہ مذکر ہو تو عدد مؤنث آتا ہے اور اگر معدودہ مؤنث ہو

تو عدد مذکور آتا ہے عَشْرًا مذکور ہے پس اس کا معدود مَوْنُث ہونا چاہئے وہ لَيَالٍ مَحْذُوف ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ عَشْرَةٌ دس دن کی بجائے عَشْرًا دس رات کیوں استعمال ہوا ہے۔ اس کے متعلق مختلف جوابات مفسرین نے دیئے ہیں۔

مبطلہ یہ کہ عرب ایسے موقع پر جب معدود ملفوظ نہ ہو۔ عدد مَوْنُث استعمال نہیں کرتے چنانچہ صُمْتُ عَشْرَةٌ نہیں کہیں گے بلکہ صُمْتُ عَشْرًا کہیں گے۔ حالانکہ روزہ دن کو رکھا جاتا ہے اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّ لَيْتُمُ الْاَعَشْرًا (۲۰: ۱۰۳) تم دنیا میں صرف دس دن ہی رہے ہو۔ صاحب تفسیر مظہری رقمطراز ہیں: لفظ عَشْرًا کو مَوْنُث ذکر کرنا لَيَالٍ کے اعتبار سے ہے کیونکہ لَيَالٍ کے اعتبار سے ہی مہینوں اور دنوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی عدد کو لیلیٰ اور ایام میں مبہم کرنا منظور ہوتا ہے تو لیلیٰ کو ایام پر غلبہ دے کر لیلیٰ کا استعمال کرتے ہیں اور ایسے موقع پر مذکور کا استعمال نہیں کرتے۔

= فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ - میں خطاب عام اہل اُمت کو ہے۔ ای ایہا الائمة والمسلمون جميعًا۔ ۲: ۲۳۵ = لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ - یہاں خطاب مطلقہ عورتوں کو جو عدت کی مدت پوری کر رہی ہوں ان کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھنے والے مردوں سے ہے۔

= فَيَسْأَلُ عَرْضَتَهُ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ - فی بمعنى اس بارہ میں۔ یا اس بابت ما موصولہ۔ عَرْضَتَهُ ب ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَعْرِیضٌ (تَفْعِيلٌ مصدر۔ اشارة یا کنایۃ کہنا۔ تم نے اشارۃ یا کنایۃ کہا۔ جو تم نے مبہم طور پر بغیر کھولے بات کی۔ لغات القرآن میں تفسیر کبیر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ تفسیر کبیر میں رقم فرماتے ہیں۔ تعریض۔ لغت میں تصریح کی ضد ہے۔ اور اس کے معنی ہیں اپنی کلام میں ایسی چیز کو لے آنا کہ جو اپنے مقصود پر بھی دلالت کی صلاحیت رکھتی ہو اور غیر مقصود پر بھی مگر جانب مقصود کی طرف اس کی رہنمائی زیادہ مکمل اور زیادہ راجح ہو۔ یہ اصل میں عرض الشئی سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی جانب اور کناسے کے ہیں۔ گویا تعریض کرنے والا شخص اپنے مقصد کے گرد کھومتا ہے مگر اسے ظاہر نہیں کرتا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک عاجتمند شخص ایک شخص سے کہو اس کی حاجت برآری کر سکتا ہو کہنے لگے میں تو حضور کے سلام کو حاضر ہوا ہوں اور محض آپ کی زیارت کو آیا ہوں۔ اسی معنی میں یہ مصرعہ ہے۔ وحسبک بالتسليم منی تقاضیا۔ (بجھ سے تقاضے کو میرا سلام ہی کافی ہے۔

۵ ضمیر واحد مذکر غائب ما موصولہ کی طرف راجع ہے۔ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ متعلق عَرْضَتَهُ بِهٖ ہے خِطْبَةُ۔ پیغام نکاح۔ نکاح کی بات چیت۔ خَطَبٌ يَخْطُبُ (باب نصر) کا مصدر ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہوا کہ:۔ اے مرد و جو متذکرہ بالا عدت پوری کرنے والی عورتوں سے نکاح کا ارادہ رکھنے ہو نکاح کے سلسلہ میں جو بات تم تعریفاً کہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

= اذَا كُنْتُمْ فِي الْفَيْكُلِ - اس جملہ کا عطف حملہ سابقہ پر ہے۔ اَكُنْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے دل میں چھپا دیا۔ تم نے دل میں محفوظ رکھا۔ اِكْتَانُ (اَفْعَالٌ) مصدر۔ دل میں چھپانا۔ مَحْفُوظٌ رَكْنًا - دُرِّمَكُونٌ چھپا ہوا موتی۔

یا تم (ارادہ نکاح کو) اپنے دلوں میں ہی چھپائے رکھو (تب بھی تم کو) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

= سَتَدُّ كُرُوزَهُنَّ - س میں مضارع پر داخل ہو کر معنی میں کر دیتا ہے۔ تَدُّ كُرُوزَهُنَّ مضارع جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ - ضمیر مفعول جمع مؤنث۔ غَابَ - تم ان سے (نکاح کا) ذکر کرو گے

= لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا - لَا تُوَاعِدُوهُنَّ - فعل نہی جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غَابَ تُوَاعِدُوا مصدر مُوَاعِدَةٌ (مفاعلة) سے ہے۔ جس کے معنی کسی سے وعدہ کرنے کے ہیں تم ان سے وعدہ نہ کرو۔ سِرًّا - سِرٌّ - چھپی ہوئی بات کو کہتے ہیں۔ مجید۔ راز۔ دل میں جو بات چھپی ہو اس کو سِرٌّ کہتے ہیں۔ اس کی جمع اسْتِرَازٌ ہے بطور کنایہ اور مجاز کے سِرٌّ بمعنی جماع۔ نکاح۔ نکاح کرنے کا اظہار کرنا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں یہ بطور نکاح مستعمل ہے۔

سِرًّا مفعول پر ہے۔ اِی لَا تُوَاعِدُوهُنَّ نِكَاحًا (لیکن) ان عورتوں سے (ایام عدت میں) باہم نکاح کا وعدہ نہ کرو۔

= اِلَّا حُرْفُ اسْتِثْنَاءٍ اِنَّ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا - مستثنیٰ۔ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے یعنی وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اِی لَا تُوَاعِدُوهُنَّ مُوَاعِدَةً اِلَّا مُوَاعِدَةً مَّعْرُوفَةً یعنی ان سے باہمی کوئی مواعدہ نہ کرو سوائے معروف طریقہ کے مواعدہ کے جس کا ذکر فیما عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ میں اوپر ہو چکا ہے۔ اِنَّ مصدر یہ ہے

= وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ - لَا تَعْزِمُوا - فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ عَزَمَ رِبَابٌ صَرَبًا غَرَمَ کرنا۔ فسد کرنا۔ عُقْدَةُ النِّكَاحِ مضافاً مضافاً الیه مل کر لَا تَعْزِمُوا کا مفعول۔ عقد نکاح۔ نکاح کی بندش۔ نکاح کی گرہ۔ ترجمہ: اور نہ ارادہ کرو عقد نکاح کا عُقْدَةٌ کے معنی گرہ۔ بندش۔ روکاؤٹ۔ لکنت۔ مثلاً کہتے ہیں عُقْدَ لِسَانِهِ۔ اس کی زبان پر گرہ لگادی گئی۔ اور فِی لِسَانِهِ عُقْدَةٌ۔ اس کی زبان میں لکنت ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَ اَخْلَلْ عُقْدَةَ مِثْنِ لِسَانِي (۲۴: ۲۰) اور میری زبان کی گرہ کھول دے

= اَلْكِتَابُ - اِی مَا كَتَبَ مِنَ الْعِدَّةِ - عدت کی مقرر کردہ مدت

= اَجَلٌ - مضاف مضاف الیه۔ اس کی مدت مقررہ۔ ضمیر واحد مذکر غائب الکتب کی طرف راجع ہے

= حَتَّى - حرف جر ہے۔ انتہا نفایت کے لئے ہے۔ تا آنکہ عدت کی مقررہ مدت اختتام کو پہنچ جائے
 = فَأَحْذَرُوهُ - أَحْذَرُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم ڈرو۔ حَذَرٌ (باب سَمِعَ) مصدر۔ وہ ضمیر
 واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے پس تم اس سے (یعنی خدا سے) ڈرو۔ یا ڈرتے رہو۔
 = غَفُورٌ - صیغہ مبالغہ بڑا بخشنے والا۔ بڑا معاف کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے
 حَلِيمٌ - حَلِيمٌ سے فَعِيلٌ کے وزن پر صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ بہت بردبار۔ تَحَلَّى وَاللَّهِ جَوْشِ غَضَبٍ
 سے نفس اور طبیعت کو روکنے والا۔ باوقار۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔

۲: ۲۳۶ = مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ - مَا - کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) مَا - شرطیہ ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اگر تم نے ان سے مجامعت نہیں کی۔

(۲) مَا - مصدر یہ ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ کہ ابھی تک تم نے ان سے مجامعت نہیں کی۔

(۳) مَا - موصولہ ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ جن سے تم نے (ابھی تک) مجامعت نہیں کی۔

لَمْ تَمْسُوا - مضارع نفی جہد بکلم۔ جمع مذکر حاضر۔ مَسَّ - مَسَّسٌ وَ مَسَّسَةٌ - (باب نصر و سمع)
 چھونا۔ لگ جانا۔ رگڑ لگ جانا۔ لاحق ہونا۔ قرب صنفی یعنی جماع کرنا۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب
 مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ - جن کو تم نے (ابھی تک) چھوا نہیں۔ جن سے تم نے (ابھی تک) مجامعت نہیں کی۔
 = أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً - اس جملہ کا عطف جملہ سالبہ ہے۔ ای اولہ تفرضوا لهن
 یا نہیں مقرر کیا تم نے۔ نہیں متعین کیا تم نے۔ نہیں فرض کیا تم نے۔ فَرَضٌ (باب ضرب) مصدر۔ فَرَضَ
 اگر علی کے ساتھ آئے تو اس کے معنی کسی چیز کے واجب اور ضروری قرار دینے کے ہیں جیسے إِنَّ الدِّينَ
 فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ (۲۸: ۸۵) بے شک جس نے (یعنی خدا نے) تم پر قرآن (کے احکام کو) فرض کیا
 ہے اور جب فَرَضَ لَمْ کے ساتھ آئے تو متعین کرنے اور مقرر کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے قَدْ فَرَضَ
 اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ (۶۶: ۲) خدا نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔ آیت
 ہذا میں بمعنی مقرر کرنا۔ متعین کرنا مستعمل ہے۔

= فَرِيضَةٌ - صفت مشبہہ کا صیغہ ہے واحد مؤنث۔ اس کی جمع فَرَائِضٌ ہے۔ مقرر کیا ہوا مہر۔ لازم
 کیا ہوا حکم۔ یہاں مقرر کیا ہوا مہر مراد ہے۔ فَرِيضَةٌ (فَرِيضَةٌ) کے وزن پر یعنی مفعول ہے۔ اس میں ت
 اس لئے لائی گئی ہے کہ لفظ و صفت سے اسمیت کی طرف منتقل ہو جائے۔ اس کا منصوب ہونا مفعول
 ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہو۔

= وَ مَتَّعُوهُنَّ - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر تَمَتَّعٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ متاع وہ سامان ہے جو کام میں آتا
 ہے۔ جس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ مال جو کسی عورت کو قربت سے پہلے طلاق دینے کی صورت

میں جب کہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو دیا جاتا ہے هُنَّ صَمِيمٌ مَفْعُولٌ جَمْعٌ مَوْنَتٌ غَائِبٌ۔ مَتَّعُوهُنَّ تَمَّ اَنْ
(عورتوں) کو کچھ متاع دیدو وَ مَتَّعُوهُنَّ کَا عَطْفٍ مَقْدَرٍ بِهٖ اِی فَطَلِقُوهُنَّ وَ مَتَّعُوهُنَّ۔ یعنی طلاق
دیدو اور ان کو اس قدر متاع دو کہ وہ اس سے کچھ فائدہ حاصل کریں۔

== عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرُهُ وَعَلٰی الْمُقْتَرِ قَدْرُهُ بِهٖ مَتَّعُوهُنَّ کی صراحت ہے۔ مَتَّعُوهُنَّ میں یہ نہیں بتایا
گیا کہ کس قدر متاع مطلقہ کو دیا جائے۔ یہاں اس کی وضاحت کی ہے کہ مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ صاحب ثروت
اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق دیوے۔

الْمَوْسِعِ - اسم فاعل واحد مذکر اِسْتَاعَ (اِفْعَالٌ) مصدر - مالدار - وسعت والا - الْمُقْتَرِ - اسم فاعل
واحد مذکر - اِثْتَارٌ (اِفْعَالٌ) مصدر - فقیر - تنگ دست - نادار - کم مایہ - یہ اصل میں قَتَارٌ وَ قَتْرٌ سے ہے
جس کے معنی اس دھواں کے ہے جو کسی چیز کے بھوننے یا لکڑی کے جلنے سے اٹھتا ہے - گویا مُقْتَرٌ اور
مَقْتَرٌ بھی ہر چیز سے دھوئیں کی طرح لیتا ہے - یعنی لکڑی جو جل رہی ہوتی یا ترکاری جو پک رہی ہوتی ہے
وہ تو ملتی نہیں صرف بجاپ سو لگنے کو مل جاتی ہے۔

قَتْرٌ وَ قَتْرَةٌ وَ قَتْرٌ - یعنی گرد و غبار قَتْرٌ (باب ضَرَبٌ وَ نَصْرٌ) قَتْرٌ مصدر بمعنی تنگی سے
گذارہ کرنا۔

== قَدْرُهُ - مضاف مضاف الیہ - اس کی وسعت - اس کی گنجائش۔
عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرُهُ - مالدار کے لئے اس کی وسعت کے مطابق (متاع دینا ہے) اور تنگ حال
کے لئے اس کی طاقت کے مطابق۔

== مَتَاعًا - اسم مصدر ہے لیکن بطور مصدر بمعنی تَمَتُّعًا استعمال ہوا ہے اِی مَتَّعُوهُنَّ تَمَتُّعًا -
بدیں وجہ منصوب ہے - (مَتَاعًا فَاذَہ پھینچانا معروف طریقہ سے)
== حَقًّا عَلٰی الْمُحْسِنِينَ - اس کی دو صورتیں ہیں

۱) یہ مَتَاعًا کی صفت ہے اِی مَتَاعًا وَاَجِبًا عَلَیْہُمْ - یعنی متاع جو کہ (محسنین) پر واجب ہے
۲) بطور مفعول مطلق استعمال ہوا ہے اِی حَقٌّ ذٰلِكَ حَقًّا - یہ متعہ کا دینا محسنین پر واجب ہے۔
== مُحْسِنِينَ - احسان کرنے والے - بھلائی کرنے والے - نیکو کار

۲: ۲۳۴ = وَقَدْ قَرَضْتُمْ لِهِنَّ فَرِيضَةً - در آنحالیکہ تم نے ان کا مہر مقرر کیا ہوا ہے موضع حال میں
فَنِصْفُ مَا قَرَضْتُمْ اِی فَا لِهِنَّ نِصْفُ الْفَرِيضَةِ - تو اسی مقرر کردہ مہر کا نصف ان عورتوں
کو ادا کرو - مَا - موصولہ ہے۔

== اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ - اِلَّا حَرْفٌ اِسْتِثْنَاءٌ اَنْ مَصْدَرٌ بِهٖ يَّعْفُوْنَ - مَضَارِعٌ جَمْعٌ مَوْنَتٌ غَائِبٌ

عَفْوٌ (بَابُ نَصَرَ) وہ عورتیں معاف کر دیں۔ مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا حق) معاف کر دیں۔
= اَوْ - حرف عطف ہے۔ یا۔

= يَعْفُوْا - مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ یا یہ کہ وہ معاف کر دے۔

= الَّذِيْ يَبِيْدُهُ عُقْدَةُ النِّكَاحِ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے

بعض نے اس سے مراد عورت کا ولی لیا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کا شوہر ہے کیونکہ یہ شوہر ہی ہے جو نکاح کے باندھنے اور کھولنے کا مالک ہے اس صورت میں شوہر کے معاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نصف حصہ بھی عورت کو دیدے اس طرح پورا مہر عورت کی طرف آجائے گا۔

= وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاَوْ عَاطِفًا اَنْ مَّصْرِيْہِ لَعَفْوًا مضارع منصوب بوجہ

عمل اَنْ صیغہ جمع مذکر حاضر۔ وَاَنْ تَعْفُوْا ابتداء۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی خبر۔ تمہارا معاف کر دینا پرہیزگاری

سے نزدیک تر ہے۔

لَعَفْوًا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اس میں خطاب وَا، خاوند سے ہے۔ اِیٰ ہُو خطاب

للزوج والمعنى وليعف الزوج فيترك حقه الذي ساق من المهر اليها قبل الطلاق

فهو اقرب للتقوى۔ یہ خطاب خاوند سے ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ خاوند معاف کر دے اور مہر

جو اس نے طلاق سے قبل بیوی کو ادا کیا ہوا ہے اس میں سے اپنے حصہ پر اپنے حق کو ترک کر دے یعنی وہ بھی

معاف کر دے۔ یہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔ یہ صورت تب پیدا ہوگی کہ جب خاوند نے مجامعت سے

قبل ہی پورا مہر عورت کو ادا کر دیا ہو اور اب قربت سے قبل ہی طلاق کی صورت میں آدھا تو عورت کو بمصدق

فَنِصْفٌ مَّا فَرَضْتُمْ اے معاف کرنا ہی پڑے گا۔ تو باقی نصف جس کا وہ مستحق ہے اسے واپس لینے کی

جگہ وہ بھی عورت کو معاف کر دے

(۲) یہاں خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے۔ والمعنى وعفو لبعضكم عن بعض ايها

الرجال والنساء اقرب الى حصول التقوى۔ اے مرد و اور اے عورتو! تمہارا ایک دوسرے

کو معاف کر دینا (یعنی عورت، سارا مہر معاف کر دے یا مرد سارا مہر ادا کر دے) حصول تقویٰ کی بہتر صورت ہے

= وَلَا تَنسُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ لِنِّيَانٍ (بَابُ سَمِعَ) مصدر۔ تم مت بھولو۔ تم فراموش مت کرو

= الْفَضْلُ۔ اسم فعل۔ آپس کے تعلقات کی سہلائی۔ میاں بیوی کے سلوک میں خوشگوار سی۔ پاسداری

لحاظ، مروت۔ اور اگر اللہ کی طرف سے ہو تو بمعنی خیر و برکت۔ ہدایت و کرم۔

۲۳۸:۲ = حَفِظُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ مَحَافِظَةٌ (مَفَاعَلَةٌ) مصدر۔ تم محافظت کرو۔

تم نگرانی کرو۔ تم حفاظت کرو۔

= الصَّلَوَات - نمازیں - جمع الصَّلَوَات - واحد -

= وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى - موصوف و صفت - درمیانی نماز - الْوَسْطَى اسم تفضیل کا صیغہ واحد مؤنث ہے
الْوَسْطَى - مذکر اس جملہ کا عطف جملہ سابق پر ہے ای حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَات وَخُذُوا عَلَى الصَّلَاةِ
الْوَسْطَى - یہ خاص کا عطف عام پر مزید اہتمام کے لئے ہے - یعنی تمام نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر صلوٰۃ
وَسْطَى کی - الصَّلَاةِ الْوَسْطَى سے کوئی نماز مراد ہے اس پر متعدد اقوال ہیں -

(۱) نماز فجر - حضرت عمر - حضرت عبداللہ بن عمر - حضرت ابن عباس - رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام مالک
امام شافعی - عکرمہ - معاذ بن جبل - امام ابوحنیفہ

(۲) نماز ظہر - زید بن ثابت رض - ابو سعید خدری رض - اسامہ بن زید رض -

(۳) نماز عصر - حضرت ابن مسعود رض ابو ایوب انصاری رض ابو ہریرہ رض - ام المؤمنین حضرت عائشہ رض - قتادہ رض
حسن بصری رض

(۴) نماز مغرب - قبیصہ بن ذویب رض - لیکن سلف میں سے کسی نے اس کو نقل نہیں کیا -

بعض متاخرین کے نزدیک بغیر کسی روایتی ثبوت کے عشا بھی لکھا ہے - بعض علمائے پانچوں نمازوں

میں سے کوئی نماز مراد لی ہے - اللہ تعالیٰ نے اس کو مبہم رکھا ہے تاکہ سب نمازوں کی پابندی کی جائے
= قَوْمُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر قِيَامُ (باب نصر) مصدر - تم کھڑے ہو -

= قِنْتَيْنِ - اسم فاعل جمع مذکر بحالت جبر و نصب - فرماں بردار اطاعت گزار قُنُوتُ (باب نصر)
مصدر یعنی خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنا - عبادت میں ہمہ تن مصروف ہونا - اور اس کے مساوی
توجہ پھیر لینا - قرآن مجید میں ہے اِنَّ اَبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ - (۱۶: ۱۲۰) بے شک حضرت
ابراہیم لوگوں کے امام اور خدا کے فرمانبردار تھے -

= فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجًا اَوْ رُكْبَانًا - ای فان خفتم من عدو وغیرہ فصلوا راجلین او

راکبین - اِنْ شرطیہ خفتم من عدو وغیرہ جملہ شرطیہ - فصلوا راجلین اور راکبین جو اب شرط
رجال اور کباناً ضمیر فصلوا سے حال ہیں - اگر تم کو دشمن وغیرہ کا ڈر ہو تو پیادہ چلنے کی حالت میں یا سوار
کی حالت میں نماز پڑھ لو - مطلب یہ کہ اگر تمہیں دشمن کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے یہ ڈر ہو کہ نماز میں خضوع و
خضوع - رکوع و سجود کی خاطر خواہ ادائیگی اور جملہ حقوق نماز کی ادائیگی بہ اہتمام تمام ملحوظ نہیں رکھی جا سکیں
تو تم پیادہ چلنے کی حالت میں یا کسی سوار ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لو خواہ دوران نماز قبلہ رخ رہنا
بھی ممکن نہ ہو - یہ صلوٰۃ خوف بدوران قتال و حرب ہے اور بدون حرب و قتال کے متعلق سورۃ النساء میں

مفصل ارشادات ہیں - وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقِمْ تِلْكَ لِحُكْمِ اللّٰهِ - (۴: ۱۰۲)

= فَآذَانِنْتُمْ - ف عاطف ہے اِذَا ظرف زمان اَمِنْتُمْ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پھر جب تم امن سے ہو جاؤ۔ اور خوف جاتا ہے۔

= فَآذَكُرُوا اللّٰهَ - اِی فصلوا اللہ - کَمَا - ك تشبیہ کے لئے ہے مَا موصولہ یا مصدر یہ ہے اور مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ - عِلْمَ کا مفعول ثانی ہے۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مفعول اول - ترجمہ ہوگا: پھر جب تم امن سے ہو جاؤ۔ تو اللہ کو یاد کرو۔ یعنی نماز پڑھو جس طریق سے خدا نے تم کو (بتوسط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

۲: ۲۴۰ = وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اٰزْوَاجًا - ملاحظہ ہو ۲: ۲۳۷ - متذکرہ بِاللَا وَصِيَّةً اِی فلیوصوا وصیۃ - انہیں چاہئے کہ وہ وصیت کر جائیں (اس صورت میں وَصِيَّةً مفعول ہوگا فلیوصوا کا) = مَتَاعًا - کے منصوب ہونے کی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں

۱) یہ مفعول مطلق ہے۔ اِی مَتَعُوْهُنَّ مَتَاعًا۔

۲) یہ فعل محذوف کا مفعول ہے یعنی لِيُوصُوا مَتَاعًا

۳) یہ وَصِيَّةً کا مفعول ہے اِی لِيُوصُوا وَصِيَّةً مَتَاعًا۔

مَتَاعًا سے مراد وہ چیزیں جن سے عورتیں نفع اٹھائیں۔ یعنی نان و نفقہ۔ کپڑا وغیرہ = اِلَى الْحَوْلِ - ایک سال تک کے لئے۔

= غَيْرَ اٰخِرٍ اِحْوَالِہ حال ہے اَزْوَاجِهِمْ سے - گھروں سے نکالے بغیر۔

= فَاِنْ خَرَجْنَ - حملہ شرطیہ - اگلا سارا جملہ مِنْ مَّحْرُوفٍ تک جواب شرط ہے

= وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ - اللہ زبردست ہے جو اس کے حکم کے خلاف کرے اس سے بدلہ لے سکتا ہے حکمت والا ہے۔ جو اس کے احکام کی تعمیل کرے گا تو دیکھے گا کہ وہ احکام حکمت سے پُر ہیں اور ان کی اطاعت میں بندہ کی اپنی ہی مہلکتی ہے۔

۲: ۲۴۱ = وَ لِلْمُطَلَّاتِ - لام اسحقاق کا ہے اَلْمُطَلَّاتِ جمع ہے اَلْمُطَلَّاتِ کی جو اسم مفعول واحد نونث یعنی طلاق دی گئی عورت ہے۔ یہاں اَلْمُطَلَّاتِ سے مراد جمیع مطلقات ہیں یعنی معروف ناعدہ کے مطابق حملہ مطلقہ عورتوں کو متوعہ کا حق حاصل ہے۔

= حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ - حَقًّا - منصوب بوجہ مفعول مطلق کے ہے ملاحظہ ہو ۲: ۲۳۸ متذکرہ بِاللَا - مطلب یہ ہے کہ یہ متوعہ کا دینا متقین پر واجب ہے۔

۲: ۲۴۲ = كَذٰلِكَ - ك تشبیہ کا ہے ذٰلِكَ کا اشارہ ان احکام کی طرف ہے جو طلاق، عدت اور متوعہ کے متعلق اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اسی طرح۔

= يُبَيِّنُ - مضارع واحد كرمات بَيَّنَّ (تَفَعَّلَ) مصدر - كھول کر بیان کرنا۔

= نَعَلَكُمْ تَعْقِلُونَ - عقل النبی ادرکہ علی حقیقتہ کسی شی کی حقیقت کو سمجھ لینا (معجم الوسيط) تدبر کرنا (المبند) مطلب یہ کہ کسی شے پر غور و فکر اور تدبر کر کے اس کی حقیقت سمجھ لینا۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ جس طرح اللہ نے متذکرہ بالا احکام کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں اسی طرح وہ اپنے تمام احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ان پر غور و فکر کرو۔ اور ان کی حقیقت کو سمجھ پاؤ۔

= اٰیٰتِہٖم - مضاف مضاف الیہ۔ اپنی آیات۔ اپنی نشانیاں۔ اپنے احکام۔

۲: ۲۴۳ = اَلَمْ تَرَ = ہمزہ استفہامیہ ہے لَمْ تَرَ۔ مضارع مجزوم نفی مجدلم۔ واحد مذکر حاضر۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ صاحب تفسیر مظہری اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: یہ لفظ ما بعد کا حال سنانے کے لئے شوق اور تعجب دلاتا ہے۔ پس اَلَمْ تَرَ کہنا تعجب دلانے میں ایک مثل ہو گیا۔ اور اس سے ایک ایسے شخص کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ جس نے اس سے پہلے یہ واقعہ نہ سنا ہو اور نہ دیکھا ہو یا یہ تقریر اور تاکید ہے ایسے شخص کے لئے جس نے ان کا قصہ اہل کتاب اور اہل تاریخ سے سُن لیا ہو۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ (اے مخاطب) کیا تو میرے بتانے سے بھی نہیں سمجھتا اور اس میں ایک قسم کا تعجب دلاتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اَلَمْ تَرَ کا لفظ آیا ہے اور اس کو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا۔ وہاں سب جگہ اسی قسم کے معنی مراد ہیں۔

= اَلْوَفَّ - اَلْفُ کی جمع ہزاروں۔ وَكَهْمُ اَلْوَفَّ - ضمیر خذ جو ا سے حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔

= حَذَرَ الْمَوْتِ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول لَمْ خَرَجُوا سے۔

= مُؤْتُوا - امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر مَوْتٌ دباب نَصَدَ مصدر۔ تم مر جاؤ۔

= ثُمَّ اٰخِيَاھُمْ - ثُمَّ حرف عطف ہے۔ اس جملہ کا عطف جملہ مقدرہ پر ہے ای فقال لہما اللہ

موتوا اما تو اثم اخیاہم۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا مر جاؤ پس وہ مر گئے۔ پھر اس نے ان کو زندہ کر

فائدہ :- یہ کون لوگ تھے جن کو مرنے کا حکم دیا گیا اور پھر مرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر

گیا۔ کس زمانے کے تھے کہاں بستے تھے۔ کہاں سے نکلے کہ ہر کو گئے کیوں گئے۔ ان سب میں علماء کے

مختلف اقوال ہیں۔ لیکن یہ امر واضح نظر آتا ہے کہ یہ قصہ اس آیت کے نزول کے وقت لوگوں کے علم

مقا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت دریافت نہ کیا۔ ویسے بھی یہاں آیت

کا مقصد کسی تاریخی واقعہ کا بیان کرنا نہیں بلکہ یہ امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ موت اللہ تعالیٰ کے اختیار

میں ہے اور نہ کسی بھاگ کر اپنی کوششوں سے بچ نہیں سکتا اس لئے اس قصہ کے تاریخی پس منظر

کر دینے کی ضرورت نہیں۔

= لَذُو فَضْلٍ - لام تحقیق و تاکید کے لئے ہیں ذُو فَضْلٍ - مضاف مضاف الیه - فضل کرنے والا - دینے
۲۴۴:۲ = وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ - اور اللہ کی راہ میں لڑو (جہاد کرو) یہ بات ذہن نشین کرنا
کے بعد کہ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کوئی اپنے جیلہ سے موت کو ٹال نہیں سکتا۔ اور زندگی کو
بڑھا سکتا ہے اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی کے لئے جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے
جملہ کا عطف جملہ مقدرہ پر ہے اے فاطمہ و قاتلو

= سَمِعَ عَلِيمٌ - سننے والا (سَمِعَ سے بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ
میں سے ہے۔ اور جب یہ حق تعالیٰ کی شان میں ہو تو اس کے معنی ہیں ایسی ذات جس کی سماعت ہر شئی پر حاوی
ہو) عَلِيمٌ - خوب جاننے والا۔ عَلِمٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعِيلٌ یہ بھی اسماء حسنیٰ میں سے ہے
۲۴۵:۲ = مَنْ ذَا الَّذِي يُقرضُ اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا - مَنْ اسْتَفْهَمَ بِهِ - مبتدا۔ ذَا خبر ہے
الَّذِي یا ذَا کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے۔ قَرْضًا منصوب بوجہ مصدر بمعنی اِقرضًا ہے یا بوجہ
مفعول - حَسَنًا صفت ہے قَرْضًا کی - ترجمہ - ہے کوئی ایسا جو اللہ کو قرض حسنہ دے

= فَيُضْعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً - ف - جواب استفہام کے لئے يُضْعِفُهُ میں يُضْعِفُ مضارع
منصوب کا صیغہ واحد مذکر غائب - مضاعفة (مُضَاعَلَةٌ) مصدر باب مفاعلة مشارکت کی وجہ سے نہیں بلکہ
مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے۔ مضارع منصوب بوجہ اَنْ مقدرہ ہے۔ ضَمِيرٌ مفعول واحد مذکر غائب قَرْضًا
کے لئے۔ اور لَهُ میں ضَمِيرٌ واحد مذکر غائب قرض دینے والے کے لئے ہے۔ أَضْعَافًا - ضِعْفٌ کی جمع ہے
ضِعْفٌ اسم مصدر اور بلور مفعول مطلق مستعمل ہے اس کو أَضْعَافًا (بلور جمع) تنوین کے لئے بیان
کیا ہے۔ كَثِيرَةً - بہت، واحد مؤنث لیکن اطلاق جمع کے موقع پر بھی ہوتا ہے۔

ترجمہ :- تاکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) قرضہ حسنہ دینے والے کے لئے اس قرض (کی جزاء) کو کئی گنا بڑھا دے
= يَقْبِضُ - مضارع واحد مذکر غائب قبض (باب صَرَب) مصدر - وہ تنگ کرتا ہے وہ روکتا ہے
الْقَبْضُ کے معنی کسی چیز کو پورے پنچے کے ساتھ پکڑنا۔ کے ہیں۔ جیسے قبض السیف تلوار کو پکڑنا۔
= يَبْصُطُ - مضارع واحد مذکر غائب - بَسَطُ (باب نَصَرَ) مصدر کشادہ کرتا ہے فراخ کرتا ہے
بسط مادہ - قرأت میں بعض نے ص سے اور بعض نے س سے پڑھا ہے

بَسَطَ الشَّيْءَ کے معنی کسی چیز کو پھیلانے اور توسیع کرنے کے ہیں پھر استعمال میں کبھی دونوں معنی
لمحوظ ہوتے ہیں اور کبھی ایک معنی متصور ہوتا ہے چنانچہ محاورہ ہے بَسَطَ الثَّوْبَ اس نے کپڑا پھیلا یا
اسی سے اَلْبَسَطُ ہے جو ہر پھیلی ہوئی چیز پر بولا جاتا ہے اور بَسَطٌ کبھی بقبضہ قبض بھی آتا ہے جیسے

آیت ہذا میں (خدا ہی روزی کو تنگ کرتا ہے اور وہی اسے کشادہ کرتا ہے) اور جبکہ قرآن مجید میں آیا ہے :
 وَكَوَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ - (۲۲ : ۲۷) اور اگر خدا اپنے بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا۔ اور
 وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ الْجِسْمِ (۲۲ : ۲۷) اس نے اُسے علم بھی بہت بخشا اور تن و توش بھی بڑا عطا کیا
 = وَالْيَدِ تَرْجَعُونَ هَ إِلَيْهِ أَيْ إِلَى اللَّهِ - تَرْجَعُونَ - مضارع مجہول جمع مذکر حاضر - رَجَعَ (باب
 ضَرَبَ) تم لوٹائے جاؤ گے - تم پھرے جاؤ گے۔

۲ : ۲۲۶ = أَلَمْ تَرَ - ہمزہ استفہامیہ - لَمْ تَرَ - مضارع نفی جہد بکلمہ - کیا تو نے نہیں دیکھا - تَرَ
 اصل میں تَرَى تھا - یا کو حذف کیا گیا ہے۔

= أَلْمَلَاءُ - سرداروں اور بڑے لوگوں کی جماعت - اسم جمع معرف باللام - مجرور - م ل ، مادہ
 أَلْمَلَأُ - وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نظروں کو ظاہری حسن و جمال سے اور نفوس کو ہمیت و جلال سے
 مہرے - اس کا مفرد کوئی نہیں ہے - اس کی جمع أَمْلَأُ ہے مَلَأَ يَمْلَأُ (باب فتح) مَلَأَ وَمَلَأَةً
 مصدر یہ کے ساتھ بمعنی کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ بھر دینا - مَلَأَ يَمْلَأُ پیمانہ یا برتن بھرنے کی مقدار
 (نیز ملاحظہ ہو ۱۱ : ۹۷)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَأِ أَيْ الْمَلَائِكَةِ الْمَلَائِكَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ (کیا تمہیں علم نہیں بنی
 اسرائیل میں سے بعض گروہ سرداران کے قصہ کا - (روح البیان) اى الم تر قصة الملائكة اوحدهم
 (روح المعانی) أَلَمْ تَرَ - کیا تو نے نہیں دیکھا - کیا تو نے غور نہیں کیا - کیا تجھے خبر نہیں -
 فائدہ : أَلَمْ تَرَ - عربی میں یہ طرز خطاب ایسے موقع پر آتا ہے کہ جب مخاطب کو کسی بڑے
 اہم اور معروف واقعہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے - رویت سے ہیئت چشم بصارت سے دیکھنا
 مراد نہیں ہوتا بلکہ وہم و تخمیل اور غور و فکر اور عقل کی راہ سے بھی مطالعہ و مشاہدہ مراد ہوتا ہے اور جب
 اس فعل کا صلہ الی کے ساتھ آتا ہے تو کوئی مقصود کوئی نتیجہ نکالنا یا عبرت حاصل کرنا ہوتا ہے -
 (تفسیر ماجدی)

= مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - میں مِنْ تَبَعِيَّةٍ ہے -

= مِنْ بَعْدِ مُوسَى - اى من بعد موته او من بعد زمانه

= إِذْ قَالُوا لِنَبِيِّنَا لَوْلَا نُنزِّلُ الْغَيْثَ لَنَكْفُرَنَّ عَنْكَ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

ترجمہ ہوگا - کیا تو نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے حضرت موسیٰ کے بعد اپنے
 پیغمبر سے کہا - یا - کیا تجھے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے قصہ کی خبر نہیں جس نے حضرت موسیٰ کے
 کے زمانہ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا -

== اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - یہ مقولہ ہے قَالُوا كَا - اِبْعَثْ تُو بَصِيح - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - بَعَثُ (باب فتح) مصدر - جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اٹھانا - کھڑا کرنا - اور سامنے کرنا - بَعَثْ کی دو قسمیں ہیں - ایک بشری دوسری الہی - اگر اس کی نسبتِ فاعلی انسان کی طرف ہو تو اس کو بشری کہیں گے جیسے کسی ایک شخص کا دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا - اگر یہ نسبت خدا کی طرف ہو تو اس کو الہی کہا جائے گا - اس کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم اللہ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا - دوسری مثال مردوں کو جلانا ہے - کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے -

دِيَارِنَا - مضاف مضاف الیہ - دِيَارٌ جَمْعُ دَارٍ - کی نَا صَمِيحٌ جَمْعُ مَكَلَمٍ - ہمارے گھر، ہمارے شہر - ہمارے وطن - وَ اَبْنَاؤُنَا - وَ اَوْ عَاطِفٌ اَبْنَاؤُنَا مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف - دِيَارِنَا مَعطوف علیہ - تقدیر کلام یوں ہے مِّنْ اَبْنَائِنَا اَبْنَاؤُنَا - اَبْنَاؤُ جَمْعُ اِبْنٍ کی - نَا صَمِيحٌ جَمْعُ مَكَلَمٍ - اپنے بیٹوں یا اپنی اولاد سے دور کئے گئے (اِبْنٌ کے معنی بیٹا کے ہیں لیکن جب بیٹے بیٹیاں دونوں مقصود ہوں تو اس کی تغلیب کی وجہ سے مذکر کا صیغہ بولتے ہیں)

== فَلَمَّا - ف عَاطِفٌ ہے لَمَّا بمعنی جب - حرف شرط ہے ماضی کے دو صہلوں پر آتا ہے شرط و جزاء - بعض کے نزدیک حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے حَیْنَ کا ہم معنی -

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ اس کی جزاء - پھر جب قتال ان پر فرض کر دیا گیا تو وہ (سب) پھر گئے ماسوائے ان میں سے قلیل تعداد کے -

تَوَلَّوْا - ماضی جمع مذکر غائب - تَوَلَّى (تَفَعَّلٌ) مصدر - انہوں نے پشت پھیر دی - انہوں نے منہ موڑا
== الظَّالِمِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر - ظلم کرنے والے - یہاں مراد اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں - یعنی اللہ کے نافرمان بندے - یعنی وہ نافرمان بندے جنہوں نے جہاد سے منہ پھیر لیا -

== فَاَنْذَرْنَا (۱۶۸)، آیت ہذا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً تین سو سال کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہزار گیارہ سو سال پہلے کا ایک واقعہ بیان ہو رہا ہے جس کا مختصر حال یہ ہے کہ عمالِقہ فلسطین کے اکثر حصوں پر قابض ہو گئے تھے - اور بنی اسرائیل رامہ کے علاقہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اُس وقت جو ان کے بنی اور حکمران تھے ان کا نام سموئیل تھا اور وہ کافی بوڑھے ہو چکے تھے - عمالِقہ کی ایذا رسانیاں اور زیادتیاں دن بدن بڑھ رہی تھیں - بنی اسرائیل چاہتے تھے کہ عمالِقہ کی سرکوبی کریں - اور اپنا کھویا ہوا اقتدار اور حکومت واپس لیں - اس لئے انہوں نے بار بار اپنے بنی حضرت سموئیل علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے ایک ملک (سردار) کا سوال کریں - حضرت سموئیل ان کی عادات سے خوب واقف

متھے کہ یہ دعوے تو بڑے لمبے چوڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے وقت ان کا سارا جوش سرد پڑ جاتا ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر جہاد فرض کر دے اور تم جہاد سے منہ موڑ جاؤ۔
کہنے لگے حضرت جی! کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم جہاد نہ کریں حالانکہ ہمیں گھروں سے نکالا گیا اور اپنے بچوں سے جدا کر دیا گیا۔

ان کی خواہش اور اصرار کے باعث اللہ تعالیٰ نے طالوت کو جب ان کا سردار اور سپہ سالار مقرر فرما دیا تو لگے اعتراض کرنے کہ یہ شخص نہ لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہے جس میں نبوت نسلاً بعد نسل چلتی آتی ہے اور نہ یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے ہے جس میں حکومت و سلطنت پشت در پشت چلی آرہی ہے تو یہ نادار اور فلائش کب سردار قوم اور سالار لشکر بن سکتا ہے؟ امامت کے حقدار تو ہم ہیں جن کے پاس دولت کی فراوانی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ حکومت کے لئے تمہارا قائم کردہ معیار درست نہیں بلکہ اس کا صحیح معیار تو علم و شجاعت ہے اور ان دونوں باتوں میں وہ تم سے ممتاز ہے۔ بائبل میں ہے کہ یہ تیس سالہ نوجوان اپنے حسن و جمال میں بے نظیر تھا۔ ان کی قامت کی بلندی کی یہ حالت تھی کہ دوسرے لوگ مشکل سے اس کے کندھوں تک پہنچ سکتے تھے۔ اور یہ بنیامین کی نسل سے تھا۔

حضرت موسیٰ نے انہیں بتایا کہ طالوت کا انتخاب کوئی انسانی انتخاب نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے خود تمہاری قیادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ تمہیں اس کی عطا اور بخشش پر معترض نہیں ہونا چاہئے بنی اسرائیل بھلا کب آسانی سے اپنی ضد سے باز آنے والے تھے فوراً مطالبہ کیا کہ آپ دلیل پیش کیجئے کہ طالوت کا انتخاب واقعی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس وقت ان کے نبی نے فرمایا کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندوق جس میں تمہاری تسکین و طمانیت کا سامان ہے اور جس میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے اور جو عمالقم سے چھین کر لے گئے تھے۔ وہ تمہیں فرشتے واپس کر دیں گے۔ اور اگر تم میں ایمان ہے تو اس سے بڑھ کر تمہیں مزید کسی نشانی کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جب فرشتے اس صندوق کو اٹھاتے ہوئے یا اس بیل گاڑی کو ہانکتے ہوئے جس پر تابوت رکھا تھا بنی اسرائیل کے پاس لے آئے تو اب انہیں طالوت کے نیک سردار بننے کے متعلق اطمینان ہو گیا نیز انہیں ڈھارس بندھ گئی کہ اب وہ یقیناً فتحیاب ہوں گے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تبرکات والا صندوق جس میں حضرت موسیٰ کا عصا اور پارچات اور حضرت ہارون کا عمامہ تھا۔ انہیں واپس مل گیا۔ جب طالوت عمالقم کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ بنی اسرائیل کا ایک انبؤ کثیر تھا۔ راستے میں ایک نہر ممکن ہے کہ دریائے اردن ہی ہو، پر سے گذر ہوا تو انہیں حکم ملا کہ اب تمہارا امتحان

لیا جائے گا۔ اور وہ امتحان یہ ہے کہ اس نہر سے پانی پینے کی اجازت نہیں جس نے پانی پیا وہ میرا سپاہی نہیں ہے۔ ہاں اگر پیاس کی شدت ہو تو ایک چلو بھر کر پی لو اس سے زیادہ نہیں۔ اب کیا تھا سب ٹوٹ پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ سوائے چند مخلصین کے جو اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور جن کی تعداد صحیح روایت کے مطابق ۳۱۳ تھی۔ باقی جتنے لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے انہوں نے لشکر سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اب طالوت اپنے مہٹی بھر جا بناز سپاہیوں کو لے کر آگے بڑھے لیکن جب انہوں نے جالوت کے لشکر جرار کو دیکھا تو سہم سے گئے اور کہنے لگے کہ جالوت کے اتنے بڑے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کی ہم میں طاقت کہاں؟ لیکن انہیں کے چند مخلص ترین ساتھیوں نے ہمت بندھائی اور انہیں بتایا کہ فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے پہلے بھی بارہا ایسے واقعات ہو گزرے ہیں جب کہ اس کی نصرت و تائید سے چھوٹی سی جماعت نے بڑی بڑی فوجوں کو شکست فاش دی۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ان لوگوں کے ضرور شریک حال ہوتی ہے جو حق و صداقت کے لئے صبر و ثبات سے کام لیتے ہیں۔

جب وہ جا بناز سر ہتھیلیوں پر رکھے میدان میں نکلے تو بارگاہ رب العزت میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور اپنے لئے صبر و استقامت کی دعا کی اور پھر دشمن کی شکست کا سوال کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح و نصرت حاصل کرنے کے لئے صبر و ثبات قدمی شرط اولین ہے۔ جو قوم یا فرد میدان جہاد و میدان عمل میں شہداء و تکالیف کے سامنے صبر اور استقامت سے کام لیتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ مومن کے پاس سب سے زیادہ مؤثر ہتھیار دعا ہے۔ جس کا اس کے دشمن کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہرہ بھی یہی تھی۔

ان مہٹی بھر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے دشمن کے لشکر جرار کو شکست فاش دی عمالقمہ کے سپہ سالار جالود کو جو بڑا بہادر اور کہنہ مشق جرنیل تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت بالکل کم سن تھے۔ زرد رُو اور لاغر و بیمار تھے۔

فائدہ = (۲) عَسَىٰ - عنقریب ہے - شباب ہے، ممکن ہے - توقع ہے - اندیشہ ہے - کھٹکا ہے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں :-

عَسَىٰ - فعل جامد ہے - غیر منصرف - اور اسی بنا پر ایک جماعت کا دعویٰ ہے کہ یہ حرف ہے - اس

کے معنی پسندیدہ بات میں امید کے اور ناپسندیدہ میں اندیشہ اور کھٹکے کے ہیں اور یہ دونوں معنی اس

آیت کریمہ میں جمع ہو گئے ہیں - عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوا

شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (۲: ۲۱۶) اور توقع ہے کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ بہتر ہو تمہارے

حق میں اور خدا سے ہے کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں

۲: ۲۲۴ = وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ - یعنی جیب بنی اسرائیل کی اس استدعا " اِلْعَثْ لَنَا مَلِكًا نَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ " (آپ ہمارے لئے ایک سردار مقرر کر دیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں) پر حضرت سموئیل نے اللہ سے دعا کی اور دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ان کا سردار مقرر فرمایا تو حضرت سموئیل نے ان سے کہا وَقَالَ لَهُمْ -----

= قَدْ لَعَثَ لَكُمْ - قَدْ ماضی پر داخل ہو کر ماضی قریب کے معنی دیتا ہے (اللہ تعالیٰ نے) مقرر کیا ہے
= طَالُوْتٌ - بوجہ معرفہ و عجمیت کے غیر منفرد ہے اور مثل داؤد - و - جالوت کے ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ الطول سے عربی لفظ ہے اور اس کی اصل طولوت مثل رهبوت و رحموت ہے، واؤ کو الف سے بدلا۔ اس کا غیر منفرد ہونا بوجہ علمیت و شہ العجمہ کے ہے
= مَلِكًا - حال ہے طَالُوْتٌ سے۔

= اَتَى - یعنی مِنْ اَيْنَ - كَيْفَ - اسے ہم پر سرداری کہاں سے آگئی - یا کیونکر آگئی - یا حاصل ہوگئی نیز ملاحظہ ہو (۲: ۲۲۳)

= اَلْمَلِكُ - اسم و مصدر - سرداری - امارت - بادشاہت - سلطنت -
= وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمَلِكِ مِنْكَ - واؤ حالیہ ہے - جملہ حالیہ ہے - اَحَقُّ اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے لئے آتا ہے - بڑا حق دار - زیادہ حقدار - حالانکہ سلطنت یا سرداری کے تو ہم اس سے زیادہ مستحق ہیں
= فَاَنْدَا - حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی نسل سے یہودیوں کے جو بارہ خاندان ہوئے وہ بنی اسرائیل کہلاتے ہیں - ان میں سے لاوہ بن یعقوب کا قبیلہ وہ تھا - جس میں بنی اسرائیل کے تمام پٹنیر ہوئے ہیں - حضرت موسیٰ دہارون علیہما السلام اسی قبیلہ سے تھے - یہود ابن یعقوب کا قبیلہ حکومت و سلطنت کے لئے مخصوص تھا - اور حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اسی قبیلہ میں سے تھے - سب سے چھوٹا قبیلہ بنی یامین کا تھا جس میں سے طالوت تھے - یہ قبیلہ مالی طور پر بھی چنداں حیثیت نہ رکھتا تھا - خود طالوت سقایت (پانی بھرنا) یا دباغت (چمڑہ رنگنا) کا کام کیا کرتے تھے ان ماہر الایماز اسباب کی وجہ سے لادی بن یعقوب اور یہود ابن یعقوب کے قبیلے کے لوگ متعجب ہوئے کہ ان کو چھوڑ کر یہ سرداری قبیلہ یامین کے پاس کیسے چلی گئی

= وَ كَمْ يُؤْتُ سَعَةً مِنَ الْمَالِ - واؤ عاطفہ ہے جو دونوں جملوں کو ملاتی ہے - اور یہ کیونکر ہم پر سرداری کا مستحق ہوا - حالانکہ اس کے پاس دولت کی فراوانی بھی تو نہیں ہے
كَمْ يُؤْتُ - مضارع مجہول نفی جمد بکرم - واحد مذکر غائب (افعال) مصدر وہ نہیں

ویا گیا۔ سَعَةً اسم و مصدر بمعنی کشائش۔ فراخی۔ وسعت۔ طاقت۔ پہنچ۔ یہ وَسِعَ لَسِعَ (سَمِعَ) کا مصدر ہے۔ جس کے معنی فراخ ہونے کے ہیں۔ اس کی تاء واؤ کے بدلہ میں ہے جیسے وَعَدَ لَعِدَ عِدَّةً (باب ضوب) اور وَزَنَ۔ يَزِنُ۔ زِنَةٌ (باب ضوب) واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض تالے آئے = اِصْطَفَاهُ۔ اِصْطَفَى۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اِصْطَفَاءً (افتعال) مصدر۔ اس نے پسند فرمایا اس نے چُن لیا۔ ص ف ی مادہ ۴ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب اس نے اس کو پسند فرمایا۔ یا چن لیا اصطفی میں ط۔ ت کی جگہ لایا گیا ہے۔ عَلَيْكُمْ تمہارے مقابلہ میں۔

= وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ واؤ عاطفہ ہے زَادَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب زِيَادَةٌ (باب ضوب) مصدر۔ زیادہ دینا۔ بڑھانا۔ ۴ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔ بَسْطَةً مفعول ثانی فِي الْعِلْمِ متعلق بَسْطَةً واؤ عاطفہ الجسم۔ اسی زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْجِسْمِ۔ بسطہ۔ کشادگی، کشائش۔ وسعت فضیلت۔ اور زیادہ بخشی اس نے (اللہ نے) اس کو (طالوت کو) علم و جسم میں کشادگی۔ اور وسعت و فضیلت۔ دیکھتے تھے کہ حضرت طالوت اپنے وقت میں فنون حرب اور دیانات (یعنی علم دین میں سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور جہاں تک تدرستی و توانائی کا تعلق ہے بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص خوبصورتی۔ و باہت۔ قد و قامت میں ان کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ یہ ساری قوم میں کانڈھے سے لے کر اوپر تک ہر ایک سے اونچے نظر آتے تھے۔

= وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ واؤ عاطفہ ہے اس کا عطف محذوف پر ہے گویا عبارت یوں ہے: اَلْمُلْكُ لِلَّهِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس کا ملک۔ اس کی بادشاہی۔

= وَاسِعٌ اسم فاعل واحد مذکر۔ سَعَةً مصدر (باب سمع) وسیع فضل والا۔ کشادہ بخشش والا۔ وسعت دینے والا۔ یعنی فقیر کو وسعت دے کر امیر کر دینے والا۔ = عَلِيمٌ عَلِمٌ سے فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ خوب جانتے والا۔ (کہ کون کس کام کے لائق ہے)

۲۴۸:۲ = اِنَّ اٰیةَ مُلْكِهِ اَنْ يَّاْتِيَكُمْ التَّابُوتُ۔ اِنَّ حرف تحقیق مشبہ بالفعل اٰیةٌ مضاف۔ مُلْكِهِ مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ اَنْ۔ تحقیق اس کی امارت کی نشانی یہ ہے کہ تابوت (از خود) تمہارے پاس آجائے گا۔

تَابُوتٌ بروزن فَعَلُوْتُ۔ توب سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ اور اسے تابوت اس لئے کہتے ہیں کہ جو چیز اس میں سے نکالی جاتی تھی وہ پھر واپس اسی میں چلی آتی تھی (تفسیر منطہری) اس کے

متعلق مختلف اقوال ہیں۔ تابوت بمعنی لکڑی کا صندوق عموماً مستعمل ہے اس کی جمع تو اَبْتٌ ہے۔
 = فِيهِ سَكِينَةٌ - میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع یا تو تابوت ہے یعنی اس میں ایسی چیزیں رکھی ہوئی ہیں جن سے تمہاری تسکین ہو جائے گی۔ یا تابوت کی واپسی کا امر ای فی ایمانہ سکون لکم وطمأنیة
 = سَكِينَةٌ - تسکین۔ تسلی خاطر۔ اطمینان۔ سَكُونٌ سے بروزن فَعِيْلَةٌ مصدر ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ عَزِيْمَةٌ ہے۔

سلامہ لغوی سید محمد رفیع زبیدی لکھتے ہیں

سکینہ وہ اطمینان۔ چین وقرار اور سکون ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے قلب میں اس وقت نازل فرماتا ہے جب کہ وہ ہولناکیوں کی شدت سے مضطرب ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد جو کچھ بھی اس پر گذرے وہ اس سے گھبراتا نہیں ہے یہ اس کے لئے ایمان کی زیادتی۔ یقین میں قوت اور استقلال کو ضروری کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یَوْمَ الْعَاذِ اور یَوْمَ حُنَيْنٍ جیسے قلق و اضطراب کے مواقع پر اپنے رسول اور مومنین پر اس کے نازل کرنے کی خبر دی ہے۔

واضح رہے کہ سکینہ کا لفظ قرآن مجید میں چھ جگہ استعمال ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ بجز سورۃ بقرہ کے قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی سکینہ آیا ہے اس کے معنی اطمینان کے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی جس آیت کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے استشہاد فرمایا، وہ آیت کریمہ یہ ہے اِنَّ اٰیةَ مُلْکِہٖ فِيْہِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ یہاں سکینہ سے کیا مراد ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے تو یہاں بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اطمینان ہی کے معنی روایت کئے ہیں اور یہی صحیح ہیں۔ اس کے علاوہ اس بابے میں تفسیر کی کتابوں میں جو بہت سی بے سرو پا روایتیں منقول ہیں وہ نہ عقلاً صحیح ہیں نہ نقلاً۔ اور پھر سخت متعارض کہ ان کا باہم جمع کرنا غیر ممکن ہے (لغات القرآن)

= فِيْہِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ یہ جملہ تابوت سے موضع حال میں ہے۔

= دَبَقِيَّتٌ مِّمَّا تَرَكَ الْمُوسٰی وَآلُ هٰرُونَ۔ داؤد ہر دو جگہ عاطفہ ہیں۔ بَقِيَّةٌ - بچی ہوئی چیز، باقی رکھا ہوا۔ بروزن فَعِيْلَةٌ - بقاء سے صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ یہ بچی ہوئی چیزیں کیا تھیں۔ تورات کی دو لوحیں۔ کچھ ٹوٹی ہوئی لوحوں کا ریزہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ ان کی نعلین۔ حضرت ہارون کا عمامہ اور عصار اور ایک قفیر (ایک پیمانہ) مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

بَقِيَّةٌ اس کا عطوف سَكِينَةٌ پڑ ہے مِمَّا مرکب ہے مِّنْ تَبَعِيْفِہٖ سے اور مَا موصول ہے۔ اَلْ مُّوسٰی وَآلُ هٰرُونَ میں اَل سے مراد یا تو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بنفسہما ہیں اور اَل کا لفظ ہر دو

کی شان عظمت کے لئے مستعمل ہے۔ یا اُل سے مراد ان کے متبعین ہیں یا بنی اسرائیل کے انبیاء۔
مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ يَاقِيَةَ ۖ كِي صفت ہے۔

= تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ یہ جملہ تابوت سے حال ہے۔ تَحْمِلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
۶ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع تابوت ہے۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوتے ہوں گے

= فِي ذَلِكَ - اِحافی رجوع التابوت الیکم۔ تابوت کی تمہاری طرف واپسی۔

= لَدَايَةِ ط میں لام تاکید کے لئے ہے اور آيَةً منصوب بوجہ عامل اِنَّ ہے۔

= اِنَّ كُنْتُمْ - میں اِنَّ شرطیہ ہے۔ جواب شرط محذوف ہے۔

اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّكُمُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ - یہ (۱) یا تو حضرت شموئیل نبی کے
کلام کا بقیہ ہے۔ (۲) یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علیحدہ خطاب ہے۔

فائدہ ۴ - روح البیان میں ہے وقال بعضهم التابوت هو القلب والسكينة ما
فيه من العلم والاخلاص واتيانه تصير قلبه مقر العلم والوقار۔

یعنی بعض مفسرین نے تابوت سے مراد دل - سکینہ سے مراد علم و اخلاص اور تابوت کے آنے سے
دل کا علم و ایمان سے بھر جانا مراد لیا ہے۔

يَاقِيَةَ ۖ کے معنی بہترین کے بھی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ
مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ ط (۱۱۶:۱۱) یہاں اُولُو
بَقِيَّةٍ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی رہے۔ یا ارباب فضل مراد ہیں۔ اسی سے
عرب ولے بولتے ہیں فلان من بقية القوم یعنی فلاں آدمی قوم میں عمدہ ہے۔

اس اعتبار سے آیت کے معنی ہوتے: اس کی حکومت کی علامت یہ ہے کہ فرشتوں کے سہارے
تمہاری کھوئی ہوئی ہمت واپس آجائے گی اور تمہیں اطمینان قلب ضرور نصیب ہوگا۔ اور تم
آلِ مُوسَىٰ وَآلِ هَارُونَ کے بہترین ترکہ یعنی اخلاقِ فاضلہ کے وارث بنو گے۔

۲: ۲۳۹ = فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ۔

آیت سے قبل اور درمیان آیت بعض جگہ عبارت مقدرہ ہے۔ تقدیر کلام (بحوالہ تفسیر خازن)

یوں ہے: فلما جاء هدا التابوت واقروا بالملك ليطالوت تاهب للخروج
الى الجهاد فاسرعوا لطاعته وخرجوا معه وذلك قوله تعالى (فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ

بِالْجُنُودِ اِىْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِالْجُنُودِ وَهُمْ سَبْعُونَ الْقَائِدَ وَذَلِكَ اَنَّهُمْ

لَمَّا رَأَوْا التَّابُوتَ لَمْ يَشْكُوا فِى النَّصْرِ فَسَارَعُوا اِلَى الْخُرُوجِ فِى الْجِهَادِ وَكَانَ

وكان مسيرهم في حرس شديد فشكوا الى طالوت قلة الماء بينهم وبين عدوهم و
قالوا ان الماء لا نحملنا فادع الله ان يجري لنا نهرا و (قَالَ) طالوت (اِنَّ اللهَ مُبْتَلِيكُمْ
بِنَهْرٍ) یعنی جب تابوت ان کے پاس آ پہنچا اور انہوں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور انہیں حضرت
طالوت کی سرداری کا یقین ہو گیا۔ تو حضرت طالوت نے (ان کو مطمئن پا کر) جہاد کی تیاری کر کے (بیت المقدس)
خروج کیا۔ بنی اسرائیل فوراً ان کے زیر کمان اکٹھے ہو گئے اس وقت ان کی تعداد ستر ہزار (یا بعض رواہ کے
مطابق اسی ہزار یا ایک لاکھ بیس ہزار) تھی۔ ان کی یہ اطاعت اس لئے تھی کہ جب انہوں نے تابوت
کو دیکھا تو ان کو اپنی مدد ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ رہا اور سب کے سب فوراً جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔
اس وقت بہت سخت گرمی پڑ رہی تھی اس لئے انہوں نے حضرت طالوت سے قلت آب کی شکایت کی
اور کہا کہ وہ اللہ سے ان کے لئے ایک نہر جاری کرائے۔

حضرت طالوت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نہر کی بابت بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اِنَّ اللهَ
مُبْتَلِيكُمْ بِنَهْرٍ اللہ تعالیٰ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کریگا۔ یعنی تمہاری استعداد کے بموجب ایک
جاری نہر آئے گی لیکن اس سے تمہارا امتحان بھی مطلوب ہوگا۔

فَلَمَّا - وَ عَاطَفَ - لَمَّا حرف ظرف معنی جب فَصَلَ - فَضُولٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
ہے معنی جدا ہونا۔ نکلنا۔ باب ضرب۔ اس صورت میں یہ فعل لازم ہے۔ اور آیت میں یہی مراد ہے۔ لیکن اگر
اس کا مصدر فَضُلٌ ہے تو یہ فعل متعدی ہوگا۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوتے ہیں کاٹنا۔ جدا کرنا۔ مکرر
کردینا۔ بچے کا دودھ چھڑانا۔ اول الذکر کی صورت میں معنی ہوں گے: پھر جب طالوت فوجیں لے کر (بیت
المقدس) نکلا۔

مُبْتَلِيكُمْ - مُبْتَلِي - اسم فاعل واحد مذکر۔ مضاف کُمُ ضمیر جمع مذکر ماضی۔ مضاف الیہ۔ اِبْتِلَاءٌ۔
(اِفْعَالٌ) مصدر۔ تمہاری آزمائش کرنے والا۔ تم کو جانچنے والا۔

اس کا مادہ بَلَى ہے (باب ضوی) سے بمعنی فرسودہ ہو جانا، پرانا ہو جانا۔ بوسیدہ ہو جانا۔ جیسے
بَلَى الثَّوْبُ - بَلَى وَ بَلَاءٌ۔ کپڑا فرسودہ اور کہنہ ہو گیا۔ لیکن باب نَصْر سے یہ مادہ آزمائش کرنے اور
جانچنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جیسے اِنَّمَا يَبْلُوَكُمْ اللهُ بِهِ (۹۲:۱۶) بیشک خدا تمہیں آزماتا ہے اس
اِنَّ اللهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهْرٍ بیشک اللہ تعالیٰ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کریگا۔ یعنی تم سے مطمئن
جیسا سلوک کرے گا۔ تاکہ مطیع اور عاصی میں فرق ظاہر ہو جائے۔

= مَن شَرِبَ مِنْهُ - مَن شَرِبَہے اور جملہ شرطیہ ہے۔ فَلَيْسَ مِنِّي - ف جواب شرط میں ہے اور
جملہ جواب شرط ہے۔

لَيْسَ مِنِّي - نہیں ہے

میرے میں سے - میرے حامیوں میں سے - میرے طرف داروں میں سے - میرے حمایتیوں میں سے ای
لیس من اشیائی (جمع شیلعة و واحد)

= وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي - پہلا جملہ شرطیہ - دوسرا جواب شرط ہے - واؤ عاطفہ لَمْ يَطْعَمْهُ
میں لَمْ يَطْعَمْهُ مضارع نفی جید کلم واحد مذکر غائب (جس نے) نہ چکھا - طعم الشيء اس وقت بھی بولا
جاتا ہے جب کسی چیز کو (کھانے کی ہو یا پینے کی) چکھے - ضمیر مفعول واحد مذکر غائب - جس کا مرجع نہر کا
پانی ہے -

مِنِّي - مِنْ حرف جارحی ساکن ضمیر واحد متکلم - مجھ سے - میری طرف سے -

= إِلَّا مِنْ غُرْفَةٍ بَيْدًا - إِلَّا حرف استثناء مِنْ موصول - اِغْتَوَتْ - صلہ موصول وصلہ مل کر
مستثنیٰ - فَمَنْ شَرِبَ مِنِّي -

اِغْتَوَتْ - ماضی واحد مذکر غائب - اس نے ایک چلو بھرا - اِغْتَوَتْ (اِغْتَالٌ) مصدر - غُرْفَةٌ
ایک چلو پانی - چلو بھرا پانی - اِغْتَوَتْ غُرْفَةٌ بَيْدًا (جس نے) اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھرا پانی پی لیا -
غُرْفَةٌ (یعنی معروف) بوجہ مفعول بہ ہونے کے منصوب ہے - اِغْتَوَتْ غُرْفَةٌ بَيْدًا -
معناہ الرخصة فی اغتوات الغرفة باليد دون الكراع - یعنی ہاتھ سے چلو بھرا پانی پی لینے کی
اجازت ہے - بدون برتن یا نہ لگا کر پانی پینے کے -

= فَشَرِبُوا مِنْهُ - ای من النهر - پس ان (سب نے) نہر سے پانی پی لیا -

= إِلَّا قَلِيلًا - إِلَّا حرف استثناء قَلِيلًا مستثنیٰ - إِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہے لہذا
منصوب ہے (جس کلام میں استثناء ہو اور اس میں نفی نہی و استفہام نہ ہو وہ موجب کہلاتا ہے -

= فَلَمَّا - پھر جب

= جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ - جَاوَزَ - ماضی واحد مذکر غائب مُجَاوَزَةٌ (مفاعلة)
یعنی پار ہونا - پار اترنا - الضمیر مفعول واحد مذکر غائب نہر کے لئے ہے - هُوَ ای طالوت واؤ عاطفہ -
الَّذِينَ موصول آمَنُوا صلہ - دونوں مل کر معطوف - عطفت بر ضمیر هُوَ - مَعَهُ - مع اسم ظرف مضاف
ہ ضمیر واحد مذکر غائب - مضاف الیه - مضاف مضاف الیه مل کر متعلق جَاوَزَ - یعنی جب حضرت طالوت
دریا کے پار اتر گئے - اور ان کے ساتھ صاحب ایمان لوگ بھی دریا پار کر گئے -

قَالُوا - صاحب تفسیر ماجدی رقم طراز ہیں: بدب نظر احوال ظاہر، یہ گفتگو ان میں آپس میں ہونے لگی
دشمن کی کثرت تعداد اور اس کی عظمت و سامان پر نظر کر کے اس کی ہیبت کا دل پر عبثہ جانا اور اپنی طرف سے

میلوس ہو جانا ایک امر طبعی تھا۔ اچھے اچھے اہل ایمان کی بھی ایسے موقع پر طبعی طور پر بہت چھوٹ جاتی ہے
 = بِجَالُوتَ وَحَبُودٍ - ب - حرف جار۔ جالوت غیر منصرف کطاوت۔ واؤ عاطفہ جنودہ
 مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف۔ جس کا عطف جالوت پر ہے۔ جالوت اور اس کی فوجوں کے
 مقابلہ میں

= قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلقُوا اللّٰهَ - وہ لوگ جنہیں یقین تھا کہ بیشک وہ اللہ کے رو برد
 پیش ہونے والے ہیں۔ وہ بولے۔ يَظُنُّونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب نَطَنَ (باب نصر) وہ یقین کرتے
 ہیں وہ گمان کرتے ہیں۔ آیت ہذا میں اول الذکر معانی مراد ہیں۔ مَلَاقُوا اصل میں مَلَاقُونَ تھا
 اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔ یہ اسم فاعل جمع مذکر۔ مضاف ہے اللہ مضاف الیہ۔ یہاں مذکورہ
 بالامومنین میں سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا ایمان خدا اور آخرت پر بالکل پختہ اور غیر متزلزل تھا۔ اور وہ ہنگامی
 طور پر بھی مرعوب اور دہشت زدہ نہ ہونے تھے بلکہ بڑے استقلال کے ساتھ بولے.....
 = كَمْ مِنْ فِئَةٍ..... مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یہ مقولہ ہے قَالَ کا۔

کَمْ اسم بنی ہے اور مصدر کلام میں آتا ہے۔ اور مبہم ہونے کی وجہ سے تمیز کا محتاج ہوتا ہے۔
 یہ دو طرح مستعمل ہے:

(۱) استفہامیہ۔ مثلاً۔ کتنی مقدار۔ کتنی تعداد۔ کتنی دیر۔ قرآن مجید میں کَمْ استفہامیہ نہیں آیا ہے۔
 (الاتقان)۔ (۲) کَمْ خبریہ۔ جو مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی تمیز ہمیشہ
 مجبور ہوتی ہے جیسے کَمْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَا هَا۔ ہم نے بہت سی بستیوں کو برباد کر دیا۔ کبھی تمیز سے پہلے
 مِّنْ آتَاہِ۔ جیسے وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَا هَا۔ (۴: ۴) اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ
 کر ڈالیں۔ اور وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُعْنِي شَفَاعَةُہُمْ شَيْئًا۔ اور آسمانوں میں بہت سے
 فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ - فِئَةٌ قَلِيْلَةٌ - موصوف و صفت۔ فِئَةٌ واحد۔ گروہ۔ جماعت۔ ٹولی
 وہ گروہ جس کے افراد باہم مددگار ہوں اور ایک دوسرے کی طرف مدد کرنے کے لئے دوڑیں۔ فَأَيُّ فِئَةٍ
 قَلِيْلَةٍ (باب ضرب) فئی مادہ۔ اچھی حالت کی طرف لوٹنا۔ رجوع کرنا۔ جیسے حَتَّىٰ تَفِيئَ إِلَىٰ أَمْرِ اللّٰهِ
 فَإِنِ فَأَاءَتْ (۹: ۴۹) یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے۔
 ترجمہ ہوگا۔ (بسا اوقات) چھوٹی چھوٹی کتنی ہی جماعتوں نے بڑی بڑی جماعتوں پر غلبہ پالیا اللہ کے حکم سے
 یعنی اس کی توفیق و مدد سے۔

۲۵۰:۲ = بَرَزُوا - وہ لڑائی کے لئے نکلے۔ ماضی جمع مذکر غائب بَرَزُوا (باب نصر) مصدر

یعنی کھلم کھلا ظاہر ہونا میدان جنگ میں صف سے مد مقابل سے لڑنے کے لئے نکلنے کو مبارزت کہتے ہیں۔
بَرِّدُزُّ کی مختلف اقسام ہیں۔

۱) نباتہ کسی چیز کا خود ظاہر ہونا۔ جیسے دَتْرَى الْأَرْضِ بَارِزَةٌ (۱۸: ۴۷) اور تو دیکھے کہ زمین کھل گئی۔
کیونکہ اس روز مکان اور مکین سب مٹ جائیں گے۔ اور زمین از خود کھل جائے گی۔ اسی لئے میدان جنگ
میں صف سے نکلنے کو مبارزت کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے لَبْرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ الْأَمْضَاءِ جَعِمْ
(۳: ۱۵۲) تو جن کی تقدیر میں قتل لکھ دیا گیا ہے وہ تو اپنے مقتلوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے۔
۲) چھپی ہوئی چیز کا کھل جانا۔ جیسے وَبُرِزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوْينَ۔ (۲۶: ۹۱) اور گمراہوں کے لئے دوزخ
ظاہر کر دی جائے گی۔

== أَفْرَغٌ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ أَفْرَغٌ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِفْرَاغٌ (افعال) مصدر بمعنی بہانا۔ دہانہ
کھولنا۔ تو ہم پر دہانہ کھول دے۔ اِیْ اَصْبَبْتُ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ ہم پر صبر اٹھیل دے۔ ہم کو (بہت) صبر
عطا کر۔ صَبْرًا۔ بوجہ مفعول پر منصوب ہے۔

أَفْرَغٌ مادہ فرغ سے مشتق ہے اَفْرَاغٌ۔ شغل کی ضد ہے اور قَرَعٌ يَفْرَعُ فَرُوعًا۔ یعنی خالی ہونا ہے
فَارِعٌ خالی قرآن مجید میں ہے وَاصْبِرْ فَوْادُ امِّ مُوسَىٰ قَارِعًا (۲۸: ۱۰) اور حضرت موسیٰ کی اماں کا
دل بے صبر ہو گیا۔ یعنی خوف کی وجہ سے گویا عقل سے خالی ہو گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ فَارِعًا کے معنی موسیٰ
علیہ السلام کے خیال سے خالی ہونا ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا خیال ان کے دل سے مہلادیا۔ حتیٰ کہ وہ
مطمئن ہو گئی۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دینا انہوں نے گوارا کر لیا۔ اور دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے
فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ۔ (۹۴: ۷) تو جب فارغ ہو کر عبادت میں محنت کیا کرو۔

اور اَفْرَعْتُ الدَّلَّوُكَةَ کے معنی ڈول سے پانی بہا کر اسے خالی کر دینا کے ہیں۔ چنانچہ اَفْرَعٌ
عَلَيْنَا صَبْرًا (آیت نہا میں) ہم پر صبر کے دہانے کھول دے۔ اسی سے مستعار ہے۔

== ثَبَّتْ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تَثْبِيْتُ (تفعیل) مصدر۔ تو ثابت رکھ۔ تو قائم رکھ۔
اَقْدًا اَمْنَا۔ مضاف۔ مضاف الیہ مل مفعول ثَبَّتْ کا۔

== اَنْصَرْنَا۔ اَنْصَرُ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا صَمِيرٌ مَفْعُولٌ جَمْعٌ مُشْكَلٌ۔ تو ہماری مدد فرما۔

۲: ۲۵۱ = فَهَزَمُوهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اِیْ اِنْ اللّٰهُ تَعَالٰی اسْتَجَابَ الدُّعَاءَ الْعَوْمِيْنَ فَانْقَرَعَتْ
عَلَيْهِمُ الصُّبُورُ وَثَبَّتْ اَقْدَامُهُمْ وَنَصَرَهُمْ عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ حِيْنَ اتَّقَوْا فَهَزَمُوهُمْ
بِاِذْنِ اللّٰهِ يَعْنِيْ بِقَضَائِهِ وَاِرَادَتِهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعا قبول فرمائی ان پر صبر کے دہانے
کھول دیئے۔ ان کو ثابت قدمی عطا کی۔ اور قوم کفار کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے پر اپنے ارادہ و حکم سے فتح

نصیب فرمائی۔

هَزَمَ مَوْهَمًا۔ فعل ماضی جمع مذکر غائب ضمیر فاعل مؤمنون کی طرف راجع ہے هُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب کافروں کے لئے ہے۔ هَزَمْتُ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ انہوں نے ان کو شکست دی۔ اِنشَاءُ اللّٰهُ۔ اتی ماضی واحد مذکر غائب اِنْتَاءً (افعال) مصدر۔ اس نے دیا۔ ۸ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب جس کا مرجع داؤد ہے۔

== اَلْمَلِكِ۔ بادشاہت۔ منصوب بوجہ مفعول اَلْحِكْمَةِ۔ اى الذبوة۔ منصوب بوجہ مفعول حضرت داؤد (حضرت سلیمان کے والد) حضرت طالوت کی فوج میں بطور سپاہی شامل تھے۔ حضرت طالوت نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت داؤد سے کر دی اور سلطنت بھی ان کے حوالہ کر دی۔ بعد میں جب نبوت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تو سلطنت اور نبوت دونوں ایک خاندان میں جمع ہو گئیں۔

وَعَلَّمَ مِمَّا يَشَاءُ۔ اور اس کو سکھایا جو کچھ چاہا۔ یعنی منطق الطیر۔ خوش الحانی۔ علم زبور۔ علم سیاست و علم سلطنت۔ صنعت الدروع (زرہ کا بنانا) اور جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے چاہا۔ = مِمَّا۔ مِنْ اور مِمَّا سے مرکب ہے۔ مِنْ یہاں تبعیضیہ نہیں ہے بلکہ ابتدائیہ ہے۔ مِمَّا موصولہ ہے۔ = يَشَاءُ۔ مضارع واحد مذکر غائب مَشِيئَةً (باب فتم) مصدر۔ وہ چاہتا ہے۔ اس نے چاہا۔ (بمعنی مانتو) = دَكْوَلًا دَفَعَ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔ لَوْ۔ حرف شرط ہے۔ لَانْفِيْرٍ دَفَعَ مصدر مبنی للفاعل مضاف۔ اللّٰهُ مضاف الیہ۔ النَّاسُ مفعول۔ اور بَعْضَهُمْ ہے بدل ہے النَّاسُ سے۔ بِلَبَعْضٍ۔ مفعول ثانی۔ یہ سارا جملہ شرطیہ ہے اور اگلا جملہ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ جواب شرط۔ لام جواب شرط کے لئے ہے۔ فَسَدَتْ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ توجہ: اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا ہے تو اوروں کو زمین پر فساد برپا ہو جائے۔

دَفَعَ۔ اگر الی کے صلہ کے ساتھ آئے۔ تو حوالہ کر دینے کے معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ۔ (۶:۴) اور جب تم ان کا مال ان کے حوالہ کرنے لگو۔ اور جب اس کا استعمال غن کے صلہ کے ساتھ ہو تو دفع کے معنی دفع کرنے.... دور کرنے یا ہٹانے کے آتے ہیں۔ مثلاً اِنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ عَنِ الدّٰيْنِ اَمْنًا۔ (۲۲:۲۸) بے شک خدا مؤمنوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا۔ = ذُو فَضْلٍ۔ مضاف مضاف الیہ۔ فضل والا۔ صاحب فضل۔ ذُو۔ اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے یعنی ان چھ حروف میں سے ہے جن کی تصغیر نہیں آتی۔

۲: ۲۵۲ = تِلْكَ۔ یہ۔ اسم اشارہ۔ واحد مؤنث۔ مشار الیہ مذکورہ بالا قصے میں۔ یعنی حدیث الا

و اما تم و احیاء ہمد (آیت ۲۴۳) تم لیک طاوت - طاوت کو سرداری عطا کرنا - تابوت کا واپس آجانا - منافقوں اور متذبذب لوگوں کو نہر کے اتلا میں ڈال کر الگ کر دینا - حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں جالود کی ہلاکت - داؤد کو سلطنت و نبوت عطا کرنا وغیرہ -

تِلْكَ مبتدا ہے - ایتُ اللہ - مضاف مضاف الیہ مل کر اس کی خبر - نَتَلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ متعلق خبر - نَتَلُوْ - مضارع جمع متکلم بلا دتہ - مصدر - ہم پڑھ کر سناتے ہیں - ہم تلاوت کرتے ہیں - ہا - ضمیر واحد مؤنث غائب - مفعول - اس کا مرجع ایت ہے - نَتَلُوْهَا عَلَیْكَ - ہم ان کو پڑھ کر تجھے سناتے ہیں بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ - صحیح صحیح یعنی اس طریقہ پر جو واقعہ کے مطابق یقینی ہے جس پر کہ اہل کتاب کو بھی شک نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی یہ قصص مندرج ہیں

وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ - وَاذْ عَاظَمْنَاهُ - لَمْ تَاكِيْدُكَ لَمْ تَلَمْ - الْمُرْسَلِيْنَ - اسم مفعول جمع مذکر المرسل واحد - بھیجے گئے پیغمبر -

اور یہ امر (ای نتلوها علیک بالحق) اس پر بھی دال ہے کہ بے شک آپ مرسلین میں سے ہیں (کیونکہ متذکرہ بالا اخبار عجیبہ و قصص غریبہ و قدیمہ نہ آپ نے کہیں پڑھے اور نہ کسی اہل علم سے سنے ہیں بلکہ وحی من اللہ کے ذریعہ سے آپ کو ان کی خبر دی گئی ہے)۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 تِلْكَ الرُّسُلُ

رِسَالٌ

الْبَقِيَّةُ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ

تِلْكَ الرَّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ

۲: ۲۵۳ = تِلْكَ - اسم اشارہ واحد مؤنث الرَّسُلُ مشار الیہ - جمع مذکر - دونوں مل کر مبتدا
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - خبر -

آل - استغراق کا ہے یعنی تمام پیغمبر - یا آل عہد کا ہے اور اس سے وہ جماعت معلوم
ہے جس کا علم آیت سابقہ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ سے ہو چکا ہے -
= فَضَّلْنَا - ماضی جمع محکم - تَفْضِيلٌ (كَفْعِيْلٌ) مصدر ہم نے فضیلت بخشی - ہم نے بزرگی
عطا کی -

= بَعْضَهُمْ - مضاف مضاف الیہ - دونوں مل کر مفعول فَضَّلْنَا کا - عَلٰی بَعْضٍ بَعْضٍ پر
ہم نے ان پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر برتری عطا کی -
= مِنْهُمْ - میں ہم ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع تِلْكَ الرَّسُلُ ہے مَن موصول کلمہ
اللہ صلہ - یعنی ان میں سے کوئی تو وہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا - مَن کلمہ اللہ بدل
ہے محل فَضَّلْنَا سے -

= وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ - داد عطا کی ہے دَرَجَاتٍ حال ہے بَعْضَهُمْ سے یا اس سے قبل فی
مقدر ہے - اور بعض کو مرتبوں کی صورت میں بلندی عطا کی - بَعْضَهُمْ - مضاف مضاف الیہ مل کر رَفَعَ
کا مفعول ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب رُسل کی طرف راجع ہے - اَنْتِنَا - ماضی جمع شکم اِنْتَاءً (اِفْعَالٌ)
مصدر ہم نے دیا - ہم نے بخشا = اَلْبَيْتِ - کھلی دلیلیں - روشن دلائل - معجزات ، بَيْتَةٍ کی
جمع - تَبَيَّنَ (تَفْعِيْلٌ) مصدر سے مشتق ہے - تَبَيَّنَتْ کے معنی بیان کرنے اور واضح اور ظاہر
کرنے کے ہیں - یہاں اَلْبَيْتِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برص کے مریضوں کو تندرست کر دینا -
پیدائشی نابیناؤں کو صحت یاب کر دینا مردوں کو زندہ کرنا (باذن اللہ وغیرہ) ہیں -

= اَيَّدْنَاهُ - ماضی جمع شکم تَأْيِيْدٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر ہ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب (یعنی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام) ہم نے اس کو قوت دی - ہم نے اس کی مدد کی - بِرُوحِ الْقُدُسِ - حضرت جبریل کے
ذریعہ سے - رُوحِ الْقُدُسِ - روح پاک - جان پاک - پاک فرشتہ - رُوح موصوف اور الْقُدُسِ
صفت ہے - یہاں موصوف کی صفت کی طرف اضافت ہے - جیسے رَجُلٌ صِدْقٍ میں رَجُلٌ موصوف
اور صِدْقٍ اس کی صفت ہے لیکن یہاں ترکیب اضافی میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے -

رُوحِ الْقُدُسِ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لغات القرآن جلد ۲
یا کوئی اور مستند کتاب - مَا اَقْتَتَلَ - مضارع منفی واحد مذکر غائب اِقْتَتَلَ (اِفْتِعَالٌ) مصدر معنی آپس میں
۳ جنگ و قتال

کرنا۔ باہم لڑنا۔

== مِنْ بَعْدِهِمْ۔ اسی من بعد الرُّسُلِ۔ الَّذِينَ (اسم موصول جمع مذکر) مِنْ بَعْدِهِمْ صَلَہ
یعنی رسولوں کے بعد میں آنے والے لوگ۔

== مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ۔ اسی مِنْ جِهَةِ اُولَئِكَ الرَّسُلِ۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، جن
الَّذِينَ مِنْ بَعْدِ الرَّسُلِ۔ یعنی رسولوں کے پیروکار۔ ان کے متبعین الْبَيِّنَاتُ۔ المعجزات الباہرۃ
والایات الظاہرۃ۔ پرشکوہ۔ دل نشیں اور روز روشن کی طرح ظاہر معجزے اور کھلے کھلے صاف اور ظاہر
دلائل۔ یعنی رسولوں کی طرف سے معجزات باہرہ اور آیات ظاہرہ آجانے کے بعد اور اپنے سامنے اپنی آنکھوں
سے دیکھ لینے کے بعد

== وَكَوْشَاءِ اللّٰهُ..... مَا جَاءَ تَدْمِ الْبَيِّنَاتِ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوتی کہ رسولوں کے متبعین
آپس میں جنگ و قتال نہ کریں تو وہ ان کو ہدایت نصیب فرما دیتا۔ حق پر سب کو متفق کر دیتا۔ اور مکمل اتباع
رسول ان کو نصیب فرما دیتا۔ کوئی امت اپنے رسول کے بعد اپنے اپنے رسولوں کے ہاتھوں معجزات و آیات
دیکھ لینے کے بعد آپس میں اختلافات نہ رکھتی اور باہمی جنگ و جدال کے متعلق سوچتی بھی نہ۔ وَلٰكِنْ اِخْتَلَفُوْا
لیکن انہوں نے (باہم) اختلاف کیا اور آپس میں قتل و غارت کا ارتکاب کیا۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
جلالی و جمالی صفات اور اپنے مختلف اسماء (مثلاً) ہادی۔ مصل، غفار۔ قہار۔ مستقم اور غفور کا ظہور چاہا۔
اس لئے وہ لوگ کفر و اسلام اور ہدایت و گمراہی میں بٹ گئے)

== فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ۔ پس کچھ تو ایمان لے آئے (یعنی اللہ نے اپنی مہربانی سے دین انبیاء کا پابند بننے
کی ان کو ہدایت و توفیق عطا فرمادی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا دین اللہ کی صفت ہدایت کا منظر قرار پایا
== وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ط اور کچھ لوگ ہوئے جنہوں نے کفر کیا۔ یعنی اللہ نے تقاضائے عدل کے تحت ان کی
مدد نہیں کی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا دین اللہ کی صفت اضلال کا منظر قرار پایا۔

== وَكَوْشَاءِ اللّٰهُ مَا اَقْتَلُوا۔ اس جملہ کا دوبارہ ذکر اول جملہ کی تاکید کے لئے ہے۔
فائدہ ۵ = اگر اللہ چاہتا کہ سب ہدایت پر آجائیں اور باہمی جنگ و جدال سے باز رہیں تو اس مشیت ایزدی
کی تکمیل میں کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ ان میں سے بعض کا ایمان اور بعض کا کفر نعوذ باللہ خدا کی بے بسی کی دلیل
نہیں بلکہ وہ جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور وہی ہوتا ہے۔ ہماری عقل اس کی حکمت اور تقدیر کی حقیقت کا ادراک
کرنے سے قاصر ہے

== لٰكِنَّ (نون کی تشدید کے ساتھ) حرف استدراک ہے۔ یعنی پہلی بات کا وہم دور کرنے والا حرف جیسے بَلْ
غَيْرَ اَنَّ۔ اِلَّا اِلَّا اَنَّ۔ وغیرہ۔ یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے قرآن مجید میں ہے وَمَا كَفَرَ سَلٰمًا

وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا (۲: ۱۰۲) حضرت سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے لکن (تخفیف کے ساتھ یعنی بغیر تشدید کے) حرف عاطف ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد کوئی مفرد آئے۔ اور یہ لکن استدراک کے لئے بھی آتا ہے اور کچھ عمل نہیں کرتا۔ مثلاً وَإِذَا أَنْزَلْنَا سُورَةً أَنْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ إِسْبَاحًا نَكَ أُولَاطُولٍ مَشْهُرًا وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ ه رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَمَعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَمَنْ لَا يَفْقَهُونَ ه لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جُهَدُوا بِنُورِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَاطُولٍ لَهْدًا الْخَيْرَاتِ وَأُولَاطُولٍ هُمُ الْمُضِلُّونَ ه ۹۱: ۸۶ تا ۸۸) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو۔ تو ان میں جو دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجئے۔ کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ رہیں۔ یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھے) ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں۔

۲: ۲۵۴ = الْفِقُورُ امر کا صیغہ جمع مذکر حائر۔ انْفَاقٌ (افعال) مصدر۔ تم (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اس کا مفعول شَيْئًا مَحْذُوفٌ ہے۔ ای انفقوا شَيْئًا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ۔ مِمَّا مرکب ہے مِنْ اور مَّا سے مَّا بمعنی الَّذِي اور كُنْ ضمیر مفعول جمع مذکر حائر۔ یعنی ہم نے جو تمہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔

= خَلَّةٌ دوستی۔ آشنائی۔ خلل مادہ۔ خَلِيلٌ دوست۔

= يَبِيعُ۔ خرید و فروخت، لین دین۔ بیچنا۔ خریدنا۔ مصدر ہے۔ سودا لے کر قیمت لینے کا نام "بیع" ہے اور قیمت دے کر سودا لینے کا نام "شراء" ہے کبھی شرار کے معنی میں بیع اور بیع کے معنی میں شراء کا استعمال ہوتا ہے

= وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ یہ جملہ محذوف کا معطوف ہے۔ ای فالْمُؤْمِنُونَ هُمُ الْمُتَّقُونَ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ پس متقی مومن تو پورا پورا اور کافر ہی ظالم ہیں (کہ مال کو بے محل صرف کرتے ہیں اور احکام کی تعمیل نہیں کرتے) الظلمة کے معنی روشنی کا معدوم ہونا ہے اہل لغت اور اکثر علماء کے نزدیک ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کے مخصوص مقام پر نہ رکھنا۔ خواہ کسی یا زیادتی کر کے یا اسے اس کے صحیح وقت یا اصلی جگہ سے ہٹا کر۔ اور الظلمہ کا لفظ حق سے تجاوز پر بھی بولا جاتا ہے۔ جس کی مثال دائرہ میں نکتہ کی ہوتی ہے۔ اور ظلم کا اطلاق چونکہ ہر قسم کے تجاوز پر ہوتا ہے خواہ وہ تجاوز قلیل ہو یا کثیر۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو اہلسنیس کو ظالم کہا ہے اور دوسری طرف حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی غلطی کی بنا پر ظالم کہہ دیا گیا ہے۔ گو دونوں کے ظالم ہونے میں بہت بڑا فرق ہے

فائدہ۔ بیضادی نے لکھا ہے کہ الْكَافِرُونَ سے مراد زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں۔ ترک زکوٰۃ کی برائی کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے زکوٰۃ نہ دینے کو کفر سے تعبیر کیا ہے جیسے حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔ اور مَنْ لَمْ يَجِبْ كِي حُجَّةٍ ظاہر کرنے کے لئے زکوٰۃ نہ دینے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

مَنْ كَفَرَ فَمَا يَأْتِيهِ مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ
فَاتَّ اللَّهُ سَنِي عَنِ الْعُلَمَاءِ ه (۳: ۹۷) اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھرتک جانے
کا مقدور رکھے وہ بیت اللہ کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہیں کرے گا (یعنی حج نہ کرے گا) مقدور رکھتے ہوئے
تو خدا بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے۔

۲: ۲۵۵ = اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ - اللَّهُ - بتدار لا الہ الا هو خیر اول - الحي القيوم
خبر ثانی - الہ - معبود - بروزن فعّال - بمعنى مفعول ما لَوْهٌ ہے - ہر قوم کے نزدیک جس کی بندگی کی جائے
اللہ ہے خواہ وہ معبود برحق ہو یا معبود باطل - منصوب بوجہ عمل لا
الحي - زندہ - صفت مشبہ کا صیغہ ہے جب اس کا تعلق خداوند تعالیٰ کی ذات سے ہو تو معنی ہمیشہ
زندہ رہنے والا ہوگا جس کی نہ ابتدا معلوم نہ انتہا۔

الْقَيُّومُ - صیغہ مبالغہ - بروزن فِعْعُولٌ - وہ ذات جو خود قائم رہنے والی ہو اور دوسروں کو قائم رکھنے والی ہو - خود
موجود و باقی ہے اور دوسروں کو ضروریاتِ ہستی و درستی عطا کرنے والی ہے جس کی ہر چیز اپنے وجود و بقا و نشوونما
کے لئے محتاج ہے

= لَا تَأْخُذُهُ - مضارع منفی واحد مؤنث غائب - أَخَذَ (باب نَصَرَ) مصدر - وہ اس کو نہیں پکڑتی ہے
وہ نہیں آیتی - ك صمیر مفعول واحد مذکر غائب - اس کا مرجع اللہ ہے - یہ جملہ مستانفہ ہے - (یہاں جملہ)
= سِنَةٌ - اونگھ - غنودگی - غفلت - وَسِينٌ - يُوَسِّنُ (باب سَمِعَ) کا مصدر ہے - اس کی ہا و ا و محذوف
کے بدلہ میں ہے جیسے وَعَدُّ سَعْدَةٌ ہے -

= نَوْمٌ - اسم - نیند -

= مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ - مَا بمعنی الَّذِي اسم موصولہ ہے -

= مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ - مَنْ استفہامیہ انکاریہ ہے ای لَا يَشْفَعُ عِنْدَهُ أَحَدٌ
إِلَّا بِإِذْنِهِ - ذَا اسم اشارہ واحد مذکر - بعض کے نزدیک مَنْ ذَا مرکب ہے مَادَا کی طرح لیکن ثعلب نے
امالی میں اور ابوالبقار نے اعراب میں انکار کیا ہے -

ترجمہ ہوگا - کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے

= مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ - مَا ہر دو جگہ موصولہ ہے - بَيْنَ أَيْدِيهِمْ - أَيْدِيهِمْ - مضاف مضاف
الیہ بل کر مضاف الیہ - بَيْنَ مضاف بمعنی ان کے سامنے یہ مضاف اور مضاف الیہ بل کر موصولہ کا صلہ ہوئے
ہم ضمیر جمع مذکر غائب - اس کا مرجع ما فی السموات و ما فی الارض عاقل اور بے عقل دونوں کو
شامل ہے - یا یہ ضمیر ذَا کی طرف راجع ہے (جو مَنْ ذَا الَّذِي میں مذکور ہے) اور ذَا سے مراد انبیاء

اور ملائکہ ہیں۔

== وَلَا يُحِيطُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - إِحْاطَةٌ (اِفعال) سے مصدر - وہ نہیں گھیر سکتے۔
یا نہیں گھیرتے - (علمی) احاطہ نہیں کر سکتے - ضمیر فاعل مافی السموات و مافی الارض کی طرف راجح ہے
یعنی وہ اس کے علم میں سے کسی شے کا (کامل) علمی احاطہ نہیں کر سکتے۔

== اِلَّا بِمَا شَاءَ - اسی الہما شاء ان یطلعہم علیہ - ہاں جس چیز کا علم وہ دینا چاہے۔

و اد حالیہ ہے اور یَعْلَمُ کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے یا واو عاطفہ ہے - دونوں جملوں کا مجموعہ تبارہا ہے کہ محیط
کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں
جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

== وَسِعَ - ماضی واحد مذکر غائب - سِعَةً - (باب سَمِعَ) سے مصدر - جیسے وَعَدَا بَعْدُ سے عِدَّةٌ ہے
اس نے سمایا - یعنی اس کا علم یا اقتدار (کرسی) ہر چیز کو محیط ہے۔

== كُرْسِيَّہ - مضاف مضاف الیہ - اس کی کرسی - كُضْمِرٌ واحد مذکر غائب - اللہ کی طرف راجح ہے اصحاب
الطواہر (علامہ ابن تیمیہؒ - ابن قیم - ابن حزم وغیرہ) کے نزدیک کرسی سے حقیقی معنی مراد ہیں یعنی بیٹھنے کی کرسی
لیکن کیفیت مجہول ہے معلوم نہیں کیسی کرسی ہے کس چیز کی ہے - غرض ایسی ہے جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے
شایان ہے - بعض علماء کے نزدیک کرسی سے مراد وہ جسم محیط ہے جس کے اندر سارا جہان محمّد ہوا ہے -
بعض نے انصاف اور حکومت مراد لیا ہے - حضرت ابن عباس کے نزدیک کرسی سے علم مراد ہے - ممکن
ہے کہ کبھی معنوں کو متضمن ہو۔

== السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - ہر دو اسم مفعول ہیں - وَسِعَ كُرْسِيَّہ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - اس کی کرسی آسمان
اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے (کوئی چیز اس سے باہر نہیں)

== وَلَا يُوَدُّہ حِفْظُهُمَا - واو عاطفہ ہے حِفْظُهُمَا مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل لَا يُوَدُّہ فعل كُضْمِرٌ
مفعول - فعل - فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ ہوا - لَا يُوَدُّہ - مضارع منفی واحد مذکر غائب اَدَّ يُوَدُّہ -
(بروزن قال یقول) اَوَدُّدُ وَاوَدُّدُ (باب نصر) مصدر گراں بار کرنا - بھاری لگنا - تھکا دینا - اَلْوَدُّہ
بوجہ - كُضْمِرٌ مفعول - واحد مذکر غائب جس کا مرجع اللہ ہے - حِفْظُهُمَا میں هُمَا ضمیر تثنیۃ مؤنث سماوات
اور ارض کے لئے ہے۔

ترجمہ :- اور ان کی (یعنی آسمانوں کی اور زمین کی) حفاظت اس کو نہیں تھکاتی۔

== الْعَلِيِّ - بلند مرتبہ - عالی شان - یہ علاء سے ہے جس کے معنی بزرگ ہونے کے ہیں بروزن فَعِيلٌ

صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں عَلِيٌّ کے معنی ہیں رفیع القدر۔ یعنی بلند مرتبت کے۔ یہ عَلِيٌّ سے ہے اور حجت اللہ تعالیٰ کی صفت واقع ہو تو اس کے معنی ہوں گے۔ وہ ذات جو اس سے کہیں بزرگ ہے کہ وصف بیان کرنے والوں کا وصف بلکہ عالموں کا علم بھی اس کا احاطہ کر سکے۔

— الْعَظِيمُ۔ بروزن فَعِيلٌ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی بزرگ۔ بڑا۔ بڑی عظمت والا۔ بڑی شان والا عَظَمَ يَعْظُمُ عِظْمًا مَدُّ مَصْدَرٌ (باب كَوْمٌ) سے ہے۔ بمعنی بڑا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے۔ ۲۵۶:۲ = لَا الْكِرَاءَةَ - منصوب بوجہ عمل لآ - اِكْرَاهًا (اِنْفَاعًا) مصدر ہے۔ کسی کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ الْكِرَاهُ وَالْكَرْهُ - سخت ناپسندیدگی۔ الْكِرْهُ اس مشتق کو کہتے ہیں جو انسان کو خارج سے پہنچے۔ اور اس پر زبردستی ڈالی جائے۔ جیسا کہ آیت ہذا میں مراد ہے اور الْكِرْهُ بضم الكاف ملاحظہ ہو (المفردات) اس مشتق کو کہتے ہیں جو اسے ناخواستہ طور پر خود اپنے آپ سے پہنچے۔ مثلاً ایک چیز طبعاً ناگوار ہے لیکن شریعت اسے پسند کرتی ہے اور اسے کرنا ہی پڑتا ہے جیسے جہاد۔ دوم ایسی چیز کہ طبعاً تو پسندیدہ ہو لیکن شرعاً مکروہ ہو۔ مثلاً راگ و رنگ۔

— قَدْ تَبَيَّنَ = فعل ماضی کے ساتھ قَدْ تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ بَشِيكٌ - تحقیق۔ تَبَيَّنَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَبَيَّنَ (أَفْعَلٌ) مصدر سے جس کے معنی ظاہر ہونے اور واضح ہو جانے کے ہیں۔ = الرُّشْدُ - ہدایت، راہِ یابی، راستی۔ رَشَدًا يَرْشُدُ بِابِ نَصْرٍ کا مصدر ہے، ہدایت کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ صلاحیت کے معنی میں قرآن مجید میں ہے فَإِنَّ السَّيِّئَةَ مِنْهُمْ رُشْدًا أَفَادَنَعُوا إِلَيْهِمْ آمَنُوا اللَّهُمَّ (۶:۴) پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی نچنگی یا صلاحیت دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

— الْغَيْبُ - گمراہی - بدراہی - ضلالتہ - کفر - غدی - حروف مادہ ہیں۔

الْغَيْبُ - اس جہالت کو کہتے ہیں جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ جہالت کبھی تو کسی عقیدہ پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (۱۲:۵۳) تمہارے رفیق (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ راستہ بھولے ہیں اور نہ راہ بھٹکے ہیں۔ اور کبھی عقیدہ کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوهُمْ فِي الْغَيْبِ - (۲۰:۴) اور ان (یعنی کفار کے بھائی) انہیں گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں

— فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ ط مِّنْ شَرِّهِ يَكْفُرُ وَيُؤْمِنُ فَعَلٌ مَضَارِعٌ بوجہ شرط مجزوم ہیں۔ پس جس نے طاغوت سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا۔ الطَّاغُوتُ - شیطان - حق سے روکنے والے بت - معبود باطل - سرکش - سخت طاغی - مُفِيدٌ -

احد۔ جمع۔ مذکر۔ مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

علامہ محب الدین ابوالبقار عبداللہ البکری لکھتے ہیں کہ اس کی اصل طَغِيُوْتُ ہے کیونکہ یہ طَغِيَتْ طَغِيَتْ سے ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ واو سے ہو کیونکہ اس میں يَطْعُوْا بھی بولا جاتا ہے پر می کا استعمال اکثر ہے اور اسی پر مصدر طَغِيَانٌ آیا ہے پھر لام کلمہ کو مقدم کر کے غ سے پہلے کر دیا گیا تو طَغِيُوْتُ ہو گیا طَوْغُوْتُ بن گیا۔ پھر حرف علت متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہوا۔ تو اس کو الف سے بدل دیا گیا۔ طَاغُوْتُ بن گیا۔

== فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى - جواب شرط - اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔

اسْتَمْسَكَ - ماضی واحد مذکر غائب - اسْتَمْسَكَ (استفعال) مصدر - مَسَكَ مَا دَه اس نے پکڑ لیا۔ اسْتَمْسَكَ - پکڑ لینا۔ رد کے رکھنا۔

الْعُرْوَةُ - کڑا۔ حلقہ۔ کسی چیز کا دستہ یا قبضہ۔ عُرْوَى وَعُرْوَى - جمع۔

= الْوُثْقَى - اسم تفضیل مؤنث - الْوُثْقَى - مذکر۔ وَثِيْقٌ اسم فاعل - وَثَاقَةٌ (باب کرم) بہت مضبوط قابل شکست، مَوْثِقٌ وَثِيْقٌ - پختہ عہد۔ پکا وعدہ۔

لَا الْفِصَامَ لَهَا - الْفِصَام - مصدر ہے (باب النعال) ٹوٹنا۔ لَهَا میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب لُذُوَّة کے لئے ہے اور جملہ حال ہے ضمیر الْعُرْوَةُ سے۔

= سَمِيْعٌ - سننے والا۔ سَمِعٌ سے بروزن فَعِيْلٌ - صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ جب یہ اللہ کی صفت واقع ہو تو اس کے معنی ہیں ایسی ذات جس کی ہر شے پر حاوی ہو۔

= عَلَيْهِمْ - بڑا دانا۔ خوب جانتے والا۔ عَلَيْهِمْ سے بروزن فَعِيْلٌ - مبالغہ کا صیغہ ہے

۱: ۲۵۷ = يُخْرِجُهُمْ - يُخْرِجُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ ضمیر فاعل اللہ کی طرف راجع ہے۔

هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے لئے ہے

= مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ - صاحب تفسیر منطہری اس آیت کی شرح میں رقمطراز ہیں

”جن لوگوں کا مومن ہونا خدا چاہتا ہے تو ان کو اپنی توفیق اور ہدایت کی مدد سے جہالت۔ نفس پرستی و سوسوں اور کفر تک پہنچانے والے شبہات سے نکال کر اس صراط مستقیم پر لا ڈالتا ہے جو ایمان تک ان کو پہنچا دیتی ہے۔“

واقدی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ الفاظ ظلمات والنور آئے ہیں ان سے مراد

فرد ایمان ہے ہاں سورۃ النعام کی آیت جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ (۱: ۶) میں شب و روز مراد ہیں آیت مذکور بتاریہی ہے کہ ایمان (اختیاری نہیں) صرف عطیہ خداوندی ہے۔ جملہ يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

إِلَى التَّوْبَةِ - يَا تَوَّابٌ کی دوسری خبر ہے۔ یا اٰمَنُوْا کی ضمیر کا حال ہے یا الَّذِيْنَ کا حال ہے یا دُونُوْا سے حال ہے۔ یا مستقل علیحدہ کلام ہے جس سے مفہوم ولایت کی توضیح یا تاکید ہو رہی ہے

= يُخْرِجُوْنَهُمْ - میں ضمیر فاعل الطَّاغُوْتُ کی طرف راجع ہے جبکہ ضمیر مفعول (هٰذِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) کے لئے ہے۔

= اُوْلٰئِكَ - اسم اشارہ جمع نکرہ۔ مشار الیہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

= فِيْهَا - میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ التَّارِ کے لئے ہے

= خَلِدُوْنَ - خُلُوْدٌ رِبَابِ نَصْرَةٍ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع نکرہ بحالتِ رفع۔ ہمیشہ رہنے والے

۲: ۲۵۸ = اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ - کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کیا تجھے خبر ہے اس شخص کی

حَاجٌّ - ماضی واحد نکرہ غائب۔ مُحَاجَّةٌ (مفاعلة) مصدر۔ اس نے جھگڑا کیا۔ اس نے بحث کی

بحث کی۔ حجت کرنا۔ یعنی ہر ایک کا دوسرے کو اس کی دلیل اور راہ سے ہٹانے کی خواہش کرنا

= اَنْ اَشْكُ اللّٰهُ الْمَلِكَ - اَنْ سے پہلے لام تعلیل محذوف ہے گویا عبارت ہے لِاَنَّ اَشْكُ اللّٰهُ

الْمَلِكَ - جھگڑا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکومت عطا کی تھی۔ اس لئے اس نے سرکشی

کی۔ حکومت کا غرور اس کے جھگڑا کرنے کی علت تھا۔ یعنی اس نے عطاء خداوندی کے تقاضے کے

خلاف کیا۔ عطا کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ وہ شکر کرتا مگر کیا اس نے اس کے برعکس۔ عرب کہتے ہیں کہ

عَادَ يَتَنِي لِدَلِيْ اَحْسَنْتُ اِلَيْكَ تو میرا دشمن اس لئے ہو گیا کہ میں نے تجھ سے سہلائی کی (یہ طنزیہ کلام ہے)

= قَاتٍ بِهَا - اِتٍ - امر کا صیغہ واحد نکرہ حاضر۔ اِتِيَاتٌ (باب ضَرْبٍ) مصدر بمعنی آنا۔ لیکن جب اس

کا تعدیہ جا کے ساتھ ہو تو بمعنی لانے کے ہوں گے۔ اِتٍ ب - تولا۔ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب

الشمس کے لئے ہے تو اسے (نکال) لے آ۔

= بُرْهَتَ - ماضی مجہول۔ امر کا صیغہ واحد نکرہ غائب۔ بُرْهَتٌ (باب سَمِعَ وَكْرَمَ) مصدر۔ بمعنی حیران

و ششدر رہ جانا۔ وہ حیران رہ گیا۔ وہ مبہوت ہو گیا۔ یہاں فعل مجہول فعل معروف کے معنی میں ہی آیا ہے

= وَاللّٰهُ لَذِيْ يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - اللّٰهُ فاعل - لَا يَهْدِي مَضَارِعٌ منفي واحد نکرہ غائب

فعل - الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - موسوت و صفت مل کر مفعول - اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا

۲: ۲۵۹ = اَذْكَا الَّذِيْ - اَذْحَرَفَ عَطْفَ اس کا عطف اَلَمْ تَرَ پر ہے اِذْ بمعنی مثل کے آیا ہے

اس صورت میں اَذْرَابٌ محذوف ہے۔ گویا آیت کی تقدیر یوں ہے۔ اَوْ اَرَايْتَ الَّذِيْ - یعنی

الَّذِيْ حَاجَّ اِبْرٰهِيْمَ - کے علاوہ یہ دوسرے شخص کی مثال ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ اس کے مقابل

بھی بیان نہیں ہوا۔ کہ آیا اس شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کی تھی۔ یا یہ کسی اور زمانہ کا قصہ ہے

اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعین نہیں فرمائی۔ ترجمہ یوں ہوگا اور کیا تم نے مثال نہیں دیکھی اس شخص کی جو ایک بستی کے پاس سے گذرا.... انفش نے کاف کو زائد قرار دیا ہے۔
 = قَرْيَةٍ - بستی - اور بستی کے رہنے والے اس کی جمع قُرَى - قُرَى جمع قیاسی نہیں صرف سماعی ہے۔ کیونکہ
 فَعَلَةٌ کی جمع قیاسی فِعَالٌ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے ظَبْيَةٌ کی جمع ظَبَاءٌ - بعض اہل لغت نے کہا ہے
 کہ اہل یمن قَرْيَةٍ بولتے ہیں اور اس کی جمع قُرَى قیاسی ہے جیسے ذِرْوَةٌ کی جمع ذُرَى - بہر کیف قرآن
 مجید میں قَرْيَةٍ (واحد) اور قُرَى (جمع) آیا ہے اور یہی فصیح ہے اس کے مقابلے میں مینى استعمال فصیح
 نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَ لَتَنْزِلَنَّ الرُّقْرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا (۶: ۹۳) کہ تم بستیوں کی ماں -
 (یعنی مکہ) کے اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو ڈراؤ۔

= وَ هِيَ حَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرْوَةِ شَهَا - هِيَ اى قَرْيَةٌ - حَاوِيَةٌ - اسم فاعل واحد مؤنث افتادہ -
 گرمی ہوئی - خَوَى يَخْوَى خَوَى (باب ضرب) گھر کا اجڑ جانا - گر جانا - اور خَوَى يَخْوَى خَوَايَةٌ
 خَوَاءٌ (باب سَمِعَ) (جگہ یا مکان کا) خالی ہونا - گر پڑنا - ڈھ جانا - اندر سے کھوکھلا ہو جانا۔

جملہ وَ هِيَ حَاوِيَةٌ موضع جر میں ہے اور اس صورت میں قَرْيَةٍ کی صفت ہے۔ عَلَىٰ عُرْوَةِ شَهَا
 متعلق ہے حَاوِيَةٌ سے عُرْوَةِ شَهَا - مضاف مضاف الیہ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب قَرْيَةٍ کے لئے
 ہے۔ عُرْوَةِ جمع ہے عَرْشٌ کی بمعنی چھت - عَرْشُ الْبَيْتِ گھر کی چھت - بیل کو چڑھانے
 کے لئے جو چھت یا ٹیڑھی کرتے ہیں اس کو بھی عرش کہتے ہیں۔

قریہ حاریہ علی عرو شہا - شہر جو چھتوں سمیت ڈھا پڑا تھا۔

= آئی - اى کیف - کیونکہ - کیسے - نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۲۳ - هٰذِیۡہِ - یہ بستی - یا اس بستی کے
 لوگ =

= بَعْدَ مَوْتِہَا - اس کی موت کے بعد - اس کی ویرانی کے بعد (بستی یا بستی کے رہنے والوں کی
 بربادی کے بعد) - هَا ضمیر واحد مؤنث غائب اس کا مرجع قَرْيَةٍ ہے
 = اَمَاتَهُ اللّٰهُ - اللّٰهُ فاعل - اَمَاتَ فعل ماضی واحد مذکر غائب - اِمَاتَةٌ (افعال) مصدر
 ۴ - ضمیر واحد مذکر غائب - اس نے (یعنی خدا تعالیٰ نے) اس کو (یعنی اس شخص کو جو اس قریہ کے پاس
 سے گذرا - اور اس کو برباد دیکھ کر کہا کہ اس بربادی کے بعد اللہ سے کیسے زندہ کر دے گا۔ موت دی
 مار ڈالا۔

= ثُمَّ بَعَثَهُ - ثُمَّ حرف عطف ہے یہاں تراخى فی الوقت کے لئے آیا ہے بمعنی پھر - بَعَثَهُ
 بَعَثَ - ماضی - واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے - اس نے اسے زندہ اٹھا کھڑا کیا - ۴ ضمیر

مفعول مذکورہ بالا شخص کی طرف راجع ہے۔ اگر رسولوں کے متعلق اس کا استعمال ہو تو بَعَثَ کے معنی اللہ کی طرف سے مبعوث کرنے اور بھیجنے کے ہوں گے۔ مثلاً اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشْرًا رَّسُولًا (۱۷۱): (۹۴) کیا خدا نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

= قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ - اى قال الله - كَمْ لَبِثْتُمْ - اى كَمْ زَمَانًا لَبِثْتُمْ - تو کتنی مدت ٹھہرا۔ نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۲۱۱ - اور ۲: ۲۴۹ - لَبِثْتُمْ (باب سَمِعَ) لَبِثْتُ - مصدر - بمعنی ٹھہرنا۔ رہنا۔ = بَعْضٌ يَوْمٍ - رمضان مضاف الیه - بَعْضٌ - کچھ - ٹکڑا - کل کے اعتبار سے شے کے کسی جز کو بعض کہتے ہیں۔ اس لئے کُلُّ کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے بَعْضٌ يَوْمٍ - دن کا کچھ حصہ۔ = قَالَ - اى قال الله۔

= بَلَّ - حرف اضراب ہے۔ بلکہ۔ نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۱۳۵ -

= كَمْ يَتَسْتَهَّ - نفعی جحد بلم - واحد كَرَفَابٍ - (باوجود سالہا گذر جانے کے) تمہارا مشروب یا طعام خراب نہیں ہوا۔ تَسْتَهَّ (باب تَفَعَّلَ) مصدر سے - عمر رسیدہ ہونا - پرانا ہونا - خوراک کالبس ہو جانا خوراک کو پھپھوندی لگ جانا۔ س ن ن حروف مادہ ہیں - يَتَسَهَّ - اصل میں يَتَسَهَّ تھا۔ چونکہ تین نون جمع ہو گئے تھے اخیر کو ی سے بدلا۔ پھری کو الف سے بدلا الف جزم کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ استراحت یعنی سکتہ کی ہے۔ مادہ س ن ن سے سِنِهْ يَسْنُهْ سَنَهْ (باب سَمِعَ) سے بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی بہت سالوں والا ہونا۔ طعام یا شراب کا متغیر ہو جانا۔ بگڑ جانا۔

= وَ لِنَجْعَلَنَّكَ - محذوف پر معطوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے ادیناک ذلک لتعلم قدر قدرتنا۔ ہم نے تجھے یہ کچھ اس لئے دکھلایا تاکہ تو جان لے ہماری قدرت کو (بعض کے نزدیک داؤ زائد ہے) اور یہ اس لئے کہ ہم تجھ کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی (یا دلیل) بنائیں۔ = وَ اَنْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ - اور ہڈیوں کو دیکھ۔ مراد گدھے کی ہڈیاں (جو اس شخص کے پاس تھا) یا اہل قریہ کی ہڈیاں (جو اس وقت مر کھپ چکے تھے) یا اس کی اپنی ہڈیاں یا اس کے گدھے کی ہڈیاں (روح المعانی) عِظَامٌ ہڈیاں - عِظْمٌ کی جمع جیسے سِهَامٌ سَهْمٌ کی جمع ہے۔

= نُنَشِّرُهَا - مضارع جمع متکلم - اِنْشَارٌ (اِفْعَالٌ) مصدر - ہم جوڑ دیتے ہیں۔ حرکت دیتے ہیں اٹھا دیتے ہیں۔ ہَا ضمیر مفعول واحد نون غائب العظام کے لئے ہے۔

النَّشْرُ - بلند زمین کو کہتے ہیں۔ اور نَشْرٌ فُلَانٌ کے معنی بلند زمین کے قصد کرنے کے ہیں۔ اسی سے نَشْرٌ فُلَانٌ عَنْ مَقَرِّہِ کا محاورہ ہے۔ جس کے معنی کسی کا اپنی قرار گاہ سے اوپر ابھر آنے کے

کے ہیں۔ اور ہر اوپر اٹھنے والی چیز کو نَاشِرُ کہا جاتا ہے۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آتا ہے
وَإِذَا قِيلَ النَّشْرُ فَأَنْشُرُوا (۵۸: ۱۱) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے
ہو کرو۔

اور نَشْرُ وَالنَّشَارُ کے معنی زندہ کرنا بھی آتے ہیں کیونکہ زندگی میں ایک طرح کا ابھار پایا
جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں آیت نہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔

= نَكَسَوْهَا۔ مضارع جمع متکلم۔ كَسَوْتُهُ (باب نصر) مصدر بمعنى پہنانا (کسی کے اوپر لباس کی
طرح) چڑھانا۔ یا جس طرح لباس سے جسم کو چھپایا جاتا ہے اسی طرح چھپا دینا۔ هَا ضمیر مفعول واحد
مَوْتِ غَائِبِ جس کا مرجع العظام ہے۔ لَحْمًا مفعول ثانی۔ ہم ان (بڈیوں) پر گوشت پڑھاتے
ہیں۔ یا ان کو گوشت سے چھپا دیتے ہیں جس طرح جسم کو لباس سے چھپا دیتے ہیں۔ كَسَوْتُهُ لباس کا
جوڑا۔

= تَبَيَّنَ = ماضی واحد مذکر غائب۔ تَبَيَّنْتُ (تَفَعَّلْتُ) مصدر۔ بمعنى ظاہر ہونا۔ واضح ہونا۔ لَهْ
میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب اس شخص کے لئے ہے۔ جب یہ امر اس پر واضح ہو گیا۔ یعنی اللہ
کی قدرت کی ہمہ گیری اس پر واضح ہو گئی۔

= أَعْلَمَ۔ میں جانتا ہوں بمعنی یقین کرتا ہوں۔

۲: ۲۶۰ = وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فِي إِيذٍ مِنْ قَبْلِ عِبَارَتِ مَقْدَرِهِ هِيَ أَيْ أذْ كُرِ الْوَقْتِ
إِذْ۔ یا وَإِذْ كُرِ الْوَأَقِعَةَ إِذْ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب۔ یا وہ واقعہ یاد کرو جب۔ قرآن مجید
میں جہاں کہیں بھی وَإِذْ آیا ہے وہاں لفظ أذْ كُرِ محذوف ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجئے یا آپ
از خود یاد کیجئے إِذْ اسم ظرف ہے۔ قَالَ فَعَلَ إِبْرَاهِيمُ۔ فاعل۔

= رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى۔ یہ جملہ مقولہ ہے اور كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى جملہ مفعول ہے
أَرِنِي کا۔ ترجمہ ہوگا۔ اور (اے نبی) اس واقعہ کو یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے کہا اے
میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا؟۔ أَرِنِي میں أَرِ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ہے۔ نَ وَقَايَهُ اور تَ ضمیر واحد متکلم کی۔

= قَالَ أَدْلَمْتُ نَفْسِي۔ قَالَ۔ اِی قَالَ اللَّهُ۔ ہمزہ استفہامیہ وَحَرْفِ عَطْفِ۔ حَرْفِ
عَطْفِ سے پہلے کلام مقدر ہے اِی أَلَمْ تَعْلَمْ وَلَمْ تُوْمِنْ کیا تو نہیں جانتا۔ اور تجھے یقین نہیں آیا۔

= قَالَ بَلَى۔ اِی قَالَ اِبْرَاهِيمُ بَلَى۔ ہاں کیوں نہیں۔ نیز ملاحظہ ہو۔ ۲: ۲۶۳

= وَ لَكِنَّ لِيْطَمَئِنَّ قَلْبِيْ۔ لِيْطَمَئِنَّ کالام محذوف سے متعلق ہے تقدیر کلام یوں ہے!

سَأَلْتُكَ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي - میں نے اطمینان دل کے لئے تجھ سے سوال کیا ہے، اِطْمَئِنَّا
(اِغْتِئَالَ) مصدر ہے۔

= خَذُ - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اخذ (باب نصر) مصدر تولے - تو کپڑے۔

= مِنَ الطَّيْرِ صِفَتٌ هِيَ اَرْبَعَةٌ كِي جَوْ مَفْعُولٌ هِيَ فِعْلٌ خَذُ كَا۔

= صُرْهُنَّ اَيْنِكَ - صَارَ لِيَصُوْرُ - (باب نصر) وَصَارَ لِيَصِيْرُ (باب ضرب) صِيْرٌ وَ

صَوْرٌ - مصدر سے - نائل کرنا - بلانا - سدھانا - (باب ضرب) سے بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا بھی ہے

صَارَ اِلَى كَذَا - کے معنی کسی خاص مقام تک پہنچ جانے کے ہیں صِيْرُ الْبَابِ - دروازہ کا سگنا

یا جھروکا۔ اسے صِيْرٌ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نقل و حرکت کا منتہی ہوتا ہے اس لئے اَلْصِيْرُ اس

جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی چیز نقل و حرکت کے بعد پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے قرآن مجید میں ہے: وَ اِلَيْهِ

الْمَصِيْرُ (۱۸: ۵) یعنی اللہ تعالیٰ ہی لوٹنے کی جگہ ہے يَا وَا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابٌ

جَهَنَّمَ وَا بِئْسَ الْمَصِيْرُ (۶: ۶۷) اور جو لوگ اپنے رب کے منکر ہوئے ان کے لئے دوزخ

کا عذاب ہے اور بری جگہ ہے وہ پہنچنے کی۔

صُرْهُنَّ - صُرَّ - فعل امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائبہ - بمعنی پھران کو

اپنی طرف مانوس کر لے (ضیاء القرآن) پھران کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔ (تفسیر کبیر) پھران کو اپنی طرف آنے

کے لئے سدھاؤ۔ (عبداللہ یوسف علی)

= مِنْهُنَّ - میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث اربعة من الطير کی طرف راجع ہے۔

= جُزْءٌ - ایک حصہ - کچھ حصہ - اَجْزَاءٌ - جمع - اِجْعَلْ كَا مَفْعُولٌ اِجْعَلْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

جَعَلُ (باب فتح) سے مصدر - تو رکھ - تو بنا دے۔

= اُدْعُهُنَّ - اُدْعُ - فعل امر - واحد مذکر حاضر - دَعْوَةٌ (باب نصر) سے مصدر - بمعنی بلانا - پکارنا

دعا کرنا - هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائبہ - تو ان کو پکار - تو ان کو بلا۔

= يَا تَيْنَكَ سَعِيًّا - يَا تَيْنًا مَضَارِعُ جمع مؤنث غائبہ اِتْيَانٌ (باب ضرب) مصدر -

كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر - وہ آپس تیری طرف یا تیرے پاس - سَعِيًّا - مصدر - موضع حال میں

ہے - دوڑتے ہوئے۔

۲: ۲۶۱ = مَثَلُ الَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ

سَنَابِلٍ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ ط

مَثَلُ الَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - یہ جملہ مبتدأ ہے۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ - خبر -
 أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ صفت ہے حَبَّةٍ کی -

مِائَةَ حَبَّةٍ — بتدار [صفت ہے سَنَابِلِ کی -
 فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ — خبر]

اس عبارت میں مضاف محذوف ہے خواہ بتدار کی طرف حذف مانا جائے یا خبر کی جانب۔ پہلی صورت میں عبارت ہوگی - مَثَلُ (الْإِنْفَاقِ) الَّذِينَ كَمَثَلِ حَبَّةٍ - ترجمہ ہوگا: جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بونے والا جس دانے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔

دوسری صورت میں عبارت ہوگی مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ كَمَثَلِ بَاذِرِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ - اور ترجمہ ہوگا - راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بونے والا جس دانے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ - سے مراد خدا کی راہ میں کسی مذمبی خرچ کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد جہاد ہے۔

يُنْفِقُونَ - مضارع جمع مذکر غائب (إِنْفَاقٌ) مصدر -
 سَنَابِلٍ - جمع - سُنْبُلَةٍ واحد - بال - خوش -

حَبَّةٍ - حَبٌّ واحد - حُبُوبٌ - دانے اناج کے - غلہ - اناج - گندم - جو وغیرہ - دوائی وغیرہ کی گولی کو بھی حَبَّةٌ یا حَبٌّ کہتے ہیں -

يُضَعِفُ مضارع واحد مذکر غائب - مُضَاعَفَةٌ (مُضَاعَلَةٌ) وہ بڑھانا ہے - وہ بڑھائیگا = وَاسِعٌ - وسیع فضل والا - کشادہ بخشش والا - سَعَةٌ (بَابِ سَمِعَ) مصدر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے -

۲۶۲:۲ = الَّذِينَ - اسم موصول مجہد اپنے صلہ کے بتدار - اور لَهُمْ أَخْبَرَهُمْ الخ اس کی خبر = ثُمَّ - یہاں تراخی فی المرتبہ (تفاوت مرتبہ) کے لئے ہے - یعنی انفاق اور ترك المن والاذی کے درمیان تفاوت کے اظہار کے لئے - دوسرے لفظوں میں نفس الانفاق اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن بعد میں احسان نہ جتانہ اور اپنی فوقیت کا اظہار نہ کرنا اس سے بھی بڑھ کر ہے -

اور جبکہ قرآن مجید میں ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۳: ۴۶) جن لوگوں نے کہا کہ خدا ہمارا پروردگار ہے - پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو

نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمناک ہوں گے۔ مطلب یہ کہ ایمان لانے سے ایمان پر استقامت بڑھ کر نیکی ہے
نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۸۔

== لَا يُتَّبِعُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب (اِفْعَالٌ) مصدر - وہ (اس کے) پیچھے
نہیں کرتے۔

== مَا اَلْفَقُوا - ما موصولہ - اَلْفَقُوا - (ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب) صلہ اپنے موصول کا۔ موصول
وصلہ مل کر مفعول اپنے فعل لَا يُتَّبِعُونَ کا۔ مَا اَلْفَقُوا ای اَلْفَقُوا۔

== مَنَّا - مَنَّا (باب نصر) مَنَّا وَ مِثْلُهُ مصدر المِثْنَةُ کے معنی بیماری احسان کے ہیں
اور یہ دو طرح پر ہوتا ہے :-

۱) ایک منت بالفعل جیسے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ - (۳: ۱۶۴) خدا نے مؤمنوں پر
بڑا احسان کیا ہے اور ریمنت بالفعل درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

۲) منت بالقول - یعنی احسان جنانا۔ گوانسانی معاشرہ میں احسان جتیلانا معیوب سمجھا جاتا ہے
مگر جب کفران نعمت ہو رہا ہو تو اس کے اظہار میں کچھ قباحت نہیں ہے کسی نے کہا ہے اذا

كُفِرَتِ النَّعْمَةُ حَسَتِ الْمَنَّةُ، جب نعمت کی ناشکری ہو رہی ہو تو احسان جتیلانا ہی مستحسن
قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے يَمْنُونَ بِعَدَاكَ اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمْنُوا عَلٰى اَسْلَابِكُمْ

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ - لِلدِّيْمَانِ - (۴۹: ۱۷) یہ لوگ تم پر احسان رکھنے
ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ خدا نے تم پر بڑا

بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔
اس میں ان کی طرف سے منت بالقول یعنی احسان جتیلانا مراد ہے اور اللہ کی طرف سے

منت بالفعل یعنی انہیں ایمان کی نعمت سے نوازا مراد ہے۔
یہاں مَنَّا احسان جتیلانا مراد ہے منصوب بوجہ مفعول کے ہے۔

== اَذَى - ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔
اذى - (باب سَمِعَ) تکلیف پانا۔ اور اَذَى يُؤْذِي اِيْذَاءً - (باب اِفْعَالٌ) بمعنی کسی کو

تکلیف دینا۔ منصوب بوجہ مفعول ہے۔
ترجمہ :- جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ خرچ کر چکے ہیں اس کے عقب

میں نہ تو احسان جتیلانے ہیں اور نہ اذیت پہنچاتے ہیں۔
== ۲۶۳: ۲ - قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ - اچھی بات، مناسب بات - یعنی معذرت کی نرم بات کہنا۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَوْصُوفٌ وَصِفَتْ - مبتدأ - خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا أَذَىٰ خَيْرٌ -
 = مَغْفِرَةٌ - معاف کرنا - درگزر کرنا - غَفَرَ لِيَغْفِرَ كَامَصْدَرٍ بِأَبِضْرَابٍ - مَغْفِرَةٌ - کے مندرجہ
 ذیل معانی ہو سکتے ہیں -

(۱) خدا سے مغفرت مانگنا - (۱) اپنے لئے کہ سائل کو کچھ نہ دے سکا (ب) سائل کے لئے کہ سوال کرنا
 معیوب ہے -

(۲) سائل کے الحاح اور تلخ کلامی پر حشیم پوشی کرنا - (بیضاوی)

(۳) سائل سے معافی مانگنا اور معذرت کرنا - (بیضاوی - کشاف)

(۴) سائل کی پردہ پوشی کرنا (الحازن)

بعض نے اس آیت کی تقدیر یوں کی ہے : قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ أَدْنَىٰ وَالْمَغْفِرَةُ خَيْرٌ مِّنْ
 صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا أَذَىٰ - یعنی نرم بات کہنا بہت اچھا ہے لیکن مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے
 جس کے بعد دکھ دیا جائے - اس میں قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ کی خبر معذوف لی گئی ہے - اور مَغْفِرَةٌ
 مبتدأ اور خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ اس کی خبر لی گئی ہے -

= غَنِيٌّ - کلی طور پر بے نیاز - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے -

= حَلِيمٌ - بیروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے - بردبار - تحمل کرنے والا -

حِلْمٌ - جس کے معنی نفس و طبیعت پر ایسا ضبط رکھنا کہ غیظ و غضب کے موقعہ پر مہر کٹ اٹھے - قرآن
 مجید میں حلم بمعنی عقل بھی آیا ہے - مَثَلًا أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَذَا ۵۲: ۲۲ کیا ان کی
 عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں -

۲: ۲۶۴ = لَا تَبْطُلُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر - الْبَطَالُ (اِفْعَالٌ) مصدر - تم باطل مت کرو
 تم ضائع مت کرو - تم رائیگاں مت کرو -

= كَالَّذِي - میں ك حرف تشبیہ ہے - محل نصب میں ہے - نصب یا تو مفعول مطلق ہونے کی
 صورت میں ہے ای ابطلال کا بطلال الذی ینفق - ترجمہ ہوگا - اس شخص کے ثواب کو رائیگاں
 کرنے کی طرح اپنے ثواب کو اکارت نہ کرو جو..... الخ

یا حال ہونے کی بنا پر - اس صورت میں ترجمہ ہوگا - کہ ثواب کو برباد کرنے میں اس شخص کی مانند ہو جاؤ

= يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ - رِثَاءٌ کے منصوب ہونے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں -

(۱) منصوب مفعول لئے ہونے کی وجہ سے ہے - یعنی لوگوں کو دکھانے کی غرض سے وہ خرچ کرتا ہے

(۲) حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے - یعنی لوگوں کو دکھاتے ہوئے خرچ کرتا ہے -

(۳) مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی لوگوں کی دکھاوٹ کا خرچ کرنا۔

رِثَاءٌ - رَأَى يَرِثِي (باب مفاعلة) مُرَاءَةٌ رِثَاءٌ مصدر (رعى - مادہ) خلاف اسل
و خلاف حقیقت دکھانا۔ دکھاوا۔ خود نمائی۔ کسی کو دکھانے کے لئے کسی کام کا کرنا۔
رِثَاءِ النَّاسِ - مضاف مضاف الیہ - لوگوں کے دکھاوے کے لئے

وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - جملہ حالیہ ہے بمعنی: حالانکہ اس کا ایمان نہ اللہ پر ہوتا ہے
اور نہ یوم آخرت پر

فَأَسَدًا - وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - اتفاق صدقہ کی قید نہیں ہے کیونکہ
ریا کاری خیرات کا ثواب بہر حال برباد ہو جاتا ہے خواہ ریا کاری کرنے والا مومن ہی ہو بلکہ اس جملہ کا
ذکر حقیقت میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ دکھاوٹ کے لئے خیرات کرنا مومن کی نشان نہیں ہے بلکہ یہ
منافق کی خصوصیت ہے۔ (منظہری)

صَفْوَانٍ - صاف اور چکنا پتھر۔ اس کا واحد صَفْوَانَةٌ ہے (ص ف و (مادہ)

أَصَابَهُ - ماضی واحد مذکر غائب - إِصَابَةٌ (افعال) وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ ذمیر مفعول واحد
مذکر غائب۔ وہ اس پر آپڑا۔

وَابِلٌ - اسم - سخت بارش - موسلا دھار بارش - بڑے بڑے قطروں کی بارش۔
وَابِلٌ (آسمان کا) بہت بارش برسانا۔ (گھوڑے کا بے تماشادورٹنا۔

فَأَصَابَهُ وَابِلٌ - پھر اس پر زور کا مینہ برس گیا۔ اس پر زور کی بارش برسی۔

صَلْدًا - سپاٹ اور سخت پتھر جس پر کچھ نہ اُگے۔ صَلْدٌ کی جمع أَصْلَادٌ ہے۔

لَا يَقْدِرُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - نہیں قدرت رکھتے وہ۔ عَلَيَّ شَيْءٌ - کسی
چیز پر۔ مِمَّا - مرکب ہے مِنْ اور مَا موصولہ سے۔ كَسَبُوا - انہوں نے کمایا۔ یعنی اس سپاٹ پتھر
پر جو بھی انہوں نے محنت کی تھی جو کہ سخت بارش کے آنے سے دھل بکر صاف ہو گئی۔ اور ان
کی قسمت میں ان کی کمائی میں سے کچھ بھی نہ آیا۔

اسی طرح ریاکار پر مرورد ہر اور موت کا مینہ برسے گا تو ان کے اعمال سخت پتھر کی طرح دھل
جائیں گے اور آخرت میں ان کی کمائی میں سے ان کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

چونکہ الَّذِي سے جنس یا جمع مراد ہے گو لفظ مفرد ہے اس لئے معنوی لحاظ سے لَا يَقْدِرُونَ
کی ضمیر جمع الَّذِي کی طرف راجع ہے۔

الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - موصوف و صفت مل کر لَا يَقْدِرُونَ کا مفعول ہے۔ اور اللہ کافر قوم کو

ہدایت نہیں دیتا۔

۲۶۵:۲ = اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ۔ اِبْتِغَاءَ۔ مضاف۔ اِبْتِغَاءَ منصوب بوجہ مفعول لَمْ یُنْفِقُوْا کما۔ جو اپنا مال خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اِبْتِغَاءُ برون (اِفْتَعَالُ) مصدر ہے بمعنی چاہنا۔ تلاش کرنا۔ مَرْضَاتًا مصدر مسمیٰ و اسم مصدر۔ پسند کرنا۔ رضامند ہونا۔ پسندیدگی۔ خوشنودی۔ رضامندی۔ اسی سے ہے رَاضِیٌّ۔ اسم فاعل رِضْوَانٌ خوب رضامندی۔

= وَ تَثْبِیْثًا مِّنَ الْقَسْبِیْنِ۔ وَاوَّ عَاطِفٌ ہے تَثْبِیْثًا بھی منصوب بوجہ مفعول لَمْ یَسْأَلِیْ وَلِتَثْبِیْثِ اِیْمَانٍ وَاِعْتِقَادِ كے استحکام کے واسطے، تَثْبِیْثٌ (باب تفعیل) مصدر ہے بمعنی ثابت، قائم کرنا۔ ثابت رکھنا۔ مستحکم کرنا۔ مضبوطی۔ تاکید۔ اپنے نفسوں کے (ایمان و اعتقاد میں) استحکام کے لئے۔ ”اور اسلام کو مضبوط بنانے۔ اور اللہ کے وعدہ جزاء کی تصدیق کرنے اور ثواب کی امید رکھنے کی غرض سے اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں“ (تفسیر مظہری)

۱۰۔ اپنے دلی اعتقاد سے خرچ کرتے ہیں“ (تفسیر حقانی)

” اور اپنے نفس میں پختگی (پیدا کرنے کی غرض سے)“ (تفسیر ماجدی)

” اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں“ ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری۔

= كَمَثَلِ جَنَّةٍ۔ ك تَشْبِیْہ کا ہے۔ مَثَلِ جَنَّةٍ۔ مضاف مضاف الیہ۔ (ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی خوشنودی اور اپنے نفس کی پختگی کے لئے خرچ کرتے ہیں) ایک (ایسے) باغ کی سی ہے۔

= بَرَبْرُوءَةٍ۔ ب حرف جار بمعنی علی۔ رَبْرُوءَةٍ۔ مجرور۔ اسم ہے اس کی جمع رَبْرُوءَاتٌ بمعنی ٹیلہ بندی۔ بلند جگہ۔ رَبْرُوءٍ۔ رَبْرُوءٍ (باب نصر) ٹیلہ پر چڑھنا۔ رَبْرُوءَاتٌ۔ فلاں اونچی جگہ پر چلا گیا۔ یا چڑھ گیا۔ آیت ہذا میں اونچی جگہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔

رَبْرُوءَاتٌ (باب نصر) بمعنی (گھوڑے کا) پھولنا۔ چونکہ پھولنے میں بندی اور ابھرنے کے معنی متضمن ہیں اس لئے ایسی زمین جو اپنی زرخیزی کی وجہ سے یا کھاد وغیرہ سے پھولے اور ابھرے اسے بھی رَبْرُوءَةٌ کہتے ہیں۔ ان معنی میں قرآن مجید میں ہے فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَاءَ اِهْتَرَّتْ وَرَبَّتْ (۵:۲۲) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہو جاتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے۔

بَرَبْرُوءَةٍ صفت ہے جَنَّةٍ کی جملہ اَصَابِعُهَا وَاِبِلٌ بھی جَنَّةٍ کی صفت ہے۔

== قَاتَتْ - ف سببیہ ہے اَتْت ماضی واحد مؤنث غائب اِيتَاءُ (افعال) مصدر - وہ لاتی اُكَلَّهَا - مضاف مضاف الیہ - ہا - ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع جَنَّۃ ہے اس باغ کا میوہ اس کا پھل - اَلْاُكُل - پھل - خوراک -

== ضِعْفَيْنِ - دو چند - دو گنا - تو وہ دو گنا پھل لاتا ہے -

== قَانَ لَمْ يَسْبَهَا - ف عاطف اِنْ شرطیہ لَمْ يَسْبَهَا - مضارع نفی جَد بَلَم - صیغہ واحد مذکر غائب - ہا - ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب - پھر اگر وہ نہ بر سے اُس پر - جملہ شرطیہ ہے - فَطَلَّ - ف جواب شرط کے لئے ہے - طَلَّ - ہلکی بارش - پھوار - ادس - شبہم - اس کی جمع طِلَالٌ وَطِلَالٌ - ہے یہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے - ای فطل یکفہا - تو اس کے لئے پھوا ہی کافی ہے -

== بَصِيرٌ - فَعِيلٌ کے وزن پر معنی فاعل ہے دیکھنے والا - جاننے والا -

فَانِكَ - مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کا عمل اس باغ کی طرح ہے جو ایک اونچے ٹیلہ پر زرخیز زمین پر واقع ہو کہ اگر ذرا سی بارش اس پر پڑے تو اس کو پھل دو گنا آئے اور اگر زور کی بارش نہ ہو اور صرف پھوار ہی پڑ جائے تو بھی کافی ہے باغ پھر بھی پھل لے آئے گا گو دو چند نہ سہی - یعنی ایسے لوگوں نے اگر اپنی خیرات کے ساتھ ثواب کو دو گنا کر دینے والے اعمال بھی کئے ہیں تو ثواب چند در چند حسب مشیت خداوندی ہو جاتا ہے - اور اگر بالفرض ایسے اعمال انہوں نے نہ بھی کئے ہوں تو بہر حال پھر بھی ان کو اپنے اصل عمل کا ثواب لازمی ملیگا وہ ہرگز رائیگاں نہیں جائے گا -

۲: ۲۶۶ = اَيُّوْدُ - آہمزہ استفہام انکاری ہے - يُوْدُ - مضارع واحد مذکر غائب مَوْدَّةٌ (باب سَمْع) سے مصدر وہ پسند کرتا ہے وہ پسند کرے گا - وہ خواہش کرتا ہے - آرزو کرتا ہے -

== اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ - میں اَنْ مصدر یہ ہے - کہ ہو اس کے لئے ایک باغ -

== مِنْ نَخِيْلٍ وَاَعْنَابٍ - کھجوروں اور انگوروں کا - صفت ہے جَنَّۃ کی - تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ - دوسری صفت جَنَّۃ کی - اور لَهٗ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ تیسری صفت ہے جَنَّۃ کی - نَخِيْلٌ کھجوریں - کھجور کے درخت - اَعْنَابٍ - عِنَبٌ کی جمع بمعنی انگور تَجْرِي - مضارع واحد مؤنث غائب - جَرِيٌّ وَجَرِيَانٌ (باب ضَرَب) مصدر وہ بہتی ہے وہ چلتی ہے - وہ جاری ہے مِنْ تَحْتِهَا - اس کے نیچے سے - تَحْتٌ ضد ہے فَوْق کی - اِسْمٌ طرف ہے - ہا - ضمیر واحد مؤنث غائب جس کا مرجع جَنَّۃ ہے - تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ - اس (باغ)

کے نیچے یا اس باغ میں نہریں چلتی ہوں۔ چونکہ باغ میں چلنے والی نہریں باغ کے درختوں وغیرہ کے نیچے زمین پر ہوتی ہیں اس لئے درختوں کی مناسبت سے لفظ تحت استعمال ہوا ہے اس مقصد کے لئے لفظ خِلَلٌ بمعنی وسط۔ درمیان۔ بیچ بھی استعمال ہوا ہے۔ مَثَلًا وَذَجَرَ نَاخِلَهُمَا نَهْرًا (۳۳:۱۸) اور دونوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر جاری کر رکھی ہے۔ يَا اٰدُ تَكُوْنُ لَكَ بَيْتَةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَغَيْبٍ فَتُفَجِّرْ الْاَنْهَارَ خِلَلَهَا تَفْجِيْرًا (۹۱:۱۷) یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اور اس کے بیچ میں نہریں بہا نکالو۔

لَهُ فِيهَا۔ میں ل بمعنی ملک (مالک ہونے کے) کا ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع احد کما ہے۔ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ۔ حال ہے احد سے اور وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضِعْفًا۔ حال ہے اَصَابَهُ کی ضمیر سے۔ الْكِبَرُ۔ مصدر و اسم مصدر (باب كرم) سے۔ بڑا ہونا۔ بوڑھا ہونا۔ بڑھاپا۔ ذُرِّيَّةٌ ضِعْفًا۔ موصوف صفت۔ ننھے ننھے۔ ضعیف و ناتواں بچے۔

= فَاصَابَهَا۔ میں ف عاطفہ ہے اَصَابَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِصَابَةٌ (باب افعال) مصدر۔ اس نے آیا۔ اس نے پالیا۔ وہ آپہنچا۔ وہ اُپڑا۔ هَا ضَمِيْرٌ مَفْعُوْلٌ وَاحِدٌ مَوْنُثٌ غَائِبٌ حَسْبُهَا كَمَا مَرْجِعُ جَنَّةٍ هُوَ۔ اور اس (باغ) کو آیا۔

= اِعْصَادٌ۔ تیز اور طوفانی ہوا۔ جو زمین سے بشکل عمودی اوپر کوجاتی۔ گبولہ۔ اس کی جمع اِعْصَادٌ وَاعْصَادٌ ہے۔ عصر مادہ ہے اس سے اَلْعَصْرُ (مصدر) کا معنی پخوڑنا ہے۔ اور اَلْمَعْصُوْرُ۔ وہ چیز جسے پخوڑا گیا ہو۔ اور اَلْعَصَادَةُ شِيْرٌ هُوَ يَخْرُوْهُ كَمَا لِيَا جَاتَا هُوَ۔

پخوڑنے کے معنی میں قرآن مجید میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ مَثَلًا وَفِيْهِ لِعَصْرِوْنَ۔ (۴۹:۱۲) اور لوگ اس میں رس پخوڑیں گے۔ اور اِنِّيْ اَرْنِيْ اَعْصِرُ خَمْرًا (۳۶:۱۲) میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شراب (کے لئے) انگور پخوڑ رہا ہوں۔

اسی مادہ سے اَلْعَصْرُ بمعنی زمانہ اور بمعنی الْعِشِيْءُ بھی ہے یعنی زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کا زمانہ اسی سے صَلَاةُ الْعَصْرِ (نماز عصر) ہے۔
= فِيْهِ اِيْ فِيْ اِعْصَادٍ۔ گبولہ میں۔

= فَاحْتَرَقَتْ۔ ف عاطفہ سببیہ ہے۔ اِحْتَرَقَتْ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ اِحْتِرَاقٌ اِفْتِعَالٌ سے مصدر۔ جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ فعل لازم ہے۔ پس وہ جل گئی۔ ضَمِيْرٌ فَاعِلٌ مَوْنُثٌ جَنَّةٍ کے لئے ہے۔ یعنی اس آگ گبولے کے سبب باغ جل گیا۔

فائدہ ۵۔ تفسیر حقانی میں اس تمثیل کی شرح یوں بیان کی گئی ہے:-

یہ ایک مثال اس شخص کے لئے بیان کی گئی ہے جو خیرات و صدقہ خلوص نیت سے نہیں دیتا یا دے کر احسان جتلاتا اور مسائل کو طعن اور عار کی باتوں سے ایذا دیتا ہے۔ وہ یہ کہ کسی کے پاس ایک ایسا عمدہ باغ ہو کہ جس میں اکثر کھجور اور انگور ہوں اور اس میں نہریں بھی ہوں یعنی آبِ رواں اور علاوہ اس کے اس میں ہر قسم کا میوہ ہو اور مالک باغ کا بڑھا ہو اور اس باغ کی آمدنی کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتا ہو۔ نہ دوسرے فنونِ معاش پر قادر ہو اور اس پر طرہ یہ ہو کہ اس بیکسی کی حالت میں اس کے ضعیف ننھے ننھے بال بچے بھی ہوں کہ جن کا خرچ اور پرورش سب اسی کے ذمہ ہو۔ پھر اس حالت میں اس باغ پر کوئی آفتِ آسمانی ایسی پڑ جائے جو اس کو جلا کر نیت و نابود کر دے۔

پھر دیکھتے کہ اس شخص پر کس قدر صدمہ اور کیا بیکسی اور حیرت و حسرت طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کا صدقہ و خیرات عالم غیب میں نہایت عمدہ باغ کی صورت میں کہ جس کے صفات مذکور ہوئے ظہور کرتا ہے اور عالمِ آخرت میں انسان بڑھے کی طرح حسنات اور اعمالِ صالحہ کے کرنے سے مجبور و معذور ہوتا ہے اور اس کو اپنی اس کمائی اور اپنی اعمالِ صالحہ کی طرف توقع کی نظر ہوتی ہے۔

اور اس کا احسان جتلانا اور ایذا دینا اور خلوص نیت نہ ہونا بمنزلہ بگولے کے ہے کہ جس میں گواہ اور آگ ہو کہ جو اس کے اُس تروتازہ باغ کو خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ فرماتا ہے کہ آیا کوئی تم میں سے ایسا چاہتا ہے کہ ایسا باغ ایسی حالت میں تباہ ہو جائے۔ یعنی کوئی نہیں چاہتا۔ پھر تم کیوں اپنے اس تروتازہ باغ کو تباہ کرتے ہو؟

= كَذٰلِكَ - ك تشریح کا ہے - ذٰلِكَ - اسم اشارہ واحد مذکر - تمثیل بالا مشارا لیه ہے

= يُبَيِّنُ - مضارع واحد مذکر غائب تَبَيَّنَ (تَفَعَّلَ) مصدر -

= اَنْفَقُوْا - فعل امر جمع مذکر حاضر اِنْفَقَ (اَفْعَالٌ) مصدر تم خرچ کرو۔

= طَيِّبَاتٍ - طَيِّبَةٌ - کی جمع ہے مَوْنَتٌ کا صیغہ ہے۔ اس کا مذکر طَيِّبٌ ہے جو طَابَ

لَطِيْبٌ (باب ضَرَبَ) طَيَّبٌ مصدر سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اس کے

معنی ہیں پاک - پاکیزہ - ستھرا - حلال طَيِّبَاتٍ ستھری چیزیں - نفیس اشیاء - پاکیزہ چیزیں۔

عمدہ چیزیں۔

مِنْ طَيِّبَاتٍ مَا كَسَبْتُمْ - مِنْ حَرْفِ جَارٍ طَيِّبَاتٍ مضاف ما موصولہ كَسَبْتُمْ اس کا صلہ

موصول وصلہ مل کر مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور۔

وہ جو تم نے کمایا اس میں سے پاکیزہ عمدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔ مِنْ تَبْعِيضِيَّةٍ
= وَمِمَّا..... الخ واؤ عاطفہ۔ مِمَّا مرکب ہے مِنْ تَبْعِيضِيَّةٍ اور مَّا موصولہ سے۔ اور نیز
وہ چیزیں خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے اگائی ہیں۔

= وَلَا تَيْمَمُوا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تَيْمَمٌ (تَفَعَّلٌ) مصدر جس کے معنی لذت میں
مطلق قصد کرنے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی یا اس چیز کا جو پاک مٹی کے قائم
مقام ہو (جیسے پتھر چونہ وغیرہ) قصد کرنا۔ اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ
اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے۔ آیت ہذا میں اول الذکر معنی مراد ہیں۔

دوسرے معانی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اذ لستم النساء فلكم تجدوا ماء فتيمموا
صعيدا طيبا فامسحوا بوجوهكم وابدانكم۔ (۴: ۴۳)۔ یا تم عورتوں سے
ہبستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے۔ تو پاک مٹی کو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو.....

= الْخَبِيثَاتُ = خُبْتُ اور خَبَاثَةٌ سے بروز لَنْفَعِيلٌ صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔

= مِنْهُ تَنْفِقُونَ۔ اصل میں تَنْفِقُونَ مِنْهُ ہے۔ تقدیم تخصیص کے لئے ہے یہ جملہ
تَنْفِقُونَ مِنْهُ حال ہے الْخَبِيثَاتِ سے مِنْهُ میں ۴ ضمیر واحد مذکر غائب مَا كَسَبْتُمْ کی
طرف راجع ہے۔ اور اپنی کمائی سے خرچ کرتے ہوئے خبیث چیز کا ارادہ مت کرو۔

الْخَبِيثَاتُ۔ معنی خبیث۔ گندی چیز۔ ناپاک۔ پلید۔ ہر وہ شے جو ردی اور خسیس ہونے
کے سبب بری معلوم ہو خبیث کہلاتی ہے۔ منصوب بوجہ مفعول ہے

= وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تَغْمِضُوْا فِيْهِ۔ جملہ حال ہے فاعل تَنْفِقُونَ سے۔

لَسْتُمْ لَيْسَ سے جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ تم نہیں ہو۔ لَيْسَ فعل ناقص ہے ماضی کے
معنی رکھتا ہے۔ ماضی کی پوری گردان بھی آتی ہے۔ لیکن مضارع۔ امر۔ اسم فاعل اسم مفعول
اس سے مشتق نہیں ہوتے۔ اصل میں لَيْسَ تھا تخفیفاً لَيْسَ کر دیا گیا۔

اٰخِذِيْهِ۔ اس کے لینے والے۔ اس میں ۴ ضمیر واحد مذکر غائب الْخَبِيثَاتِ کی طرف راجع ہے
اٰخِذِيْ اصل میں اٰخِذِيْنَ تھا۔ نون بوجہ اضافت گر گیا۔

اٰخِذِيْ مضاف اور ۴ مضاف الیہ۔ اٰخِذٌ بمعنی لینے والا۔ پکڑنے والا۔ یہاں اول الذکر
معنی مراد ہیں۔

اَنْ مصدر یہ ہے تَغْمِضُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِعْمَاضٌ (اِنْعَالٌ) مصدر

جس کے معنی ایک پلک کے دوسری پلک پر رکھنے کے ہیں اور بطور استعارہ تغافل - تساہل اور چشم پوشی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تَغْمِضُوا - تم چشم پوشی کرو۔ تم آنکھیں بند کرو۔ تم غفلت کرو۔ ترجمہ ہوگا: حالانکہ (اگر تم کو کوئی ایسی ردی چیز دے تو) تم اسے نہ لو سبب اس کے کہ اس میں تم چشم پوشی کرو۔ (یعنی دینے والے کا دل رکھنے کے لئے ناگواری کی صورت میں بھی اسے لے لو) = غَنِيٌّ حَمِيدٌ - غَنِيٌّ - غِنَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ بے نیاز۔ بے پرواہ غیر محتاج۔ حَمِيدٌ - حَمْدٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے واحد مذکر۔ حمد کیا ہوا۔ تعریف کیا ہوا۔ ستودہ صفت کیا ہوا۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔

۲: ۲۶۸ = يَعِدُكُمْ الْفَقْرَ - يَعِدُ فعل كَمْ - ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر الْفَقْرَ مفعول ثانی - يَعِدُ مضارع واحد مذکر غَائِبٌ وَعَدُّ (باب ضَرَبَ) مصدر بمعنی ڈرانا۔ وہ تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے وہ تم کو تنگ دستی کا خوف دلاتا ہے۔

الْفَقْرَ - اسم فعل اور مصدر - تنگ دستی - ناداری - مفلسی - محتاجی - امام راغب نے لکھا ہے کہ فقر کا استعمال چار طور پر ہوا ہے۔

(۱) زندگی کی بنیادی ضروریات کا نہ پایا جانا۔ اسی اعتبار سے انسان کیا کائنات کی ہر شے فقیر (محتاج) ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں فرمایا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (۱۵: ۲۵) لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو۔

(۲) ضروریات زندگی کا کما حقہ پورا نہ ہونا۔ مثلاً لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَرُوا مِنَ التَّعَفُّفِ (۲۴: ۳) تو ان حاجتمندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں

(۳) فقر نفس - یعنی مال کی ہوس - کتنا ہی مال ہو مگر نفس جریں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر كَادَ الْفَقْرَانُ يَكُونُ كَفْرًا کچھ تعجب نہیں کہ فقر کفر تک پہنچائے

(۴) اللہ کی طرف احتیاج - ایسا فقر ہر آدمی ہر جانور بلکہ کائنات کی ہر چیز میں ہے سب اللہ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ رَبِّ اِنِّي لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (۲۴: ۲۸) اے میرے پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔

= الْفَحْحَشَاءُ - اسم تفضیل واحد مؤنث اس سے واحد مذکر اَفْحَشٌ آئے گا اور جمع فُحُشٌ - فُحُشٌ مادہ بھی ہے۔ بمعنی بُرَاکام - وہ قول و عمل جس کی برائی کھلی ہو۔ اور اس کا سننایا کرنا بُرَاکَ - بے بیانی امر قبیح - بمعنی زنا بھی آیا ہے۔

= وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ - اوپر آیا ہے الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمْ الْفَقْرَ - شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے

یہاں ارشاد ہے وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً۔ اور اللہ تم سے مغفرت کا وعدہ کرتا ہے۔ وَعَدَّ يَعِدُ بِمَعْنَى ذَرَانَا اور وعدہ کرنا ہر دو معنی میں مستعمل ہے۔

== فَضْلًا اسم فعل (حالت نصب بوجہ مفعول) فضل کے معنی ہیں مہربانی۔ برتری۔ بڑھوتری۔ مال۔ قوت۔ حُسن۔ رتبہ۔ عزت۔ حکومت۔ عقل۔ علم۔ حلم وغیرہ میں زیادتی۔
== وَاسِعٌ اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ سَعَةً مصدر باب سَمِعَ۔ وسیع فضل والا۔ کشادہ بخشش والا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

== عَلِيمٌ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بڑا دانا۔ خوب جاننے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۲: ۲۶۹ = يُؤْتِي الْحِكْمَةَ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِيْتَاءٌ (افعال) مصدر۔ وہ دیتا ہے۔
الْحِكْمَةَ۔ عقل مندی۔ علم۔ تدبیر۔ عقل۔ دانش۔ سمجھ۔ علم و عقل کے ذریعے حق بات دریافت کر لینے کا نام حکمت ہے۔ جب حکمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے استیبار کی معرفت اور ان کا بہترین طریقہ پر ایجاد کرنا مراد ہے۔ اور جب بندہ کی طرف نسبت کی جائے تو اس سے موجودات کی معرفت اور نیک کاموں کا انجام دینا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کو حکیم اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت کی باتیں ہیں۔

الْحِكْمَةَ۔ مفعول ہے يُؤْتِي کا اور مَن يَشَاءُ جملہ مفعول ثانی ہے سارا جملہ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ صفت ہے عَلِيمٌ کی
= يُؤْتِي۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب جو دیا جاتا ہے یعنی جس کو دیا جاتا ہے۔ اور اُوْتِيَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب اسے دیا گیا۔ اسے ملا۔

= خَيْرًا كَثِيرًا موصوف و صفت۔ خیر کثیر۔ بہت بڑی مہلانی۔ تنوین عظمت خیر کو ظاہر کر رہی ہے۔ یعنی بہت ہی بڑی نعمت۔ جو چیز سب کو پسند ہو وہ خیر ہے اس کی ضد شر ہے
= وَمَا يَذَّكَّرُ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب تَذَكَّرُ (تَفَعَّلٌ) مصدر يَذَّكَّرُ۔ اصل میں يَتَذَكَّرُ تَهَات كُو د میں مدغم کیا گیا ہے۔ وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا ہے۔

= اُدْوًا اَللَّبَابِ۔ اُدْوًا۔ والے۔ (ال و حروف مادہ) جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بعض ذُو کو اس کا واحد بتاتے ہیں۔ بحالت رفع اُدْوَا ہے اور بحالت نصب دَجْر اُدْوِي ہوگا۔ ادلوا العزم۔ صاحب عزم۔ اُدْوِي الْقُوَّةِ اصحاب قوت۔ اَللَّبَابِ۔ لُبُّ کی جمع ہے۔ جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر آمیزش سے خالص ہو۔ اور عقل کو لُبُّ اس لئے

کہتے ہیں کہ وہ انسان کے معنوی قوی کا خلاصہ ہوتی ہے جیسا کہ کسی چیز کے خالص حصے کو اس کا لبّ اور لباب کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک لبّ کے معنی پاکیزہ اور ستھری عقل کے ہیں چنانچہ ہر لبّ کو عقل کہہ سکتے ہیں لیکن ہر عقل لبّ نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام احکام کو جن کا ادراک عقول زکیہ ہی کہہ سکتے ہیں اُدْوَالِالبَاب کے ساتھ مختص کیا ہے۔ مثلاً آیت ہَذَا مِنْ ثَمَرِ الْاَلْبَابِ..... اُدْوَالِالبَاب ط۔ جس کو دانائی دی گئی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل پاکیزہ رکھتے ہیں۔

۲ : ۲۷۰ = مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَّذْرٍ جَمِلَةٍ شَرْطِيَّةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ جَوَابِ شَرْطِ
= مَا اَنْفَقْتُمْ فِي مَا مَوْصُولٍ هُوَ اَنْفَقْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ انفاق (انفال) مصدر۔ جو کچھ تم نے خرچ کیا۔ لَفْقَةٍ اسم مجرور۔ خرچ۔ یعنی صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ۔

= مَنذَرْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ نَذْرٌ (باب ضوَب) تم نے منت مانی۔ اَلتَّذْرُ کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں (راعب) نذر کسی ایسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینے کو کہتے ہیں کہ اگر وہ عبادت یہ خود اپنے اوپر واجب نہ کرے تو وہ عبادت اس پر لازم نہیں ہوتی۔ (قرطبی)

مطلب یہ کہ تم خدا کی راہ میں جس طرح کا خرچ کرو یا نذر مانو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اسے جانتا ہے
اِنذَارٌ و نَذْرٌ و نَذْرٌ۔ معنی چوکنا کرنا۔ خبردار کرنا۔ ڈرانا۔ نَذِيْرٌ جمع نَذْرٌ ڈرانے والا۔ خبردار کرنے والا۔ قرآن مجید میں ہر جگہ نَذِيْرٌ (ڈرانے والا) سے مراد نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہے۔

= اَنْصَارٌ جمع نَاصِرٌ و نَصِيْرٌ کی۔ مددگار۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین و انصار کا ذکر آیا ہے وہاں انصار سے مراد انصار مدینہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے بدولت اس لقب سے سرفراز کئے گئے۔

۲ : ۲۷۱ = اِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ۔ جملہ شرطیہ ہے۔ فَنِعْمًا هِيَ جَوَابِ شَرْطِ۔ اِنْ شَرْطِيَّةٍ تَبَدُّوا مضارع مجزوم جمع مذکر حاضر۔ اَبْدَاءُ (افعال) مصدر (اگر) تم ظاہر کرو۔ اَلصَّدَقَاتِ صَدَقَةٌ کی جمع۔ خیراتیں۔ زکوٰۃیں۔ فَنِعْمًا مِثْلُ جَوَابِ شَرْطِ کے لئے ہے نِعْمًا هِيَ وہ کیا ہی اچھا ہے۔ اصل میں نِعْمَةٌ مَآ هِيَ مَقَامًا۔ دونوں میموں میں ادغام ہو گیا اور عین پر جَوَارِ نُونِ کی وجہ سے کسرہ آگیا۔ هِيَ ضمیر واحد مؤنث مراد اظہار الصدقہ ہے۔

= وَاِنْ تَخْفَوْهَا۔ جملہ شرطیہ۔ اِنْ شَرْطِيَّةٍ۔ تَخْفَوْا مضارع جمع مذکر حاضر۔ اِخْفَاءٌ۔

(افعال) مصدر ان شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی مضارع سے ساقط ہو گیا ہے۔ ہا

ای الصدقة - ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب

= وَتَوَتُّوْهَا الْفُقَرَاءُ - واو عاطفہ جملہ کا عطف جملہ ماقبل پر ہے ای دَانَ تَوَتُّوْهَا الْفُقَرَاءُ الْفُقَرَاءُ مفعول ثانی ہے فعل تَوَتُّوْا کا اگر تم صدقات کو پوشیدہ رکھو اور وہ ان کو حاجت مندوں پر یہ جملہ بھی شرطیہ ہے۔ دونوں شرطیہ جملوں کا برابر اگلا جملہ فَهٗوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ہے ہا ضمیر مفعول اول واحد مؤنث غائب - فَعُوْ - میں ف غائب شرط کے لئے ہے۔ هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب سے مراد اخفاء الصدقة ہے۔

= وَ يَكْفُرُوْا - جملہ فعلیہ ہے ای دَا لَللّٰهِ يَكْفُرُوْا عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ اور ماقبل پر معطوف نسبی ہے يَكْفُرُوْا - مضارع واحد مذکر غائب - تَكْفِيْرٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر وہ دور کر دے گا وہ ساقط کر دے گا۔ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ میں مِنْ زائدہ بھی ہو سکتا ہے اور تبعیضیہ بھی۔

مِنِّيْنَ تِكُمْ - مضاف مضاف الیہ - تمہارے گناہ - سَيِّئَةٌ کی جمع - مِنْ کے زائدہ ہونے کی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ وہ تمہارے گناہ ساقط کر دے گا۔ اور اس کے تبعیضیہ ہونے کی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ وہ تمہارے کچھ گناہ معاف کر دے گا۔ یعنی صغیرہ گناہ معاف کر دے گا۔

= دَا لَللّٰهِ بِمَا لَعَمَلُوْنَ خَيْرٌ - اللہ مبتدأ خَيْرٌ - خبر - بِمَا لَعَمَلُوْنَ - منعلق خبر - مَا موصول نا ہو سکتا ہے۔ اللہ جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

اور مَا مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تمہارے اعمال کی نیت اور غرض سے واقف ہے۔

خَيْرٌ - خَيْرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذات باری تعالیٰ ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ خَيْرٌ وَ خَيْرٌ وَ خَيْرٌ بمعنی حقیقت حال پوری طرح باخبر ہونا۔ خَيْرٌ - جو پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہو۔

۲۴۲ = لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ - هُدَاهُمْ - مضاف مضاف الیہ - ان کی ہدایت - ان کی تہا - ان کو سیدھے راہ پر چلانا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کفار کے لئے ہے۔ ان کو سیدھے راہ پر چلانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

قائدہ بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اہل اسلام کو خیرات دینے کا حکم دیتے تھے اس آیت اتری۔ اس کے بعد ہر مذہب کے آدمی کو خیرات دینے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا لہذا - اَلْهٰدَايَةَ - کے معنی لطف و کرم کے ساتھ کسی کی رہنمائی کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید جہاں کفار کو دوزخ کی طرف دھکیلنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ بطور مذاق و تمہکم آیا ہے

مَثَلًا فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (۲۳: ۳۷) پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کفار کے لئے عذاب کی بشارت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مَثَلًا فَلْيَسِّرْ لَهُمُ الْعَذَابِ الْيُسْرَ (۲۴: ۸۴) تو اسے پیغمبر انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

امام راغب ر قمطرانہیں ۴

” انسان کو اللہ تعالیٰ نے چار طرف سے ہدایت کی ہے۔

۱) وہ ہدایت جو عقل و فطانت اور معارف ضرور یہ کے عطا کرنے سے کی ہے۔ اور اس معنی میں ہدایت اپنی جنس کے لحاظ سے جمع مکلفین کو شامل ہے بلکہ ہر جاندار چیز کو حسب ضرورت اس سے حصہ ملا، چنانچہ ارشاد ہے رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (۵۰: ۲۰) ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر مخلوق کو اس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی پھر (ان کی خاص اغراض پورا کرنے کی) راہ دکھائی۔

۲) دوسری قسم ہدایت کی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر تمام انسانوں کو راہ نجات کی طرف دعوت دی ہے۔ چنانچہ وَجَعَلْنَا هُمًا أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا..... (۷۳: ۲۱) اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے (ہدایت کے یہو معنی مراد ہیں۔

۳) سوم ہدایت بمعنی توفیق خاص آیا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں کو عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى (۱۷: ۴۷) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں (قرآن سننے سے) خدا ان کو زیادہ ہدایت دیتا ہے۔.....

۴) ہدایت سے آخرت میں جنت کی طرف راہنمائی کرنا مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: دَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَىَٰنَا لِهَذَا سَبِيلِهِ (۲۴: ۷) اور جو کینے ان کے (اصحاب الجہنم کے) سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال دیں گے ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو (کاراستہ دکھایا.....

جن آیات میں ہدایت کی نسبت پیغمبر یا کتاب یا دوسرے انسانوں کی طرف کی گئی ہے وہاں صرف راہ حق کی طرف راہنمائی کرنا مراد ہے۔

وَمَا تَنْفِقُوا - وَاَوْعَاطِفُہے ما شرطیہ جائزہ ہے۔ تَنْفِقُوا مضارع مجزوم (بوجہ عمل تام) جمع مذکر حاضر۔ مِنْ تَبَعِيضِهِہے حَيْثُ اِی صَالٍ - جملہ شرطیہ ہے اور جو مال بھی تم خیرات کرو گے!

فَلَا تُفْسِكُمْ - جواب شرط ف جواب شرط کے لئے ہے۔ تو وہ خود اپنے ہی لئے کرو گے یعنی اس کا نفع لوٹ کر تم کو ہی ملیگا۔

وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۗ وَادُّ حَالِيہ ہے اور تُنْفِقُوا کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم خیرات کرو جس کی غرض سوائے حصول خوشنودی رب کے اور کچھ نہ ہو تو وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ علامہ پانی پتی اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں :-

مطلب یہ ہے کہ۔ اے مسلمانو! تمہاری خیر خیرات تو صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وجہ کہ اپنی خیرات کا احسان فقیر پر رکھتے ہو یا ناپاک مال دیتے ہو۔ تو یا یہ جملہ خبریہ ہے جس میں مسلمانوں کے حال کے تقاضے کو بیان کیا ہے یا مَا تُنْفِقُونَ لَفْظًا جملہ منفی ہے اور معنی کے لحاظ سے یہی ہے۔ مراد یہ کہ تمہاری خیرات کا مقصود خوشنودی رب کی طلب ہونا چاہئے۔ سوائے خدا کی رضا کی طلب کے اور کسی غرض کے لئے خیرات نہ دو۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ سوائے رضائے خداوندی کی طلب کے اور کسی غرض کے لئے خیرات کرنی ممنوع ہے۔ ورنہ مفت میں مال کی بربادی ہوگی (تفسیر مظہری)

مَا مَوْصُولٌ ہے تَنْفِقُونَ جمع مذکر حاضر۔ تم خیرات کرو گے۔ ابْتِغَاءً۔ چاہنا۔ تلاش کرنا۔ بروزن افتعال مصدر ہے۔ ابْتِغَاءً سخت کوشی کے لئے مخصوص ہے اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم مذموم کی مثال ہے۔ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون مَا لَشَايَہ مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ۔ وَ ابْتِغَاءً تَأْوِيلٌ (۷:۳) توجن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ سب متشابہات کا اتباع کرتے ہیں ان کا مقصد فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے۔

وَجْهِ اللَّهِ مضاف مضاف الیہ۔ اللہ کی خوشنودی۔ اللہ کی رضا۔ ثواب۔

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُؤْتِ إِلَيْكُمْ۔ وَاذ عاطف ہے پہلا جملہ شرطیہ دوسرا جواب شرط ہے۔

يُؤْتِ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب تَوْفِيہ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ اس کو پورا پورا دیا جائے گا۔

فَأَيْدَا۔ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں :- مذکورہ بالائینوں جملوں کے درمیان حرف عطف ذکر

کیا گیا ہے حالانکہ بظاہر یہ جملہ شرطیہ سابق جملہ شرطیہ کی تاکید ہے اس لئے حرف عطف نہ ہونا چاہئے۔

حرف عطف کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ آخری جملہ سے پہلے جملہ کی صرف تاکید ہی مقصود نہیں بلکہ منت الہی اور ایذا رسانی کی بُرائی کو الگ الگ دلائل سے مدلل کرنا مقصود ہے۔ پہلے جملہ کا مفاد یہ ہے کہ جس چیز کے دینے میں خود تمہارا فائدہ ہے اس کے دینے کا فقیر پر احسان رکھنا درست نہیں۔

دوسرے جملہ کا مفاد یہ ہے کہ جس چیز کو دینے سے تمہارے پیش نظر صرف اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے اس کا فقیر پر احسان رکھنا تو گویا ایسے شخص سے عوض کا طلب کرنا ہے جس سے عوض طلب کرنے کے لئے

عطا نہیں کی گئی۔

تیسرا جملہ اس مضمون پر دلالت کر رہا ہے کہ جس چیز کا ایک بار بھی بدل لے لیا جائے اس کا احسان نہیں ہوتا۔ جیسے بائع جب اپنی چیز کی قیمت لے لیتا ہے تو خریدار پر اس کا احسان نہیں ہوتا اور تم کو تو کئی گنا معاوضہ ملیگا۔ پھر فقیر پر تمہارا کیا احسان؟

وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ۔ جملہ حالیہ ہے ضمیر الیکم سے اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

۲: ۲۴۳۔ لِلْفُقَرَاءِ۔ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای صدقاتکم للفقراء۔ تمہارے صدقات فقیروں کے لئے ہیں۔ یعنی ان صدقات کے مستحق فقیر لوگ ہیں۔ (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے)

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ یہ صفت ہے الْفُقَرَاءِ کی۔ أُحْصِرُوا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ إِحْصَارٌ (افعال) مصدر وہ بند کئے گئے۔ وہ روکے گئے۔ الْاِحْصَارُ کے معنی تضییق یعنی

تنگ کرنے کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے وَاحْصِرُوهُمْ (۹: ۵) اور ان کو گھیر لو۔ یا جیسے وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا (۱۷: ۷) اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اللہ کے راستے میں۔ خواہ وہ جہاد ہو یا ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل ہو۔ مثلاً اصحاب صفہ وغیرہ۔ یہ جملہ الْفُقَرَاءِ کی صفت ہے۔

لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب إِسْتَطَاعَةٌ (استفعال) سے مصدر۔ یعنی طاقت اصل میں استطاعت کا مطلب ہے ان تمام

پہیروں کا بتام و کمال پایا جانا جن کی وجہ سے فعل سرزد ہو سکے (طوع مادہ)

ضَرْبًا۔ مارنا۔ بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔ ضَرْبٌ کے اصل معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس لئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی ہوں گے۔ مثلاً ضَرْبًا عَلَى الرَّأْسِ۔ اس نے اس کو سر پر ضرب لگائی یعنی سر پر مارا۔

ضَرْبَ اللَّهِ مَثَلًا۔ اللہ نے مثال بیان کی۔ ضَرْبٌ فِي الْأَرْضِ۔ زمین پر چلنا۔ (کیونکہ چلنے میں زمین پر پاؤں پڑتے ہیں، جملہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مشغولیت کی وجہ سے زمین پر کہیں

آجائیں سکتے کہ روزی کما سکیں)

يَحْسِبُهُمْ۔ يَحْسِبُ مضارع واحد مذکر غائب حُسْبَانٌ (باب سَمِعَ) سے مصدر ھُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وہ ان کو خیال کرتا ہے۔ اَعْدِيَاءٌ غِنَى کی جمع۔ مالدار۔ دولت مند لوگ

یہ فعل يَحْسِبُ کا مفعول ثانی ہے۔ وہ ان کو دولت مند خیال کرتا ہے۔

لَتَعْفُفَ۔ مصدر ہے (باب تَفَعَّلَ) عَفَّتْ سے جس سے مراد ہے قناعت کی وجہ سے سوال

کو ترک کر دینا۔ الْعِقَّةُ کے اصل معنی ہیں مٹھوڑی سی چیز پر قناعت کرنا جو بمنزل عَقَاةٍ یَاعِقَّةٍ یعنی بچی کھچی چیز کے ہو۔

= الْجَاهِلُ - نادان۔ بے خبر۔ ان سمجھ۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر جَعَالَةٌ (باب سَمِعَ) مصدر
= تَعْرِفُهُمْ - مضارع واحد مذکر حاضر۔ مَعْرِفَةٌ وَعِرْفَانٌ۔ (باب ضَرَبَ) سے مصدر تَوَّانَ کو پہچان لیتا ہے۔

= سِيْمًا - مضاف مضاف الیہ۔ سِيْمًا۔ نشانی۔ چہرہ۔ علامت یہ اصل میں دَوَّشِيٌّ تھا۔ دَاؤُ
کو فار کلمہ کی بجائے عین کلمہ کی جگہ پر رکھا گیا۔ تو سِيُوْهُنِ ہوا۔ پھر دَاؤُ کے ساکن اور ما قبل کے
مکسور ہونے کی وجہ سے دَاؤُ کو یاء کر لیا گیا۔ سِيُوْهُنِ ہو گیا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ
ان کی نشانی۔ ان کا چہرہ۔

= الْحَافًا - مصدر (افْعَالٌ) کے وزن پر۔ لپٹنا۔ اصرار کرنا۔ یہ لِحَافٌ سے ماخوذ ہے لِحَافٌ
اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے۔

الْحَافًا۔ مصدر ہے، یعنی اسم فاعل ہو کر لَا يَسْتَلُونَ کی ضمیر سے حال ہے۔ یعنی لپٹتے
ہوئے لوگوں سے نہیں مانگتے۔

= اٰخَصِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰہِ الْحَافًا۔ یہ پانچ وصف فقرار کے بیان ہوئے ہیں
اسمیں را، اٰخَصِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰہِ۔ بطور صفت ہے۔

(۲) لَا يَسْتَطِيعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ۔ (۳) يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ
(۴) تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمِهِمْ (۵) لَا يَسْتَلُونَ النَّاسَ الْحَافًا بطور حال ہیں۔

= وَمَا تَنْفِقُوْا فِیْ مَا مَوْصُوْلًا ہر اور تَنْفِقُوْا مِنْ حَيْثُ اس کا صلہ (اور جو مال تم (راہ خدا
میں) خرچ کرو گے۔

= فَاِنَّ اللّٰہَ بِدَعْوٰیہُمْ عَلِيْمٌ۔ میں فَ بوجہ بمعنی شرط جو جملہ سابقہ میں پائی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس
بخوبی واقف ہے کہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع ہے وہ مال جو (راہ خدا میں) خرچ ہوا۔

فَاَيُّدَاؤُ۔ اس آیت میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ صاحب تفسیر القرآن نے یوں فرمایا ہے۔

اس گروہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کے دین کی خدمت میں اپنے آپ کو ہمہ تن وقف

کر دیتے ہیں۔ اور سارا وقت دینی خدمات میں صرف کر دینے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ اپنی

معاش پیدا کرنے کے لئے کوئی جدوجہد کر سکیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس قسم

کے رضا کاروں کا ایک مستقل گروہ تھا جو تاریخ میں اصحاب صفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ تین چار

سو آدمی تھے جو اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینے آگئے تھے۔ ہمہ وقت حضور کے ساتھ رہتے تھے۔ ہر خدمت کے لئے بروقت تیار رہتے تھے۔ حضور جس مہم پر جاتے انہیں بھیج دیتے تھے اور جب مدینہ سے باہر کوئی کام نہ ہوتا تو اس وقت یہ مدینہ ہی میں رہ کر دین کا علم حاصل کرتے اور دوسرے بندگانِ خدا کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ پورا وقت دینے والے کارکن تھے اور اپنی ضروریات فراہم کرنے کے لئے اپنے ذاتی وسائل نہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ خاص طور پر ان کی مدد کرنا انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف ہے۔

۲: ۲۷۴ = الَّذِينَ يُنْفِقُونَ - الَّذِينَ - اسم موصول جمع مذکر - يُنْفِقُونَ آمَنُوا اللَّهُمَّ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً - صلہ موصول وصلہ مل کر مبتدأ فلهمة أجروهم وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ - خبر - فَ اس لئے کہ مبتدأ میں پورے شرط تھی۔

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اسم ظرف زمان بمعنى ليلًا ونهارًا رات ہو یا دن - سِرًّا وَعَلَانِيَةً يخفيه

طور پر یا علانیہ طور پر چاروں حال میں

= وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ - وَأَوْ عَاطَفَهُمْ ضَمِيرٌ جمع مذکر غائب ای الَّذِينَ يُنْفِقُونَ - لَا يَخْزَنُونَ مضارع منفی جمع مذکر غائب حُزْنٌ (باب سَمْعٌ) مصدر - نہ وہ نکلین ہوں گے۔

= الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا - مبتدأ لا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ مِنَ الْمَسْئُ - خبر كما - كاف موضع نصب میں ہے اور مصدر محذوف کی صفت ہے۔ تقدیر کلام یوں ہوگی!

لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ

= الرِّبَا - سود - بياح - یہ لفظ قرآن مجید میں بآ کے بعد واؤ اور واؤ کے بعد الف سے مرقوم ہے ماسوائے سورة الروم آیت (۳۰: ۳۹) کے جہاں باء کے بعد الف سے مرقوم ہے۔

امام راغبؒ لکھتے ہیں: "اس المال پر جو زیادتی ہو وہ ربا ہے لیکن شرع میں وہ اس زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک خاص ہی طریقہ پر ہو اور دوسری طرح نہ ہو۔"

تفسیر ماجدی میں ہے :- اہل عرب اس لفظ کو اس زمانہ رقم کے لئے استعمال کرتے تھے جو قرضخواہ اپنے قرضدار سے مہلت کے معاوضہ میں وصول کرتا تھا۔ اردو میں اس کا ترجمہ سود ہے اور سود کا مفہوم ہر شخص جانتا ہے۔

علامہ عبد اللہ یوسف علی رقمطرازہ ہیں میرے نزدیک ربا کی تعریف میں ہر قسم کی (نا جائز) منافع خوری شامل ہے لیکن وہ مالی منافع جو موجودہ دور میں اقتصادیات اور بنکاری سے حاصل ہوتا ہے علامہ موصوف نے اس اختلاف رائے کے متعلق کسی اور موقع پر تفصیلاً بیان کرنے کے لئے لکھا تھا

لیکن مجھے اس موضوع پر ان کی کوئی تحریر نہیں ملی

لغات القرآن جلد سوم میں مولانا عبدالرشید نعمانی ج لکھتے ہیں :-

”حضرت الاستاذ مدظلہم (یعنی حضرت مولانا العلامة محمود حسن صاحب ٹونجی نے ربو کے متعلق ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں ربو کی حقیقت شرعیہ کے سمجھنے میں عوام تو عوام خواص کو بھی غلط فہمیا پیدا ہو رہی ہیں۔ اس رسالہ کا بغور مطالعہ ان تمام غلط فہمیوں کے ازالہ کا ضامن ہے۔

سود :- علامہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

= لَا يَقُومُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب قِيَامٌ (باب نصرم مصدر - وہ نہیں اٹھیں گے وہ

نہیں کھڑے ہوں گے ای لَا يَقُومُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی قیامت کے دن وہ قبروں سے نہیں اٹھیں گے) مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے پاگل بنا دیا ہو

= كَمَا - كاف - حرف تشبیہ اور ما موصولہ سے مرکب ہے۔ جملہ يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ صلہ ہے۔

= يَتَخَبَّطُهُ - يَتَخَبَّطُ مضارع واحد مذکر غائب تَخَبَّطٌ (تَفَعَّلٌ) مصدر كُ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب وہ اس کو پاگل بنا دیتا ہے۔ مجنونا الخواس بنا دیتا ہے کہ اٹھنے کا ارادہ کرے گر پڑے پھراٹھے گر پڑے۔ أَلْمَسُ - مصدر - جن کی تھپٹ - ذرا چھو جانا - جنون۔

علامہ پانی پتی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ شیطان سے مراد جن ہے خَبَطٌ کا معنی ہے سخت ضرب جس کے ساتھ بگاڑ بھی ہو۔ قاموس میں ہے۔ خَبَطَ الشَّيْطَانُ فَلَانًا۔ يَتَخَبَّطُ الشَّيْطَانُ فَلَانًا۔ فلاں شخص کو جن نے چھو کر دکھ پہنچایا۔ أَلْمَسُ سے مراد ہے جنوں یا چھو جانا مِنَ الْمَسِّ کا تعلق ہے يَقُومُ سے يَتَخَبَّطُ سے۔ مطلب اس طرح ہوگا کہ سود خوار قبروں سے اس طرح ہی اٹھیں گے جیسے جن کے چپٹے میں آیا ہوا آدمی جنون زدہ ہو کر اٹھتا ہے اور شیطان اس کی عقل خراب کر دیتا ہے۔

= ذَاكَ - کا اشارہ یا الْاِكْلِ الْوَلْبُو کی طرف ہے یا اس کے نتیجے میں جو عذاب نازل ہوتا ہے اس

کی طرف ہے۔ روح المعانی میں ہے اشارۃ الی الدخل اوالی نزل بہم من العذاب

= يَا نَهْمٌ - میں باہ سبیہ ہے۔ بایں سبب۔ اس لئے۔

ذَلِكَ مبتدا ہے۔ اور يَا نَهْمٌ مثل الْوَلْبُو۔ اس کی خبر۔

ترجمہ یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا)

— وَاحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّيْلُجَا۔ جملہ حالیہ ہے ترجمہ:۔ حالانکہ اللہ نے سودے کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ اَحَلَّ ماضی واحد مذکر غائب۔ اِحْلَالَ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ اس نے حلال کیا۔ حَرَّمَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَحَرَّمَ (تَفْعِيلٌ) مصدر جس کے معنی حرام کر دینے اور سختی سے روک دینے کے ہیں۔ (اس نے حرام کر دیا۔ اس نے منع کر دیا)

یہ جملہ مستانفہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ روح المعانی میں آیا ہے (جملۃ مستانفۃ من اللہ تعالیٰ ردًا علیہم.....) اور منکرین کے قول اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الزَّيْلُجَا کی تردید میں آیا ہے کہ تمہارا یہ کہنا باطل ہے بیع کو (بوجہ) اللہ نے حلال کیا ہے اور زبوا کو حرام کر دیا ہے۔

— فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى۔ مَنْ شَرْطِيَّةٌ جَاءَهُ فِي كَذَا ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ ہے۔ مَوْعِظَةٌ اسم مصدر فاعل فعل جَاءَ۔ کا۔ وعظ، نصیحت۔ مِنْ رَبِّهِ متعلق جَاءَ کے۔ فَاَنْتَهَى اِنْتَهَى۔ واحد مذکر غائب۔ اِنْتَهَاءٌ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ وہ رُک گیا۔ وہ باز آ گیا۔ اس نے چھوڑ دیا فَ عَاطِفٌ اِنْتَهَى كَا عَطَفَ جَاءَهُ پَر بے۔ ہر دو جملہ شرط ہیں۔ اور فَلَهُ مَا سَلَفَ اِفْ جَوَابِ شَرْطِ كَلِمَةٍ اور مَا مَوْصُولٌ جَوَابِ شَرْطِ۔ مَا سَلَفَ جو گذر چکا۔ سَلَفَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ سَلَفَ (باب نَصَدَم) مصدر جس کے معنی گزرنے اور ہو چکنے کے ہیں۔

— وَآمُرُكَ إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ بِمَا كَانْتَ تُفْعِلُ۔ اور اس کا عطف جملہ فَلَهُ مَا سَلَفَ پر ہے۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

— وَمَنْ عَادَ۔ میں مَنْ شَرْطِيَّةٌ ہے عَادَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے عَادَ ماضی واحد مذکر غائب جس کے معنی کسی چیز سے ہٹ جانے کے بعد پھر اس کی طرف لوٹنے کے ہیں عَادَ اصل عَوَدَ تھا واو متحرک ماقبل مفتوح۔ فتح واو پر ثقیل تھا۔ اس لئے واو کو الف سے بدلا عَادَ ہو گیا۔ مطلب اور جو کوئی پھر کرے۔ یہاں عود سے مراد سود کو پھر حلال سمجھنا ہے۔

یہ جملہ شرطیہ ہے اور فَاذْ لَكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ جواب شرط ہے۔ فْ جَوَابِ شَرْطِ كَلِمَةٍ ہے اُوْلَئِكَ كَا اِسْمَاہِ مَنْ عَادَ كِي طَرَفِ بے جمع کا صیغہ باعتبار معنی کے ہے هُمْ ضَمِيرٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ كُو تَا كِيدِ كَلِمَةٍ لَئِي لَآيَا كِيَاہِ۔ اور فِيْهَا فِي طَرَفِ بے جمع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کی طرف راجع ہے۔

۲۷:۲ = يَمْحَقُ مَضَارِعُ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ مَحَقٌ (باب فَتْحٌ) وَهُوَ كَهَاتَاہِ۔ مَحَقٌ مِثْلُ مَثَانَا۔ گھسانا۔ کسی چیز کی برکت زائل کر دینا۔ بے برکت بنانا۔

يُؤْتِي مَضَارِعُ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ۔ اِزْبَاؤٌ۔ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ رُبُوٌّ رُبُوَةٌ۔ رَبَاؤٌ۔ مِيلٌ۔

لمبندی۔ وہ بڑھاتا ہے۔

= الصَّدَقَاتِ - زکوٰۃ میں خیراتیں۔

= كَفَّارٍ اَشِيْمٍ موصوف و صفت - كَفَّارٌ - كَافِرٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت ناشکر۔
اَشِيْمٌ - برون فَعِيْلٌ بمعنى فاعِلٌ (اَشِيْمٌ) گنہگار۔ اَشِيْمٌ يَأْتِيْمٌ (باب ضَوْب) اِثْمٌ وَاثْمٌ و
اِثْمٌ - مصدر - بمعنى گناہ کا ارتکاب کرنا۔ كُفِّرَ كَفَّارًا اَشِيْمًا - ہر گنہگار ناشکر۔

۲: ۲۷۷ = الَّذِينَ آمَنُوا - اسم۔

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - اس کا عطف جملہ سالفہ پر ہے۔ اسی طرح وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
معطوف ہیں اور ان کا عطف بھی جملہ الَّذِينَ آمَنُوا پر ہے۔

لَهُمْ اَجْرُهُمْ يَخْزَنُونَ - اپنے اسم کی خبر ہے۔

= لَا يَخْزَنُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب - خُزِنٌ (باب سَمِع) مصدر نہ وہ نمکین ہوں گے

۲: ۲۷۸ - اس آیت میں جملہ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ہ شرطیہ ہے اور جملہ خَزَائِمٌ مقدم لایا گیا ہے

= اِتَّقُوا - فعل امر - جمع مذکر حاضر - تم ڈرو، تم بچو۔ تم پر ہیزگاری اختیار کرو - اِتَّقَاءٌ - مصدر اللہ
مفعول - اللہ سے ڈرو۔

= ذَرُّوا فعل امر، جمع مذکر حاضر - ذَرُّوا (باب سَمِع و فَعَم) مصدر تم چھوڑ دو، اس مادہ سے اس معنی
میں صرف مضارع اور اس کے مشتقات ہی مستعمل ہیں۔

= مَا بَقِيَ - موصول وصلہ مل کر ذَرُّوا کا مفعول - مِنْ رَبِّو متعلق مَا بَقِيَ - اے ایمان والو اللہ سے
ڈرو اور جو کچھ سود لینا باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم ایسے مومن ہو۔

۲: ۲۷۹ = فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا جملہ شرطیہ فَأَذْنُوتُوا بِحُزْبِ بِنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ جواب شرط۔

= فَأَذْنُوتُوا - ن جواب شرط کے لئے ہے اِذْنُوتُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - اِذْنٌ وَاِذْنٌ (باب
سَمِع) مصدر - بِالشَّيْءِ - جاننا - خبر دار ہونا - ترجمہ - تو خبر دار ہو جاؤ خدا اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے
فَأَيَقِنُوا - يقين کر لو

= وَإِنْ تَبُتُمْ - جملہ شرطیہ - اور اگر تم توبہ کر لو گے یعنی قابل اعتراض باتوں سے باز رہو گے فَذَكُّكُمْ
ذُؤُسٌ آمُوا إِلَيْكُمْ جواب شرط - تو اصل زر کے تم حق دار ہو - تو تم کو تمہاری اصل زر ہی مل سکتی ہے لَا
غَيْرُ - اس سے زیادہ نہیں۔

= لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تَظْلَمُونَ (اصل سے زیادہ لے کر) تم کسی (قرض دار) پر ظلم کرو گے۔ اور نہ
(اصل کی ادائیگی میں کمی کر کے یا مال مٹول سے کام لے کر) تم پر ظلم کیا جائیگا۔

۲۸۰:۲ = وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ - إِنْ شَرَطِيهِ كَانَ فِعْلٌ نَاقِصٌ - الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ مِنْ دِينِهِ
(جس کے ذمہ قرض ہو) كَانَ کا اسم (مخذوف) ذُو عُسْرَةٍ (تنگ دست، مفلس) مضاف مضاف
الیہ۔ كَانَ کی خبر۔ اور اگر قرضدار تنگ دست ہو۔ یہ تمام جملہ شرط ہے۔

= فَظَرْفَةٌ - ف شرط کے جواب کے لئے ہے نِظْرَةٌ مصدر - مہلت دینا - انتظار - مبتدأ - جس
کی خبر مخذوف ہے اِی فعلیکم نظرة - تو تم پر اس کی فراخی تک مہلت دینا واجب ہے۔ یہ جملہ
جواب شرط ہے۔

إِلَى مَيْسَرَةٍ - فراخی تک - مَيْسَرَةٌ ضدُّ عُسْرَةٍ کی - آسانی - فراخ حالی - دولت مندی۔
= وَإِنْ تَصَدَّقُوا - داؤ عاطف اَنْ مصدر یہ تَصَدَّقُوا مضارع جمع مذکر حاضر، تم خیرات کرو۔ تم
صدقہ دو۔ تم بخش دو۔ یعنی اگر تم زر قرض بخش ہی دو۔ تَصَدَّقُوا (تَفْعَلُ) مصدر - تَصَدَّقُوا اصل
میں تَصَدَّقُوا تھا۔ اَنْ کے عمل سے نون اعرابی گر گیا۔

= إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ جملہ شرطیہ ہے جس کا جواب شرط مخذوف ہے۔ جملہ مخذوف ہوگا۔ اِنْ كُنْتُمْ
تعلمون انه خير لكم عملتموه - اگر تم جانتے ہو تے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تو تم ایسا ہی کرتے۔
۲۸۱:۲ = يَوْمًا - مفعول فیہ۔

= تُوِّجَتْ مَضَارِعٌ مَجْهُولٌ وَاحِدٌ نَوْشٌ غَائِبٌ - پورا دیا جائیگا تَوَفِيَةً (تَفْعِيل) مصدر، جس کے معنی
پورا پورا دینے کے ہیں۔

= مَا كَسَبَتْ - مَا مَوْصُولٌ، كَسَبَتْ وَاحِدٌ نَوْشٌ غَائِبٌ كَسَبَتْ (بَابٌ ضَرْبٌ) سے مصدر۔
جو اس نے کمایا۔ اس کا پورا پورا بدلہ اسے دیا جائے گا۔

= وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - جملہ حالیہ ہے كُلُّ نَفْسٍ سے۔ اور صیغہ جمع باعتبار معنی آیا ہے۔

۲۸۲:۲ = تَدَايَسْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے ایک دوسرے کو قرض دیا۔ تم نے ایک
دوسرے کو ادھار دیا۔ تَدَايَسْتُمْ (تَفَاعَل) مصدر۔ جس کے معنی ایک دوسرے سے قرض کا لین
دین کرنے کے ہیں۔ دَيْنٌ - بمعنی قرض - دَيْنٌ مَفْعُولٌ بِهِ (مَجْرُورٌ بِوَجْهِ جَرَبِ كَيْ) تَدَايَسْتُمْ -
بِدَايَسْتُمْ - تم آپس میں دین یا ادھار کا معاملہ کرو۔

= إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى - أَجَلٌ کے معنی کسی چیز کی مدت مقررہ کے ہیں۔ چنانچہ اور جگہ قرآن مجید میں ہے
أَيُّهَا الَّذِينَ قَضَيْتُمْ (۲۸: ۲۸) ان دو متعینہ مدتوں میں سے جو نسی مدت میں پوری کروں۔

موت کو بھی اجل کہا گیا ہے کہ اس کا وقت بھی معین اور مقرر ہے۔ اجل کے معنی وجہ کے بھی ہیں
مثلاً قرآن مجید میں ہے - مِنْ أَجَلٍ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ (۵: ۳۲) اس قتل کی

وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا۔
 مُسْتَسْتِی - اسم مفعول، واحد مذکر تَسْتَمِیَّةٌ (تفعیل) مصدر سے۔ جس کا نام لیا گیا ہو، جس کا نام رکھا گیا
 ہو۔ اِلَى اَجَلٍ مُّسْتَسْتِی - مقررہ یا متعین مدت کے لئے جس کی مدت نامزد کی گئی ہو۔ مطلب یہ کہ اس
 معاملہ یا سودے کی مدت بالکل صاف اور متعین ہونا چاہئے۔ گول اور محفل نہ ہے۔ جاڑوں کے زمانہ
 میں، برسات کے موسم میں دور بیع کی فصل میں، ان مبہم مدتوں کی بجائے تعین و صراحت ہونا چاہئے
 کہ فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ....

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - يَا حُرُوفِ نَدَارِ الَّذِينَ آمَنُوا مَوْصُولٌ وَصَلَةٌ لِكِرْمَادِي. إِذَا
 تَدَايَيْتُمْ بَدَّيْنِ إِلَى اَجَلٍ مُّسْتَسْتِی حَمَلَةٌ شَرْطِيَّةٌ هِيَ فَاكْتَبُوا هُوَ جَوَابٌ شَرْطٌ.
 = فَاكْتَبُوا هُوَ جَوَابٌ شَرْطٌ كَلِمَةُ هِيَ فَاكْتَبُوا هُوَ جَوَابٌ شَرْطٌ هُوَ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ
 وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ جِسْمٌ كَامْرَجٌ دَيْنٌ هُوَ جِسْمٌ كَالْأَلْسِمِ لِيْنِ دَيْنٌ زِيْرٌ بَحْثٌ هُوَ - اِي الدِّينِ
 الَّذِي تَدَايَيْتُمْ بِهِ -

= وَ لِيَكْتُبَ وَ اَوْ - عَاطِفٌ لِيَكْتُبَ فَعْلٌ اِمْرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - كِتَابَةٌ (بَابُ نَصْرِ) چاہئے کہ لکھے
 بَيْنَكُمْ - اِي بَيْنِ الدَّائِنِ وَ الْمَدْيُونِ - بَيْنِ الطَّالِبِ وَ الْمَطْلُوبِ - كَاتِبٌ - لِيَكْتُبَ
 كَا فَاعِلٌ - بِالْعَدْلِ - اِي بِالْحَقِّ - اَوْ كَاتِبٌ كُوْچَا هُوَ كَمَا ذَا اَنْ اَوْ مَدْيُونِ كَمَا دَرْمِيَانِ (دَيْنِ كَمَا
 مُتَعَلِّقٌ) تُهِيكُ مُطَّاهُكَ اِنصَافٌ سَعَى لَكَمْ - فَعْلٌ يَكْتُبُ كَا مَفْعُولٌ مَحْذُوفٌ هُوَ اِي الدِّينِ
 اَوْ اَمْرٌ اَلْمَتَدَايَيْنِ اِلَى طَرَفَيْنِ كَالدِّينِ

= وَ لَا يَأْتِ وَ اَوْ عَاطِفٌ - لَا يَأْتِ فَعْلٌ نَهْيٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - اِبَاءٌ (بَابُ فَتْحٍ) مَصْدَرٌ اَصْلٌ فِي
 يَأْتِي تَهَا - نَهْيٌ فِي يَأْتِي كُو سَاقَطٌ كَرَدِيَا - نَهْيٌ اِنْكَارٌ كَرَى - اَبِي مَادَّةٌ -
 = اَنْ يَكْتُبَ فِي اَنْ مَصْدَرِيَّةٌ

= كَمَا - كَا وَ مَ اَسْمٌ مَرْكَبٌ هُوَ - كَا تَشْبِيْهٌ كَا هُوَ - لِيَعْنِي جَيْسَا - جَيْسٌ - جَيْسٌ طَرِحٌ - اَوْ مَوْصُولٌ
 هُوَ - فَعْلٌ يَكْتُبُ فَا عَاطِفٌ كَا هُوَ يَكْتُبُ اِمْرٌ كَا صِيغَةٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - اِسْمٌ كَا مَفْعُولٌ مَحْذُوفٌ
 هُوَ - اِي اِمْرٌ اَلْمَتَدَايَيْنِ اَوْ اِمْرٌ اَلدِّينِ بَيْنِ الطَّرَفَيْنِ - بَا هَمِي لِيْنِ دَيْنِ كَرْنِيَاوَلُوْكَ كَا مَعَاوِدَةٌ بَابُ
 دَيْنٌ - تَرْجَمَةٌ - اَوْ لَكَمْ وَ اَلَا جَيْسَا كَمَا خَدَانَةُ اُسِّ سَكَّهَ اِي هُوَ - لَكَمْ سَعَى اِنْكَارٌ كَرَى اَوْ دَسْتَاوِيْرٌ
 لَكَمْ هُوَ -

= لِيَسْمَلِ - اِمْرٌ كَا صِيغَةٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ چاہئے کہ وہ لکھوائے - اِمْلَاكٌ (اِفْعَالٌ) مَصْدَرٌ
 اَمَلٌ يُمِلُّ اِمْلَاكٌ - مَضْمُونٌ كُو بُوْلٌ كَر لَكَمْ اَنَا - بَعْضُ صُوْرَتُوْكَ فِي دُوْرِي لَامٌ كُو يَأْتِي سَعَى بَدَلٌ

دیتے ہیں۔ (اس کو علم صرف میں ابدال سماعی کہتے ہیں) مثلاً اَمَلْتُ سے اَمَلَيْتُ میں نے بول کر لکھوایا۔ اور اِمْلَاكٌ سے اِمْلَاءٌ (یہاں ہمزہ قائم مقام تھی کے ہے) بول کر لکھوانا

= الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ - اسی المدیون - مقروض - جو زیر بار ہے۔ جس کے ذمہ حق (قرض) ہے
= وَلِيَّتِي اللَّهُ رَزَقَهُ - واؤ عاطفہ۔ لِيَّتِي - امر کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اِتَّقَاءُ (اِفْتِعَالُ) مصدر
يَتَّقِي اصل میں يَتَّقِي تھا۔ لام کے عمل سے تھی ساقط ہو گئی۔ چاہئے کہ وہ ڈرے۔ اللہ مفعول دَبَّهٗ
مضاف مضاف الیہ مل کر اللہ کی صفت۔

ترجمہ: اور مضمون وہ لکھوائے کہ جس پر مطالبہ ہو اور وہ (لکھوانے والا یا کاتب) اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔

= وَلَا يَبْخَسُ - واؤ عاطفہ۔ لَا يَبْخَسُ - فعل نہی واحد مذکر غائب۔ بَخَسَ - (باب فتح)
مصدر۔ اور وہ کم نہ کرے۔ (اور وہ اس میں کوئی کسر نہ کرے) یعنی لکھوانے والا یا کاتب کم نہ کرے۔ یا
لکھوائے۔

= اِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا - اِنْ شرطیہ۔ كَانَ فعل ناقص الَّذِي اسم موصول عَلَيْهِ
الْحَقُّ - صلہ موصول مل کر اسم کَانَ۔ (جس پر حق واجب ہے یعنی مدیون) سَفِيهًا خَيْرٌ كَانَ اَوْ ضَعِيفًا
خَيْرَتَانِي۔ اور اَوْ لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يُمِلَّ هُوَ - خبر سوم۔ لَا يَسْتَطِيعُ مضارع منفی واحد مذکر غائب اَنْ
مصدریہ۔ يُمِلُّ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِمْلَاكٌ (اِفْعَالُ) مصدر کہ وہ لکھوائے۔ یعنی اگر مدیون
اس قابل نہ ہو کہ وہ خود مضمون دستاویز لکھوا سکے۔ یہ سارا جملہ شرط ہے

= فَلْيَمِلْ رِزْقَهُ بِالْعَدْلِ حِوَابٌ شَرْطٌ۔ تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ (یعنی بے کم و کاست) لکھوائے
سَفِيهًا۔ بے وقوف، بے عقل۔ سَفِهَةٌ وَسَفَاهَةٌ (باب کرم) بے وقوف ہونا۔ جاہل ہونا۔
بروزن (فعیل) صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ عاجز۔ احمق۔ (ابن زید) جاہل (مجاہد) مبذر المال، فضول
خرچ (الشافعی)

ضَعِيفًا۔ ضعیف۔ سست۔ کمزور۔ ضَعْفُ (باب سَمِعَ) مصدر بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہہ
کا صیغہ ہے۔ ضعیف العقل۔ ضعیف الرائے۔ ضعیف یہاں ایک جامع لفظ ہے۔ نابالغ اور پیر
فرتوت سب اس میں آجاتے ہیں۔

= اسْتَشْهَدُ ذَا - فعل امر جمع مذکر حاضر۔ تم گواہ لاؤ۔ تم گواہ بناؤ۔ تم گواہ کرو۔ اسْتَشْهَدُ - (اسْتَفْعَالُ)
مصدر۔ جس کے معنی گواہ بنانے کے ہیں اور گواہی طلب کرنے کے ہیں شَهِدَ عَلِيٌّ (باب سَمِعَ) کسی چیز کی
گواہی دینا۔ کسی کے خلاف شہادت دینا۔ شَهِدُوا - آنکھ سے مشاہدہ کرنے والا۔ سَپَّامُ گواہ۔

= مِنْ رَجَائِكُمْ - اپنے لوگوں میں سے - صفت ہے شَهِيدَيْنِ کی ۔
 = مِمَّنْ تَرْضَوْنَ - صفت ہے رَجُلٌ وَامْرَأَتَيْنِ کی اور مِنَ الشُّهَدَاءِ بدل ہے مِنْ سے جو مِمَّنْ میں ہے - (اُن) میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے
 تَرْضَوْنَ مضارع جمع مذکر حاضر - تم پسند کرتے ہو، تم راضی ہو۔ (باب سَمِعَ) سے مصدر
 = اَنْ تَضِلَّ - اَنْ مصدر یہ ناصب فعل ہے۔ اور یہ مفعول لہ ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے
 لِذَنْ تَضِلَّ فَتَذَكَّرَ - کیوں اگر (ان دونوں میں سے ایک) بھول جائے گی تو (دونوں میں سے دوسری اس کو) یاد دلا دیگی۔ یعنی دو عورتوں کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بات بھول جائے تو دوسری اس کو یاد کرائے۔

تَضِلَّ - مضارع واحد مؤنث غائب - وہ (عورت) بھک جائے، بھول جائے، بھٹک جائے
 = تَذَكَّرَ - مضارع واحد مؤنث غائب اِتَذَكَّرَ (تفعیل) سے مصدر - وہ (عورت) یاد دلائے
 تَذَكَّرَ - منصوب ہے اس کا عطف تَضِلَّ پر ہے۔

= اِحْدَاهُمَا - ان دونوں میں سے ایک - اِحْدَى مضاف . هُمَا ضمیر تثنیہ مؤنث غائب . مضاف الیہ - فاعل ہے اور اَلْاٰخِرٰی - دوسری - پچھلی - مفعول ہے تَذَكَّرَ کا۔
 = لَا يَأْت - نفی واحد مذکر غائب - اِبَاءٌ (باب فِتْح) مصدر - اصل میں يَأْتِي مضاف - ہنسی میں سی کو ساقط کر دیا۔ نہ انکار کرے۔

= اِذَا مَا - جب کبھی - جب - جو نہیں کہ۔

= دُعُوْا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب - دُعَاءٌ (باب نَصْر) مصدر وہ بلائے گئے۔ وہ بلائے جائیں وہ پکائے گئے۔ وہ پکائے جائیں۔

= لَا تَسْمُوْا - فعل نہیں جمع مذکر حاضر - تم کاہلی نہ کرو۔ تم مت اکتاؤ۔ سَامَةٌ (باب فَتْح) ملول ہونا اکتانا۔ السَّامَةُ (س و م) کے معنی کسی چیز کے زیادہ عرصہ تک رہنے کی وجہ سے اس سے کبیدہ خاطر یا دل برداشتہ ہو جانے کے ہیں۔ اور یہ فعلاً (کسی کام کو زیادہ عرصہ تک کرنے) اور اِنْفِعَالًا (کسی چیز سے زیادہ متاثر ہونے) دونوں طرح ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ وَهَمْ لَا يَسْتَمُونَ (۴۱: ۲۳۸) اور وہ کبھی تھکتے ہی نہیں۔ نیز اور جگہ فرمایا۔ لَا يَسْتَمُّ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ (۴۱: ۲۴۹) انسان بھلائی کی دعائیں کرتا کرتا تھکتا ہی نہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے یہ

سَمِمْتُ تَكَالِيفَ الْحَيٰوةِ وَمَنْ يَعِشْ - ثَمَّ اَيْنَ حَوْلًا لَا اَبَا لَكَ يَسْتَمُّ

میں زندگی کی خوشگوار یوں سے اکتا چکا ہوں۔ ہاں جو شخص اسی کو پہنچ جائے وہ لامحالہ اکتا ہی جاتا ہے۔
 = اَنْ تَكْتُبُوْهُ - اَنْ مصدر یہ۔ تَكْتُبُوْا۔ مضارع جمع مذکر حاضر كِتَابَةٌ (باب نصر) سے مصدر
 بمعنی لکھنا۔ ۸ ضمیر مفعول بہ واحد مذکر غائب جس کا مرجع الذین یا الحق یا الكتاب ہے۔
 تَكْتُبُوْا اصل میں تَكْتُبُوْنَ تھا۔ لہذا اعرابی اَنْ ناصب کے آنے سے حذف ہو گیا ہے اَنْ تَكْتُبُوْهُ
 بتاویل مصدر لَا كَسَمُوْا کا مفعول ہے۔

= صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (خواہ وہ معادلہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دونوں تَكْتُبُوْهُ کی ضمیر ۸ سے حال ہیں
 = اِلَىٰ اَجَلٍ۔ لکھو وقت ادا کے تعین کے ساتھ (جو فریقین کے مابین طے پایا ہو) یہ بھی تَكْتُبُوْهُ
 کی ۸ سے حال ہے۔

= ذٰلِكُمْ۔ ذٰلِكَ۔ اسم اشارہ كُمْ ضمیر جمع خطاب کے لئے ہے۔ یہ۔ یہی۔ اس سے معاہدہ کی
 کتابت۔ گواہان کا تقرر۔ یا سب کچھ جو اوپر مذکور ہوا۔ مراد ہے۔

= اَقْسَطُ۔ قَسَطَ يَقْسِطُ (باب ضرب) قَسَطٌ مصدر سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے زیادہ انصاف
 کرنے والا۔ قَسَطٌ۔ انصاف میں سے ہے۔ اس کے معنی ظلم کرنے کے بھی آتے ہیں اور انصاف کرنے
 کے بھی۔ یہاں اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے ہوں گے قَسَطَ يَقْسِطُ
 فَهُوَ قَاسِطٌ۔ بمعنی ظلم کرنا۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے وَ اَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا
 (۱۵:۷۲) اور جو گنہگار ہوئے وہ دوزخ کا ایندھن بنے۔ لیکن جب اَقْسَطَ يَقْسِطُ فَهُوَ مُقْسِطٌ
 (افعال) سے آئے۔ تو اس کے معنی ہوں گے اس نے انصاف کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَ اَقْسَطُوْا
 اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (۹:۴۹) اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے
 = اَقْوَمٌ۔ بہت درست رکھنے والا۔ زیادہ درست، زیادہ سیدھا۔ قِيَامٌ مصدر باب نصر۔ بمعنی
 راست ہونا۔ افعال التفضیل کا صیغہ ہے۔

= اَذْنٰی۔ نزدیک تر۔ کم تر۔ رذیل تر۔ اَقْصٰی (زیادہ دور) کے مقابل آئے تو اَذْنٰی کے معنی نزدیک تر
 ہوں گے۔ اکثر (زیادہ) کے مقابل آئے تو یعنی کمتر۔ جیسے وَلَا اَذْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرُ (۵۸:
 ۷) اور نہ اس سے کم نہ زیادہ۔ اَكْبَرُ (زیادہ بڑا) کے مقابل آئے تو یعنی اَصْغَرُ (بہت چھوٹا) جیسے
 وَ لَسَدٌ يَّقْنَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الَّذِیْ دُوْنَ الْعَذَابِ الَّذِیْ كَبُرَ (۲۱:۳۲) اور ہم ان کو اقیامت
 کے بڑے عذاب کے سوا چھوٹے (کمتر) عذاب کا بھی مزہ چکھائیں گے۔ اور خیر کے مقابل رذیل تر کے
 معنی میں جیسے اَلْسَبْدُ لَوْنٌ اَلَّذِیْ هُوَ اَذْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ (۶۱:۲) تو اس (موسیٰ علیہ السلام)
 نے کہا کہ مہلکہ بہتر چیز چھوڑ کر ان کے بدلے ناقص (رذیل تر) چیزیں کیوں لیتے ہو۔

یہ دانی اور دانی کا اسم تفضیل ہے۔

== اَلَا تَتَوَتَّأُوْنَ اَلَا اَصْلٌ مِّنْ اَنْ لَا تَهَا رَانَ مَصْدَرٌ لَّا نَافِيَهُ نُونٌ كَالَامٍ مِّنْ اِدْغَامٍ كَرَدِيَا كِيَا -
لَا تَتَوَتَّأُوْنَ - مضارع منفی جمع مذکر حاضر - تم شک میں نہ پڑو - تم شبہ میں نہ پڑو - اِدْتِيَابٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر
عس کے معنی شک کرنا اور دوسرے کو متہم سمجھنا ہے - کہ تم شبہ میں نہ پڑو -

اَدْنَى اَلَا تَتَوَتَّأُوْنَ - یہ دفع شبہ کے لئے سہل ترین یا قریب ترین (طریقہ) ہے ای اقرب
الی انتفاء - دیکھو و شکم - یعنی اس طرح تم قرص کی رقم اس کی شہادت اس کی میعاد کے متعلق
کس قسم کے شک و شبہ سے بچے رہو گے۔

== اَلَا - استنثار منقطع - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بَيْنَ إِلَى أَجَلٍ مَّسْمِيًّا فَالْكَتُبُوا
مستثنیٰ منه اور اَلَا حرف استنثار اور اَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ مستثنیٰ
ان کے درمیان کا کلام جملہ مقررہ ہے۔

== اَنْ تَكُونَ - اَنْ مصدریہ تَكُونَ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ - اَنْ تَكُونَ میں ضمیر اسم ہے
ای المعاملة - رای الا ان تكون المعاملة تجارة حاضرة - مگر جبکہ معاملہ دست بدست تجارت
کا ہو، تجارة حاضرة - موصوف و صفت مل کر خبر تَكُونَ کی - (اور بدیں وجہ منصوب ہے) تُدِيرُونَهَا
بَيْنَكُمْ صفت ثانی ہے تجارة کی - اور صفت اول حاضرة ہے

== تُدِيرُونَهَا - تُدِيرُونَ - جمع مذکر حاضر - تم پھرتے ہو - اِدَارَةٌ (باب افعال) مصدر معنی گھمانا
چکر دینا - پھرانا - هَا ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب (جس کو تم آپس میں پھرتے پھرتے ہو - مراد یہاں ہاتھوں
ہاتھ لین دین ہے۔

== جُنَاحٌ - گناہ - مضاف - حرج - جُنَاحٌ جُنُوحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے
کے ہیں - اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے مائل کر دے اور دوسری طرف جھکا دے جُنَاحٌ سے
موسوم ہوا - اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔

== اَلَا تَكْتُبُوْنَ هَا - اَلَا مرکب ہے اَنْ مصدریہ اور لَّا نافیہ سے - لَّا تَكْتُبُوْنَ اَمْضَارِعٌ منصوب
بوجہ عمل اَنْ جمع مذکر حاضر - هَا ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب جس کا مرجع تجارة ہے (مراد
معادہ تجارت ہے) مطلب یہ کہ اگر تجارت حاضرہ ہے - دست بدست لین دین اور نقد بقدر
ہے تو اس صورت میں معاہدہ تجارت نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

== وَ اَشْهَدُ اِذَا تَبَايَعْتُمْ - اور جب آپس میں خرید و فروخت کرتے ہو تو گواہ بنا لیا کرو - جمہور کے
مزدبک یہ امر استجبانی ہے یعنی بہتر ہے کہ گواہ بنا لیا کرو - گواہ بنانے اور اس میں رعایت کا ذکر اوپر

- بیان ہو چکا۔ یہ عام خرید و فروخت کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔ فروخت نقد قیمت پر ہو یا ادھار
- اَشْهَدُوا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِشْعَادُ (اَفْعَالٌ) مصدر۔ گواہ کر لیا کرو، گواہ کر لو۔
- = تَبَايَعْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ تَبَايَعٌ (تَفَاعُلٌ) مصدر جس کے معنی باہمی خرید و فروخت کرنے کے ہیں۔ تَبَايَعْتُمْ۔ باہمی خرید و فروخت کرو۔
- = لَا يُضَادُّ۔ فعل نہی مجہول واحد مذکر غائب۔ ضَادٌّ وَمُضَادٌّ (مَفَاعَلَةٌ) تکلیف زدہی جائے دکھ نہ پہنچایا جائے۔ ضرر مادہ۔
- = شَهِدُوا۔ شاہد۔ گواہ۔ کسی چیز کے مشاہدہ کرنے والے کو بھی شہید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے شہید وہ ذات ہے جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ اور شرع میں شہید وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو۔
- = وَإِنْ تَفَعَّلُوا جملہ شرطیہ ہے۔ اِیْ دَانَ تَفَعَّلُوا الضَّرَارُ اِذَا مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ اِذَا تَمَّ كَاتِبٌ يَا كُتَابًا كُتُوبًا تَكْلِيفٌ پہنچاؤ گے یا جس بات سے تمہیں منع کیا گیا ہے اسے کرو گے۔
- = فَإِنَّهُ فَسُوْكُمْ بِكُمْ۔ ت جواب شرط کے لئے ؕ اِیْ ذَلِكِ الْفِعْلِ فَسُوْكُمْ۔ (باب نصر) مصدر نافرمانی کرنا۔ گناہ کرنا۔ جواب شرط۔ تو یہ فعل تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔
- وَ اتَّقُوا اللَّهَ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بابت ان امور کے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور جن سے اس نے منع کیا ہے۔ اِیْ فِيمَا مَرَكَدَ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ۔
- = وَ يَعْلَمُكُمْ اللَّهُ۔ اور اللہ تمہیں احکام بتاتا ہے جن میں تمہاری مہلتی ہے۔
- = وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔
- صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں =
- ” لفظ اللہ کو تین بار تین جملوں میں ذکر کیا۔ کیونکہ ہر جملہ اپنا خاص مقصد رکھتا ہے۔ پہلے جملہ میں ترغیب تقویٰ ہے۔ دوسرے جملہ میں وعدہ انعام ہے اور تیسرے جملہ میں اللہ کی عظمت شان کا اظہار ہے۔“
- ۲: ۲۸۳ = وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا۔ اِنْ شَرْطِيَّةٌ هِيَ اِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ۔
- جملہ شرط ہے۔ وَاوْ عاطفہ اور جملہ لَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا معطوف ہے جس کا عطف فعل شرط پر ہے (اور اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے)
- = فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً۔ موصوف و صفت ل کر مفعول مالم لیسیم فاعل فعل مندوف کا اِیْ فَلْيُوْخَذْ رِهْنٌ مَّقْبُوضَةٌ۔ (تو گروی کے طور پر کوئی چیز قبضہ میں ل جائے یعنی قرض لینے والا قرض دینے والے کو کوئی چیز بطور رہن دیوے) یہ جملہ جواب شرط ہے۔

= فَإِنْ آمِنَ بَعْضُكُمُ بَعْضًا - جملہ شرط ہے آمِنَ ماضی واحد مذکر غائب آمِنُ اَمَانَةٌ - اَمَانٌ - مصدر میں اور ان سب کے معنی کبھی حالت امن کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔ قرآن مجید میں ہے وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ (۸: ۲۷) یعنی وہ چیزیں جن پر تم امین مقرر کئے گئے ہو ان میں خیانت نہ کرو۔

آمِنَ يَأْمِنُ (باب سَمِعَ) آمِنٌ وَاَمَانَةٌ کسی کو امین بنانا (امانت دار بنانا) کسی پر اعتبار کرنا ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو امانت دار بنائے یعنی اس کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے۔

= فَلَیُؤَدِّ الَّذِي تَ جَوَابِ شَرْطِ كَ لَمْ - لِيُؤَدِّ فَعْلٌ اَمْرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ تَأْدِيَةٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر - پس چاہئے کہ وہ ادا کرے - اَدَى يَأْدِي (باب ضَرْبٌ) اَدَى اور اَدَى يُؤَدِي تَأْدِيَةً (تَفْعِيلٌ) ادا کرنا - اَدَى مَادَةٌ

= اَوْ تَمِنَ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب اِئْتَمَانٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر جس پر اعتبار کیا گیا ہو۔ جس کو امانت دار بنایا گیا ہو۔ جس کو امین بنایا گیا ہو۔ اَمَانَةٌ جو چیز اس کی امانت میں رکھی گئی ہو فَلَیُؤَدِّ الَّذِي اَوْ تَمِنَ اَمَانَتَهُ - جَوَابِ شَرْطِ

= وَ لِيَتَّقِيَ اللّٰهَ رَبَّهٗ - قَاوُ عَاطِفٌ لِيَتَّقِيَ - اَمْرٌ كَا صِيغَةٌ وَاحِدَةٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - لَامٌ لَامٍ اَمْرٌ - يَتَّقِي اَصْلٌ مِّنْ يَتَّقِي تَقَاتًا - بوجہ لام امری کو ساقط کر دیا گیا اِتِّقَاءٌ (اِفْتِعَالٌ) وَقَى مَادَةٌ - اور چاہئے کہ وہ ڈرتا ہے اللہ سے جو اس کا رب ہے۔

= لَا تَلْتَمِزُوا - فَعْلٌ نَهْيٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - كَتَمْتُ وَ كِتْمَانٌ مصدر (باب نَصْرٌ) معنی چھپانا پوشیدہ رکھنا - تم مت چھپاؤ۔

= وَمَنْ يَكْتُمْهَا - مَنْ شَرْطِيَّةٌ - يَكْتُمُ مَضَارِعٌ مَجْزُومٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - كَتَمْتُ (باب نَصْرٌ) مصدر - هَا ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ مَوْثُ غَائِبٌ جِسْمٌ كَامِرٌ جَمْعُ الشَّهَادَةِ ہے اور جو شخص اسے چھپایا جملہ شرط ہے۔

= فَإِنَّهُ اٰتَمُّ قَلْبًا - فَإِنَّهُ مِثْلُ ضَمِيرٍ وَاحِدٍ مَذْكَرٌ غَائِبٌ كَامِرٌ جَمْعٌ مَنْ هُوَ اٰتَمُّ اسْمٌ فَاعِلٌ كَا صِيغَةٌ وَاحِدَةٌ مَذْكَرٌ هُوَ - اٰتَمُّ (باب سَمِعَ) مصدر سے - گناہ کرنے والا گنہگار - قَلْبُهُ - مضاف مضاف الیه - ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ مَنْ كَ لَمْ هُوَ - اٰتَمُّ خَبْرٌ مَقْدَمٌ اَوْرُ قَلْبُهُ مَبْدَأٌ مَوْخَرٌ ہے اور پورا جملہ اِنَّ کی خبر ہے۔ فَإِنَّهُ اٰتَمُّ قَلْبًا - جملہ جواب شرط ہے ترجمہ: اور جو شخص اس کو (یعنی شہادت کو) چھپاتا ہے تو اس کا دل یقیناً گنہگار ہے۔

۲۸۴:۲ = اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ يَنْزِلُ بِهِ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ يَوْمَ تُنْفَخُ الْأَشْجَارُ وَمَأْتِي السَّمَاءُ كالدُّخَانِ ۗ يَوْمَئِذٍ تُعَذِّبُ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَمَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ يَنْزِلُ بِهِ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ يَوْمَ تُنْفَخُ الْأَشْجَارُ وَمَأْتِي السَّمَاءُ كالدُّخَانِ ۗ يَوْمَئِذٍ تُعَذِّبُ الْمُجْرِمِينَ ۗ

مؤخر۔ اللہ خبر مقدم۔ جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔
 = دَانَ تَبْدُؤًا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُا ۖ إِنَّ شَرْطِيَّةَ تَبْدُؤًا مَضَارِعَ كَاصْفَعِ جَمْعِ نَذْرٍ حَاضِرٍ

اسل میں تَبْدُؤًا تَمَّأ۔ نون عامل (حرف شرط) کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ اِنْدَاءُ (اِفْعَالٌ) مصدر
 تم ظاہر کرو۔ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ۔ اسم موصول وصلہ مل کر تَبْدُؤًا کا مفعول۔ مراد اس سے انسان کی قلبی
 بیماریاں مثلاً۔ نفاق۔ دکھاوٹ۔ بیجا تعصب۔ دنیا کی محبت۔ غصہ۔ غرور۔ آرزو۔ حرص۔

ترک توکل۔ ترک صبر۔ حسد۔ کینہ وغیرہ۔ ہیں (تفسیر مظہری)

أَوْ تُخْفَوُا اس کا عطف جملہ سابقہ پر ہے۔ ضمیر واحد نکر غائب مراد مَا فِي أَنْفُسِكُمْ ہے

سارا جملہ شرط ہے يُحَاسِنُكُمْ بِهِ اللَّهُ جواب شرط۔

= يُحَاسِنُكُمْ ۖ مَضَارِعَ مَجْرُومٍ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ ۖ مُحَاسِنَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر۔ كُمْ ضمير

مفعول جمع نکر حاضر۔ وہ تمہارا حساب لیگا۔ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لیگا۔ یہ میں ۶ ضمیر
 واحد نکر غائب کا مرجع مَا فِي أَنْفُسِكُمْ ہے۔

= فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۖ يَغْفِرُ ۖ مَضَارِعَ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ مَخْفُوءٌ (بَابُ ضَرْبٍ) مصدر۔

وہ بخش دے گا۔ یا بخش دیتا ہے۔

= لِمَنْ يَشَاءُ ۖ يَشَاءُ ۖ مَضَارِعَ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ فَشِيَّةٌ (بَابُ فَتْحٍ) مصدر۔ جسے وہ چاہتا

= قَدِيرٌ ۖ صِفَتٌ مَشْبَهَةٌ كَاصْفَعِ ۖ قَدِيرٌ ۖ اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہے

کرے۔ اسی لئے اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیر نہیں کہہ سکتے۔ البتہ قادر عام ہے (راغب)

۲۸۵:۲ = آمَنَ ۖ مَاضِيٌ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ اِيْمَانٌ (اِفْعَالٌ) مصدر۔ وہ ایمان لایا۔ ا م ن مَادٌ

= آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ..... وَرُسُلِهِ

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائے اس پر جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا۔ یعنی

(قرآن مجید) اور مومنین (بھی ایمان لائے) یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر..... اور اس کے پیغمبروں

کُلٌّ اس میں مضاف الیہ محذوف ہے۔ تنوین اس کے عوض ہے۔ کُلٌّ اِیْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ

ان میں سے ہر ایک۔ (یعنی المؤمنین میں سے ہر ایک۔ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ)

علامہ پانی پتی اس آیت کی ترکیب کے متعلق رقمطراز ہیں

کُلٌّ ان میں سے ہر ایک۔ مضاف الیہ محذوف ہے تنوین اس کے عوض ہے۔ بیضاوی نے لکھا

کہ الْمُؤْمِنُونَ کا عطف یا الرَّسُولُ پر ہے اس صورت میں وہ ضمیر مضاف الیہ جس کی جگہ تنوین لائی

گئی ہے الرَّسُولُ اور الْمُؤْمِنُونَ دونوں کے مجموعہ کی طرف راجع ہوگی یا المؤمنون مبتدا ہے اس وقت ضمیر مضاف الیہ صرف الْمُؤْمِنُونَ کی طرف راجع ہوگی اور کُلُّ اپنی خبر کے ساتھ مل کر المؤمنون کی خبر ہوگی اس صورت میں اَمَّنَ کا فاعل تنہا الرَّسُولُ ہوگا۔

عظمتِ شانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے اَمَّنَ کی نسبت صرف الرَّسُولُ کی طرف کی گئی ہے۔ یا اس وجہ سے تنہا ایمان رسول کا ذکر کیا گیا ہے کہ رسول کا ایمان مشاہدہ اور معاہدہ کے ساتھ تھا۔ اور دوسرے لوگوں کا ایمان نظری اور استدلالی تھا۔

بظاہر ط کا وقف الْمُؤْمِنُونَ کے فوراً بعد یہ بتا رہا ہے کہ المؤمنون کا عطف الرسول پر ہی ہے اور یہ اگلے جملہ کا مبتدا نہیں ہے۔

= كُتِبَہ - مضاف مضاف الیہ۔ اس کی طرف سے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اتاری ہوئی کتابیں صحیفے۔ ہدایتیں۔ نوشتے وغیرہ۔

= لَا نَفْرَقُ۔ ای ویقولون لا نفرق... الخ لَا نَفْرَقُ مضارع منفی کا صیغہ جمع متکلم۔

تَفْرِيقُ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ فرق مادہ۔ ہم تفریق نہیں کرتے ہیں (کہ کسی پیغمبر کو سچا اور کسی کو جھوٹا کہیں بلکہ سب کو سچا کہتے ہیں)۔

= بَيْنَ أَحَدَيْنِ رُسُلِهِم - أَحَدٍ یہاں جمع کے معنی میں آیا ہے اسی لئے اس پر بَيْنَ داخل ہوا۔ کیونکہ بَيْنَ ایسے اسم پر داخل ہوتا ہے جو کثرت پر دلالت کرتا ہو۔ ہم بَيْنَ قَوْمٍ کہیں گے بَيْنَ زَيْدٍ نہیں کہیں گے۔

= وَقَالُوا - اس کا عطف اَمَّنَ پر ہے یعنی سب ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں

= سَمِعْنَا - ماضی جمع متکلم سَمِعَ (باب سَمِعَ) مصدر سے۔ ہم نے سنا۔ ہم نے سمجھا۔

= وَأَطَعْنَا - وَاذْ عَاطِفٌ - أَطَعْنَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ إِطَاعَةٌ (باب افعال) مصدر۔

= عَفْرَانِكَ رَبَّنَا - اس سے قبل نَسَلِكَ محذوف ہے، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، ہم تجھ سے مانگتے

مانگتے ہیں۔ عَفْرَانِكَ مضاف مضاف الیہ۔ عَفْرَانٌ (باب ضَرَبَ) مصدر۔ تیری بخشش۔ لے

ہمارے رب، ہم تجھ سے تیری بخشش مانگتے ہیں۔

عَفْرَانَ بوجہ فعل محذوف کے مفعول ہونے کے منصوب ہے۔

= الْمَصِيرُ - اسم ظرف مکان و مصدر۔ صَيَّرَ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔ لوٹ کر آنا۔

حاضر ہونا۔ مائل ہونا۔ آیتہ نداء میں بطور مصدر استعمال ہوا ہے اور بطور مصدر ہی قرآن مجید میں اور جگہ

آیا ہے اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَآلَيْنَا الْمَصِيْرُ (۵۰: ۲۳) تحقیق ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

بلور اسم ظرف مکان قرآن مجید میں ہے حَبِيْبُهُمْ جَهَنَّمُ لِيُصَلُّوْا نَهَا وَيَسْتَسِ الْمَصِيْرُ (۵۸: ۸) اے پیغمبر ان کو دوزخ (جہنم) میں داخل ہوں گے۔ سو وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَيَسْتَسِ الْمَصِيْرُ (۶۴: ۶) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

(۲۸۶: ۲) لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ جملہ مستانفہ ہے لَا يُكَلِّفُ۔ مضارع منفی واہ مذکر غائب تَكَلِّفٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر۔ اللہ تکلیف نہیں دیتا نَفْسًا۔ اسم مفعول واحد مؤنث منصوب کسی جان کو۔ کسی شخص کو۔ اِلَّا حرف استثناء وُسْعًا۔ مضاف مضاف الیہ۔ وُسْعٌ طاقت سمائی۔ قدرت ہا ضمیر واحد مؤنث غائب جو نفس کی طرف راجع ہے۔ اللہ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا (ذمہ وار نہیں بناتا) مگر اس کی بساط کے مطابق۔

= لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ لَهَا میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ جو نفس کی طرف راجع ہے جو (اچھی) کمائی اس نے کی (اس کا فائدہ) اسی کو ملیگا اور جو (برائی) اس نے کی (اس کا بوجھ) اسی پر ہوگا۔

فائدہ ۴۔ یہاں خیر کے لئے کسب کا لفظ اور شر کے لئے اکتساب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سو جانتا چاہئے کہ اکتساب افعال کے وزن پر ہے اور اس میں کوشش اور طلب کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا نیکی کا بدلہ تو بہر حال ملیگا تو وہ اس کی تحصیل میں کوشش صرف کی گئی ہو یا نہیں۔ لیکن بدی کی پاداش صرف اس صورت میں ملے گی جب اس کی تحصیل میں طلب اور کوشش شامل ہو۔

= رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا۔ الخ اس عبارت کا عطف قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا الخ (آیت ۲۸۵) پر ہے یا اس سے قبل فعل قُولُوا مقدر ہے اور تکریر کلام یوں ہے۔ قُولُوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا۔ الخ اللہ تعالیٰ نہایت کرم نوازی سے اپنے بندوں کو تعلیم دیتا ہے کہ مجھ سے یوں دعا کیا کرو۔ مجھ سے یوں مانگا کرو تاکہ میں تمہیں تمہاری لغزشوں اور خامیوں سے درگزر کرتے ہوئے تمہاری توقعات سے بڑھ کر عطا کروں۔

= لَا تُؤَاخِذْنَا۔ فعل نہی واحد مذکر حاضر مُؤَاخِذَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) مصدر۔ جس کے معنی گناہ پر پکڑنے اور گرفت کرنے کے ہیں نا ضمیر مفعول جمع متکلم تو ہمارا مؤاخذہ نہ فرما۔ تو ہمیں نہ پکڑ۔

= اِنْ لَّمْ يَنْتَهِبُوا۔ اِنْ شرطیہ ہے لَمَّا فعل ماضی جمع متکلم (باب سمع) مصدر۔ اگر ہم بھول جائیں

== اَوِ اَخْطَاْنَا۔ اَوْ حَرْفِ عَطْفٍ ہے یا کے معنی دیتا ہے اَخْطَاْنَا ماضی جمع متکلم اِخْطَاءً (اِفْعَالٌ) مصدر یا ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔

== لَا تَحْمِلُنَا عَلَيْنَا۔ لَا تَحْمِلُنَا فَعْلٌ نَهَى وَاحِدٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ۔ حَمَلٌ (بَابُ ضَرْبٍ) مصدر۔ توہم پر بوجھ نہ ڈال۔

== اِصْرًا۔ بھاری بوجھ۔ اصل میں اِصْرٌ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک دے۔ یہاں مراد تکلیف شاقہ اور سخت اور دشوار امور سے ہے۔ اِصْرٌ۔ اس عہد موکد کو بھی کہتے ہیں جو خلاف ورزی کرنے والے کو ثواب اور خیرات سے روک دے جیسے قرآن مجید میں ہے: عَاقِرَتْكُمْ وَاخَذَتْكُمْ عَلَيَّ ذَلِكُمْ اِصْرِي۔ (۳: ۸۱) مہلک تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا پختہ عہد لیا۔

== لَا تُحْمِلُنَا۔ فعل نہی واحد مذکر حاضر تَحْمِيلٌ (تَفْعِيلٌ) نَا ضمیر متکلم مفعول۔ توہم پر بار نہ ڈال توہم پر بوجھ نہ ڈال۔ توہم سے نہ اٹھوا۔

== مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ۔ مَا۔ موصولہ ہے اور اگلا جملہ اس کا صلہ۔ لَا لَفْظِي جِنْسٍ کا ہے اور اس کے عمل سے طَاقَةٌ مَبْنِي بَرَفْتَةٌ۔ یہ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب حَمَلٌ کی طرف راجع ہے لَا تُحْمِلُنَا اِی لَا تَحْمِلُنَا بِحَمَلٍ۔

== وَاعْفُ عَنَّا۔ وَاوُ عَاطِفٌ۔ اعْفُ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر عَفْوٌ۔ (بَابُ نَصْرِ) مصدر سے عَفَا۔ يَعْفُو عَفْوًا اس کا استعمال جب کسی کے جرم کو معاف کرنے کے لئے ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بدریوعن ہوتا ہے (اے پروردگار ہمارے) تو ہمارے گناہ بخش دے۔ ہمارے جرم معاف کر دے۔ ہمارے گناہ مٹا دے۔ ہمیں معاف کر دے۔

عَفْوٌ کے معنی بچے ہوئے مال کے بھی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے یَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوُ۔ (۲: ۲۱۹) اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے۔ یعنی وہ خرچ کرو جو اپنے عیال کے نفقہ سے بچ ہے۔

عَفْوٌ مصدر (بَابُ نَصْرِ) معنی زیادہ ہونے کے بھی ہیں مثلاً جو چیز زیادہ اور گھنی ہو جاتی ہے تو بولتے ہیں عفا النسی۔ قرآن مجید میں ہے ثُمَّ بَدَلْنَا مَا كَانَتِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا (۹۵: ۷) پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ (مال و اولاد میں) زیادہ ہو گئے۔ یہاں عَفَوْا بمعنی كَثُرُوا آیا ہے۔

== وَاعْفِرْ لَنَا۔ وَاوُ عَاطِفٌ اِعْفِرُ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ عَفِرٌ (بَابُ ضَرْبٍ) سے مصدر

تو بخش دے۔ تو معاف کر دے۔ اصل میں عَفْوٌ۔ ایسے لباس پہننا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندگی اور میل سے محفوظ رکھ سکے۔ مغفرت الہی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی اعتبار سے عفو کا استعمال معاف کرنے اور بخش دینے کے معنی میں ہوتا ہے۔

مِغْفَرٌ ڈھال کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی دشمن کے وار سے بچاتی ہے۔

== وَارْحَمْنَا۔ واؤ عاطف۔ اِرْحَمْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ رَحْمَةٌ (باب سمع) مصدر۔ نا

ضمیر مفعول جن متکلم اور (اے ہمارے پروردگار) تو ہم پر رحم کر

== مَوْلَانَا۔ مضاف مضاف الیہ۔ ہمارا مولیٰ۔ کار ساز۔ مددگار



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ اِلْعَمْرٰنِ

(۳-۲۲) الْحَقُّ - اللہ تعالیٰ کے اسمِ حسنیٰ میں ہے حیاتاً سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے
 الْقَيُّوْمُ مَدُّ طِ قَامٌ بِالذَّاتِ - ہر شے کو قائم رکھنے والا - دیکھو - ۲: ۲۵۵
 (۳: ۳) = اَلْكِتٰبِ - الْقُرْآنِ ، بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ - صاحبِ مینار القرآن لکھتے ہیں کہ :-
 حق کا جو مفہوم علامہ رابع اصفہانی نے بیان کیا ہے وہ بہت جامع اور لطیف ہے ۔
 لکھتے ہیں الحق للفعل والقول : الواقع بحسب ما يجب وقد رما يجب وفي
 الوقت الذی يجب - یعنی کوئی قول اور فعل اس وقت حق کہلاتا ہے جبکہ وہ اس طرح پایا جائے
 جیسے چاہئے اس انداز سے پایا جائے جتنا مناسب اور موزوں ہو اور اس وقت پایا جائے جب کہ اس
 کی ضرورت ہو۔

قرآن کو بالحق کی صفت کے ساتھ متصف کر کے اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح
 فرمادیا کہ قرآن آیا اور ایسی آن بان سے آیا جو اس کی شایانِ شان تھی - اور ایسے دلائل و براہین کے مزین
 ہو کر آیا جن کو عقل سلیم ماننے پر مجبور تھی - اور عین اس وقت آیا جب کہ ہر طرف گھپ اندھیرا چھا
 چکا تھا - اور انسانیت کا کاروان دشتِ حیرت و ضلالت میں بھٹک رہا تھا اور اس وقت
 کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آیا - جب عقلِ انسانی اپنی طفولیت کی حد عبور کر کے فکر و نظر کی
 وادی میں قدم رکھ چکی تھی - اور انسان کے حواس کو مرعوب کرنے والے معجزات سے کہیں زیادہ عقل
 و خرد کو مطمئن کرنے والی آیاتِ بینات کی ضرورت تھی -

سبحان اللہ کیا اعجاز ہے بالحق کے ایک لفظ میں معانی کا سمندر کوزے میں بند
 کر کے رکھ دیا ہے -

(۳: ۴) = اَلْمُزْتَقٰنِ - فَرَقَّ سے ہے لیکن وسیع المعانی ہے - حق و باطل میں فرق کر نیوالا -
 یہاں الفرقان کے متعلق علماء سے مختلف اقوال منقول ہیں - قتادہ اور ربیع بن انس نے قرآن لیا

امام رازیؒ کے نزدیک وہ معجزات مراد ہیں جن سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔
 بعض کے نزدیک وہ دلائل ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں بعض متاخرین نے
 اس سے عقل مراد لی ہے۔ امام ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ ان کے نزدیک بہترین قول یہ ہے کہ بہ
 الفصل بین الحق والباطل یعنی حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہا جاتا ہے۔ روح
 المعانی میں ہے الفرقانُ اِنَّهُ الْقُرْآنُ فَرَقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَاحِلٌ فِيهِ حَلَالٌ وَ
 حَرَامٌ حَرَامٌ وَشَرٌّ شَرٌّ وَحَدٌّ وَحَدٌّ وَرُفُؤٌ وَرُفُؤٌ وَبَيْنَ بَيَانٍ وَبَيَانٍ وَامْرٌ وَبَطْءٌ
 وَنَهْيٌ عَنِ مَعْصِيَتِهِ وَذِكْرٌ بِهَذَا الْعَنْوَانِ بَعْدَ ذِكْرِهَا بِاسْمِ الْجِنْسِ تَعْظِيمًا لِشَأْنِهِ
 وَرَفْعًا لِمَكَانِهِ۔

اسم جنس کی حیثیت سے ذکر کرنے کے بعد اس عنوان (الفرقان) سے قرآن کو دوبارہ اس کی تعظیم شان اور
 رفع مکان کے لئے ذکر کیا گیا ہے

= عَزِيزٌ۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ غالب۔ زبردست۔ قوی۔ گرامی قدر۔ عَزَّةٌ سے
 فَعِيلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔

= ذُو انْتِقَامٍ۔ صاحب انتقام۔ جو انتقام پر قادر ہو۔ انتقام۔ سزا دینا۔ بدلہ لینا۔ غلبہ پانا۔ بروزن اِنْتَعَالٌ
 مصدر ہے نَفَمَ سے جس کا معنی کسی شے کو بُرا سمجھنا۔ کبھی زبان کے ساتھ عیب لگانے اور کبھی عقوبت
 (سزا دینا) کے لئے بولا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے)

۳: ۶ = الْحَكِيمُ۔ حکمت والا۔ بروزن فَعِيل صفت کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے

۳: ۷ = مُخَلَّمٌ۔ اسم مفعول جمع مَوْنٌ۔ مُخَلَّمَةٌ۔ مفرد اِحْكَامٌ۔ مصدر (افعال) نَجْمَةٌ۔ درست
 جن کے معانی اور الفاظ میں اجمال اور اشتباہ نہ ہو۔ لفظ اپنے معانی پر واضح دلالت کرتا ہو اور غیر مراد کا احتمال نہ ہو
 = اٰخِرٌ۔ اٰخِرِيٌّ کی جمع جو اٰخِرٌ کی تائید ہے

= مُتَشَابِهٌ۔ اسم فاعل جمع مَوْنٌ۔ مُتَشَابِهَةٌ مفرد۔ قرآن حکیم میں متشابہات سے کیا مراد ہے
 اس کے معنی کی تشریح علماء نے مختلف طور پر کی ہے عام فقہانے لکھا ہے کہ اگر ظاہراً مراد کا علم نہ ہو سکے تو
 وہ متشابہ ہے۔

= نُوْطٌ۔ تفسیر بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت مھتانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع رسالہ موسوم
 بدرسالۃ التواجب بما يتعلق بالتشابه تخریر فرمایا ہے جو از حد مفید ہے اور آل عمران کی تفسیر میں حاشیہ پر مندرج ہے

= ذَيْبٌ۔ کبھی۔ حق سے روگردانی۔ ذَائِعٌ يَزِيغُ کا مصدر ہے۔

= اِبْتِغَاءٌ۔ چاہنا۔ تلاش کرنا۔ مصدر ہے بَعِيٌّ سے۔ باب افتعال۔ یعنی کے اصل معنی کسی چیز کی طلب

میں درمیان روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا کہے ہیں خواہ وہ تجاوز کر سکے یا نہ کر سکے۔ یعنی دو قسم پر ہے
(۱) محمود یعنی عدل و انصاف کی حد سے آگے نکل کر مرتبہ احسان حاصل کرنا۔ فرض کی حد سے تجاوز کر کے نوافل
بجالانا۔ (۲) مذموم یعنی حق سے تجاوز کر کے باطل یا شبہات میں واقع ہونا۔ زنا کو بھی یعنی کہتے ہیں کہ اس
میں حدود عفت سے تجاوز کے معنی پائے جاتے ہیں۔

== تَادِيلٌ - اَدْلٌ سے بروزن تَفْعِيلٌ مصدر ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنے کے ہیں اسی لئے مرجع
اور جائے بازگشت کو مَوْتِلٌ کہتے ہیں۔ کسی شے کو خواہ وہ نئی علم ہو یا فعل اس کی اصلی مراد کی طرف لوٹانے کا نام تادیل
ہے۔ علم کی مثال وَمَا يَعْلَمُ تَادِيلُهُ اِلَّا اللّٰهُ۔ (اور اس کی تادیل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا) اور فعل کی مثال
هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا تَادِيلَهُ۔ (۵۳:۷) اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ
انجام سامنے آجائے۔ الخ۔

تادیل - تفسیر - تشریح - تعبیر - کل بیٹھنی - بیان - حقیقت - ٹھیک پڑنا۔ انجام کار قیامت جیسے کہ
(۵۳:۷) میں اس معنی میں آیا ہے۔

== آیتہ ہذا میں اللہ پر وقف ہے وَالرَّاسِخُونَ سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔
۸:۳ = لَا تَزُخْ - دیکھو ذَنْبٌ آیتہ مندرجہ بالا (۳:۷) فعل نہیں۔ واحد مذکر حاضر۔ تو کج نہ کرے تو نہ پھیر
= هَبْ - واحد مذکر حاضر۔ امر - وَهَبٌ - هِبَةٌ مصدر۔ باب فتح۔ تو عطا کر۔ تو بخشش کر۔
وَقَابٌ۔ بالغہ کا صیغہ ہے بہت عطا کرنے والا۔ بہت زیادہ بخشش کرنے والا۔ اس سے قبل اِنَّ اَنْتَ اَوْ
لَكَ اور اَنْتَ کو لاکر اللہ تعالیٰ کی صفت داہرہ میں سخت تاکید پیدا کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہوگا: یَقِينًا وَّ بَابِ
تَوْتُوہی ہے۔

۹:۳ = اَلَيْعَازُ - وعدہ - ظرف زمان بھی ہے وقت وعدہ۔

۱۰:۳ = لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ - نفی تاکید ملن۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ اَلْغَنَى - تو نگرہی۔ بے
نیازی۔ غنی۔ مالدار۔ بے نیاز۔ اَغْنَى عَنْهُ شَيْئًا۔ اس کو کسی حد تک بے نیاز کر دینا۔ هَذَا مَا يَغْنِي
عَنْكَ شَيْئًا یہ تمہارے کسی کام نہ آئیگی۔ تمہارے لئے کسی فائدہ کی نہ ہوگی۔ تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔
مَا اَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ (۱۱۱-۱۲) اس کا مال اس کے کام نہ آیا۔ لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ لَوْ اَوْ لَدُوهُمْ
مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ ان کا مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ کی جانب سے کسی حد تک بھی بے نیاز نہ کر سکیں گی
یعنی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔

== دَقْدُودٌ - وَقَدَّ يَعِدُ (صَرَبٌ) (آگ کا بٹر کنا) سے۔ ایندھن - نَبْرُوقَادُ وَقَبِيلٌ۔
بمعنی ایندھن۔

۳:۱۱ = كَدَّأَبٍ - ك حرف تشبیہ یا تمثیل - دَأْبٌ کے معنی مسلسل چلنے کے ہیں مسلسل روش - عَادَةٌ مستمرہ - ایسی عادت جس پر ہمیشہ عمل ہوتا ہے۔

= كَدَّأَبٍ اِلِ فِرْعَوْنَ میں اگر اس کو نیا جملہ تصور کیا جائے تو اس صورت میں دَأْبُهُمْ محذوف تصور ہوگا۔ اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آیتہ ما قبل میں جن کفار کا ذکر ہوا ہے ان کا طریقہ بھی وہی تھا جو کہ آل فرعون کا اور ان سے پہلے لوگوں کا تھا۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق آریہ سابقہ میں مذکور کفار کے مال و اولاد سے ہے اور عبارت کچھ یوں ہوگی لَنْ نَعْنِي عَنْهُمْ اَمْوَالَهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا كَدَّأَبٍ اِلِ فِرْعَوْنَ یعنی جس طرح آل فرعون کو اس کا مال اور اس کی اولاد اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی ان (کفار) کو بھی ان کا مال اور ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے

ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق وَقُوْدُ النَّارِ سے ہے اور عبارت کچھ اس طرح ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ كَدَّأَبٍ اِلِ فِرْعَوْنَ یعنی آل فرعون کی طرح یہ بھی جہنم کی آگ کا ایندھن ہونگے۔ جمہور علماء نے سب سے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے

= عِقَابٌ - مار - سزا - ایذار - عذاب - عقوبت - سزا دینا - عاقِبَ يَعَاقِبُ کا مصدر ہے عِقَابٌ عَقُوْبَةٌ مُّعَاقِبَةٌ عذاب کے لئے مخصوص ہیں۔ عِقَاب کے اصل معنی پیچھے ہو لینے کے ہیں (جیسے تعاقب پیچھا کرنے کو کہتے ہیں) چنانچہ بولتے ہیں عَقِبَ الثَّانِي الْاَوَّلَ دوسرا پہلے کے پیچھے ہولیا۔ اس اعتبار سے عِقَاب وہ سزا ہوتی جو ارتکاب جرم کے پیچھے دی جاتی ہے لہذا اس کا ترجمہ پاداش عمل کرنا چاہئے۔ ۱۲:۳ = تَحْشُرُوْنَ ہ مزارع مجہول جمع مذکر حاضر الْحَشْرُ (باب نَصْر) کے معنی لوگوں کو ان کے ٹھکانے سے مجبور کر کے نکال کر لڑائی وغیرہ کی طرف لے جانے کے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اَلنِّسَاءُ لَا يُحْشِرْنَ عورتوں کو جنگ کے لئے نہ نکالا جائے۔ تم جمع کئے جاؤ گے۔

= اَلْمِهَادُ - اسم - بچھونا - مراد ٹھکانہ - قرار گاہ - مَهْدٌ گہوارہ - زمین - مَهْوَدٌ - جمع - ۱۳-۳ = يَزُوْنَهُمْ مِثْلَيْكُمْ رَاۤى الْعٰیۡنِ - يَزُوْنٌ کی ضمیر کا مرجع فِئَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی ہو سکتا ہے اور اٰخِرٰى (کافروں کا گروہ) بھی۔ اسی طرح يَزُوْنَهُمْ میں هُمْ ضمیر مسلمانوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور کفار کے متعلق بھی۔ اس طرح اس فقرہ کے ترجمہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں -

- ۱۔ مسلمان کافروں کو اپنے سے دو چند دیکھ رہے تھے۔
- ۲۔ مسلمان کافروں کو ان کی اصل تعداد سے دو چند دیکھ رہے تھے۔
- ۳۔ مسلمان اپنے آپ کو کافروں سے دو چند دیکھ رہے تھے۔

۴۔ کفار مسلمانوں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے

۵۔ کفار مسلمانوں کو ان کی تعداد سے دوچند دیکھ رہے تھے۔

۶۔ کافر اپنے تئیں مسلمانوں سے دوچند دیکھ رہے تھے۔

دای العین مصدر مٹو کد لیو و نہسد۔ بادی النظر میں تعداد کا اندازہ ایک اضافی امر ہے اگر حوصلے بلند او دل میں ولولہ ہو تو مد مقابل کی تعداد اصل سے کم معلوم دیتی ہے، اور اس کے برعکس اگر حوصلے پست ہوں تو دشمن کی تعداد اصل سے زیادہ دکھائی دیتی ہے اس لحاظ سے معانی نمبر ۲ بعید از قیاس ہے کیونکہ مسلمان جو شش ایمان سے پڑتے تھے اس لئے ایسی حالت میں دشمنوں کی تعداد اصل سے زیادہ ہرگز معلوم نہیں دیتی بلکہ اصل سے کم نظر آتی ہے معنی ۲ بھی قرین قیاس نہیں مسلمان بخوبی جانتے تھے کہ ان کی تعداد ۳۱۳ ہے اور جبکہ کفار کی تعداد ۱۰۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ اس لئے کسی بھی صورت میں وہ ۳۱۳ کو ۱۰۰۰ ہزار سے دگنا خیال نہیں کر سکتے تھے۔ اس طرح معنی نمبر ۴ بھی بعید از قیاس ہے کہ کافر ۱۰۰۰ ہزار ہوتے ہوئے ۳۱۳ کو اپنے سے دوچند یعنی ۲۰۰۰ ہزار کیسے خیال کر سکتے تھے۔

رہے معانی نمبر ۱۔ نمبر ۵۔ نمبر ۶۔ تو فریقین میں سے ایک فریق (مسلمانوں) کے جو شش بہت وجہات اور دوسرے فریق (کفار) کے جذبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تینوں صورتیں ممکن ہیں۔ اس اضافی کیفیت کی تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی جاسکتی ہے فرماتے ہیں نظرنا الی المشرکین فدایناھم لیضعفون علینا ثم نظرناھم فمادأیناھم یزیدون علینا رجلاً واحداً۔ رہم نے مشرکین کی طرف دیکھا تو بادی النظر میں ان کو اپنے سے دوگنا دیکھا پھر دوبارہ جب (جو شش ایمانی اپنے زوروں پر آیا) ہم نے ان کو دیکھا تو ایسا پایا کہ ہم سے وہ ایک آدمی بھی نہ آئے تھے دوسری طرف ابو جہل کا قول ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو (چونکہ ابھی مد مقابل کا زور ملاحظہ ہی نہ کیا تھا) ابو جہل نے کہا ان محمد او اصحابہ اکلہ جزور۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تو اونٹ کا ایک لقمہ ہیں۔

لیکن جب مسلمانوں کی جرات و بہت کا مزہ چکھا تو نگاہ میں فرق آگیا۔ اور مسلمانوں کی تعداد اصل تعداد سے دوگنا دکھائی دینے لگی۔ جمہور علماء و مفسرین نے اس فقرہ کا مطلب وہی لیا ہے جو کہ نمبر ۱ پر درج ہے یعنی مسلمان کافروں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے حالانکہ وہ تنگنے سے بھی زیادہ تھے۔

== یُوْتِدُ - مضارع واحد مذکر غائب تَامِیْدٌ مصدر باب تفعیل وہ قوی کرتا ہے۔

== عِبْرَةٌ - عبرت - نصیحت حاصل کرنا۔ دوسرے کے حال سے اپنے حال کو قیاس کرنا۔

— أُولِي الْأَبْصَارِ - اصحاب نظر - اصحاب عقل -

۱۳:۲ = زَيْنَ - تَزَيَّنَتْ سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب . وہ سنوارا گیا . مزین کیا گیا . اچھا دکھلایا گیا -

— قَنَاطِيرَ - قنطار کی جمع - ڈھیر - ابار - کثیر مال - پُل - قنطار کی لفظی ساخت بلندی کے مفہوم کو چاہتی ہے اسی لئے اونچی عمارت کو قنطرة کہتے ہیں -

= مقنطرة - ڈھیر کیا ہوا - قنطرة مصدر باب فحللة رباعی مجرد -

= الْمَسْوَمَةَ - اسم مفعول - واحد مؤنث - تَسْوِيْمٌ مصدر سْوَمَةٌ سے باب تفعیل نشان زدہ ممتاز - سِيْمَةٌ سْوَمَةٌ - سِيْمًا - علامت ، نشان - سَوْمٌ کے معنی کسی چیز کی طلب میں جانا - اس مفہوم کے دو اجزاء ہیں - جانا اور طلب - کبھی صرف دوسرا جزو ملحوظ ہوتا ہے جیسے لَيْسُوا مُؤْتَكَمِرًا سُوًّا الْعَذَابِ (۲: ۲۶۹) تمہیں سخت تکلیفیں دینے کی تلاش میں رہتے تھے -

چرانے کو بھیجنے کے لئے بھی آتا ہے سُمْتُ (باب نَصَمَ اسْمَتْ) (باب افعال) سَوْمَتْ (باب تفعیل) میں نے چرانے کے لئے بھیجا - قرآن حکیم میں ہے - شَجَرٌ فِيهِ تَسْمِيُونُ (۱۰:۱۶) درختوں میں تم اونٹوں کو چراتے ہو یا چرانے کے لئے بھیجتے ہو - سَائِمَةٌ - چرانے والے جانور -

= مَابٌ = مَابٌ مصدر بھی ہے اور اسم زمان و مکان بھی - لوٹنا - لوٹنے کی جگہ - لوٹنے کا وقت اَدْبٌ اور اِيَابٌ مصدر ہیں - اِنَّ الْاِنْسَانَ اِيَابَهُمْ (۸۸ - ۲۵) تحقیق ان کا لوٹنا ہماری طرف ہے ۱۵:۳ = قُلْ - اى قل يا محمد - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے - امر کا صیغہ واحد

مذکر حاضر -

= اَوْ نَبِيَّكُمْ - اء - استفہامیہ نہیں بلکہ تقریر اور ثبوت کے لئے ہے اُنَّبِيٌّ مضارع واحد متکلم تَبَيَّنَتْ

(باب تفعیل) سے بمعنی خبر دینا - بتانا - کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - کیا میں تم کو بتاؤں میں تمہیں بتاتا ہوں خَيْرٌ - افعال التفصیل کا صیغہ - بہتر - زیادہ اچھی ، عمدہ تر - ذَاكُمْ سے مراد وہ چیزیں اور نعمتیں جو دنیاوی ہیں اور پر مذکور ہوئی ہیں - (وہ بہتر چیز کونسی ہے وہ یہ کہ متقیوں کے لئے ان کے رب کے ہاں جنتیں ہیں جن میں نہریں جاری ہیں -

اَزْوَاجٌ اور رِضْوَانٌ کا عطف جنت پر ہے - اور ان کے لئے ہوں گی پاک بیبیاں اور خدا کی

خوشنودی -

۱۶:۳ = قِنَاقٍ نَاقٍ واحد مذکر حاضر - امر معروف نا ضمیر جمع متکلم مفعول - دَقِيَ (لصيف مفرق) (باب ضرب) دَقِيَ دِقَايَةً دَقِيَ يُوْقِي - قِ - لَدَقٍ - گردان امر یوں ہوگی - قِ - قِيَا - قُوَا قِيَا

قِيَّاتَيْنِ - قِ اصل میں اضْرِبْ کے وزن پر اِدْوِقِي تھا۔ عمل تعلیل سے اَوْ شروع میں اور ی ساکن آخر میں گر گئی۔ قِنَا - ہم کو بچا۔ ہم کو محفوظ رکھ۔

۳: ۱۷ = وَالْقَانِتِينَ - اطاعت گزار۔ اسم فاعل جمع مذکر معترف باللّٰم قَنُوتٌ باب نصر سے جس کے معنی خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنے کے ہیں۔

= الْمُنْفِقِينَ - اسم فاعل جمع مذکر انْفَاقٌ مصدر رَاہِ خد میں خرچ کرنے والے۔ اَنْفَقَ يَنْفِقُ - باب افعال سے۔ خرچ کرنا۔ باب مفاعلہ سے نَافَقَ يُنَافِقُ فِي الدِّينِ - مذہب میں منافقت کرنا = الْمُسْتَغْفِرِينَ - اسم فاعل جمع مذکر اسْتَغْفَرٌ مصدر باب استفعال۔ گناہوں کی معافی مانگنے والے = اَسْحَارٍ - سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں۔ اسی لئے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ اسحار صبح کے اوقات۔

۲: ۱۸ = شَهِدَ اللّٰهُ - اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔ اس صورت میں اس کا مصدر شَهِدَ شَهِادَةً ہے اور اگر شَهِدٌ سے ہو تو معنی ہوں گے اس نے پایا۔

= وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ - وَاوْ حرف عطف ہے اور ملائکہ اور اولو العلم معطوف اللہ معطوف علیہ معطوف ہمیشہ معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے پس فعل شہد کا اطلاق ان ہر دو معطوف پر بھی ہوگا یعنی اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور اہل علم بھی گواہی دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ = قَائِمًا بِالْقِسْطِ - هُوَ کی تعریف ہے کہ عدل و انصاف کو قائم فرمانے والا۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں ومعناه انه تعالى قائم بتدبير خلقه وقائم بارزاقه و مجازيم باعمالهم۔

ابو الاعلیٰ مودودی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:- اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں۔

پیر کرم شاہ ضیاء القرآن میں یوں رقمطراز ہیں:-

قَائِمًا بِالْقِسْطِ کی ایک ترکیب یہ ہے کہ یہ حال ہے اور لفظ اللہ ذوالحال۔ اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ:- لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں هُوَ ضمیر اس کا ذوالحال ہے اور یہ حال معنی اس کی صفت ہے اس صورت میں یہ مشہودہ میں داخل ہوگا۔ یعنی ان سب گواہوں نے اس کی وحدانیت کی گواہی بھی دی اور اس کے ساتھ اس کے عدل و انصاف کی بھی شہادت دی۔

= لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - کو دوبارہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۳: ۱۹ = وَمَا اخْتَلَفَ - میں مَانَا یہ ہے اور مَا جَاءَهُمْ مِمَّا بَيَّانُهُ

== لَبِغًا بَيْنَهُمْ - بوجہ باہمی حسد و مخالفت کے۔

۲۰: ۳ = دَمِنَ اثْبَعَن - اِثْبَعَن اصل میں اِثْبَعَنی تھا۔ اور وہ جنہوں نے میری پیروی کی۔
 = الْأُمِّيَّتَيْنِ - مشرکین عرب جو اہل یہود اور نصاریٰ کے علاوہ تھے۔ اُمِّيَّتُ کے معنی اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو نہ لکھ سکے نہ پڑھ سکے۔ اس زمانہ میں عرب کی یہ مخصوص صفت تھی کہ وہ اکثر و بیشتر بے پڑھے لکھے تھے اور اس صفت میں دوسری قوموں سے ممتاز تھے۔

== تَوَلَّوْا ماضی جمع مذکر غائب تَوَلَّى سے۔ اگر تَوَلَّى کا لفظ متعدی بنفسہ ہو تو معنی ولایت (دوستی) اور قریب ترین مواضع سے اس کے حصول کو چاہتا ہے۔ جیسے وَكَلَيْتُ سَخِيحِي كَذًا۔ میں نے اپنے کان کو فلاں چیز پر لگایا۔ یا جیسے قرآن حکیم میں ہے دَمِنَ يَتَوَلَّى اللّٰهُ دَرَسُوْلَهٗ۔ (۵۶: ۵) اور جو شخص خدا اور اس کے رسول سے دوستی کرے گا۔

اور جب تعدیہ بند لایعَنْ ہو خواہ عَنْ لفظوں میں مذکور ہو یا مقدر تو اس کے معنی اعراض اور روگردانی اور دور ہونے کے ہیں جیسے آیت نہ ایں۔ یہاں عَنْ مقدر ہے پس قَانَ تَوَلَّوْا کا معنی ہوگا اگر وہ روگردانی کریں

۲۱: ۳ = يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ - جو عدل و انصاف کا حکم کرتے تھے۔

= اَلَيْهٖ - دردناک۔ الم۔ درد۔ دکھ۔ تکلیف۔ جمع الام۔

۲۲: ۳ = حَبِطَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ وہ اکارت ہو گئے۔ وہ مٹ گئے۔ وہ ضائع ہو گئے

۲۳: ۳ = يُدْعَوْنَ - مضارع مجہول۔ جمع مذکر غائب دَعْوَةٌ سے۔ بلائے جائیں گے۔ بلائے جاتے ہیں۔

= لِيَعْلَمَكُمْ میں حکم کی اضافت کتاب اللہ کی طرف ہے

= ثُمَّ حرف عطف ہے اور پہلی چیز سے دوسری کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاں معطوف علیہ مخذوف ہے اور عبارت کچھ یوں ہوگی۔ وہم يعلمون انه هو الحق ثم يتولى فربق منهم۔ یہاں علم ہونے کے بعد ان کی روگردانی کا فعل مذکور ہے استبعاد لتولیسہم۔

= مَعْزُضُونَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ روگردانی کرنے والے۔ منہ موڑنے والے۔ اجتناب کرنے والے۔ هُمْ مَعْزُضُونَ یا تَوْفِيقٌ کی صفت ہے۔ وہم قوم لا يزال الاعراض دینہم (وہ ایک ایسا ٹولہ تھا کہ دین سے روگردانی سے باز نہیں آتا تھا۔ یا توفیق کا حال ہے اور توفیق ذوالحال ہے۔

۲۴: ۳ = عَزَّ هُمْ - ماضی واحد مذکر غائب۔ عَزَّوَدٌ مصدر۔ اس نے دھوکہ دیا۔ اس نے قریب دیا

هَمْ هَمِيْرٌ جمع مذکر غائب اس کا فاعل جملہ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ہے۔ اى عَزَّ هُمْ افتراء هَمْ و

كِدْبُهُمْ - اور ان کے کذب و افتراء کی مثالیں۔

۱- لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ط

۲- أَبَاءَنَا إِلَّا نُبِيَّاءُ يُشْفَعُونَ لَنَا -

۳- إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَعَدَّ يَعْقُوبَ أَنْ لَا يُعَذِّبَ أَبْنَاءَهُ ۚ - وغیرہ وغیرہ

۳: ۲۵ = فَكَيْفَ - ائی فکیف یكون حالہم

= لِيَوْمٍ - میں ل معنی فی آیا ہے ای فی یوم -

۳: ۲۶ = تَنْزِعُ - مضارع واحد مذکر حاضر - تو چھین لیتا ہے - تو اکھاڑ پھینکتا ہے -

۳: ۲۷ = تُولِجُ - مضارع واحد مذکر حاضر - اِيْلَاجُ (افعال حم) مصدر - تو داخل کرتا ہے

ولج مادہ - کسی تنگ جگہ میں داخل کرنا - جیسے باب ضرب سے وَ لَجَ يَلِجُ رَحْتَى يَلِجُ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ (۴: ۲۰) یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے -

۳: ۲۸ = فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ - اس فقرہ کی ترتیب کچھ یوں ہو سکتی ہے -

۱- فَلَيْسَ (لہ) من ولاية الله في شيء (الخازن) تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی

دوستی نہیں ہوگی - کیونکہ وہ تو اللہ کے دشمنوں کے دوست ہیں تو اللہ ان کو کیسے دوست رکھیگا - کیونکہ موالاة اللہ و موالاة الکفار ضدان لا یجتمعان - کہ خدا کی دوستی اور کفار کی دوستی باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں - جو کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں -

۲- فَلَيْسَ لَهُ نَصْرٌ وَلَا يَدٌ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ - تو کسی امر میں بھی اس کو اللہ کی دوستی یا مدد

نصیب نہ ہوگی - (عبداللہ یوسف علی)

= إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً - تَتَّقُوا - مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر - اصل میں تَتَّقُونَ تھا -

نون اعرابی بوجہ عامل اَنْ کے گر گیا -

تُقَاةً مصدر ہے تُقَاةً اصل میں وَقَاةً تھا - واو کوتا سے بدل دیا گیا - وقی - حروف مادہ

ہیں - وقی - يَقِي - اِتَّقَى يَتَّقِي - بچنا - پرہیز کرنا - حفاظت کرنا -

ماسوائے ایسی حالت کے کہ تم کو ان سے ظلم کا ڈر ہو - اِی الْاَنْ تَتَخَفُوا مِنْهُمْ مَخَافَةً

(الخازن) یا تم ان کے ظلم سے بچنے کے لئے ایسا طرز عمل اختیار کرو - (تفہیم القرآن)

= يُحَذِّرُكُمْ - يَحْذِرُ - مضارع واحد مذکر غائب - كُمْ - ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - (اور اللہ)

تم کو ڈراتا ہے - خبر فار کرتا ہے اپنی ذات سے - یعنی اپنے غضب - اپنی ناراضگی سے -

= الْمَصِيرُ - اسم ظرف مکان - صَارَ يَصِيرُ کا مصدر بھی ہے - لوٹنے کی جگہ - فرار گاہ - ٹھکانہ -

لوٹنا۔ مائل ہونا۔ کاٹنا۔ جمع ہونا۔

۲: ۳۰ = بِيْهَا وَبَيِّنَاتٍ - میں ہا ضمیر نفس کی طرف راجع ہے اور لا ضمیر کا مرجع یا عمل سور ہے یا یوم ہے = كُوِّدَ - مضارع واحد مؤنث غائب دُوِّدٌ (باب سَمِعَ) سے مصدر۔ وہ چاہے گی۔ آرزو کرے گی۔ دوست رکھیگی۔

= اَمَدًا - مدت مدید۔

= دَوَّفٌ - مہربان۔ شفقت کرنے والا۔ رَأْفَةً سے بروزن فَعْوَلٌ صفت مشبہ کا صیغہ۔

۳: ۳۳ = اِصْطَفَى - اِصْطِفَاءً (افعال) سے ماضی۔ واحد مذکر غائب اس نے چن لیا۔ اس نے پسند کر لیا۔ صَفَوْتُ سے باب افتعال میں ت کو ط سے اور واؤ کو ی سے بدل کر اِصْطَفَى ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کو چن لینا۔

۳: ۳۴ = ذُرِّيَّةً - اولاد۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ذُرِّيَّةً کہتے ہیں۔ مگر عرف عام میں چھوٹی بڑی سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ یا تو

۱:- ذُرٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی پیدا کرنے اور پھیلانے کے ہیں۔ اور اس کا ہمزہ متروک

ہو گیا ہے۔ جیسے رَدِيَّةٌ اور بَرِيَّةٌ۔ یا

۲:- اس کی اصل ذُرْوِيَّةٌ ہے۔ یا

۳:- ذُرٌّ سے بمعنی بھیرنا۔ فَعْلِيَّةٌ کے وزن پر جیسے قُمْرِيَّةٌ ہے۔

اس کی جمع ذُرَارِيٌّ اور ذُرِّيَّاتٌ ہے۔

= ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ایک نسل جس کے بعض بعض کی اولاد تھے۔ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ - ذُرِّيَّةٍ کی صفت ہے۔

۳: ۳۵ = اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ - عمران۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اور ان کے

ہمیشہ حضرت مریم کے باپ کا نام تھا۔ اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ - میں عمران سے مراد حضرت موسیٰ کے

والد نہیں بلکہ عمران کی عورت سے مراد عمران کی نسل میں سے ایک عورت ہے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ

حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں۔ اور حضرت مریم کی والدہ اور حضرت یحییٰ کی والدہ آپس میں رشتہ کی

بہنیں تھیں۔ لہذا حضرت مریم ام عیسیٰ علیہ السلام آل عمران میں سے ہوئیں۔

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے باپ کا نام بھی عمران ہی تھا۔

۳: ۳۵ = مَدَّذُنٌ - ماضی واحد مکمل نَدَدٌ مصدر۔ رباب ضَرْبٌ: نَصْرًا میں نے

منت مانی۔ میں نے نذر مانی۔

= مَحْرَرًا - اسم مفعول واحد مذکر - تَحْرِيْرٌ - مصدر - آزاد کیا ہوا۔

بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص (مجاہد) عبادت کے لئے خالص کر لیا گیا (شعبی)

دنیا کے دھندوں سے آزاد کردہ (جعفر صادقؑ)

۳۶:۳ = اُعِيْذُهَا - میں اس کو پناہ دیتی ہوں - اِعَاذَةٌ سے اِعَاذُ اُعِيْذُ (باب افعال) کدم بیکرم)

سے مضارع واحد منکلم - ہا ضمیر واحد مؤنث غائب عَاذَ لِعُوْذُ - ب - باب نصر - کسی کی پناہ طلب کرنا - یا پناہ لینا -

«وَاللّٰهُ سَعَىٰ كَالْاُنْثَىٰ» جملہ معترضہ ہے - وَاِنِّي سَعَيْتُهَا مَرْيَمَ سے پھر عمران کی عورت کا بیان شروع ہو جاتا ہے -

= اَلرَّجِيْمُ ط - ملعون - مردود - راندہ ہوا - دَجَمٌ سے بروزن فَيْضٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ - قرآن میں جہاں

یہ لفظ آیا ہے شیطان کے لئے آیا ہے - کہ راندہ درگاہ الہی ہے -

۳۷:۲ = اَنْبَتَهَا - اِنْبَاتٌ (افعال) مصدر بمعنی اگانا - بڑھانا - اس نے اس کو بڑھایا (جاندار

کے لئے) اس نے اس کو اگایا - (نباتات کے لئے) اِى رَبَّهَا الرَّبُّ تَرْبِيَةً حَسَنَةً فِى عِبَادَةٍ

وَطَاعَةٍ لِرَبِّهَا - (روح المعانی)

= كَفَّلَهَا ذَكْرِيَّا - اس نے (اللہ نے) اس کو (مریم کو) زکریا کی کفالت میں دیدیا - كَفَّلَ ماضی واحد

مذکر غائب - تَكْفِيْلٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر ہا ضمیر مفعول واحد مؤنث غائب -

كَفَّلَ کا فاعل اللہ - یعنی اللہ نے زکریا کو مریم کا کفیل بنا دیا - اس صورت میں ہا ضمیر مفعول اول اور

زکریا مفعول دوم ہوگا - لیکن تکفیل کے معنی کسی کو اپنی کفالت (ذمہ داری) میں لے لینا بھی ہے - اس لئے

زکریا فاعل بھی ہو سکتا ہے - یعنی زکریا نے مریم کو اپنی ذمہ داری میں لے لیا كَفَّلَ (باب نصر) بمعنی

کسی کو اپنی ذمہ داری میں لے لینا - کفیل ذمہ دار -

۳۹:۲ = بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ - اللہ کی طرف سے ایک فرمان - اس فرمان سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ہیں چونکہ ان کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے ایک غیر معمولی فرمان سے خرقِ عادت کے طور پر ہوئی تھی - اس

لئے ان کو قرآن میں کلمۃ من اللہ کہا گیا ہے - (تفہیم القرآن)

= حَصُوْرًا - عورت کے پاس نہ جانے والا - عورتوں سے بے رغبت - جو عورت کے پاس نہ

پائے خواہ نامردی کے باعث یا پاکبازی اور عفت کی خاطر - اس کو حَصُوْرٌ کہتے ہیں حَصْرٌ سے

روزنِ فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ ہے -

۴۰:۲ = اَلْكَبِيْرُ - اسم مصدر - بڑھاپا - پیرانہ سالی -

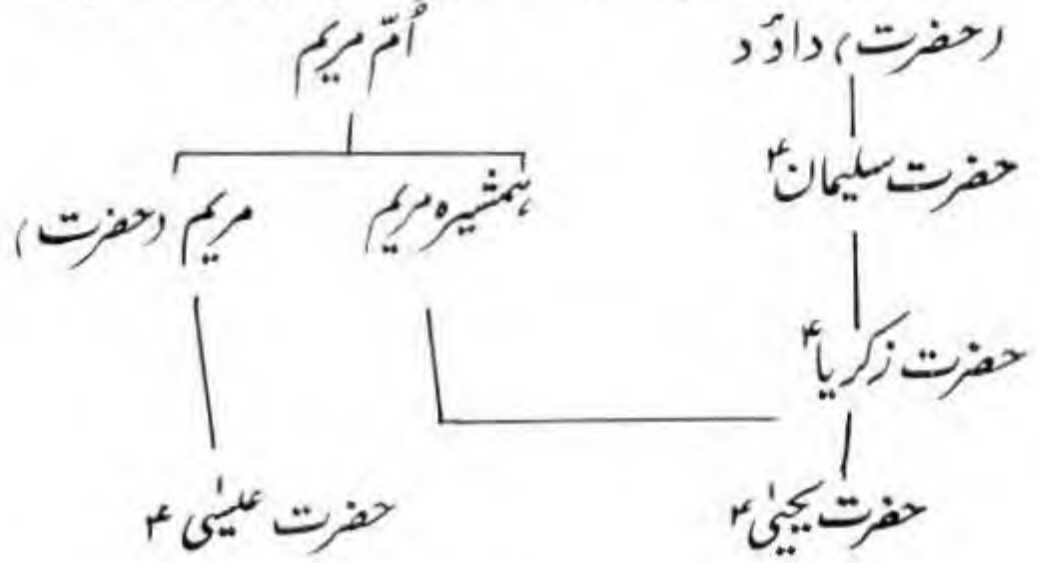
= عَاقِرٌ - بانجھ - عَقَارَةٌ سے جس کے معنی عورت کے بانجھ ہونے کے ہیں۔

۳: ۲۱ = الْعَتَمِيُّ - شام - سورج ڈھلے - بعد زوال - دن کا پچھلا وقت - زوال سے لے کر صبح تک کا وقت - نماز مغرب سے لے کر عشاء کی نماز تک کا وقت۔

= الْاِدْبَاكُ - صبح بروزن افعال اسم ہے

فائدہ نمبر ۱:- آیات نمبر ۲۰ اور ۲۱ میں کلام مابین زکریا اور اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے سوال متجانب زکریا ہے اور جواب منجانب اللہ تعالیٰ ہے۔

فائدہ نمبر ۲:- حضرت یحییٰ کا شجرہ نسب کچھ یوں بنتا ہے۔



۳: ۲۳ = اُقْنِيْ - تو بندگی کر - اطاعت کر - قَنَوْتُ سے جس کے معنی خشوع خضوع کے ساتھ عبادت میں لگے رہنے کے ہیں - فعل امر - صیغہ واحد مؤنث حاضر۔

= اِدْكَبِيْ - فعل امر - واحد مؤنث حاضر - تو رکوع کر

۲: ۲۲ = اَنْبَاءٌ - بِنَاءٌ کی جمع - خبریں - حقیقتیں - جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو اسے بِنَاءٌ کہتے ہیں - کوئی خبر بِنَاءٌ نہیں کہلاتی جب تک کہ وہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو۔

= لَدَيْهِمْ - لدای مضاف - هُمْ مضاف الیہ - ان کے پاس۔

لدای - ظرف مکان غیر متمکن - پاس - طرف - ضمیر کی طرف اضافت کے وقت لدای

کی وہی حالت ہوتی ہے جو علی حرف جر کی ہوتی ہے۔

مثلاً لَدَيْنَا - عَلَيْنَا - لَدَيْهِ - عَلَيْهِ۔

= يَلْقَوْنَ - مضارع جمع نكرة غائب (اِفْعَالٌ) مصدر - وہ ڈال ہے تھے - اِلْقَاءٌ

(اِفْعَالٌ) کے معنی کسی چیز کو اس طرح ڈالنا کہ وہ دوسرے کو سامنے سے نظر آئے - پھر عرف میں

مطلق کسی چیز کو پھینک دینے پر اِلْقَاءٌ کا لفظ بولا جاتا ہے - قرآن مجید میں ہے - قَالَ اَلْقَهَا يَا

مُوسَىٰ فَالْقَهَا۔ (۲۰: ۱۹) اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اسے ڈال دو (نیچے پھینک دو) تو اس نے اس کو ڈال دیا۔

== اِذْ يُلْقَوْنَ مَرْكِبًا۔ جب وہ (مجاور) اپنی قلمیں (یہ فیصلہ کرنے کے لئے) پھینک رہے تھے کہ ان میں سے مریم کی سرپرستی کون کرے۔ یعنی قرعہ اندازی کی خاطر قلمیں پھینک رہے تھے۔ کہ کس کے نام قرعہ پڑتا ہے۔ یہاں اقلام سے مراد تیر بھی ہو سکتا ہے۔ تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی کا ان لوگوں میں دستور تھا۔

== يَخْتَصِمُونَ ہ مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ جھگڑ رہے تھے (مریم کی کفالت کے سلسلہ میں) ۲: ۲۵ = كَلِمَةٍ مِّنْهُ۔ اس (اللہ) کی جانب سے ایک کلمہ۔ اس کا ایک کلمہ۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اِنَّهُ خَلَقَ عَيْسَىٰ بِكَلِمَةٍ اَللّٰهُ هُوَ قَوْلُهُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنے قول كُنْ سے پیدا کیا۔ یہاں کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰؑ کی ذات ہے

== الْمَسِيحُ۔ بعض علماء کے نزدیک مسیح کا لفظ عبرانی لفظ مشوح سے معرب ہے جس کے معنی معرب کے ہیں۔ اکثر علماء کے مطابق یہ لفظ مشتق ہے اور یہ لفظ فَعِيلٌ کے وزن پر بمعنی فاعل استعمال ہوا ہے یعنی مسح کرنے والا۔ کیونکہ آپ جس بیمار پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیتے تھے وہ صحیاب ہو جاتا تھا۔ یا مسیح بمعنی مساحت کرنے والا۔ زمین کی پیمائش کرنے والا۔ یا زمین پر مسانت پیادہ کرنے والا۔ کیونکہ آپ نے ساری عمر تبلیغ دین کے لئے مسانت ہیں گذاردی اور کہیں مستقل رہائش اختیار نہ کی۔

اور مسیح اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس کے چہرے کا ایک رُخ صاف ہو یعنی نہ آنکھ بونہ بھویں۔ اسی بناء پر دجال کو دجال مسیح کہتے ہیں۔

== عَيْسَىٰ۔ عبرانی لفظ الیشوع کا معرب ہے بمعنی سید۔ سردار۔

== وَجِيْهًا۔ صیغہ صفت۔ وَجَاهَةٌ۔ مصدر۔ (باب کوم) وجاہت والا۔ قدر و منزلت والا باعزت

۲: ۲۶ = الْمَهْدِ۔ اسم۔ گہوارہ۔ پگھوڑا۔ مراد شیر خوارگی کا زمانہ یا ماں کی گود میں ہونے کا زمانہ = كَهْلًا۔ بادقار۔ متوسط عمر کا آدمی جس کے کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ ہوں۔ عمر کا وہ حصہ جب دم کی قوتیں شباب پر ہوں۔

الکھل۔ ادھیڑ عمر کا۔ تیس سے پچاس سال تک کی عمر والا۔ (المنجد)

= يُكَلِّمُ النَّاسَ۔۔۔۔۔ كَهْلًا۔ یعنی بچپن سے لے کر بچی عمر تک حکمت و دانش کی باتیں لوگوں کو

بتائے گا۔

۳: ۲۴ = اِنِّیْ - کیونکر - کیسے - دیکھو ۲: ۲۳۳

= قَضٰی - ماضی واحد مذکر غائب قَضَاءُ مصدر - قضاء فعلی ہو یا قوی - بشری ہو یا الہی - بہر حال فیصلہ کر دینا یا کر لینا - کسی بات کے متعلق آخری ارادہ یا حکم یا عمل کو ختم کر دینا - ضرور مفہوم قضا کے اندر ماخوذ ہے - صلوات کے اختلاف اور سیاق کی مناسبت سے مختلف معانی مراد ہوتے ہیں -

بنانا - پورا کرنا - غزم کرنا - فیصلہ کرنا - حکم جاری کرنا - حکم دینا - مقدر کرنا - قطعی وحی بھیج کر اطلاع دینا - مقرر کرنا - حاجت پوری کر کے قطع تعلق کر لینا - فارغ ہونا - مرجانا - مار ڈالنا -

ان سب معانی کے لئے اس کا استعمال قرآن حکیم میں ہوا ہے - یہاں مراد فیصلہ کرنا ہے -

اِذَا قَضٰی اَمْرًا - جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے -

۳: ۲۸ = آیتہ ۲۴ بطور جملہ معترضہ بیچ میں آگئی - آیتہ ۲۶ میں فرشتوں کا کلام جو شروع ہوا تھا

آیتہ ۲۴ کے بعد اب پھر جاری ہو گیا - یہ سلسلہ کلام آیتہ ۲۹ کے اختتام سے قبل ہی ختم ہو کر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا کلام بغیر کسی تہید کے شروع ہو جاتا ہے - یہ طرز کلام انشاء عربی میں انوکھا اور غیر معروض

نہیں ہے - اور قرآن حکیم میں اس کی اکثر مثالیں ملیں گی -

= دُعِیْمَةُ الْکِتَابِ ... کا عطف یُبَشِّرُکَ پر ہے اور ہر دو یُعَلِّمُ اور یُبَشِّرُ میں ضمیر فاعل

اللہ کی طرف راجع ہے -

۳: ۲۹ = الطِّیْنِ - گارا - مٹی - خاک - مٹی اور پانی کا آمیزہ - مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ طین ہے -

گو اس سے پانی کا اثر زائل ہی کیوں نہ ہو جاتے -

= کَهَيْئَةِ - ک حرف تشبیہ - هَيْئَةً - کسی چیز کی حالت - کیفیت - شکل و صورت - ہٹی ماد

= اَنْفَحُ - نَفْحٌ سے باب نصر - مضارع واحد متکلم - میں پھونک مالتا ہوں -

= اُبْرِئُ - اِبْرَاءُ (اَفْعَالٌ) سے مضارع واحد متکلم - اِبْرَاءُ - ہر بری چیز - مرض وغیرہ سے

بری کرنا اور نجات دلانا - میں بری کر دیتا ہوں مرض سے - میں تندرست کر دیتا ہوں

= اَکْمَةٌ - مادر زاد اندھا - صفت مشبہہ کا صیغہ -

= اَبْرَصٌ - کوڑھی - جس کو برص کی مرض ہو - ہر دو اکمہ دابرس کی تائیت و جمع بردن اَفْعَالٌ

(واحد مذکر) فَعْلَاءٌ (واحد مؤنث) فَعْلٌ (جمع مذکر مؤنث) ہوگی -

= اُنَبِّئُکُمْ - میں تم کو بتاؤں یا بتاتا ہوں - نَبَأٌ یُنَبِّئُ - نَبَأٌ خَبْرٌ -

= تَدَخَّرُوْنَ - (باب اَفْعَالٌ) اصل میں تَدَخَّرُوْنَ تھا - اِذْ تَخَّرَ یَدٌ تَخِرٌ - پہلے

کو دال سے تبدیل کیا۔ پھر ذال کو دال بنا کر دال کو دال میں مدغم کیا۔ اِدَّخَرَ يَدَّخِرُ ہو گیا۔
تَدَّخِرُونَ تم ذخیرہ کرتے ہو۔ تم آئندہ کے لئے جمع کرتے ہو۔

۵۲:۳ = اِحْسَاسٌ (افعال) سے محسوس کیا اس نے ماضی واحد مذکر غائب
ای عرف منهم اصراہم علی الکفر
= فَلَمَّا۔ میں ف فصاحت کے لئے ہے۔

= مِنَ النَّصَارَىٰ اِلَى اللّٰهِ ط کون ہیں میرے مددگار اللہ کی راہ میں۔

= حَوَارِیُّوْنَ - حَوَارِیُّ کی جمع - حَوَارِیُّ حَوْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سپیدی کے ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے۔ بقول شاہ عبدالقادر صاحب حواری اصل میں دھوبی کو کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے۔ حضرت عیسیٰ نے ان کو کہا تھا کہ کپڑے کیسا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھا دوں وہ ان کے ساتھ ہوئے اس طرح سب کو یہ خطاب مٹھہر گیا۔

۵۴:۳ = مَكْرُوًا ماضی جمع مذکر غائب۔ یہاں اس کا فاعل اہل یہود ہیں۔ مَكْرُوٌّ سے جس کے معنی کسی شخص کو حیلہ کے ساتھ اس کے مقصد سے پھیر دیا جائے۔ یہ دو قسم پر ہے اگر اس سے کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو محمود ہوتا ہے ورنہ مذموم۔ چال چلنا۔ فریب کرنا۔ دھوکہ دینا۔ دھوکہ کی سزا دینا یا سزا دینے کی خفیہ تدبیر کرنا۔ مکر و فریب اردو میں ہم معنی آتے ہیں۔

۵۵:۳ = مُتَوَفِّیْكَ - مُتَوَفِّیٌّ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ مضاف ك ضمیر واحد مذکر مضاف الیه۔ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ میں تجھے اپنی گرفت میں لے کر اٹھائیں والا ہوں۔ میں تجھے نیند میں سلاتے والا ہوں۔ اور (اس حالت نیند میں) آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اس کا مصدر تَوَفِّیٌّ ہے۔ جس کا معنی پورا پورا لینا۔ تمام حق گرفتن۔ تَوَفَّیْتُ الشَّیْءَ اِیْ اَخَذْتُہُ وَدَقَبَضْتُهُ تَامًا۔ سوایتہ میں مُتَوَفِّیْكَ کا مطلب یہ ہوا۔ میں تجھے سائے کے سائے کو یعنی روح بعد جسم قبضہ میں لینے والا ہوں۔ وَرَا فَعَلَکَ اِلَیَّ۔ اور اپنی طرف اٹھالیجانے والا ہوں۔ اگرچہ توفی کے اور معانی بھی ہیں جیسا کہ اوپر مندرج ہے لیکن آیت کا مطلب متذکرہ بالا جمہور علماء کے نزدیک مقصود ہے اور متعدد احادیث نبوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

= مُطَهَّرُكَ - مُطَهَّرٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ ك ضمیر واحد مذکر حاضر مفعول۔ تجھ کو پاکیزہ کرنے والا ہوں۔ وَرَا فَعَلَکَ مِنَ الدِّیْنِ کَفَرُوًا اور تجھ کو ان لوگوں (کی تممتوں) سے پاک کرنے والا ہوں۔ جنہوں نے (تیرا) انکار کیا۔

۳: ۵۷ = فَيُؤْتِيهِمْ - مضارع واحد مذكر غائب تَوْفِيَةً سے۔ وہ ان کو پورا پورا دیگا

۳: ۵۸ = ذَلِكَ - یعنی - الذی ذکرته لك من اخبار عیسیٰ وامرہ مریم والحواریون وغیر ذلک من القصص یعنی وہ ذکر جو میں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم اور ان کے حواری وغیرہ کے متعلق تجھ سے کیا ہے

= مِنَ الْآيَاتِ وَالَّذِي كَرِهُوا الْحَكِيمِ ط یہ اللہ کی آیات اور کلام پر حکمت ہے جس میں سے یہ باتیں تجھے سنائی جا رہی ہیں۔

۳: ۵۹ = اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ط اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے آدم اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیساں ہے وہ بھی اس کی قدرت کی جلوہ گری ہے اور یہ بھی۔

۳: ۶۰ = الْحَقُّ - یعنی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تخلیق آدم و تخلیق عیسیٰ علیہما السلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے ہر دو اس کی قدرت کاملہ کی جلوہ گری کا نتیجہ ہیں بالکل حق و صداقت = مُنْتَزِعِينَ - اسم فاعل جمع مذکر اِمْتِرَاءُ مصدر باب افتعال - شک میں پڑنے والے تردد کرنے والے۔

۳: ۶۱ = حَاجَتِكَ - حَاجٌ (مفاعله) يُحَاجُّ مُحَاجَّةً - اس نے تجھ سے جھگڑا کیا۔ حجت بازی کی۔

= ضَمِيرٌ فِي هِ ضَمِيرٍ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ يَأْتِي قِصَّةَ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَتَذَكَّرٌ بِالْأَمْرِ هِ يَأْتِي ضَمِيرَ الْحَقِّ كِي طَرَفٍ رَاجِعٌ هِ۔

= تَعَالَوْا - تم آؤ۔ امر جمع مذکر حاضر۔ تَعَالَىٰ سے جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہر اصل میں تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے۔ پھر ہر جگہ بلانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ عَلُوٌّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رفعت منزل کے ہیں۔ تو گویا تَعَالَوْا میں رفعت منزل کے حصول کی دعوت ہے قرآن مجید میں جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے۔ علماء لغت کے نزدیک تَعَالَىٰ مطلقاً هَلُمَّ کے ہم معنی ہے۔

= نَبْتَهُلٌ - جمع متکلم مضارع مجزوم۔ اِبْتِهَالٌ - (افتعال) مصدر۔ ہم مباہلہ کریں۔ مباہلہ کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

۲۶۲:۳ = مَا مِنْ إِلَهٍ فِي نَافِيهِ هُوَ اور کھو میں لام تاکید کے لئے ہے۔
 ۶۴:۳ = كَلِمَةٍ سے یہاں مراد جملہ اَلَا لَعَبْدٌ ... مِنْ دُونِ اللَّهِ ہے جو آیت شریفہ میں آگے چل کر
 مذکور ہے۔

= سَوَاءٌ بَيْنَنَا - اسم مصدر ہے۔ برابر۔ اِسْتَوَاءٌ یعنی دونوں طرف سے برابر ہونا۔ نہ اس کا تثنیہ
 بنایا جاتا ہے نہ جمع۔ سَوَاءٌ پر اگر ہو تو قصر ہو گا جیسے سُوءِي (وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوءِي) اور اگر بس
 پر ہو گا تو مد کے ساتھ آتیکا جیسا کہ آیت ہذا میں۔ سَوَاءٌ بمعنی وسط کے بھی آتا ہے جیسے فِي
 سَوَاءِ الْجَحِيمِ ط (۵۵:۳۷) دوزخ کے بیچوں بیچ۔ بمعنی تمام کے بھی آتا ہے جیسے فِي اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ
 سَوَاءٍ لِلْمَسَائِلِينَ۔ (۱۰:۳۱) چار دن میں سائلین کی ضرورت کے مطابق پوری پوری۔
 كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ وہ بات جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے یعنی اَلَا لَعَبْدٌ ...
 مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

۶۶:۳ هَا اَنْتُمْ هَؤُلَاءِ۔ هَا حرف تثنیہ۔ اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مرفوع بتدار۔
 هَؤُلَاءِ۔ یہ هَا، اس ضمیر مرفوع پر آتی ہے جس کی خبر اسم اشارہ ہو یہاں اُولَآءِ خبر ہے۔ دیکھو تمہیں
 ہو وہ لوگ۔

= حَاجِبُكُمْ۔ حَاجٌ يُحَاجُّ مَحَاجَّةً سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے حجت بازی کی۔ تم نے جھگڑا کیا
 ۶۷:۲ = حَنِيفًا۔ سب باطل راہیں چھوڑ کر راہِ حق کو پکڑنے والا۔ دیکھو ۲: ۱۳۵۔
 ۶۸:۳ = اَدْنَى۔ زیادہ لائق۔ زیادہ مستحق۔ زیادہ قریب۔

دلی سے افعِل التفضیل کا صیغہ ہے جب اس کا سلسلہ لام واقع ہو تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا
 ہے۔ اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے
 جیسے اَدْنَى لَكَ فَادْنَى۔ (۷۵-۳۴-۳۵) تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے۔ یہاں اَدْنَى۔
 -- يَابُرَا هَيْمٍ۔ لوگوں میں سے ابراہیم کے سب سے نزدیک یا قریب۔

۶۹:۳ = وَدَّتْ مَا ضَىٰ وَاحِدٌ مِّنْ غَابٍ۔ دَدَّ يُوَدُّ وَدًّا۔ مَوَدَّةٌ۔ مصدر۔ اس نے دل چاہا۔
 = كَوَّ۔ بمعنی کہ۔

۷۰:۳ = تَشْهَدُونَ۔ تم شاہد ہو۔ تم حاضر ہو۔ تم گواہی دیتے ہو۔ شَهِدَ جَسَدٌ جس کے معنی حاضر
 ہونے کے اور موجود ہونے کے ہیں۔ یا شَهَادَةٌ سے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں۔ اِى
 وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ حَقِيقَتَهَا بِلَا شِبْهِةٍ بِمَنْزِلَةِ عِلْمِ الْمَشَاهِدَةِ اور تم بلا شک حقیقت کو بمنزلہ
 علم مشاہدہ کے جانتے ہو۔ (روح المعانی)

۳: ۷۱ = تَلْبَسُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ لَبَسٌ سے۔ تم غلط ملط کرتے ہو۔ مُلَابَسَةٌ باہم غلط

ملط ہونا تَلْبَسُونَ۔ لَبَسٌ سے بمعنی پہننا

۳: ۷۲ = وَجْهَ النَّهَارِ - دن کا شروع حصہ۔ جیسے وَجْهَ الدَّهْرِ - زمانہ کا شروع۔ اللہ کی رضا۔ جیسے فَعَلَ ذَلِكَ لِيُوجِبَ اللَّهُ - اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا۔ چہرہ۔ ذات جیسے يَبْقَى وَجْهَ رَبِّكَ (۵۵: ۲۷)

۳: ۷۳ = طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ - کا خطاب اہل کتاب کے دوسرے اشخاص سے ہے جو اسی طائفہ کے ہم مذہب ہیں۔

۳: ۷۴ = وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ مَّا قُلْنَا إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ - مفسرین نے اس کو مشکل ترین آیت شمار کیا ہے (ضیاء القرآن)

وقال الواحدی ان هذه الآية من مشكلات القرآت واصعبه تفسيرا۔
اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اہل یہود کے طائفہ کا قول جو آیہ ماقبل (۳: ۷۲) میں دیا گیا ہے اس آیت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا اور وَلَا تَوْمِنُوا سے اللہ تعالیٰ کا کلام شروع ہو جاتا ہے۔

یحتمل ان يكون الخبر عن اليهود قد تم عند قوله لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ - وقوله وَلَا تَوْمِنُوا "من كلام الله تعالى ثبت بذهلوب المؤمنين لئلا يشكوا عند تلبس اليهود وتزويرهم في دينهم يقول الله عز وجل لا تصدقوا يا معشر المؤمنين الا من تبع دينكم ولا تصدقوا ان يؤتى احد مثل ما اوتيتم من الدين والفضل ولا تصدقوا ان يحاجرکم عند ربکم اذ يقدرها على ذلك فان الهدى هدى الله وان الفضل بيد الله يؤتیه من يشاء والله واسع عليم۔ فتكون الآية كلها خطابا للمؤمنين عند تلبس اليهود لئلا يرتابوا ولا يشكوا۔

(احتمال ہے کہ اہل یہود کے متعلق بات لعلہم یرجعون پر ختم ہو گئی۔ اور وَلَا تَوْمِنُوا الخ کلام اللہ ہے۔ یہ اس لئے کہ) مؤمنین کے دل نہ ڈگمگائیں اور اہل یہود کی اپنے دین میں تزویر و تلبس باعث شک نہ بنے۔ سو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے مومنو! سوائے اپنے مذہب کے پیروکار کے کسی پر اعتبار نہ کرو۔ اور نہ ہی یہ باور کرو کہ جو عنایات تم پر ہوتی ہیں کسی اور پر بھی ہو سکتی ہیں اور نہ ہی اس امر کو دل میں جگدو کہو کہ وہ تم پر خدا کے حضور دلیل میں غالب آجائیں گے کیونکہ ہدایت تو وہی ہے

جو اللہ کی ہدایت ہے۔ اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی ہی وسعت رکھنے والا ہے اور علیم ہے)

۲۔ اس میں قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدٰى اللّٰهِ جملہ معتضہ ہے اور دوسرے سب جملوں کا تعلق لَا تَوْ مَنُوْا سے ہے۔ یعنی لَا تَوْ مَنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ وَلَا تَوْ مَنُوْا اَنْ يُّوْتٰى اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُوْتِيْتُمْ وَلَا تَصَدِّقُوْا اَنْ يُّحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ دِيْنِكُمْ (ضیاء القرآن بحوالہ تفسیر قرطبی) مت مانو کسی کی بات ماسوائے ان لوگوں کے جو تمہارے دین کی پیروی کرتے ہیں اور مت یقین کرو کہ جو انعام و فضل تم پر کیا گیا ہے وہ کسی اور کو بھی دیا جا سکتا ہے اور مت مانو یہ بات کہ وہ تمہارے رب کے نزدیک تم پر دلیل سے غالب آسکتے ہیں۔

تفسیر الخازن میں ہے ثم اختلفوا فيه فمنهم من قال هذا كلام معترض بين كلامين وما بعده متصل بالكلام الاول اي لا تؤمنوا الا لمن تبع دينكم ولا تؤمنوا ان يوتي احد مثل ما اوتيتم..... ولا تؤمنوا ان يحاجوكم عند دينكم ۳۔ طائفہ من اهل الكتاب کا کلام لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ پر ختم ہو جاتا ہے اور قُلْ اِنَّ الْهُدٰى سے آیت کے اخیر تک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا:-

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو کہہ کہ ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے کہ جس طرح وہ ہدایت تمہیں عطا ہوئی تھی اسی طرح وہ اسے کسی اور کو بھی عطا کرے۔ یا وہ تمہارے رب کی عطائے گی کہ بارہ میں حجت بازی کریں تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کہ ان الفضل بید اللہ..... الخ یہاں عِنْدَ دِيْنِكُمْ کا مطلب عِنْدَ فَعَلٍ دِيْنِكُمْ ہوگا۔

۴۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی اپنی انگریزی تفسیر THE HOLY QURAN میں اہل یہود کے کلام کو اِ تَوْ مَنُوْا سے لے کر لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ پر ختم کر کے آگے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

Say : "True guidance Is the guidance of God : (Fear ye) lest a revelation Be sent to someone (else) Like unto that which was sent Unto you? Or that those (Receiving such revelation) Should engage you in argument Before your Lord?"

۵۔ اور اگر اَدُّ کو معنی اِنْ حرف شرط لیا جائے تو مطلب یوں ہو سکتا ہے کہ اگر اہل یہود وہ کہیں جو انہوں نے لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ تک کہا تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سے) کہہ کہ اِنَّ الْهُدَىٰ مَا اَوْثِقْتُمْ۔ اگر وہ خدا کی دین (عطا نیگی) پر کٹ جیتی سے کام لیں تو کہہ اِنَّ الْفَضْلَ مَنْ يَشَاءُ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بات کہنے کے لئے ہدایت کی جاتی ہے یا تو مَنْ يَشَاءُ پر ختم ہو جاتی ہے۔ یا آیتہ ۴۷ کے اخیر تک چلی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا مذکورہ صورتوں کے علاوہ ان فقروں کی اور بھی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں

۳:۴۷ = يَخْتَصُّ - مضارع واحد مذکر غائب مخصوص فرماتا ہے

= ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ - الفضل موصوف العظیم صفت - صفت موصوف مل کر مضاف الیہ - ذو مضاف - فضل عظیم کا مالک -

۳:۴۵ = تَأْمَنُّهٗ مَضْرَعٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - ضمیر واحد مذکر غائب تو اس کو امانت ہے۔ تو اس کو امین بنائے۔

= قِنطَارٍ - مال کثیر - ڈھیروں - انبار - جمع قنطاریں -

= يُوَدِّعُ - واحد مذکر غائب - مضارع - ضمیر واحد مذکر غائب - وہ اسے ادا کر دے گا۔

اداء مادہ - تَادِيَةٌ مصدر

= مَا دُمْتُ - مَا دَامَ افعال ناقص میں سے ہے باب نصر - ضرب سے دوام مصدر -

ماضی صیغہ واحد مذکر حاضر - جب تک تو ٹھہرا رہا - جب تک تو رہا -

مَا دُمْتُ عَلَيْهِ قَائِمًا - جب تک تو اس کے سر پر کھڑا ہے -

= لَيْسَ عَلَيْنَا سَبِيلٌ - ای لیس علینا فی مَا اصْبَنَاهُ مِنْ اَمْوَالِ الْعَرَبِ عَتَابًا وَذَمًّا - اہل عرب کے مال میں سے جو بھی ہم ہتھیالیں اسی پر مواخذہ نہیں ہے - امیوں (غیر یہودیوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے ان سے وہ خلائی کریں - دھوکہ دیں - نقصان پہنچاویں - امانت کو ادا نہ کریں - کسی طور پر مال ایٹھ لیں - اس میں کوئی حرج نہیں ہے -

۳:۶۶ = بَلَىٰ - حرف - ہاں - الف اس میں اصلی ہے بعض کہتے ہیں کہ زائد ہے - اصل میں بَلَىٰ تھا - بلی کا استعمال دو جگہ پر ہوتا ہے -

۱۔ نفی ماقبل کی تردید کے لئے جیسے زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنْ لَّنْ يَبْعَثُوْا قُلَّ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ (۶۴:۷) کافروں کو خیال ہے کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے تو کہہ دے کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا - ۲۔ یہ کہ اس استفہام کے جواب میں آئے جو

نفی پر واقع ہے خواہ استفہام حقیقی ہو جیسے اَلَيْسَ زَيْدٌ بِقَائِمٍ كَمَا زَيْدٌ كَثُرَ اَنْهِيں۔ جواب میں کہا جائیگا
 بلیٰ۔ ہاں یعنی کثرا ہے۔ یا استفہام تو یعنی ہو جیسے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَنْ يَجْمَعَ عِظَامَهُ بَلَىٰ
 قَادِرِيْنَ عَلٰى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ (۵۱: ۲۰۳) کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہیں
 کریں گے۔ کیوں نہیں بلکہ ہم قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔

یا استفہام تقریری ہو۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا (۱۴۲: ۷) کیا میں تمہارا رب
 نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں (تو ہی ہے) ہم گواہ ہیں
 نَعَمْ اور بلیٰ میں فرق یہ ہے کہ نَعَمْ استفہام مجرد کے جواب میں آتا ہے۔ اور بلیٰ بالاتفاق
 ایجاب کے جواب میں نہیں آتا۔ بلکہ اس استفہام کے جواب میں آتا ہے جو مقترن (متصل) منفی ہو۔
 نیز بلیٰ ابطال نفی کے لئے آتا ہے۔ اور نَعَمْ تصدیق ماقبل کے لئے۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔
 (۱۴۲: ۷) بلیٰ کی مثال۔ اور نَعَمْ کی مثال۔ فَمَلْ وَجَدْتُمْ مَادَعَدَدْتُكُمْ حَقًّا قَالُوا
 نَعَمْ۔

= اَدْنٰی۔ اِيْعَاءٌ سے ماضی واحد مذکر غائب اس نے پورا کیا۔

(۳: ۷۸) = يَلُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب لِيٌّ مصدر۔ باب نصر۔ وہ گھاتے ہیں۔ وہ پھرتے
 ہیں۔ لِيٌّ۔ موڑنا۔ مروڑنا۔ پھیرنا۔ گھمانا۔ لَوِيٌّ يَلُوْنَ (ضرب) لَوِيٌّ لِسَانُهُ يَالُوِيٌّ يَلْسَانُهُ
 اس نے زبان پھیر لی یعنی جھوٹ کہا۔ خود اپنی طرف سے بات گھڑ لی۔ مطلب یہ کہ زبان مروڑ کر
 الفاظ بگاڑ کر ادا کرتے ہیں۔ مثال۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كُو قُلْ اَنْ مَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
 پڑھنا۔

اگر لَوِيٌّ کے اول مفعول پر علیٰ ہو تو متوجہ ہونے اور منہ پھیر کر دیکھنے کے ہیں لَدَالِيُوِيٌّ
 عَلٰى اَحَدٍ۔ وہ ایسا بھاگا کہ کسی طرف منہ پھیر کر نہ دیکھا۔

(۳: ۷۹) = وَ لٰكِنْ۔ اور كُوْنُوْا کے درمیان يَقُوْلُ محذوف ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا۔

= رَبِّتَيْنِ۔ زاہد۔ خدا پرست۔ درویش۔ اللہ والے۔ مرئی۔ مرشد خلق۔ رَبَّانِيٌّ کی نسبت
 رب کی طرف ہے اس نسبت سے اِنِّ رَبِّيُّ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن مبالغہ کے لئے الف نون
 کا اضافہ کر دیا ہے۔ جیسے بڑی گھسی ڈاڑھی والے کو رُحِيْمَانِيٌّ اور بہت فربہ گردن والے کو رَبَّانِيٌّ کہا جاتا
 ہے۔ اس صورت میں رَبَّانِيٌّ کا مطلب ہوگا بالکل اللہ والا۔

= تَدْرُسُوْنَ۔ (باب نصر) مضارع جمع مذکر حاضر تم پڑھتے ہو

(۳: ۸۰) = وَلَا يَأْمُرُكُمْ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ پر عطف ہے اور اس کا فاعل بشر ہے جو ابتدائی

آیت میں مذکور ہے اور وہ بندہ نہیں حکم دے گا تمہیں۔

== آیات کڈ۔ تعجب اور استفہام انکاری کے طور پر ہے یعنی وہ ایسا حکم ہرگز نہیں دیگا۔ ضمیر فاعل بشر کی طرف راجع ہے۔

۳: ۸۱ = اس آیت میں میثاق النبیین کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ نبیوں کے بارہ میں میثاق لیا گیا۔ دوسرا وہ میثاق جو نبیوں سے لیا گیا تھا۔

بعض مفسرین نے پہلا مطلب اختیار کیا ہے اور ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی ہیں اور بعضوں نے دوسرا مطلب اختیار کیا ہے۔ لیکن پہلا مطلب زیادہ قرین قیاس ہے۔ دوسرے مطلب کی صورت میں ما حاصل یہ ہوگا کہ اللہ نے نبیوں میں سے ہر ایک نبی سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر کوئی دوسرا رسول اس کے عہد میں مبعوث ہو تو اس کا فرض ہے کہ اس کی تصدیق کرے۔ اور اس کا ساتھ دے۔

تاریخ میں کب اور کہاں ایسے حالات معرض وجود میں آئے کہ ایک امت کی جانب ایک رسول کتاب و حکمت لے کر آیا ہو اور اس کی حیات ہی میں ایک دوسرا رسول کتاب و حکمت کے ساتھ مبعوث ہوا ہو۔ اگر کبھی دو نبی ایک ہی وقت میں ایک ہی امت کی طرف بھیجے گئے تو دوسرا محض پہلے کی تائید اور نصرت کی خاطر مبعوث ہوا۔

اور جہاں تک اس آیت سے یہ مطلب اخذ کرنے کا سوال ہے کہ اس سے مراد تمام انبیاء سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی پیروی کا اقرار لیا گیا تھا تو امام رازی نے اس بارہ میں ایک بہت معقول سوال اٹھایا ہے کہ رسول مقبول کی بعثت کے وقت تمام انبیاء فوت ہو چکے تھے وہ کیسے ایسے وثاق کے مکلف ہو سکتے تھے۔ لہذا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا موقف ہے وہ درست ہے کہ یہ میثاق ہر امت سے لیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کو بذریعہ رسول کتاب و حکمت دی گئی ہے لیکن جب کبھی اس کے بعد کوئی اور رسول منجانب اللہ کتاب و حکمت لے کر آئے جو پہلی کی تصدیق و تائید میں ہو تو اس وقت کی امت پر فرض ہوگا کہ نئے آنے والے رسول کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ تعاون کرے کیونکہ اصل دین ایک ہی ہے اور جتنے بھی خدا کے رسول ہیں سب اسی کی دعوت دینے والے ہیں۔

== وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ - اور یاد کرو جب ہم نبیوں کے بارہ میں عہد لیا تھا۔

== لَتَوُ مِثْقًا بِهِ وَلَتَنْصُرْتَهُ - ہر دو فعل مضارع معروف باللام تاکید و نون ثقیلہ ہیں۔ تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

== اِضْرِي - میرا عہد۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس لئے اِضْرِي کا

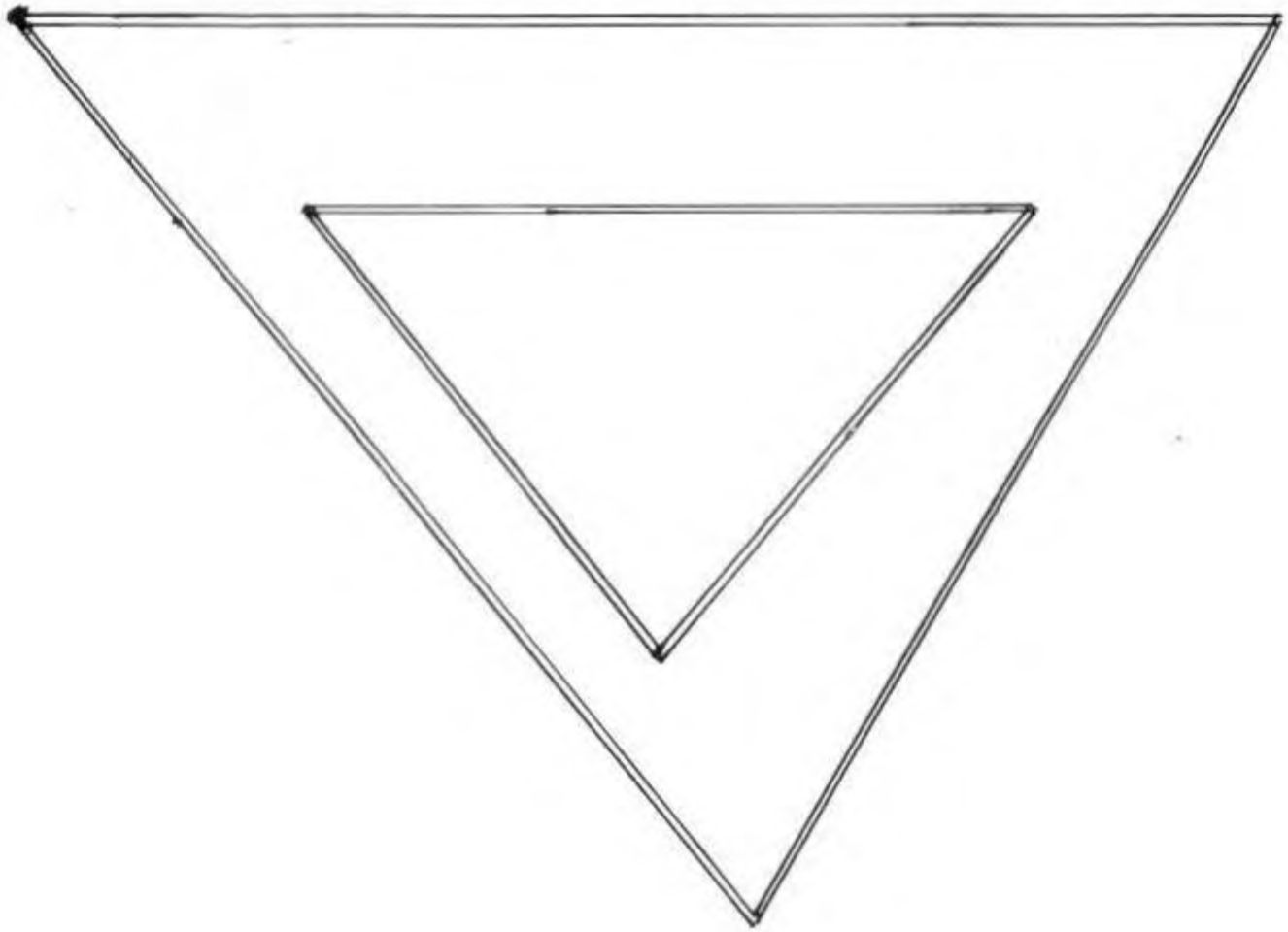
استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے جمع اَصَادُ

۳: ۸۴ = اَسْبَاطُ - قبیلے - ایک دادا کی اولاد - سِبْطٌ کی جمع جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے ہیں - مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ آتا ہے یہاں حضرت یعقوب کی اولاد مراد ہے -

۳ - ۸۵ = يَبْتَغِ - اصل میں يَبْتَغِي تَقَا - من عامل کی وجہ سے غ جو آخری متحرک حرف تھا ساکن ہو گیا - بی بوجہ ساکنین کے گر گئی - ی کی موجودگی کو ظاہر کرنے کے لئے غ مکسور کر دی گئی مضارع مجزوم واحد مذکر غَابَ - ابتغاء مصدر - چاہے - طوہونڈھے - طلب کرے -

۳: ۹۱ = مِلٌّ - وہ مقدار جس سے برتن بھر جائے - جمع امْلَاءُ مِلُّ الْأَرْضِ - مضاف مضاف الیہ اتنی مقدار جو زمین بھر میں سما سکے -

= اِفْتَدَى - اس نے اپنے چھڑانے کا بدلہ (فدیہ) دیا - ماضی واحد مذکر غَابَ اِفْتِدَاءٌ (افتعال) کے وزن پر -



يَا رَسُوْلَ اللهِ
لَنْ نَسْأَلَكَ
(١٢)
اِلَّا عِمْرَانَ - النِّسَاءَ



۹۲:۳ = لَنْ تَتَّالُوا - مضارع نفی تاکید بَلَنْ - صیغہ جمع مذکر حاضر
اصل میں لَنْ تَتَّالُونَ تھا۔ لَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ صیغہ جمع کو ظاہر
کرنے کے لئے اخیر میں الف زائد کر دیا گیا۔ تم ہرگز نہیں پاؤ گے۔ تم ہرگز نہیں پہنچو گے۔
نَبَلُّ (باب سمع)

= الْبِرَّ - مصدر - مفعول بہ ہے فعل لَنْ تَتَّالُوا کا۔ نیکو کاری۔ نیکی کرنا۔ مہلانی کرنا۔ طاعت
صلاحیت۔ سچائی۔ نیک برتاؤ۔

بِرٌّ میں اعتقادی و عملی دونوں قسم کی نیکیاں شامل ہیں۔

مَثَلٌ - لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ -----

(۱۷۷:۲)

= تَنْفِقُوا ۲ - انْفَاقٌ (اِفْعَالٌ) سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف - نون اعرابی عامل
کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔ تم خرچ کرو۔ تم خرچ کرو گے۔ تم خرچ کرتے ہو۔

۹۳:۳ = اِسْرَائِيلُ - سے اگر بنی اسرائیل مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ نزول توراہ
سے قبل بنی اسرائیل نے رسماً بعض چیزیں حرام قرار دے لی تھیں جن کی حرمت توراہ میں مذکور
نہیں ہے۔ اور اگر اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام لئے جا دیں تو اس کا مطلب
یہ ہوگا کہ انہوں نے طبعی کراہت کی وجہ سے یا کسی مرض کی بناء پر احتراز فرمایا تھا۔ پھر ان کے
بعد ان کی اولاد نے ان چیزوں کو ممنوع سمجھ لیا تھا۔

۹۴:۳ = اِخْتَرَى - اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔

اِخْتَرَاؤُ (اِفْعَالٌ) ماضی واحد مذکر غائب خوری حروف مادہ اَلْفَتْحَى (نصر) کے معنی
چمڑے کو سینے اور درست کرنے کے لئے اُسے کاٹنے کے ہیں۔ اور اِخْتَرَاءُ (اِفْعَالٌ)۔

کے معنی اسے خراب کرنے کے لئے کاٹنے کے ہیں۔ اِخْتَرَاءُ - جھوٹ۔ دشمنی۔

اِخْتَرَى عَلَيْهِ الْكُذِبَ کسی پر تہمت لگانا۔ کسی پر جھوٹ باندھنا۔

فَمَنْ الْكُذِبَ - پس جو شخص اللہ پر جھوٹا بہتان تراشا ہے۔

= مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ - اس وضاحت کے بعد جو آیت ۹۳ میں کی گئی ہے۔

۹۵:۳ = مِلَّةَ - دین کی طرح ملت بھی اس دستور کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء
کی زبان پر بندوں کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ تاکہ اس کے ذریعہ وہ قرب خداوندی حاصل کر سکیں
دین اور ملت میں فرق یہ ہے کہ ملت کی اضافت صرف اس نبی کی طرف ہوتی ہے جس کا

وہ دین ہوتا ہے پس فَا تَبَعُوا... اِبْرَاهِيمَ۔ پس دین ابراہیم کی پیروی کرو۔
 حَنِيفًا = الْحَنَفُ کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ الْحَنِيفُ۔
 بوزن فَعِيلٌ جو باطل کو چھوڑ کر استقامت پر آجائے، جو سب سے بے تعلق ہو کر صرف خدا کا ہو جائے
 ۹۷: ۳۔ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ۔ ج ۵ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا۔ فِيْهِ اُوْدُ دَخَلَهُ
 میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب بَيْت کی طرف راجع ہے جو ایہ ماقبل میں مذکور ہے۔
 فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ (فضنھا) مقام ابراہیم۔ اس میں کئی روشن نشانیوں ہیں (ان میں سے
 ایک) مقام ابراہیم ہے۔

۹۹: ۳ = تَصَدُّوْنَ - صَدُّ و نَصَدُّ تم روکتے ہو۔ تم بند کرتے ہو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔
 تَبَعُوا نَهَاءً تم اس کو چاہتے ہو بَعِيٌّ ہے۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ هَا طمیر واحد مؤنث غائب
 جو سبیل اللہ کی طرف راجع ہے۔ سبیل مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔
 عَوَجٌ يَعْوِجُ (سمع) سے اسم ہے ٹیڑھا ہونا۔ کج ہونا جو کجی آنکھوں سے نظر آجاتے مثلاً دیوار
 کا ٹیڑھا ہونا۔ وہ عَوِجٌ (بفتح عین) ہے اور جو نظر نہ آئے مثلاً سونچو سمجھو میں کجی۔ قول میں کجی (عین
 کے کسر کے ساتھ) ہے۔

۱۰۱: ۲ = يَعْتَصِمُ۔ واحد مذکر غائب مضارع مجزوم اِعْتَصَمَ (افتعال) مصدر۔ مضبوط ٹکڑنا
 ہے۔ عِصْمَةٌ۔ گردن بند۔ حِمْلٌ۔ عِصْمَةٌ اور عِصْبَانٌ کتے وغیرہ کی گردن کا پٹہ۔ عِصَامٌ۔
 مشک کا بندھن و عِصْمٌ کلانی کا پونچھا۔ عِصْمٌ مصدر۔ اِصْتَبَّ سَمٌ اختیار کرنا۔ بچانا۔ محفوظ رکھنا
 عِصَمَ اِلَيْهِ اس نے اس کی طرف پناہ لی۔ اِعْتَصَمَ (اِفْتَعَالٌ) گناہ سے بچے رہنا۔ اِلْعِصْبَانُ
 (الفعال) گناہ سے بچنا۔

۱۰۳: ۳ = آتَفَّ۔ اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈال دی۔ تَأَلَّفَ (تَفْعِيلٌ) سے
 جس کے معنی جمع کونے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ تَأَلَّفَ الْقُلُوبَ دلوں کو اکٹھا کرنا۔ باہمی
 الفت پیدا کرنا۔

= شَقَا۔ کنارہ۔ یہ لفظ ہلاکت کے قریب ہونے کے لئے ضرب المثل ہے (شَفَا و حروف
 مادہ ہیں) پناہ بخیر کہتے ہیں اَشْفَى فُلَانٌ عَلَى الْهَلَاكِ فَلَاں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا
 = حُفْرَةٌ۔ گڑھا۔ حُفْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زمین کھودنے کے ہیں۔ حُفْرٌ جمع حَقَارٌ
 گور کن۔ مِحْفَرٌ بیلچہ۔ شَقَا حُفْرَةٌ۔ مِصَافٌ مِصَافٌ اِلَيْهِ۔ گڑھے کا کنارہ
 = اِنْقَذَكُمُ۔ اِلْاِنْقَاذُ (افعال) کسی خطرہ یا ہلاکت سے خلاصی دینا۔ نجات دینا۔ اس نے

تم کو بچالیا۔ صیغہ ماضی داند مذکر غائب۔ کُمُ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ فَدُمُ تَقِيْدُ دشمن کے ہاتھ سے چھینا ہوا گھوڑا۔ گویا وہ دشمن سے بچالیا گیا ہے۔ جمع نَقَائِدُ۔

۱۰۴: ۳ = وَ لَتَكُنَّ مِنْكُمْ لِيَاكُنَّ فِي لَامِ امْرِئٍ صِيغَةُ وَاحِدٍ مَوْنَتٌ غَائِبٌ۔ امر غائب و متکلم معروف بناوٹ کے لحاظ سے کوئی مستقل فعل نہیں بلکہ ایک دوسرا نام مضارع بلام امر کا ہے لام امر و مضارع غائب و متکلم معروف کے آٹھوں صیغوں سے خاص ہے جو صیغہ ہائے واحد کو جزم دیتا ہے۔ جیسے لِيَاكُنَّ (واحد مذکر غائب) لِيَاكُنَّ (واحد مؤنث غائب) اور لَا كُنَّ (واحد متکلم۔ نون اعرابی کے سقوط اور نون ضمیری کی قائمی میں مثل لَمَّ کے عمل کرتا ہے۔ وَ لَتَكُنَّ۔ چاہتے کہ ہو ایک (جماعت) تم میں سے جو.....

= مِنْكُمْ۔ میں میں۔ تبیین کے لئے ہے تبعیض کے لئے نہیں۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام تمام امت پر واجب ہے کسی مخصوص جماعت کی ذمہ داری نہیں۔

۱۱۱: ۳ = لَنْ يَضُرُّوْكُمْ۔ مضارع معروف نفی تاکید بلیں۔ صیغہ جمع مذکر غائب کُمُ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ہرگز تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

= اَذَى۔ تکلیف۔ اذیت۔ کوفت۔

= يُوْثِقُكُمْ اَلْاَذْبَانَ۔ وَاثِي يُوْثِقُ۔ (باب تفعیل) پیٹھ دینا۔ پشت پھیر کر بھاگنا۔ اَذْبَانُ جمع دُبُر کی۔ یعنی پیٹھ۔ وہ تمہاری طرف پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

۱۱۲: ۳ = ضُرِبَتْ۔ ڈال دی گئی۔ مار دی گئی۔ لازم کر دی گئی۔ مسلط کر دی گئی۔ لگادی گئی۔ ضَرْبٌ سے ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ عَلِيٌّ کے ساتھ تارکب پہلو کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّالَةُ۔ ذلت اور رسوائی، ان پر لازم کر دی گئی ضَرْبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةَ۔ ذلت و رسوائی۔ محتاجی اور بے نوائی ان پر مسلط کر دی گئی۔ ان پر لازم کر دی گئی۔

= تَقْفُوا۔ تَقَفَ (سَمِعَ) کسی چیز کو پانا اور اس پر کامیاب ہونا۔ وہ پائے گئے۔

= حَبْلٌ۔ رسی۔ عہد و پیمان۔ چونکہ رگ بھی رسی سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے قرآن حکیم میں شاہ رگ کو حَبْلُ الْوَرْدِ (۱۶: ۵۰) فرمایا ہے۔

= بَاءُ ذَا۔ انہوں نے کمایا۔ وہ پھر آئے۔ وہ لوٹے (باب نصر) بَوَاءٌ۔ جس کے اصل معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں۔ مجازاً اس کے معنی کمانے۔ لوٹنے۔ اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں۔ ب و ع۔ مادہ۔

مَكَانٌ بَوَاءً۔ اترنے۔ فروکش ہونے کے لئے سازگار اور موافق جگہ۔ بَوَاتٌ لَهَا مَكَانًا۔

میں نے اس کے لئے جگہ کو ہموار اور درست کیا سَوَاذْعَدَاوَتٍ مِّنْ أَهْلِكَ تَبَسُّوۡا۟ الْمُؤْمِنِيۡنَ
مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ - (۱۲۱، ۱۲۲) اور جب تم صبح گھروں سے رخصت ہوئے اور مؤمنوں کو لڑائی کے
لئے مناسب جگہ پر بٹھانے لگے۔

== ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الدِّيَالَةَ وَ الْمُسْكَنَةَ - لازم کر دی گئی ان پر ذلت اور رسوائی جہاں
کہیں بھی وہ ہیں۔ بجز اس کے کہ وہ کسی عہد نامہ کی رو سے اللہ سے یا دوسرے لوگوں سے پناہ حاصل
کر سکیں (اللہ کی طرف سے عہد نامہ ان کا اہل کتاب ہونا اور پابند شریعت ہونا۔ اور لوگوں کی طرف سے
عہد نامہ کسی سیاسی معاشرتی وجوہ کی بناء پر بشرائط پناہ حاصل کرنا) اور وہ مستحق ہو گئے اللہ کے
غضب کے اور مسلط کر دی گئی ان پر محتاجی اور بے نوائی۔

۳ : ۱۱۲ = عَصَوۡا - انہوں نے نافرمانی کی۔ انہوں نے اطاعت نہ کی۔ انہوں نے کہنا نہ مانا۔
مَعْصِيَةً اور عَصِيَّاتٍ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ عَصَوۡا اصل میں عَصِيۡوۡا تھا۔ یا متحرک
ماقبل مفتوح اس لئے یاء کو الف سے بدلا گیا اب واؤ اور یاء دوساکن اکٹھے ہو گئے لہذا الف
گر گیا اور عَصَوۡا رہ گیا۔

== كَانُوۡا يَعْتَدُوۡنَ - ماضی استمراری صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِعْتَدَا۟ مُصَدَّرٌ (افتعال) ع
د۔ مادہ۔ وہ زیادتی کرتے تھے۔ وہ حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے۔

۳ : ۱۱۳ = اِنۡاۡرَ - اوقات۔ گھڑیاں۔ انی۔ واحد۔ وقت کا کچھ حصہ۔ ان ی۔ حروف مادہ
۲ : ۱۱۵ = فَلَنْ يَّكْفُرُوۡا - تو اس کا رخیر سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ یعنی اس کا رخیر کا ان کو اجر
دیا جائے گا۔ مضارع مجہول نفی تاکید بلبن۔ صیغہ جمع مذکر غائب

۳ : ۱۱۶ = لَنْ تُعۡنِي - مضارع معروف نفی تاکید بلبن۔ صیغہ واحد مؤنث غائب (باب افعال)
وہ کفایت ہرگز نہیں کرے گی۔ وہ ہرگز کام نہ آئے گی۔
هٰذَا مَا يُعۡنِيۡ عِنۡكَ شَيْئًا - یہ تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔

۳ : ۱۱۷ = صِرۡٔ - رمھر۔ پالا۔ سردی۔ مٹھنڈک۔ ٹو۔ باد سموم
۳ : ۱۱۸ = بَطَانَةٌ - ولی۔ دوستی۔ رازدار۔ بھیدی۔ آستر۔ کپڑے کا باطنی حصہ جو جسم سے ملا ہے
بطن سے مشتق ہے بطن کا استعمال ہر شے میں ظہر کے خلاف ہوتا ہے۔ باہر کی جانب کو ظہر
کہتے ہیں۔ اور اندر کی جانب کو بطن بولتے ہیں۔ کپڑے کے اوپر کے حصہ کو ظہارہ اور اندرونی
اور نیچے کے حصہ کو جو جسم سے ملا ہے بطنانہ کہتے ہیں۔

== لَا يَأۡلُؤُنَکُمۡ - مضارع منفی صیغہ جمع مذکر غائب کُمۡ ضمیر جمع مذکر ناصر (باب نصر) اَلُوۡ
اَلُوۡ۔ اَلِيٌّ۔ مصادر کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ دیر لگانا۔ کہتے ہیں لَمْ يَأۡلِ جُهَدًا ۱۔ اس نے کوشش
کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

== جَبَاكَ - تباہ کرنا۔ خرابی پہنانا۔ فساد۔ تباہی۔ وہ خرابی یا فساد جس کے لاحق ہونے سے کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔

لَا يَأْتُوكُمْ جَبَاكَطُ وہ تمہیں خرابی پہنچانے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

== وَدُّوا - وہ پسند کرتے ہیں۔ وہ محبت کرتے ہیں۔ وہ تمنا کرتے ہیں۔ وَدٌّ - محبت۔ وَدُوْدٌ - محبت والا۔ (اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے)

وَدَّ - يُوَدُّ - ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

== عَنِتُّمْ - تم کو مضرت پہنچی۔ تم کو ایذا پہنچی۔ عَنَتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے

عَنَتٌ - گناہ۔ بدکاری۔ زنا۔ تکلیف۔ مشقت۔ فساد۔ ہلاکت۔ غلطی۔ جور۔ اذیت

== اَخْوَاهِمِمْ - مضاف مضاف الیہ۔ اَخْوَاةٌ - قُوَّةٌ کی جمع ہے۔ وَکُوْکُرٍ اکر م سے بدل کر فَمُ

بمعنی منہ ہے۔

۱۱۹:۳ == هَا تَنْتُمْ - ہا تبتیہ کے لئے ہے اَنْتُمْ۔ مبتدأ اور اُدْلَاؤُ خبر ہے۔

== لَقُوْكُمْ - وہ تم سے ملتے ہیں۔ ماضی جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ لَقُوْا اصل

میں لَقِيُوْا تھا۔ لَقِيْتُ سے۔

== خَلَوْا - وہ تنہا ہوئے۔ وہ اکیلے ہوئے۔ خَلَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

== عَضُّوا - انہوں نے کاٹ کاٹ کھایا۔ انہوں نے دانتوں میں دبایا۔ عَضٌُّ سے (باب سمع)

ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

== اَلَا نَامِلًا - اَنْمِلَةٌ کی جمع۔ جس کے معنی پہلے پورے کے ہیں جس میں ناخن ہوتا ہے۔

انگلیاں۔ عَضُّوا عَلَیْكُمْ اَلَا نَامِلًا مِنَ الْعِیْظِ۔ تمہارے خلاف غصہ و غضب کی وجہ سے

انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔

۱۲۰:۳ == تَمَسَّسْتُمْ - (باب ضَرَبَ - نَصَرَ) وہ تم کو چھوئے۔ وہ تم کو پہنچے۔ مضارع

واحد مؤنث غائب۔

== تَسَوَّهْتُمْ - وہ ان کو بری لگتی ہے۔ وہ ان کو ناخوش کرتی ہے مضارع واحد مؤنث غائب

ہُمْ۔ ضمیر جمع مذکر غائب۔

== کَيْدٌ - مصدر اور اسم مصدر۔ اچھی تدبیر۔ بُری تدبیر۔ مکر و فریب۔ چال۔ داؤ۔

== مُحِیْطٌ - اسم فاعل۔ اِحْاطَةٌ - مصدر۔ حوط۔ مادہ۔ ہر طرف سے گھیر لینے والا۔

۱۲۱:۳ == یہاں سے لے کر سورۃ کے اخیر تک کلام جنگِ احد کے بعد نازل ہوا۔ تَنْبِؤُیْ - دیکھو

== مَقَاعِدَ لِقِتَالٍ - مَقَاعِدَ - صيغة جمع منتهى الجوع - ظرف مكان - مَقْعَدٌ - واحد - بِطَيْفِ
 کی جگہ گھات لگانے کے مقامات . مورچے
 ۱۲۲:۳ = هَمَّتْ - ماضی کا صیغہ واحد مَوْنَتْ غَائِبٌ - هَمٌّ - مصدر - هَمَّ يَهْمُ
 (نَصَرَ) اس نے ارادہ کیا -

== كَاطِفَتَانِ - دو گروہ - دو جاغتیوں - دو فرقی - كَاطِفَةٌ كَاطِفَتَيْنِ ہے -

جنگ احد کے لئے ۱۱؎، شوال بروز ہفتہ ۳؎ ہجری کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک
 ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ شریف سے نکلے - تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ہریرہ تھا
 لیکن راستہ میں شوط کے مقام پر وہ اپنے تین سو ہمراہیوں کے ساتھ الگ ہو گیا - اس کی
 دیکھا دیکھی قبیلہ ادس کی شاخ بنی حارثہ اور خزرج کی شاخ بنی سلمہ جو نئے نئے اسلام میں
 داخل ہوئے تھے ان کے دل میں بھی جنگ سے واپسی کا خیال ہوا - لیکن اللہ تعالیٰ نے ان
 کی دستگیری کی اور اس لغزش کے ارتکاب سے ان کو بچا لیا -

== تَفْشَلًا - وہ دونوں بزدلی کریں - فَشِلٌ يَفْشَلُ (سمع) فَشَلٌ بزدل ہونا - بزدلی کرنا -
 ہمت ہار دینا - مضارع کا صیغہ تثنیہ مَوْنَتْ غَائِبٌ - نون اعرابی اَنْ کی وجہ سے گر گیا -
 = وَاللَّهُ - میں داؤدِ حالیہ ہے -

۱۲۳:۳ = اَذِلَّةٌ - کمزور - نرم دل - ذلیل - ذَلِيلٌ کی جمع ہے -

۱۲۴:۳ = اَلَّذِي يَكْفِيكُمْ - آ - برائے استفہام - لَنْ يَكْفِيَ - مضارع منفی تاکید بَلَنْ صیغہ
 واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر كَفَى يَكْفِي (ضرب) كِفَايَةٌ سے کافی ہونا - كِفَايَةٌ
 اس چیز کو کہتے ہیں جو ضرورت کو اس طرح پوری کرے کہ اس کے بعد کسی کی حاجت نہ رہے - کیا یہ
 تمہارے لئے کافی نہیں ہے

== اَنْ يُمِدَّكُمْ - مَدَّ يُمِدُّ وَاَمَدًا يُمِدُّ - ب - کسی کو لشکر یا رسد مہیا کرنا - يُمِدُّ کی
 دال کے نمہ کو نصب بوجہ اَنْ آئی ہے -

۱۲۵:۳ = يَا تَوَكُّمُ - میں ضمیر فاعل اہل کفار کی طرف راجع ہے جو جناب احد میں اہل اسلام
 کے خلاف نبرد آزماتھے

== مِنْ فَوْرِهِمْ - فَوْرٌ - اسم فعل - جوش - اُبَالٌ - عجلت - فَوْرًا - الْفَوْرُ کے معنی سخت
 جوش مارنے کے ہیں - یہ لفظ آگ کے بھڑک اٹھنے پر بھی بولا جاتا ہے اور ہانڈی اور غصہ
 کے جوش کھانے پر بھی - قرآن مجید میں ہے وَفَارَ التَّنُورَ (۱۱: ۴۰) اور تنور جوش مارنے لگا -

ہانڈی کے اوبال کو فَوَادَةٌ کہا جاتا ہے پھر تشبیہ کے طور پر پانی کے ابلتے ہوئے چشمے کو بھی فَوَادَةٌ الْمَاءِ کہتے ہیں۔ ایک محاورہ ہے فَعَلْتُ كَذَا مِنْ فَوْرِي - میں نے جوش میں ایسا کیا۔
پس يَا تَوَكَّمْ مِنْ فَوْرِهِدْ هَذَا كَمَا مَطْلَبُ يَهْوَاكَ
اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتاً حملہ کر دیں۔

== مَسْوِمِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ مَسْوِمٌ واحد تَسْوِيمٌ مصدر سَوَمْتُ سے اپنے لئے نشان مقرر کرنے والے یا اپنے گھوڑوں کا خصوصی نشان بنانے والے۔

== وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ - میں نے ضمیر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے اتارنے کے ذریعہ سے مسلمانوں کی امداد کے امر کے متعلق ہے

۳: ۱۲۷ = لِيَقْطَعَ - قَطَعَ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب (باب فتح) مضارع پر لام جار مکسور فعل کی علت یا سبب بیان کرنے کے لئے آئے تو اس کے بعد ان مصدری ناصب کا آنا ضروری ہے اور مضارع پر اسی ان کی وجہ سے نصب آیا ہے اگر ان مذکور نہ ہو جیسا کہ آیت ہذا میں ہے تو محذوف مقدر قرار دیا جائیگا۔ لیکن اگر فعل سے پہلے لا نفی آیا ہو تو لام جر کے بعد ان کو ذکر کرنا لازم ہے۔ جیسے لَيْلًا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ (۲: ۱۵۰)
= لِيَقْطَعَ - تاکہ کاٹ دے۔ بلاک کر دے۔

= طَرَفًا - طَرَفٌ کی جمع اطْرَافٌ - ایک ٹکڑہ۔ ایک حصہ۔

= يَكْبِتَهُمْ - مضارع واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب كَبَتٌ مصدر باب ضروب تاکہ وہ ان کو ذلیل کرے۔ مضارع پر نصب لام جار مکسور کی وجہ سے ہے جو کہ محذوف ہے اصل میں یہ لِيَقْطَعَ کی طرح لِيَكْبِتَهُمْ تھا۔

= حَاسِبِينَ - نامراد۔ خَبِيثَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

۳: ۱۲۶-۱۲۷ = ترجمہ۔ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ امداد کا وعدہ مسلمانوں کو خوشخبری اور ان کے اطمینان قلب کی خاطر کیا۔ اور دوم یہ کہ اہل کفار کا ایک بازو کٹ جائے اور وہ ذلیل و خوار ہو کر نامراد واپس لوٹیں۔

۳: ۱۳۰ = التَّوْبُو - تَوَبُّوا - بیاج۔ سُوْد

= اَضْعَافًا مُّضْعَفَةً - کئی گنا۔ چند در چند۔ مُضْعَفَةٌ - اَضْعَافًا کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۳: ۱۳۱ = اَعِدَّتْ - ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اِعْدَادٌ اِفْعَالٌ سے

جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں عَدًّا سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اُعِدَّتْ وہ تیار کی گئی

۳: ۱۳۳ = سَادِعُوا۔ جلدی کرو، دوڑو۔ سرعت سے کام لو۔ مَسَادِعَةٌ جس کے معنی دوڑنے اور دوڑانے کے ہیں۔ امر۔ جمع مذکر حاضر۔

۳: ۱۳۴ = السَّرَّاءِ۔ خوشی۔ خوشحالی۔ الصَّرَّاءِ کا متضاد

= الصَّرَّاءِ۔ تکلیف۔ سختی۔ تنگی۔ مرض۔ بیماری۔ مصیبت۔

= كَاظِمِينَ۔ كَاظِمٌ کی جمع ہے كَظْمٌ۔ كَظُمَ۔ مصدر۔ (ضرب) غصہ روکنے والے غصہ پی جانے والے۔ كَظُمَ كَظْمًا کا اصل معنی ہے سانس رکنا۔ مجازاً خاموش ہو جانا۔

بَعِيرٌ كَاظِمٌ اور اِبِلٌ كَظُومَةٌ۔ وہ اونٹ جس نے جگالی کرنی چھوڑ دی ہو كَظَمَ السِّقَاءَ

اس نے پانی بھر کر مشک کا منہ باندھ دیا۔ كَظَمَ الْبَابَ اس نے دروازہ میں قفل لگانا

= الْعَافِينَ۔ عَفَا۔ معاف کرنا۔ عَفُوٌّ سے۔ معاف کرنے والے۔

۳: ۱۳۵۔ لَمْ يُصِرُّوا۔ مضارع نفی جہد بَلَمَ۔ انہوں نے اصرار نہیں کیا۔ جہے نہیں ہے۔

اٹے نہیں ہے۔

۳: ۱۳۶ = سُنُّنٌ۔ سُنَّةٌ کی جمع۔ طریقے۔ راہیں۔ مثالیں۔ سنت، قانونِ شرعی۔ طور و اطوار

عادت۔ دستور۔ طریقہ جاریہ۔ یہاں مراد مختلف قوموں کے عروج و زوال

۳: ۱۳۹ = لَا تَهْتُوا۔ وَهْنٌ سے۔ فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم سست مت ہو۔ تم

بزدل مت ہو۔ تم کمزور مت ہو۔

۳: ۱۴۰ = يَفْسِكُمْ۔ مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ تم کو لگتا ہے

تم کو پہنچتا ہے۔ تم کو چھوٹتا ہے۔

= قَرَحٌ۔ کسی بیرونی شے سے پہنچنے والا زخم۔ مثلاً۔ تلوار کا زخم۔

الْقَرَحُ۔ اندر سے پیدا ہونے والا زخم۔ مثلاً پھوڑا۔ پھنسی کا زخم۔ اول متعدی ہے اور باب فتح

سے آتا ہے دوم لازم ہے اور باب سمع سے آتا ہے لیکن کبھی باب فتح سے آتا ہے۔ جیسے قَرَحَ

قَلْبُهُ۔ اس کا دل زخمی ہو گیا۔ قَرَحٌ مصدر بھی ہے۔ زخمی کرنا۔ قَرَحَ اس دکھ اور تکلیف کو بھی

کہتے ہیں جو کسی زخم سے پیدا ہو۔ یہاں زخمی ہونا اور دکھ پانا مراد ہے

۳: ۱۴۰ = نُدَّوْا لَهَا۔ جمع متکلم مضارع۔ مَدَّ اِدْلَاةً (مُفَاعَلَةٌ) هَا ضمیر واحد مؤنث مفعول

ہم اس کو اڈلتے بدلتے رہتے ہیں۔ دَلَّوْا دَوْلًا (جواد پر نیچے آتا جاتا ہے) دَوْلَةٌ دَوْلَةٌ

مالی چکر۔ دولت کہ وہ بھی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ آتی جاتی رہتی ہے۔
 ۳: ۱۴۱ = لِيُمَخِّصَ - تَمَجِّصًا - (تفعیل) تاکہ خالص اور صاف کر دے۔
 الْمَخِصُ - کسی چیز کو کھوٹ اور عیب سے پاک کرنا۔ مَحَصْتُ الذَّهَبَ میں نے
 سونے کو آگ میں گلا کر اس کے کھوٹ کو الگ کر دیا۔ دلوں کے پاک کرنے پر
 تھیس کا استعمال بمثل ترکیب و تطہیر ہوتا ہے۔

دعا میں ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ مَخِّصْ عَنَّا ذُنُوبَنَا۔ اے اللہ! ہمارے گناہوں
 کو جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں دور کر دے۔
 = يَمْحَقُ - مَحَقٌ مصدر (فَتْح) وہ گھٹاتا ہے۔ تاکہ وہ مٹا دے۔ تاکہ وہ ہلاک
 کر دے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبُو وَيُرِي الصَّدَقَاتِ ط (۲: ۲۷۶) خدا سود کو نابود اور خیرات
 کو بڑھاتا ہے۔

۳: ۱۴۲ = لَمَّا يَعْلَمَ اللّٰهُ۔ میں يَعْلَمُ مضارع مجزوم بوجہ لَمَّا کے ہے متحرک
 کرنے کے لئے میم کو کسرہ دیا گیا۔ ابھی جانا ہی نہیں اللہ نے یعنی آزما کر دیکھا ہی نہیں
 = وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ - میں میم پر فتح بوجہ ذیل ہے۔
 ا۔ واو حرف عطف ہے اور يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ کا يَعْلَمُ اللّٰهُ پر عطف ہے۔ دراصل
 یہاں بھی مجزوم تھا۔ لیکن التقارر ساکنین کی وجہ سے میم سے قبل لام کی فتح کی رعایت سے
 اسے فتح دیا گیا۔

۱۲۔ واو۔ واو الصرف ہے جس کے بعد اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے لہذا واو کے بعد اور يَعْلَمُ
 سے پہلے اَنْ مقدر ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ لَا تَأْكُلِ السَّمَكُ وَكَشْرَبِ اللَّيْنِ
 ۳۔ امام حسن رضی کی قرأت میں یہاں بھی يَعْلَمُ کی میم کو زیر ہے۔ کیونکہ واو عطف ہے
 اور یہ يَعْلَمُ پہلے يَعْلَمُ پر معطوف ہے اور لَمَّا کی وجہ سے مجزوم (یہاں لام ناقبل
 میم کی حرکت کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی۔

۴۔ ابو عمرو کی قرأت میں یہ يَعْلَمُ میم کے پیش کے ساتھ ہے۔ اس صورت
 میں واو ابتدائیہ ہے اور جملہ نیا ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ رب تعالیٰ صابروں کو جانتا
 ہے اور انہیں بقدر صبر اجر دے گا۔

۳: ۱۴۳ = كُنْتُمْ تَمْتَوْنَ - ماضی استمراری۔ صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَمْتَوْنَ اصل میں

تَتَمَنَّوْنَ تھات کو ت میں مدغم کر دیا گیا ہے تَمَنَّى سے مضارع تَتَمَنَّی م ن ی مادہ باب تَفَعَّل۔ تم تمنا کیا کرتے تھے۔ تم آرزو کیا کرتے تھے۔

== تَلَقَّوْهُ۔ لَقِيَ یَلْقَى (سمع) لِقَاء سے جمع مذکر حاضر۔ کا ضمیر واحد مذکر غائب راجع الی الموت ہے تم اس سے ملاقی ہو۔ تم اس سے ملو۔ تم اس سے ملاقات کرو۔ تم اس کو اپنے مقابل پاؤ۔ یہاں موت سے مراد جہاد میں شہادت ہے۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں جنگ و جدل سے قبل تم آرزو کیا کرتے تھے کہ تمہیں بھی ایسی شہادت کا موقعہ میسر آئے جو شہدائے بدر کو آیا تھا۔ تو لو اب اس جنگ (جنگ احد) میں تم اُسے اپنے سامنے پا رہے ہو۔ فی الحقیقت پا رہے ہو۔

== وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ برائے تاکید ہے۔

۳:۴۴ = اِنَّا نُنَزِّلُ الْغُرَابَ لَكُم مِّن سَمَوَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ اگر نہیں۔ تاکید و تحقیق۔

اِنُّ کی چار صورتیں ہیں

۱۔ اِنَّ۔ شرطیہ۔ اِنُّ تُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔ (۱۱۸:۵) اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اِنُّ يَنْتَهُوْا لِيُغْفِرَ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ۔ (۳۸:۸) اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا۔

۲۔ اِنُّ مخفف۔ جَوَاتٍ ثَقِيْلَةٍ سے مخفف ہو کر اِنُّ بن گیا۔ یہ تحقیقی اور ثبوت کے معنی دیتا ہے اس کے بعد لام مفتوح کا آنا لازمی ہے جیسے اِنُّ كَانَ اَصْحَابُ الْاَلْبَابِ لَمَّا عَلِمُوْا هٰذَا (۱۵:۷۸) بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے۔ اِنُّ كَادَ لِيُضِلَّنَا عَنْ اِلٰهِتِنَا۔ (۲۵:۲۲) تو ضرور یہ ہم کو ہمارے معبودوں سے بہکا دیتا۔

۳۔ اِنُّ نافیہ۔ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ اِنُّ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ (جملہ فعلیہ) وَ اِنُّ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُونَ (جملہ اسمیہ) (۱۱۶:۶) سو یہ کچھ نہیں مگر چھپے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اُسکیں دوڑاتے ہیں۔ یا اِنُّ تَظُنُّ اِلَّا ظَنًّا۔ (۲۵:۲۲) ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور اِنُّ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۲۵:۲۴) یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے۔

اس کے بعد اکثر اِلَّا وَ لَمَّا آتَا ہے مگر ہر جگہ ضروری نہیں۔ مثلاً اِنُّ عِنْدَكُمْ مِّن سُلْطٰنٍ بِهٰذَا تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

۴۔ اِنُّ موکدہ جو زائد ہوتا ہے اور مآنا فیہ کی تاکید میں آتا ہے۔ مثلاً وَ لَقَدْ مَلَكْتُكُمْ فِیْمَا اِنُّ مَلَكْتُكُمْ فِیْمَا۔ (۲۶:۲۶) اور ہم نے ان کو مقدر دیا تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدر نہیں دیا۔ لیکن یہاں اِنُّ نافیہ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مآنا فیہ نہ ہوگا بلکہ مآبیا نہ ہوگا۔

یا جیسے کہتے ہیں مَا اِنْ يَخْرُجْ زَيْدٌ زَيْدًا بَابٍ نَهَيْتُمْ لِكُلِّ مَا كَانَتْ

= اِنْقَلَبْتُمْ عَلَى اَعْقَابِكُمْ - اِنْقَلَبَ يَنْقَلِبُ اِنْقِلَابًا - پھر جانا۔ لوٹ جانا۔ اَعْقَابُ - عَقِبُ کی جمع۔ اِطْرِيَا - اِنْقَلَبَ عَلَى عَقْبَيْهِ - وہ الٹے پاؤں واپس لوٹا وہ الٹے پاؤں پھر گیا۔

۳ : ۱۲۵ = كِتَابًا مُّوَجَّلًا - كِتَابًا - حَكْمِ اَزْلِ - قَانُون - فَرَضِيَّة - اَللّٰهِ كِتَابٌ - قُرْآنٌ - تَحْرِيرٌ لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ -

مُؤَجَّلًا - اسم مفعول واحد مذکر - تَأَجَّلٌ - مصدر (تفعیل) اجل مادّه مؤجَّلًا - مقرر الوقت وہ جس کا وقت مقرر ہو۔ تَأَجَّلٌ - وقت دینا۔ مہلت دینا۔ وقت مقرر کرنا۔ دیر کرنا۔ كِتَابًا مُّوَجَّلًا - موصوف و صفت ہیں۔ یہ یا تو موت کی تعریف ہے کہ موت ایسا تحریر شدہ امر ہے جس کا وقت مقرر ہے یا اذن اللہ کی تعریف ہے کہ اذن اللہ ایک ایسا حکم ہے کہ جس کے نفاذ کا وقت مقرر شدہ ہے۔

= نُؤْتِيهِ مِنْهَا - میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ دینا کے لئے ہے۔ اور ہ ضمیر واحد مذکر غائب ثواب کے لئے ہے یا مَنْ کی طرف راجع ہے۔ مِنْهَا میں مِنْ - جِی کے معنوں میں بھی لیا جا سکتا ہے اب اس کا ترجمہ یوں ہو گا۔

(۱) جو شخص اپنے اعمال کا صلہ دنیا میں چاہتا ہے ہم یہ صلہ دنیا سے ہی یا دنیا میں ہی دیدیتے ہیں۔

(۲) جو شخص اپنے اعمال کا صلہ دنیا میں چاہتا ہے ہم اس کو یہ صلہ دنیا سے ہی یا دنیا میں ہی دیدیتے ہیں۔

۳ : ۱۲۶ = كَايِّنٌ - اصل میں آئِي تھا۔ اس پر کاف تشبیہ داخل کر کے نون تنوین کو نون کی شکل

میں لکھ دیا۔ كَايِّنٌ ہمیشہ خبری صورت میں مستعمل ہے۔ خاص کر قرآن مجید میں یہ بصورت خبر ہی آیا ہے یہ مبہم کثرت تعداد پر دلالت کرتا ہے ابہام کو دور کرنے کے لئے اس کے بعد بطور تمیز کوئی لفظ مذکور ضرور ہوتا ہے۔ جیسے آیت ہذا میں وَ كَايِّنٌ مِّنْ بَنِي قَتَلٍ مَّعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ۔ اور کتنے ہی بنی گذرے ہیں کہ ان کی معیت میں اللہ والوں کی کثیر تعداد نے جہاد کیا۔ اس مثال میں وَ كَايِّنٌ نے کثیر تعداد کو ظاہر کیا لیکن کس کی؛ یہ بات مبہم تھی جب اس کے بعد مِّنْ بَنِي قَتَلٍ آیا تو ابہام دور ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ کثیر تعداد پیغمبروں کی تھی۔

کَايِّنٌ - ہمیشہ آغاز کلام میں آتا ہے۔ اس سے پہلے حرف جر نہیں آتا۔ اس کی خبر ہمیشہ مرکب ہوتی ہے

مفرد کبھی نہیں آتی۔

کَايِّنٌ۔ استفہام کے لئے بھی آتا ہے مثلاً حضرت ابی بن کعب رضی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی سے پوچھا تھا۔ کَايِّنٌ لَقُرْأَنُ سُورَةِ الْاَحْزَابِ آيَةً۔ آپ سورۃ احزاب کی کتنی آیات پڑھتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی نے جواب دیا کہ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ۔ (شہتر ۷۳) دیگر مثالیں۔

وَ كَايِّنٌ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱۲۶ : ۱۰۵)

وَ كَايِّنٌ مِّنْ دَايَّةٍ لَا تَحْسِبُ رِزْقَهَا (۲۹ : ۶۰)

وَ كَايِّنٌ مِّنْ ذُرِّيَةٍ عَدَّتْ عَنْ اٰمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ (۶۵ : ۸)

== رِبِّيُّونَ۔ زرخشری نے اس کا معنی رب والے کیا ہے الرَّبَّانِيُّونَ۔ قرطبی نے اس کا معنی انبوه کثیر کئے ہیں۔ اس صورت میں اس کا واحد رَبِّيٌّ اور رَبَّةٌ ہوگا بمعنی جماعت کی طرف منسوب ہے۔

== وَهَنُوا۔ ماضی معروف جمع مذکر غائب وَهَنَ سے مَا وَهَنُوا وہ کمزور نہیں پڑے۔ انہوں نے بزدلی نہیں دکھائی وَهِنٌ۔ کمزور اور ضعیف ہونا۔

== مَا اسْتَكَانُوا۔ ماضی منفی جمع مذکر غائب۔ باب افتعال مسکن مادہ۔ السُّكُونُ۔ حرکت کے بعد ٹھہرنا۔ (باب نصر) رہائش اختیار کرنا۔ سکون۔ راحت۔ تسلی سب کو محیط ہے۔ لیکن مفسرین نے مسکن کے معنی مَنْ لَدَيْ شَيْءٍ لَهُ (یعنی جس کے پاس کچھ نہ ہو) کئے ہیں۔ اور تَسَكَّنَ مسکن اور محتاج ہونا ہے۔ اور اسْتَكَانَ وَاسْتِكَانَةٌ وَاسْتَكَنَ معنی ذلیل و عاجز ہونا ہے۔ پس مَا اسْتَكَانُوا۔ کا مطلب ہوا۔ وہ دب نہیں گئے۔ وہ عاجز نہیں آئے۔ انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی ہمت نہیں ہاری۔ ہار نہیں مانی۔

۳ : ۱۲۷ = اسْرَافْنَا۔ ہماری زیادتی۔ (افعال) اسْرَافٌ سے جس کا مطلب کسی کام میں انسان کا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ حد سے زیادہ خرچ کرنے کو بھی اسراف کہتے ہیں۔

۳ : ۱۲۸ = فَاتَّهَمُوا۔ میں ف سبب کے لئے ہے یعنی بہ سبب ان کے جہاد فی سبیل اللہ اور استقامت فی الحرب۔ صبر و توکل علی اللہ کے اللہ تعالیٰ ان کو ثواب دینا (یعنی نصرت، غنیمت، غفران الذنوب) سے بھی نوازتا ہے۔ اور بہترین ثواب آخرت سے بھی۔

== وَحَسُنَ ثَوَابُ الْاٰخِرَةِ۔ اس جملہ کا عطف جملہ سابقہ پر ہے اور اُنٹی کا مفعول ثانی ہے۔ اور اللہ (ان کو) آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیگا (او عاطف۔ حَسُنَ (حَسُنَ) کا مصدر بہتر

ہونا۔ عمدہ ہونا۔ مضاف۔ ثَوَابِ الْآخِرَةِ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ حُسْنِ كَا ثَوَابٍ
آخرت کا عمدہ ثواب یا بدلہ۔

۱۴۹:۳ = يَرْدُّكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ اسی پر جو کہ الی امر کہ۔ الاول وهو الکفر۔ و
الشرك بالله۔ یعنی تمہیں تمہاری پہلی حالت کی طرف لوٹادیں گے جو کفر و شرک کی حالت تھی۔
۱۵۰:۳ = بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ۔ اضراب عن مفهوم الجملة الاولى (شوکانی) یہ
پہلے جملہ کے مفہوم کا دوسرا پہلو ہے۔ یعنی ادھر اگر تم کفار کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں کفر و شرک
اور خسائے کی طرف لے جاویں گے۔ اور ادھر یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین دوست
اور بہترین مددگار ہے۔

۱۵۱:۳ = سَنَلِقِيَنَّ۔ س مستقبل قریب کے لئے ہے۔ نَلِقِيَنَّ۔ مضارع جمع منکلم۔ الْقَاءَ۔
مصدر (افعال) لقی مادہ۔ ہم ڈالنے کو ہیں۔ ہم عنقریب ڈالیں گے۔
= يَحَا۔ بوجہ۔ بمقابلہ۔ بدلہ میں

= سُلْطَانًا۔ زور۔ قوت۔ حجت۔ برہان۔ سند۔ حکومت

= مَادِي۔ مصدر۔ اور اسم ظرف۔ قیام کرنا۔ سکونت پذیر ہونا۔ مقام سکونت۔ ٹھکانہ۔ پناہ گاہ
اولیٰ يَأْوِي۔ (ضرب)

= مَثْوَى۔ ظرف مکان۔ مَثَاوِيَّ جمع۔ ٹھکانہ۔ قیام گاہ۔ فرود گاہ۔ ثَوَى يَثْوِي (ضرب) ثَوَاء
ثَوِيًا۔ مصدر متعدی بنفسہ بھی ہے۔ ثَوَى الْمَكَانَ اس نے اس جگہ قیام کیا۔ اتر۔ ٹھہرا۔ اَثْوَى
بِالْمَكَانِ۔ (افعال) وہ وہاں مدت دراز تک ٹھہرا رہا۔ اَثْوَيْتُهُ۔ میں نے اس کو ٹھہرایا۔
ثَوَى۔ يَثْوِي (تفعیل لانم) وہ مر گیا۔ ثَوَيْتُهُ (باب تفعیل متعدی) میں نے اس کو ٹھہرایا
اور تَثَوَيْتُهُ (باب تفعیل) میں اس کا مہمان ہوا۔

اگلی چند آیات کو سمجھنے کے لئے جنگ احد (جس سے ان آیات کا تعلق ہے) کا مختصر سائیکسٹ
نگاہ میں رکھنا ضروری ہے۔

شوال ۳ھ کی ابتداء میں کفار قریش تقریباً ۱۰ ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور
ہوئے۔ تعداد کی کثرت کے علاوہ ان کے پاس ساز و سامان بھی مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ
تھا۔ اور پھر جنگ بدر کے انتقام کا شدید جوش بھی رکھتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجربہ کار صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں محصور ہو کر مدافعت
کی جائے۔ مگر چند نوجوانوں نے جو شہادت کے شوق سے بے تاب تھے اور جنہیں بدر کی جنگ

میں شریک ہونے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا۔ آخر کار ان کے اصرار پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکلنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔ ایک ہزار آدمی آپ کے ہمراہ نکلے مگر مقام شوط پر پہنچ کر عبداللہ بن ابی اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ عین وقت پر اس کی اس حرکت سے مسلمانوں کے لشکر میں خاصا اضطراب پھیل گیا۔ حتیٰ کہ نبوسلمہ اور نبوحارثہ کے لوگوں نے بھی دل شکستہ ہو کر پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا۔ (آیہ ۱۲۲) مگر پھر اولوالعزم صحابہ کی کوششوں سے یہ اضطراب رفع ہو گیا اور ان ہردو گروہوں نے پلٹنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ باقی ماندہ ۷۰۰ آدمیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ لے کر آگے بڑھے۔ اور احد کی پہاڑی کے دامن میں اپنی فوج کو اس طرح صف آرا کیا کہ پہاڑ پشت پر تھا اور قریش کا لشکر سامنے۔

پہلو میں صرف ایک درہ ایسا تھا کہ جس سے اچانک حملہ کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ وہاں آپ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت پچاس تیر انداز بٹھادیئے اور ان کو تاکید کر دی کہ کسی کو ہمارے قریب نہ پھٹکنے دیا جائے۔ اور کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہماری بوٹیاں پرندے نوچے لئے جاتے ہیں تب بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ ابتدا میں مسلمانوں کا پہلا بھاری ردا رہا یہاں تک کہ مقابل کی فوج میں اتبری پھیل گئی۔ لیکن اس ابتدائی کامیابی کو کامل فتح کی حد تک پہنچانے کے بجائے مسلمان مال غنیمت کے اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ ادھر جن تیر اندازوں کو عقب کی حفاظت کے لئے بٹھایا گیا تھا انہوں نے جو دیکھا کہ دشمن بھاگ نکلا ہے اور غنیمت لٹ رہی ہے تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے میں لگ گئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکید فرمایا یاد دلا کر بہت روکنے کی کوشش کی مگر چند آدمیوں کے سوا جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی، کوئی نہ بٹھا۔

اس موقعہ سے خالد بن ولید نے جو اس وقت لشکر کفار کے رسالہ کی کمان کر رہے تھے۔ بروقت فائدہ اٹھایا۔ اور پہاڑی کا چکر کاٹ کر پہلو کے درہ سے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے اپنے باقیماندہ ساتھیوں کے ساتھ حملہ کو روکنا چاہا مگر مدافعت نہ کر سکے۔ اور یہ سیلاب یکایک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی پلٹ کر حملہ آور ہوئے۔ جب مسلمانوں پر اچانک دو طرف سے حملہ ہوا تو ان کی صفوں میں اتبری پھیل گئی۔ کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اور کچھ احد پر چڑھ گئے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ دس بارہ جاں نثار آپ کے ہمراہ تھے اور آپ بھاگنے والوں کو پکار رہے تھے اَللّٰی عِبَادَ اللّٰهِ

إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ - میری طرف آؤ اللہ کے بند۔

لڑائی کا پانسہ ایک دم پلٹنے سے مسلمان اس غیر متوقع صورت حال سے اس قدر سراسیمہ ہوئے کہ ایک بڑا حصہ پر اگندہ ہو کر بھاگ نکلا۔ تاہم چند بہادر سپاہی ابھی تک میدان میں ٹپٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں افواہ اڑ گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس خبر نے صحابہؓ کے سب سے ہوش و حواس بھی گم کر دیئے۔

بعض کمزور دل کے مسلمانوں نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ کاش کوئی ہمارے لئے ابوسفیان سے (جو اس وقت لشکر کفار کے کمانڈر تھے) امان طلب کرے۔ بعض منافقوں نے تو یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر نبی ہوتے تو شہید کیسے کئے جاتے آؤ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جائیں۔ (اسی کے متعلق ایسے استنخاص کو آیہ ۱۴۴ میں سرزنش ہوئی ہے)

لیکن جلد ہی آپؐ کی شہادت کی افواہ غلط نکلی۔ اور تمام صحابہؓ کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ زندہ ہیں۔ اس حقیقت نے مسلمانوں کو ہمت بندھائی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونے لگے۔

ادھر اپنے قیدیوں کو چھڑا لینے اپنے لوٹے ہوئے مال کو واپس لینے نیز مسلمانوں کو وسیع پیمانے پر شہید کرنے کے بعد قریش نے خیال کیا کہ ان کا مقصد حاصل ہو گیا اس لئے انہوں نے اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کیا۔ جو حالات نے ان کو نصیب میں کر دی تھی۔ مزید برآں شدت کا رزار سے ان کی اپنی ہمت بھی قریب قریب جواب دے چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے بجائے مدینہ کا رخ کرنے کے اپنے سپہ سالار ابوسفیان کے حکم پر اپنا اسباب باندھا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادریہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو دوبارہ دیکھ کر اور اپنے میں مزید لڑائی کی قوت نہ پا کر انہوں نے اس کو ہی غنیمت جانا کہ اب کے ہمارا ہاتھ اوپر ہے مزید خطرہ مول نہ لیا جائے۔ بہر کیف انہوں نے میدان کارزار کو چھوڑ کر مکہ کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں کچھ وقت آرام کر کے مدینہ کی طرف واپسی فرمائی۔

اگلے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کا پھر تعاقب کیا۔ اور حمرہ الاسد جو مدینہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے جا کر قیام کیا۔ اس وقت ابوسفیان کا لشکر چند میل آگے روجا کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ہر دو فریق کو ایک دوسرے کے متعلق خبر ملی کہ مقابل فریق

ڈٹنے کو تیار ہے لیکن تین دن تک قیام کے بعد ابوسفیان اپنے میں دوبارہ مقابلہ کی ہمت نہ پا کر مکہ کی طرف چل دیا۔

(تفہیم القرآن - ضیاء القرآن - تفسیر علامہ عبداللہ یوسف علی - اردو دائرہ معارف اسلامیہ)

حیاء محمد مصنف محمد حسین ہیکل مصری

۱۵۲:۳ = تَحْسُوْنَ نَهْمٌ - تَحْسُوْنَ - مضارع جمع مذکر حاضر (باب نصر) هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مفعول - الْحَاسَةُ - اس قوت کو کہتے ہیں جس سے عوارض حسیہ کا ادراک ہوتا ہے اس کی جمع حَوَاسٌ ہے جس کا اطلاق شاعرہ خمسہ (یعنی سمع - بصر - شہم - ذوق - لمس) پر ہوتا ہے۔

حَسَسْتُ (نصر) وَأَحْسَسْتُ محسوس کرنا۔ أَحْسَسْتُ (افعال) دو طرح استعمال ہوتا ہے (۱) قوت حس سے کسی چیز تک پہنچنا (محسوس کرنا)

(۲) کسی کے حاسہ پر مارنا جیسے كَبَدْتُ ثَدًّا - میں نے اس کے جگر پر مارا۔ اور حاسہ پر مارنے سے کبھی انسان مر بھی جاتا ہے اس لئے حَسَسْتُ بمعنی قَتَلْتُهُ بھی آجاتا ہے۔ آیت ہذا میں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی جب تم کافروں کو قتل کر رہے تھے۔

= فَشَلْتُمْ - ماضی معروف جمع مذکر حاضر فَشَلٌّ مصدر۔ باب سمع۔ فَشَلٌّ کے معنی ہیں لپست ہمت ہو جانا۔ بزدلی کے ساتھ کمزور ہو جانا۔ یعنی جب تم لپست ہمت ہو گئے یا بزدلی کے ساتھ کمزور ہو گئے = حَتَّىٰ إِذَا فَشَلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمُورِ وَعَصَيْتُمْ۔ مندرجہ ذیل تین صورتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) فرار کے نزدیک اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور جملہ کی تقدیر یوں ہے حَتَّىٰ إِذَا تَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمُورِ وَعَصَيْتُمْ فَشَلْتُمْ۔ تا آنکہ اس حکم کے متعلق جو تم کو دیا گیا تھا جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی۔ (یعنی اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ جو تم کو اپنی پوزیشن کو نہ چھوڑنے کے متعلق دیا گیا تھا) پس تم بزدل ہو گئے اور لپست ہمت ہو گئے، جیسا کہ مابعد کی جنگی صورت حالات نے بتا دیا۔

(۲) اللہ نے نصرت کا جو وعدہ فرمایا تھا سچ کر دکھایا۔ لیکن تم نے بزدلی باہم جھگڑا اور نافرمانی سے کام لیا۔ (اور فتح کا موقعہ گنوا دیا)

(۳) بعض کے نزدیک یہ شرط ہے جس کا جواب محذوف ہے یعنی تا آنکہ تم نے بزدلی اور لپست ہمتی دکھائی۔ اور بین حکم کی خلاف ورزی کی اور حکم عدولی سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کو روک لیا = مَا تَحِبُّونَ - سے مراد فتح و ظفر اور غنیمت ہے۔

= مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا - سے مراد وہ گروہ جو اپنی پوزیشن کو چھوڑ کر مالِ غنیمت کو

اصل کرنے کے حق میں تھا۔

= مِثْلَكُمْ الْاُخِرَةَ - سے مراد دوسرا گروہ جو حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجا آوری میں ہر صورت اپنی پوزیشن پر ڈٹے رہنے کے حق میں تھا۔

= صَرَخَكُمْ عَنْهُمْ - صَرَخَ عَنِ - کسی کو کسی شے سے باز رکھنا۔ صَرَخَكُمْ عَنْهُمْ

یہیں ان پر فتح حاصل کرنے سے باز رکھا۔ یا تمہیں ہزیمت کے ساتھ مشرکین سے پھیر دیا

= لِيَبْتَلِيَكُمْ - تاکہ تم کو آزمائے اور تمیز کرے مومنوں کی منافقوں سے۔ دنیا پسندوں

، آخرت پسندوں سے۔ صابروں کی شکوہ کنندگان سے۔ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کر نیوالوں

، ہٹ دھرمی سے کام لے کر اپنی رائے پر اڑے رہنے والوں کی۔

۱۵۳:۲ = تَصْعِدُونَ - باب افعال اِصْعَادٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر اَصْعَدَ اِصْعِدُ

میں پر نشیب بندی کی طرف یا بلندی سے نشیب کی طرف چلنا۔ یہاں مراد احد کی بلندی کی

طرف بھاگ رہے تھے۔ یا دور بھاگ رہے تھے۔ صُعُودٌ بِلَدِّ مَقَامٍ كِي طَرَفٍ جُرْحًا -

= وَلَا تَلَوْنَ عَلَيَّ اَحَدٍ - لَوِيَ (ضَرَبَ) رَسِي كَا بِنَا - کسی چیز کو خمیدہ کرنا۔

وَوَارِدٌ سَرَّهُمْ! (۵: ۶۲) تو وہ سر پھیر لیتے ہیں۔ يَلَوْنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ كِتَابِ

ذِقَاتٍ، كُوْرِبَانِ مَوْرٌ مَوْرٌ كُرْطُرُهُتْ هِي -

مجاورہ ہے فَلَانٌ لَكَ يَلْوِي عَلَيَّ اَحَدٍ - وہ کسی کی طرف گردن موڑ کر بھی نہیں دیکھتا

سخت ہزیمت اٹھا کر بھاگ اٹھنے کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ اسی سے ہے اِذْ تَصْعِدُونَ

لَا تَلَوْنَ عَلَيَّ اَحَدٍ جب تم دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے

= اُخْرِيكُمْ - مضاف الیہ اُخْرُ اُخْرُ كِي مَوْنَتِ اُخْرِي - پچھلی۔ دوسری۔

اُخْرِيكُمْ تمہاری پچھلی طرف سے (یعنی جب تم بھاگ رہے تھے تو پیچھے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

لم تمہیں واپس آنے کے لئے پکار رہے تھے۔

= اِنَابَكُمْ - اس نے تم کو عوض میں پہنچایا اِنَابَ (افعال) تَوْبٌ سے - اِنَابَةٌ مَعْنَى

لِ كِي جَزَاءٍ دِيْنَا نَوَاهِ وَه اِنْعَامٌ هُوَ يَا سِرًا - یہاں سزا کے معنی مراد ہیں اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔

= غَمًّا اِغْتَمَّ - را، رنج کے سبب سے رنج - تم نے نافرمانی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رنج پہنچایا اللہ نے اس کے عوض تم کو (شکست کا) رنج پہنچایا۔

غَمٌّ بِاللَّغْوِ غَمٌّ، غَمٌّ اَوَّلُ فَتْحٍ وَظَفَرٌ اَوَّلُ غَنِيْمَتٍ كَا هَاتِهٖ سِي نَكْلٍ جَانَا - غم ثانی قتل و ہزیمت یا غم

ل قتل و جراح۔ اور غم ثانی یہ افواہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔

== لِكَيْلًا = ل حرف جار۔ گئی۔ تاکہ۔ لآ۔ لافنی۔ گئی۔ کبھی ناصب مضارع ہوتا ہے جو معنی اور عمل دونوں میں اَنْ مصدری کی طرح ہوتا ہے جیسے آیت ہذا میں لِكَيْلًا تَحْزَنُوا = اور کبھی تعلیلیہ ہوتا ہے یعنی لام حرف جار کی طرح معنی کے اعتبار سے بھی اور عمل کے لحاظ سے بھی۔ اس کے بعد کبھی مَا استفہامیہ آتا ہے۔ جیسے كَيْمَ جِئْتَ۔ تو کیوں آیا۔ وقف کی صورت میں اس کے بعد ہا لایا جاتا ہے جیسے كَيْمَةً (کس لئے) کبھی مَا مصدری یا مَا كَاذِبٌ آتا ہے جیسے

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَنْفَعْ فَضِرْنَا
يُرْجَى الْفَتَى كَيْمَا يَضُرُّ وَ يَنْفَعُ

(ترجمہ۔ تو فائدہ رساں نہ ہو تو ضرر ہی پہنچا کیونکہ آدمی سے دوہی وجہ سے امید کی جاتی ہے۔ ضرر کے لئے یا نفع کے لئے)

یہ اَنْ مصدریہ مقدریہ پر وجوباً داخل ہوتا ہے جیسے جِئْتُكَ كَيْ تَكْرِمَتِي میں تیرے پاس آیا تاکہ تو میری عزت کرے۔ عام طور پر اس کا استعمال لام کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے جِئْتُكَ لِكَيْ تَكْرِمَتِي۔

گئی ناصبہ سے پہلے کبھی لام حرف جر مذکور ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ اسی طرح اس کے بعد کبھی لافنی ہوتا ہے کبھی نہیں۔ قرآن میں لِكَيْلًا کی مثالیں (۱۶ : ۱۷) (۲۳ : ۵) (۳۳ : ۲) (۳۳ : ۵۰) (۵۴ : ۲۳) كَيْلًا يَكُونُ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَعْيَانِ مِنْكُمْ (۵۹ : ۷) = فَاتَّكُمُ۔ ماضی واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ فَوْتُتُ مصدر و اسم فعل تم سے فوت ہو گئی۔ تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ تم سے چھوٹ گئی۔ یا چھوٹ جائے یا تم سے بچ کر نکل جائے۔

= اَصَابَكُمْ۔ ماضی واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر اَصَابَةٌ سے تم کو پہنچی۔ تم کو پیش آئی۔ مَا فَاتَكُمْ اور مَا اَصَابَكُمْ میں ما بیانہ ہے۔

۱۵۴ : ۳ = اَمْنَةٌ۔ امن۔ دلجمعی۔ چین۔ اَمْنٌ سے نَعَسًا۔ اونگھ۔ نَعَسَانٌ۔ نیند سے بھرا ہوا آدمی۔ اونگھتا ہوا آدمی۔ نَعَسٌ اور نَعَسٌ۔ مصدر۔ اونگھنا۔ اِنْعَاسٌ (اِنْعَالٌ) کسی کو سلا دینا۔ اَمْنَةٌ مَوْنٌ ہے اور نَعَسٌ مذکر۔ لہذا فعل يَغْتَسِي (جو نَعَسًا کے فوراً بعد آیا ہے) میں ضمیر فاعل نَعَسًا کی طرف راجع ہے اَمْنَةٌ نَعَسًا کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اَمْنَةٌ۔ فعل اَنْزَلَ کا مفعول ہے اور نَعَسًا اس کا بدل ہے یعنی بدل اور مبدل مِنْهُ لَامْنَةٌ۔

مطلب وہ ذہنی اور جسمانی سکون کی تحصیل ہے جس سے گذشتہ دماغی اور جسمانی پریشانیوں اور تھکاوٹیں دور ہو جائیں۔

۲ = نَعَّاسًا فَعْلَ أَنْزَلَ كَا مَفْعُولٌ هُوَ اِدْرَا مَنَّةً اِس كَا حَالِ جُو اِس سَ پَهْلَ لَیَا گِیَا هَی
مثال اس کی رَايْتِ رَا كِبَارًا جَلَدًا

(نوٹ) حال وہ اسم ہے جو کہ فاعل یا مفعول پر یا دونوں کی حالت (صورت) کو بیان کرے (یعنی اللہ نے ان پر اونگھ نازل کی کہ وہ پرسکون حالت میں آگئے۔

۳ = نَعَّاسًا - اَمَّنَةً كَا عَطْفَ بِيَانِ هُوَ (یعنی وہ تابع جو اپنے متبوع کو صاف طور پر بیان کرے) یعنی سکون و اطمینان کی وہ حالت جو ہلکی سی نیند کی صورت میں منتفی۔

۴ = يَا اَمَّنَةً مَفْعُولٌ لُزُّ هُوَ كَا (جس کے واسطے فعل واقع ہوا) اس نے نازل کیا اونگھ کو تم پر اس واسطے کہ باعث سکون ہو

۵ = اَمَّنَةً اَمَّنٌ كِي جَمْعُ هُوَ (جیسے بَرْدَةٌ بَارِدٌ جُو اَصْلٌ مِيں بَارِدٌ هُوَ كِي جَمْعُ هُوَ)

اور یہ کُمُ ضمیر مفعول پر حال ہے اب ترجمہ یوں ہوگا۔ اور نازل کیا اونگھ کو تم پر جو کہ امن میں آچکے تھے۔

= يَغْشَى - مَضَارِعٌ وَاوْحَدٌ نَذَرَ غَائِبٌ غَشَى اَوْرِ غَشِيَانٌ مَصْدَرٌ بَابِ سَمِعَ اِس نَے ڈھانپ لیا۔ اس میں نَعَّاسٌ فَاعِلٌ هُوَ

= اَهَمَّتَهُمْ - مَاضِيٌ وَاوْحَدٌ نَوَّثَ غَائِبٌ اِهْتَمَامٌ (اِفْعَالٌ) سَ مَعْنَى فِكْرِ مِيں ڈالنا هُمْ ضَمِيرٌ جَمْعٌ نَذَرَ غَائِبٌ -

اَهَمَّتَهُمُ الْفُسْهُمُ - اِن كِي جَانُوں نَے اِن كُو فِكْرٌ مِيں ڈَال دِیَا تَھَا۔ یعنی جن كو اپنی جانوں كِي نَكْر پڑی ہوئی تھی۔

= هَلْ لَنَا مِنَ الدَّارِ مَرْمَرٌ شَيْءٌ - كِیَا ہمارا بھی اس كام ميں كچھ دَخْلُ هُوَ اسْتِفْهَامِ انكارى هُوَ۔ یعنی ہمارا تو اس كام ميں كوئی دَخْلُ ہی نہیں (یہ ان منافقین كا قول هُوَ جو دینہ ميں ہی رہ کر مَدَافِعَتِ كَا مَشْوَرَهُ دیتے تھے۔ لیکن رَسُوْلُ خُدَا صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَے اِن كَے مَشْوَرَهُ كَے خِلَافِ بَاہِرِ نَكْلِ كَرِ مَقَابِلَہُ كَا فِیصَلہُ كِیَا)

= بَرْدٌ - وَہ نَكْلَا - بَابِ نَصَرَ - بَرُوْدٌ كَے مَعْنَى كَهْلَمُ كَهْلَا ظَاہِرِ ہونے كَے ہيں۔ بَرُوْدٌ كِي كئی تَشْكِيْلِيں ہيں - اِكْبَ تُو نَبَا تَہُ كِیسی چيز كا خُوْد مَنَا ہو جانا۔ جیسے وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِدَةً (۱۸)؛ (۱۹) اور تُو دِكْھِے كَے زَمِيْنِ كَهْلُ گِتی۔ یہاں زَمِيْنِ كَا صَافِ طُوْرٌ پَر كَهْلُ جانا مراد هُوَ كِیونكہ اِس رُوْنِ

زمین پر مختلف قسم کے جوشانات ارضی از قسم مَانات، پہاڑ، ٹیلے، مکان و مکین وغیرہ مٹ جائیں گے کبھی چھپی ہوئی چیز کے کھل جانے کے متعلق اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے دُبُرَّتِ الْجَحِيمُ لِلْعَزِيزِ (۹۱: ۲۶) اور دوزخ ظاہر کر دی جائے گی مگر اہوں کے لئے۔

میدان جنگ میں صف سے نکل کر سامنے میدان میں کھل کر آجانے کو مبارزت کہتے ہیں

= مَضَاجِعِهِمْ - اسم طرف مکان - مضاف - هِمٌّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیه قتل گا ہیں - مَقْتَلٌ - صَبَّحٌ سے جس کا اصل معنی سونا ہے لیکن سونے سے کبھی موت مراد لی جاتی ہے = لَبَّرَ الدِّينَ مَضَاجِعِهِمْ - جن کا قتل لکھا جا چکا ہے وہ تو اپنے اپنے مقتولوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے۔

= وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ... یہ سب مصائب اس لئے تھے کہ آزمائے اللہ تعالیٰ

يُمَخِّصُهُمْ يُمَخِّصُ (باب تفعیل) تاکہ صاف کرے (دیکھو ۳: ۱۴۱) ۱۵۵: ۳ = اسْتَرَزَلَهُمْ - اس نے ان کو بہکا دیا - (باب استفعال) الزَّلَّةُ بلاقصد کے قدم پھسل جانا - زَلَّةٌ پھسلنے کی جگہ باب افعال سے اَزَلَّ يُزِلُّ مَهِسَلَانًا - فَازَلَهُمَا الشَّيْطَانُ (۱۳۶: ۲) ان دونوں کو شیطان نے مہسلا دیا۔ = يَبْعِضُ مَا كَسَبُوا - ان کے کسی عمل کی وجہ سے۔

= حَلِيمٌ - حِلْمٌ سے بروزن فَعِيلٌ = صفت مشبہہ کا صیغہ - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ بہت تحمل والا۔

۱۵۶: ۳ = عَزَى - جمع عَازِيٍّ واحد - عَازِيٌّ كَيْ جَمْعُ عَزَاةٍ، مہی ہے عَزْوٌ مصدر - عَزَاةٌ لِيَعْرِزُوا (نَصْر)

= صَرَبُوا فِي الْاَرْضِ - ای سافروا فی الارض لتجارة وغیرہا۔ یعنی تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرتے۔ صَرَبُوا میں فاعل اخوانہم ہے۔

۱۵۷: ۳ = مَتَّمٌ - ماضی معروف جمع مذکر حاضر - مَوْتٌ مصدر - باب نصر - یا اگر تم مر جاؤ۔ ماضی معجز مضارع - اصل میں نَصَرْتُمْ کے وزن پر مَتَّمْتُمْ تھا۔ پہلی ہر دو تا کو تاء ثالث میں مدغم کیا مَتَّمٌ ہو گیا۔ مصدر میں واو کی رعایت سے میم کو ضمہ دیا گیا مَتَّمٌ ہو گیا۔

۱۵۹: ۳ = قَبِيْمًا - مَا - زائدہ ہے اور تاکید کے لئے آیا ہے۔ یعنی یہ صرف اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے کہ باوجود مخالفین کے قصور کے آپ کا رویہ ان کی طرف لطف و محبت کا ہے۔

= لَنْتَ - ماضی واحد مذکر حاضر لِيَنْتَ مصدر - تو نے نرمی کی - تو نے نرم مزاجی سے کام لیا

لَا تَنَالُوا الْبِرَّ (صَوَّبَ)

== فَظًا - بد کلام - بد خو - بد اخلاق - لفظ کی اصل وضع اس گندے پانی کے لئے ہے جو غلاظت سے بھری ہوئی آنتوں کے اندر ہوتا ہے۔

== غَلِيظَ الْقَلْبِ - مضاف مضاف الیہ - سخت دل والا - بد اخلاق - بد خو۔

== لَا تَفْضُوا - میں لام تاکید کے لئے ہے۔ الْفَضُّ اِرْبَابُ الْفِعَالِ، الفضاض سے ہے۔ متفرق ہونا۔ تَشْرَبُ تَشْرَبُ ہونا۔ وہ ضرور منتشر ہو گئے ہوتے۔

== كَوْ - یہ چھ طریق پر مستعمل ہے۔

۱۔ زمانہ ماضی میں شرط کے لئے جیسے كَوْجَاءَنِي لِذِكْرِ مَتَدِّ۔ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کی عزت کرتا۔

۲۔ زمانہ مستقبل میں تمنا کے معنی میں۔ كَوْ تَلْتَقِيْ اَصْدَاءُ بَعْدَ مَوْتِنَا۔ کاش ہمارے اصداء موت کے بعد ملتے۔ كَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً۔ کاش ایک بار اور ہم کو دنیا میں جانا مل جاتا بعض نے کہا ہے کہ یہ كَوْ شرطیہ ہی ہے جس کو تمنیٰ کا معنی دیا گیا ہے۔

۳۔ مصدریہ۔ یعنی اِنْ۔ لیکن یہ نصب نہیں دیتا۔ عموماً دَدَّ يُوَدُّ کے بعد آتا ہے جیسے وَدُّوا كَوْ تَأْتِيهِمْ۔ وہ چاہتے ہیں کہ تو ان کے پاس آئے۔

۴۔ تمنا کے لئے۔ اس وقت اس کا جواب منصوب اور فار کے ساتھ آتا ہے جیسے كَوْ تَأْتِيْتَنِيْ فَحَدَّثْتَنِيْ۔ کاش تو میرے پاس آتا اور مجھ سے باتیں کرتا۔

۵۔ عرض کے لئے۔ مثل اَلَا۔ اس کا جواب بھی منصوب اور فار کے ساتھ آتا ہے جیسے كَوْ تَنْزِلُ عِنْدَنَا فَتُصِيبُ حَيْرًا۔ اگر تو ہمارے پاس آتا تو بہتری پاتا۔

۶۔ تَقْلِيلُ کے لئے جیسے تَصَدَّقُوا ذِكْرًا لِيُظْلِفَ مَحْرَقٍ۔ صدقہ دو اگر چہ جلا ہوا کھری ہو

۳: ۱۶۰۔ يَخْذُ لَكُمْ۔ مضارع معروف واحد مذکر غائب لام پر جزم حرف اِنْ کی وجہ سے ہے۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِنْ يَخْذُ لَكُمْ۔ اگر وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے۔ تمہاری مدد

نہ کرے۔ خَذًا لَانَّ سے جس کے معنی ہیں ایسے شخص کا عین موقعہ پر ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جانا

جس کے متعلق گمان ہو کہ وہ پوری پوری مدد کرے گا۔ لہذا ساتھ چھوڑ دینا۔ دَعَا دِيْنَا تَرَانِ حَكِيمٍ میں ہے وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذًا لَانَّ (۲۵: ۲۹) اور شیطان انسان کو عین

موقعہ پر دعائینے والا ہے۔

۳: ۱۶۱۔ اَنْ يَخْلُ۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ صيغة واحد مذکر غائب غَلَّ يَغْلُ

(باب نَصْر) سے غُلُّ غُلُوكُ۔ صرف مال غنیمت میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں۔
اِنَّ يَغُلَّ كَرِهَ مَا لَغِنْتُمْ فِي خِيَانَتِكُمْ۔

غُلُّ طوق جمع اغللاكُ۔ اِذَا اَغْلَلَكَ فِى اَعْنَاقِهِمْ (۴۰: ۷۱) جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ کنایہ کے طور پر مَغْلُولُ الْيَدِ کنخوس شخص کو کہا جاتا ہے دَلَا تَجْعَلُ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلَى عُنُقِكَ (۲۹: ۱۷) اور اپنے ہاتھ لو گردن سے بندھا ہوا نہ کر لو یعنی بہت تنگ نہ کر لو۔

= تَوَفَّى۔ پورا دیا جائے گا۔ تَوَفِيَّةٌ سے دنی مادہ۔ مضارع مجہول واحد مَوْنَتْ غَابٍ۔
۱۶۲: ۳ = بَاءٌ۔ ماضی واحد نَدَرَ غَابٍ بَاءٌ يَبُوؤُا يَبُوؤُا۔ (نَصْر) اس نے کمایا۔ وہ لوٹا
الْبَوَاءُ۔ کے اصل معنی کسی جگہ کے اجزار کا مساوی (سازگار۔ موافق) ہونے کے ہیں۔ مَكَانٌ
بَوَاءٌ۔ اس مقام کو کہتے ہیں جو اس جگہ پر اترنے والے کے سازگار اور موافق ہو۔

بَوَاتٌ لَهُ مَكَانًا۔ میں نے اس کے لئے جگہ کو ہموار اور درست کیا وَ اَوْحَيْنَا اِلَى مُوسَى
وَ اَخِيذْ اِنَّ تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمْ بِمِصْرَ بِيُوْتًا۔ (۸۷: ۱۰) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور
اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مصر میں گھر بناؤ۔

بَاءٌ بِسَخِطٍ۔ وہ ایسی جگہ اترے کہ اس کے ساتھ اللہ کا غضب و عقوبت ہے
= سَخِطٍ۔ غضب۔ وہ سخت غضب ہو عقوبت کا مقتضی ہو۔

= مَادِي۔ مصدر۔ و نیز اسم ظرف مکان۔ قیام کرنا۔ سکونت پذیر ہونا۔ مقام سکونت ٹھکانہ
اَوْى يَادِي (ضَرْبٍ)

= الْمَصِيْرُ = اسم ظرف مکان و مصدر۔ صَيْرٌ۔ مادہ۔ صَادٌ يَصِيْرُ (ضَرْبٍ) صَيْرٌ
صَيْرُوْرَةٌ۔ مَصِيْرٌ۔ مصدر ہیں۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا۔
الْمَصِيْرُ۔ بطور اسم ظرف مکان بمعنی لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا۔ قرار گاہ۔

۱۶۳: ۳ = هُمْ۔ ضمیر جمع مذکر غائب اس کا اشارہ ان دو گروہوں کے افراد کی طرف ہے
جن کا بیان آیت ما قبل میں ہوا ہے یعنی گروہ اول مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانِ اللّٰهِ اور گروہ ثانی
مَنِ بَاءٌ بِسَخِطٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ یعنی ان ہر دو گروہ کے افراد کے الگ الگ درجے ہیں
۱۶۴: ۳ = مَنٌ۔ مصدر۔ بڑا احسان کیا۔

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَاءُ مِّنۡ عِبَادِهٖ۔ (۱۱: ۱۴) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں میں سے جسے چاہے اس پر احسان فرماتا ہے۔ بعض نے اس کے معنی غیر مقطوع

لیکن ہمیں تو اس امر کا یقین ہے کہ جنگ نہیں ہوگی۔

= لَا اتَّبَعْتُمْکُمْ - لام تاکید کے لئے ہے ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے

= هُمْ لِلْكَفْرِ..... لِلْإِيمَانِ - اس دن وہ ایمان کی نسبت کفر کے زیادہ نزدیک تھے۔

= تَلَاَمُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ کتم سے جو تم چھپاتے ہو۔ جو تم چھپاتے ہوئے ہو۔

۱۶۸:۳ = الَّذِينَ - سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں جو کہتے تھے کہ یہ کوئی جنگ ہے

یہ تو خود کشی ہے

= لِإِخْوَانِهِمْ - میں یا تو انہوں سے مراد یا تو منافقین ہیں جو جنگ احد میں قتل ہوئے یا وہ

مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے تو اس صورت میں وہ ان کے نسبی بھائی تھے دینی

بھائی نہ تھے۔

وَقَعَدُوا - میں داؤد جاریہ ہے درآں حالیکہ وہ خود پیچھے بیٹھے رہے اور لڑائی میں شریک نہ

ہوئے۔ قَعَدُوا - ماضی جمع مذکر غائب قَعُدٌ مصدر۔ جو قَاعِدٌ (ایک بیٹھنے والا) کی جمع بھی ہے

= فَأَذْرُؤْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ذَرَّءٌ مصدر باب فتح۔ تم ہٹالو۔ تم دفع کرو۔ تم

دور کرو۔

۱۶۹:۳ = لَا تَحْسَبَنَّ - مضارع منفی واحد مذکر حاضر نون ثقیلہ برائے تاکید۔ تو مت

خیال کر۔ تو مت سمجھ۔

۱۷۰:۳ = يَكْتَسِرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب اسْتَشَارٌ (اسْتَفْعَالٌ) مصدر

خوشش ہیں۔ خوشش ہوتے ہیں بِالَّذِينَ ان کے متعلق لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ جواہر

نہیں آئے ان کے ساتھ۔ مِنْ خَلْفِهِمْ ان کے پیچھے رہ جانے والوں میں سے۔

۱۷۲:۳ = اسْتَجَابُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ اسْتَجَابَةٌ مصدر اسْتَفْعَالٌ سے

جواب مادہ۔ انہوں نے مانا۔ انہوں نے قبول کیا۔ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ۔ انہوں نے اللہ کا فرمان قبول

کیا۔ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ (جو) اپنے پروردگار کا حکم قبول کرتے ہیں۔ (۱۷۲:۸۲) فَاسْتَجَابَ

لَهُمْ رَبُّهُمْ (۱۷۵:۳) تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی

= الْقَرْحُ - زخم۔ آبلہ۔ جمع قَرْحٌ

۱۷۳:۳ = حَسْبُنَا اللَّهُ - کافی ہے ہمارے لئے اللہ کی ذات۔ اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے

حَسِبٌ مصدر۔ حَسِبَ يَحْسِبُ (نَصْر) سے۔

= وَكَيْلٌ - صفت مشبہ۔ وَكَلٌ مصدر۔ باب ضرب، کار ساز۔ نگران۔ نگہبان۔ ضامر

ذمہ دار۔

= آیت ۱۷۲ میں اللہ اور اس کے رسول کا فرمان قبول کرنے والوں اور ان میں نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم کی بشارت ہے یہی بشارت ان کے لئے بھی ہے جن کا ذکر آیت ۱۷۳ میں ہوا ہے جو دشمن کی کثرت سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور انہوں نے کلیتہً اللہ پر ڈوری ڈال دی۔

۳: ۱۷۵ = يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهُ - اَخَافُ يُخِيفُ (افعال) خَوْفٌ يُخَوِّفُ (تفعیل) کے دو مفعول ہوتے ہیں۔ فَلَا تَخَافُوهُنَّ۔ کا قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس کے معانی يُخَوِّفُكُمْ اَوْلِيَاءَهُہیں۔ یعنی پہلا مفعول کتہ محذوف ہے یعنی شیطان تم کو اپنے ساتھیوں سے ڈراتا ہے۔ یعنی اپنے ساتھیوں کا ڈر تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے۔

= خَاوُونَ اصل میں خَاوُونَ ہے تم مجھ سے ڈرو۔

۳: ۱۷۶ = حَظًّا - حَظُّ (واحد) حُطُوطًا (جمع) حصہ - نصیب - مقررہ حصہ۔

۳: ۱۷۷ = اِشْتَرَوْا۔ انہوں نے مول لیا۔ انہوں نے بیچا اِشْتَرَاءً (افتعال) سے جس کے معنی خریدنا اور بیچنا دونوں کے آتے ہیں۔

۳: ۱۷۸ = اِنَّمَّا - بِشَيْءٍ - تحقیق - بجز اس کے نہیں۔ اِنَّ - حرف مشبہ بالفعل مَا کا قاف ہے حصہ کے معنی دیتا ہے اور اِنَّ کو عمل سے روکتا ہے۔

= اِنَّمَّا - اَيْضًا۔

= تَمَلَّيْ مَضَارِعَ جَمْعٍ مُتَكَلِّمٍ - اِمْلَاءٌ - مصدر - ملی مادہ (باب افعال) ہم ڈھیل دیتے ہیں۔ ہم مہلت دیتے ہیں۔

۲: ۱۷۹ = لِيَذَرَ - مَضَارِعَ مَنْصُوبٍ وَاحِدٌ مُذَكَّرٌ غَائِبٌ - مَنْصُوبٌ لِبُجْبِ عَمَلِ لَامٍ هِيَ وَذَرٌ مُصَدَّرٌ كَرَجُورٌ - بِرِدِّ وَبَابٍ ضَرْبٍ - نَصَرَ سَعْتًا هِيَ - اس کا مَضَارِعَ يُوذِرُ - يُوذِرُ آتے گا۔ لیکن عموماً مَضَارِعَ بَابِ سَمِعَ سے آتا ہے۔ يُوذِرُ کی وَاذَرْتُ ہو گئی۔ يَذَرُ ہو گیا۔ لام کے عمل سے مَنْصُوبٌ ہو کر لِيَذَرَ ہو گیا۔

= لِيُطْلِعَكُمْ - مَضَارِعَ وَاحِدٌ مُذَكَّرٌ غَائِبٌ - اِطْلَاعٌ (باب افعال) سے مصدر طَلَعَ مادہ كَمْ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ - جَمْعٌ مُذَكَّرٌ حَاضِرٌ - کہ وہ تم کو واقف کر دے۔ تم کو آگاہ کر دے۔

۳: ۱۸۰ = يَبْخُلُونَ - مَضَارِعَ جَمْعٍ مُذَكَّرٌ غَائِبٌ - (باب سَمِعَ) بَخَلَ کرتے ہیں۔ بَخْلٌ - مصدر - بَخِلَ - كَبْخُوسَى - بَخِيلٌ بَصِيغَةٌ مِبَالِغَةٌ بِهَيْتٍ بَرٌّ اَكْبُوْسٌ - بَخِلَ (سَمِعَ) - بَخْلٌ (كَبْ) -

کے مفعول اول پر علی یا عَنْ آتا ہے (سیوطی) اور دوسرے مفعول پر (اگر مذکور ہو تو) باء آتی ہے۔
جیسے يَخْلُوْنَ عَلَيْهِمْ۔ اس نے اس کو وہ چیز دینے میں کنجوسی کی لیکن آیت نہ ایں يَبْخُلُوْنَ
اور يَخْلُوْنَ کے بعد ایک ہی مفعول مذکور ہے اور اس پر ہر دو جگہ باء آتی ہے
= هُوَ سے مراد ان کا بخیلی کا فعل ہے۔

= سَيُطَوَّقُونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ سن مستقبل قریب کے لئے آتا ہے۔
تَطَوَّقُوا (تفعیل) مصدر۔ طوق کی طرح ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ طَوَّقٌ۔ گردن بند۔ گھیرا
طاقت۔ وسعت۔ قابو۔ رسی کا بل۔ طوق مصدر بھی ہے۔ اِطَاقَةٌ (افعال) کسی چیز پر قابو
رکھ سکتا۔

= مِثْرَاتٌ۔ مصدر مرفوع۔ ملکیت

۱۸۱:۳ = ذُذُّوْا۔ تم چکھو۔ ذُذُّوا سے (باب نصر) امر جمع مذکر حاضر۔ ذَايِقَةٌ۔ مزہ
چکھنے والا۔

= حَرِيقٌ۔ جلا دینے والا۔ فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی جلانے والا۔
اور جلا ہوا۔ مَحْرِقٌ بھی فاعل آتا ہے جیسے تپ محرقہ اردو میں ہے۔

۱۸۲:۳ = قَدَّ مَتٌّ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ تَقَدَّيْمٌ مصدر۔ پہلے کر چکے یا پہلے بھیج چکے
= دَانٌ۔ وَالْأَمْوَانٌ۔ وزن حقیقت تو یہ ہے
= ظَلَامٌ۔ فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔

یہاں حق تعالیٰ شانہ کی ذات عالی سے نفی ظلم کے سلسلہ میں مبالغہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے
یہاں ظَلَامٌ میں مبالغہ کیمت کے لحاظ سے ہے نہ کہ کیفیت کے لحاظ سے۔ یعنی ذرا سا ظلم
بھی نہیں کرتا۔

یہ مطلب نہیں کہ زیادہ ظلم نہیں کرتا اور تھوڑا سا ظلم کر لیتا ہے۔

۱۸۳:۳ = الَّذِينَ۔ یعنی وہ لوگ جن کو ذُذُّوْا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ کہا گیا ہے۔

۱۸۴:۳ = الرُّبُوبِ۔ کتابیں۔ اوراق۔ زبور کی جمع صحائف۔

= الْكِتَابِ الْمُنِيرِ۔ موصوف و صفت۔ روشن کتاب۔ یعنی جس میں شریعت کے احکام
درج ہوں۔ بعض نے الرُّبُوبِ سے صحیفے مراد لیا ہے اور الْكِتَابِ الْمُنِيرِ سے توراہ اور انجیل

۱۸۵:۳ = تَوَفُّونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر۔ تَوَفِّيْتُهُ سے تم کو پورا دیا جائے گا۔

= زُخْرٍ۔ ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ وہ ہٹا دیا گیا وہ بچا لیا گیا۔ زُخْرٍ رَبَاعِيٌّ مجرد

بروزن زَلْزَلَةٌ باب فَعْلَلَةٌ جس کا وزن کبھی فَعْلَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے زِلْزَالٌ اور کبھی فَعْلَلِي کے وزن پر جیسے تَهْقِيرِي (پچھلے پاؤں چلنا)

= الْعُرْدُورُ۔ یہاں اسم فعل آیا ہے مصدر بھی ہے غَرَّ يَعْتُرُ (نصر) فریب دینا۔ کسی کو غافل پا کر اس سے اپنا مقصد حاصل کرنا۔ قرآن مجید میں ہے مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (۶:۸۲) لے انسان تجھ کو کس چیز نے اپنے رب کریم کے متعلق دھوکہ دیا۔

وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ الذُّعْرُورُ (۱۴:۶۴) اور شیطان ان سے جو وعدے کرتا ہے وہ سب دھوکہ ہے۔ وَلَا يَعْتُرْكُمْ بِاللَّهِ الذُّعْرُورُ اور دھوکہ دینے والا (اسم فاعل۔ شیطان) تمہیں خدا کے بارہ میں کسی طرح کا فریب نہ دے۔ بس غرور سے مال و جاہ۔ خواہش نفسانی۔ شیطان اور ہر وہ چیز مراد جو انسان کو فریب میں مبتلا کر دے۔

غُرُوْرٌ۔ مصدر۔ دھوکہ دینا۔ فریب دینا۔

مَتَاعُ الذُّعْرُورِ۔ دھوکہ کا سامان۔ مغرور بروزن مفعول دھوکہ کھایا ہوا۔ فریب خوردہ۔ عِرْرٌ بھی بمعنی بھولا۔ فریب خوردہ۔

۱۸۶:۳ = لَتُبْلَوْنَ۔ مضارع مجہول بلام تاکید و نون ثقیلہ صیغہ جمع مذکر حاضر بِلَاءٌ سے بلی مادہ۔ بِلَاءٌ سے ماضی جب باب سَمِعَ سے آتی ہے تو اس کے معنی بوسیدہ ہونے کے آتے ہیں۔ بَلِي الثَّوْبِ کپڑا بوسیدہ اور پرانا ہو گیا۔ اور جب اس کی ماضی باب نَصَرَ سے آتی ہے تو امتحان اور آزمائش کے معنی ہوتے ہیں مثلاً إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ (۱۴:۶۸) تحقیق ہم نے آزمایا ان کو جیسا کہ ہم نے اصحاب الجنۃ کو آزمایا تھا۔

= لَتُبْلَوْنَ۔ یقیناً تم ضرور آزمائے جاؤ گے۔

= فِي۔ کے باب میں۔

= لَتَسْمَعَنَّ۔ سَمِعَ سے مضارع معروف بلام تاکید و نون ثقیلہ صیغہ جمع مذکر حاضر تم ضرور سنو گے

= اَذَى۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے۔

اذیت دینے والی باتیں۔ دلائل باتیں۔ اَذَى كَثِيرًا۔ لَتَسْمَعَنَّ کا مفعول ہے۔

= الْعَزْمُ۔ وَالْعَزِيمَةُ۔ کسی کام کو قطعی اور حتمی طور پر کرنے کا ارادہ کرنا۔ مصمم ارادہ کرنا۔ عَزْمَةٌ

وَعَزْمَاتٌ۔ پختہ ارادہ۔ خدا کی طرف سے عائد کردہ فرض۔ عَزِيمَةٌ وَعَزَائِمٌ۔ ثابت قدمی۔

ارادہ کی پختگی۔ اَمْرٌ عَزِيمٌ۔ کام جس کا پختہ ارادہ کر لیا گیا ہو۔ وَعَزْمَ الْأَمْرِ۔ اس مخصوص کام کا کرنا واجب ہو گیا۔

مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ - اسی من صواب التمدبیر الذی لاشک ان الرشید فیہ ولا ینبغی لعاقل ترکہ واصلہ من قولک عزمتم علیک ان تفعل کذا ای الزمتک ان تفعلہ لا محالۃ ولا تترکہ وقیل معناه فان ذلک مما قد عزم علیکم فعلہ -
درست تدبیر کہ جس کی راستگی کے متعلق کوئی شک نہیں۔ اور ایک عقلمند کو اسے ترک نہ کرنا چاہئے اور اس کے اصل معنی میں یہ قول ہے کہ عزمتم کذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ تم ایسے کرو۔ یعنی تم پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ تم ہر حال میں اس کو کرو اور ترک مت کرو اور یہ بھی کہ اس کام کا کرنا تم پر لازم کر دیا گیا ہے۔ (المخازن)

إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ - تو یہ فعلہ (اجرا اور تقویٰ) ان امور میں سے ہے جو تم پر واجب کر دیا گیا ہے فَإِنَّ تَصْبِرُوا وَاتَّقُوا کا جواب محذوف ہے جو فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ سے لیا گیا ہے۔ گویا آیت کی تقدیر ہے ان ذلک عزمۃ من عزمات اللہ۔ یہ خدا کی طرف سے عائد کردہ حقوق میں سے ہے (کشاف) صاحب المفردات۔ ومولفین تفہیم القرآن وضیاء القرآن نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔
۳: ۱۸۷ = لَبِيتْنَا - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ صیغہ جمع مذکر حاضر۔ کہ تم ضرور بیان کرو گے یہ میثاق کا مضمون ہے یعنی اہل کتاب سے یہ وعدہ لیا گیا تھا کہ تم ضرور بیان کر د گے لوگوں کے سامنے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں۔

فَتَبَدَّدُوا - ضمیر میثاق کی طرف راجع ہے۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ تَبَدَّدَ يَبْدُدُ (ضرب) تَبَدُّدٌ سے پھینکنا۔ تَبَدَّدَ يَبْدُدُ (نصر) پھوڑنا۔ تَبَدَّدَ يَبْدُدُ پھوڑا ہوا عرق۔ انہوں نے اس کو پھینک دیا۔ یا ڈال دیا۔
۳: ۱۸۸ = آتُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ باب ضرب اِثْيَانٌ مصدر اتى یاتی (ب) کوئی چیز لانا کسی کو لانا۔

آتُوا - وہ لائے۔ وہ آئے۔ وہ پہنچے۔ آتُوا ب۔ انہوں نے کہا

يَفْرَحُونَ بِمَا آتُوا - خوش ہوئے اپنے کئے پر۔

= مَفَاذَةٌ - فَازَ (مادہ فوز) کا مصدر ہے۔ باب نصر کامیاب ہونا۔ فَازَ يَفُوزُ بِأَذَى كَسِيَ امْرُؤٌ فِيهِ كَسِيٌّ - کامیاب ہونا۔ فَازَ يَفُوزُ مِنَ الْمَكْرُوهِ کسی تکلیف سے نجات پانا۔

فَلَا تَحْسَبْتَهُمْ بِفَازَةِ مِنَ الْعَذَابِ - ہرگز خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے نجات پائیں گے۔

۳: ۱۸۹ = مُلْكٌ - اسم و مصدر۔ اقتدار اعلیٰ۔ بادشاہت۔

۳: ۱۹۱۔ قَعُودًا۔ جمع قَاعِدٌ کی۔ حالت نصب۔ بیٹھے ہوئے۔

== جُنُوبِهِمْ۔ جُنُوبٌ مضاف ہُنْدُ مضاف الیہ۔ جَنْبٌ کی جمع۔ ان کے پہلو۔
== قَفْنَا۔ ف زائد ہے۔ ق۔ امر واحد مذکر حاضر۔ وَقَى یَقِي وَقَايَةً سے نا ضمیر جمع متکلم۔
مفعول۔

۳: ۱۹۲۔ كَفِّرًا۔ امر معروف واحد مذکر حاضر۔ تَكْفِيرٌ مصدر۔ مٹانے۔ معاف کرنے۔
دور کرنے۔

۳: ۱۹۵۔ فَاسْتَجَابَ۔ ماضی واحد مذکر غائب اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔
اسْتِجَابَةٌ سے۔ باب استفعال۔

== بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ لفظ الاتصال والالتحاد۔ اتصال و اتحاد میں یگانگت کے لئے
یا مِنْ بمعنى الكاف ہے ای بعضكم كبعض۔ یعنی طاعت و فرمانبرداری پر ثواب اور معصیت
و نافرمانی پر عقوبت میں تم سب ایک دوسرے کی طرح ہو۔ کسی کے لئے الگ معیار جزا و سزا
نہیں ہے یا تم میں سے مرد اور عورتیں سب جزا و سزا کے ایک ہی اصول کے تحت ہیں
یہ ایک جملہ معترضہ ہے۔

== اُخْرِجُوا۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ نکالے گئے۔

== اُذْذُوا۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ ستائے گئے۔ ان کو اذیت دی گئی (اذی مادہ)
اُذْذُوا اصل میں اُذِيَ يُؤَاذِي مَقَا۔ می مضموم ماقبل مکسور کی وجہ سے ی کا ضمہ ماقبل کو دیا گیا۔
ی اور واو دو ساکنین اکٹھے ہو گئے۔ لہذا ی کو گرا دیا گیا۔ اُذْذُوا ہو گیا۔ جیسا اُذِيَ۔ اسے دیا گیا
ماضی مجہول واحد مذکر غائب سے اُذُوا جمع مذکر غائب۔

== لَا كَفِّرَتْ۔ لام تاکید و نون ثقیدہ۔ اُكْفِرُوا۔ مضارع واحد متکلم۔ میں ضرور مٹا دوں گا ان کے
نامہ عمل سے ان کے گناہ۔ یا میں ضرور معاف کر دوں گا ان کے گناہوں کو۔

== لَا دَخَلْتُمْ۔ لام تاکید بانون ثقیدہ مضارع واحد متکلم هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔
میں ان کو ضرور داخل کروں گا۔

== ثَوَابًا۔ جَزَاءً۔ انعام کے طور پر۔ بدلے کے طور پر۔

۳: ۱۹۶۔ لَا يَغُرُّكَ۔ واحد مذکر غائب نہی بانون تاکید ثقیدہ۔ مت دھو کہ میں ڈالے تجھ کو
عُرِّيَ يُغْرِ (نَصَرَ) غُرٌّ مصدر

== تَقَلَّبَ بَرُوزًا تَفَعَّلَ۔ مصدر۔ پھرنا۔ پھر پھر آنا۔ آنا جانا۔ التناوب۔ بلا روک ٹوک نقل و حرکت

کرنا۔ اپنے کاموں میں بلا روک ٹوک آزاد ہونا۔

== مَادُّهُمُ۔ اسم طرف مکان۔ مقام سکونت۔ ٹھکانہ۔ مَادُّی مصدر بھی ہے

= اَلْمِهَادُ۔ اسم۔ بچھونا۔ ٹھکانہ مراد ہے۔ قرار گاہ۔

۱۹۸:۳ = نَزْلًا۔ مہمانی کا کھانا۔ طعام ضیافت۔

= اَلْأَبْرَارِ۔ بَرٌّ۔ بَارٌّ۔ کی جمع۔ نیک لوگ۔

۲۰۰:۳ = صَابِرًا۔ صیغہ امر۔ جمع مذکر حاضر۔ مقابلہ میں مضبوط جھے رہو۔ مُصَابِرَةٌ سے (مفاعلتہ) جس کے معنی صبر کے ساتھ کسی سے جنگ کرنے کے ہیں۔
صاحب مفردات لکھتے ہیں۔

الصَّبْرُ۔ کے معنی 'عقل و شریعت دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے تقاضے کے مطابق اپنے آپ کو روک رکھنے کے ہیں۔ صبر ایک عام لفظ ہے جو کہ مختلف مواقع استعمال کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ کسی مصیبت پر نفس کو روک رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے یہ جَزَعُ کی ضد ہے اور جنگ میں نفس کو روک رکھنا شجاعت ہے اس کی ضد جُبُنُ ہے یہی صبر اگر کسی پریشانی کسی حادثہ کو برداشت کرنے کی صورت میں ہو تو اسے رَحْبُ الصَّدْرِ کشادہ دلی کہتے ہیں۔ جس کی ضد ضَجْرُ ہے۔ اگر کسی بات کو روک رکھے تو اسے کتمان کہتے ہیں اس کی ضد مَدَّالٌ ہے۔ (مجبور ہو کر راز کو فاش کر دینا)
قرآن سے ان تمام صفات کو صبر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اصْبِرُوا وَصَابِرُوا۔ ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو۔ یعنی عبادت الہی پر اپنے آپ کو روک رکھو۔ اور خواہشات نفسانی کے خلاف جہاد کرو!
== رَابِطًا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم دل لگائے رکھو۔ تم لگے رہو۔ تم آمادہ رہو۔ رِباطٌ اور مَرَابِطَةٌ سے جس کے معنی محافظت اور نگرانی کرنے اور چوکی دینے کے ہیں۔
خازن بغدادی لکھتے ہیں۔ مَرَابِطَةٌ کی اصل یہ ہے کہ ادھر کے لوگ اپنے گھوڑے اور ادھر کے لوگ اپنے گھوڑے اس طرح باندھیں کہ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے لئے مستعد رہیں۔ بعد میں ہر اس شخص کو جو سرحد پر اقامت گزین ہو کر سرحد پار کا دفاع کرنے لگا مَرَابِطٌ کہنے لگے گو اس کے پاس کوئی سواری بندھی ہوئی نہ ہو۔

شرعاً مَرَابِطٌ کی دو قسمیں ہیں ایک اسلامی سرحد پر کافروں کے مقابلہ میں دفاع کے لئے چوکی دیتے رہنا۔ دوسرے نفس کی بندش اور نگرانی کرنا۔ اسی لئے حدیث میں ایک نماز

کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مصروف رہنے کو رباط کہا گیا ہے۔

(۴) سُورَةُ النِّسَاءِ (۹۲)

۴: ۱ = بَيْتًا - اس نے بکھیرا۔ اس نے پھیلایا۔ بَيْتٌ سے ماضی واحد مذکر غائب
باب ضرب۔ نصر۔

= نَفْسٍ وَاحِدَةٍ - ایک جان۔ من اصل واحد وهو آدم ابو البشر علیہ السلام
یعنی ایک اصل سے جس سے مراد ذات آدم علیہ السلام ہے۔ صیغہ واحد مؤنث نفس کے لئے
آیا ہے۔ جو مؤنث سماعی ہے۔

= زَوْجَهَا - جن حیوانات میں نر اور مادہ پایا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کا زوج
کہلاتا ہے یعنی نر اور مادہ دونوں میں سے ہر ایک پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حیوانات کے علاوہ
دوسری اشیاء میں سے جفت (جوڑا) کو زوج کہا جاتا ہے جیسے موزے اور جوتے وغیرہ۔ پھر
ہر اس چیز کو جو دوسری کی مماثل یا مقابل ہونے کی حیثیت سے اس سے مقترن ہو وہ اس کا زوج
کہلاتی ہے۔

زَوْجَهَا میں ہا ضمیر مؤنث واحد نفس کے رعایت سے اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام
ہیں۔ زوج سے مراد حضرت آدم کی زوجہ حضرت حوا مراد ہیں۔

= مِنْهُمَا - هُمَا - ضمیر تثنیہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی طرف راجع ہے یعنی حضرت
آدم اور حضرت حوا علیہما السلام سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

= تَسَاءَلُونَ بِهِ - تم باہم سوال کرتے ہو اس کے نام سے۔ تم آپس میں مانگتے ہو اس کے
واسطے سے۔ تَسَاءَلُوا (تَفَاعَلُوا) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَتَسَاءَلُونَ
تھا تا تثنیہ کو حذف کر دیا گیا۔ بِهِ میں ضمیر واحد مذکر غائب۔ اللہ کی طرف راجع ہے۔

= وَالرَّحْمٰمَ - منصوب ہے اس کا عطف لفظ اللہ پر ہے اَرْحَمُ رَحْمَةٍ کی جمع ہے

— رَحْمٌ عورت کے پیٹ کا وہ حصہ ہے جس میں بچہ پیدا ہونے سے پیشتر شکم مادر میں پلتا ہے۔ استعارہ کے طور پر رحم کا لفظ قرابت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے و اتقوا الارحام۔ اور ڈرو قطع رحمی سے۔

— رَقِيبًا۔ نگہبان۔ خبر رکھنے والا۔ محافظ۔ مطلع۔ منتظر۔ راہ دیکھنے والا۔ فَعِيلٌ کے وزن پر اسم صفت ہے۔

۲:۴ = اَتُوا۔ اِيتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم دو۔

— لَا تَبَدَّلُوا۔ نہی جمع مذکر غائب۔ تَبَدَّلٌ (تَفَعَّلٌ) سے جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں۔ تم نہ بدل ڈالو۔

— اِنَّہُ۔ میں وہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ اکل مال یتیم کی طرف راجع ہے جس سے وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلَىٰ اَمْوَالِكُمْ میں ممانعت فرمائی ہے۔

— حُوْبًا۔ گناہ۔ وبال۔ اسم ہے۔ الْحُوْبُ (باب نصر) سے جرم کا ارتکاب کرنا۔

۳:۴ = خِفْتُمْ۔ خَوْفٌ (اجوف واوی) باب سمع سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ اصل میں خَوْفْتُمْ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا۔ دو ساکن جمع ہوئے۔ الف اجتماع ساکنین سے گر گیا۔ بعد ازاں تارکلمہ کے فتح کو کسرہ سے بدلا کہ ماضی مکسور العین ہے۔

خِفْتُمْ۔ تم ڈرے۔ تم کو ڈر ہوا۔

— اَلَّا۔ اَنَّ لَا کا مخفف۔

— تُقْسِطُوا۔ تم انصاف کرو۔ تم انصاف کرو گے۔

اقساط سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تُقْسِطُوْنَ تھا۔ اَنَّ ناصب کی وجہ سے تون

اعرابی گر گیا۔ اَلَّا تُقْسِطُوا۔ کہ تم انصاف نہیں کرو گے۔ یا نہ کر سکو گے۔

— طَابَ۔ طَيِّبٌ (باب ضرب) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ خوش لگے۔ مہلما معلوم سے صاحب مدارک التنزیل نے مَا طَابَ لَكُمْ سے مراد لیا ہے جو تمہارے لئے حلال ہیں۔

— اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے۔

— اَدْنَىٰ۔ دَانَ اور دَنِيٌّ کا اسم تفضیل ہے۔ اَلْدُّنُوْ۔ (باب نصر) کے معنی قریب ہونے کے

ہیں۔ یہ قرب ذاتی۔ حکمی۔ مکانی۔ زمانی۔ اور قرب بلحاظ مرتبہ کے سب کو شامل ہے۔ قرآن میں

وَمِنَ النَّخْلِ مِمَّنْ طَلَعَهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ (۶: ۹۹) اور (ہم) کھجور کے گاجھے سے (نکالتے

ہیں خوشے یا گچھے جو جھکے پڑتے ہیں۔

اور آیت کریمہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى - (۸:۵۳)

پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے - اس میں قرب حکمی مراد ہے۔

لفظِ اَدْنَىٰ کبھی بمعنی اَصْغَرَ آتا ہے اس صورت میں اَكْبَرَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَلَا اَدْنَىٰ مِنْ ذَلِكَ وَلَا اَكْثَرَ (۷:۵۸) نہ اس سے کم نہ زیادہ۔

اور کبھی اَدْنَىٰ بمعنی اَزْدَلُ آتا ہے اس وقت یہ خیر کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے جیسے اَلَسْتَبْدِ لُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنَىٰ بِالَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ - (۶۱:۲) جھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو۔

اور کبھی بمعنی اول (نشأۃ اولیٰ) استعمال ہوتا ہے اور اَلْاٰخِرَ (نشأۃ ثانیہ) کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے جیسے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (۱۱:۲۲) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔

اور کبھی اَدْنَىٰ بمعنی اَقْرَبُ آتا ہے اور اقصیٰ کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے جیسے اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا دِهَمُ بِالْعُدُوِّ الْقُصُوِّ (۴۲:۸) جس وقت تم مدینے کے قریب کے ناکے پر تھے اور وہ (کافر) بعید کے ناکے پر۔

وَذَلِكَ اَدْنَىٰ اَنْ يَّاتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰی دَجْنَتِهَا (۱۰۸:۵) یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ گواہ صحیح صحیح شہادت دیا کریں۔ یہاں اَدْنَىٰ بمعنی اقرب آیا ہے۔

== اَلَّا تَعُوْا۔ تاکہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ۔ تم بے انصافی نہ کرو۔

تَعُوْا۔ عَوَىٰ (نَصَرَ) سے مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر۔ جس کا معنی انصاف کو چھوڑ کر بڑھتی وصول کرنے کے ہیں۔ عَالَ الْمِيزَانَ۔ ترازو جھک گئی۔ عَالَ الْحَاكِمُ۔ حاکم نے بے انصافی کی۔ عَالَ السَّهْمُ۔ تیر نشانہ سے ہٹ گیا۔

== ۴:۴ = صَدَقْتُمْ۔ مضاف مضاف الیه۔ صَدَقَةٌ کی جمع ہے بمعنی مہر۔

== نِخْلَةٌ۔ مصدر۔ واسم۔ باب فتح۔ خوشدلی کے ساتھ۔ اپنی خوشی سے بغیر مطالبہ کے۔

== طِبْنٌ۔ وہ خوش ہوئیں۔ ان کو جھلا معلوم ہوا۔ طِيبٌ۔ مصدر۔ باب ضرب۔

== هَيِّنًا۔ صیغہ صفت مشبہ۔ هَيَّأٌ۔ مصدر۔ (فتح۔ ضرب۔ نَصَرَ) خوش مزہ۔ پاکیزہ۔

فَعِيْلٌ کے وزن پر واحد۔ جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ هَيِّنِيْ۔ خوش گوار۔ مُبَارَكٌ۔ وہ چیز جو بغیر محنت کے مل جائے۔

== مَرِيئًا۔ صفت مشبہ۔ خوشگوار۔ مَرَاةٌ مصدر۔ خوش گوار ہونا۔ كَرْمٌ۔ سَمِعٌ۔

فَتَحَّ - اِمْرًاؤ (اِفْعَالٌ) کھانے کو خوشگوار بنانا - اِسْتَمْرَاءُ (اِسْتِفْعَالٌ) - کھانے کو خوشگوار پانا۔

۴: ۵ = قِيَامًا - مصدر بھی ہے (باب نصر) جس کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔ بیٹھنے کی حالت سے اٹھنا۔ اور قَائِمَةٌ کی جمع بھی ہے۔ کھڑے ہونے والے۔ قیام کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے

۱۔ کسی شخص کا تسخیری طور پر یا اپنے ارادہ سے کھڑا ہونا۔ مثال - مِنْهَا قَائِمَةٌ وَحَصِيدٌ (۱۱۱: ۱۰۰) ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض تہس تہس ہو گئے ہیں تسخیری طور پر کھڑا ہونے کے معنی میں

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (۲۵: ۶۴) اور وہ لوگ اپنے رب کے حضور سجدہ میں اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں (قیام اختیاری کی مثال)

۲۔ قِيَامٌ لِلشَّيْءِ = کسی شے کی حفاظت اور نگرانی کرنا۔ الرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (۴: ۳۴) مرد عورتوں پر راعی اور محافظ ہیں۔

۳۔ کسی کام کا نچتہ ارادہ کر لینا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ (۵: ۶) مومنو! جب تم ارادہ کرو نماز پڑھنے کا۔

۴۔ قِيَامٌ اور قِيَامٌ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس سے کسی شے کی بقا وابستہ ہو۔ مثلاً آیت نہا۔ وَلَا تُوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا - (۴: ۵) نہ دو نادانوں کو اپنے مال جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زندگی کا سہارا بنایا ہے

== أَمْوَالِكُمْ - سے اصل مراد وہ مال ہے جو نادان یتیموں کا دوسروں کی تحویل میں بطور نگران دیا گیا ہے۔ ہمت کی بجائے گم کی ضمیر کا استعمال اس اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ہوا ہے کہ یہ مال ایسا ہی قابل توجہ اور قابل احتیاط ہے جیسا کہ تمہارا اپنا مال۔ اس لئے اس کا ضیاع بہر نوع مذموم ہے۔ اور جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا مَا رَجَسَ اللَّهُ تَعَالَى نَفْسًا لَمْ يَكُنْ لَهَا نَفْسٌ (۴: ۵) زندگی کا سہارا بنایا ہے) کے الفاظ اس مال کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہے کہ یہ مال زندگی کا سہارا ہے اس لئے اس کو بے مقصد خرچ کرنا منع ہے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نابالغ۔ بے سمجھ یتیموں کے مال کی اپنا مال سمجھ کر حفاظت کرو یہ مال زندگی کا سہارا ہے اس لئے اسے بے مقصد خرچ کے لئے ان کے مال ان نادان یتیموں کے حوالے نہ کرو۔ جو نادانی کی وجہ سے اسے چند دنوں میں اڑا دیں گے (لیکن ان کے کھانے

پینے اور لباس ضروریہ پر اس مال سے خرچ کر سکتے ہو)

۶:۴ = اِنْتَلُوا - تم آزماؤ - تم امتحان لو - اِبْتِلَاءٌ - (اِفْتِعَالٌ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یعنی تم ان کی آزمائش مختلف طریقوں سے کرتے رہو کہ آیا شعور محکم کو پہنچ گئے ہیں اور اپنے نفع و نقصان کو صحیح طور پر پرکھ سکتے ہیں

= حَتَّىٰ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ - نکاح مصدر ہے اس کے معنی نکاح کرنا یا جماع کرنا دونوں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جاویں اور سنِ تمیز کو پالیں

= رُشْدًا - رُشْدٌ کے معنی ہیں ہدایت - صلاحیت - راہ یابی - بھلائی - راستی - حسن تدبیر۔

رُشْدٌ يَرْشُدُ کا مصدر ہے، یہاں مراد صلاحیت ہے۔

= اِذْ فَعَوْا - تم دیدو - تم حوالہ کر دو - دَفْعٌ سے - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= وَلَا تَاْكُلُوْهَا - یعنی تم خود اس مال سے خرچ مت کرو۔

= اِسْرَافًا - فضول مدوں میں۔

= بِدَارًا - جلدی کر کے بروزن فِعَالٌ - مصدر - یعنی شتابی اور سرعت سے کام لے کر ان کا

ال بے دریغ خرچ نہ کر ڈالو کہ بڑے ہو گئے تو اپنا مال واپس لے لیں گے۔

= فَلْيَسْتَعْفِفْ - امر واحد مذکر غائب - استعفاف (اِسْتِفْعَالٌ) مصدر وہ بچتا ہے - یعنی تیموں کے مال خود خرچ کرنے سے پرہیز کرے۔

= بِالْمَعْرُوفِ - مناسب مقدار میں۔

= حَسِيْبًا - حساب لینے والا - حساب کرنے والا - بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے۔

= ۷:۴

= قَلًّا - ماضی معرّف واحد مذکر غائب - وہ کم ہوا - قِلَّةٌ مصدر سے۔ کَثْرَةٌ کی ضد ہے وہ تھوڑا

و یا زیادہ - قلیل ہو یا کثیر۔

= مَفْرُوضًا - اسم مفعول - فَرَضٌ مصدر - فرض کیا گیا - مقرر کردہ۔

۹:۴ = وَلْيَخْشَ - واحد مذکر غائب امر خَشِيَ مصدر باب سَمِعَ - اس کو ڈرنا چاہئے - وہ ڈرتا ہے۔

= ذُرِّيَّةً - چھوٹے چھوٹے بچے - واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

= ضِعْفًا - ضِعْفٌ سے - کمزور - ناتواں - ضِعْفٌ کی جمع ہے۔

۹:۴ = خَافُوا عَلَيْنَا - وہ فکر مند ہوئے ان کے متعلق۔

== دَلِيخَشٌ خَافُوا عَلَيْهِمْ۔ پس جو لوگ تیموں کے سر پرست ہیں وہ ڈریں تیموں کے ساتھ سلوک کرنے میں اور سوچیں کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے کمزور ناتواں بچے چھوڑ کر اس جہاں سے رخصت ہوں تو اپنے ان بچوں کے متعلق وہ کتنے فکر مند ہوتے۔ پس جیسے وہ اپنے پسماندگان اپنے بچوں کے متعلق سلوک کی تشریح کرتے ہیں ویسا ہی سلوک وہ اب اپنے سر پرستی تیموں سے کریں۔

== سَدِيدًا۔ سَدِيدٌ بِرُوزِنٍ فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ سَدَّ يَسُدُّ سَدًّا وَسَدًّا اِدًّا درست ہونا۔ هُوَ لَيْسَ فِي تَوَلِيهِ وہ ٹھکانہ کی بات کہتا ہے۔ قُلْتُ لَهُ سَدًّا، مِّنَ الْقَوْلِ مِيں نے اسے ٹھیک اور سیدھی بات کہی۔ (سَدِيدٌ كَمَا مِيْرُ اسْتَوَارُ و درست منہی الادب)

۴:۱۰ = سَيَضَلُّونَ۔ سر۔ مستقبل قریب کے لئے ہے۔ يَضَلُّونَ مضارع جمع مذکر غائہ صَلَّى مصدر۔ باب ضرب۔ صَلَّى يَضَلِّي صَلِيًّا۔ گوشت بھوننا۔ صَلَّى فُلَانٌ النَّارَ وَ فِيهَا وَ سَلِيَهَا۔ آگ میں ڈالنا۔ صَلَّى (سَمِعَ) آگ کی گرمی برداشت کرنا۔ آگ میں جلنا۔ آگ میں داخل ہونا۔ يَضَلِّي النَّارَ اَلْكَبْرِيَّ (۸۷-۱۱۲) بڑی تیز آگ میں داخل ہو گا۔ باب افعال، اِضْلَاءٌ متعدی۔ آگ میں داخل کرنا۔ آگ میں پھینکنا۔ فَسَوْفَ تُضَلِّيهِ نَارًا (۴:۳۰) ہم اسے عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔

== سَعِيرًا۔ السَّعِيرُ کے معنی آگ کے بھڑکنے کے ہیں۔ سَعَرْتُ النَّارَ میں نے آگ بھڑکانی سَعِيرٌ دہکتی ہوئی آگ۔ دوزخ۔ سَيَضَلُّونَ سَعِيرًا۔ عنقریب میں دہکتی ہوئی آگ (جہنم) چلیں گے۔

۴:۱۱ = يُؤْصِيكُمُ اللّٰهُ۔ يُؤْصِي۔ مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ اِلْيَصَاءِ (اِضْعَالٌ) مصدر۔ وحی مادہ

اَلْوَصِيَّةُ واقعہ پیش آنے سے قبل کسی کو ناصحانہ طور پر ہدایت کرنے کو کہتے ہیں۔ اَلْوَصِيَّةُ اِلْيَصَاءٌ کا اسم ہے۔ هِدْيَةٌ وَ وَصِيَّتُهُ یہ اس کی وصیت ہے۔ جمع وَصَايَا۔ وَصَايَا اللّٰهِ اللّٰهُ تعالیٰ کے احکام جو بندوں پر فرض ہوتے۔ اللّٰهُ کی طرف سے وصیت بمعنی حکم کے ہے۔ آیۃ تَوَاصَى۔ (تفاعلی) ایک دوسرے کو وصیت کرنا۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳:۱۰۳) اور آپس میں حق کی تلقین اور صبر تکبیر کرتے ہیں۔ يُؤْصِيكُمُ اللّٰهُ۔ اللّٰهُ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا اِلْيَصَاءَ

(۲۹: ۸) اور ہم نے انسان کو حکم دیا۔

= حَظُّ - حصہ - نصیب - مقررہ حصہ - جمع حُظُوظٌ۔

۱- ایک لڑکے کا حصہ = دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر

۲- اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو کل جائداد کا $\frac{2}{3}$ حصہ ان کو ملیگا۔

۳- اگر متوفی کی صرف ایک لڑکی ہو تو کل جائداد کا $\frac{1}{3}$ حصہ اس کو ملے گا۔

۴- اگر متوفی کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملیگا۔ اور بقایا اولاد کو حسب قسامہ تقسیم ہوگا۔

۵- اگر متوفی کی اولاد نہ ہو اور وارث صرف والدین ہوں تو اس کی ماں کو کل جائداد کا $\frac{1}{3}$ حصہ ملیگا باقی $\frac{2}{3}$ حصہ باپ کا ہوگا۔

۶- اگر متوفی کے بہن بھائی بھی ہوں اور اس کی اولاد نہ ہو تو متوفی کی وصیت پورا کرنے اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد ماں کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔

بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا۔

= لَا تَدْرُونَ - مضارع نفی جمع مذکر حاضر۔ دِرَایَةٌ مصدر۔ درسی مادہ۔ تم نہیں جانتے۔

= اَبَاءُكُمْ..... نَفْعًا۔ تم نہیں جانتے کہ نفع (حصہ) حاصل کرنے میں تمہارے ماں باپ یا لڑکے لڑکیوں میں تمہارے نزدیک کون زیادہ حقدار ہے۔ یا حق حاصل کرنے میں زیادہ قریب ہے یعنی کس کو کتنا ملنا چاہئے اور کونسی ترجیحات تم اختیار کرو۔

= خَرِيصَةً مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ حصہ (بیان فرمائیے ہیں)

= ۱۲: ۴

بیوی کی وراثت کی تقسیم

۱- متوفیہ کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔ خواہ بیوی ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں کو۔

۲- اگر اس کی اولاد ہو تو بیوی کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔ خواہ ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں کو۔

نوٹ ہے۔ ہر صورت میں متوفی یا متوفیہ کی جائداد پر اس کی وصیت اور اس کے قرض کا بار مع تجہیز و تکفین اولیت رکھتا ہے۔

دیگر صورتیں

۱- اگر کوئی مرد یا عورت بے اولاد مرے اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں (کلالہ) اور

اس مرد یا عورت کا اخیافی (ماں ایک باپ الگ) ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو اس بھائی یا بہن کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر کلالہ (مرد یا عورت) کے ایک سے زیادہ اخیافی بھائی بہن ہوں گے تو سب کو ملا کر $\frac{1}{4}$ حصہ ملیگا اور سب میں برابر تقسیم ہوگا۔

ہر دو صورتوں میں جائداد پر پہلا بار متوفی یا متوفیہ کی وصیت اور اس کے قرض کی اور تجہیز و تکفین کا ہوگا۔

کلالہ — وہ میت جس کی نہ اولاد ہو نہ باپ۔ (حدیث)

کلالہ کی اصل کلال ہے۔ جس کے معنی ضعف کے ہیں۔ اعشیٰ کا شعر ہے

فَالَيْتُ لَا أَرْتِي لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ

وَلَا مِنْ حَقًّا حَتَّى تُلَاقِي مُحَمَّدًا

(جب تک ادنیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک نہ پہنچا دے گی مجھے اس کی تھکان اور فرسودہ پائی پر رحم نہیں آئے گا)

توسیع استعمال کے بعد عرف عام میں کلالہ سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو منقطع

الطرفین ہوں (نہ ان کے والدین ہوں نہ ان کی اولاد) معجم القرآن

قریب کے رشتہ کو چھوڑ کر کوئی دور کا رشتہ دار ہو تو اس کو بھی کلالہ کہا جاتا ہے مثلاً

اگر حقیقی چچا کا لڑکا ہو تو اسے هُوَ ابْنُ عَمِّي کہیں گے اور اگر رشتہ کے چچا کا بیٹا ہو تو هُوَ ابْنُ عَمِّي كَلَالَةٌ کہیں گے۔

صاحب معجم القرآن (پروفیسر عبدالرؤف) نے لکھا ہے کہ د۔

سلف کا اجماع ہے کہ آیت نہ میں اخیافی بھائی مراد ہیں۔ زمرخشی نے بھی کشاف میں

یہی معنی مراد لئے ہیں۔

= عَيْزٌ مُّصَارٌّ - جو نقصان دہ نہ ہو۔ یعنی ایسی وصیت۔ یا قرض نہ ہو جو محض وارثوں کو

نقصان پہنچانے کی خاطر عائد کیا گیا ہو۔

مُصَارٌّ - اسم فاعل واحد نکر۔ اصل میں مُصَارِدٌ (ضرر سے بروزن مفاعل) سے ہے۔

= وَصِيَّةٌ مِّنَ اللَّهِ - (وراثت کے متعلق) یہ ہے حکم اللہ کا۔

۴: ۱۳ = يُدْخِلُهُ - میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ضمیر واحد مذکر حاضر من کی طرف

راجع ہے۔

== يَعِصُ - واحد مذکر غائب مضارع مجزوم (بوجہ عمل مَنْ جو اسمِ بازمِ فعل ہے) اسل میں یُعْصِي
تھا۔ عِصِيَانٌ مصدر باب ضرب - مَنْ يَعِصُ - جو نافرمانی کرے گا۔
== يَتَعَدَّ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب اسل میں يَتَعَدِّيُّ تھا (عُدُوَانِ مصدر) مَنْ
يَتَعَدَّدُ جو حدودِ الہیہ سے تجاوز کرے گا۔

== مُهَيِّنٌ - اسم فاعل واحد مذکر - اِهْآَنَةٌ مصدر - باب افعال - ذلیل و خوار کرنے والا۔
۱۵:۴ = يَا قَتِيْبٌ - مضارع - جمع مؤنث غائب اِثْيَانٌ - مصدر باب ضرب - وہ عورتیں آئیں
یہاں معنی متکب ہوئیں۔

== فَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدِيْنَ - فَاسْتَشْهِدُوا - امر - جمع مذکر حاضر - اِسْتَشْهَدُوْا (استفعال)
سے - تم گواہ لاؤ - اِسْتَشْهَدُوا - گواہ لانا - یا گواہ طلب کرنا - دونوں معنوں میں آتا ہے۔
== فَاحِشَةٌ - اسم - حد سے بڑھی ہوئی بُرائی - ایسی بے حیائی کا اثر دوسرے پر پڑے - زنا۔
== يَتَوَقَّهِنَّ - يَتَوَقَّيْ - مضارع واحد مذکر غائب (فاعل موت) تَوَقَّيْ مصدر - (باب تفعّل)
هُنَّ - ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب - دَرَجِيٌّ - مادہ - وافی - پورا - باب افعال - پورا کرنا - یا پورا دینا
باب تفعیل سے پورا پورا دینا - باب تفعّل (توقی مصدر) پورا پورا لینا - قبضہ کر لینا - کبھی مراد روح کا
قبض کر لینا ہوتا ہے - (باب استفعال) اِسْتِيفَاءٌ پورا پورا وصول کر لینا۔
يَتَوَقَّهِنَّ الْمَوْتُ - موت ان پر پورا پورا قبضہ کر لے - موت ان کو آ لے۔

۱۶:۴ = فَادْخُلْهُمَا - اَدْخَوْا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - اِدْخَاؤٌ (افعال) - ضمیر مفعول
ثنیہ (مذکر مؤنث دونوں کے لئے) غائب - ان دونوں کو ایداردو - ان دونوں کو مارو پیٹو۔
== اَعْرِضُوْا - امر جمع مذکر حاضر - اِعْرَاضٌ سے تم درگزر کرو - تم کنارہ کشی کرو - تم چھوڑ دو۔
۱۷:۴ = اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ - تحقیق اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنا اپنے ذمہ لے لیا ان
لوگوں کے حق میں۔

== التَّوْبَةُ - تَابَ - اس نے توبہ کی - وہ پھر آیا گناہ سے وہ باز آیا - باب نصر سے اس نے قبول کیا
جب اس کا تقدیر الٰہی کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے معنی ہوتے ہیں، جیسے
فَتَوَّابًا اِلٰی بَارِئِكُمْ (۵۴:۲) پس چاہئے کہ توبہ کرو تم اپنے خالق کے حضور۔
اور جب علی سے ہوتا ہے تو توبہ قبول کرنے کے معنی میں آتا ہے - فَتَابَ عَلَيْكُمْ (۵۴:۲)
پھر حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔
== مِنْ قَرِيْبٍ - جلدی - شباب۔

۴:۱۸ = اَعْتَدْنَا - ہم نے تیار کر رکھا ہے - اِعْتَادٌ (اِفْعَالٌ) مصدر - اَلِإِعْدَادِ تیار کرنا مہیا کرنا - عدد مادہ -

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّتٍ (۹:۱۰۰) اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں - وآیہ نذا - اور اگر مصدر اِعْتَدَاءُ سے ہو تو معنی ہوتے ہیں زیادتی کرنے کے لیکن اس کا مادہ عَدْوٌ ہے ۴:۱۹ = تَرْتُوْا - تم وارث ہو جاؤ - تم میراث میں لے لو - (حَسِبَ يَحْسِبُ) وَرِاثَةٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے گر گیا = اَنْ تَرْتُوْا کُوْهًا - کہ تم - (اس کے شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کو متوفی کی میراث سمجھ کر) زبردستی وارث بن جاؤ

= لَا تَعْضَلُوْهُنَّ - مضارع نفی - جمع مذکر حاضر - هُنَّ ضمیر مفعول جمع مؤنث غائب تم ان کو نہ روکو - تم ان کو بند نہ کرو - تم ان کو منع نہ کرو (باب نصر) عَضَلٌ سے - سختی کے ساتھ روکنا یعنی عدت ختم کرنے کے بعد ان کو نکاح ثانی سے مت روکو -

= تَذْهَبُوْا ب - تم لے جاؤ - وَكُوْشًا لِلّٰهِ لَذَّهَبٍ بِسَمْعِهِمْ وَالْبَصَارِ هِمٌّ - (۲:۲۰) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو لیجائے ان کے سننے کی قوت اور ان کی بینائی -

= بَعْضٍ - کچھ حصہ -

= عَاشِرُوْهُنَّ - تم ان کے ساتھ زندگی گزارو - تم ان کے ساتھ برتاؤ کرو - مُعَاشِرَةٌ (مفاعلة) سے امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی -

= بِالْمَعْرُوْفِ - الْمَعْرُوْفِ - ہر اس قول یا فعل کا نام ہے جس کی خوبی عقل یا شریعت سے ثابت ہے - الْمُنْكَرُ - اس کی ضد ہے - دستور کے مطابق - مناسب طور پر -

= عَسَى - عنقریب - شتاب - ممکن ہے توقع ہے - اندیشہ ہے - کھٹکا ہے، ہو سکتا ہے

۴:۲۰ = اِسْتَبْدَالِ (استفعال) بدلنا - تبدیلی چاہنا - مصدر ہے -

= قِنطَارٍ - مال کثیر - مال کا ابنار -

۴:۲۰ = بُهْتَانًا - بہتان لگا کر -

= اِثْمًا مُّبِينًا - صریح گناہ کرتے ہوئے - صریح ظلم کرتے ہوئے -

۴:۲۱ = قَدْ اَفْضَى بَعْضُكُمْ اِلَى بَعْضٍ - قَدْ ماضی قریب کے لئے اَفْضَى اِلَى - کسی جگہ پہنچنا اَفْضَى بِيَدِهِ اِلَى كَذَا - کے معنی ہیں کسی جگہ ہاتھ پہنچ جانا - اَفْضَى اِلَى - اِى وَصَلَ - وَ اَفْضَى اِلَى الْمَرْأَةِ - خَلَا بِهَا - اس کے ساتھ خلوت کی - جماع کیا - اَفْضَى - وہ پہنچ گیا - وہ بے حجابانہ مل گیا -

فَصَا اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک سے مانع نہ ہو۔
خلوت بھی اسی وجہ سے افضاء سے موسوم ہوئی کہ اس میں ہر وہ چیز جو مجامعت سے مانع تھی
دور ہو گئی۔

قَدْ أَفْضَى لِبَعْضٍ۔ حالانکہ تم تنہائی میں ایک دوسرے سے مل چکے ہو۔

= أَخَذَنْ - ماضی جمع مؤنث غائب وہ لے چکی ہیں۔ یا انہوں نے لیا۔
۲۲:۴ = مَقْتًا۔ مصدر۔ منصوب۔ کسی شخص کو برائی کا مرتکب دیکھ کر اس سے بغض رکھنا۔
سبب بغض۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ (۲۳:۶۱) سخت مغضوب ہے اللہ کے نزدیک م ق ت
مادہ۔ یعنی تمہارا یہ فعل اللہ تعالیٰ کی سخت ناپسندیدگی کا سبب ہو گا۔

۲۳:۴ = ارْضَعْنَكُمْ۔ ماضی جمع مؤنث غائب كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ رَضِعَ (سَمِعَ)
رَضِعَ (فَتَحَ) رَضَعًا وَرَضَعًا وَرَضَعًا۔ بچے کا ماں کا دودھ پینا۔ رَضَعَهُ رِضَاعًا وَ
مِرْاضَعَةً دودھ شربک بھائی کے ساتھ دودھ پینا۔ ارْضَعَهُ۔ دودھ پلایا اس کو۔
= رَبَائِبِكُمْ۔ رَبَائِبٌ کی جمع ہے۔ زیر پرورش لڑکی جو اگلے شوہر سے ہو۔
ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کے دوسرے شوہر کی آغوش میں تربیت پاتی ہے
تمہاری جو رزوں کی پہلے خاوند سے لڑکیاں۔

= فِي حُجُورِكُمْ۔ حُجُورٌ کی جمع۔ حفاظت۔ جو تمہاری حفاظت۔ نگرانی میں
= دَخَلْتُمْ بَيْتًا۔ جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔
= حَلَائِلٌ۔ جمع حَلِيلَةٌ۔ واحد یعنی زوجہ۔ حَلٌّ سے مشتق ہے حَلٌّ گرہ کھولنا۔ اترنا
جلال ہونا۔

= مِنْ أَصْلَابِكُمْ۔ أَصْلَابٌ جمع صُلْبٌ کہ۔ بمعنی ریڑھ کی ہڈی۔ مراد تمہاری نسل
تمہارے تخم سے۔



يَا رَهُ
وَالْمُحْصَنَاتُ
سُورَةُ النِّسَاءِ ١٥٥
٤٤

۲۴:۴ = الْمُحْصَنَاتُ - اسم مفعول - جمع مؤنث - مُحْصَنَةٌ وَاحِدَةٌ مُحْصَنَةٌ
اسم فاعل - واحد - اِحْصَانٌ - مصدر - (بروزن افعال) آزاد لاپاکدامن عورتیں - دوشیزہ ہوں
یا نہ ہوں (۲) شوہر والیاں یعنی منکوحہ (۳) آزاد دوشیزائیں۔

صاحب معجم القرآن نے لکھا ہے کہ سورۃ النساء میں مندرجہ بالا معانی محصنت کے بالترتیب
لئے کئے ہیں۔ جس ترتیب سے یہ لفظ سورۃ نسا میں آیا ہے۔

ثعلب نے لکھا ہے کہ ہر پاکدامن عورت کو مُحْصَنَةٌ (اسم مفعول) اور مُحْصِنَةٌ (اسم فاعل) کہا جاتا ہے
لیکن شوہر والی عورت کو مُحْصَنَةٌ (اسم مفعول) کہیں گے۔

قاموس میں ہے اِمْرَأَةٌ اِحْصَانٌ پاکدامن یا شوہر والی عورت۔

راغب نے اس کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اِكْرَاهِيَّتٌ کے بعد الْمُحْصَنَاتُ قرآن
میں آیا ہے وہاں شوہر والیاں مراد ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اِكْرَاهِيَّتٌ کے بعد نہیں ہے
تو فتح دکسر برص دونوں صحیح ہیں۔ شوہر والیاں ہوں یا عام پاکدامن عورتیں۔

اصل میں احصان کا معنی ہے حفاظت رکھنا۔ حصن سے بمعنی قلعة

اِلَّا قَلِيلاً مَّا تُحْصِنُونَ (۱۲: ۲۸) صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا، جو تم احتیاط سے محفوظ
رکھ لو گے۔

الْحِصَانُ کے معنی مُحْصِنَةٌ (بفتح الصاد وکبسر) عورت کے ہیں خواہ وہ احصان
پاکدامنی کی وجہ سے ہو۔ یا کسی کے ساتھ نکاح کر لینے سے یا اپنے شرف ذات اور حریت کی وجہ
سے محفوظ ہو۔ اگر کوئی عورت شرف ذاتی یا عفت اخلاقی کی وجہ سے بدکاری سے اپنے آپ کو
محفوظ رکھتی ہے تو مُحْصِنَةٌ (اسم فاعل) ہے۔ اور اگر شوہر حفاظت کرتا ہے تو مُحْصِنَةٌ
(اسم مفعول) ہے

= اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ - جنہیں تمہارے دائیں ہاتھوں نے قبضہ میں لے لیا۔ ان سے
مراد وہ لونڈیاں ہیں جو جہاد میں کفار کے ساتھ نہ رہیں جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کے قبضہ میں
آئیں۔ (مَسْئَلَةٌ) جو اسیر عورت کسی کے حصہ میں آئے وہ ایک ماہواری گذرنے کے بعد
اس سے صحبت کر سکتا ہے اگر اس کے شکم سے اولاد پیدا ہوئی تو اس کے حقوق بالکل
ویسے ہی ہوں گے جیسے دوسری اولاد کے۔ اب وہ لونڈی کو فروخت نہیں کر سکتا اور اس کے
مرنے کے بعد وہ خود بخود آزاد بھی ہو جائے گی۔ (ضیاء القرآن)

= كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - کتاب مصدر مؤکدہ ہے اس کا فعل کَتَبَ محذوف ہے گویا

اس کی تقدیر یوں ہے ! كَتَبَ عَلَيْكُمْ كِتَابَ اللَّهِ - اسی کتب اللہ علیکم تحریر ذلک کتاب (مصدر بمعنی حکم - فرض - حکم الہی - فریضہ - جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِيَامُ (۲: ۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

= اَنْ تَبْتَغُوا - مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَبْتَغُونَ تھا۔ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ تم چاہتے ہو۔ تم ڈھونڈھتے ہو۔ تم تلاش کرتے ہو۔ اِبْتِغَاءٌ (اِفْتِعَالٌ) اَلْبَغْيُ کے معنی کسی چیز کی طلب میں میاندردی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنے کے ہیں۔ خواہ تجاوز کر سکے یا نہ بَغْيٌ۔ دو قسم پر ہے۔ (۱) محمود یعنی عدل و انصاف سے تجاوز کر کے (بڑھ کر) مرتبہ احسان حاصل کرنا اور فرض سے تجاوز کر کے تطوع بجالانا۔

(۲) مذموم۔ یعنی حق سے تجاوز کر کے باطل کو اختیار کرنا۔ یا شبہات میں پڑنا۔ اِبْغَى (ثلاثی مجرد) کا استعمال قرآن میں اکثر مذموم معنی میں ہوا ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوا کہ تم تلاش کرو۔ تم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

اَنْ تَبْتَغُوا مفعول لہ ہے اُحِلَّ کا۔

یعنی ماسوا ان عورتوں کے (جو آیتہ ۲۳ ماقبل میں حرام کی گئی ہیں) باقی تم پر حلال کر دی گئی ہیں یہ اس لئے کہ تم اپنے مال خرچ کر کے ان کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکو۔ = مُحْصِنَاتٌ۔ اپنے نفس کو حرام کاری سے بچانے والے۔ اسم فاعل بجمع مذکر۔ منصوب۔ مُسَافِحَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) زنا کرنے والے۔

یعنی تم اپنا مال خرچ کر کے حلال عورتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہو۔ لیکن اپنے نفس کو پاکدامن رکھتے ہوئے اور زنا کاری سے بچتے ہوئے۔ گویا ابتغار کی اجازت مشروط ہے = اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ باب استفعال۔ تم کام میں لائے۔ تم نے فائدہ اٹھایا۔ تم برت چکے۔ یعنی جب تم نے نکاح کر کے ان سے ہمبستری کا فائدہ اٹھایا۔ تو مقرر شدہ مہر ان کو ادا کرو۔ اِسْتَمْتَعْتُمْ سے متعہ جو رافضیوں کے نزدیک جائز ہے اس پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے کیونکہ الفاظ مُحْصِنَاتٍ اور عَيْرٌ مَسَافِحِينَ صاف طور پر اس کی تردید کرتے ہیں۔

= اُجُودٌ هُنَّ۔ ان کا حق ان کا مہر۔ مضاف مضاف الیہ۔ دونوں مل کر فَا تَوْهَنُ كَمَا مَفْعُولًا اُجُودٌ۔ اُجُودٌ کی جمع ہے

= فَرِيضَةٌ۔ مقرر کیا ہوا مہر۔ لازم کیا ہوا حکم۔ صفت مشبہہ کا صیغہ واحد مؤنث۔ فرضٌ مادہ = ۲۵: ۴۔ طَوْلًا۔ بمعنی السعة والغنى۔ مال و دولت۔ تونگری۔ انعام۔ وسعت۔ گنجائش

مقدور - قدرت - طال - يطول کا مصدر - طَوَّلَ مادہ - اس کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک تو درازی اور فضیلت میں غلبہ حاصل کرنا۔ دوسرے کسی شخص کے ساتھ احسان کرنا۔ اور اس کو انعام دینا۔ یہاں مراد مقدور بمعنی مہر و نفقہ ہے۔

= فَوْنٌ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ - میں ف جواب شرط کے لئے ہے اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جو دوسرے کی ملکیت ہوں جیسا کہ عبارت مَالِبِدٍ فَا تَكْحُوهُنَّ بِاَذْنِ اَهْلِهِنَّ سے ظاہر ہے

= مِنْ فَتْيَتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ - تمہاری باندیاں - کنیزی جو مسلمان ہیں۔

= بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ - بعض (جمع البعاض) کے معنی ہیں حصہ - قسمت - ٹکڑا - جزو - کچھ۔ کوئی سا - کوئی آدمی - کوئی چیز - کسی - یعنی تم ایک دوسرے کے حصے ہو - ایک دوسرے میں سے ہی ہو - ایک دوسرے کی ہی جنس سے ہو - انسانی طور پر - بوجہ شرکتِ اسلام - بوجہ وحدتِ خیال بوجہ وحدتِ دین و ایمان -

= مُحْصَنَاتٍ - مُسْفِحَاتٍ - دیکھو آیۃ ما قبل -

= مُتَّخِذَاتٍ - اسم فاعل - جمع مؤنث - اِتَّخَذَ - (رَافِعِيًّا) اَخَذَ - مادہ - کسی چیز کو اپنے تسلط و تصرف میں داخل کر لینا - خواہ ہاتھ سے پکڑ لینا ہو یا کسی کی گرفت کر لینا - باب افتعال سے اس کے معنی بنانا - اختیار کر لینا - اس باب سے یہ فعل متعدی بدو مفعول ہوگا -

لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا - کہ بنائیں ان میں سے بعض بعض کو اپنا غلام یا تابعدار -

(۳۲-۳۳) بَعْضًا مَفْعُولٌ بِسُخْرِيًّا مَفْعُولٌ لَهُ -

مُتَّخِذَاتٍ - بنانے والیاں - پکڑنے والیاں -

= اَخَذَاتٍ - خِذَانِ کی جمع جس کے معنی مصاحب اور رفیق کے ہیں - مگر عام طور پر

اس مصاحب پر بولا جاتا ہے جو جنسی خواہش پوری کرنے کے لئے ساتھ رہتا ہو - چھپے چھپے آشنا - مذکر و مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے -

= مُحْصَنَاتٍ - اَخَذَاتٍ - تاکہ وہ نکاح کے سنجیدہ فعل سے پاکدامن بن جائیں

اور اعلانیہ زنا کار اور ہوری چھپے چھپے یا بنانے والیاں بن کر نہ رہیں -

= اِحْصَانٌ - ماضی مجہول جمع مؤنث غائب - اِحْصَانٌ - سے بمعنی حریت - عصمت -

تزویج - اسلام - قید میں رکھنا - نکاح کی قید یا پناہ میں لائی گئیں -

= مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ - جو (سزا) آزاد عورتوں کے لئے ہے

= ذُلِكَ - یہ لونڈیوں سے نکاح کی اجازت کی طرف اشارہ ہے

= اَلْعِنَتَ - گناہ - بدکاری - زنا - تکلیف - مشقت - فساد - ہلاکت - غلطی - خطا - جوہر
اذیت - عِنَتَ يَعْنَتُ - (سمع) کا مصدر ہے - یہاں متفقہ طور پر مفسرین اس سے مراد
زنا لیتے ہیں۔

= اِنَّ تَصْبِرُوْا - اِنَّ مصدر یہ ہے اور فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتا ہے
ای صَبْرُكُمْ - تمہارا صبر کرنا۔

۴: ۲۶ = سُنُّنٌ - سُنَّةٌ کی جمع ہے سُنَّةٌ کے معنی ہیں - راہ - رسم - دستور - طریقہ

جاریہ - يَهْدِيْكُمْ کا مفعول ثانی ہے - چلائے تم کو ان لوگوں کی راہوں پر

= يَتُوْبُ عَلَيْكُمْ - تَابَ يَتُوْبُ (نَصَرَ) تَوْبًا - وَتَوْبَةً وَتَابَةً - تَابَ اِلَى

اللّٰهِ - نادم اور پشیمان ہو کر گناہ سے روگردانی کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہونا - تَابَتْ تُوْبَةٌ
کرنے والا - تَابَ اللّٰهُ عَلَيَّ - اللہ تعالیٰ کا کسی کے گناہ معاف کر کے اس کو اپنے فضل و کرم سے
نوازنا - تَوَّابٌ - (توبہ قبول کرنے والا)

۴: ۲۷ = تَمِيْلُوْا - مَا لَ يَمِيْلُ (صَوَّبَ) مَيْلًا - درمیانی راہ سے کسی ایک طرف ہٹ جا

ایک طرف مائل ہو جانا - راست روی سے ہٹ جانا - تَمِيْلُوْا - تم بہک پڑو - کج روی اختیار

۴: ۲۸ = اِنْ يُّخَفِّفْ عَنْكُمْ - تم سے (پابندیوں کا بوجھ) ہلکا کرے -

يُخَفِّفْ کا مفعول محذوف ہے۔

۴: ۲۹ = مَّرَاضٍ - باہمی رضامندی - آپس کی خوشی - ایک کا دوسرے سے راضی

ہونا - (باب تفاعل) مصدر ہے - ی - حرف علت بوجہ ثقالت - آخر سے گرگئی - رضی مادہ

۴: ۳۰ = عُدُوْنَا - عَدَا يَعْدُوْا - عَدُوْنَا وَعَدُوْنَا وَعَدُوْنَا وَعَدُوْنَا - (باب نصر

زیادت) - ظلم و ستم - سرکشی -

= نَصَلِيْهِ - اَصْلِيْ يُّصَلِيْ اِصْلَاءً - (افعال) سے مضارع جمع متکلم - ہ ضمیر

مفعول واحد مذکر غائب ہم اس کو آگ میں (جہنم میں) داخل کریں گے -

اَلصَّلٰی (سَمِعَ) کے اصل معنی آگ جلانے کے ہیں - (باب افعال) سے آگ میں

پھینکنا - آگ میں ڈالنا۔

۴: ۳۱ = تَجْتَنِبُوْا - اجْتَنَابٌ (افعال) سے اگر تم بچتے رہو گے - اجتناب

کرو گے - مضارع جمع مذکر حاضر - اصل میں تَجْتَنِبُوْنَ تھا - اِنْ جازم فعل کی وجہ سے

ون اعرابی گر گیا۔

= تَكْفِرُ عَنْكُمْ - تَكْفِرُ - جمع متکلم مضارع جواب شرط کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ہم دور کر دیں گے
تَكْفِيرًا - مصدر بروزن تفعیل۔

= مَدْخَلًا - داخل ہونے کی جگہ۔ اسم ظرف مکان۔ مَدْخَلًا - مصدر بھی ہے (باب افعال) پہلی صورت میں ترجمہ ہوگا۔ ہم تمہیں عزت کی جگہ میں داخل کریں گے (یعنی حبیب میں) دوسری صورت میں۔ ہم تمہیں عزت کے ساتھ (جنت میں) داخل کریں گے۔

۳۲:۴ = وَلَا تَتَمَنَّوْا - مضارع نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تَمَنَّىٰ باب تفعیل سے اصل میں تَتَمَنَّوْنَ تھا۔ لار نہی (جازم فعل) کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ تم آرزو مت کرو تم ہو س نہ کرو۔ تمنیٰ کا بیشتر استعمال کسی بے حقیقت چیز کے تصور کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

التمنی عبارت عن ارادة ما يعمله او يظن انه لا يكون (رازی - روح البیان) تمنی وہ ارادہ ہے جو تمنی جانتا ہے کہ پورا نہیں ہو سکتا۔ یہ اس لئے کہ حقیقت کی دنیا میں یہ اس کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے ورنہ جہاں تک اس کی اپنی ہمت اور کوشش کا تعلق ہے وہ اسی آیت میں فرمادیا کہ: لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا۔ مردوں کے نصیب میں وہی ہے جو انہوں نے کمایا۔ یعنی جو جتنی محنت کرے گا اتنا ہی پھل پائے گا۔
= دَا سَلُّوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ - واؤ کا عطف وَلَا تَتَمَنَّوْا پر ہے یعنی بے کار ہو س نہ کرو بلکہ وہی چیز اللہ سے طلب کرو۔ لَا تَتَمَنَّوْا مَالِ النَّاسِ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَزَائِنِهِ۔ جو چیز لوگوں کو دی گئی ہے اس کی تمنا مت کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے خزانوں سے ویسی نعمت کی طلب کرو۔

۳۳:۴ = بِكُلِّ شَيْءٍ مُّشْتَرِكٍ - ہر شخص کے لئے۔

= مَوَالِي - مَوَالِي - جمع۔ چچا کے بیٹے۔ (بنوئی) عصبات (مجاہد) کلالہ (البصالح) عام وارث (کلبی) دوست۔ مَوَالٍ - محافظ (۴۱:۴۴) آقا۔ مالک (۶:۱۶)

= عَقْدَاتٌ اس نے باندھا۔ عَقْدٌ سے جس کے معنی باندھنے۔ گرہ باندھنا۔ سوگند کھانا۔ کسی چیز کے اطراف کو آپس میں جمع کر دینا (باب ضرب) عَقْدَةٌ گرہ۔ عَقْدَةٌ جمع۔ نَفْثَةٌ فِي الْعُقَدِ۔ گرہوں میں بھونکیں مارنے والیاں۔

عَقْدٌ۔ عہد باندھنا۔ قول و قرار۔ عہد و پیمان۔ اس کی جمع عُقُودٌ ہے۔ عقد یمین عہد و پیمان کی پختگی =

وَالَّذِينَ عَقَدَتْ آيَمَانَهُمْ - اور وہ لوگ جن سے تمہارا عہد و پیمانہ بندھ چکا ہے -
 = وَ لِكُلِّ جَعَلْنَا وَالْأَقْرَبُونَ - اس کی مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں -

۱- کُلِّ مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ احدٍ محذوف ہے -

۲- کُلِّ مضاف ہے اور مالِ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے - اور مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ
 اس مال کی صفت ہے -

پہلی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا - " ہر ایک شخص کے لئے اس ترکہ کے متعلق جو اس نے چھوڑا ہے ہم نے
 وارثان مقرر کر دیئے ہیں - اس صورت میں الوالدان وَالْأَقْرَبُونَ وارثان (موالی) کی صفت ہے
 یعنی یہ وارثان والدین اور قریبی رشتہ دار ہیں -

دوسری صورت میں ترجمہ یوں کیا جائے گا، ہر مال کے لئے جو والدان اور اقربوں نے ترکہ میں چھوڑا ہے
 ہم نے وارثان (موالی) مقرر کر دیئے ہیں - اس صورت میں والدان وَالْأَقْرَبُونَ موروثین ہیں
 دوسری صورت جہور کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما سے یہی مروی ہے
 = وَالَّذِينَ عَقَدَتْ نَصِيْبَهُمْ - تیانفہ ہے

وَالَّذِينَ عَقَدَتْ آيَمَانَهُمْ - (اور وہ لوگ جن سے تمہارا عہد و پیمانہ بندھ چکا ہے) سے کیا مراد ہے
 بعض نے اس سے مراد وہ عورتیں لی ہیں جن سے تمہارا عہد و پیمانہ (نکاح) بندھ چکا ہو (ترجمان القرآن
 ابوالکلام) لیکن اکثریت نے اس سے مراد وہ اشخاص لئے ہیں جن سے زندگی میں باہمی عہد و پیمانہ وراثت
 ہو چکا ہو - یہ رسم عہد و پیمانہ سے بھی چلی آرہی تھی اور ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار میں ایک انصاری
 کی وفات کے بعد اس کا مہاجر بھائی بند وراثت ہوتا -

اس آیت نے اس طریقہ کو منسوخ کر دیا اور حکم ہوا کہ ان کی مدد کرو - ان کی خیر خواہی کرو ان کو فائدہ
 پہنچاؤ - لیکن میراث انہیں نہیں پہنچتی - (ابن کثیر - عبداللہ یوسف علی)
 بعد میں یہ دستور مابین انصار و مہاجرین آیت ۳۳ : ۶ سے منسوخ ہو گیا -

۳۴ : ۴ = قَوَّامُونَ - جمع مرفوع - قَوَّامٌ - واحد صیغہ مبالغہ - نگران - سرپرست - محافظ - مسلح -
 برتر - قَوَّامٌ يَأْتِيكُمْ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارہ یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں
 چلاتے اور اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو -
 = بِنَاء - بوجہ - بسبب ہے اور ما مصدریہ -

= بَعْضَهُمْ - میں ہم ضمیر جمع مذکر فاعل کے لئے ہے اور بَعْضٍ عورتوں کے لئے (مدارک)
 = فَالصَّلِيْحَةُ - پس نیک بیبیاں (وہ ہیں جو آگے بیان ہوئی ہیں)
 = قَنِتَّ - اسم فاعل جمع مؤنث - فرماں بردار، اطاعت گزار - قَنُوْتُ سے قَانِتٌ (مذکر) مضموع
 اور عاجزی کرنے والا - نماز میں طویل قیام کرنے والا - بندگی پر قائم و دائم رہنے والا - كُلٌّ لَهُ قَنِتُونَ

(۱۱۶:۲) سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (۱۶:۱۳۰) بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام اور (خدا کے) فرمانبردار تھے۔

= حِفْظٌ لِلْغَيْبِ۔ مردوں کی عدم موجودگی میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں۔ شوہروں کی عزت و آبرو کی ان کے نفع و نقصان کی اور ان کے بھدوں کی حفاظت کرنیوالیاں (لام بمعنی فی ہے) = بِمَا حَفِظَ اللهُ۔ جیسا کہ حفاظت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت و آبرو کی۔ ان کے حقوق کی۔ ان کی نگہداشت و نان و نفقہ کی مردوں کو حکم دے کر۔ بہا میں بسبب اور ما مصدریہ۔ یا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔

(عبداللہ یوسف علی)

= تَخَافُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم ڈرتے ہو۔ تمہیں خوف ہو۔ خَوْفٌ (باب سَمِعَ) مصدر
= نَشُوْرَهُنَّ۔ مضاف مضاف الیہ مصدر۔ باب نصر۔ ضرب، ان کی سرکشی۔ ان کی نافرمانی۔
مراد شوہر سے نفرت۔ اطاعت گریز۔ شوہر کے مقابلہ میں غور۔ مضاف مضاف الیہ مل کر فعل تَخَافُونَ کا مفعول ہے۔

= فَعَطُوْهُنَّ۔ عَطُوًّا۔ امر جمع مذکر حاضر و عَطْوٌ سے عُنٌّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ تم ایسی عورتوں کو نصیحت کرو۔ ان کو سمجھاؤ (باب ضرب) ابن فارس کہتے ہیں کہ اَلْوَعَطُ کے معنی خوف دلانے اور ڈرانے کے ہیں۔

= اَلْمَضَاجِعُ۔ اسم ظرف جمع المضجع واحد۔ بستر۔ خواب گاہیں۔ اضجع واضطجع پہلو کے لیٹنا۔ الصَّجِيعُ ساتھ لیٹنے والا۔

= فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا۔ بَغَى۔ تلاش کرنا۔ ڈھونڈنا۔ چاہنا۔ عَلَى بمعنی خلاف یعنی پران کے خلاف (کوئی ظلم کی) راہ تلاش مت کرو۔

تَبْغُوْا اصل میں تَبْغُوْنَ تھا لاغیبی کے سبب نون اعرابی گر گیا۔

۲۵:۴ = سِقَاتٌ۔ الشُّوْرُ۔ شکاف کہتے ہیں۔ جیسے شَقَقْتَهُ بِنِصْفَيْنِ میں نے

سے برابر دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا۔ قرآن کریم میں ہے لَمَّا شَقَقْنَا اَلْاَرْضَ سِقَاتًا (۸۶:۱۲۶) برہم نے زمین کو چیرا بھاڑا۔ یا اِذَا السَّمَاءُ اَنْشَقَّتْ (۸۴:۱) جب آسمان بھٹ بٹے گا۔

نَشُوْرٌ (بکسرش) اس مشقت کو کہتے ہیں کہ جو تنگ و درو سے بدن یا جسم کو لاحق ہوتی ہو۔

لَمَّا اَلَا بِشُوْرٍ اَلَا نَفْسٍ (۱۶:۷۷) مگر جان پر مشقت جھیلنے کے بعد۔

سِقَاتٌ کے معنی مخالفت، عداوت، ناچاقی کے ہیں۔ باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ شوق طرف

شفاق بمعنی الگ الگ (مخالف) طرفوں میں ہونا۔

= فَاَبْعَثُوا - تم بھیجو۔ تم بلا بھیجو۔ تم اٹھاؤ۔ مقرر کرو۔ بَعَثٌ سے باب فتح امر کا صیغہ جمع مذکر ظاہر
= حَكَمًا - مفعول بہ۔ مَنْصَفٌ - بیچ۔ فیصلہ کرنے والا۔ حَكَمٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ واہ جمع۔ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ فیصلہ کرنے والے کو حکم کہتے ہیں۔ حاکم سے زیادہ بلند
= يُرِيدُ - تشبیہ مذکر غائب اس سے مراد در بیچ۔ ایک خاندان کی طرف سے۔ ایک بیوی کی طرف سے۔ اصل
یُرِيدُ اِنْ تَحَا - اِنْ نَاصِبُہ کے عمل سے نون اعرابی گر گیا۔
= يُوْتَقِي اللّٰهَ - يُوْتَقِي مَضَارِعٌ مَجْزُومٌ مَسُورٌ بِالْوَصْلِ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ تَوْفِيْقٌ مَصْدَرٌ بِاَبْ تَفْعِيْلٍ مُوْتَقَاً
پیدا کر دے گا۔

= بَيْنَهُمَا - میں ہما ضمیر تشبیہ مؤنث، غائب مرد اور عورت کے لئے ہے۔

۳۶:۱۲ = وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا - اس کی تقدیر ہے وَاحْسِنُوْا بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔

= وَبِذِي الْقُرْبَىٰ - اَيْمَانُكُمْ - میں ذَوِي الْقُرْبَىٰ - وَالْيَتَامَىٰ - وَالْمَسْكِيْنَ -

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ - وَالْجَارُ الْجَنْبِ - وَالصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ وَابْنُ السَّبِيلِ - اور مَا مَلَكَتْ

اَيْمَانُكُمْ سے پہلے اَحْسِنُوْا محذوف ہے۔

= الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ - الْجَارُ - جو جواریں یعنی پہلو میں رہنے والا ہو بمعنی پڑوسی ذَوِي الْقُرْبَىٰ

قربت دار ہو۔ یعنی رشتہ دار پڑوسی الْجَارُ الْجَنْبِ - جُنْبٌ بمعنی دور۔ اجنبی۔ یعنی وہ پڑوسی جو رشتہ

دار نہ ہو۔ صاحب بِالْجَنْبِ - پہلو کا رفیق۔ قریبی دوست سفر کا ساتھی۔ ابْنُ السَّبِيلِ - مسافر

= مُخْتَالًَا - اسم فاعل واحد مذکر منصوب بوجہ خبر كَانَ - اِخْتِيَالًا - (افتعال) مصدر۔ معنی اکرنا

والا۔ اترانے والا۔ اپنے آپ کو بڑا خیال کرنے والا۔

= فَخُوْدًا - خبر ثانی۔ كَانَ - مبالغہ کا صیغہ فاخوْر سے فَعُوْلٌ بمعنی فاعِلٌ بہت فخر کرنے والا

گھمنڈ کرنے والا۔ اترانے والا۔ شیخی خور۔

۳۷:۱۴ = يَبْخَلُوْنَ - مَضَارِعٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - جُبُلٌ (باب سَمِعَ) مصدر وہ بخل کرتے

ہیں۔ کنجوسی کرتے ہیں۔

= فَضْلًا - میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ فضل کے معنی مال۔

ہر تری۔ قوت۔ حسن۔ مرتبہ۔ عزت۔ حکومت۔ عقل۔ علم۔ علم۔ وغیرہ میں زیادتی کے ہیں

= اَعْتَدْنَا - ہم نے تیار کیا ہے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ اِعْتَادٌ مصدر۔ عَتَدْتُ مَادَهٗ - اَلْعَتَادُ

ضرورت کی چیزوں کا پہلے سے ذخیرہ کر لینا۔ ہی معنی اِعْدَادُ کے ہیں۔

اَعْتَدْنَا نَا بَرُوزِنَا اَفْعَلْنَا۔ اِعْتَادُ سے فعل ماضی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اصل میں اَعْدَدْنَا ہے۔ ایک دال کو ت میں تبدیل کیا گیا ہے۔

۳۸:۴ = يَكُونُ۔ مضارع مجزوم فعل ناقص كَوْنٌ سے (باب نصر) اصل میں يَكُونُ تھا۔ مَنْ جازم فعل کی وجہ سے ن ساکن ہو گیا۔ اجتماع ساکنین (واؤ۔ نون) کی وجہ سے واو گری == قَرِيْبًا۔ بروزن فاعل۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے (باب کوم) سا تھی۔ دوست۔ اس کی جمع قُرَبَاءٌ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ وَقَيْضَنَا لَهُمْ قُرَبَاءٌ۔ (۲۵: ۴۱) اور ہم نے شیطان کو ان کا ہمیشین مقرر کر دیا۔

ایک زمانہ کے لوگ یا امت قَرْنٌ کہلاتی ہے۔ اس کی جمع قُرُونٌ ہے جیسے قُرُونِ اُولَى۔ پہلی امتیں۔ قَرْنٌ جانور کا سینگ بھی ہے۔ ذوالقرنین دو سینگوں والا۔ (یہاں سینک تشبیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے)۔

= آیات ۳۶ = ۳۷ - ۳۸۔ میں مُخْتَلًا فَخُورًا۔ ان اشخاص کے لئے ہے جو اپنے مال و دولت۔ عزت و جاہ۔ وغیرہ پر اترتے ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ۔ الخ۔ مُخْتَلًا فَخُورًا کی صفت ہے۔ کافرین سے مراد یہی مندرجہ بالا گروہ ہے کہ کفرانِ نعمت سے کام لیتے ہوئے اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر بیجا گھنٹہ کرتے ہیں۔ اس کے صحیح استعمال میں کبھی کسی کرتے ہیں دوسروں کو اس کے صحیح استعمال سے منع کرتے ہیں۔ اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو دوسروں سے چھپاتے ہیں۔

= وَالَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ كِي تِيْنَ صَوْرَتِيْنَ هِيْنَ

۱۔ یہ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ۔ پر عطف ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اور اللہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتا جو اپنا مال دکھا فے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ الخ۔ ۲۔ یہ لِيْكَافِرِيْنَ پر عطف ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ ان لوگوں کے لئے بھی جو اپنا مال دکھا فے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ الخ ہم نے ان کے لئے بھی رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے

۱۳۔ وَالَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ۔ سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔

اس صورت میں وَالَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ۔ الخ۔ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ بتدار اس کی خبر محذوف (فلهم الشيطان قريبا۔ تو شیطان ان کا ساتھی بھڑا، اور جس کا ساتھی شیطان ہو) تو وہ

جان لے کہ شیطان) بہت بُرا ہے ایک سامتی کی حیثیت سے۔

۴: ۳۹ = مَا ذَا عَلَيْنُمْ - اور کیا تکلیف ہوتی ان کو۔ اور کیا مصیبت آجاتی ان پر۔ اور کیا نقصان ہو رہا ان کا۔

۴: ۴۰ = مِثْقَالَ - وزن - مِثْقَالَ ذَرَّةٍ - ایک ذرہ کے وزن کے برابر - ثَقُلَ مَادَّةٌ - باب کرم سے اسم آلہ ہے۔

= تَكُ - اصل میں تَكُونُ تھا۔ ان کے عمل سے واو حرف علت حذف ہو گیا۔ اور تون کو بھی نفلت قیاس حرف علت کے مشابہ مان کر کثرت استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا کون سے مضارع واحد مذکر غائب۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ وہ ہوتے۔ وہ ہوتی ہے وہ ہوگی = يُضَاعَفُهَا - مضارع معروف - مجزوم بوجہ جواب شرط - مُضَاعَفَةٌ (مفاعلتہ) مصدر۔ ہا ضمیر منقول واحد مؤنث غائب جو حسنہ کی طرف راجع ہے۔ وہ اس کو بڑھا دیگا۔ دو چنڈ کر دے گا = مِنْ لَدُنْهُ - اس کی طرف سے (یہاں) اپنی طرف سے۔ لَدُنْ - ظرف مکان رَبَّنَا إِنَّا مِنْ لَدُنْكَ وَحَدِيثًا - اے رب ہمارے ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما۔

اور طرف زمان - أَقْعَتُ عِنْدَكَ مِنْ لَدُنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى غُرُوبِهَا - میں اس کے پاس طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک مقیم رہا۔

۴: ۴۲ = يَوَدُّ - مضارع واحد مذکر غائب يُوَدُّ (باب سماع) مصدر۔ وہ پسند کرتا ہے وہ آرزو کرتا ہے یا کرے گا۔

لَوْ نَسَوْنَ بِهِمُ الْاَرْضَ كُلَّهَا لَنَسَوْنَهَا لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً لَئِنْ رَأَوْا كِسْفًا مِنَ النُّجُومِ لَأَخَذُوا بِرَأْسِ الْمَلَائِكَةِ لَمَطَّةً

= سَدِّينًا - بات -

۴: ۴۳ = سُكَارَى - سَكَرَاتٍ کی جمع ہے سَكَرٌ وَسَكَرٌ - سَكَرٌ - (سَمِعَ) سَكَرًا

من الشراب - شراب سے مدہوش ہو جانا

وَأَنْتُمْ سُكَارَى - درآن حالیکہ تم شراب کے نشہ میں ہو۔

= دَلَّجُنِبًا - اور نہ حالت جنابت میں۔ درآن حالیکہ تم پر غسل واجب ہو۔

= عَبْرِي سَبِيلٍ - عَبْرِي - اسم فاعل جمع مذکر۔ گزرنے والے۔ عبور کرنے والے۔ راہ چلنے

مسافر۔ عَابِرِيٌّ۔ اصل میں عَابِرِينَ تھا بوجہ اضافت نون جمع ساقط ہو گیا۔

== الْغَائِطُ۔ نشیبی وسیع میدان۔ مراد قضاے حاجت کا مقام۔ یا قضاے حاجت عرب قضاے حاجت کے لئے نشیبی میدان میں جایا کرتے تھے کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں۔ اس لئے بطور کنایہ برازیہ یا قضاے حاجت کا مقام ہے۔ عمرو بن معدی کرب کا شعر ہے

وَكَمْ مِنْ غَائِطٍ دُونَ سَلْمَى۔

اور سلمیٰ سے ادھر اور بھی وسیع میدان ہیں۔

== تَيَمَّمُوا۔ تم قصد کرو۔ تم ارادہ کرو۔ تم تیمم کرو۔ تَيَمَّمٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تیمم کے معنی لغت میں مطلق قصد کرنے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی کا یا اس چیز کا جو پاک مٹی کا قائم مقام ہو قصد کرنا۔ اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے

== صَعِيدًا۔ زمینِ خاک۔ الصَّعُودُ کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ صَعِيدٌ كَالْفِطْرِ وَجْهٌ الدَّرْصِ۔ یعنی زمین کے بالائی حصہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

۴۴: ۴ = اَنْ تَصَلُّوا السَّبِيْلَ کہ تم راہِ راست سے ہٹ جاؤ۔ بہک جاؤ

۴۵: ۴ كَفَىٰ بِاللّٰهِ وَلِيًّا۔ كَفَىٰ يَكْفِي (ضرب) كَفَايَةٌ الشَّيْءِ۔ کسی شے کا کافی ہونا۔ کسی چیز پر قناعت کرنا اور دوسری چیز سے بے نیاز ہونا۔ وَلِيًّا۔ صفت مشبہ (فَعِيْلٌ) وَلَا يَكْفِيْهُ محافظ۔ حامی۔ بچانے والا۔ کارساز۔ مددگار۔ دوست۔ رفیق۔ كَفَىٰ بِاللّٰهِ۔ میں اللہ فاعل ہے ب زائدہ کی وجہ سے مکسور ہے۔ وَلِيًّا تميز ہے بطور دوست اللہ ہی کافی ہے۔

۴۶: ۴ = هَادُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب هُوْدٌ۔ مصدر۔ باب نصر۔ وہ یہودی ہوتے ہیں

الَّذِيْنَ هَادُوا۔ جو یہودی ہیں ان میں سے بعض لوگ۔

== يَحْرَفُوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ تحریف (تفعیل) مصدر۔ تحریف کرتے ہیں۔ بدل ڈالتے ہیں۔ بگاڑ دیتے ہیں۔ تحریف خواہ لفظی ہو یا معنوی یہاں دونوں مراد ہیں۔

== الْكَلِمَةُ۔ جنس جمع ہے۔ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ۔ يَحْرَفُوْنَ الْكَلِمَةَ سَنًا مَّا وَضِعَتْ كَلِمَاتٌ كُو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں۔ یہاں کلمات سے مراد کلماتِ توراہ ہیں

== مَوَّضِعُهُ۔ اسم ظرف جمع مَوْضِعٌ وَاحِدٌ وَضَعٌ مصدر باب فتح۔ رکھنے کے مقامات۔ اصلی جگہوں سے وضع اتار کر رکھ دینا۔

== اِسْمَعُ۔ تو سُن۔ سماع و سماعۃ۔ سے امر کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر۔

— غَيْرَ مُسْمَعٍ — مُسْمَعٌ اسم مفعول واحد مذکر۔ باب افعال۔ اِسْمَاعٌ مصدر نہ سنا گیا۔

وَأَسْمَعُ غَيْرَ مُسْمَعٍ سِنِيَّةٌ زِنُوَائِيَّةٌ جَاؤَ۔ کا معاورہ دو طرح بولا جاتا ہے۔

(۱) ایک بددعا کے طور پر۔ سنو تم بہرے ہو یا ڈکچہ نہ سن سکو۔

(۲) دوسرا دعا کے طور پر۔ سنو۔ تمہیں کوئی ناگوار بات نہ سننی پڑے۔

— رَاعِيْنَا — ہماری رعایت کر۔ ہماری طرف کان لگا۔ ہمارا خیال رکھ۔ مَرَاعَاةٌ سے امر کا صیغہ

واحد مذکر حاضر۔ نَا ضَمِيرُ جَمْعٍ مُتَكَلِّمٍ۔ مزید دیکھیں ۲: ۱۰۴

— لِيَا — مصدر موڑنا۔ مروڑنا۔ پھیرنا۔ گھمانا۔ لَوِيٌّ يَلْوِي (ضَوْبٌ) زبان کو مروڑ کر

یہود ایک تو تورات میں لفظی اور معنوی تحریف کا ارتکاب کرتے تھے۔ کہ اس میں جو حصص حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یا ان کی صفات کے متعلق تھے۔ ان کو حرفاً یا معنی تبدیل کر دیتے

تھے۔ دوسرے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور ان کو دعوتِ حق دی

جاتی تھی تو وہ کہتے تھے۔

(۱) سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یعنی یاواز بند تو یہ کہتے ہیں سَمِعْنَا رِہْمٌ نَسْنُ لِيَا۔ سمجھ لیا اور

بعد میں آہتہ سے یہ بھی کہہ دیتے۔ عَصَيْنَا۔ ہم قبول نہیں کرتے۔ ہم انکار کرتے ہیں ہم نہیں مانتے

(۲) اِسْمَعُ غَيْرَ مُسْمَعٍ۔ جو دعا اور بددعا دونوں کے معنی میں لئے جاسکتے ہیں تشریح اور پرگندہ چکی

(۳) اور کہتے تَرَاعِيْنَا۔ (معنی اوپر دیئے گئے ہیں۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو ۲: ۱۰۴)

لِيَا۔ مصدر ان کے جملہ کلام کے متعلق ہے

طَعْنًا فِي الدِّينِ (دین پر طعنہ زنی کرتے ہوئے) بھی ان کے جملہ کلام کے متعلق ہے اور ان

کی نیت کو ظاہر کرتا ہے۔

فرمایا۔ اگر وہ مندرجہ بالا دو معنی فقرات کی بجائے نیک نیتی سے (۱) سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔

(۲) اِسْمَعُ۔ توجہ فرمائیے۔ (۳) اُنظُرْنَا۔ ہم پر نظر فرماویں۔ ہماری طرف التفات فرماویں۔ تو انہی

کے لئے بہتر اور درست ہوتا۔

۴۔ ۴۔ لَطَمَسٌ۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنَّ۔ جمع متکلم۔ طَمَسٌ مصدر باب

ضَرَبَ وَنَصَرَ، کہ ہم صورت بگاڑ دیں۔ طَمَسٌ کے اصل معنی مٹانا۔ بگاڑنا اور پاٹ

دینا کے ہیں متعدی اور غیر متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے

— فَزَرَدَهَا — مضارع جمع متکلم رَدَّدٌ سے باب نصر۔ ہا ضَمِيرُ مَفْعُولٍ وَاحِدٍ وَنَتٍ غَائِبٍ

جو دُجُوہَا کی طرف راجع ہے۔ ان کو پھیر دیں ان کا رُخ ان کی پیٹھوں کی طرف۔ عَلَى اَدْبَارِهَا

ادبار جمع دبر کی۔ بمعنی پیٹھ) پھیر دیں۔

== فَلَعْنَمُ۔ مضارع جمع منکلم لَعْنٌ مصدر (فتح) هَمُّ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ہم اُن پر لعنت کریں، لَعْنًا۔ ماضی۔ جمع منکلم۔ ہم نے لعنت کی

أَصْحَابِ السَّبْتِ۔ ہفتہ کے دن دالے۔ ۵۳۶ء سے ۶۲۸ء کے درمیان یہودیوں کے نبی یرمیاہ اور نبی حزقیل علیہما السلام کے وقت میں یہودیوں کو سبت یعنی ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ لیکن ایک گروہ نے خلافت ورزی کرتے ہوئے صریحاً خلافت ورزی کی دوسرا گروہ باز رہا لیکن پہلے گروہ کو منع نہ کیا۔ تیسرے گروہ نے سرگرمی سے پہلے گروہ کو اس خلافت ورزی سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر خدا کی لعنت نے ان کو آیا۔ اور پہلے گروہ کے چہرے مسخ کر کے ان کو بندروں کی شکل دیدی گئی۔

۴۸: ۴ = اِخْتَرَى۔ اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِخْتَرَاءً (افتعال) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ یعنی اس نے گناہِ عظیم کا ارتکاب کیا۔

۴۹: ۴ = يُزَكُّوْنَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ تَزْكِيَةٌ مصدر۔ باب تفعیل۔ پاک قرار دیتے ہیں تزکیہ نفس کی دوسو تین ہیں۔

ایک تزکیہ بالفعل۔ اچھے اعمال کے ذریعہ جو محمود طریقہ ہے۔ جسے قرآن مجید میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (۱۴: ۸۷) جس نے تزکیہ نفس کیا وہ فلاح پا گیا

دوسرا تزکیہ بالقول۔ انسان خود اپنے اچھا ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ طریقہ مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ مَثَلًا لَا تَزْكُوا اَنْفُسَكُمْ۔ (۵۳-۲۲) اپنے آپ کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ یہاں اس آیت میں دوسرا طریقہ مراد ہے۔

== فَتَيْدًا۔ باریک دھاگہ۔ ڈورا جو دو انگلیوں میں پکڑ کر ٹھاجاتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی کے شکاف میں جو ڈورا یا سوتا ہوتا ہے وہ بھی فیتیل کہلاتا ہے مراد قلیل۔

۵۰: ۴ = وَكَفَىٰ بِهَا اِثْمًا مَّبِينًا۔ اور یہی کفلا گناہ ہے ب زائد ہے ضمیر واحد مذکر غائب یہ جملہ یَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کے لئے ہے جو اس جملہ میں فاعل ہے۔ نیز ملاحظہ ہو (۴: ۲۵) اور یہی افتراء علی اللہ ان منفریوں کے لئے بطور ایک صریح گناہ کے کافی ہے۔

۵۱: ۴ = جِبْتٍ۔ بُت۔ جادوگر۔ شیطان۔ جادو۔ جبت اور طاغوت سے ہر وہ جنس مراد ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جائے۔ خواہ وہ بُت ہو یا آدمی ہو یا جن۔ یا شیطان۔ طَاعُوْتَ۔ شیطان۔ حق سے روکنے والا۔ بُت۔ معبود باطل۔ سحرکش۔ سحر پت۔ طاعنی۔

طَغَىٰ مَادَّة۔ طَغَىٰ يَطْغَىٰ طُغْيَانًا۔ سرکشی کرنا۔ اَطْعَاةُ (افعال) اسے سرکشی طغیان پر ابھارا۔
 اِنَّ الدِّنْسَانَ لَيَطْغَىٰ۔ بے شک انسان سرکشی ہو جاتا ہے۔

= هُوَلَاءِ۔ مراد الذِّنِّ كَفَرُوْا۔ وَ۔ يَقُوْمُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ کافروں سے کہتے ہیں کہ
 اَنْتُمْ هُوَلَاءِ اَهْدٰى ۔۔۔۔ سَبِيْلًا۔ (تم ہی وہ لوگ ہو جو اہل ایمان سے زیادہ راہِ راست

پر ہو (الخازن)

لِلَّذِيْنَ۔ بمعنی ان کے متعلق۔ یعنی وہ کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں
 کی نسبت زیادہ راہِ راست پر ہیں۔

۵۳:۴ = فَاِذَا۔ اگر ایسا ہوتا تو۔ اس وقت حرفِ جزا ہے، جواب اور جزاء کے لئے آتا ہے
 = لَا يُوْتُوْنَ۔ نہیں دیتے ہیں۔ نہ دیتے۔

= نَقِيْرًا۔ اسم منصوب۔ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کا چھلکا۔ مراد حقیر ترین چیز۔

۵۴:۴ = فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ۔ تو یاد رہے ہم نے چکے ہیں (قبل ازین) آلِ ابراہیم کو
 کتاب و حکمت اور عظیم سلطنت۔ مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو۔ یعنی ایسی ہی نعمت
 قبل ازین آلِ ابراہیم کو بھی تودی جا چکی ہے پھر یہ اب مومنوں کو وہی نعمت دیئے جانے پر کیوں
 جلتے ہیں۔

بعض کے نزدیک الناس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ مراد ہیں۔

۵۵:۴ = اٰمَنَ بِہِ۔ اسی بالبنی صلی اللہ علیہ وسلم و ما انزل الیہ۔ یعنی ان میں سے
 کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان پر نازل شدہ کلام الہی پر ایمان لے آئے۔

= صَدَّعْنٰہُ۔ صَدَّ۔ روکنا۔ رکننا۔ صَدَّ يَصُدُّ (نَصَرَ) صَدٌّ وَّصْدٌ وَّوَدٌّ۔ مصدر
 واحد کا صیغہ جمع کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور بعض اس سے باز رہے۔ یعنی ایمان نہ لائے
 = وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا۔ جَعَمَّ۔ بوجہ عجم اور تانیث غیر منصرف ہے۔ لہذا اس کا اعراب
 فتح سے آیا ہے۔ یہ فاعل ہے کفٰی کا۔ سَعِيْرٌ اتمیز ہے اور دکھتی ہوئی آگ کے طور پر جہنم
 ان کے لئے کافی ہے۔

۵۶:۴ = نُصَلِّيْكُمْ۔ ہم ان کو داخل کریں گے۔ نیز ملاحظہ ہو مولد ۴:۳۰ (۴۰)

= كَلِمًا۔ کُلٌّ اور مَا سے مرکب ہے۔ اس ترکیب میں ظرفیت کی وجہ سے لفظ کُلٌّ ہمیشہ
 منصوب رہتا ہے اس میں ظرفیت ما کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ ما حرف مصدری ہے
 یا اسم مکرہ ہے۔ بمعنی وقت کے۔ اکثر کَلِمًا کے بعد فعل ماضی آتا ہے کَلِمًا اَصَاةٌ لَّهُمْ مَّقْتُلُوْا

فِيهِ (۲: ۲۰) اور آیت لہذا۔

= نَضَجَتْ - واحد مَوْنَتْ غَائِبَ ماضی معروف نَضَجَ مصدر (سمع) پک جائیں گی
ان کی کھالیں، نَا ضَجَّ - پکا ہوا گوشت - پکا ہوا پھل۔

۴: ۵۷ = ظِلًّا ظَلِيلًا - ظِلًّا - سایہ - پرچھائیں۔

ظَلِيلٌ صیغہ صفت ہے گھنی چھاؤں، ٹھنڈا سایہ۔ ظِلٌّ کے بعد اسے تاکید کے لئے لایا
گیا ہے۔ یعنی ہم ان کو گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ ظِلًّا ظَلِيلًا
سے مراد عرش کا سایہ ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔

۴: ۵۸ = تَوَدُّدًا - تم ادا کرو۔ اصل میں تَوَدُّدًا تھا۔ اَنْ حرف ناصبہ کے آنے سے نون
اعرابی گر گیا۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَأْدِيَةٌ (باب تفعیل) سے ادی۔ ادو۔ مادہ
الاداء۔ یکبارگی اور پورا پورا حق دے دینا۔

= نِعِمًّا - یہ لفظ مرکب ہے نِعِمٌّ اور مَا سے۔ بمعنی بہت عمدہ۔ بہت اچھا۔ نِعِمًّا
يَعْظُمُ بِهِ - کیسی ہی عمدہ بات کی وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔

۴: ۵۹ = تَأْوِيلًا - تَأْوِيلٌ بروزن تَفْعِيلٌ۔ اَوَّلٌ سے مشتق ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنے
کے ہیں۔ اسی لئے مزج اور جائے بازگشت کو مَوَائِلٌ کہتے ہیں۔

اَوَّلِ الشَّيْءِ اِلَيْهِ اس کی چیز کو واپس لوٹا دو۔ يقال في الدعاء اول الله عليك ضامنك
خدا تمہاری گم شدہ چیز کو واپس دلائے۔ اَحْسَنُ تَأْوِيلًا انجام کار بہتر ہے۔

Best and most suitable for final determination

۴: ۶۰ = يَزْعُمُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ زَعَمٌ مصدر۔ باب نصر۔ وہ گمان کرتے ہیں۔

وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

= يَتَحَاكَمُونَ اِلَى - مضارع جمع مذکر غائب (اصل میں يَتَحَاكَمُونَ تھا۔ نون اعرابی
اَنْ ناصبہ کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ تَحَاكَمٌ - تَفَاعُلٌ - مصدر۔ تَحَاكَمَ اِلَى الْحَاكِمِ - باہمی
جھگڑے کو کسی حاکم کے پاس فیصلہ کے لئے لے جانا۔ يُمَيِّدُونَ الطَّاغُوتِ - یعنی دعویٰ
تو یہ کرتے ہیں۔ کہ جو کلام آپ پر نازل ہوا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا ہے ہم اس پر ایمان سے
رکھتے ہیں۔ اور ادھر باہمی جھگڑے کے فیصلے کے لئے ان لوگوں کے پاس لے جائیں جو اللہ تعالیٰ
سے سرکش ہیں۔

== وَقَدْ أُمِرُوا یہ۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ انکار کریں۔ بازار ہیں ایسے لوگوں سے (طاغوت سے) کیونکہ ان کو تو حکم یہ تھا کہ فَإِنْ تَنَادَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (آیہ ماقبل)

۶۱: ۴ = تَعَالَوْا - تَعَالَى (تفاعل) جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَعَالٍ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے۔ پھر ہر جگہ بلانے کے لئے استعمال کیا گیا۔

بعض علماء کے نزدیک یہ نُلُوٌّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رفعت منزل کے ہیں گویا تَعَالَوْا میں رفعت منزل کے حصول کی دعوت ہے قرآن مجید میں جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے۔ اہل لغت نے تَعَالٍ کو مطلقاً نَعَلْمُ (چلے آؤ۔ آؤ) کے معنی میں لیا ہے۔

== يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا - صَدَّ - مصدر بمعنى ركننا۔ بازار ہند روک دینا۔ بازار رکھنا فعل لازم و متعدی ہر دو صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ صَدَّ يَصُدُّ (نَصَرَ) بواسطہ عن منہ پھیر لینا اعراض کرنا روک دینا۔ پھیر دینا۔ صَدِيدٌ مصدر (نَصَرَ - ضَرَبَ) رونا پینا۔ چیخنا۔ تَصْدِيدٌ مصدر (تفعیل) تالی بجانا۔ صُدُودًا - آخر میں تاکید کے لئے ہے۔

۶۲: ۴ = إِنْ أَرَدْنَا - میں إِنْ نافیہ ہے۔

== تَوْفِيقًا - توفیق کے معنی ہیں دو چیزوں میں مطابقت کرنا۔ اسی لئے عرف عام میں تقدیر کے موافق اچھے اعمال سرزد ہونے کا نام توفیق ہے۔ یہاں مراد اصلاح باہمی اور ملاپ کے ہیں۔ باہمی مصالحت۔

۶۳: ۴ = فِي الْفَسِيحَةِ - ان کے اپنے متعلق۔ ان کے لئے۔
== بَلِيغًا - اثر کرنے والا۔ پہنچنے والا۔ بلاغت والا۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ان سے ان کے حق میں اثر کرنے والی بات کہہ۔

۶۴: ۴ = إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ - جب وہ ظلم کر بیٹھے تھے اپنی جانوں پر جَاءَ ذِكْرُكُمْ پاس آجاتے۔ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ - اللہ سے بخشش طلب کرتے۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے۔

== لَوْجَدُوا رَحِيمًا - جواب شرط۔

۶۵: ۴ = فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ - اس جملہ میں فَلَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں
۱۔ نفی کے لئے ہے۔ اسی لَيْسَ الْأَمْوَكَمَا يَقُولُونَ یعنی بات وہ نہیں جو یہ کہتے ہیں یعنی

وہ جو قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اِنْ اَدْرْنَا اِلَّا اِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا غلط کہتے ہیں۔ جھوٹ بکتے ہیں بلکہ تیرے رب کی قسم بات یہ ہے کہ لَا يُؤْمِنُونَ الخ

ب۔ یہ لَا تاکید کے لئے ہے یعنی قسم کی تاکید میں۔

ج۔ یہ نفی کے معنی میں ہے اور لَا يُؤْمِنُونَ کی نفی کی تاکید میں یعنی نہیں۔ تیرے رب کی قسم۔ یہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے الخ۔ اس کے قریب قریب اُردو میں بھی ہم بولتے ہیں کہ نہیں خدا کی قسم میں یہ نہیں کروں گا۔ مطلب یہ کہ میں ہرگز ہرگز یہ نہیں کروں گا۔

= يُحَكِّمُوكَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ حَكَمَ يُحَكِّمُ - تَحَكُّمًا (تفعیل) کسی کو منصف بنانا۔ یعنی جب تک آپ کو منصف نہ بنائیں گے

= شَجَرَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ باب نصر۔ اختلاف ہوا۔ جھگڑا ہوا۔ شَجُورٌ سے جس کے معنی آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے کے ہیں۔

= قَضَيْتَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ قَضَى يَقْضِي (باب ضرب) قَضَاءٌ مصدر تو نے فیصلہ کر دیا تو نے حکم دیا۔

= حَرَجًا - تنگی۔ مضائقہ۔ حرج۔ خلش۔

۶۶:۴ = مَا يُوعَظُونَ بِهِ - میں ما بیا نیہ ہے۔ یعنی جس چیز کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

= اَشَدَّ تَثْبِيثًا - اَشَدَّ پختہ تر۔ اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ کا صیغہ۔ تَثْبِيثًا مصدر باب تفعیل۔ ثابت کرنا۔ ثابت رکھنا۔ یعنی ان کے ایمان میں ثابت قدمی کی پختگی کا باعث ہوتا۔ یعنی اس طرح وہ سختی سے اپنے ایمان میں ثابت قدم ہو جاتے۔

۶۷:۴ = اِذَا - حرف جزا ہے۔ جواب شرط۔ جزا کے لئے آتا ہے تب۔ اس وقت۔

(دیکھو ۵۳:۴) اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقف کی صورت میں نون کو الف کی صورت میں بدل لیتے ہیں۔ یہاں اِذَا - وہ جواب ہے جس کا سوال مقدر ہے۔ جیسے کہ سوال ہے کہ اس خَيْرًا اَللَّهُمَّ اور اَشَدَّ تَثْبِيثًا کے بعد پھر کیا ہوتا تو جواب ہے۔ تو پھر ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے۔

= مِنْ لَدُنَّا - ہماری طرف سے لَدُنْ طرف زمان ہے تو نہایت وقت کی ابتداء پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَقَمْتُ عِنْدَكَ مِنْ لَدُنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ اِلَى غُرُوبِهَا - میں اس کے پاس مقیم رہا ابتداء طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک۔

طرف مکان بھی ہے جس کا معنی ہے پاس۔ طرف۔ قرآن حکیم میں عموماً اسی کا استعمال ہے

مثلاً آیت نذرا۔

۶۹:۴ = مِنْ أَيْبَانِهِ

= حَسُنَ أَوْلِيكَ أَيْنِقَاءٌ حَسُنَ بِمَعْنَى مَا أَحْسَنَ تَعَجُّبَ كَيْ لَمْ يَكُنْ هِيَ بَطَائِرَ حَسُنَ أَوْلِيكَ دُفْقَاءٌ چاہئے تھا۔ علام نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ اس کی تفسیر کلام یہ ہے حسن کلم واحد منہم رَدِّقَاءٌ۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ رفیق۔ برید کے الفاظ: واحد۔ جمع۔ جنس سب معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے رفیق یہاں معنی دُفْقَاءٌ ہے۔

۷۱:۴ = حِذْرُكُمْ - تمہارا بچاؤ۔ جس کے ذریعہ بچاؤ کیا جاتا ہے۔ حذر کہلاتا ہے۔ مضاف مضاف الیہ۔ الْحِذْرُ الْخَوْفُ زَرَهُ كَرَنَهُ وَالْمِنْ أَوْ خِزْرٍ دَوْرٌ رَهْنًا۔ قرآن حکیم میں ہے اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ذٰوَاتِ دِرْكُمُ شِدُوَاتِكُمْ فَاَحْذَرُوهُنَّ۔ (۱۴:۶۵) تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سوان سے بچتے رہو۔

حِذْرٌ سے یہاں مراد اسلحہ جنگ وغیرہ ہیں جن کے ذریعہ دشمن سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔ حِذْرًا حِذْرًا۔ احتیاطی تدابیر مکمل رکھو۔ اپنے بچاؤ کا انتظام پورا رکھو۔ اپنے بچاؤ کے ہتھیار موجود رکھو۔ مقابلہ کے لئے چوکے اور تیار رہو۔

= الْفِرُّوْا - تم نکلو۔ تم کوچ کرو۔ (النَّصْرُ، ضَرْبٌ) نَفِيْرٌ اور نَفُوْرٌ سے۔ جس کے معنی نکلنے کوچ کرنے۔ اور بھاگنے (فرار ہونے) کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں نَفُوْرٌ کے معنی کسی چیز کے لئے بیتاب ہونے کے ہیں یا اس سے بیزار ہونے کے ہیں۔

فَاَنْفِرُوْا۔ پس تم نکلو۔

= ثَبَاتٍ - جمع۔ ثَبَاتٌ واحد۔ گروہ۔ ٹولے۔ ثَبَاتٍ اِي تَبَاتٍ ثَبَاتٍ۔

= جَمِيْعًا۔ سب اکٹھے ہو کر جماعت کی صورت میں۔

= الْفِرُّوْا۔ سے مراد مطلق باہر نکلنا بھی ہے اور جہاد کے لئے دشمنوں کے مقابلہ میں نکلنا بھی ہے یہاں دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جنگ احد کے بعد دشمنوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ اطراف و نواح کے قبیلوں کے تیور بدل گئے تھے اور وہ بہ وقت مسلمانوں کے درپے آزار تھے۔ اس لئے حکم ہوا کہ جب بھی باہر نکلو تو دشمنوں سے خطرہ کے پیش نظر مسلح ہو کر گروہ کی صورت میں نکلو تاکہ بوقت ضرورت خاطر واہ مدافعت کر سکو۔

دوسری صورت میں پہلے خدا اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور اب دین کی سرمبندی کے لئے جہاد

کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور حکم ہوتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں متفق و مجتمع حالت میں نکلو۔ اور باقاعدہ اسلحہ جنگ سے لیس ہو کر۔

۴۲:۴ = كَيْبُطَاتٌ - مضارع بلام تاکید ونون ثقیلہ - بَطَّأَ يَبْطِئُ بَطْئًا (تفعیل) یطأُ مادہ - لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے - اَبْطُؤْ - چلنے میں دیر لگانا اور سستی کرنا - جلد کے معنی یہ ہیں - اور تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خود بھی دیر لگاتے ہیں اور دوسروں سے بھی دیر لگواتے ہیں -

= شَهِيدًا - سے یہاں مراد موجود ہے -

۴۳:۴ = لَيَقُولُنَّ - مضارع بلام تاکید ونون ثقیلہ واحد مذکر غائب - تو ضرور کہہ اُٹھے فعل بافاعل يَلِيئَتِيْ عَظِيْمًا - معقول

= كَانَتْ لَكُمْ تَكْنٌ مَوَدَّةٌ - لَيَقُولُنَّ اور يَلِيئَتِيْ کے درمیان جملہ معترضہ ہے یعنی جیسے تمہارے اور اس کے درمیان دوستی یا باہمی محبت کا کوئی رشتہ تھا ہی نہیں - اور اسے محض اپنی خود غرضی ملحوظ ہے مومنوں سے اسے کوئی سروکار نہیں -

= مَوَدَّةٌ - مصدر - دوستی - محبت - دلی رغبت -

۴۴:۴ = فَلْيُقَاتِلْ - مُقَاتَلَةٌ (مفاعلة) مصدر سے امر کا صیغہ واحد مذکر غائب - اس سے خطاب مومنین ہے جنہوں نے آخرت کے لئے اپنی دنیاوی زندگی بچا دی فَلْيُقَاتِلْ پس چاہئے کہ لڑیں -

= وَمَنْ يُقَاتِلْ - میں فعل مضارع مجزوم بوجہ عمل مَنْ کے ہے -

۴۵:۴ - مَا لَكُمْ - کیا ہو گیا ہے تمہیں - کیا وجہ ہے - یہ استفہام تحریش علی الجہاد کے لئے ہے یعنی جہاد میں برا نگیختہ کرنے کے لئے ہے -

= وَالْمُسْتَضْعَفَاتُ - اسم مفعول جمع مذکر (باب استفعال) سَبِيلِ اللّٰهِ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے - یعنی کہ تم جنگ کیوں نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور بے بس مرد - عورتوں اور بچوں (کی خلاصی) کے لئے - یہاں بے بس مرد - عورتیں اور بچوں سے مراد ہیں وہ جو مکہ میں مسلمان ہوئے اور مشرکین نے ان کو ہجرت سے روک رکھا - اور ان پر طرح طرح کی اذیتیں اور سختیاں کیں

۴۶:۴ = كَيْدٌ - تدبیر - (خواہ اچھی ہو یا بری) چال - داؤ - کید (باب ضرب) مصدر مبغضی چال چلنا - تدبیر کرنا -

۴۷:۴ = كُفُّواْ - امر جمع مذکر حاضر - اصل میں اَكْفُفُواْ برون انْصُرُواْ - مقادیر - تم روکو -

كَفَّ يَكْفُ - كَفُّوا يَدَيْكُمْ (عَنِ الْقِتَالِ) امام قرطبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمن بن عوف الزہری - المقداد بن الاسود الکندی - قدامہ بن مظعون - سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی۔

ان حضرات کا تقاضا تھا کہ ان کو مکہ میں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں اب جب کہ ان کی حالت بہتر ہو گئی ہے تو ان کو اپنے موذی دشمنوں کے ساتھ مقاتلہ کی اجازت دی جائے۔ لیکن چونکہ ابھی جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نماز اور روزہ پر زیادہ توجہ دینے کے لئے فرمایا کرتے تھے جو فرض کئے جا چکے تھے اور قتال سے منع فرماتے تھے۔ = كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ - جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ اور مشرکین سے قتال کا حکم ہوا اور بدر کے میدان کی طرف نکلنے کا حکم ہوا۔

= فِرَاقٌ مِّنْهُمْ - ان میں سے ایک فریق - ایک گروہ - سائے نہیں بلکہ ان میں سے ایک گروہ جو ایمان میں بختہ نہ تھے

= بَخَشَوْنَ النَّاسَ - بَخَشَوْنَ جمع مذکر غائب حَشِيَئَةٌ مصدر باب سمع سے لوگوں سے ڈرنے لگے۔ یعنی مشرکین سے مقاتلہ سے خوف کھانے لگے۔ فَرِيقًا لَفْظًا واحد ہے لیکن معنی جمع ہے۔

= لَوْلَا - کیوں نہ - أَخْرَجْنَا - تو نے ہمیں مہلت دی۔

= أَجَلٍ قَرِيبٍ - اجل مدت مقررہ کو کہتے ہیں موت کو اجل بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقت مقرر ہے الی اجل قَرِيبٍ - کچھ مدت تک - تھوڑا عرصہ اور۔

= فَتِيْلًا کھجور کی گٹھلی کے ریشے برابر - ملاحظہ ہو - ۴۹:۴۰

۷۸:۴ = يُدْرِكُكُمْ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب - اِدْرَاكَ سے - پستر کیا ہوا۔

بلند - قَصْرٍ مَّشِيدٍ - (۲۲: ۲۵) بہت بلند محل - مَشِيدًا تَشْيِيدًا (تفعیل) سے اسم مفعول اونچے اور مضبوط بنائے ہوئے۔

= فَمَالٍ لَّهُؤَلَاءِ الْقَوْمِ - اس قوم کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیسی ہے۔ مَا شَأْنُ لَّهُؤَلَاءِ الْقَوْمِ

= لَا يَكَادُونَ - كَادَ يَكَادُ (فتح) كَوْدٌ مصدر - كَادَ يَكَادُ - اگرچہ افعال تامہ ہیں لیکن استعمال میں ان کے بعد دوسرا فعل ضرور آتا ہے۔ جس کے واقع ہونے کے قرب کو كَادَ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔

۸۰:۴ = حَفِيظًا - نگہبان - حفاظت کرنے والا - حِفْظٌ سے بروزن فِخْلٌ بمعنی فاعِلٌ

۸۱:۴ = طَاعَةٌ - اى يَقُولُونَ مِنْ اٰخِوَاهِهِمْ - يعنى منہ سے تو اطاعت کا دم بھرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مطیع فرمان ہیں۔ طَاعَةٌ اسم معنی حکم برداری۔ قبول کرنا۔ حکم ماننا۔ طَوْعٌ سے۔

= بَرَزُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ نکلتے ہیں بَرُوزٌ سے باب نصر۔ جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں۔ یعنی جب آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

= بَدَّيْتُ - اس تے رات کے وقت مشورت کی۔ یعنی تو ایک طائفہ (گروہ) رات بھر (آپ کے خلاف)

ایسے مشوروں میں لگا رہتا ہے جو عَيْرَ الَّذِي لَقَوْلُ ہے۔ یعنی جو وہ کہتا ہے (کہ ہم فرمانبردار ہیں) اس سے بالکل مختلف ہے۔ تقول میں ضمیر واحد مؤنث غائب طَائِفَةٌ کی طرف راجع ہے یا اس کی ضمیر

واحد مذکر حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ طائفہ رات بھر مشورہ کرتا رہتا ہے ان باتوں کے خلاف جو آپ نے فرمائی ہیں۔

= يَبْدِيْتُونَ - جو وہ رات بھر مشورہ کرتے ہیں۔

۸۲:۴ = نُوْحَانَ - اى نُوْحَانَ هَذَا الْقُرْآنُ - اگر یہ قرآن ہوتا (اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے)

۸۳:۴ = اَمْرٌ - کے معنی حکم کے ہیں لیکن یہ جملہ اقوال و افعال کے لئے بھی عام ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔ وَاٰيٰتِهِ يُرْجَعُ اِلَیْهَا كُلُّ شَيْءٍ (۱۲۳:۱۱) اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے

امر۔ یعنی کوئی بات۔ کوئی معاملہ۔ اس کی جمع امور ہے۔ وَاِذَا جِآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاٰمِنِ - اس کا مطلب ہے کہ جب بھی ان کے پاس کوئی خبر۔ کوئی امر، کوئی معاملہ (خواہ وہ امن کے متعلق ہو یا خوف کے متعلق) پہنچتا ہے۔

= اِذَا عُوْا بِہِ - وہ مشہور کر دیتے ہیں۔ اس کا تذکرہ عام کر دیتے ہیں۔ اس کو شہرت دیدیتے ہیں

شاعت کر دیتے ہیں۔ افسا کر دیتے ہیں۔ اِذَا عُوْا۔ اِذَا عُوْا سے معنی شہرت دینا۔ خبر پھیلانا۔ اِذَا عُوْا کرنا۔ ذٰلِیْمٌ ماڈہ۔

اُدُوْلِ الْاٰمْرِ - صاحب الامر۔ حاکم با اقتدار۔ ذمہ دار۔ حاکم۔ اہل عقل و بصیرت۔ اہل الرائے۔

وہم کبار الصحابة کا بی بکر و عمر و عثمان و علی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یعنی صحابہ کبار جیسے حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

= لَعَلِمَةُ الذِّیْنَ - لام تاکید کے لئے ہے۔ تو ضرور جان لیتے اس بات کو وہ جو ان میں سے استنباط کرنے والے ہیں۔ عَلِمَ کا فاعل الذِّیْنَ ہے۔ فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل کو واحد لاتے ہیں۔

= کَسْتَبْنٰطُوْنَہُ - اِسْتَبْنٰطٌ (استفعال) مصدر۔ جو اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ جو غور و خوض

لہ کے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ تو گویا اس صورت میں متعلقہ خبر اپنے صحیح اور اصلی روپ میں سامنے

آجاتی اور امن و خوف کی غلط کیفیت جو بغیر سوچے سمجھے لوگ خبروں سے اخذ کر لیتے ہیں پیدا نہ ہوتی۔

۸۴:۴ = فَقَاتِلْ - میں ف جزائیہ ہے۔ اور فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جو اب شرط ہے شرط محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہوگی۔ ان اخذ دوك و تركوك و حدك فقاتل في سَبِيلِ اللَّهِ۔ اگر (منافقین) تمہیں تنہا چھوڑ دیں تو تو اللہ کی راہ میں اکیلا ہی لڑ۔

= لَا تَكُلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ - تو صرف اپنی ذات کی حد تک مکلف (ذمہ دار) ہے۔

= حَرَضٌ - امر واحد مذکر حاضر۔ تورغبنت دلا۔ تو تاکید کر۔ تو تحریض دلا۔ تو ابھار۔ حَرَضٌ عَلَى الْقِتَالِ

= عَسَى - عنقریب ہے۔ شباب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔

= عَسَى أَنْ يَكْفُتَ - ممکن ہے۔ یا توقع ہے کہ روک دے۔ کَفَّ مصدر۔ باب نصر۔

أَشَدُّ - افعال التفضیل کا صیغہ۔ شدید تر۔

= بَأْسٌ - لڑائی۔ دبدبہ۔ سختی۔ زور۔ جنگ کی شدت۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جنگ کی

شدت کو روک دے۔ کیونکہ لڑائی کی شدت کے طور پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہے۔

= أَشَدُّ تَنْكِيلًا - عذاب دینے۔ سزا دینے۔ یا صعیف و عاجز کر دینے میں اللہ تعالیٰ بہت سخت

(رَأْن سے)

= يَشْفَعُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ جرم فعل بوجہ عمل مَنْ ہے۔ جو سفارش کرتا ہے

جو معاونت کرتا ہے۔

= كِفْلٌ - حصہ۔ پورا پورا حصہ۔

= مُقِيَّتًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ إِقْوَاتٌ مصدر۔ قُوْتُ - مادہ۔ قادر۔ نگران۔ محافظ۔ روزی

دینے والا۔ بعض نے اس کا معنی شاہد بھی لیا ہے۔ یعنی اللہ ہر بات پر نظر رکھنے والا ہے۔

۸۶:۴ = حَيِّتُمْ - تمہیں دعا دی جائے۔ تمہیں سلام کیا جائے۔ تَخِيَّةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع

مذکر حاضر۔

= حَيُّوْا - تم دعا دو۔ تم سلام کرو۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= حَيْبًا - حساب لینے والا۔ حساب کرنے والا۔ برونن فَحِيلٌ بمعنی فاعل۔

۸۷:۴ = أَصْدَقٌ - افعال التفضیل کا صیغہ۔ زیادہ سچ بولنے والا۔ زیادہ سچا۔

= فَمَا لَكُمْ - کیوں تم میں۔ فی الْمُنَافِقِينَ - منافقوں کے بارہ میں۔ فَتَنِينَ - دو گروہ۔ یعنی

کیا وجہ ہے کہ منافقوں کے بارہ میں تم دو گروہوں میں ہو گئے ہو۔ بعض لوگ جنہوں نے اسلام

قبول کر لیا تھا وہ دنیاوی مفاد یا باہمی معاشرتی یا خانگی تعلقات کی وجہ سے مکہ سے یا دیگر مقامات سے ہجرت سے باز ہے۔ بعض انہی وجوہ کی بنا پر مدینہ ہجرت کرنے کے بعد وہاں سے ناسازگی آب و ہوا یا دیگر بہانہ سازی سے واپس اپنے علاقوں کو چلے گئے۔ اور وہاں کم و بیش اپنی کافر قوم کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف ان کی کاروائیوں میں حصہ لیتے رہے۔ مسلمانوں کی رائے ان کے بارہ میں مختلف تھیں۔ ایک گروہ ان کو خارج از اسلام گردانتا تھا۔ جب کہ دوسرا گروہ ان کو مسلمان ہی گردانتا تھا۔ کہ کلمہ پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ ان میں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو حقیقت میں بالکل مجبور تھے۔ اور ہجرت نہ کر سکتے تھے۔ اور ان پر ان کے کافر و مشرک افراد طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتے تھے قرآن حکیم میں ان کو مستضعفین شمار کیا گیا ہے۔

= اَزْكَسَهُنَّ مَا ضَيَّ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ هُمُ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ جَمْعٌ نَذَرَ غَائِبٌ اِذْ كَاسَتْ سَيِّئَةً (اللہ نے) ان کو سر کے بل اوندھا کر دیا ہے۔ اِى دَدَّهِنَّ اِلَى الْكُفْرِ۔ ان کو کفر کی طرف اٹا پھیر دیا ہے۔ اَزْكَسَ اور نَكَسَ ہم معنی ہیں۔

= اَثْرَيْدُ ذَنْ اَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ۔ یعنی مستضعفین کے علاوہ اپنی مرضی سے وہیں کفار میں رہ گئے۔ یا اگر واپس چلے گئے انہوں نے دنیاوی مفاد کو اسلام پر ترجیح دی اور کفر کی طرف لوٹا دیتے گئے۔ اب اس میں اختلاف کا کوئی موقع ہے۔

۸۹:۴ = فَتَكُونُونَ سَوَاءً۔ تاکہ تم بھی (اور وہ بھی) یکساں ہو جاؤ۔

= فَإِنْ كُفُّوا۔ اگر وہ ہجرت سے منہ موڑیں۔ انکار کریں۔

۹۰:۴ = يَصِلُونَ۔ وہ پناہ پکڑیں یا جا لیں۔ فعل مضارع جمع نَكَرٌ غَائِبٌ وَصَلٌ بِأَضْرَبِ

مصدر۔

= حَصْرَتْ۔ حَصَرَ (سَمِعَ) مَاضِيٌّ وَاحِدٌ نَكَرٌ غَائِبٌ وَهْ غَهْرَتْ وَهْ تَنَكَّرَتْ وَهْ تَنَكَّرَتْ۔ وہ رک گئی حِصَارٌ مَحْصُورٌ اِسْمٌ سَمِيْعٌ مَشْتَقٌ هِيَ۔

حَصْرَتْ صَدُوْدُهُمْ مَحْصُورٌ هُوَ يَحْصُرُ يَحْصُرُ هُوَ يَحْصُرُ هُوَ يَحْصُرُ۔ (کوئی راہ نکلنے کی نہیں ملتی تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں)

جن منکرین ہجرت کو پکڑنے اور قتل کرنے کے متعلق حکم ہوا۔ ان میں دو گروہوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے (۱) جو اس قوم سے جا لیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ امن ہے۔ (۲) جو تمہارے پاس آجائیں لیکن ان کے دل اس قدر محصور ہو چکے ہوں کہ وہ کوئی راہ نہیں پاسکتے کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔

كَسَلَتْهُمْ - اس نے ان کو زور دیا۔ ان کو مسلط کیا۔ سَلَيْطٌ (تغییل) بمعنی غلبہ اور مسلط کرنا۔
یہاں تقویت قلب کے لئے آیا ہے۔ برائے ازالة الحصر (تنگ دل۔ ذہنی کرب۔ حصر کی کیفیت)۔
مدارک - عبد اللہ یوسف علی - الخازن۔

= فَلَقًا تَلُّوْكُمْ - عطف ہے كَسَلَتْهُمْ پر یعنی اگر اللہ چاہتا تو وہ ان کو تمہارے ساتھ لڑنے کے
لئے تقویت قلب دیدیتا۔ اور وہ حضور اور بے یقینی کی کیفیت اپنے دل میں نہ پاتے۔ تو پھر وہ ضرور
تم سے قتال کرتے۔

بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا تو وہ ضرور تم سے لڑتے
لیکن یہ ترجمہ درست نہیں ہے۔ جب وہ مسلط ہی ہو گئے تو لڑنے کی کونسی گنجائش رہ گئی۔
ولو شاء الله -..... فَلَقًا تَلُّوْكُمْ - جملہ معترضہ ہے۔

خدا نے مسلمانوں پر اپنی عنایت کا ذکر کیا ہے کہ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا
اور وہ مسلمانوں سے قتال کی اپنے میں ہمت نہ پاسکے۔

= فَإِنْ اعْتَزَلُواكُمْ - پس اگر وہ تم سے اعراض کریں۔ ایک طرف رہیں۔ کنارہ کش رہیں
اعْتَزَلُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ اعْتَزَلَ (افتعال) مصدر۔ كُمْ - ضمیر جمع مذکر حاضر۔

= اسَلَّم - صلح۔ انقیاد۔ فرمانبرداری۔ اطاعت۔ تَسَلَّمَ سے بمعنی سپرد کرنا۔ اسم ہے۔
۴: ۹۱ = رُدُّوْا - وہ لوٹائے گئے۔ وہ پھیرے گئے۔ رُدُّوْا سے باب نصر۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔
كَلَّمَا رُدُّوْا إِلَى الْفِتْنَةِ - جب کبھی حالات نے ان کو فتنہ کی طرف پھیرا۔ تو اذْكِسُّوْا فِيْهَا -
وہ سر کے بل اس میں جاگرے۔

اذْكِسُّوْا - وہ الٹ دینے گئے۔ اذْكَسُّوْا سے۔ سر کے بل اوپر سے نیچے الٹ دینا۔

ملاحظہ ہو ۴: ۴۷۔

اس جملہ میں اذْكِسُّوْا۔ فعل مجہول استعمال ہوا ہے۔ بعض دفعہ فاعل کو اس تیزی و تندی
سے کرتا ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ اس کو کوئی طاقت مجبور کر رہی ہے ورنہ وہ اپنے طور پر شاید اتنی
جلد بازی نہ کرتا۔ اس سے اس کی بے تابی اور شدت خواہش ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت لوط
کے قصہ میں۔ سورۃ ہود میں آیا ہے وَجَاءَكَ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ (۱۱-۱۲) جب فرشتوں کو
انسانی شکل میں قوم لوط نے حضرت لوط کے ہاں دیکھا۔ تو اپنی مذموم خواہش کے زیر اثر وہ سر پٹ
اس طرف دوڑے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ آبلہ زیر پا ہیں اور کوئی اور طاقت ان کو اڑائے
لئے جارہی ہے اصل میں ان کی شدت خواہش ان کو بھگائے لئے جارہی تھی۔

اسی طرح آیت ہذا میں اذکسوا سے فی الحقیقت یہ مراد نہیں کہ ان کو کوئی اور مسلمانوں کے خلاف قتال میں حصہ لینے پر مجبور کر رہا تھا بلکہ ان کا ایمان تو سچی تھا۔ ان کے نہاں خانہ دل میں تو شرک اور کفر بسا ہوا تھا موقعہ پاتے ہی وہ مسلمانوں کے خلاف جوش و خروش کے ساتھ ہر سر پیکار ہو گئے۔

= يَلْقَوُاْ وَاذْكُرُوا عَظْمًا يَلْعَنُوهَا اُولٰٓئِكَ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَيَسْتَأْذِنُ سَائِرًا يَلْعَنُوهَا اُولٰٓئِكَ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَيَسْتَأْذِنُ سَائِرًا
= تَقْفُمْوهُمْ - تم پاؤ ان کو۔

= سُلْطَانًا مُّبِينًا - کھلا کھلا اختیار۔ پورا پورا اختیار۔

= ۹۲:۴ = تَحْرِيرٌ - آزاد کرنا۔ مصدر ہے (تفعیل)

= رَقِيْبَةٌ - اصل میں گردن کو کہتے ہیں۔ پھر جملہ انسانی بدن کے لئے استعمال ہونے لگا (اردو زبان میں بھی گردن سے مراد جان یا جسم انسانی مراد لیا جاتا ہے پھر عرف عام میں غلام کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ تَحْرِيرٌ رَقِيْبَةٌ - غلام کا آزاد کرنا۔

= دِيْرَةٌ - خون بہا۔ اصل میں دَدِيْ يَدِيْ کا مصدر ہے اور دَدِيٌّ تھا۔ داؤ کو حذف کر آخر میں لائی گئی ہے۔ دیت میں سوا ونٹ دیئے جاتے ہیں۔

= مُسَلَّمَةٌ - سالم۔ بے داغ۔ یعنی ایسے اونٹ جو بے داغ ہوں۔

= يَصَدَّقُوا - تَصَدَّقَ يَتَصَدَّقُ - تَصَدَّقُ (تفعل) مضارع۔ جمع مذکر غائب۔

وہ معاف کر دیں۔ اصل میں يَتَصَدَّقُوا تھا۔ تاء کو صاد میں مدغم کیا۔ اور مدغم فیہ کو شدہ دی گئی تَوْبَةٌ - مصدر منصوب۔ یعنی بطور توبہ کے۔ اللہ سے توبہ کرنے کے طور پر۔

= ۹۳:۴ = مُتَعَمِّدًا - تَعَمَّدُ (تفعّل) مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ عَمَدًا - ہان پوجھ کر

= خَالِدًا - ہمیشہ رہیگا اس میں۔

= اَعَدَّ - اس نے تیار کیا۔ اِعْدَادٌ (اِفْعَالٌ) تیار کرنا۔ عَدٌّ سے مشتق ہے جس کے

معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اعداد کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار کرنے کے ہیں کہ شمار کی جائے

= ۹۴:۴ = فَتَبَيَّنُوا - تم تحقیق کر لو۔ تم کھول لو۔ فَتَبَيَّنُ (تَفَعَّلٌ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

= فَتَبَيَّنُوا - تم چاہتے ہو۔ تم ڈھونڈتے ہو۔ اِبْتِغَاءٌ مصدر بغی مادہ۔ البغی کے معنی ہیں

کسی چیز کی طلب میں میانہ روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا۔

= عَرَضٌ - مال و متاع سامان۔ اسباب۔ دنیاوی مال الْعَرَضُ - ہر وہ چیز جسے ثبات

نہ ہو۔ دنیا کے لئے بولتے ہیں۔ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ۔ دنیا تو پیش افتادہ ساز و سامان کا نام

قرآن مجید میں آیا ہے تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ - (۸: ۶۷) تم لوگ پیش افتادہ ساز و سامان کے طالب ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔

اور يَأْخُذُونَ عَرَصَ هَذَا الدَّرَنِي (۷: ۱۶۹) وہ اس دنیا کے مال و متاع لیتے ہیں۔

عَرَصَ کے اور بھی معانی ہیں جو اپنے مقام پر بیان ہوں گے۔

= كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِّن قَبْلُ تَمَّ بِيهِ تُوْپَہے ایسے ہی تھے یعنی ابتداء میں تمہاری بھی زبانی شہادت اسلام پر اعتبار کر لیا گیا تھا۔ قَبْلُ طرف زبان ہے طرف مکان بھی آتا ہے اس کو بَعْدُ کی طرف اضافت لازمی ہے جب بغیر طرف کے آئیگا تو ضمہ پر مبنی ہوگا۔

= مَتَّ اللَّهُ - اللہ نے احسان فرمایا۔

= فَتَبَيَّنُوا ۱ - کا لفظ دوبارہ قتل میں انتہائی احتیاط برتنے کی تاکید کے لئے آیا ہے۔

= شان نزول آیت نہا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی قیادت میں کفار کے خلاف لشکر روانہ فرمایا۔ جب کفار کو خبر ملی تو وہ سب بھاگ گئے۔ مرد اس نامی ایک شخص جو مسلمان ہو چکا تھا۔ وہ اپنے مال مولیشی کے ساتھ وہیں ٹھہرا رہا جب مسلمان وہاں پہنچے تو انہوں نے نعرہ بکیر بلند کیا۔ مرد اس نے بھی جواب میں اللہ اکبر کہا۔ اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے ان کے پاس آگیا اور السلام علیکم کہا۔

لیکن حضرت اسامہؓ نے اس کی پرواہ نہ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کا ریوڑ ہانک کر مدینہ لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو رنجیدہ خاطر ہوئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۹۵: ۴ - اَنْتَاعِدُوْنَ - بیٹھنے والے۔ یعنی جو جہاد پر نہ گئے اور پیچھے گھروں میں بیٹھے رہے۔

= عَيَّرُ اُولِي الضَّرْرِ - ماسوائے معذوروں کے عذر خواہ بیماری کے سبب ہو۔ یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے۔

= كُفَلًا - ہر ایک کے لئے۔ سب کے لئے۔ یعنی سب مسلمانوں کے لئے خواہ وہ قاعدوں میں سے ہیں یا مجاہدین میں سے۔ ہر ایک فریق کے لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اچھے ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے۔ لیکن مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے قاعدین پر اور ان کو اجر عظیم دے گا۔

كُلٌّ - لفظاً واحد ہے۔ لیکن معنی کے لحاظ سے جمع ہے اس لئے اس کا استعمال دونوں طرح ہے۔ واحد جمع۔ مذکر۔ مؤنث۔ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ كُفَلًا بوجہ فعل وَعَا کے مفعول ہونے کے منصوب ہے۔

۴: ۹۷ = اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةُ - بے شک وہ لوگ جن کی روحوں کو فرشتوں نے قبض کیا۔

یہ آیت ان مسلمان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جو بلا کسی معذوری یا مجبوری کے اپنے عزیز و اقارب اور مال و جائیداد کی وجہ سے مکہ میں ہی رہ گئے جب کہ ہجرت اس وقت فرض تھی۔ فرشتوں اور ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔ جب فرشتے ان کی روہیں قبض کر رہے تھے = تَوَفَّيْتُمْ۔ ان (فرشتوں کی جماعت) نے ان (کی روحوں) کو قبض کیا۔ اس نے ان کو اٹھایا وہ ان کو قبض کرتی ہے۔ تَوَفَّيْتُ فعل ماضی بھی ہو سکتا ہے اور فعل مضارع بھی۔ تَوَفَّيْتُ سے قبض کرنا۔ مضارع کی صورت میں اصل میں تَتَوَفَّيْتُ تھا۔ ایک تاء حذف ہو گئی۔ صیغہ واحد مؤنث غائب باب تفضیل۔ لفیف مفروق۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب

= ظَالِمِي۔ اصل میں ظَالِمِيْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون جمع گر گیا۔ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں کے دشمن۔

تَوَفَّيْتُمْ کی ضمیر مفعول ظم سے حال ہے یعنی درآں حالیکہ وہ اپنی جانوں پر ظالم کر رہے تھے۔ یا کر رہے ہوں گے۔

= قَالُوْا۔ کہیں گے فرشتے۔ فَيَمَّ كُنْتُمْ۔ تم کس شغل میں تھے۔ تمہارے کیا طور طریقے تھے یعنی تم نے ہجرت کیوں نہ کی۔

= قَالُوْا۔ کہیں گے وہ لوگ۔ كُنَّا مُسْتَضْعِفِيْنَ فِي الْاَرْضِ۔ ہم وہاں ہجرت سے مجبور و معذور تھے = قَالُوْا کہیں گے فرشتے۔ اَلَمْ تَكُنْ۔۔۔۔۔ فِيْهَا۔ کیا اللہ کی زمین اتنی فراخ و وسیع نہ تھی کہ تم وہاں سے دوسری جگہ ہجرت کر جاتے۔

= فَاَوْلِيْكَ۔ پس یہی لوگ ہیں۔

= مَا وَاوَاهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کا ٹھکانہ۔ ان کا مقام سکونت۔ مَا وَاوَى اسم ظرف بھی ہے اور مصدر بھی۔

= مَصِيْرًا۔ اسم ظرف۔ لوٹنے کی جگہ۔ قرار گاہ۔ ٹھکانہ۔

۴: ۹۸ = الْمُسْتَضْعِفِيْنَ۔ جو درحقیقت مجبور و معذور تھے۔ مُسْتَضْعِفِيْنَ۔ کمزور۔ ناتواں ضعیف لوگ۔

= لَا يَسْتَطِيعُوْنَ حِيْلَةً۔ کسی حیلہ و چارہ کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔

= وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔ اور نہ (باہر نکلنے کی) کوئی راہ تلاش کر سکتے تھے۔

۴: ۱۰۰ = سَعَةً - كَشَاشٍ - وَسْعَةٍ - فَرَاخٍ - طَاقَتٍ - بِيَهْنَجٍ - وَسِعَ يَسْعُ (سَمِعَ) كَمَا مَصْدَرٌ
جس کے معنی فراخ ہونے کے ہیں۔ اول سے واو کو حذف کر کے آخر میں اس کے عوض تار لائے
ہیں جیسے عِدَاةٌ (وعدہ) زِنَةٌ (وزن)

سَعَةً کا استعمال مقامات کے لئے بھی ہوتا ہے اور حالت کے لئے بھی۔ اور فعل کے لئے بھی
چنانچہ مقام کے بارہ میں ارشاد ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسِعَةً (آیتہ نذا) کیا اللہ کی زمین اتنی
کشادہ نہ تھی۔ حالت کے بارہ میں ہے لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ (۶۵: ۷) اور صاحب
دولت اپنی دولت کے مطابق خرچ کرے۔ فعل کے بارہ میں ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ (۲: ۲۵۵) اور اس کی حکومت آسمانوں اور زمین کو اپنی وسعت میں لئے ہوئے ہے
(یہاں كَشَاشٍ رزق مراد ہے۔

= مُرَاعِمًا - صاحب کشف نے مراغم کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ مراغم کا معنی ہجرت گاہ
یا ہجرت کاراستہ ہے۔ المنجد میں اس کے معنی بھاگنے کی جگہ۔ قلعہ۔ جائے پناہ۔ (یعنی اس کو
بہت جگہیں ایسی مل جائیں گی جہاں وہ پناہ لے سکے)

= يَدْرِكُهُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ اِذْ ذَاكَ سے (موت) اس کو آپکڑے
۴: ۱۰۱ = ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ - (جب) تم زمین میں سفر کرو۔ ضَرْبٌ فِي الْمَاءِ
پانی میں تیرنا۔

= تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ - تم قصر کرو نماز میں۔ یعنی نماز کو مختصر کر لو۔
= يَغْتَبِكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب۔ كُمْ ضمير مفعول۔ جمع مذکر حاضر۔ فَتَنٌ وَفُتُوْنٌ مصدر باب
ضرب۔ کہ تم کو پریشانی میں ڈال دیں گے۔ مصیبت میں مبتلا کر دیں گے۔

آیت نذا میں کلام اِنْ خِفْتُمْ..... كَفَرُوْا۔ کلام ما قبل سے منفصل ہے اور کلام ما بعد سے
متصل۔ اس صورت میں یہ شرط ہے اور جواب شرط اس کے بعد محذوف یعنی "تو بھی قصر نماز
کر لو۔ اور اگر اس کو کلام ما قبل کے ساتھ لیا جائے تو مطلب ہے کہ "تم قصر نماز کر سکتے ہو جب تم
حالت سفر میں ہو اور جب دشمنوں کی طرف سے تکلیف و گزند کا اندیشہ ہو۔
بہر کیفیت بحالت سفر اور بحالت خوف کفار۔ دونوں حالتوں میں قصر جائز ہے۔

۴: ۱۰۲ = وَاِذَا سَأَلَكَ وَاِذَا اسْتَحْتَمْتَ - (اور چاہئے کہ وہ پکڑے رکھیں اپنے ہتھیار) اس گروہ کے
لئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع نماز میں نماز کے لئے کھڑا ہوا ہے۔

= فَاِذَا سَجَدُوْا - (پس جب یہ پہلا گروہ سجدہ کر چکے) فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَائِكُمْ (تو پیچھے

چلے جائیں حفاظت کرنے کے لئے)

= لَمْ يُصَلُّوا۔ (جس دوسرے گروہ نے ابھی نماز پڑھنا شروع نہیں کی)

= أَمْتَعْتِكُمْ۔ تمہارا ساز و سامان۔ متاع کی جمع۔

= يَمِيلُونَ۔ مضارع۔ مِيلٌ مصدر ضرب، وہ حملہ کر دیں گے۔

= مَيْلَةٌ وَاحِدَةٌ۔ یکبارگی حملہ کرنا۔ مَالَ يَمِيلُ (ضَرْبٌ) جھک جانا۔ ادھر ادھر مڑ جانا۔ مَالَ عَلِيٍّ

حملہ کرنا۔ مَالَ عَنٍ۔ اعراض کرنا۔ کنارہ کشی کرنا۔ وَمَالَ اِلَى۔ کسی کی طرف رغبت کرنا۔

= تَضَعُوا۔ تم اتار رکھو۔

= حِدْرَكُمْ۔ تمہارا بچاؤ۔ تمہارے بچاؤ کا سامان۔ اپنا بچاؤ ملحوظ رکھو۔

۴: ۱۰۳ = اِطْعَمَانْتُمْ۔ تم مطمئن ہو جاؤ، تم مطمئن ہو گئے۔ اِطْمِينَانٌ سے ماضی جمع مذکر غائب

= مَوْقُوتًا۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ دَقَّتْ۔ مصدر وقت مقرر کیا ہوا۔ یعنی جس کا وقت مقرر شدہ ہے

كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ ایک فرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر ہے

۴: ۱۰۴ = لَا تَهْتَنُوا۔ تم سست مت ہو جاؤ۔ تم کمزور دل نہ ہو جاؤ۔ وَهْنٌ۔ سے فعل نہی جمع

مذکر حاضر۔

وَلَا تَهْتَنُوا..... القوم = دشمن قوم کو ڈھونڈھ نکالنے اور اس کا مقابلہ کرنے میں بزدلی نہ دکھائی

= تَكُونُوا تَأْلَمُونَ۔ تم درد مند ہوتے ہو۔ تم تکلیف پاتے ہو۔ اَلَمٌ سے، درد۔ تکلیف۔

مضارع جمع مذکر حاضر۔ (یعنی اگر تم کو دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کا تعاقب کرنے میں دکھ یا تکلیف

پہنچتی ہے تو ان کو بھی تمہاری طرح تم سے مقابلہ کرنے سے ویسی ہی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے)

= اَدَاكَ اللهُ۔ جو اللہ نے تمہیں دکھایا ہے۔ یعنی جو حقیقت حال کا علم خدا نے تمہیں عطا کیا ہے

= وَلَا..... خَصِيمًا۔ اِی وَلَا تَكُنْ خَصِيمًا لِلْخَائِبِينَ۔ اور خیانت کرنے والوں کے

لئے جھگڑا کرنے والا۔ یا طوفانی کرنے والا۔

لَا تَكُنْ۔ فعل ناقص۔ لَا تَكُنْ کی ضمیر واحد مذکر حاضر۔ اسم لا تَكُنْ۔ خَصِيمًا خیر۔

۴: ۱۰۶ = لَا تَجَادِلْ۔ تو مت جھگڑ۔ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ جَدَلَ مَاذَه۔ باب مفاعلة

مُجَادَلَةٌ سے۔

= خَوَانًا۔ بہت زیادہ خیانت کرنے والا۔ بڑا دغا باز۔ خِيَانَةٌ سے مبالغہ کا صیغہ۔

= اَثِيمًا۔ گنہگار۔ اَثِيمٌ بمعنى اَثِمٌ۔ فَعِيلٌ بمعنى فاعل۔

= يَسْتَخْفُونَ۔ وہ چھپتے ہیں۔ وہ چھپ رہے ہیں۔ اِسْتَخْفَاءٌ۔ (اِسْتَفْعَالٌ) مصدر خفی مادہ

يُبَيِّتُونَ - بَيَّيْتُتُ مصدر باب - تفعیل۔ رات کو سوچتے ہیں۔ رات کو سوچتے اور تہبیریں کرتے ہیں۔ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ - ایسی باتیں سوچتے اور کہتے ہیں جن پر خدا راضی نہیں ہے۔ مُحِينًا - اسم فاعل - مفرد اِحاطَةٌ مصدر - ہر طرف سے گھیرے ہوئے۔ پورا پورا قابو رکھنے والا۔ ہر طرح سے جاننے والا۔ یہاں احاطہ علمی مراد ہے۔

۱۱۲:۴ = يَرْمِيْهِمْ - رَمَى يَرْمِي (ضَرْبٌ) سے مضارع واحد مذکر غائب۔ رَمَى مصدر۔ اس کی تہمت لگانے۔ الزام لگانے۔ يَرْمِيْهِمْ میں ہ ضمیر خطیئة اور اثم کی طرف راجع ہے۔ يَرْمِيْهِمْ اصل میں يَرْمِيْهِمْ مَثَلٌ شَرْطِيَّةٌ کی وجہ سے ی حذف ہو گئی۔ = بَرِيئًا - بے تعلق۔ بے گناہ۔

ثُمَّ يَرْمِيْهِمْ بِذُنُوبِهِمْ - پھر اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیتا ہے۔

= اِحْتَمَلَ - اس نے اٹھالیا اِحْتَمَالَ سے بمعنی برداشت کرنا۔ اٹھانا۔

فَقَدْ اِحْتَمَلَ بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِينًا تو اس نے بہتان اور ایک صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر اٹھالیا ۱۱۴:۴ = فَجَواهُمُ - اسم نکرہ۔ سرگوشی۔ سرگوشی کرنے والے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف مضاف الیہ۔ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مادہ نَجَّ و ہے۔

النَّجْوَةُ - بلند جگہ۔ جگہ جو بلندی کی وجہ سے اپنے ماحول سے الگ معلوم ہو۔

نَجْوَةٌ - کسی کو علیحدہ بلند مقام پر چھوڑنے کے بھی ہیں۔ نَجَّيْتُهُ کے معنی سرگوشی کرنے کے

ہیں۔ یا اپنے مجسید کو دوسروں پر افساء ہونے سے بچانے کے ہیں۔ اس سے اسْتِنَجَاءٌ ہے۔

استنجاہ کرنے اور رفع حاجت کے لئے علیحدہ جگہ تلاش کرنا۔ گویا ہر صورت میں علیحدگی اور خلوت کا مفہوم غالب ہے۔

= لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ - ان کے اکثر خفیہ مشورے خیر سے خالی ہوتے ہیں۔

= اَلَا..... يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ - ہاں وہ جو (ایسے مشوروں میں) صدقہ خیرات کی تلقین کرے۔ یا نیکی و سبلانی کی بات کہے یا لوگوں میں اصلاح کی بات کہے تو وہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی ایسے خفیہ مشورے خیر سے خالی نہیں کہلائے جائیں گے۔ یہاں اَمْوَءٌ بمعنی ترغیب و تلقین ہے۔

۱۱۵:۴ = يُشَاقِقُوْا - واحد مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ عمل مَنْ - يُشَاقِقُوْا ہوا۔ ق ثانی بوجہ حرف مابعد کے ساتھ وصل کے لئے مکسور ہوا۔ جو مخالفت کرتا ہے شِقَاقٌ مصدر باب مفاعل سے ہے شَقَّ (مُضَاعَف) کے معنی طرف۔ ضد۔ مخالفت۔ ٹکڑہ۔

= نُوْتُوْهُ - جمع متکلم مضارع ہ ضمیر مفعول راجع الی مَنْ نُوْتُوْهُ مصدر بان تفعیل۔ ہم بھریں گے۔

اُسے۔ ہم اس کو مختار بنا دیں گے۔

= مَا تَوَلَّى - اس نے منہ موڑا۔ اس نے پیٹھ پھیری۔ وہ متولی ہوا۔ وہ پھر گیا۔ تَوَلَّى (تَفْعُلٌ) تَوَلَّى مَا تَوَلَّى - جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے ہم اسے ادھر ہی جانے دیں گے۔

= نَصَلِبَ - مضارع جمع متکلم - اصْلَاءٌ مصدر۔ باب افعال سے۔ صَلْبٌ مادہ اصل میں نَصَلِبٌ تھا جو اب شرط کی وجہ سے ی گرتی۔ ہم اس کو داخل کریں گے۔ ہم اس کو آگ میں پھینکیں گے۔

۴: ۱۱۷ = اِنِّ - نافیہ ہے۔

= اِنِّشَا عورتیں - اُنِّشَا کی جمع ہے جس کے معنی عورت کے ہیں۔ معبودانِ باطل کو اِنَاث کہا ہے کیونکہ مشرکین اپنے بتوں کو انواع و اقسام کے زیوروں سے آراستہ کرتے اور ان کو عورتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے۔ جیسے لات، منات، عزیٰ۔ نالکہ۔ یہ سب مَوْنَث نام ہیں۔

۲۔ ضحاک کا بیان ہے کہ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور مدعی تھے کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بارگاہِ الہی میں ہمارے قرب کا موجب ہیں چنانچہ انہوں نے خوبصورت شکل میں ان کے مجسمے تراشے اور کہا کہ یہ اللہ کی بیٹیوں کی شبیہ ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ اِنِّشَا - اور انہوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے بندے ہیں۔ عورتیں قرار دیا۔

۳۔ راعب اصفہانی فرماتے ہیں معبودانِ عرب (لات و منات و عزیٰ وغیرہ) چونکہ پتھروں سے بنائے ہوئے تھے۔ اس لئے منجملہ عبادات تھے اور بقول حسن بصریؒ جس کو ابن جریر اور حاتم نے نقل کیا ہے۔ بے جان چیز جس میں روح نہ پائی جائے۔ اِنَاث میں شامل ہے لہذا یہ پتھر کے بُت جو سترتاہر منفعل اور غیر فاعل ہیں یعنی یہ اثر تو قبول کر لیتے ہیں لیکن موثر ہونے کی ان میں ذرا بھی اہلیت و قوت نہ ہے کیسے عبادت کے لائق ہو سکتے ہیں۔

= مَرِيْدًا - صفت مشبہ۔ سرکش۔ ہر خیر سے خالی۔ مارد۔ متمرد۔ اطاعت سے خارج۔

۴: ۱۱۸ = لَعْنَةُ اللّٰهِ - میں ہُوَ ضمیر شیطان کی طرف راجع ہے اور قال فعل کا فاعل بھی شیطان ہی ہے۔ لَدَّ تَخَذَت - مضارع واحد متکلم۔ بالام تاکید و نون ثقیلہ۔ اتخاذاً افتعال سے۔ بہت سی چیزوں میں سے کسی ایک کو لینا۔ یا اختیار کرنا۔ یعنی میں ضرور لوں گا۔

= نَصِيْبًا مَّقْدُوْرًا - نَصِيْبًا حصہ۔ مفروضاً۔ کاٹ کر الگ کیا ہوا۔ مقرر شدہ۔ یعنی تیرے بندوں کے ایک معتد بہ حصہ کاٹ کر ضرور ہی اپنی طرف کر لوں گا۔

= لَدَّ ضَلَلْتُمْ - میں ان کو ضرور مہکاؤں گا۔ میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا۔ اِحْذَلُّوْا سے۔

== لَا مَنِينَ لَهُمْ - باب تفعیل - میں ان کو (طرح طرح کی) امیدیں دلاؤں گا۔

تَعْنِيَةٌ وَتَمَيُّنَةٌ - مَنِيٌّ يُمَيِّنُ - آرزو دلانا رغبت دلانا۔

== لَا مَرْتَهُمْ - میں ان کو ضرور حکم دوں گا۔ امرت سے

== لَيْبَتِكُنَّ - بَتَّكَ يَبْتُكَ تَبْتُكَ (تفعیل) کاٹنا۔ کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کرنا۔ چیرنا یَبْتُكَ كُنَّ

۱۲۰:۲ اَذَانِ الْأَنْعَامِ - وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹا کریں گے۔ کفار عرب اس اونٹنی کو جو پانچ بچے
جنتی اور پانچواں نہ ہوتا تو اس کے کان چھید کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اور اس سے کسی قسم کا کام نہ
لیتے۔ یہ بھی شرک کی ایک شکل ہے۔

وَلَا مَرْتَهُمْ فَلَيْبَتِكُنَّ اَذَانَ الْأَنْعَامِ - میں ان کو شدت یا اصرار سے حکم دوں گا اور اس کے
نتیجہ میں وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹا کریں گے۔ ف پھیلنے فعل کے نتیجے کو ظاہر کرتی ہے۔

== وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيُغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ - اور میں ان کو حکم کروں گا پس وہ ضرور ہی اللہ کی بنائی
ہوئی مخلوق کی نسلیں بگاڑیں گے۔

تغییر (تفعیل) غَيَّرَ لُغَيْرًا بگاڑنا۔ بدلنا۔ مسخ کرنا۔ یہ صورت کا بگاڑ یا مسخ کرنا جسمانی بھی
ہو سکتا ہے۔ مثلاً پہرہ داروں کی آنکھیں نکالنا۔ عورتوں کا بال کٹا کر اپنی نسوانیت کو بگاڑنا وغیرہ
(یہ بگاڑ غیر فطری استعمال مخلوق بھی ہو سکتا ہے) مثلاً جانوروں کے ساتھ خواہش رانی کرنا یا مردوں کے ساتھ
صاحب کشاف کی تشریح کے مطابق دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں رد و بدل اور کاٹ پھاٹ
کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۰:۴ = لَعِدُهُمْ - وَعَدَّ يَعْدُّ وَعْدًا وَعِدَّةٌ - سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ہم ضمیر مفعول
جمع مذکر غائب وہ ان سے وعدہ کرتا ہے۔ وہ ان کو ڈراتا ہے۔

== يُمَيِّنُهُمْ - اور غلط امیدیں دلاتا ہے جھوٹی آرزوئیں پیش کرتا ہے۔

== فُؤَادًا - دھوکہ۔ فریب

۱۲۱:۴ = مَحِيصًا - جاسکے پناہ - بچ نکلنے کی جگہ - حَاصٌّ يَحِيصُ (اجوف یا ئی) باب ضروب
بچنا۔ الگ ہونا۔ مَنِّ حَاصٌّ عَنِ الشَّرِّ سَلَمَةٌ - جو برائی اور شر سے الگ راہ محفوظ رہا۔ مَحِيصٌ
اسم ظرف مکان - بھاگ کر پناہ لینے کی جگہ۔

۱۲۲:۴ = جَدَّتْ اِي تِي جَدَّتْ -

== قِيلًا (اپنی) بات میں کلام میں۔ قول میں۔

۱۲۳:۴ = اَمَانِيَكُمْ - اَمَانِي - اُفْنِيَّةٌ کی جمع - تمہاری ٹھہرائی ہوئی امیدیں - تمہارے خیالات

کے اندازے۔ اس میں خطاب بت پرستوں سے ہے۔
= لَيْسَ کا اسم محذوف ہے۔

تقدير کلام یوں ہے۔ لَيْسَ الْأَمْرُ مَنُوطًا بِمَا مَنَيْتُمْ أَيُّهَا الْمَشْرِكُونَ۔ اے مشرکوبات
یعنی انجام کار تمہاری امیدوں پر منحصر نہیں ہے۔

۱۲۴:۴ = نَفِيْرًا۔ کھجور کی گھلی کے اوپر کا چھلکا بمعنی ذرہ برابر۔
۱۲۵:۵ = أَحْسَنُ۔ بہتر۔ افعال التفضیل کا صیغہ۔

= مَنْ أَحْسَنُ۔ استفہام انکاری ہے یعنی کوئی بہتر نہیں ہو سکتا بلحاظ دین کے۔۔۔ الخ۔

= مَنْ أَسْلَمَ دَجَعَهُ لِلَّهِ۔ جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

= حَنِيفًا۔ ایک طرف ہونے والا۔ حَذَفٌ سے جس کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل
ہونے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب باطل راہیں چھوڑ
دے۔ خیف کہلائے۔ حَنِيفًا حال ہے اس کا ذوالحال وہ شخص ہے جس نے ملت ابراہیمی کی پیروی
اختیار کی۔ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اور جس نے تمام ادیان باطلہ کو چھوڑ کر صرف دین ابراہیمی کا
اتباع کیا۔

۱۲۶:۴ = مُحِيطًا۔ ملاحظہ ہو ۱۰۸:۴۔ یہاں احاطہ قدرت مراد ہے۔

۱۲۷:۴ = يَسْتَفْتُونَكَ = مضارع جمع مذکر غائب۔ اسْتَفْتَاءٌ۔ اسْتَفْعَالٌ۔ مصدر ك ضمیر مفعول۔
واحد مذکر حاضر۔ آپ سے فتویٰ لیتے ہیں۔ آپ سے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اسْتَفْتَاءٌ کسی مشکل بات کا حل دریافت
کرنا۔ اسْتَفْتَاءٌ کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنا۔ فتی حروف مادہ۔

= يُفْتِيكُمْ۔ وہ تم کو حکم دیتا ہے۔ تم کو مشکل بات کا حل بتاتا ہے اسْتَفْتَاءٌ افعال سے واحد مذکر غائب
= تَرْغِبُونَ۔ تم چاہتے ہو۔ تم رغبت کرتے ہو۔ رَغَبَةٌ مصدر مضارع جمع مذکر حاضر۔ رغب اليه طلب
یعنی خواہش کرنا۔ ورغب عنه ترکہ متعمداً۔ کسی چیز کو عمدتاً چھوڑ دینا۔ اس کی طرف رغبت نہ رکھنا۔
اس آیت کی ترکیب میں حسب ذیل ملحوظ رہیں۔

يُفْتِيكُمْ (وہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ مشکل بات کا حل بتاتا ہے) ان باتوں میں۔

يُفْتِيكُمْ۔ (۱) فِيهِنَّ اِي فِي النِّسَاءِ۔ (جن کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔ يُفْتِيكُمْ) (محذوف)

(ب) فِي يَتَامَى النِّسَاءِ..... تَنكِحُوهُنَّ۔ يُفْتِيكُمْ (محذوف)

(ج) فِي الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوَلَدَانِ يُفْتِيكُمْ (محذوف)

يُفْتِيكُمْ (محذوف) (د) فِي آتٍ لِقَوْمٍ اَللِّيْتَامَى بِالْقِسْطِ۔

= يَتَاهَى النِّسَاءِ (مضام مضاف الیه) یہ وہ عورتوں کے یتیم بچے۔ ای اَدْلَادُ النِّسَاءِ بعض نے اس کا مطلب النِّسَاءِ الیتامی (موصوف و صفت) یتیم لڑکیاں لیا ہے۔

= تَرْغَبُونَ۔ کاصلہ عَنْ یَا لِیَ یَا لِیَ مذکور نہیں لہذا۔ تَرْغَبُونَ عَنْ اَنْ تَنْکِحُوهُنَّ کا مطلب ہوگا جن سے تم نے نکاح کرنا نہیں چاہتے (بوجہ ان کے عدم حُسن اور عدم مال و دولت کے) اور تَرْغَبُونَ اِلٰی یَا لِیَ اَنْ تَنْکِحُوهُنَّ کا مطلب ہوگا جن کے ساتھ تم نکاح کی خواہش رکھتے ہو (بوجہ ان کے حُسن اور مال و دولت کے)

= تَرْغَبُونَ کا عطف لَوْ تَوَنُّوا پر بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں اس کی تقدیر ہوگی وَلَا تَرْغَبُونَ اَنْ تَنْکِحُوهُنَّ اور نہ تم خواہش رکھتے ہو ان کے ساتھ نکاح کی۔

یتامی النِّسَاءِ اور مستضعفین کے متعلق احکام سورۃ النِّسَاءِ سورۃ ہذا کے رکوع ۱۲۰ میں ارشاد فرمائے ہیں۔ وَمَا یَسْتَلٰی مِنْ عَلٰیْمَاتٍ اَصْلُ اسْتِفْئَادِ کَا جَوَاب نہیں ہے بَلَا قُلِ اللّٰهُ یَفْتِنُکُمْ فِیْہِیۡٓۤ اَکْبَرُ مے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہ (ابھی) اللہ تعالیٰ تم کو ان عورتوں کے بارہ میں بتاتا ہے یہ کہہ کر لوگوں کی توجہ سابقہ احکام کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ جو اسی سورۃ کے آغاز میں یتیم لڑکیوں کے متعلق بالخصوص اور یتیم بچوں کے متعلق بالعموم فرمائے گئے تھے اس سے یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیکیت میں ان کے حقوق کی کتنی اہمیت ہے

۴: ۱۲۸ = یہاں سے اصل استفاء کا جواب شروع ہوتا ہے۔

= بَعْلِہَا۔ اس عورت کا خاوند۔

= شُّؤْرًا۔ مصدر۔ منصوب نکرہ زسر۔ ضرب، زیادتی۔ ناموانقت۔ شوہر کی طرف سے نشوز سے مراد ہے کہ عورت کو ذلیل سمجھ کر۔ ہبستری ترک کر دینا۔ یا مصارت کم کر دینا۔ لاپرواہی۔ بدسلوکی = اِعْرَاضًا۔ بے رخی۔ کنارہ کشی۔ رد گردانی۔

= جُنَاحٌ۔ گناہ۔ جُنُوحٌ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں۔ اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے دوسری طرف مائل کر دے۔ یعنی جھکائے وہ جُنَاحٌ سے موسوم ہوا پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔ کنایہٴ حرج اور مضائقہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔

= خَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا۔ ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کوئی مضائقہ نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔

= یُضْلِحٰہَا۔ وہ دونوں آپس میں سلج کر لیں۔ مضارع منصوب تشبیہ مذکر غائب۔ اِضْلَاحٌ سے = اِحْضَارٌ۔ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے معنی سامنے کرنے کے ہیں ماضی مجہول واحد

مَوْتٍ مَاتَب -

= الشُّحَّ - خود غرضی - کجخوسی - بخل - حرص - راغب لکھتے ہیں کہ شح وہ بخل ہے جس میں حرص ہو اور عادت بن گیا ہو - خود غرضی - یہ مصدر ہے اور ابواب - سمع - ضرب - نصر - تینوں سے آتا ہے
وَمَنْ يُؤْتِ شُحَّ نَفْسِهِ (۹: ۵۹) اور ہر شخص حرص نفس سے بچایا گیا
وَأَحْضَرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ - اور لمباح تو خود غرضی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

= وَإِنْ تَحْسَبُوا ----- اور اگر تم احسان کرو - یہاں خطاب صرف مردوں سے ہے کہ وہ احسان کریں اور نذاتہ سے کام لیں - کیونکہ بحیثیت قَوَّامُونَ عَلَى النَّسَاءِ کے اس پر فرائض بھی زیادہ ماند ہوتے ہیں اور اسی سے عالی ظرفی اور جذبہ فیاضی کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے۔
۱۲۹: ۴ = وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا - تم ہرگز نہیں کر سکتے تم ہرگز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے - طوع مادہ -
لَا يَسْتَطِيعُونَ لَصْرَ الْقَسْرِ (۲۱: ۲۳) وہ نہ تو آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

= اَنْ تَعْدِلُوا - کہ تم عدل و انصاف کر سکو - پورا پورا انصاف کر سکو۔

= فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ - مَالٌ يَمِيلُ مَيْلًا - مَالٌ عَلِيٌّ - مخالفت کی طرف مائل ہونا - یعنی مکمل بے تعلقی اختیار کر دو - مَالٌ اِلَى - کسی سے رغبت کی خاطر اس کی طرف مائل ہونا -
مَالٌ عَنْ - روگردانی کرنا۔

یہاں صلہ چھوڑ دیا گیا ہے - جس سے - حسانی میں وسعت پیدا ہو گئی ہے - اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم بالکل ایک بیوی کی طرف ازراہ محبت مائل نہ ہو جاؤ - یا یہ کہ تم بالکل ایک بیوی کے خلاف ہو اور نفرت نہ ہو جاؤ - دونوں بیک وقت بھی یہ حالتیں بعید از قیاس نہیں کہ ایک کی طرف تو شدت کی رغبت ہو اور دوسری کی طرف شدت نفرت لیکن عبارت ما بعد کا ذمہ بتا رہا ہے کہ یہاں تَمِيلُوا عَلَيَّ کے صلہ کے ساتھ ہے - یعنی ایک بیوی سے مکمل کنارہ کشی اور قطع تعلقی اختیار نہ کر دے کہ اسے لٹکتا چھوڑ دو - یعنی نہ تو اس کی بیوی کی حیثیت ہے نہ مطلقہ کی -

= تَدَاوَدَهَا - تم اس کو چھوڑ دو۔

= الْمُعَلَّقَةُ - اسم مفعول واحد مؤنث - تَعْلِيْقٌ مصدر - باب تفعیل لٹکانی گئی - نہ ادھر نہ ادھر - نہ بیوی بن کر رہنے کے قابل اور نہ آزاد کہ نکاح ثانی کر سکے۔
۱۳۰: ۴ = يَتَفَرَّقَا - وہ دونوں الگ ہو جائیں۔

= يُغْنِي اللَّهُ - يُغْنِي اصل میں يُغْنِي مٹا - جواب شرط کی وجہ سے ی گئی - اَعْنَى يُغْنِي اِعْتَارُ (افعال) اللہ اس کو بے احتیاج بنا دے گا - محتاج نہ رکھیگا - بے نیاز کر دیگا۔

= مِنْ سَعَتِهِ - وسعت بخشش سے - یعنی اللہ خود ان کی ضروریات کو پورا کر دے گا۔
 سَعَةٌ - وسعت - گنجائش - کشائش - فراخی - دَسِيعٌ يَسِيعُ (سَمِعَ) کا مصدر
 ۴: ۳۱ = وَصَيْنَا - ماضی جمع متکلم - تَوْصِيَةٌ (باب تفعیل) ہم نے حکم دیا۔
 ۴: ۱۳۲ = وَكَيْلًا - صفت مشبہ - کارساز - مددگار - نگہبان -
 ۴: ۱۳۵ = قَوَّامِينَ - جمع قَوَّامٌ واحد - اگرچہ مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن اسم فاعل کے معنی ہیں - انصاف
 کے لئے کھڑے ہونے والے -

= الْقَسِطُ - اسم مصدر - انصاف - یہ ظلم اور جور کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اگر باب
 ضَرَبَ (قَسَطٌ يَقْسِطُ - قَسَطًا وَقَسُوطًا سے آئے تو معنی ہوتے ہیں حق سے تجاوز کرنا - حق کے خلاف
 کرنا - صفت قَاسِطٌ سے - جس کی جمع قَاسِطُونَ وَقَسَّاطٌ ہے اگر باب افعال سے آئے تو بمعنی
 انصاف کرنا - عدل کرنا کے ہیں -

پہلی مثال - وَآمَنَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا - (۲: ۱۵) اور جو دوسروں کا حق
 مانتے والے ہیں - وہ درزخ کا ایندھن بنے - یہاں مراد راد حق سے مڑ جانے والے بھی ہیں۔
 دوسری مثال - وَاقْسُطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ - (۹: ۴۹) اور انصاف سے کام لو
 کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے -

كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ - ای كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْعَدْلِ فِي
 جَمِيعِ الشَّهَادَاتِ لَوْجِدِ اللَّهُ - یعنی ہر شہادت میں خدا کی رضا کی خاطر عدل و انصاف کرنے
 والے بنو۔

= اِنْ يَكُنْ - خواہ وہ مشہود علیہ ہو یعنی وہ فریق جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہو - خواہ وہ امیر
 ہو یا غریب -

= اَدْلَىٰ بِهِمَا - اَدْلَىٰ - اَفْعَلُ التَّفْضِيلِ کا صیغہ ہے - زیادہ لائق - زیادہ مستحق - زیادہ قریب -
 وَدَلَىٰ سے -

جب اس کا صلہ لام واقع ہو - تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے - اس صورت میں
 خرابی اور بُرائی سے زیادہ قریب اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے -
 مثلاً قرآن مجید میں ہے اَدْلَىٰ لَكَ فَاَدْلَىٰ - (۲۴: ۴۵) کم بختی ہو تیرے لئے کم بختی -
 فَاللَّهُ اَدْلَىٰ بِهِمَا - اللہ ان دونوں کا بہتر خیر خواہ ہے - (یعنی غنی کا بھی اور فقیر کا بھی)۔
 یعنی تم کو ان کی خیر خواہی کی خاطر جھوٹی گواہی دینے کی ضرورت نہیں - تم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کا

خیر خواہ ہے۔ اس واسطے کُونُوا قَوَّامِينَ بِاللَّهِ -

علامہ مودودی نے تفہیم القرآن میں فاللہ اَدُلُّی بِہِمَا کا ترجمہ یہ کیا ہے: بہر حال اللہ تعالیٰ دونوں سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ تم اس کا لحاظ رکھو۔ لیکن الخازن۔ صاحب مدارک التنزیل۔ صاحب ضیاء القرآن اور علامہ عبد اللہ یوسف علی نے اول الذکر کو اختیار کیا ہے۔

== حَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىَٰ اِنْ تَعَدَّيْتُمْ == پس خواہش نفس کی پیروی نہ کرو انصاف کرنے میں۔

اس کا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے: خواہش نفس کی پیروی مت کرو تاکہ تم عدل کرنے والے بن سکو کیونکہ عدل عبارت ہے ترک خواہش نفسانی سے (الخازن)

== تَلَّوْا == تم سچ دو۔ تم تردُّ مردُّ کر بیان کرو زبان کو گول مول کر کے بات کرو (یعنی حق بات کو صاف بیان نہ کرو۔ اور زبان کو یوں بات دبا کر بات کرو کہ اس کا کچھ اور ہی مطلب نکل آئے) (نیز ملاحظہ ہو ۴: ۶۴)

== تَعْرِضُوْا == یعنی شہادت دینے سے پہلوتھی کرو گے۔ تَعْرِضُوْا اصل میں تَعْرِضُوْنَ تھا ان شرطیہ کی ربہ سے نون اعرابی گر گیا۔

۴: ۱۳۶ = يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا لے ایمان والو صمیم قلب سے اور ثابت قدمی کے ساتھ ایمان لاؤ۔

۱- اٰمِنُوْا ای اثبتوا علی الایمان و داد مواعلیہ۔ ثابت قدم رہو ایمان پر اور اس پر مداومت اختیار کرو۔ (کشاف)

الکَلْبِیَّ۔ پہلی صورت میں الکتاب سے مراد القرآن ہے اور دوسری صورت میں الکلب اسم جنس ہے اور اس سے مراد وہ ساری کتابیں ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نازل ہوئیں۔ ۴: ۱۳۸ = بَشِّرْ۔ امر واحد مذکر حاضر۔ تو خوشخبری دے۔ تَبَشِّرْ (تفعیل) بشارت خوشخبری یہاں بشارت انذار کے معنی میں آیا ہے اور طنز کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ ایسے کلام کو صنعت تعریض کہتے ہیں۔

۴: ۱۳۹ = اٰیْبِتَّخُوْنَ۔ استفہامیہ (کیا) یَبْتَغُوْنَ۔ اِبْتَغَاءً۔ (افتعال) سے کیا وہ ڈھونڈتے ہیں۔ تلاش کرتے ہیں۔ چاہتے ہیں۔

۴: ۱۴۰ = وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ۔ کا اشارہ سورۃ النعام کی آیت ۶: ۱۸۶ کی طرف ہے جہاں ارشاد حق تعالیٰ ہے وَ اِذَا رَاَیْتِ الَّذِیْنَ یَخُوضُونَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی

يَخُوضُونَ فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ الخ.

سورۃ الانعام مکی ہے اور یہ ہدایت مشرکین مکہ کی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کے متعلق ہے جہاں میں وہ آیات الہی پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

موجودہ سورۃ النساء میں کم و بیش یہودیوں کی ایسی ہی مجالس میں بیٹھنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو اپنی ان مجلسوں میں آیات الہی کا مذاق اڑاتے تھے۔ نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور انکار کرتے تھے۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔

= إِذَا سَمِعْتُمْ - کے لفظی معنی ہیں جب تم سنو۔ لیکن اس کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب تم دیکھو۔ کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور مذاق اڑایا جا رہا ہے، تو فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ ان کے پاس مت بیٹھو

= يَخُوضُوا - مضارع جمع مذکر غائب اصل میں يَخُوضُونَ تھا۔ حتیٰ حرف جر کے بعد ان مقدمہ کے عمل سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ وہ مشغول رہیں (ایسی باتوں میں۔ خَوْضٌ مصدر باب نصر۔ = حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ - (ان کے پاس مت بیٹھیں) اس وقت تک کہ وہ۔ (یہ کفر و استہزاء چھوڑ کر) کسی دوسری بات کو چھڑیں۔

۴: ۱۳۱ = يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ - انتظار کر رہے ہیں کہ تمہارے ساتھ کیا گذرتی ہے (شکی یا بدی کا میابی یا ناکامی) یعنی تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔ تَرَبَّصٌ (تَفَعَّلٌ) سے۔

= الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ كَاعْطَفَ نِ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ (آیت ۱۳۹) پر ہے اور منافقین متذکرہ آیت ۱۳۸ کے متعلق ہے لہذا فعل بَشِّرُوا (آیت ۱۳۸) کا اطلاق الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ اور الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ پر ہوگا۔ یعنی اے نبی علیہ السلام ان منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت فرمادے۔ جنہوں نے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اور جو تمہاری ناکامی یا ناکامی پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ کس طرح ہر دو صورت میں مانی فائدہ حاصل کیا جائے۔

= قَالُوا - ای المنافقین یعنی یہ منافقین تم سے کہتے ہیں

= اَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ - کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ یعنی ہم تمہارے ساتھ شریک جنگ تھے ہمیں بھی مال غنیمت سے حصہ ملنا چاہئے۔

= اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ - نفی جہد بلم کا صیغہ جمع متکلم۔ اسْتَحْوَاذٌ (استفعال) مصدر کیا ہم تم پر غالب نہ آگئے تھے۔ اسْتَحْوَاذٌ الْعِزْرُ عَلَى الْاِثْنَانِ - گور خر گدھی پر غالب آ گیا یعنی گدھے

کا مادہ خر کی پشت پر چڑھ کر (جیسا کہ جفتی کی صورت میں ہوتا ہے) دونوں جانب سے قابو میں کر لینا
حَوِّدُ مَادَةً

= نَمَنَعُكُمْ مِثْنًا - اِی الْمَنْعَ نَمَنَعُكُمْ مِثْنًا - کیا نہیں بچایا تھا ہم نے تم کو (مومنوں) سے
کیا ہم نے تمہاری حفاظت نہ کی تھی۔

۴: ۱۴۲ = يُخِذُ عُونََ - وہ فریب کرتے ہیں وہ دھوکہ دیتے ہیں - مُخَادَعَةٌ (مُفَاعَلَةٌ)
مصدر۔ الْخِدَاعُ کے معنی ہیں جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کر کے کسی کو اس چیز سے
پھیر دینا جس کے وہ درپے ہو۔

= يُخِذُ عُونََ اللّٰهَ - یہ (اپنے زعم میں) خدا کو حکمہ دیتے ہیں - یہاں اللہ کو دھوکہ دینا اس کے
رسول اور صحابہ کو فریب دینا مراد ہے۔

دَهْوٌ خَادِعٌ عُهُدٌ - (وہ انہیں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے) بعض نے اس کے معنی کئے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی فریب کاریوں کا بدلہ دے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ مقابلہ اور مشاکلہ کے
طور پر کہا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت دَمَكْرًا وَاوَمَكْرًا لِلّٰهِ (۵۴: ۳) میں ہے
(مشاکلہ - مقابلہ - علم بدیع کی معانی خوبیوں میں سے دو خوبیاں ہیں۔

مقابلہ - دو یا دو سے زائد متوافق معنی کو لاکر ہر ایک کے مقابل کو ذکر کر دیا جائے ترتیب کے ساتھ
مشاکلہ - شئی کو ایسے لفظ کے ساتھ ذکر کرنا جو اس کے لئے موضوع نہ ہو اس کے غیر کی صحبت
میں واقع ہونے کی وجہ سے۔

= كُسَالَى - كَسَلَانَ كِي جمع ہے سُست كَاهِلٌ - جس کام میں سستی نہ کرنی چاہئے اس
میں سستی کرنے کو كَسَلٌ کہتے ہیں - كَسِيلٌ يَكْسَلُ (سمع) سستی کرنا - مَبْشَلٌ سَكَارَى
سُكْرَانَ -

= يِرَاءُ دُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - مُرَاةٌ (مُفَاعَلَةٌ) سے مصدر (مَرَأَى) سے
(مہموز العین اور ناقص یائی) وہ دکھا دٹ کرتے ہیں - وہ ریا کاری کرتے ہیں - وہ دکھلاتے ہیں
(لوگوں کو)

يَا سَرَأَى بَرَى سے مضارع مجہول ہے وہ دیکھے جاتے ہیں - یا کہ وہ دیکھے جائیں لوگوں سے
یعنی لوگ انہیں دیکھیں - (عبداللہ یوسف علی)

۴: ۱۴۳ = مُذَبِّدٌ بَيْنَ - الذَّبْدُ بَيْنَهُ - اصل میں معلق چیز کی ہلنے کی آواز کو کہتے ہیں
پھر بطور استفادہ ہر قسم کی حرکت اور اضطراب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مُذَبِّدٌ بَيْنَ

بَيْنَ ذَلِكَ - یعنی ہمیشہ مضطرب رہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی طرف اور کبھی کفار کی طرف۔
ذَبْذَبَ فَلَانٌ تَرَدَّدَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ وَلَا تَكُنْتُ صُحْبَتَهُ لَوْ أَحَدٌ مِّنْهُمَا
دو امور یا دو آدمیوں کے درمیان حالت تردد میں ہونا اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ
ثابت قدم نہ ہونا۔

۴: ۱۲۴ = سُلْطَانًا - سلطان - زور - قوت - حجت - دلیل - اختیار - برہان - سند - حکومت
سلطان کے معنی حجت و برہان کے ہیں۔ اسی معنی میں ارشاد الہی ہے۔ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا
بِالسُّلْطَانِ ط (۵۵: ۳۳) نہیں نکل سکتے تم بدوں سند کے۔ کبھی اس سے مراد معجزہ لیا جاتا
ہے۔ جیسے إِذَا أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ط (۵۱: ۳۸) اور جب بھیجا ہم نے ار
کو فرعون کے پاس کھلی سند دیکر۔ (یہاں مراد معجزہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ اور کھلی دلیل بھی۔)
یہاں واضح دلیل مراد ہے۔ یعنی کفار کے ساتھ اس قسم کے قریبی تعلقات اور پختہ مراسم
منافقت کی کھلی دلیل ہیں۔ اس کے بعد اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے تو تم کو گلہ شکوہ کیسے
۴: ۱۲۵ = الدَّارِكَ - طبقہ - درجہ - الدَّارِكَ اور الدَّارِكَ دونوں لغتیں ہیں۔
بلندی کی طرف جو یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں ان کو اہل عرب درجات کہتے ہیں اور پستی
کی طرف یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں ان کو دَرَكَات کہتے ہیں۔ جہنم کے مختلف طبقات۔
(درکات) علی سبیل التنزیل یہ ہیں۔

(۱) جہنم - (۲) لظمی - (۳) حطہ - (۴) سعیر - (۵) سقر - (۶) جحیم - (۷) ہاویہ - سب نیچے منافقوں کا
یہی ٹھکانہ ہے۔

۴: ۱۲۷ = مَا - استفہامیہ ہے۔ اِنَّهُ تَعَالَىٰ لَا يُعَذِّبُ الشَّاكِرِ الْمُؤْمِنِ
یعنی اللہ تعالیٰ شکر گزار اور مؤمن بندے کو عذاب نہ دے گا۔
کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر اور تم شکر گزار اور مؤمن ہو۔
= شَاكِرًا - قدر شناس - قدر دان -

يَا رَحْمَةً

لَا يُجِيبُ اللَّهُ

(٤٦)

النِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ

۱۴۸:۴ = لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ

لَا يُحِبُّ فعل نفی مضارع - اللَّهُ فاعل الْجَهْرَ مفعول

= الْجَهْرَ - مصدر - زور سے کہنا - ظاہر کرنا - اصل میں دیکھنے یا سننے میں کسی چیز کے کھلم کھلا ظاہر ہونے کا نام جہر ہے جَهْرَ (فتح) جَهْرًا اَوْ جَهْرًا اَوْ جَهْرَةً - جَهْرًا بِالْمَرْءِ - اعلان کرنا جَهْرًا بِالْقَوْلِ - آواز بلند کرنا - جَهْرَ الصَّوْتِ - آواز اٹھانا - كَلَّمْتُهُ جَهْرًا اَوْ بِالْجَهْرِ میں نے اس سے کھلے اور صاف الفاظ میں بات کی -

لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً - (۵۵:۲) کہ جب تک ہم خدا کو سامنے نمایاں طور پر نہ دیکھ لیں تم پر ایمان نہیں لائیں گے - اَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً (۱۵۳:۴) ہمیں نمایاں اور ظاہر طور پر خدا دکھا دو -

لَا يُحِبُّ اللَّهُ کا مفعول ہے الْجَهْرَ بِالسُّوِّءِ - بری چیز کا کھلم کھلا علی الاعلان اظہار - مِنْ الْقَوْلِ - کلام - زبانی - یعنی اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کہ کوئی بری بات علی الاعلان برملا کہی جائے = اِلَّا مَنْ ظَلَمَ - اِلَّا حَرْفُ اسْتِثْنَاءٍ - بعض کے نزدیک اِلَّا مَنْ ظَلَمَ میں استثناء منقطع ہے اور اس صورت میں اِلَّا مَنْ ظَلَمَ کا مطلب ہوگا فَلَا يُؤَاخِذُ اللَّهُ بِالْجَهْرِ بِهَا - البتہ مظلوم کے بری بات برملا کہنے پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرمائے گا -

اور بعض کے نزدیک یہ استثناء متصل ہے - اور اس میں مضاف محذوف ہے - اور آیت کا تقدیر یوں ہے - لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوِّءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا جَهْرًا مَنْ ظَلَمَ - یعنی سوائے مظلوم کے ظالم کو علانیہ بُرا کہنے کے اللہ تعالیٰ کسی کو پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی کو علانیہ بُرا کہے -

= سَمِيْعًا - مظلوم کے شکوہ کو سننے والا ہے

= عَلِيْمًا - ظالم کے ظلم کو بخوبی جاننے والا ہے -

۱۴۹:۴ = تَبَدُّدًا - مضارع جمع مذکر ناسر اصل میں تَبَدُّدٌ تھا - اِنْ كِي وَجِهٍ سے نون اعرابی گر گیا - اِبْدَاءً سے - تم ظاہر کرو -

= تَعَفُّوْا عَنَّا - عَفْوٌ سے جمع مذکر حاضر - یہ بھی اصل میں تَعَفُّوْنَ تھا - اِنْ شَرَطِيْهِ كِي وَجِهٍ سے نون اعرابی گر گیا - عَفَا عَنَّا - معاف کرنا - سزا نہ دینا - تَعَفُّوْا عَنَّا - تم برائی کو معاف کر دو - تم درگزر کرو - تم برائی کی سزا نہ دو -

= عَفْوًا - بروزن فَعْوًا عَفْوٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے - اور عَفْوٌ کے معنی برائی سے یا گناہ سے درگزر کرنے کے ہیں - عَفْوًا - بہت زیادہ معاف کرنے والا - یہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے

۴: ۱۵۱ = حَقًّا - بِمَعْنَى يَقِينًا. وَرَحِيقَتِ.

۴: ۱۵۳ = تَنْزِيلٌ - تَنْزِيلٌ مُضَارِعٌ كَاصْيَفٍ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ مُخْتَلَفٌ. تَوَاتَرًا لِأَنَّهُ تَوَاتَرُوا فِي تَنْزِيلِ بَرُوزِنٍ تَفْعِيلٌ - تَرْتِيبٌ أَوْ يَكْفِي بَعْدَ دِكْرِهِ تَفْرِيقٌ سَمَّا نَزَلَ كَرْنَا - أَتَارْنَا. تَنْزِيلٌ

منصوب بوجہ ان ناصبہ ہے۔

= الصَّعِقَةُ - سَجَلِي كِي كَرْك - صَاعِقَةٌ كَيْ فِضَا فِي سَمْتِ أَوَارٍ أَوْ هَوْنَاك دَهْمَا كَيْ هِي - بِمَعْنَى كَيْ هِي أَوْ كَيْ هِي أَوْ كَيْ هِي وَهِيَ أَوَارٌ عَذَابٌ أَوْ نَقْصَانٌ كَيْ سَبَبٌ بِنَ جَاتِي هِيَ أَوْ كَيْ هِيَ أَوْ كَيْ هِيَ مَوْتٌ بِمَعْنَى وَاقِعٌ يَجُوزُ هِيَ - لِهَذَا ان أَوَارٌ كَيْ وَجِبَ سَمْتِ صَاعِقَةٌ بِمَعْنَى أَوَارٌ - عَذَابٌ - مَوْتٌ تَمِينُ طَرَحٌ قَرَّانٌ فِي سَمْتِ هِيَ مَثَلًا وَبُرْسِي الصَّوَاعِقِ (۱۳: ۱۳) أَوْ

وہی بجلیاں بھیجتا ہے۔ - أَمَّا رُتُكُمُ صَاعِقَةٌ مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَتَمُودَ (۱۳: ۴۱) میں تم کو مہلک عذاب سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر وہ (عذاب) آیا تھا۔ اور فَاحْذَ تَكُمُ الصَّاعِقَاتُ (۲۴: ۵۱) سو تم کو (ایک ہولناک کڑک کے نتیجے میں) موت نے آپکڑا۔ صَاعِقَةٌ يَأْتُو صَاعِقَةً

يَصَعِقُ (سَع) کا مصدر ہے، بے ہوش ہونا۔ يَصَعِقُ سے بمعنی مذکور اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث ہے۔ بے ہوش کرنے والی۔

= بِظُلْمِهِمْ - اِي سَبَبِ ظُلْمِهِمْ - يَعْنِي لِسَبَبِ ان كَيْ ظَلَمَ كَيْ.

= ثُمَّ اتَّخَذُوا الْاِنْجِلَ - كَيْ بَعْدَ اِنْهَا مَحْذُوفٌ هِيَ يَعْنِي اِس كَيْ بَعْدَ اِنْهَا نِي بَجْهَرِي كُو اِنَا مَعْبُودٌ بِنَا لِيَا.

= عَجَلٌ - بِجَهْرٍ - كُو سَا - كَا نِي كَا بِجَهْرٍ - اِمَامٌ اَبُو مَنْصُورٍ ثَعَالِي نِي فَهِيَ اللُّغَةُ فِي كَا نِي بِي - كَيْ كَمَرِ كَيْ

لِحَاظِ سَمْتِ اِنَا اِسْتِعْمَالِ كَيْ هِي - (۱۱) عَجَلٌ بِجَهْرٍ الشُّبُوبِ جَوَانٌ - ۳ - فَارِضٌ كَمَرِ سَيْدِ = اَلْبَيِّنَاتُ - يَعْنِي اَلدَّلَاتُ اَلْوَاضِحَاتُ صَرِيحٌ اَوْ رَاضِحٌ دَلِيلٌ مِثْلًا عَصَا - يَدٌ بِيضَا

سمندر کا پھٹ جانا۔

= سُلْطَنًا مُّبِينًا - رُوشَنٌ مَعْجَزَاتٍ - وَاضِحٌ دَلَائِلٍ - يَارَعِبٌ وَدِدْبَةٌ - وَاضِحٌ غَلْبَةٍ.

۴: ۱۵۴ = رَفَعْنَا - بَابُ فَتْحٍ - رَفَعْنَا سَمْتِ مَاضِي جَمْعٌ مُتَكَلِّمٌ - هَمٌّ نِي بَلْبَدٌ كَيْ - هَمٌّ نِي اِطْهَا يَا - = وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ - هَمٌّ نِي بَلْبَدٌ كَيْ اِن كَيْ اَوْ كَيْ طُورٌ كُو - اِن كَيْ سَمْتِ طُورٌ كُو

معلق کر دیا۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو ان کے اوپر کھڑا کر دیا۔ کہ ان پر سایہ نگیں ہو گیا تاکہ وہ ڈر جائیں اور نقض عہد سے باز رہیں (الخازن) پہاڑ کے دامن میں بیٹھا لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال

پیدا کر دی گئی تھیں کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان کے اوپر آپرے گا۔

عہد سے مراد وہ میثاق ہے جو کوہ طور کے دامن میں بنی اسرائیل کے مائندوں سے لیا گیا تھا۔ (تفسیر القرآن مودودی)

اور ہم نے کوہ طور کی بلندیوں کے دامن میں ان سے عہد لیا تھا۔ (عبدالقدوس علی) صاحب المفردات لکھتے ہیں:-

الرَّفْعُ - (فتح) کے معنی بلند کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ یہ کبھی تو مادی چیز کو جو اپنی جگہ پر پڑی ہوئی ہو اسے اس کی جگہ سے اٹھا کر بلند کرنے پر بولاجاتا ہے جیسے فرمایا دَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ (۲: ۱۶۳) اور ہم نے طور پہاڑ کو تمہارے اوپر لاکھڑا کیا۔ یا آیتہ نہا۔ اور اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا - (۲: ۱۳) اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جس نے آسمان کو بدوں کسی سہارے کے جسے تم دیکھ سکو اونچا بنا کھڑا کیا۔

اور کبھی ناموری اور شہرت ذکر بلند کرنے کے لئے۔ جیسے فرمایا دَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴: ۹۴) اور ہم نے تمہارے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا۔

اور کبھی مرتبہ کی بلندی بیان کرنے کے لئے جیسے نَرَفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ (۱۲: ۷۶) اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

= بِمِيثَاقِهِمْ - میں ب سببیتہ ہے۔ یعنی بِسَبَبِ أَخَذِ مِيثَاقِهِمْ - ان سے پختہ وعدہ لینے کے لئے۔ الميثاق - پختہ عہد و پیمان جو قسموں کے ساتھ ہو کہ کیا گیا ہو وثق سے۔

= لَا تَعْدُوا - فعل نہی تم تعدی نہ کرو۔ تم تجاوز نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ عَدُوٌّ سے باب نصر۔

= السَّبْتِ - روزِ شنبہ۔ سینچر کادن۔ اہل یہود کے نزدیک سینچر کادن مہربک اور تعظیم کادن تھا۔ اور اس دن وہ اپنے کام کاج سے قطع تعلق رکھتے تھے۔ یہودیوں کا عزت و حرمت کادن انگریزی اور عبرانی شہادت کا عربی مترادف۔

اس روز ان پر بعض کام کرنے اور بعض نہ کرنے کے احکام عائد تھے۔ اسی طرف اس آیتہ میں اشارہ ہے کہ سبت کے روز اس کام کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ حدود جو مقرر کی گئی ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا۔

= مِيثَاقًا غَلِيظًا - پختہ وعدہ۔ غَلِيظٌ غَلِيظَةٌ صفت مشبہ سَخْتٍ شَدِيدٍ الْغَلِيظَةُ - بمعنی موٹاپن۔ گاڑھاپن۔ سخت پن۔ مَثَلًا فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ (۲۹: ۲۸) پھر

مولیٰ اور سخت ہوئی۔ اور پھر اپنی نال (تنے) پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

۴: ۱۵۵ = فَبِمَا - میں ب سببیت کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اور ما زائدہ ہے اور تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

= فَبِمَا لَقَضِهِمْ - نقض مصدر لَقَضُ سے یعنی توڑ دینا۔ لَقَضِ مضاف جم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ان کے توڑ دینے کی وجہ سے۔

= فَبِمَا لَقَضِهِمْ قِيَّتَانَهُمْ میں تقدیر عبارت یوں ہے فَبِمَا لَقَضِهِمْ قِيَّتَانَهُمْ لَعْنَتُهُمْ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت مسلط کر دی اور كَفَرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ اور قَتَلِهِمْ إِلَّا نُبِيَّاءَ بَغَيْرِ حَقٍّ - اور قَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ کا عطف فَبِمَا لَقَضِهِمْ قِيَّتَانَهُمْ پر ہے۔ یعنی وہ ہماری لعنت کے نیچے اس واسطے بھی آگئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات سے انکار کیا۔ انبیاء کو ناحق قتل کیا اور (گستاخانہ) یہ بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہو ہیں = غُلْفٌ - جمع۔ اس کا واحد اَغْلَفٌ ہے اصل میں لام پر ضمہ تھا جو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا۔ اَغْلَفٌ وہ چیز ہے جو کسی غلاف میں بند ہو۔ قُلُوبُنَا غُلْفٌ یعنی ہمارے دل غلافوں کے اندر بند ہیں تمہاری نسیحت کی رسائی ہمارے دلوں تک ناممکن ہے۔

= بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا - جملہ معترضہ ہے اور ان کے قول قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے جواب میں آیا ہے کہ ان کے دل غلافوں کے اندر کیا بند ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے (بوجہ ان کے کفر کے) اس لئے ان میں چھوڑے ہی ہوں گے جو ایمان لائیں گے۔

= طَبَعَ - اس نے مہر لگادی۔ اس نے چھاپ لگادیا۔ اس نے ٹھپہ لگادیا۔ (باب فتح) سے صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

۴: ۱۵۶ = وَبِكُفْرِهِمْ - کا عطف بھی فَبِمَا لَقَضِهِمْ قِيَّتَانَهُمْ آیتہ ما قبل پر ہے اسی طرح وَقَوْلِهِمْ دَسْوَانَ اللَّهِ کا عطف فَبِمَا لَقَضِهِمْ پر ہے۔ یعنی وہ بدیں سبب بھی مورد لعنت ہوئے کہ انہوں نے پیہم کفر کا ارتکاب کیا۔ (یعنی پہلے حضرت موسیٰ کا اور پھر حضرت عیسیٰ کا اور انہوں نے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور حضرت مریم پر بہتان عظیم باندھا۔

۴: ۱۵۷ = وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ کا عطف حسبِ بِالْأَنْبِيَاءِ لَقَضِهِمْ قِيَّتَانَهُمْ پر ہے۔

= مَا قَتَلُوهُ - سے لے کر آیتہ ۱۵۹ تک جملہ معترضہ ہے۔

= مَا صَلَبُوهُ۔ مَا نافیہ ہے۔ صَلَبُوا صَلَبٌ سے (باب ضرب) ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، ضمیر واحد مذکر غائب حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے انہوں نے اس کو سولی نہیں چڑھایا تھا۔
الصلب هو تعلیق الانسان للقتل۔ کسی انسان کو لٹکا دینا تاکہ وہ مرجائے یہ صلب ہے،
= شُبَّهَ۔ وہی صورت بنا دی گئی۔ مانند کر دیا گیا۔ تَشْبِيْهٌُ سے جس کے معنی کسی چیز کو کسی چیز کے مانند کر دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

وَلٰكِنْ شُبَّهَ لَهُمْ۔ بلکہ سولی چڑھانے کا معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ ان کو یوں معلوم ہوا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی چڑھا دیا۔ لیکن حقیقت میں حضرت عیسیٰ کو وہ نہ قتل کر سکے اور نہ ہی سولی پر چڑھا سکے۔ محض مصلوب کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی
= وَاِنَّ الَّذِيْنَ اٰخْتَلَفُوْا..... اِلَّا اَتْبَاعَ الظُّلْمِ يَرٰ اِنْ اٰخْتَلَفَ كَرْنِ وَالْوَلُوْنَ كَيْ مَتَعَلِقُ هَيْ
جو عیسائی تھے اور ان میں آپس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر کوئی متفق علیہ قول نہیں بلکہ ان میں بیسیوں اقوال ہیں جن کی کثرت اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصل حقیقت ان کے لئے بھی (یعنی نصاریٰ کے لئے بھی جنہوں نے یہود کے دعویٰ قتل و تصلیب پر پراعتبار کر لیا ہے) مشتبہ ہی رہی۔ کوئی فرقہ ان میں سے کہتا ہے کہ جس شخص کو صلیب پر چڑھایا وہ مسیح نہ تھا۔ بلکہ ان کی شکل کا کوئی اور آدمی تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر چڑھایا تو مسیح کو ہی تھا مگر ان کی وفات صلیب پر نہ ہوئی تھی۔

اور کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر موت مسیح کے جسم انسانی کی واقع ہوئی تھی مگر الوہیت کی روح جو اس میں تھی وہ اٹھالی گئی۔

اور کوئی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مسیح علیہ السلام جسم سمیت زندہ ہوتے اور پھر جسم سمیت اٹھائے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

= وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا۔ ان کی مندرجہ بالا غلطیوں کا قرآن حکیم نے ازالہ کر دیا۔ کہ یقیناً انہوں نے حضرت مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بس یہ حقیقت ہے اور پھر اس کی مزید تصریح کر دی بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف (جسمانی طور پر زندہ) اٹھالیا۔

۱۵۸:۴ = رَفَعَهُ كِي مَزِيْدُ تَشْرِيْحُ كَيْ لَيْ رَفَعْنَا ۴: ۱۵۴ كَيْ تَحْتِ مَلَا حِظْ هُو۔

۱۵۹:۴ = اِنْ نَافِيْہُ هُ۔

= بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ میں ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔

یعنی جب حضرت عیسیٰ زمین پر نزول فرمائیں گے تو ان کی طبعی موت سے قبل تمام اہل کتاب (یہودی

اور عیسائی (جو اس وقت موجود ہوں گے۔ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوں گے۔

بعض کے نزدیک اس کا مرجع اہل کتاب میں سے کا ہر فرد ہے لیکن اکثر مفسرین پہلے ہی قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

۱۶۰: ۴ = فَيُظَلِّمُ فِي بَاءٍ سَبِيئَةٍ هِيَ -

= لِيَصِدَّ هَيْمًا - صَدًّا - رُكْنَا - رُكْنَا - صَدًّا لِيَصِدُّ (نَصْرًا) کا مصدر۔ ان کے (لوگوں کو اللہ کے راستے سے) روکنے کی وجہ سے۔

= كَثِيرًا - نَاسًا كَثِيرًا - (بہت لوگوں کو) بھی ہو سکتا ہے۔ اور صَدًّا كَثِيرًا - (کثرت سے روکنے) بھی۔

۱۶۱: ۴ = نَهَوْا - نَهَىٰ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔ ان کو منع کیا گیا۔ ان کو روکا گیا۔

نَهَىٰ يَنْهَىٰ (فتح) وَنَهَىٰ يَنْهَىٰ نَهْوًا - اصل میں نَهَيْتُوا تھا۔ ماقبل مکسور کی وجہ سے یا، پر ضمہ دشوار تھا۔ اس لئے یہ ضمہ ماقبل کو دیا۔ اب تکی اور وَ ساکنین ہونے کی وجہ سے ہی گر گئی۔

= جو چیزیں باوجود پہلے حلال ہونے کے اب اہل یہود پر حرام کر دی گئی تھیں ان کی وہ ہات یہ چارجرائم تھے۔ ان کا ظلم کرنا۔ لوگوں کو راہ حق سے روکنا۔ سود کھانا۔ اور لوگوں کا مال ناحق ہڑپ کرنا۔

۱۶۲: ۴ = لَكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ - میں ہُم ضمیر جمع مذکر غائب آیہ ۱۶۰ میں الَّذِينَ هَادُوا کی طرف راجع ہے۔

= يُؤْمِنُونَ كَا فاعل تَأْسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اور الْمُؤْمِنُونَ ہیں۔

= الْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ - نماز کو عزم و اہتمام کے ساتھ پڑھنے والے۔ مُقِيمِينَ اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔

= الْمُقِيمِينَ كَا عطف الْمُؤْمِنُونَ پر ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق الْمُقِيمُونَ ہونا چاہئے تھا اسے اپنے مطوف علیہ کے خلاف اعراب کیوں دیا گیا۔ اس کے متعلق علماء نے متعدد جواب دیئے ہیں۔ لیکن سب سے بہتر وہ توجیہ ہے جو سیوریہ نے کی ہے۔ کہ مُقِيمِينَ پر نصب تعظیم کی

وجہ سے ہے۔ اور اس نے اس کی کئی مثالیں بھی دی ہیں و هذا اصح ما قيل فيه (قطبی)

= اُولَئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا - (یہی لوگ جنہیں ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے) اشارہ اُولَئِكَ کے مشارک الیہم لَأَسِخُونَ فِي الْعِلْمِ - الْمُؤْمِنُونَ - مُقِيمِينَ الصَّلَاةَ - مُؤْتُونَ

الزُّكُوَّةُ - الْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - هِيَ -

= مُؤْتُونَ - اسم فاعل جمع مذکر مانر - الْمُؤْتَى وَاحِدٌ اِنْتَاءٌ مصدر باب افعال - یسے دلے ادا کرنے والے۔

۴: ۶۳ - اَوْحَيْنَا - ہم نے وحی بھیجی - ہم نے حکم بھیجا - اِنْحَاءٌ - اِفْعَالٌ - سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم وَحَى مصدر - اشارہ سے بتانا - اشارہ سے بات کرنا - دل میں بات ڈالنا - لذت عربی میں وحی کا معنی اشارہ کرنا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَسُمْيَاً (۱۹-۱۱) پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ خدا کو صبح و شام یاد کرتے رہا کرو۔

لیکن اس کا اطلاق مختلف مفہوموں پر ہوتا رہتا ہے مثلاً ۱:- بطریق الہام کسی چیز کو دل میں ڈال دینا - جیسے وَادْحَيْنَا اِلَى اُمِّ مُوسَى اَنْ اَدْخِجِيهِ (۲۸: ۷) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔

(۲) اپنے طبعی اور غیر فطری فرائض کی انجام دہی کے لئے فطری طور پر ہدایت خالق کی طرف سے ہوتی ہے اور اسے وحی تسخیری بھی کہتے ہیں - جیسے وَادْحَى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (۱۶: ۲۸) اور تمہارے رب نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا۔

(۳) کسی کو پراسرار طریقہ پر کسی امر کی تعلیم دینے کو بھی وحی کہتے ہیں جیسے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِئِنَّ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (۷: ۱۱۳) اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) جنوں اور انسانوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملع باتیں ڈالتے رہتے ہیں۔

۴- شریعت میں کلمہ الہیہ کو وحی کہا جاتا ہے جو انبیاء و اولیاء کی طرف القا کیا جاتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں - مثلاً فرمایا:-

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوحِيْ بِاِذْنِهِ مَا يَشَاءُ - (۲۲: ۵۱) اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ خدا اس سے بات کرے - مگر الہام کے ذریعہ سے یا پردہ کے پھپھے سے - یا کوئی فرشتہ بھیج دے - تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القا کرے -

الہام کی مثال اُمِّ مُوسَى کے بارہ میں اوپر گزر چکی ہے۔
وحی کی دوسری دو قسمیں بذریعہ فرشتہ یا از پس حجاب بلا واسطہ یہ دونوں انبیاء کے لئے

مخصوص ہیں۔ وحی جو فرشتہ کے ذریعہ ہوتی ہے تو فرشتہ ظاہری آنکھوں سے نظر آتا ہے اور اس کا کلام سنائی دیتا ہے جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک معین شکل میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پیام رسالت پہنچایا کرتے تھے۔ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ کا کلام سنا تھا۔

ایک اور صورت وحی کی القاء فی الرُّوح یعنی دل میں کسی بات کا ڈال دینا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ رُوحَ الْقَدْسِ نَفَثَ فِي رُوحِي (روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی)۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انقطع الوحي وبقیت المبشرات رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ۔ کہ وحی تو منقطع ہو چکی ہے مگر مبشرات یعنی رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ باقی رہ گئے ہیں = اَتَيْنَا دَاوُدَ زَكُوًّا اِهْ كَا عَطَفَ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ پَرِهٖ اَيْتِ كِي تَقْدِيرِ كُو اِي لِي هٖ ! اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ (اَلِكُتُبِ) كَمَا اَتَيْنَا (اِي اَوْحَيْنَا اِلَى) دَاوُدَ زَكُوًّا۔

۱۶۴:۴ = رُسُلًا كَا عَطَفَ هٖي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ (آيَة مَاقِبَلِ) پَرِهٖ۔ اور (جيسے وحی بھي جي تم) دوسرے رسولوں پر۔ یہی صورت رُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُدْ كِي هٖ۔

۱۶۵:۴ = حُجَّةٌ عِذْرٌ مَّحْتٌ۔ جمع مَجْبَعٌ۔

= مُنْذِرِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب ڈرانے والے۔

= لَعَدَ الرُّسُلِ۔ یعنی نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کے بعد ان کی بعثت اور کتب سماویہ ان پر نازل کرنے کے بعد۔

۱۶۶:۴ = لَكِنِ اللّٰهُ لَيَشْهَدُ۔ آیات ماقبل کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ لَكِنِ اللّٰهُ سے پہلے عبارت انھم لَا يَشْهَدُونَ (یہ لوگ آپ کی رسالت کی اور کتاب اللہ کے نازل ہونے کی شہادت نہیں دیتے تو نہ دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔

= شَهِدَ ب۔ کسی کے متعلق شہادت دینا۔ شَهِدَ عِنْدَ الْحَاكِمِ بِفُلَانٍ اَوْ عَلٰی فُلَانٍ۔ اس نے حاکم کے سامنے فلاں کے متعلق یا فلاں کے خلاف شہادت دی۔

اللّٰهُ لَيَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اللّٰهُ تَعَالٰی گواہی دیتا ہے اس کتاب کی بابت (اس کے حق میں) جو اس نے نازل کی تمہاری طرف۔

= اَنْزَلَ لِعَلِمِهِ۔ کہ اس نے اتارا اسے اپنے علم سے۔ یعنی یہ کلام جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کی جلوہ گاہ ہے۔ (اس میں ان چیزوں کا علم ہے جس پر اس نے اپنے بندوں کو مطلع فرمانا چاہا)

جیسے ارشاد ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ۔ (۲: ۲۵۵) اور وہ اس کی منشاء کے بغیر کسی چیز کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ یہاں بھی علم سے مراد اللہ کا خاص علم ہے جو صرف وہی جانتا ہے۔ اور صرف اسی قدر اپنے بندوں کو دیتا ہے جتنا کہ وہ خود چاہے۔

۱۶۷:۴ = صَدُّوْا - صَدُّوْا سے انہوں نے روکا۔

۱۶۹:۴ = يَسِيْرًا - آسان - سہل - يُسْرًا مَادَّة - صفت مشبہ واحد مذکر منصوب۔

۱۷۰:۴ = وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ -

اِنْ تَكْفُرُوْا کے بعد فَهُوَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَتَضَرَّرُ بِكُمْ۔ اگر تم انکار کرو گے یا کفر کرو گے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے وہ تمہارے کفر و ایمان سے بالاتر ہے اور تمہارے کفر سے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔

۱۷۱:۴ = لَا تَغْلُوْا - فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر عَلُوٌّ (باب نصر) تم مبالغہ مت کرو۔ تم حد نہ بڑھو۔ تم زیادتی مت کرو۔

= عَلٰی اللّٰهِ - عَلٰی اکثر استعلاء کے معنوں میں آتا ہے جیسے حُمِلَ عَلٰی الدَّائِيَةِ -

جانور پر لادا گیا۔ يَا اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

لیکن یہاں صرف متعلق کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

= كَلِمَتُهُ - صاحب ضیاء القرآن نے کلمہ کی بڑی اچھی اور عام فہم تشریح کی ہے۔

فرماتے ہیں کلمہ کا لغوی معنی تو ہے ما یَنطِقُ بِهِ الْاِنْسَانُ جس کے ساتھ نطق کیا جائے

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا اطلاق حقیقی معنوں میں نہیں ہوتا بلکہ مجازاً ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ وجہ مجاز کیا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمہ کے اطلاق کی وجہ یہ ہے کہ ہر مولود کے دو سبب ہوتے ہیں

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کی تخلیق سے متعلق ہو اور وہ اپنی زبان قدرت سے کُنْ

فرما کر اذنِ ظہور دے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مادہ منویہ شکم مادر میں قرار پکڑے اور وقت معین گزرنے کے

بعد اس کی ولادت ہو۔

پہلا سبب اگرچہ حقیقی ہے لیکن نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس لئے اسے سبب بعید

کہہ لیجئے۔ اور دوسرا سبب کیونکہ عادی اور عام ہے اور اسے ہر ایک جانتا ہے مومن ہو یا غیر مومن

اس لئے اسے سبب قریب کہہ لیجئے۔ اب یہاں دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ سبب قریب

یعنی ماد، منویہ موجود نہیں۔ اس لئے اس پر سبب بعید یعنی کلمہ کُن کا اطلاق کر دیا۔ اور آپ کو کَلِمَةُ اللَّهِ يَا كَلِمَةُ مَنَّتُ کہہ دیا۔ اور عربی لغت میں سبب کا اطلاق مسبب پر عام ہوتا ہے جیسے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا انا دعوة ابی ابراہیم یعنی میں اپنے پدر بزرگوار ابراہیم کی دعا ہوں۔ حالانکہ آپ دعا نہ تھے دعا کا جواب تھے۔ دعا ابراہیم کی چونکہ آپ کی تشریف آوری کا سبب بنی تھی اس آپ پر دعا کا اطلاق کر دیا۔

نیز کلمہ کا لفظ بشارت اور آیت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا رہتا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ وہ بشارت ہیں جو حضرت مریم کو دی گئی۔ یا آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آیت (نشانیوں میں سے ایک روشن نشانی) ہیں۔

== دُوحٌ مِّنْهُ - ضیاء القرآن میں ہے: روح کا معنی ہے ما بہ الحیاتیۃ جس کے ساتھ زندگی قائم ہو۔ اور زندگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ حسی اور معنوی۔ حسی زندگی وہ ہے جس کے ذریعے چلنا پھرنا۔ بولنا سُننا۔ سمجھنا یاد کرنا وغیرہ قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں اور معنوی زندگی وہ ہے جس سے مکارم اخلاق رحم۔ محبت۔ سخاوت وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے اسی لئے قرآن حکیم کو بھی کئی بار روح کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ حیات معنوی کا سبب ہے۔ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا۔ (۵۲:۲۲) اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ پر روح یعنی قرآن نازل کیا حضرت مسیح کیونکہ حیات حسی اور معنوی دونوں کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کو بطورِ مبالغہ روح یعنی سراپا روح کہہ دیا۔ جیسے ہم بہت کسی خوبصورت انسان کو حُسنِ مجسم کہہ دیتے ہیں۔

المفردات میں ہے۔ کبھی روح کا اطلاق سانس پر ہوتا ہے۔ جیسے شعر ہے :-

وقلت له ارفعها اليك واحيها

بروحك واجعل لها قيته قرأ

تو میں نے کہا اے اٹھاؤ۔ اور قدرے نرم پھونک مار کر اسے سلگاؤ اور اس میں تھوڑا سا

ایندھن ڈال دو۔

کبھی روح کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ زندگی۔ حرکت۔ منافع کا حصول

اور مفرات سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔ آیت کریمہ: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ

مِنْ أَمْرِ رَبِّي (۸۵:۱۷) اور تجھ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو ان سے کہہ

دیجئے یہ میرے پروردگار کا حکم ہے۔

روح کے دیگر معانی۔ روح۔ جان۔ بھید کی بات۔ فیضِ غیبی بھی ہیں۔

کبھی روح کو آل کے ساتھ بطور معرفت حضرت جبریل کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جیسے
تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ (۴:۷۰) فرشتے اور جبریل اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ حضرت جبریل
کو رُوحُ الْقُدُّسُ (۲:۲) اور رُوحُ الْأَمِينِ (۱۹۲:۲۶) سے بھی ذکر کیا ہے۔

== مِنْهُ۔ اس سے۔ روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف جزئیت کی نہیں بلکہ شریف اور
تفضیل کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا اس چیز کے لئے شرف اور
فضل کا اظہار ہے۔ اور ایسی اضافت کا استعمال قرآن حکیم اور کلام عرب میں عام ہے۔ مثلاً
اللہ تعالیٰ شیطان کو فرماتے ہیں۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (۲۲:۱۵)
یعنی میرے بندوں پر تو قابو نہیں پاسکتا۔ بندے تو سب اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ مومن ہوں
کافر ہوں۔ نیک ہوں یا بُد۔ لیکن اطاعت شعار بندوں کی اضافت اپنی طرف کی اور
ان کو اپنا مخصوص اور مخلص بندہ ہونے کا شرف بخشا۔

یہاں بھی رُوحُ مِنْهُ یا روح اللہ کہہ کر اس خصوصی شرف و مقبولیت کا اظہار مقصود ہے
جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بارگاہِ الہی میں حاصل ہے مِنْهُ کے لفظ سے یہ کہنا کہ قرآن سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اللہ کی جزء ہیں بالکل ناحق ہے۔ کیونکہ آپ اس طرح جزئیت ثابت
کرنے پر لبّد ہوں تو پھر اس میں حضرت عیسیٰ کی خصوصیت باقی نہیں رہتی کیونکہ قرآن میں حضرت
آدم علیہ السلام کے متعلق صاف موجود ہے وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِي (۲۹:۱۵) میں نے اپنی روح آدم
میں بھونکی۔ صرف آدم ہی نہیں بلکہ تمام اولاد آدم کے متعلق ارشاد ہے ثُمَّ جَعَلْنَا نَسْلَهُ مِنْ سُلاٰتِ
مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا (۲۲:۸:۹) یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر پچھ آدم کو مادہ
منور سے تخلیق کر کے اور اس کے اعضاء درست کر کے اس میں اپنی روح بھونکی۔ صرف آدم اور بنی
آدم ہی نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کا جزو ماننا پڑے گا۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے وَسَخَوْنَاكُمْ مَّا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ (۱۳:۲۵) اس نے اپنی طرف سے تمہارے لئے جو کچھ
آسمانوں اور زمین میں ہے مطیع کر دیا۔ لہذا مِنْ رُّوحِي۔ مِنْ رُّوحِهِ۔ مِنْهُ کے الفاظ سے کسی چیز کی
جزئیت ثابت نہیں ہوتی۔ (ضیاء القرآن)

== اَلْعَهْدُ۔ اس کو ڈالا۔ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب جو کہ کلمہ کی طرف راجع ہے۔

== ثَلَاثَةٌ۔ تین۔ اسم عدد ہے اشارہ ہے عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث کی طرف۔

== اِسْتَهْوَا۔ تم رک جاؤ۔ تم چھوڑ دو۔ اِنْهَاءُ اِلْفِتْعَالُ، سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے

اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

۱۴۲:۴ = لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ - اسْتَنْكَافٌ سے مضارع نفی تاکید نَبْنُ باب استفعال سے صیغہ راند مذکر غائب۔ وہ ہرگز نہ۔ عار نہیں سمجھے گا۔ وہ ہرگز حقیر سمجھ کر سرتابی نہیں کرے گا۔ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ - مضارع مجزوم بالشرط۔ جو عار کرے گا۔ یا جو حقیر سمجھ کر سرتابی کرے گا۔ جو حقیر سمجھ کر غرور کے ساتھ سرتابی کرے گا۔

۱۴۳:۴ = فَيُؤْتِيهِمْ - تَوْفِيَةٌ (تفعیل) سے۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وہ ان کو پورا پورا دیگا۔

= اَجُوزَهُمْ - ان کا حق ان کا بدلہ۔ اَجُوزٌ جمع ہے اَجْرٌ کہ مفعول بہ فعل فَيُؤْتِيهِمْ کا۔

= اسْتَنْكَفُوا - اسْتِنْكَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ دیکھو ۱۴۲:۴ الم آیت ما قبل استنکف۔

۱۴۵:۴ = اِعْتَصَمُوا بِهِ - انہوں نے اس کو مضبوطی سے پکڑا۔ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا۔ اعتصام (افتعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔

۱۴۶:۴ = يَسْتَفْتُونَكَ - اسْتَفْتَاءٌ (استفعال) مضارع جمع مذکر غائب۔ كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ وہ آپ سے فتویٰ چاہتے ہیں۔ آپ سے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ آپ سے حکم پوچھتے ہیں اس کے بعد فی النکلاۃ محذوف ہے۔ یعنی کلالہ سے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں۔ چونکہ جواب میں کلالۃ کا ذکر آگیا اس لئے یہاں محذوف کر دیا گیا۔

= يُفْتِنِكُمْ - وہ تم کو فتویٰ دیتا ہے۔ حکم دیتا ہے۔ مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔

= النکلاۃ - وہ لوگ جو منقطع الطرفین ہوں یعنی نہ ان کے والدین ہوں اور نہ ان کی اولاد ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ کلالہ وہ میت ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ باپ۔ بعض اہل لغت نے لکھا کہ کلالہ اس وارث کو کہتے ہیں جو میت کا نہ باپ ہو نہ اولاد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کلالہ اولاد کے علاوہ دوسرے وارثوں کو کہتے ہیں۔

۱۴۶:۴ - اَنْ تَصِلُوْا - اَنْ نَاقِیہ ہے۔ کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تم بھٹک نہ جاؤ۔ تم ٹھیک راہ پر نہ چلو۔ صَلَیٌّ سے جمع مذکر حاضر۔ مضارع معوف۔ اصل میں تَصِلُوْنَ تھا۔ اَنْ نَاقِیہ کے سب سے نون اعرابی گر گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمَائِدَةِ

۱۵: اَذْفُوا - تم پورا کر دو۔ اِيْفَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع نذکر حاضر۔ اِيْفَاءٌ وَعْدَةٌ - وعدہ کا پورا کرنا
= عَقُودٌ - قول و قرار۔ عَهْدٌ وَوَيْمَانٌ - عَقْدٌ کی جمع۔ عقد کہتے ہیں ایک چیز کو ایک چیز میں
مضبوطی سے باندھنا۔ اور گرہ لگانا۔

یہاں اس سے مراد وہ تمام تکالیف شرعیہ اور احکام دینیہ ہیں کہ جن کی تعمیل بندوں پر لازمی
اور ضروری ہے اور اسی میں داخل ہیں امانات اور معاملات کے جملہ عہد و پیمان کہ جن کا پورا کرنا
واجب ہے۔

عقدہ - گرہ - معمہ - گنجلک امر۔

= بَهِيمَةَ الْأَنْعَامِ - بہیمہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں جس میں نطق نہ ہو۔ مالا نطق له
ر بلاغی بے زبان جانور۔ عرف عرب میں درندوں اور پرندوں کو اگرچہ وہ بھی بے زبان ہیں بہیمہ
نہیں کہا جاتا۔ مگر دوسرے چار پائے چیرنے والے جانور مراد لئے جاتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ہر چوپایا
کو بہیمہ کہا جاتا ہے (اسم لکل ذی اربع) اس صورت میں اس کی اضافت انعام کی طرف
بیانیہ ہے۔

أَنْعَامٌ نَعَمٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ دیگر
مولیٰ بھیڑ۔ بکری۔ گائے بھینس کو بھی شامل کیا جاتا ہے
اگر ان میں اونٹوں کو داخل نہ کیا جائے تو دوسروں کو انعام نہیں کہا جاسکتا۔

بَهِيمَةَ الْأَنْعَامِ - بے زبان مولیٰ قسم کے جانور۔

= غَيْرَ مُحَلِّي الصَّيْدِ - مُحَلِّي - اسم فاعل جمع نذکر۔ اصل میں مُحَلِّينَ تھا۔ بوجہ اضافت نون
حذف کر دیا گیا۔ مُحَلِّ - واحد اِخْلَالٌ - مصدر حلال قرار دینے کے لئے۔ اِخْلَالٌ کسی چیز کو

حلال بنا دینا۔ یا حلال قرار دینا۔ یا ذمہ داری سے باہر نکل آنا۔

حِلٌّ کا معنی ہے گرہ کھول دینا۔ کسی جگہ اترنے کی صورت میں عموماً سامان کھولا جاتا ہے اس لئے حلول کا معنی اترنا ہو گیا۔ اس مادہ سے جتنے مشتقات ہیں سب کے مفہوم میں کھولنے یا اترنے کا معنی ضرور پایا جاتا ہے۔

غَيْرُ حِلِّي الصَّيْدِ - شکار کو حلال قرار دینے والے نہ بنو۔ یعنی شکار کو حلال قرار مت دو

= وَأَنْتُمْ حُرْمٌ - وادّٰ حالیہ ہے۔ حُرْمٌ - حُرَامٌ کی جمع ہے احرام باندھنے والے یا حرم کے اندر داخل ہونے والے۔ حرم سے خانہ کعبہ مراد ہے۔ یعنی حیب کہ تم خانہ کعبہ کی حدود میں ہو۔

الْحُرْمُ کو حرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اس کے اندر بہت سی ایسی چیزیں حرام کر دی ہیں جو کہ دوسری جگہ حرام نہیں ہیں اور یہی معنی الشَّهْرُ الْحَرَامُ کے ہیں۔ دَجَلٌ حَرَامٌ وَ مُحَرَّمٌ وہ شخص جو حالت احرام میں ہو۔ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ - جب کہ تم حالت احرام میں ہو یا خانہ کعبہ کی حدود میں ہو۔

۲:۵ = لَا تَحِلُّوا - فعل نہی۔ تَحِلُّوا - إِحْلَالٌ (افعال) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، إِحْلَالٌ عہد و پیمان سے آزاد ہونا۔ أَحَلَّ الشَّيْءُ کسی چیز کو حلال کر لینا۔ اس کے متعلق حدود اور بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لینا۔ اس کا احترام (جو حدود اور بندشوں سے مستلزم ہے) نہ کرنا۔ بے حرمتی کرنا۔ (حسین محمد مخلوف مفتی الدیار المصریہ السابق - اپنی کتاب کلمات القرآن - تفسیر و بیان) میں "لَا تَحِلُّوا کا معنی لَا تَنْهَكُوا کہتے ہیں۔ اِنْهَكَ الشَّيْءُ بے عزتی کرنا۔ بیحرمتی کرنا۔

= شَعَائِرٌ - شَعِيرَةٌ کی جمع ہے شَعِيرَةٌ بَرُوزَانٌ فَعِيلَةٌ - بمعنی مَنْفَعَلَةٌ بمعنی مَشْعَرَةٌ ہے مَشْعَرَةٌ کے معنی نشانی کے ہیں۔ اور اِسْعَادٌ کے معنی علم میں لانے کے ہیں۔ ہر وہ شئی جو کسی چیز کا نشان ہو یا کسی علامت کو بتائے اسے شَعِيرَةٌ سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ شَعَائِرُ اللَّهِ عرف دین میں مکاناتِ ازمہ۔ علامات و اوقافِ عبادت کو کہتے ہیں۔ مکاناتِ عبادت مثلاً کعبہ۔ عرفہ، مزدلفہ۔ جمارِ ثلاثہ صفا و مروہ۔ ازمہ عبادت مثلاً رمضان۔ حرم کے مہینے۔ عید الفطر۔ عید النحر۔ جمعہ۔ ایام تشریق اور علاماتِ عبادت مثلاً اذان و اقامت۔ نماز باجماعت۔ نماز جمعہ و نماز عیدین۔ شَعَائِرُ اللَّهِ اللہ کی نشانیاں الْهَدْيُ - اسم معرف باللام۔ قربانی کا وہ جانور جو ماہِ حُرْمٍ میں حرم کے اندر قربانی کے لئے بھیجا جاتا ہے هَدْيٌ - هَدَايَةٌ سے بمعنی کسی چیز کا راستہ بتانا۔ کسی چیز کی طرف رہنمائی کرنا۔ هَدْيٌ وہ جانور جو حرم کی طرف لیجا یا جائے۔ ال سے اس کو مخصوص کر دیا گیا۔ اس جانور کے لئے جو قربانی کے لئے

= تَعَادَنُوا - تم آپس میں مدد کرو۔ تم آپس میں تعاون کرو۔ تَعَادَتٌ (تَفَاعُلٌ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= لَدَا تَعَادَنُوا - اصل میں تَتَعَادَنُوا تھا۔ ایک ت کو گرا دیا گیا ہے۔ نہی جمع مذکر حاضر۔ مت تعاون کرو۔ مت مدد کرو ایک دوسرے کی۔

= الْعُدْوَانِ - عَدَا يَعْدُو (نَصَرَ) سے مصدر ہے۔ ظلم و ستم۔ زیادتی۔ تعدی۔ حد سے گزر جانا۔

= عِقَاب - مار۔ عذاب۔ سزا۔ عقوبت۔ سزا دینا۔

عَاقِبَ يُعَاقِبُ کا مصدر ہے۔ عقاب وہ سزا ہے جو جرم کے سرزد ہونے پر دی جاتی ہے یعنی پہلے ارتکاب جرم ہوتا ہے اور بعد میں اس پر سزا ہوتی ہے۔ عقب پیچھے کو کہتے ہیں۔

۳:۵ = أَهْلًا - إِهْلَاكًا (افعال) سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پکارا گیا۔

ہلال نیا چاند۔ أَهْلًا - نیا چاند نکلا۔ نیا چاند دیکھتے وقت آواز لگانا یا پکارنا۔ حاجیوں کا بسک

کہنا۔ أَهْلًا بِذِكْرِ اللَّهِ - اس نے (کام کرتے وقت) اللہ کا نام لے کر پکارا۔

أَهْلًا ب کسی جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اللہ کا نام لے کر پکارنا۔ أَهْلًا لِحَيِّرِ اللَّهِ - پکارا گیا

غیر اللہ کے لئے۔ اس میں وہ جانور بھی شامل ہے جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر پکارا

جاتے۔ اور وہ جانور بھی جو اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے ناسرد کر دیا گیا ہو۔ خواہ بوقت ذبح بسم اللہ بھی پڑھی

جائے۔

= الْمُنْخَفِقَةُ - اسم فاعل واحد مؤنث۔ انخفاق (انفعال) مصدر۔ گلا گھونٹ کر مارا ہوا۔ گلا گھٹنے

سے مرنے والی۔ اسی سے مرض خناق ہے جس سے گلا گھونٹ جاتا ہے۔

لَمَوْقُوذَةً - وَقْدٌ - مصدر (باب صَرْبٍ) چوٹ کھا کر مرا ہوا۔ اسم مفعول واحد مؤنث۔

= الْمُتَرَدِّيَّةُ - اسم فاعل واحد مؤنث (باب تَفْعَلُ) وہ جانور جو اوپر سے گر کر ذبح کرنے سے

ہلے مر جائے۔ التردی (سرع) بمعنی ہلاکت۔ اور التردی (تفعل) اپنے آپ کو ہلاکت کے سامنے

پیش کرنا۔ قرآن حکیم میں ہے وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى - (۱۱: ۹۲) اور جب وہ جہنم میں گرے گا

و اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

تَرَدَّى فِي النَّيْرِ - کنویں میں گرنا۔ پس الْمُتَرَدِّيَّةُ اوپر سے گر کر مرا ہوا جانور

= النَّطِيحَةُ - صیغہ صفت بروزن فِعِيلَةٌ - بِمَعْنَى مَفْعُولَةٌ - نَطِيحَةٌ بِمَعْنَى مَنْطُوحَةٌ

نَطَحَ مصدر (فتح - ضرب) وہ جانور جو دوسرے کے سینگ کی چوٹ سے مرا ہو۔ نَطَحَ الثَّوْرُ

لیجایا جا رہا ہو۔

== اَنْقَلَاثًا - قَلَاثًا جمع قَلَاثَةٍ کی ہے وہ چیز جو گردن میں لٹکائی جائے۔ ہار۔ رسی۔ پٹہ۔ اَنْقَلَاثًا سے مراد ذَوَاتُ اَلْقَلَاثِ وہ جن کے گلے میں رسیاں یا پٹے ڈالے گئے ہیں۔ یہ ہڈی کی صفت میں ہے یعنی وہ جانور جن کی گردنوں میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں اور حرم کی طرف ذبح کرنے کے لئے لیجائے جائے ہیں۔

== اَمِيْنٌ - اَمٌّ کی جمع اَمٌّ ہے جس کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ اَمِيْنٌ قصد کرے ہوئے ہیں۔ (بیت الحرام کا) اسم فاعل جمع مذکر اَمٌّ (باب نصر) قصد کرنا۔

== الشَّهْرُ الْحَرَامُ - الْهُدَى - الْقَلَاثُ - اَمِيْنٌ سب شعائر اللہ کے معطوف ہیں۔

== اِذَا حَلَلْتُمْ - جب تم احرام سے نکلو حِلٌّ اور حَلَالٌ سے ماضی جمع مذکر ماضی۔

== اِصْطَادًا - تم شکار کر لو۔ تم شکار کر سکتے ہو۔ اِصْطِيَادٌ (اِفْتِعَالٌ) سے امر کا صیغہ جمع مذکر ماضی۔

یہاں امر سے یہ مطلوب نہیں کہ احرام سے باہر نکلنے کے بعد ضرور شکار کرو بلکہ مقصود یہ ہے کہ پھر تمہیں شکار کرنے کی اجازت ہے اور پہلے جو بندش لگائی گئی تھی غیر محلی الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حَرَامٌ اب وہ نہیں رہی۔

== لَا يَجْرِمَنَّكُمْ - فعل نہیں۔ واحد مذکر غائب تاکید بانون ثقیلہ۔ جَرَمٌ مصدر (باب ضرب) اگہ ضمیر مفعول۔ باعث نین بن جائے۔ برا لگینے نہ کرے۔ آمادہ نہ کرے۔

== شَنَّانٌ - دشمنی کرنا۔ بغض رکھنا۔ یہ مصدر سماعی ہے خلاف قیاس۔ اس کا فعل فَتَحَ اور

سَمِعَ دونوں آتا ہے۔ بغض۔ عداوت۔ دشمنی۔

== تَعْتَدُوا - تم زیادتی کرنے لگو۔ تم حد سے گذر جاؤ۔ اِعْتَدَاؤُ - (اِفْتِعَالٌ) سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

== لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَّانُ قَوْمِ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوا -

شَنَّانُ قَوْمٌ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل۔ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - وجہ عداوت

کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا جس کے لئے فعل کی نفی آئی ہے۔ اَنْ

تَعْتَدُوا کہ تم زیادتی کرو۔

اگر مخالفین کے ساتھ تمہیں مسجد حرام میں جانے سے روکنے کی وجہ سے رنج و عداوت ہے

تو یہ رنج تمہیں ان کے خلاف زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کر دے۔ معجم الوسیط میں اس کا مطلب لَا

يَخْمِلَنَّكُمْ بَعْضُ قَوْمٍ عَلَى الْاِعْتِدَاءِ عَلَيْهِمْ لکھا ہے۔

خَامِصًا پچکے ہوئے پیٹ والا آدمی۔

غَيْرُ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمِهِ۔ متخالف اسم فاعل واحد مذکر تَجَانَفٌ (تفاعل) مصدر۔ گناہ کی طرف میلان رکھنے والا۔ حق سے پھرنے والا۔ یعنی گناہ کی طرف میلان یا رغبت یا حق سے روگردانی محرک فعل نہ ہو بلکہ محض اضطراری و مجبوری اس کا باعث ہو تو مندرجہ بالا ممنوعات کا استعمال فوت لایوت کی حد تک جائز ہے اور اللہ غفور رحیم ہے اسے معاف کر دے گا

۵ : ۴ = عَلَّمْتُمْ۔ باب تفعیل تَعْلِيمٌ سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے سکھلایا۔ تم نے تعلیم دی۔
= الْجَوَارِحِ۔ شکاری جانور۔ زخمی کرنے والے۔ جَارِحَةٌ کی جمع جس کے معنی شکاری جانور کے ہیں۔ خواہ وہ پرندہ ہو از قسم باز۔ عقاب وغیرہ۔ یا درندہ از قسم کتا وغیرہ۔ یہ جَوْرَحٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں زخمی کرنا۔

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ كَالطَّيِّبَاتِ پر ہے اور مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ كَالطَّيِّبَاتِ کا عطف مضاف محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے وَالْحِلُّ لِكُلِّ صَيْدٍ مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ اور ان شکاری جانوروں کا کیا ہوا شکار بھی تمہارے لئے حلال ہے جنہیں تم نے سکھلایا اور سدھایا ہوا ہے۔

= مُكَلِّبِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ مُكَلِّبٌ واحد۔ تَكْلِيْبٌ (تفعیل) مصدر۔ شکاری جانور کو شکار کی تعلیم دینے والے۔ شکاری جانور کو شکار پر چھوڑنے والے مُكَلِّبٌ۔ کتا یا درندہ۔ بھونکنے والا جانور۔
مکلبین علمتکم کی ضمیر فاعل سے حال ہے یعنی جب تم سدھاتے ہوئے جانوروں سے شکار کر رہے ہو۔ تو ان سدھاتے ہوئے جانوروں کا شکار تمہارے لئے حلال ہے۔

= تَعْلَمُوْهُمْ فِيْ هُنَّ كِي ضَمِيْر الْجَوَارِحِ كِي طَرَفِ رَاجِعِ بے تم ان کو سکھاتے ہو۔ تم ان کو تعلیم دیتے ہو مِمَّا عَلَّمْتُمْ اللّٰهُ۔ جو اللہ نے تمہیں بتایا ہے۔ یا سکھلایا ہے یا جس کی اس نے تعلیم دی ہے۔
= اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ۔ جسے وہ پکڑ رکھیں تمہارے لئے۔

۵ : ۵ = مُحْصِنِينَ . مسافحین . متخذی اخدان . دیکھو ۴ : ۲۵ - ۲۶

= حَيْطٌ۔ اکارت گیا۔ ضائع گیا۔ باب سمع۔

۶ : ۵ = الْمَرْفِقِ۔ جمع۔ الْمَرْفِقُ الْمَرْفِقُ۔ واحد کُنِيَا۔ الْمَرْفِقُ۔ وہ چیز جس سے سہارا لیں۔ وہ چیز جس سے نفع اٹھایا جائے۔ اسی سے ہے مَرْفِقُ الدَّارِ۔ گھر کے منافع کی چیزیں۔ لوازمات خانہ جیسے کھانا۔ نلکا۔ باورچی خانہ۔ پائخانہ وغیرہ۔

= اَنْجَلَكُمْ۔ منصوب ہے لہذا اس کا عطف اَيْدِيكُمْ پر ہے

= جُنُبًا۔ دور۔ اجنبی۔ جنبی۔ جَنْبٌ سے بمعنی دور رہنا۔ دور کرنا۔ جنبی جسے جنابت لاتی ہو یعنی جس پر

وَنَحْوَهُ بِل كَا يَا اس جیسے سینگوں والے بانور کا سینگ سے مارنا۔

= السَّبْعُ - درندہ - واحد اسْبَعٌ وَسِبَاعٌ وَسَبْعٌ جمع -

= ذَكَيْتُمْ ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم نے ذبح کیا ذَكَيْتُمُ الذَّابِحَةُ اس نے جانور کو ذبح کیا
إِلَّا مَا ذَكَيْتُمْ (سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو) یہ استثنایا تو الْغَنَاقَةَ سے لے کر دَا
أَخَلَ السَّبْعُ تک جتنے جانور مذکور ہوئے ہیں سب کے لئے ہے اور جمہور نے اسی معنی میں اس
کو لیا ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے اگر اس جانور کو مرنے سے قبل ذبح کر لیا جائے تو وہ الْمُنْفَقَةُ
الموقوذة المترددة اور النطيحة کے معنی میں آتا ہی نہیں

یا یہ استثناء منقطع ہے جیسا کہ امام رازی نے تحریر کیا ہے کہ مذکورہ جانور حرام ہیں البتہ ان کے
علاوہ جو حلال جانور تم ذبح کر لو وہ تمہارے لئے جائز ہیں۔

الكلبي کا قول ہے کہ یہ استثناء صرف مَا أَكَلَ السَّبْعُ کے لئے ہے۔

= النَّصَبُ اسم مفرد - بُت - جمع نَصَبٌ بمعنى مَنصُوبٌ مَا لِنَصَبٍ وَ عِبْدٌ مِنْ دُونِ
اللَّهِ (المعجم الوسيط)

نصب کرنا۔ گاڑنا۔ کعبہ کے ارد گرد پتھر گاڑے ہوئے تھے جن پر بعض بتوں کے نام پر قربانی
کے جانور قربان کئے جاتے تھے اور ان کا خون ان پر چھڑکا جاتا تھا اور گوشت ان بتوں پر رکھا جاتا تھا
= تَسْتَقْسِمُوا - باب استفعال - تم قسمت معلوم کرو۔ تم بانٹو۔ تم تقسیم چاہو اسْتَقْسَمُوا
بمعنی تقسیم کا خواستگار ہونا، اور جوئے کے تیروں سے حصہ کی تقسیم چاہنا۔

= الْأَذْلَامُ - تیر - ذَكَوْا وَاحِدٌ - انلام سے وہ تیر مراد ہیں جن کے ذریعے مشرکین عرب کسی اہم
کام کو کرنے یا نہ کرنے کے متعلق فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے کسی پر آمونیا دینی
اور کسی پر نہائی دینی دکھا ہوا ہوتا تھا۔

= فَسِقٌ اسم فعل مصدر - گناہ - نافرمانی کرنا۔ حدود شریعت سے نکل جانا۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنا۔ وغیرہ

= يَتَسَبَّ - ماضی واحد مذکر غائب - وہ یوں ہوا۔ نا امید ہوا۔ (باب سجع)

= اضْطَرَّ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب - اضْطَرَّ اضْطَرَّ سے - وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ مجبور کیا گیا

وہ لاچار کیا گیا۔ باب افتعال ضَرَّ سے اصل میں اضْطَرَّ اضْطَرَّ ماقا تاء کو ط میں تبدیل کیا گیا۔

عام طور پر اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب انسان کو ایسے امر پر مجبور کیا گیا ہو جسے وہ ناپسند
کرتا ہو۔

= مَخْمَصَةٌ - اسم معنی الدجاعة - بھوک - ایسی بھوک جس سے پیٹ پک بوائے دَجَلٌ

غسل واجب ہو۔ جنبی کو جنب اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے نماز اور مسجد سے دور رہتا ہے۔ یہ لفظ واحد۔ تثنیہ۔ جمع۔ مذکر۔ مؤنث سب کے لئے یکساں بولا جاتا ہے۔

= الْغَائِطِ - قضائے حاجت کی جگہ۔ دیکھو ۴: ۲۳

= صَعِيدًا - زمین۔ خاک۔ دیکھو ۴: ۲۳

= حَرَجٌ - تنگی۔ مضائقہ۔ گناہ۔ اصل میں حَرَجٌ کے معنی ہیں کسی چیز کے مجتمع ہونے کی جگہ۔ ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی اور گناہ کو حرج کہا جاتا ہے۔

= مِيثَاقٍ - عہد۔ دَأْتَكُمْ بِهِ (جس کے پورا کرنے کے لئے) اس نے تم کو پابند کیا۔ مِيثَاقٌ مَوَاقِعُ دُونَ مَوَاقِعِ - کسی کو کسی معاہدہ کا پابند کرنا۔ مِيثَاقٌ - مِيثَاقٌ - جمع مِيثَاقٌ - رسی۔ زنجیر۔ بندش۔ اخلاقی بندش اسی سے وثیقہ (اقرار نامہ۔ تحریری معاہدہ وغیرہ) اور وثیقہ تالیس ہے۔

۵: ۸ = قَوَّامِينَ - جمع منصوب قَوَّامٌ واحد اگرچہ مبالغہ کا عینہ ہے لیکن اسم فاعل کے معنی میں ہے انصاف کے لئے کھڑے ہونے والے۔ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے۔ اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے۔

اللہ میں مضاف محذوف ہے اس کی تفسیر یوں ہے قَوَّامُونَ لِحُقُوقِ اللّٰهِ - اولاد امر اللہ اولادین اللہ - اولعہد اللہ۔

= شَهِدًا اَوْ بِالْقِسْطِ - حال من الضمیر فی قَوَّامِينَ بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا مومنو! انصاف کی گواہی دیتے ہوئے اللہ کے دین کے لئے یا اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ یا پہلے فقرہ پر عطف ہو سکتا ہے۔ کو نواس شہداء بالقسط اور انصاف کے ساتھ سچی گواہی دینے والے بن جاؤ۔

= وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ - دیکھو ۲: ۵

۵: ۱۱ = هَمَّةٌ - ماضی واحد مذکر غائب۔ هَمَّةٌ مصدر۔ باب نصر۔ اس نے ارادہ کیا۔ هَمَّةٌ بمعنى ارادہ عزم۔ جمع هَمَمَةٌ۔

= فَكَفَّ - اس نے روک دیا۔ كَفَّ مصدر باب نصر

۵: ۱۲ = لَعَنَّا - ہم نے بھیجے۔ ہم نے مقرر کئے۔ ہم نے اٹھائے۔

= لَقِيْبًا - اسم منصوب۔ سردار۔ قوم کی طرف سے ایفائے عہد کے ذمہ دار۔ قوم کے حالات کی تفتیش کرنے والا۔ ہر ایک کی پوچھ گچھ کرنے والا۔

نقیب اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے صحیح حالات سے باخبر ہو، اور ان کی بہتری اور برتری کا ذمہ دار

اور ان کے کردار پر کڑی نظر رکھنے والا ہو۔

== وَقَالَ اللَّهُ اِنِّي مَعَكُمْ - یہ خطاب نقیبوں سے ہے اس کی تقدیر یوں ہے وَقَالَ اللَّهُ لِلنَّبِيَّاءِ اِنِّي مَعَكُمْ - اور بعض کے نزدیک اس کی مخاطب بنی اسرائیل کی ساری قوم ہے۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے کیونکہ ضمیر اکثر قریب ترین اسم ماسبق مذکور کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اس کے بعد کلام کی نئے سرے سے ابتدا ہوتی ہے اور لَئِنْ سے لے کر سَوَاءَ السَّبِيلِ تک کلام قوم بنی اسرائیل سے ہے۔

== لَئِنْ اَقَمْتُمْ سے لے کر قَرْضًا حَسَنًا تک شرط ہے۔ جو ان پانچ امور پر مشتمل ہے اِقَامِ الصَّلَاةَ اِيْتَاءَ الزَّكَاةِ - اِيْمَانَ بِالرُّسُلِ - تَعْزِيْرَ الرُّسُلِ قَوْلًا حَسَنًا - اور لَا كُفْرَانَ سے لے کر الْاِنهَاءِ تک جواب شرط ہے۔

== عَزَّوَجَلَّ - تم نے ان کی مدد کی۔ تم نے ان کو قوت پہنچائی۔ تم نے ان کی تعظیم کی۔

تَعْزِيْرًا سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ وَاَوْ اِسْتِغَاثًا سے یعنی مہم ما قبل کی حرکت کو لمبا کرنے کے لئے۔

== لَا كُفْرَانَ - میں محو کروں گا۔ میں مٹا دوں گا۔ تَكْفِيْرًا سے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح چھپانے اور ڈھانپ دینے کے ہیں گویا وہ کبھی مٹتی ہی نہیں رہے۔ مَضَارِعًا بِلَامِ تَاكِيْدٍ وَنَوْنِ ثَقِيْلَةٍ صِيغَةً وَاحِدَةً مَكْتُمًا -

== سَوَاءَ السَّبِيْلِ - سیدھی راہ۔ راہ مستقیم۔ ہدایت و رشد کی راہ۔

۱۳:۵ = فَيَمَّا - میں بے سببیت اور مَالْفِطَانًا اِنْدَ اور مَنَّا کلام میں قوت و زور پیدا کرنے کے لئے ہے۔

== نَقَضْنَاهُمْ اِنْ كَانِ عَهْدُكُمْ كُنِيَ كَرِيْمًا - نَقَضُ مَصْدَرٌ - نَقَضَ يَنْقُضُ (نَصْرًا) تَوْرَدِيْنًا -

== لَعْنَتُهُمْ - ماضی جمع متکلم۔ ہم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب لَعْنَتٌ مَصْدَرٌ (بَابُ فَتْحٍ) ہم نے لعنت کی ہم نے رحمت سے دور کر دیا۔

اللَّعْنَةُ الْاِذْبَاعُ مِنَ الرَّحْمَةِ - لعنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں

== قَبِيْلَةٌ - اسم فاعل واحد مؤنث۔ سخت دل۔ سنگدل۔ ایسے کہ ایمان کے لئے نرم نہیں پڑتے۔

== خَائِنَةٌ - اس کی مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں۔

۱- یہ مصدر ہے بمعنی خیانت، دغا۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ تمہیں متواتر ان کی طرف سے خیانت کے ارتکاب کی اطلاع ہوتی رہے گی۔

۲- یہ اسم فاعل ہے اصل میں خَائِنَةٌ مَقْدَامَةٌ مَبَالِغَةٌ کے لئے آئی ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے تمہیں ہمیشہ ان میں سے کسی بڑے خائن کا علم ہوتا رہے گا۔

۳- خَائِنَةٌ صِفَتٌ ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے گویا آیت کی تقدیر یوں ہے۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ فِرْقَةٍ خَائِنَةٍ مِنْهُمْ - اور آپ کو اکثر ان میں سے کسی نہ کسی خیانت کرنے والی جماعت

کی اطلاع ملتی رہیگی :-

= لَا تَزَالُ - افعال ناقص میں سے ہے۔ تو ہمیشہ رہیگا۔ فاعل کے ساتھ استمرار فعل کے معنی دیتا ہے۔
= تَطَّلَعُ - تو خبردار ہوگا۔ تو اطلاع پائے گا۔ لَا تَزَالُ تَطَّلَعُ - تو ہمیشہ اطلاع پاتا رہیگا۔ تجھے متواتر اطلاع ملتی رہیگی۔

= وَاصْفَحْ - تو درگزر کر۔ صَفَحَ - (باب فتح) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

۱۴:۵ = فَأَعْرَبْنَا - ماضی جمع متکلم۔ ہم نے لگادی۔ ہم نے چسپاں کر دی۔ ہم نے ڈال دی۔
اعْرَاءُ سے جس کے معنی لگائیے۔ ڈالنے۔ رغبت دلانے اور چسپاں کرنے کے ہیں۔ مادہ غری
اغری بین القوم۔ ای افسد۔ اور اغری العداوة بینہم ای القی العداوة بینہم۔

قرطبی نے الاعراء بالشیء کا مطلب الاصاق من جهة التسليط علیہ لکھا ہے کسی چیز کا
اس طرف سے چسپاں کرنا جس طرف جوڑنے والی چیز لگی ہوئی ہو۔

۱۵:۵ = يَحْفُوا - مضارع واحد مذکر غائب عَفَوُ سے وہ معاف کرتا ہے۔ اس فعل کا فاعل
رَسُولُنَا ہے

= نُورٌ سے مراد رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن بھی ہے۔

۱۶:۵ = سَبِيلَ السَّلَامِ - سلامتی کی راہیں۔ يَهْدِيْ كَا مَفْعُولٌ ہے۔ اور يَهْدِيْ بَدٌّ میں ضمیر
ہ کِتَابٌ مُّبِينٌ - کی طرف راجع ہے۔

= بِاِذْنِهِ - بِتَوْفِيقِهِ - وِبِاِذْنِهِ۔

۱۸:۵ = الْمَصِيرُ - صَارَ يَصِيرُ (ضَرْبٌ) سے اسم طرف مکان۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا قرار گاہ
الْمَصِيرُ - مصدر بھی ہے۔

۱۹:۵ - عَلَى فِتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ - فِتْرَةٌ - اسم فعل - مصدر۔

دھیما ہو جانا۔ سست ہو جانا۔ کسی نبی کی شریعت کا دھیما پڑ جانا۔ اور آئندہ نبی کا اس وقت تک مبعوث
نہ ہوتا۔ دونوں کے درمیانی وقفہ کو فِتْرَةٌ کہتے ہیں۔ جب کوئی چیز چلتے چلتے رک جائے تو کہتے ہیں کہ
فِتْرَ الشَّيْءِ اور اگر کوئی کام پہلے بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہو اور پھر وہ بند ہو جائے تو اس کے لئے بھی فِتْرَ کا
استعمال ہوتا ہے۔ اور دونوں کے درمیانی زمانہ کو فِتْرَةٌ کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے۔ یعنی نبیوں کے
مدتوں تک آنے کے بعد۔

اِنَّ - مبادا۔

۲۱:۵ = لَا تَرْتَدُّوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم مت پھرو۔ تم مت لوٹ جاؤ۔ اِرْتَدَّ (اِذْتَعَالٌ)

بھیر جانا۔ لوٹ جانا۔

= علی ادبارکم ادبار جمع دُبر کی ہے بمعنی پیٹھ۔ پیٹھ کے کر پھر جانا۔ پیٹھ بھیرنا۔

= فتقلبوا۔ ف اول الذکر فعل کے انجام کو ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے

تنقلبوا۔ تم پھرو گے۔ تم لوٹو گے۔ یعنی پیٹھ بھیر کر مڑ نہ جاؤ ورنہ انجام اس کا یہ ہوگا کہ تم خسارہ کھانے والے بن کر لوٹو گے۔

۲۳:۵ = يَخَافُونَ اى يَخَافُونَ اللّٰهَ۔ اللہ سے ڈرنے والے۔

= اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا۔ یہ ان دو آدمیوں کی صفت ہے یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور وفاداری کی نعمت سے نوازا تھا۔

= اَدْخُلُوا عَلَیْمِ الْبَابِ۔ اى ادخلوا الباب علیہم ان پر (چڑھائی کرتے ہوئے) دروازے سے داخل ہو جاؤ۔

۲۶:۵ = فَاِنَّهَا۔ میں ہا ضمیر واحد مؤنث الارض المقدسة (آیہ: ۲۱) کی طرف راجع ہے

= يَتِيهُونَ۔ مضارع جمع نکر غائب۔ تَاهَ يَتِيهُُ تِيْهًُا رَضَوْبَ (وَتِيْهُانًا مصدر۔ سرگرداں گھومتے رہیں گے۔ يَتِيْهُُ۔ لق وودق بیابان۔ وہ بیابان جس میں مسافر گم ہو جائے۔

= فَلَا تَأْسَ۔ (باب سماع) تو غم نہ کھا۔ اصل میں تَأْسَى (اسی بمعنی غمگین ہونا سے) مقالام نہی کے آنے سے آخرے ی گری۔

۲۷:۵ = وَاَنْتَلُ۔ اى وانتل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَنْتَلُ۔ تو پڑھ تو تلاوت کر۔ تو پڑھ کر سنا۔ تِلَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد نکر حاضر۔

= عَلَیْمِ۔ میں ہم ضمیر جمع نکر غائب اہل یہود کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ انہیں رنج تھا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ان کو نبی بنا کر کیوں بھیجا گیا

= قَرَّبًا قُرْبَانًا۔ ماضی تثنیہ نکر غائب تَقَرَّبَ تَقَرَّبًا۔ مصدر۔ دونوں نے قربانی دی۔ تَقَرَّبَ تَقَرَّبًا

پیش کرنا۔ نزدیک لانا۔ قرب حاصل ہونے کی امید پر پھینٹ دینا۔ تقریب کا مادہ قُرْبٌ ہے

قربان اس چیز کو کہتے ہیں جو قرب خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہو۔ خواہ کوئی چیز ہو جاندار ہو یا بے جان یا

اعمال صالحہ اسلامی عرف میں اس ذبیحہ کو قربان کہا جاتا ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے

ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کی جمع قربان ہے۔

۲۸:۵ = بَسَطْتَ الْاِحْیٰ۔ تو نے میری طرف ابا تھم بڑھایا۔ تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ (یعنی مارنے

یا حملہ کرنے کے لئے)

۲۹:۵ = تَبَوَّأَ - تو حاصل کرے - تو سمیٹے - تو کمانے - تو لوٹے - تو پھر جائے - بَاءَ تَبَوَّأَ
کَبُوْءٌ - او تَبَوَّأَ -

= اَنْ تَبَوَّأَ بِاَيْتِي وَ اَيْتِيكَ (کہ تو ہی سمیٹ لے میرا گناہ اور اپنا گناہ) تیرا گناہ یعنی میرا
قتل اور میرا گناہ - اس نقصان کا گناہ جو اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے میرے ہاتھ سے
تجھے پہنچ جائے - (تفہیم القرآن) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بِاَيْتِي سے مراد مجذوف مضاف بِاَيْتِي
قَتَلْتَنِي (میرے قتل کرنے کا گناہ) یعنی اپنے سابقہ گناہوں میں تو میرے اس قتل کا گناہ بھی شامل
کر لے - یا بِاَيْتِي سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے سابقہ کردہ گناہ بھی تیرے کندھوں پر ہی
پڑ جائیں - اور مظلومیت کی وجہ سے ان کا یوحہ میرے کندھوں سے تیرے کندھوں پر چلا جائے
اور میرا قتل میرے گناہوں کا کفارہ بن جائے -

۳۰:۵ = طَوَّعَتْ - ماضی واحد متونث غائب - تطويع (تفخيل) سے اس (کے نفس) نے رغبت
دلائی - اس نے راضی کر لیا - اس نے آمادہ کر لیا - اس نے آسان کر دیا -

اس کے نفس نے تسویل و ترغیب سے اس پر آمادہ کر لیا اور وہ اس کام کے کرنے پر رضامند ہو گیا
۳۱:۵ = فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا - پس بھیجا اللہ نے ایک کوا - فِ اس فقرہ میں محذوف عبارت
پر دلالت کرتا ہے - علماء نے ما بعد کے فقرہ لِيُرِيْدَ كَيْفَ يُوَارِي سَرَّآةَ اَخِيْهِ (تاکہ وہ اسے
دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے) سے استدلال کیا ہے کہ بابل کے قتل کے بعد قابل
کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو مردار خور جانوروں درندوں پرندوں سے کیسے محفوظ کرے -
اسی الجھن میں وہ لاش کو کئی دن اٹھائے پھرتا رہا تا آنکہ اللہ نے کوا کا ایک جوڑا بھیجا ایک کو نے
دوسرے کو مار دیا اور پھر اپنی چوٹی اور پنجوں سے زمین کو کھود کر اس گڑھے میں مردہ کو لے کر دفن کر دیا
= يَبْحَثُ - مضارع واحد نکر غائب بَحْثٌ مصدر باب فتح سے بمعنی کریدنا - کھودنا - تلاش کرنا -
اسی سے بحث مشتق ہے کہ بحث میں بھی مختلف پہلوؤں کو لا کر اصلی نکتہ کو تلاش کیا جاتا ہے -

= لِيُرِيْدَ - (تاکہ اسے دکھائے) میں ضمیر منقول واحد نکر تو صاف طور پر تاویل کی طرف راجع ہے
لیکن ضمیر فاعل اللہ کی طرف یا کو لے کی طرف راجع ہو سکتی ہے -

= يُوَارِي - مضارع واحد نکر غائب وَاْرِي يُوَارِي مُوَارَاةً (مفاعلة) وہ چھپائے وہ چھپاتا
ہے - تَوَارِي چھپ جانا - جیسے حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ط (۳۲:۳۸) یہاں تک کہ (آفتاب) پردے
میں چھپ گیا - اَنْوَارًا - چھپے - پچھلی جانب - خلف - جیسے دَمِنَ وَهَاءِ اسْحَاقَ لِعَقُوْبٍ ط
(۱۱-۱۲) اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی -

= سَوَدَةٌ - لاش - عیب - فضیحت - مرد و عورت کی شرمگاہ کو بھی کہتے ہیں مادہ سَوَدٌ -
الْكَوْءُ - ہر وہ چیز جو انسان کو غم میں مبتلا کر دے اسے سَوء کہا جاتا ہے - خواہ وہ امور دنیوی کے قبیل
سے ہو یا آخری کے - اور عام اس سے کہ اس کا تعلق احوال نفسانیہ سے ہو یا بدنیہ سے -

= يَادِيْلَتِي مضاف مضاف الیہ اصل میں يَادِيْلَتِي تَحْتًا - ہائے میری بربادی - لیکن ندا کے وقت
افسوس اور حسرت کی آواز کھینچنے کے لئے ی کو الف سے بدل دیا - اور اس کے ماقبل کو یعنی ت کو
فتح دیدیا - اس طرح يُوْنَلْتَا ہو گیا لیکن ضمیر دانہ متکلم کو ظاہر کرنے کے لئے ی کو بدستور رکھ کر الف کو
اس کے اوپر لگا دیا -

وَيَلِيْ هَلَاكَتٍ بَرَادِي - عذاب کی شدت - عذاب دوزخ کی ایک دادی - وَيَلِيْ رَسُوَالِي
تباہی - کلمہ حسرت و ندامت -

= اَعْجَزْتُ - میں عاجز رہا - میں قاصر رہا (میں تو اس سے بھی قاصر رہا کہ اس کو بے کی مانند ہی ہوتا)
= اَجَلٍ - مصدر ہے اَجَلَكَ - واسطے - غرض - سبب - وجہ - مِنْ اَجَلِ ذٰلِكَ - اسی وجہ سے -
بایں سبب -

۳۲:۲۵ = مُسْوَفُوْنَ - اِسْرَافٌ سے حد اعتدال یا حد مقررہ سے آگے بڑھنے والے - بجا صرف
کرنے والے -

۳۳:۵ - يُنْفَوْا - مضارع مجہول جمع مذکر غائب نَفَى مصدر (باب ضَرَبَ) نَفَى يَنْفِي - يُنْفَوْا
ان کو نکال دیا جائے - نَفَى الرَّجُلِ مِنْ بَلَدِهِ - آدمی کو اس کے شہر سے شہر بدر کرنا -
۳۴:۵ = تَقْدِرُ وَاَعْلَمِيْمٌ - تم ان پر قادر ہو جاؤ - تم ان پر قابو پاؤ، تم ان پر قدرت حاصل کر لو باب
ضرب) مضارع جمع مذکر ماضی -

۳۶:۵ = لِيَقْتَدُوا بِهٖ - کہ اس کو قدیم کے طور پر ادا کریں (تاکہ روز قیامت کے عذاب سے نجات
حاصل کریں -

۳۸:۵ = كَسَبَا - ماضی ثنیتہ مذکر غائب - ان دونوں نے کمایا -

= نَكَالًا - اسم منصوب - عبرت - عبرتناک سزا دینا - نَكَلٌ يُنْكَلُ تَنْكِيْلًا (تفعیل) رسوا کرنا -
مہنگا دینا - اپنے سے ایک طرف گردینا

۴۰:۵ = لَا يَحْزُنْكَ - تجھے رنجیدہ نہ کرے - تجھے دگیر نہ کرے -

= يُسَارِعُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب - مُسَارِعَةٌ (مفاعلة) مصدر - جو ایک دوسرے کے
ساتھ دوڑ لگاتے ہیں اس میں دو گروہوں کا ذکر ہے الذین یسارعون فی الکفر - اور الذین ھا

اور اگر ایک ہی گروہ مثلاً الذین یسارعون فی الکفر مراد ہے تو پھر اس گروہ کے آدمیوں کا آپس میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کے لئے دوڑ لگانا ہے۔

= سَمِعُونَ - خوب کان لگا کر سننے والے جاسوس۔ سَمِعٌ سے مبالغہ کا صیغہ جمع مذکر سَمَاعٌ کی جمع - خوب کان لگا کر سننا۔ کبھی تو نقص بینی اور جاسوسی کے لئے ہوتا ہے اور کبھی قبول کرنے اور ماننے کے لئے۔ چنانچہ سَمَاعٌ کا استعمال جاسوس اور مطیع دونوں کے لئے ہوتا ہے، یہاں بھی دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے معنی اختیار کئے ہیں اور بعض نے دوسرے = لَلَّذِينَ فِي لَامٍ تَعْلِيلٌ مَعْنَى "كُو" بِيهِ اسکتا ہے اور معنی "کے لئے" بھی۔

اول الذکر میں اس کا مطلب ہو گا کہ وہ ہر قسم کے جھوٹ اور افتراء کو خوب کان لگا کر سنتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہو۔ اور مؤخر الذکر میں: کہ وہ کان لگا کر سنتے ہیں تاکہ نقص بینی سے کام لے کر اس میں کذب و افتراء کی آمیزش کر کے آگے سنائیں۔

= يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ - يُحَرِّفُونَ مضارع تحریف (تفعیل) سے۔ بدل دیتے ہیں۔ بگاڑ دیتے ہیں۔ الْكَلِمَ جمع ہے الْكَلِمَةُ کی۔ کلمہ کا صحیح ترجمہ بات ہے۔ جو قولی بھی ہو سکتی ہے جیسے میری بات سنو! اور فعلی بھی جیسے یہ بات کرو۔

یہاں بات قول کے معنوں میں ہے اور سے صریحاً اس سے مراد کلام اللہ ہے اللہ کی کلام یا اللہ کے احکام جن سے مراد وہ کلام یا احکام مراد ہیں جو تورات میں موجود تھے جیسا کہ آیت ۵: ۱۳ (اسی سورۃ کی آیت نمبر ۱۳ سے مترشح ہے) تو فقر کا مطلب ہو گا کہ یہ لوگ اللہ کے کلام میں تحریف کر دیتے ہیں = مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ فقرہ ماقبل کی تشریح میں آیا ہے یعنی یہ تحریف الفاظ کو یا احکام کو اپنی صحیح جگہ سے ادھر ادھر کر کے کرتے ہیں۔

مَوَاضِعِهِ مضاف مضاف الیه ہے اور ہ کی ضمیر الْكَلِمَ کی طرف راجع ہے۔ مَوَاضِعِ جمع ہے مَوَاضِعِ کی جو اسم ظرف مکان بھی ہو سکتا ہے اور اسم ظرف زمان بھی جیسا کہ عبد اللہ یوسف علی نے لیا، آیت ۵: ۱۳ میں يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ استعمال ہوئے ہیں اور آیت ہذا میں مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ لفظ بعد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مواضع ایک مخصوص حالت اختیار کر چکے ہیں۔ یا تو اللہ کی جانب سے ان کا صحیح محل متعین ہو چکا ہے۔ جیسا کہ مدارک التنزیل میں ہے: یمیلونہ عن مواضعہ التي وضعہ اللہ فیہا۔ علیحدہ کر دیتے ہیں کلام کو اس کے صحیح مقام سے جس میں اللہ نے اس کو متعین کیا ہے۔ یا بعد کے بعد لفظ علمہ محذوف ہے۔ کہ مواضع کے صحیح محل کا علم ہوتے ہوئے بھی کلام کو ان مواضع سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ مولوی محمد علی نے ترجمہ کیا ہے۔

اس آیت میں وَ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا کے شروع اور آخر میں علامت شیخ واقعہ ہوئی ہے

یہ وقف معانقہ کی علامت ہے۔ تفصیل کے لئے ۲:۲ لفظِ فِیْہِ ملاحظہ ہو۔

اگر قُلُوْبُهُمْ پر وقف کریں تو مِنَ الَّذِينَ سے نیا جملہ شروع ہو گا۔ اور یہ بیان فَاحْذَرُوْا تک چلا جائے گا۔ اور اگر الَّذِينَ هَادُوا پر وقف کریں تو مابعد کی عبارت فَاحْذَرُوْا تک الَّذِينَ لَا يَسْأَلُونَ اور مِنَ الَّذِينَ هَادُوا ہر دو کے متعلق ہوگی۔ یہی جمہور علماء و مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ ازاں بعد مَنْ يُرِدِ اللَّهُ سے لے کر مِنَ اللَّهِ شَيْئًا تک جملہ معترضہ ہے۔ اور اَوْلٰئِكَ الَّذِينَ سے لے کر عَذَابٍ عَظِيمٍ تک ان ہر دو گروہوں کی سزا مذکور ہے۔

= اِنْ اُوْتَيْتُمْ هٰذَا۔ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے (جو ہم تمہیں بتاتے ہیں) وَاِنْ لَّمْ تُوْتُوْهُ اور اگر یہ حکم (جو ہم نے بتایا ہے) تم کو نہ دیا جائے۔

= فَاحْذَرُوْا۔ تم بچ جاؤ۔ تم ڈرو (نہ مانو) (باب سمع) حَذَرٌ سے جس کے معنی کسی خوف کی بات ڈرنے اور بچنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= يَقْرَءُوْنَ۔۔۔۔۔۔ فَاحْذَرُوْا۔ صاحب مبیاء القرآن نے الکشاف کے حوالہ سے ایک خاص واقعہ بیان کیا ہے جس کی طرف اس فقرہ میں اشارہ کیا جا رہا ہے مختصراً :

خیبر کے دو اعلیٰ خاندانوں کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا۔ توراہ میں مندرجہ احکام کے مطابق علماء یہود نے ان کو رجم کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حکم کے لئے بھیجا۔ اور ان کو ہدایت کی کہ اگر حضور ڈرے لگانے اور منہ کالا کرنے کا حکم دیں تو مان لینا اور اگر رجم کا حکم دیں تو انکار کر دینا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے عالم صور یا کو حکم بنا کر تورات کا حکم ان پر صادر فرمایا اور ان کو مدینہ میں رجم کیا گیا۔

آیت کے مختلف جزویات کی تشریح کے بعد اس کا ترجمہ مطابق جمہور علماء یوں ہو گا :

اے رسول جو منافقین زبانی ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دل سے ایمان نہیں لائے

یا جو یہودی بن گئے ہیں ان ہر دو میں سے ان لوگوں پر تو ننگین اور دل گیر نہ ہو جو کفر کی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھ دوڑ لگا رہے ہیں یہ لوگ بڑے کان لگا کر تجھے سنتے ہیں کہ بعد میں اس میں

کذب و افتراء کی آمیزش کریں۔ اور آگے ان لوگوں کو جا کر سنائیں جو ابھی تک تیرے پاس خود نہیں پہنچے یہ لوگ کتاب اللہ کے الفاظ اور معانی کو ان کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل مواضع سے

بدل کر بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں ایسا حکم دیا جائے جیسا کہ ہم نے بتایا ہے

تو اس کو قبول کر لو۔ اور اگر اس سے مختلف ہے تو قبول نہ کرنا۔

مختلف الفاظ کے جو مختلف معنی اور تشریح میں بیان ہوئے ہیں ان کے مطابق بھی معانی درست ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ کا انتخاب اور پھر ان کی ترکیب استعمال مبدلہ مند بہ بالا معانی کو شامل ہے اور یہی کلام کا اعجاز ہے۔

= فَدْتَدَ - اس کا فتنہ اس کی آزمائش، اس کا امتحان۔ فتنہ۔ نیز بمعنی عذاب۔ بربادی۔ فساد
۴۲:۵ = اَكْلُونَ - بڑے کھانے والے۔ اَكَلَ سے مبالغہ کا صیغہ جمع مذکر ہے

= لِلشُّحْتِ - سُحْتٌ - حرام۔

۴۳:۵ = يُحْكِمُونَكَ - تحکیم (تفعیل) مصدر وہ آپ کو منصف بناتے ہیں۔ وہ آپ سے فیصلہ کراتے ہیں۔ کیف یحکمونک۔ وہ کیسے آپ کو منصف بناتے ہیں جبکہ..... اس میں

بھی اشارہ ہے مندرجہ بالا واقعہ زنا، کا۔ (۴۱:۵)

۴۴:۵ = اسَلَمُوا - وہ تابع ہوئے۔ وہ حکم بردار ہوئے۔ یعنی تورات کے احکام کے خود بھی فرماں بردار تھے۔ اور لوگوں کو بھی اسی کی تعلیم دیتے رہے۔

یہاں نبیین سے مراد وہ انبیاء ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے اور ان کی اپنی الگ کتاب یا شرع نہ تھی۔

= الرَّبِّيُّونَ - زاہد۔ خدا پرست۔ درویش۔ اشد و لے۔ مربی۔ مرشد۔ سریانی لفظ ہے اہل عرب کے کلام میں قلیل الوجود ہے۔

بعض کا نیال ہے کہ رب کی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک رب مصدر کی طرف منسوب یعنی ربانی وہ ہے کہ بر علم کی پرورش کرے۔ یا علم کے ذریعے اپنے نفس کی تربیت کرے۔

= اَحْبَارٌ - حَبْرٌ کی جمع۔ علماء

رَبِّيُّونَ اور اَحْبَارٌ کا عطف النَّبِيِّونَ پر ہے۔

یعنی اس کے مطابق حکم بردار مسلمان۔ انبیاء ربانیوں اور اجار یہودیوں کو پیروی کی تلقین کرتے رہے۔ یا اس کے مطابق فیصلے دیتے تھے۔

= اسْتَحْفِظُوا - باب استفعال۔ ماضی مجہول صیغہ جمع مذکر غائب۔ وہ نگران کھڑے گئے اسْتِحْفَاطٌ - نگہبان بنانا

= النَّبِيُّونَ - الرَّبِّيُّونَ - اَلْاَحْبَارُ - ہر فعل یَحْكُمُ کے فاعل ہیں۔

بِمَا اسْتَحْفِظُوا - صرف ربانیوں اور اجار کے لئے آیا ہے۔ النَّبِيُّونَ کی صفت اسَلَمُوا

سے پیشتر ازیں کر دی گئی ہے۔

لیکن بعض نے اسے ہر سہ گروہ کے لئے لیا ہے کیونکہ کتاب اللہ کی حفاظت ان سب کے

ذمہ کی گئی تھی۔

== فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ قَلِيلًا - اس میں مسلمانوں کو بھی تنبیہ کی جا رہی ہے کہ علمائے یہود کی طرح بادشاہوں اور امیروں سے ڈر کر تم بھی قرآن کے معانی میں ہیر پھیر شروع نہ کر دینا بلکہ ان کے ڈرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

۴۵: ۵ = فِيهَا مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْحَبِّ أَوْ الْمَوْتَرِ بِمَا نُزِّلَ اللَّهُ عَلَيْكُم مِّنَ الْقُرْآنِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

= الْجُرُوحُ - جُرْحٌ کی جمع - زخم۔

= قِصَاصٌ - بدلہ - ہر چوٹ کا بدلہ ویسی ہی چوٹ - قتل کا بدلہ قتل - عضو کا بدلہ عضو۔

= تَصَدَّقَ - اس نے خیرات کی - اس نے بخش دیا - ماضی معروف (تَقَعَلَ) واحد مذکر غائباً۔

إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ (۱۲: ۸۸) خدا خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے۔ وَآتَى

تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (۲: ۲۸۰) اور اگر (زر قرض) بخش دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔

= كَفَّارَةٌ - گناہ کا شرعی اتار - الْكُفَّارَةُ - جو چیز گناہ کو دور کر دے اور اسے ڈھانپ دے

اسے کفارہ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے ذَلِكْ كَفَّارَةٌ لِّأَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ (۵: ۸۹) یہ تمہاری

قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں کھاؤ۔

۴۶: ۵ = قَفَّيْنَا - ماضی معروف جمع مکمل - تَقْفِيَةٌ (تَفْعِيل) مصدر - پیچھے بھیجنا - پیچھے کر دینا

اس کا مادہ قَفَّأَ ہے - معنی گردن اور سر کا پچھلا حصہ - قَفُوْا - قَفُوْا - کسی کے پیچھے چلنا - پیروی کرنا

(اس معنی میں باب نمر سے مستعمل ہے)

تَقْفِيَةٌ دو مفعول چاہتا ہے - جیسے قَفَّيْتُ زَيْدًا أَعْمَرًا - میں نے زید کو عمرو کے پیچھے بھیج دیا

کبھی مفعول دوم پر ب آتا ہے - جیسا کہ آیت ہذا میں ہے قَفَّيْنَا بَعِيسِي - او (ان کے پیچھے) ہم نے

عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔

= عَلَىٰ أُنُودِهِمْ - ان کے نقش قدم پر - ان کے پیچھے پیچھے۔

۴۷: ۵ = وَ لِيَحْكُمَ - پس چاہئے کہ وہ ضرور فیصلے کریں - یا حکم دیں - امر کا صیغہ واحد مذکر غائباً

۴۸: ۵ = مَهَيْمِنًا - مَهَيْمِنًا - اسم فاعل واحد مذکر منصوب - بمعنی نگران - مشاہد مَهَيْمِنًا

مصدر - نگرانی کرنا - حفاظت کرنا - هَمَّنَ - مَادَةٌ - الْمُهَيْمِنُونَ - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے

نگران۔ حفاظت کرنے والا۔ مخلوق کے اعمال و ارزاق و آجال کا کفیل و ذمہ دار۔

= عَمَّا - جس چیز سے۔ اصل میں عَنْ مِمَّا تھا۔ نون کو میم میں مدغم کیا گیا۔

= لَا تَتَّبِعْ - تو اتباع نہ کر تو پیروی نہ کر۔

= وَلَا تَتَّبِعْ مِنَ الْحَقِّ - اور اس حق بات سے جو تمہارے پاس آگئی ہے پھر کراں کی

خواہشات کا اتباع نہ کر۔ (اگرچہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن یہاں مخاطب سے دوسرے لوگ

مراد لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ان کی خواہشات کا اتباع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

= كِلِّی - ہر ایک کے لئے۔ كِلِّی مِّنْكُمْ - تم میں سے ہر امت کے لئے۔ مراد امتِ موسیٰ و امتِ

عیسیٰ و امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین۔

= شِرْعَةً - بمعنی شریعت۔ لغت میں شریعت اس راستے کو کہتے ہیں جو پانی کی طرف لگانا ہو۔ اسی مناسبت

سے شریعت و شریعت اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو نجات دہین کی طرف راہنمائی کرتا ہو۔ اسی سے شاریت بمعنی

مام راستہ۔ شرک ہے۔

= مِّنْهَاجٍ - کھلا راستہ۔ واضح اور روشن راستہ۔ نہج مصدر۔ (باب فتح) لازم و متعدی

ونوں کے لئے آتا ہے۔ نَهَجٌ - مِّنْهَاجٌ وَ مِّنْهَاجٌ - تینوں ہم معنی ہیں۔

بعض کے نزدیک دونوں (شرعت و منہاج) کے معنی طریق کے ہیں۔ اور طریق سے یہاں مراد دین

ی ہے۔ لیکن جب لفظ مختلف ہوں تو متحد الفاظ کو تاکید کے لئے اکٹھا لایا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس کے نزدیک شریعت وہ ہے جس کو قرآن لے کر آیا ہو اور منہاج وہ سبیل یا راستہ جو

منت میں وارد ہوا ہے۔

= فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ فَ مَحذُوفٌ

بابت پر دلالت کرتا ہے یعنی تم ان باریکیوں اور جھگڑوں میں مت پڑو۔ بلکہ اللہ کے اس آخری دین۔ آخری

تاب اور آخری رسول پر ایمان لاکر نیکی کے میدان میں ایک دوسرے سے بازی لگانے کی کوشش کرو۔

۴۹:۱ = اَنْ يَفْتَنُوكَ - اَنْ - بمعنی مبادا۔ ایسا نہ ہو کہ۔ يَفْتَنُوكَ - مضارع منصوب جمع مذکر غائب

مَنْ سے۔ كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں۔

= فَاِنْ تَوَلَّوْا - (پس اگر وہ منہ پھیر لیں) سے مراد مخالفین اسلام ہیں۔ یعنی سہلگر بار بار نپوند نصاب

رفہائش و تنبیہ کے باوجود وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہوں۔

۵۱:۱ = يَكُوْكُهُمْ - مضارع واحد مذکر غائب تَوَلَّى (تَفَعَّلَ) اصل میں يَتَوَلَّى تھا۔ ضمیر هُمْ

لے آنے سے ہی گر گئی۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ جو ان سے محبت کرتا ہے۔ دوستی کرتا ہے

دل، بتا ہے۔ منہ دوڑنا۔ پیٹھ پھیرنا۔ اعراض کرنا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

۵۱:۵ = يُسَارِعُونَ فِيهِمْ - اسی يسارعون فی موردۃ الیہود والنصارى وموالا تم لانہم کا انڈا اہل شرک ولبیبا پر۔ اجنی یہود کی محبت اور دوستی کی طرف دوڑ دوڑ کر جاتے تھے کیونکہ وہ اہل شرک اور اہل دولت تھے۔

= دَائِرَةٌ - گردش۔ مصیبت۔ دَدُوْش سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ جس کے معنی چکر لگانا ہے۔ پھر مصیبت۔ گردش ز، ذکر بھی دائرہ، پارہ کہہ دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے دیتولص بکم اللہا علیہم دائرۃ المسرور (۹۸:۹) وہ تھا سے حق میں مصیبتوں کے منتظر ہیں ان ہی پر بڑی مصیبت واقع ہو۔

= اسْتَوُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے چھپایا۔ اسْتَوَاظ سے

۵۲:۵ = جَهَدَا يٰۤاٰنْبَاۤئِيْہِمْ - بڑی بڑی قسمیں۔ سخت سے سخت قسمیں۔ بہت کڑی قسمیں۔ بڑی کچی قسمیں۔

۵۳:۵ = اٰذَلَدٍ - نرم دل۔ کمزور۔ ذلیل۔ ذَلِيْلٌ کی جمع قلت۔

ذَلِيْلٌ کے معنی کبھی تو متواضع اور نرم دل کے ہوتے ہیں۔ (جیسا کہ یہاں مراد ہے) اور کبھی کمزور اور ذلیل کے۔

= اَعِزَّةٍ - زبردست۔ سخت (جیسا کہ یہاں مراد ہے) عزت والے۔ عزیز کی جمع۔

= لَوْمَةٌ لَّا تَبِيْءُ - لَامٌ يَكُوْمُ (نَصَرَ) لَوْمَةٌ مصدر۔ کسی چیز کو بُرا سمجھ کر ملامت کرنا (خواہ وہ چیز بری ہو یا نہ ہو) لَائِيْہِ اسم فاعل واحد مذکر۔

۵۵:۵ = وَ لِيْڪُمْ - تمہارا دوست۔ تمہارا مددگار۔

= يَتَوَلَّ - دیکھو ۵:۵۱۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ دوست رکھتا ہے۔

۵۹:۵ = تَنْقِمُوْنَ مِثْلًا - تَنْقَمُوْنَ جمع مذکر حاضر۔ تم انکار کرتے ہو۔ تم بیزیر کہتے ہو۔

تم عیب دیتے ہو ہم کو۔ نَقَمٌ سے۔ اِنْتَقَمَ مِنْهُ کسی سے بیر رکھنا۔ کسی میں عیب نکالنا۔ کسی سے بدلہ لینا۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْہُمْ فَاسْرَفْنَا مَرِيْعًا لِيْسَ (۳۶:۴) تو ہم نے ان سے بدلہ لیکر چھوڑا کہ ان کو دریا میں غرق کر دیا۔

= هَلَّا تَنْقِمُوْنَ مِثْلًا۔۔۔۔۔ الخ کیا تم ہم میں عیب نکالتے ہو یا ہم سے نفرت کرتے ہو۔ کیونکہ

ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

= ذَاۤتَ الْاَكْثَرِ كُمْ فَيَسْقُوْنَ (اور تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں) کا عطف اَنّ اَمْتًا پر ہے۔

واو حالیہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور حال ہے کہ اکثریت تم میں سے فاسقوں کی ہے۔ (لہذا تم کس بل یو

ہم میں عیب نکالتے ہو) باوجود اس کے کہ تم میں سے اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں۔ تھانوی (۶۰:۵ = اُنْبِئِكُمْ - میں تم کو بتاؤں - بَيِّنَةٌ سے مضارع واحد مکمل - کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مفعول -

= مَتَّوْبَةٌ - بدلہ جزا، ثواب - مَتَّوْبَةٌ باعتبار جزا و سزا یا ثواب کے بطور ثواب کے بحیثیت ثواب کے لغوی معنی سے ثواب اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کی جزا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عرف عام میں زیادہ تر نیک اعمال کی جزا کے لئے مستعمل ہے۔

= هَلْ اُنْبِئِكُمْ - ... عِنْدَ اللَّهِ - اللہ کے نزدیک جزا یا سزا پانے کے لحاظ سے ان میں سے کون بڑا ہے۔

ذَلِكَ کا اشارہ کس کی طرف ہے اس میں مختلف بیانات ہیں۔ صاحب تفسیر القرآن نے اس کا اشارہ فاسِقُونَ کیا ہے اور ترجمہ کیا ہے کیا میں ان لوگوں کی نشاندہ کروں جن کا انجام خدا کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے۔ ابن کثیر نے ذَلِكَ سے مراد فاسقین کا یہ گمان لیا ہے جو وہ اہل ایمان کے متعلق رکھتے تھے کہ غلط راستہ پر ہیں اور ترجمہ یوں کیا ہے۔

”تم جو ہماری نسبت گمان رکھتے ہو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے پاس بدلہ پانے میں کون بدتر ہے۔“

قریب قریب یہی معنی صاحب مدارک التنزیل نے لئے ہیں فرماتے ہیں

ذَلِكَ اِشَارَةٌ اِلَى الْاِيْمَانِ اِىْ بَشْرٍ مَّا نَقَمْتُمْ مِنْ اِيْمَانِنَا ثَوَابًا يَعْنِي هَمَّا اِيْمَانٍ پَرِ
جوزا ترتیب ہونے کا تم گمان کرتے ہو۔

مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ - ... السَّبِيلِ یہ هَلْ اُنْبِئِكُمْ کی وضاحت یہ ہے۔

۶۱:۵ = يَكْتُمُونَ - (جس کو وہ چھپاتے ہیں یعنی نفاق -

۶۲:۵ = الْعُدْوَانَ - عَدَا يَعْدُو کا مصدر ہے (باب نصر) ظلم و ستم۔ زیادتی۔

= السُّخْتِ - حرام۔ دیکھو ۶۲:۵

= لَوْلَا - اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لئے ہوتا ہے یعنی انہوں نے کیوں ایسا نہ کیا۔ کیوں اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔

اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر برا نگیختہ کرنے اور اکسانے کے لئے ہوتا ہے یہاں مضارع پر داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

(اس میں علمائے اسلام کو بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تاکید بلیغ ہے)

= لَوَاذًا..... السُّخْتِ کیوں نہیں رہتے اور اجبار اٹھ کھڑے ہوتے اور منع کرتے لوگوں کو گناہ اور عصیان کی باتوں سے اور حرام کھانے سے۔

۶۴:۵ = مَعْلُوكَةٌ۔ اسم مفعول۔ واحد مؤنث غَلٌّ۔ مصدر۔ (نَصْرًا) گردن سے بندھا ہوا۔ بند۔ بخیل۔ غَلٌّ کے معنی ہیں باندھنا۔ حکرنا۔ طوق۔ بیڑی۔ ہتھکڑی۔ پیٹ کی جلیں۔ بدخلق عورت وغیرہ۔ یہاں باندھنا اور حکرنا کے معنی مراد ہیں۔

= غَلَّتْ أَيْدِيكُمْ وَ لَعْنُوا۔ (بہ دو عانیہ کلمات م حکرے جائیں ان کے ہاتھ اور پھینکارہ دان پر۔ مَبْسُوطَاتِنِ۔ اسم مفعول۔ تشبیہ مؤنث۔ مَبْسُوطَةٌ۔ مفرد۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ فَرَاخٌ یَمِیْنًا۔ وہ بڑا کریم اور بڑا بے۔ بَسِيطَاتِیْنِ۔ سخی آدمی۔

= وَ لَیَزِيدَنَّ كُفْرًا۔ کُفْرًا۔ فعل بلا م تاکید و تون ثقیدہ۔ كَثِبُوا مِنَّا مَفْعُولٌ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن تَرْتِيبِكَ فَاعِلٌ۔ طُعْيَانًا وَ كُفْرًا۔ خبر۔

اور جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے اکثر کو مزید طعنان اور کفر میں دھکیل دیکر دیکھو کہ وہ بہت دہرمی سے مخالفت اور نافرمانی کرتے ہیں۔

= أَوْقَدُوا۔ انہوں نے آگ سلگائی۔ اِيقَادٌ (افعال) مصدر ماضی جمع نَكَرَنَابٌ۔ اَطْفَاها۔ اس نے اس کو بجھا دیا۔ اِطْفَاءٌ (افعال) سے مصدر ماضی واحد نَكَرَنَابٌ ہا تعمیر مفعول واحد مؤنث نَابٌ۔

۶۶:۵ = لَوْ أَنَّهُمْ آتَمُوا۔ اگر وہ (اپنے عمل سے) قائم کرتے۔ یعنی ان پر پورا پورا عمل کرتے۔

= لَا تَكَلُّوا۔ لام برائے تاکید ہے اَكَلُوا۔ انہوں نے کھایا۔ وہ ضرور کھاتے۔ وہ ضرور فراخی رزق پاتے

= مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ۔ اظہار مبالغہ کے لئے آیا ہے، یعنی ان کو اوپر سے اور نیچے سے

(یعنی ہر طرف سے) رزق کی فراخی اور کثرت نصیب ہوتی۔ جیسا کہ اور جگہ ارشاد ہے وَ كَوَّانَاتِ أَهْلِ الْقُرَى

الْمَنُورِ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَقَدْ نَحْنُ عَلَيْهِمْ بِبَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (۹۶:۶) اور اگر ان بستیوں والے

ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے (یعنی

ان کو بے شمار برکتوں سے نوازتے۔

= مُقْتَصِدَاتٍ۔ اسم فاعل واحد مؤنث۔ اِقْتَصَادٌ (افعال) مصدر۔ قصد مادہ۔ میدے راستہ

پر قائم۔ راستہ

۶۷:۵ = فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔ تو تو نے اس کی رسالت یا پیغام بری کا حق ادا نہیں کیا۔

= يَعْصِمُكَ - مضارع جمع نكرة غائب - عِصْمَةٌ مصدر (باب ضوب) لك ضمير مفعول واحد نكرة ماضية -
وہ تم کو بچالیکا۔

= اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ - اى لا يمكنهم مما يريدون بك - جو گزند تم کو پہنچانے
کے ارادے رکھتے ہیں۔ ان کی ان کو توفیق نہ دے گا۔

کافروں کو تمہارے مقابلہ میں کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا (تفہیم القرآن)
۶۸:۵ = لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ - تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ تم کسی اصل پر نہیں ہو۔ تم کسی دین پر تصور نہیں کئے
جاؤ گے۔

= فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ - آپ افسوس نہ کریں کافروں پر۔
فلا تحزن عليهم فان ضرر ذلك لاسحق بهم - آپ غم نہ کھائیں ان پر اس کفر کا بدلہ وہ خود ہی پالیں
(کشاف)

۶۹:۵ = اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِغُوْنَ وَالنّٰصِرِيْنَ مِنْ اُمَّتٍ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ -

آیت ہذا میں اگر الصّٰبِغُوْنَ کو اَنَّ کے تحت لیا جائے تو اس کو منصوب ہونا چاہئے تھا اور
الصّٰبِغِيْنَ ہوتا جیسا کہ آیت ۶۲:۲ میں ہے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں
اول تقدیر میں آیت یوں ہو - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنّٰصِرِيْنَ مِنْ اُمَّتٍ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صٰلِحًا - فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ - وَالصّٰبِغُوْنَ كَذٰلِكَ -
بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی جو مسلمان ہے) اور جو یہودی بنے - یا جو نصرانی ہیں ان میں سے جو
اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور
یہی حال صابیوں کا ہے۔

دوم یہ کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا کی خبر محذوف لی جائے اور النّٰصِرِيْنَ کو الصّٰبِغُوْنَ
پر معطوف سمجھا جائے - اور مِنْ اُمَّتٍ کو ان دونوں گروہوں کی خبر لیا جائے اس صورت میں معنی یہ ہوگی
بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوتے ان میں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان
لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا - اور نہ وہ غمگین ہوں گے - اور صابیوں اور نصاریٰ میں
سے جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ
غمگین ہوں گے۔

۷۰:۵ = لَا تَهْوَىٰ - هَوَىٰ (باب سماع) سے مضارع منفی واحد مؤنث غائب وہ نہیں چاہتی
ہے

وہ نہیں پسند کرتی ہے۔ هَوَىٰ۔ نفس کا خواہش کی طرف مائل ہونا۔

= بِمَا كَذَّبْتُمْ هَؤُلَاءِ۔ ایسا حکم لے کر جسے ان کے نفسوں نے (یعنی انہوں نے) پسند نہ کیا۔

= فَرِيقًا۔ یعنی رسولوں کے ایک گروہ کو۔

= فَذَنَّبَهُ۔ آفت، مصیبت، عذاب۔ فَذَنَّبَ سے جسکے اصل معنی سونے کو آگ میں پتا کر کھرا کھوٹا جانچنا۔ یا آگ میں ڈالنا۔

قرآن مجید میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات مختلف معنی میں استعمال کئے گئے ہیں۔

۷۲:۵ = لَقَدْ كَذَرَ كَافِرًا عَلَى الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ..... ابْنُ مَرْيَمَ هُوَ يَعْزُبُ عَنْ جَنَّةٍ لَّيْسَ لَهَا فِيهَا نَارُ - یہ کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہے۔ وہ کافر ہو گئے۔

۷۳:۵ = ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ - تین (خداؤں) میں سے تیسرا (خدا) ہے۔ تین خدا۔ اللہ۔ دوسرا مسیح۔ تیسرا۔ حضرت مریم یا روح القدس۔

۷۵:۵ = اِنِّي يُؤْفِكُونَ هِ اِنِّي۔ جہاں۔ کیونکر۔ جب۔ اسم طرف زمان و مکان۔ طرف زمان ہو تو معنی متنی (جب۔ جس وقت) طرف مکان ہو تو معنی آئین۔ (جہاں۔ کہاں)

اور استفہامیہ ہو تو معنی کَيْفَ۔ (جیسے۔ کیونکر۔ يُؤْفِكُونَ مضارع مجہول جمع مذکر غائبہ اِفْكَ سے۔ (باب ضرب) پھیرے جاتے ہیں۔ بھٹک رہے ہیں۔ اٹھے پھر رہے ہیں۔ اِفْكَ۔ جھوٹ۔ بہتان۔ کسی شے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے۔ پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا ہے۔

بعض دفعہ فعل مجہول اس لئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر کیا جاسکے کہ فاعل نے فعل کو اس تیزی سے اور اندھا دھند کیا۔ گویا اس کا فعل اس کے اختیار سے باہر تھا۔ یا اس کے پس پشت محرک فعل کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے۔

اس کی دیگر مثالیں۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ اِلَيْهِ۔ (۱۱-۷۸) اور اس کی قوم اس کی طرف بھگٹ ڈوڑ کر آئی۔

اور وَالْفِي السَّحْرَةِ سَاجِدِينَ (۷:۱۲۰) اور جادوگر (بے اختیار) سجدے میں گر پڑے۔ ۷۷:۵ = لَا تَعْلَمُوا۔ تم مبالغہ نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ تم علومت کرو۔ غَلُّوا (نَصَرَ) کے معنی ہیں حد سے گذرنا۔ مضارع نہیں جمع مذکر حاضر۔

= صَلُّوا۔ فعل لازم۔ وہ گمراہ ہو گئے۔ وہ گمراہ ہوئے۔

= اَضَلُّوْا۔ فعل متعدی۔ انہوں نے (دوسروں کو) گمراہ کیا۔

۵: ۸۔ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر۔ یعنی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنی زبان سے ان کے لئے بد دعا کی اور وہ ملعون ہوئے۔ یعنی اللہ کی مہنگا کاران پر پڑی

= عَصَوْا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔

= كَانُوا يَعْتَدُونَ۔ وہ حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔ زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ ماضی استمراری جمع مذکر غائب۔

۵: ۹۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ۔ وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کیا کرتے تھے۔ ماضی استمراری نہی۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔

۵: ۸۰۔ يَتَوَكَّلُونَ۔ دوستی رکھتے ہیں۔ تَوَكَّلَ سے بمعنی دوستی رکھنا۔ منہ موڑ لینا۔ اعراض کرنا الفاظ اضداد میں سے ہے۔

= سَخِطَ۔ (سَمِعَ) وہ غصہ ہوا۔ وہ ناراض ہوا۔

اِنَّ سَخِطَ اللّٰهُ..... خَالِدُونَ۔ یہ قَدَّ مَتَّ کی تعریف ہے یعنی انہوں نے کیا آگے بھیجا۔ (۱) اللہ کی ناراضگی (۲) دائمی عذاب۔

۵: ۸۱۔ النَّبِيِّ۔ سے یہاں مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے صریحاً حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ اگر کہہ ہودی صحیح طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو مانتے تو وہ کبھی بھی مخالفین رسول اکرم سے محبت یا تعلق نہ رکھتے۔

= اِتَّخَذُوْهُمُ۔ میں ضمیر ہم جمع مذکر غائب (الَّذِينَ كَفَرُوا) کی طرف راجع ہے

۵: ۸۲۔ لَتَجِدَنَّ۔ مضارع بلام تاکید و نون ثقیدہ۔ تو ضرور پائے گا۔

= لَتَجِدَنَّ۔ فعل بافاعل۔ اَلَيْهٖمُودٌ۔ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا دونوں مفعول۔ اَشَدَّ النَّاسِ..... اٰمَنُوْا۔ حال۔ یعنی تو ضرور پائے گا اہل یہود اور مشرکین کو ایمان والوں کی عداوت میں تمام لوگوں سے سخت ترین۔

اسی طرح دوسرے فقرہ کا بھی ترجمہ ہوگا۔ اور تو ضرور پائے گا ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ایمان والوں کی دوستی میں ان سب سے قریب ترین۔

= قَتِيْبِيْنَ۔ جمع منصوب۔ قَتِيْبُوْنَ۔ جمع مرفوع۔ اس کی واحد قَتِيْبٌ اور قَتِيْبِيْسٌ ہے۔

معنی عیسائی عالم۔ یا درویش۔ یہ سریانی لفظ ہے۔

== زُهْبَانٌ - زاهدانِ اہل کتاب - اہل کتاب کے درویش -
 دَاهِبٌ - واحد - جیسے فَارِسٌ کی جمع فُرْسَانٌ اور رَاكِبٌ کی جمع رُكْبَانٌ ہے
 راہب اس عبادت گزار کو کہتے ہیں۔ جو دنیا کے ہنگاموں سے الگ تھلک خالق ہوں اور مجروں
 میں مصروف ذکر و فکر رہتا ہے۔

علامہ قرطبی نے رہبانیت کی یوں تشریح کی ہے۔
 الزُّهْبَانِيَّةُ وَالتَّرَهُّبُ التَّجِدُّ فِي صَوْمِ مَعَةٍ -
 قِسِّيْنٍ اور زُهْبَانًا - اَنَّ کے عمل کی وجہ سے منصوب ہیں۔

يَا رَءُوفُ
وَإِذَا سَمِعُوا
الْمَاءَ يَدْعُونَ بِهِ وَالْأَنْعَامُ

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَى الرَّسُولِ

۵: ۸۳ = تَفِيضٌ - فَاصٌ يَفِيضُ فَيْضًا - (ضَرْبٌ) سے مضارع واحد مؤنث غائب - وہ بہتی ہے - وہ جاری ہوتی ہے - فَاصٌ الْمَاءِ کے معنی ہیں کسی جگہ سے پانی کا اچھل کر بہ نکلنا - یہاں آسویوں کے آنکھوں سے بہنے کے لئے آیا ہے -

= الدَّعِجُ - آسُو - اشک - واحد - دُمُوعٌ وَأَدْمَعٌ جمع -

= رَبَّنَا سے جو کلام شروع ہوا تھا وہ آیت ۸۲ کے اختتام پر الصَّالِحِينَ پر ختم ہوتا ہے -
۵: ۸۴ = فَأَنَّا بِهِمْ - فَ سببیہ ہے - أَنَّا بِئْسَ يَثِيبٌ إِنَّا بَلَّهٗ (باب افعال) بدلہ دینا انعام دینا - ثواب دینا - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - اس نے ان کو بدلہ یا انعام دیا - یہاں ماضی مستقبل کے معنی میں مستعمل ہوا ہے - یعنی وہ ان کو بدلہ دے گا - انعام دے گا -

= جَنَّتِ فِيهَا - أَنَّا بَلَّهٗ کا مفعول ثانی

۵: ۸۹ = عَقَدْتُمُ الْاٰیْمَانَ - عَقَدَ يُعَقِّدُ لِعَقِيدَةٍ (باب تفعیل) ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر - تم نے پختہ کیا - تم نے مضبوط کیا - تم نے گرہ باندھی - الْاٰیْمَانَ - اٰیْمَانٌ کی جمع - قسمیں معاہدے - یعنی وہ قسمیں جن کا تم نے پختہ اقرار کر لیا ہے - جو نیتاً و ارادۃً تم نے اٹھائی ہیں -

= تَحْرِيرٌ - (باب تفعیل) مصدر ہے آزاد کرنا - کسی کو مسجد کی خدمت یا خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دینا - جیسے نَذَرْتُ لَكَ سَانِي بَطْنِي مُحَوَّرًا (۳۵: ۳) جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو تیری نذر کرتی ہوں - لکھنا - تحریر کرنا - وغیرہ - یہاں آزاد کرنے کے معنی میں آیا ہے -
الْحُرُّ - آزاد مرد -

= رَقَبَةٌ - گردن - جان - غلام - رقبہ اصل میں گردن کو کہتے ہیں - پھر جملہ بدن انسانی کے لئے استعمال ہونے لگا - اور عرف میں یہ غلاموں کا نام پڑ گیا - جس طرح الفاظ راسخہ اور ظہور کا استعمال سواروں کے لئے کیا جانے لگا - تَحْرِيرٌ رَقَبَةٍ کے معنوں میں اور جگہ فَكُّ رَقَبَةٍ بھی آیا ہے
۵: ۹۰ = اَلْمَيْسِرُ - اسم و مصدر - جوا - جوا کھیلنا - قمار بازی -

يُسْرًا سے - يُسْرًا کے معنی آسانی - اور سہولت کے ہیں یہ عُسْرًا کی ضد ہے - چونکہ جوا کھیلنے میں بھی مال آسانی اور بلا کلفت حاصل ہوتا ہے - اس لئے اس کو اَلْمَيْسِرُ کہا جاتا ہے -

= اَلْاٰنصَابُ - نَصَبٌ کی جمع - بٹ - وہ تمام چیزیں جو عبادت کے لئے نصب کی جائیں - خواہ وہ مورتی ہو یا پتھر - یا اور کچھ - ان کو انصاب کہا جاتا ہے - یہاں انصاب سے مراد وہ پتھر ہیں جو حرم

میں کعبہ کے ارد گرد نصب تھے اور کفار ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیتے اور گوشت ان پتھروں پر رکھ دیتے۔ جسے قرآن مجید نے حرام فرمایا۔ دیکھو ۵: ۳۔

= الْأَنْلَامُ - تیر - تیر پھینک کر شگون لینا۔ دیکھو ۵: ۳

= رِجْسٌ - ناپاک، پلید، گندہ۔ عَقُوبَةٌ - عذاب۔ بِلَا - اَرْتَجَسُ - جمع (حرمت شراب کے متعلق ملا حظ

ہر - (۲۱۹: ۲)

۹۱: ۵ = يُوقِعَ - مضارع واحد مذکر غائب اِيقَاعٌ (افتعال) مصدر۔ وہ ڈال دے۔ مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ ہے۔

= يَصْدُكُمُ - وہ تم کو روک دے۔ صَدٌّ مصدر۔ كُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔

= مُنْتَهَوْنَ - باز آنے والے۔ منع ہو جانے والے۔ رُكٌّ بانے والے۔ اِنْتَهَاءٌ (افتعال) مصدر اصل میں مُنْتَهِيُونَ تھا۔ مادہ نَحَى

۹۲: ۵ = اِحْذَرُوا - باب سَمِعَ - حَذَرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم ڈرو۔ تم بچو۔

= تَوَلَّيْتُمْ - تَوَلَّى سے۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ تم پھر گئے۔ تم نے منہ موڑ لیا۔ تَوَلَّى کا معنی والی ہونا۔ حاکم ہونا بھی ہے۔

۹۳: ۵ = اس آیت میں الفاظ - اٰمَنُوْا - عَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ - اتَّقَوْا - بہ تکرار استعمال ہوئے ہیں بعض کے نزدیک یہ تکرار تاکید و مبالغہ کے لئے ہے اور ایمان و تقویٰ اور ان پر مزید درجہ احسان حاصل کرنے کے لئے ابھارنے اور جوش دلانے کے لئے ہے

اور بعض کے نزدیک عَلَى الَّذِينَ کے متصل اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ زمانہ ماضی کے متعلق ہے یعنی وہ لوگ جو صاحب ایمان تھے اور نیک اور صالح اعمال کے حامل تھے اگر حرمت سے

پہلے انہوں نے میسر و انصاف و اِزْلَام سے کام لیا تو ان کو وہ معاف ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اِذَا مَا شَرَطَ کے لئے ہے اور اس سے متصل اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ مستقبل کے لئے۔ یعنی بشرطیکہ وہ آئندہ بھی ڈرتے رہیں گے ان چیزوں سے جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں گے

اور اچھے کام کریں گے۔ پھر جس چیز سے روکا جائے اس سے رُكِّس۔ اور جو فرمان الہی ہو اسے مابین پھر خدا ترسی کے ساتھ نیک رویہ اختیار کریں (الْحٰزِنُ - تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ)

صاحب ضیاء القرآن اور عبد اللہ یوسف علی نے علامہ بیضاوی کی تشریح نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں۔ ان مکرر الفاظ سے صحابہ کرام کی تین حالتوں یا ان کے تین مقامات کا ذکر کیا جا رہا ہے پہلے اتَّقَوْا

ہیں۔ ان مکرر الفاظ سے صحابہ کرام کی تین حالتوں یا ان کے تین مقامات کا ذکر کیا جا رہا ہے پہلے اتَّقَوْا

وَآمَنُوا سے ان کے تقویٰ اور ایمان کی اس حالت کا بیان ہے جس کا تعلق ان کے اپنے قلب اور روح کے ساتھ ہے۔

دوسرے اِتَّقُوا اِذَا آمَنُوا سے ان کے تقویٰ اور ایمان کی اس کیفیت کا بیان ہے جو ان کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان مہتی اور آخری اِتَّقُوا وَاَحْسَنُوا سے تقویٰ اور احسان کی اس حالت کی طرف اشارہ ہے جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان مہتی۔ یا پہلے ان کے ابتدائی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پھر ان کے درمیانی حالت کی طرف اور آخر میں ان کے اعلیٰ ترین مقام کی طرف جبکہ عابد و معبود۔ ساجد سجد میں دوری کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور نعمت مشاہدہ سے دل کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اِس لَئِی اِتَّقُوا وَاَحْسَنُوا فرمایا۔ جب کہ انسان مقام احسان پر فائز ہوتا ہے۔ اور احسان کا مفہوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَمَا تَكُ تَرَاهُ فَاَنْ تَرَاهُ فَانْتَهُ بَرَآءُ۔

یعنی احسان اس کیفیت کو کہتے ہیں جبکہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے جسے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر (حالت عبادت میں) تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۹۴:۵ = لَيَسْلُوْنَكُمْ۔ مضارع واحد مذكر غائب مضارع بلام تاكيد وتون ثقيله۔ كَمْ ضمير مفعول جمع مذكر جانر۔ وہ تم کو ضرور آزمائے گا۔ وہ تمہاری ضرور جانچ کر لے گا۔

بَلَاءٌ۔ سے (باب نصر) مادہ بلی۔

= رِمَا حَكْمٌ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تمہارے نیزے۔

= تَنَالَهُ۔ اس کو پاتی ہے۔ اس تک پہنچتی ہے۔ نَيْلٌ سے (باب فتح)۔

۹۵:۵ = وَاَنْتُمْ حُرْمٌ وَاَوْ عَالِيَهُ (در آخالیك) اَنْتُمْ حُرْمٌ۔ تم حالت احرام میں ہو تم احرام باندھے ہوئے ہو۔

= مُتَعَمِّدًا۔ عمدًا۔ جان بوجھ کر۔ ارادۃ (باب تفعّل)۔

= النَّعَمِ۔ اسم جنس۔ چوپایہ۔ اونٹ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ جمع اَلْعَامُّ وَاَلْعَمَانُ۔

= ذَوَاعِدِلٍ۔ دو معتبر عادل شخص۔

= هَدِيًّا۔ اسم نکرہ منصوب۔ قربانی کا جانور جو ماہِ حَرَمٌ میں حَرَمٌ کے اندر ذبح ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

= بَالِغِ الْكَلْبَةِ۔ بالغ۔ پہنچنے والا۔ بَلُوْعٌ سے بمعنی پہنچنا۔ کعبہ سے مراد حدودِ حرم ہے کیونکہ جانور کعبہ میں نہیں ذبح کئے جاتے۔

بَالِغِ الْكَعْبَةِ - یعنی وہ جانور پھیر پہنچ جائے کعبہ یعنی مکہ معظمہ میں۔

= هَدْيًا بَالِغِ الْكَعْبَةِ - حال ہے جس کا ذوالحال مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ہے یعنی چوپالیوں میں سے ویسا ہی جانور جو شکار کیا گیا ہو وہ پہنچایا جائے ذبح کے لئے حدود حرم میں
= وَمَنْ قَتَلَهُ ضِيَامًا - اور جس نے عمدًا شکار مارا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) چوپالیوں میں سے اسی قیمت کا جانور جو حرم مکہ میں لاکر ذبح کیا جائے۔

(۲) یا کفارہ کے طور پر اس جانور کی قیمت کے برابر مساکین کو کھانا کھلائے۔

(۳) یا اس قیمت میں جتنے مساکین کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے ان مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے۔ اور ہر شے صورت میں فیصلہ تمہارے میں سے دو صاحب عدل و انصاف شخص کریں گے
= لِيَذُوقَ - ل - تَاكَ - يَذُوقُ - مضارع منصوب واحد مذکر - ذُوقُ (نَصْرًا) سے مصدر تاکہ وہ چکھے۔

= وَبَالَ أَمْرٍ - مضارع منصوب - مضارع - مضاف - مضاف الیہ دونوں مل کر وَبَالَ كَامُضَانَ الیہ
وَبَالَ أَمْرٍ - مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہے يَذُوقُ كَا - بد اعمالی کی سخت سزا۔
= عَادَ - وہ پھرا - اس نے عود کیا - وہ پھر آ رہا - باب نَصْرًا (عَوْدًا) سے جس کے معنی کسی چیز سے ہٹ جانے کے بعد پھر اس کی طرف لوٹنے کے ہیں۔

= يَنْتَقِمُ - مضارع واحد مذکر غائب - وہ انتقام لے گا - وہ بدلہ لے گا - وہ سزا دے گا - باب افعال اِنْتِقَامًا سے۔

۹۶: ۵ = طَعَامُهُ - اس کا کھانا - اس میں ہضمیہ واحد مذکر غائب صَيْدُ الْبَحْرِ کی طرف راجع ہے - یعنی تمہارے لئے پانی کے جانوروں کا کھانا بھی جائز - یعنی ان کا جن کو تم شکار نہیں کرتے بلکہ انہیں سمندر خود بخود زندہ یا مردہ خود بخود باہر پھینک دے۔

= دَلِيسِيَّارَةً - مسافروں کے لئے - یعنی تمہارے لئے بھی جو حالت احرام میں ہو اور ان کے لئے بھی جو مسافر ہیں اور حالت احرام میں نہیں ہیں۔

۹۷: ۵ = الْكَعْبَةِ - چوکور مکعب شکل کا مکان جس کی ہر جانب مربع ہو - یعنی چھت، فرش، چاروں اطراف - جو بیرونی سطح سے اونچا ہو - یعنی کرسی پر بنا ہوا ہو - مراد مسلمانوں کا قبلہ - اس کو کعبہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اول تو ملحقہ سطح سے اونچا بنا ہوا ہے یعنی کرسی ملحقہ سطح سے اونچی ہے - اور دوسرے قریباً قریباً مربع الجوانب مکعب شکل کا ہے - اصل میں اس کا کوئی ضلع بھی دوسرے کے برابر نہیں ہے موقع پر اس کی

بیائش یوں ہے۔

شرقی دیوار کا طول ۱۱ میٹر ۵۸ سینٹی میٹر

مغربی دیوار کا طول ۱۱ میٹر ۹۳ سینٹی میٹر

دشمالی، شمالی جانب کی دیوار کا طول ۱۰ میٹر ۲۲ سینٹی میٹر

دجنوبی، یعنی جانب کی دیوار کا طول ۱۰ میٹر ۱۳ سینٹی میٹر

(رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان)

کعبہ کی سطح زمین سے بلندی = ۱۵ میٹر
دیوار شرقی سے مقام ابراہیم تک فاصلہ = ۱۱ میٹر ۱۰ سینٹی میٹر

(الحرم المکی - الحاج عباس کرارہ، القاہرہ)

= الْبَيْتِ الْحَرَامِ - عَزَّةٌ وَالْأَكْحَرُ - حَرَمٌ وَالْأَكْحَرُ

= الشَّهْرَ الْحَرَامَ - عَزَّةٌ وَحَرَمٌ وَالْأَمِينَةَ - يَا أَكْرَمَ الشَّهْرِ كَوَاسِمِ جَنَسٍ لِيَا جَائِئِ تُوَاسِ كِ

مِنِ اشْهُرِ الْحُرُمِ ہوں گے۔ عَزَّةٌ وَحَرَمٌ دَانِے مہینے۔ یعنی ذوالقعدہ - ذوالحجہ، محرم -

اور رجب المرجب

= الْهُدَى وَالْقَلَائِدَ - كِے لُے دیکھو ۵:۲ - قِرْبَانِی كِے جانور اور وہ جانور جن كِے گلے میں

پٹے پڑے ہوئے ہوں۔

= قِيَامًا لِلنَّاسِ - قِيَامٌ وَقِيَامٌ - اس چیز کو کہتے ہیں جس كِے سہارے کوئی قِیَامٌ

ہے۔ جس طرح كِے عِمَادٌ وَسِنَادٌ - اس چیز کو کہتے ہیں جس كِے کسی چیز کو سہارا لگا دیا جائے

بنا چہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَوَلَّوْا السُّفْهَاءَ أَمْوَالِكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا - (۴:۵) اور بے عقلوں

کو ان کا مال جسے خدا نے تم لوگوں كِے لُے سبب معیشت بنایا ہے۔ مت دو۔

اسی طرح آیت ہذا میں ہے کہ :-

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عَزَّةٌ وَالْأَكْحَرُ ہے لوگوں كِے لُے بقاء کا باعث بنایا ہے۔

لَبَيْتِ الْحَرَامِ - کعبہ کی صفت ہے۔ الشَّهْرَ الْحَرَامِ - الْهُدَى - الْقَلَائِدَ

سب کا عطف الکعبۃ پر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سب کو لوگوں کی بقاء اور ان کی اجتماعی زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ قِيَامًا۔ جَعَلَ کا مفعول ثانی ہے

۵: ۹۸ = سَدِيدًا الْعِقَابِ ۛ سخت سزا دینے والا۔

۵: ۹۹ = مَا مَبْدُوتَ۔ جو تم ظاہر کرتے ہو یا جو تم ظاہر کر دو گے۔ اِبْدَاءُ (افعال) سے

= مَا تَكَلَّمْتُمْ۔ جو تم چھپاتے ہو۔ جو تم چھپاؤ گے۔ كَتَمْتُمْ سے۔

۵: ۱۰۱ = اِنْ تَبَدَّ۔ اصل میں تَبَدَّى تھا۔ اِنْ کے عمل سے ی حذف ہو گئی۔ مضارع کا صیغہ واحد مَوْتُ غَائِبٍ۔ اگر وہ ظاہر ہو جائے۔

اِبْدَاءُ۔ مصدر بَدَأَ مادہ۔

= تَسْوُؤُكُمْ۔ وہ تم کو برسی لگے۔ وہ تم کو ناخوش کرتی ہے۔ مضارع واحد مَوْتُ غَائِبٍ
سَاءَ يَسُوؤُ (نصر) سَوَّءٌ۔ سَوَّءٌ سے مادہ۔ سَوَّءٌ۔ السُّوْءُ ہر وہ چیز جو انسان کو غم پر
بتلا کر دے۔ خواہ وہ امور دنیوی کے قبیل سے ہو۔ یا اخروی کے اور عام ہے اس سے کہ اس کا تعلق
احوال نفسانیہ سے ہو یا بدنیہ سے یا ان امور خارجیہ سے جن کا تعلق جاہ و جلال کے چلے جانے یا کسی
قریبی رشتہ دار یا دوست کے فوت ہو جانے سے ہوتا ہے۔ قرآن میں لفظ یا اس کے مشتقات
بمعنی بیماری۔ رسوائی۔۔۔ برائی بھی آیا ہے۔

اس آیت کے ترجمے میں بعض نے اِنْ تَبَدَّ لَكُمْ تَسْوُؤُكُمْ۔ وَاِنْ تَسَلَّوْا عَنْهَا
حِيْنَ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّ لَكُمْ كَوَاكِبُهَا یَا ہے اور اسے اَشْيَاءٌ کی صفت لکھا ہے
اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔

اے ایمان والو! مت پوچھو گچھ کیا کرو ایسی باتوں کے متعلق کہ اگر تم پر عیاں کر دی جائے
ان کی حقیقت تو تمہاری ناگواری یا تنگی کا باعث بنیں۔ اور اگر اس وقت دریافت کی جائیں
جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو تم پر ان کی وضاحت کر دی جاتی۔ (یعنی احکام الہی کے سمجھنے میں جو
تمہیں مشکلات یا دقتیں درپیش ہوتیں ان کی وضاحت کر دی جاتی)

اس ترکیب کو صاحب مدارک التنزیل اور مولانا محمد علی نے لیا ہے۔ دوسروں کے

نزدیک یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... تَسْوُؤُكُمْ۔ اور وَاِنْ تَسَلَّوْا..... تَبَدَّ لَكُمْ کو
الگ الگ لیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا
کرؤ کہ اگر ظاہر کی جائیں تو تمہارے لئے تنگی کا باعث بنیں (جیسے قوم موسیٰ نے گلے کے متعلق سوال
کر کر کے اپنے اوپر دائرہ اختیار تنگ کر لیا تھا۔ دیکھو۔ ۲: ۶۸-۶۹) (ہاں) اگر تم ایسی باتیں

جب قرآن نازل ہو رہا ہو (تو کسی مشکل یا دقیق امر کو سمجھنے کی خاطر) دریافت کرو تو وہ تم پر واضح کر دی جائیں۔ (اسے الخازن - ضیاء القرآن - اور تفسیر عبد اللہ یوسف علی میں اختیار کیا گیا ہے) = عَفَا اللَّهُ عَنْهَا - کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ ایک تو یہ کہ اس باسے میں تم نے جو آج تک کیا ہے اسے اللہ نے معاف کر دیا ہے۔ (مدارک التنزیل - الخازن - تفسیر القرآن)

۲۔ یعنی جب قرآن کے کسی حکم کے نزول کے وقت تم نے وضاحت کی خاطر سوال کئے تو خدا تمہیں یہ معاف کر دے گا (عبد اللہ یوسف علی)

۱۰۲:۵ = سَأَلَهَا - ہا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع اشیاء نہیں بلکہ المسئلة (پوچھ دریافت - سوال و جواب) محذوف ہے۔ یعنی ایسا ہی مسئلہ اٹھایا تھا ایک قوم نے تم سے پہلے بھی (یہاں قوم سے مراد کسی ایک خاص نبی کی قوم نہیں بلکہ سوال کرنے والوں کی ایک جماعت یعنی کسی سوال کرنے والوں نے ایسے سوال کئے تھے مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اونٹنی کے متعلق اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کو بالجہر دیکھنے کے متعلق - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے المائدہ کے متعلق)

= ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَفِيرِينَ - بہا بمعنی بتو کھد العمل بہا مراد ہے پھر وہ منکر ہو گئے اس وضاحت پر عدم عمل کی وجہ سے۔ پھر وہ ان احکام کا انکار کرنے والے ہو گئے۔

۱۰۳:۵ = بِحَيْرَةٍ - برون فعیلہ بمعنی مفعولہ - کان پھٹا۔

بَحْرَتُ الْعَيْرِ - میں نے اونٹ کے کان اچھی طرح کاٹ ڈالے۔ اہل عرب کی کفر کی رسموں میں سے ایک یہ تھی کہ اگر کسی بت کے لئے کسی مولیشی کی نذر مانتے تو اس کے کان پھاڑ دیتے نشان کے لئے اور اس کو بحیرہ کہتے۔

= سَائِيَةً - عرب کے زمانہ جاہلیت میں وہ جانور جو بت کے نام کر کے چھوڑ دیا جاتا تو اسے سائبہ کہتے تھے۔ سَابَ يَسِيبُ (ضوب) بے مقصد گھومنا۔ جانور کا آزاد کرنا۔ سائبہ وہ اونٹنی جو تمام مشقت سے آزاد کر دی گئی ہو۔

یہ جانور سائبہ بھی بے روک ٹوک جدھر چاہے پھرتا رہتا۔ کوئی اس کو روکتا نہ تھا = دَصِيْلَةٌ - وہ نوخیز اونٹنی جس کے سب سے پہلے حمل میں مادہ بچہ ہو اور دوسرے حمل میں بھی مادہ ہو۔ اس کو وصید کہا جاتا تھا کیونکہ دو متواتر دو حملوں میں مادہ بچے ہوتے۔ درمیان میں زہ پیدا نہیں ہوا۔ دونوں مادہ بچے متصل پیدا ہوئے اس لئے

وہ اونٹنی وصیلہ کہلاتی تھی۔ اس اونٹنی کو مشرک بتوں کے نام پر مچھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ نہیں دوہتے تھے۔

= حَامٍ - حَامِئٍ - جنوانے والا اونٹ۔ جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے یعنی سواری اور بوجھ کے قابل ہو جاتے تو اس اونٹ پر لادنا موقوف کر دیتے اور چائے یا پانی پر سے نہ ہٹاتے۔ اسے حامی کہتے۔

۵: ۱۰۵ = عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ - اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔ تم پر اپنی جانوں کا فکر لازمی ہے
۵: ۱۰۶ = شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ آپس میں تمہاری گواہی تم میں سے دو معتبر اور صاحبِ عدل شخص ہیں۔

= أَوْ آخِرَانِ يَدْرُؤُا عَنْكُمْ - غیروں میں سے۔ غیر قبیلہ۔ غیر مسلم (جمہور)
= تَحْبِسُونَهُمَا - تم ان دونوں کو روک لو۔ حَبَسَ يَحْبِسُ (ضَرْبٌ) روکے رکھنا مضار جمع مذکر حاضر۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔

= إِنْ اِزْتَبْتُمْ - اگر تم شک میں پڑے۔ اگر تمہیں شک پڑ جائے۔ اِزْتَابَ (افْتَعَالٌ رَنِبٌ) - (مادہ)

= لَا تَشْتَرُوا بِهِ لَمِنَ الْأَثِمِينَ یہ الفاظ جن گواہان سے قسم لی جا رہی ہے وہ کہیں گے۔

۵: ۱۰۷ = عُثْرًا عَلَى - اسے اطلاع کر دی گئی۔ اسے خبر کر دی گئی (باب نصر۔ ضَرْبٌ) عُثْرٌ

سے جس کے معنی بغیر چاہے کسی چیز پر مطلع ہو جانے کے ہیں ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔
عُثْرٌ يَعْتُرُ عِثْرًا وَعُثُورًا - کے معنی گر پڑنے کے ہیں۔ اور مجازاً اس کا استعمال کسی شخص کے اچانک بلا طلب کسی بات پر مطلع ہو جانے کے لئے ہوتا ہے۔

وَكَذَلِكَ أَعْتُرْنَا عَلَيْهِمْ - (۸: ۲۱) اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال سے باخبر کر دیا۔ یعنی لوگوں کے قصد کے بغیر ہی ہم نے ان کے حال پر مطلع کر دیا۔

= اِسْتَحَقَّ - وہ دونوں حقدار ہوئے۔ اِسْتَحَقَّ مَاضِيٌّ كَاصِيغَةٍ تَثْنِيَةٍ غَائِبٍ اِسْتَحَقَّ اِنَّمَا
وہ دونوں گناہ کے مرتکب ہوئے۔ یا کسی گناہ کے سزاوار ہوئے۔ گناہ کر کے مستحق سزا ہوئے۔

= اِسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلِيْنَ - پہلے دونوں نے جن کا حق ضائع کیا تھا۔
= فَيُقْسِمُ - پس وہ دونوں قسم اٹھاویں یعنی وہ دو نئے گواہ جو حقداروں میں سے

لئے جاویں۔ مضارع تثنیہ مذکر غائب اِقْسَامٌ (افعال) مصدر
= لَشَهَادَتُنَا..... اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔ یہ قسم کے الفاظ وہ دو نئے گواہ کہیں گے جو کہ
حقداروں میں سے لئے گئے ہیں۔

۵: ۱۰۸ = اَدْنَىٰ = زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ جب یہ اکبر کے مقابلہ میں ہو تو اصغر کے معنی
دیتا ہے اور جب خیر کے مقابلہ میں ہو تو اذل کے معنی دیتا ہے اور جب اقصى (دور) کے مقابلہ
میں ہو تو نزدیک کے معنی دیتا ہے۔ یہ دَانٍ اور دَرِيٍّ کا اسم تفضیل ہے۔ پہلی صورت (دَانٍ سے)
اقرب (نزدیک) اور دوسری صورت میں اذل کے معنی میں آتا ہے۔

= يَا تَوَّابًا۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اصل میں يَأْتُونَ تھا۔ اَنَّ کے عمل سے نون گر گیا۔ يَا تَوَّابًا
ب۔ وہ لائیں۔ اَنَّ يَأْتُونَ بِالشَّهَادَةِ کہ وہ گواہی دیں۔

= عَلَىٰ وُجُوهِهَا۔ کما حقہ۔ جیسا کہ چاہئے۔ ٹھیک ٹھیک۔

= اَنَّ تَرَدَّدَ اِيْمَانٌ بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ۔ (یا وہ خوف کھائیں کہ) ان کی قسموں کے بعد قسم کو
(وارثان میت کی طرف) لوٹایا جائے گا۔ یعنی ان کی قسم پر دوسرے فریق کی قسم لی جائے گی۔
اور ان کی قسم کی تردید ہو جائے گی۔

آیات نمبر ۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸ = مطلب یہ ہو گا! اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی
موت کا وقت آجائے۔ اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے
کہ تمہاری جماعت میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں۔

یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے۔ تو غیر مسلموں ہی میں
سے دو گواہ لے لئے جائیں۔ پھر اگر کوئی شک پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو
(مسجد میں) روک لیا جائے۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ:

”ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض شہادت بیچنے والے نہیں ہیں اور خواہ ہمارا کوئی رشتہ دار
ہی کیوں نہ ہو (ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور نہ خدا کے واسطے کی گواہی کو ہم چھپانے
والے ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو گنہگاروں میں شمار ہوں گے۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ ان دونوں
نے اپنے کو گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں
جن کا حق پچھلے دو گواہوں نے مارنا چاہا تھا۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت
ان کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔
اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے“

اس طریقے سے زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے یا کم از کم اس بات کا ہی خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے اللہ سے ڈرو اور سنو! اللہ نافرمانی کرنے والوں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

(تفہیم القرآن)

۵: ۱۰۹ - مَاذَا أُجِبْتُمْ - تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ اِجَابَةٌ جس کے معنی جواب دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول جمع مذکر حاضر۔

یعنی جب تم نے لوگوں کو دین حق کی دعوت دی تو اس کے رد عمل میں ان کا کیا جواب تھا۔ انہوں نے کہاں تک اسے قبول کیا اور کہاں تک اس کے منکر ہوئے۔ لَاعِلْمَ لَنَا۔ ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو سرے سے اس بات کا علم ہی نہ تھا۔ کہ ان کی تبلیغ کا کیا اثر ہوا۔ اس جواب کی مختلف وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ۱۔ یہ کہ یوم حشر کی ہولناکی کی وجہ سے مخاطبین دین حق کے رد عمل کا مفصل بیان بڑا مشکل ہوگا۔

۲۔ یہ کہ کمال انکساری کی وجہ سے۔ کہ اے خدا ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ میں اس قدر حقیر اور نامکمل ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ امام فخر الدین رازی رح فرماتے ہیں کہ ہ۔

قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا لَا نَكَ تَعْلَمَ مَا أَظْهَرُوا وَمَا أَضْمَرُوا وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ إِلَّا بِمَا أَظْهَرُوا فَعَلِمْتُ فِيهِمْ الْقُدْرَةَ مِنْ عِلْمِنَا فَلِهَذَا الْمَعْنَى لَفُوا الْعِلْمَ عَنِ انْفُسِهِمْ لِأَنَّ عِلْمَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ كَلَامٌ عِلْمٌ - (انہوں نے) جواب دیا (اے اللہ) تو ان کے (مخاطبین کے) ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ اور ہم ان کے ظاہر کو جانتے ہیں۔ نیز علم ان کے بارہ میں ہمارے علم سے کہیں زیادہ عمیق اور دقیق ہے بدین وجہ انہوں نے اپنی طرف سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ کیونکہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔

۳۔ یہ کہ ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ ہم اپنی زندگی میں ان کے ظواہر سے باخبر رہے لیکن مرنے کے بعد ہمیں کوئی علم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا عمل کئے اور ان کا رد عمل کیا رہا۔ اس کا علم تو ہی رکھتا ہے۔

ایسا ہی جواب حضرت عبی بن علیہ السلام نے آیت - ۵: ۱۱ میں دیا۔ وَكُنْتُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ - میں ان پر گواہ رہا جب

تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھایا تو تو ہی ان پر نگران تھا۔
 = عِلْمٌ مِّنْ عِلْمِهِ مَبْلَغُهُ كَمَا صِغَةُ هِيَ - خورب باننے والا۔

عِلْمٌ مِّنْ الْغَيْبِ - ایسا زبردست جاننے والا جو ہر طرح کی معلومات کا ان کے گونا گوں ہونے کے باوجود علم رکھتا ہو۔ جو اب موجود ہے اسے بھی جانتا ہے جو آئندہ ہوگا اسے بھی جانتا ہے جو ظاہر ہے اسے بھی جانتا ہے اور جو پوشیدہ ہے اسے بھی۔ جو تھا۔ جو ہے۔ جو ہوگا سب کچھ جانتا ہے۔

۵: ۱۱۰ = آيَاتُكَ - میں نے تیری مدد کی - آيَاتُ تَأْتِي دَفْعِيلٍ سے بمعنی مدد

دینا۔ قوت دینا۔ آيَاتُ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ك ضمیر مفعول بہ

= بِرُوحِ الْقُدُسِ - جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے۔ روح القدس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں یا روح القدس سے مراد پاک مقدس روح ہے کیونکہ ارواح اپنی ماہیت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کچھ روحیں مقدس پاک۔ نورانی اور مشرف ہیں اور کچھ ارواح جھٹ۔ مکدر اور آلودہ ہیں یہاں مراد کہ ہم نے ایک پاک۔ صاف۔ مقدس ملکہ روح سے نوازا۔

= الْمَهْدِ - اسم۔ گہوارہ۔ مراد شیر خوارگی کا زمانہ۔ یا ماں کی گود میں فِي الْمَهْدِ - بحالت طفولیت۔

= كَهَلًا - ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے کچھ بال کالے اور کچھ سفید ہو گئے ہوں۔ بحالت کہولت۔

كَهَلًا حال ہے جبکہ تَكَلَّمَ النَّاسَ ذوالحال ہے۔

= تَكَلَّمَ النَّاسَ تو باتیں کرتا ہے تَكَلَّمَ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔

تَكَلَّمَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهَلًا یعنی بحالت طفولیت و کہولت ہر دو حالت میں تو باتیں کرتا تھا
 دلائل و برہان سے۔

= وَإِذْ عَلَّمْتُكَ - اس کا عطف إِذْ آيَاتُكَ پر ہے۔

= الْكِتَابِ سے مراد تورات ہے۔ تمہیں کتاب کی تعلیم کی اور توریت کو پڑھنا اور لکھنا سکھایا جو موسیٰ

کلیم اللہ پر اتاری گئی تھی۔ حدیث میں بھی توراہ کا لفظ ہے۔ اور اس سے مراد توریت بھی اور دوسری

اب بھی۔ ابن کثیر۔ الكتاب بمعنى الخط۔ لکھنا پڑھنا۔

الطَّيْنِ - گارا۔ مٹی۔ خاک۔ مٹی اور پانی کا آمیزہ

= كَهَيْئَةِ ك - بمعنی مثل۔ مانند۔ ہیئت۔ اسم صورت۔ شکل۔

= تَنْفُخُ - تو پھونک مارتا ہے۔ نَفَخُ سے واحد مذکر حاضر۔

= فِيهَا - میں ہا ضمیر واحد مؤنث غائب ہیئت کی طرف راجع ہے۔

= تَبْرِيٌّ - تو تندرست کرتا ہے۔ تو صحت یاب کرتا ہے اِبْرَاءُ سے بَرِيٌّ - مادہ - مضارع واحد مذکر حاضر - فعل بافاعل

= اَلْاَكْمَةُ - مادر زاد اندھا۔ کَمَةٌ واحد - یعنی نابینا۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے تَبْرِيٌّ کا مفعول یہ۔
= اَبْرَصَ - کوڑھی۔ اس کا عطف اَلْاَكْمَةُ پر ہے۔

= تُخْرِجُ الْمَوْتَى - تو مردوں کو (قبر سے زندہ حالت میں) نکالتا تھا۔

= كَفَفْتُ - میں نے روک دیا تھا كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ - میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے روک دیا تھا۔

اس آیت میں جہاں خداوند تعالیٰ نے ان احسانات اور انعامات کا ذکر کیا ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمائے گئے تھے لیکن اِذْ تَخْلُقُ سے لے کر تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِاِذْنِي تک بار بار لفظ بِاِذْنِي (میرے حکم سے) فرمایا ہے۔ جس سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ یہ تمام خسر قیامت میں وہی ذات باری تعالیٰ خالق کل ہے اور شافی الامراض ہے۔ اور مردوں کو زندہ کرنے والی ہے مخلوق میں بذات خود کوئی ایسی قدرت نہیں رکھتا۔

۵: ۱۱۱ = اَلْحَوَارِيُّونَ - حواری جمع کا صیغہ اس کا مفرد حَوَارِيٌّ ہے جو حَوْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی اسپیدی کے ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے ان کو اسپیدی سے نسبت اس لئے دی گئی کہ ان کے کپڑے سفید تھے یا بقول بعض وہ دھوبی تھے اور کپڑے دھو کر صاف کیا کرتے تھے اور حواری نبطی زبان میں دھوبی کو کہتے ہیں۔

= اَذْحِيثٌ - یہاں وحی سے مراد الہام ہے یعنی میں نے بذریعہ الہام ان کے دلوں میں ڈالا۔ اِذْ اَوْحَيْتُ الاية کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے حواریوں کے دل میں بذریعہ الہام یہ بات ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر دل سے ایمان لے آویں تو انہوں نے تمہاری دعوت الی الحق سنکر اسے قبول کر لیا۔ اور تمہیں (کہنے لگے، ہم ایمان لے آئے ہیں اور اے پیغمبر) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

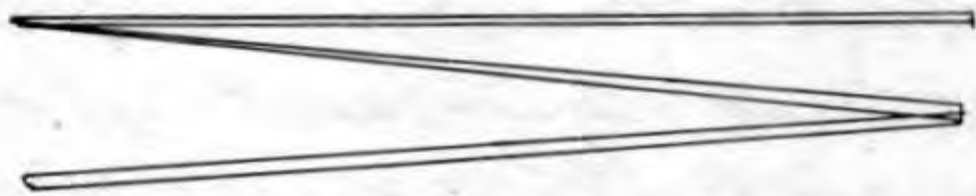
۵: ۱۱۲ = هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ - کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے۔ يَسْتَطِيعُ مضارع واحد مذکر غائب استنطاع استفعال مصدر حواری تو قبل ازیں دل میں مسلمان ہو چکے تھے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے۔ کسی شک پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ کلام مابعد و تطمین قُلُوبِنَا سے واضح ہے۔ محض مزید اطمینان قلب اور تقویت ایمان کی خاطر انہوں نے مادہ طلب کیا تھا۔ جیسا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا۔ رَبِّ ارِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ اَوْرِخْدَالْعَالِي كَع اَرشَادَلَمَّ تُوْمِيْنُ پَر فرمایا تھا بَلِي وَ لَكِيْن لِيَطْمَئِنُّ قَلْبِي (۲: ۲۶۰) لیکن میں دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان حاصل کرے۔

= مَا يَدْعَاً - کھانا جو دسترخوان پر چنا ہوا ہو۔ یا وہ دسترخوان جس پر کھانا چنا ہوا ہو۔
= اَلْتَقُوا اللّٰهَ - اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو، جو اب شرط ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
شرط ہے عموماً جو اب شرط شرط کے بعد ہی آتا ہے۔ لیکن عربی ادب میں اور دیگر زبانوں میں بھی اکثر جو اب شرط کو شرط سے قبل لایا جاسکتا ہے

۵: ۱۱۷ = تَوَفَّيْتَنِيْ - تو نے مجھے اٹھالیا۔ تو نے مجھے قبض کیا۔ تو نے مجھے وفات دی۔
تَوَفَّيْتَنِيْ تُوَفِّيْتٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ ن وقایہ سی ضمیر واحد متکلم۔
تَوَفَّيْتَنِيْ کے اصل معنی لغت میں کسی چیز کو کامل طور پر قبضہ میں لینے کے ہیں۔ جیسے نیند کی حالت میں ہوش کو پورے طور پر اٹھالیا جاتا ہے یا موت کے وقت روح پورے طور پر قبض کر لی جاتی ہے۔ تَوَفَّيْتَنِيْ کا استعمال موت کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اس کے حقیقی اور لغوی معنی نہیں ہیں بلکہ مرادی اور تعبیری معنی ہیں۔

= الرَّقِيْبُ عَلَيْهِمُ - الْرَقِيْبُ - نگہبان - خبر رکھنے والا۔ محافظ۔ راہ دیکھنے والا۔ كُنْتُ كِيْ
خبر ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۶) سُورَةُ الْاِنْعَامِ (۵۵)

۱:۶ = ثُمَّ حروفِ عطف ہے۔ لیکن کوئی دوسرا حرفِ عطف اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معنی عطف پر دلالت کے ساتھ ساتھ کفار کی نادانی اور ان کے عقیدہ کی قباحت کو بھی عیاں کر رہا ہے ثُمَّ دَالَةٌ عَلٰی قَبْحِ فِعْلِ الْكَافِرِيْنَ (قرطبی)

= يَعِدُ لُوْنًا - مضارع جمع مذکر غائب عَدَلَ - مصدر - (باب ضرب)

یعنی وہ الوہیت میں اپنے معبودانِ باطل کو خداوند تعالیٰ کا ہمسر اور اس کے برابر بناتے ہوتے ہیں۔ (وہ عدل و انصاف کرتے ہیں یہاں یہ معنی مراد نہیں) یہاں بِرَبِّهِمْ يَعِدُ لُوْنًا کو وَهُمْ بِمُشْرِكُوْنَ (۱۶: ۱۰۰) کے ہم معنی لیا گیا ہے۔

بعض نے اس کو عَدُوْلًا سے مشتق لیا ہے اور بِرَبِّهِمْ میں ب بمعنی عَنْ مراد لیا ہے یعنی عَنْ رَبِّهِمْ يَعِدُ لُوْنًا اپنے رب کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں آیا ہے بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعِدُ لُوْنًا (۲۴: ۶۰) بلکہ یہ لوگ راستہ سے الگ ہوئے ہیں۔

۲:۶ = قَضٰی - مقرر کر دیا۔ ماضی واحد مذکر غائب قَضَاءٌ مصدر۔ قضاء میں فیصلہ کر دینا یا کر لینا۔ کسی بات کے متعلق آخری ارادہ یا حکم یا عمل کو ختم کر دینا کا مفہوم ضرور موجود ہوتا ہے۔

سیاق کی مناسبت سے مختلف معانی مراد ہوتے ہیں۔ بنانا۔ پورا کرنا۔ عزم کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ حکم جاری کرنا۔ حکم دینا۔ مقدر کرنا۔ قطعی وحی بھیج کر اطلاع دینا۔ مقرر کرنا۔ حاجت پوری کر کے قطع تعلق کر لینا۔ فارغ ہونا۔ مرجانا۔ مار ڈالنا۔ ان سب معانی کے لئے قضا کا استعمال قرآن مجید میں ہوا ہے اور اس آیت میں مراد مقرر کی ہے

= اَجَلًا - ميعاد - قَضٰی اَجَلًا - یعنی اس نے موت کے وقت کا فیصلہ کر چھوڑا ہے۔ اَجَلًا مفعول ہے قَضٰی کا۔

= وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَنَا - اَجَلٌ - ایک دوسری مدت - مُسَمًّى - طے شدہ - نامزدہ - مقرر کردہ شدہ - اور اول الذکر ميعاد کے علاوہ جو زندگی اور موت کے متعلق ہے ایک دوسری مدت بھی اس

کے ہاں طے شدہ ہے یعنی اس کا وقت بھی متعین ہے جو صرف اس کے علم میں ہے۔

= ذَمَّ - بعینہ وہی مفہوم ادا کرتا ہے جس کے لئے یہ لفظ پہلی آیت میں استعمال ہوا ہے۔

= تَمَتَّرُونَ - تم شک کرتے ہو۔ تم تردد کرتے ہو۔ اِمْتِرَاءُ اِفْتَعَالٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِمْتِرَاءُ کے معنی ہیں کسی ایسی چیز کی بابت حجت کرنا اور جھگڑنا کہ جس میں شک و شبہ یا تردد ہو۔

۴۱۶ = مَعْرِضِينَ - اعراض کرنے والے۔ منہ موڑنے والے۔ اجتناب کرنے والے۔ اِعْرَاضٌ (اِفْعَالٌ) سے۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔

= كَذَّبُوا بِالْحَقِّ - انہوں نے حق کو جھٹلایا۔ اَلْحَقُّ مفعول بہ ہے كَذَّبُوا کا۔

= اَنْبَاءٌ - اَلْبُؤْسُ - خَبْرٌ - حَقِيقَتِيں - بِنَاءٌ کی جمع۔ جس کے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو۔ اسے بِنَاءٌ کہا جاتا ہے۔ جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو بِنَاءٌ نہیں بولتے۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی خبر بِنَاءٌ کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شائبہ کذب کے پاک نہ ہو۔ جیسے وہ خبر جو بطریق تو اثر ثابت ہو یا جس کو اللہ و رسول نے بیان کیا ہو۔

۶:۶ = قَرْنٍ - سینگ - عورت کے گیسو، بالوں کا بٹا ہوا حصہ (پٹی)، زمانہ - ایک زمانہ کے لوگ۔

قَرْنُ الشَّمْسِ - سورج کا کنارہ - عمر - سِنٌ - هُوَ عَلَى قَرْنَيْهِ - وہ میرا ہم عمر ہے۔ ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰

۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ - ۱۲۰ سال کو بھی قرن کہتے ہیں۔ قرن کی جمع قرون ہے۔ یہاں مراد وہ قوم جو کسی ایک زمانہ میں ہو۔

= مَكْنَهُمْ - ہم نے ان کو بااقتدار بنایا۔ ہم نے ان کو جماؤ عطا کیا۔ تَمَكِّنْهُمْ تَفْعِيلٌ سے ماضی

جمع متکلم - مَكَّنَ يَمَكِّنُ (باب کوم) حاکم کے پاس مرتبہ حاصل کیا۔ اَمَكَّنَ - يُمَكِّنُ (افعال)

بااقتدار ہونا۔ قابو پانا۔ کسی جگہ پر قدرت حاصل کرنا۔ باب کوم - افعال سے فعل لازم آئیگا اور تفعیل سے متعدی۔

= السَّمَاءُ - اى المطر - یعنی بارش - کیونکہ یہ اوپر سے آتی ہے۔

= مِدْرَارًا - دَرٌّ اور دَرَّةٌ سے بہت برسنے والا۔ لگاتار برسنے والا۔ (صیغہ مبالغہ)

سَمَاءٌ - مِدْرَارٌ - لگاتار اور بکثرت برسنے والا مینہ۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے يُرْسِلِ

السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا - (۱۱ - ۷۱) وہ تم پر لگاتار مینہ برسائے گا۔

= مِنْ تَحْتِهِمْ - مِنْ تَحْتِ اشْجَارِهِمْ - مِنْ تَحْتِ بَسَاتِينِهِمْ - ان کے باغوں میں

= اَنْشَأْنَا - ہم نے پیدا کیا۔ اِنْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

۷:۷ = فِي قِزطَاسٍ - کاغذ پر لکھی ہوئی صحیفہ کی صورت میں - قِطَاسٌ کی جمع قِطَاطِيسٌ
 ۸:۶ = لَقَضِيَ الْأَمْرُ - پھر تو فیصلہ ہی ہو گیا ہوتا - پھر تو سارا قصہ ہی ختم ہو گیا ہوتا - (ان کی)
 ہلاکت کا فیصلہ ہو گیا ہوتا -

= لَا يُنظَرُونَ - مضارع منفی مجہول - جمع مذکر غائب - ان کو مہلت نہیں دی جائے گی -
 = لَوْ أَنزَلْنَا سَ لَا يُنظَرُونَ تک - اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو بات ختم ہی ہو گئی ہوتی - قصہ ہی ختم
 ہو گیا ہوتا - پھر ان کو مہلت نہ دی جاتی -

قَضِيَ الْأَمْرُ کے مختلف معانی کے پیش نظر اس فقرے کے مختلف معانی مفسرین نے
 لئے ہیں -

۱- اگر فرشتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتارا جاتا تو فرشتہ کو اس کی اصلی
 صورت میں دیکھ کر معترضین یا تو ہلاک ہو گئے ہوتے یا مجنوب الحواس ہو جاتے - لیکن ان دونوں
 صورتوں میں پھر ان کو مہلت دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی -

۲- اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ فرشتہ ان کی تصدیق رسالت کے لئے یا لوگوں
 کو ڈرانے اور تبلیغ کے لئے اتارا جاتا تو پھر ان کے ایمان لانے یا نہ لانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا
 اس صورت میں حقیقت آشکار ہو گئی ہوتی اور سوائے اس حقیقت کے اعتراف کرنے کے
 کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا - اور نہ ہی مزید مہلت کی ضرورت رہتی - پھر تو صرف حساب لینا ہی باقی رہ جاتا
 ۹:۶ = لَوْ جَعَلْنَا ۶ - اگر ہم بناتے کسی فرشتہ کو نبی ۶ ضمیر واحد مذکر بنی (مخدوف) کے لئے
 ہے - لَجَعَلْنَا ۶ رَجُلًا - تو ہم اس کو ضرور انسان کی شکل میں بناتے - اس میں ۶ ضمیر
 مَلَكًا کی طرف راجع ہے - انسانی شکل میں بنانے کی ضرورت اس واسطے کہ فرشتوں کی اصلی
 صورت غیر مرقی ہے جسے مادی آنکھ نہیں دیکھ سکتی -

= لَلْبَسْنَا عَلَيْهِم - لَبَسَ عَلَيْهِ (صَرَبَ) کسی پر معاملہ کو مشتبہ یا مخلوط کر دینا - ہم ان کے
 لئے حقیقت کو مشکوک کر دیتے -

(یا خود ہی پھر بات مشکوک ہو جاتی کیونکہ جب فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ایک مزید شک
 یہ پیدا ہو جاتا کہ یہ حقیقت فرشتہ ہے یا پھر انسان ہی ہے) -

= مَا يَلْبَسُونَ - ای ما یلبسون علیٰ انفسہم جس شک میں انہوں نے خود اپنے آپ کو
 ڈال رکھا ہے -

۱۰:۶ = اُنسَخِرِي ب اس سے ٹھٹھا کیا گیا - (رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا تھا اور ان کا

نذاق اڑایا گیا تھا، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

= حَاقَ - حَاقَ يَحِيقُ (ضَوْبَ) اس نے گھیر لیا۔ وہ الٹ پڑا۔ وہ نازل ہوا۔ حقیق مادہ

= سَخِرُوا - سَخِرُوا انہوں نے ہٹھا کیا۔ مذاق کیا۔ انہوں نے ہنسی کی۔

فَحَاقَ يَسْتَهْزِءُونَ -

حَاقَ فعل -

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ فاعل -

الَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ - مفعول -

جس حقیقت کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے ان مذاق اڑانے والوں کو سزا

دینے کے لئے آگھیرا۔ نیز ملاحظہ ہو (۲۱:۲۱)

۱۲:۶ = لَمَعْنَ - کس کا ہے۔ مَعْنُ استفہامیہ ہے۔

كُتِبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ - رحمت فرمانے کو اس نے اپنے اوپر لازم اور واجب

کر لیا ہے۔ یہاں واجب سے مراد یہ ہے کہ اس نے رحمت کرنے کا وعدہ موكدہ کر لیا ہے

۱۳:۶ = سَكَنَ - وہ ٹھہرا۔ وہ بساؤہ رہا۔ اس نے آرام پکڑا۔ سکون جس میں حرکت کرنے

کی صلاحیت ہو اس کے حرکت نہ کرنے کا نام ہے۔

۱۴:۶ = فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

= وَلَا تَكُونُوا نَزَقَ - فعل نہیں بانوں ثقیلہ۔ تو ہرگز نہ ہو۔ لَا تَكُونُوا سے قبل وَقِيلَ لِي

مخذوف ہے۔ یعنی مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ تم شرک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بننا۔

۱۶:۶ = يُصْرَفُ (ضرب) صَوْفٌ - مصدر۔ مضارع مجہول مجزوم واحد مذکر غائب

صَوْفَ يَصْرِفُ صَوْفٌ - وہ ہٹا لیا جائے گا۔ وہ بچا لیا جائے گا۔ اس سے ٹال دیا جائے

= عَشَهُ فِي هُ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - عذاب کی طرف راجع ہے۔

= فَقَدْ رَحِمَهُ - تَوْفِيئًا رَحِمَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پر کہ کی ضمیر مَن کی طرف راجع ہے

۱۷:۶ = يَمْسَسُكَ - مضارع مجزوم بوجہ عملِ اِنْ - واحد مذکر غائب مَسَّ سے

(باب سمع) لگائے۔ پہنچائے۔ اَلْمَسَّسُ کے معنی اچھوننا کے ہیں اور لَمَسَ کے ہم معنی

ہے لیکن لَمَسَ کسی چیز کے تلاش کرنے کو بھی کہتے ہیں اور اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ چیز مل بھی جائے

لیکن مَسَّ کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب حاسہ لمس کے ساتھ اس کا ادراک بھی ہو۔ کِنَا

عورت سے مجامعت کے منوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اَلَّتِي يَكُونُ لِي وَوَلَدْتُ لَهَا يَمَسُّونِي

بَشَرًا (۳ : ۲۷) میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا حالانکہ کسی انسان نے ہاتھ تو لگایا نہیں (یعنی میرے ساتھ مجامعت نہیں کی) آیت ہذا کے معنوں میں مَسْتَهْمِدًا ثَبَا سَاءً وَالضَّرَاءُ (۲ : ۲۱۴) ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں۔ ک ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔

= كَاشِفٌ - اسم فاعل مفرد - كَاشِفُونَ اور كَاشِفِينَ - جمع قیاسی - كَشَفٌ کھولنا۔ ظاہر کرنا۔ برہنہ کرنا۔ ضرر کو دفع کرنا۔ باب ضرب۔ متعدی اور باب سَمِعَ سے لازم آتا ہے یعنی شکست کھانا۔ كَاشِفٌ ضرر کو دفع کرنے والا۔ تکلیف سے رہائی دلانے والا۔

۶ : ۱۸ = الْقَاهِرُ الْقَهْرُ کے معنی کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنے کے ہیں اور تذلیل و غلبہ ہر دو کے معنی میں علیحدہ علیحدہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ آیت ہذا میں معنی یہ ہوں گے۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔

وَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ (۹ : ۹۳) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرو۔ یعنی اسے ذلیل نہ کرو الْقَاهِرُ خبر ہے هُوَ بتدائی۔

۶ : ۱۹ = قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً - أَيُّ شَيْءٍ مَبْتَدَأُ الْكِبْرُ شَهَادَةً تَمِيزًا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کونسی چیز سب سے بڑی (معتبر) ہے۔

یہ اس سوال کے جواب میں ہے جو کبھی کی روایت کے مطابق کفار مکہ نے کیا تھا۔ اِنَّا مَنْ نَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ - آپ نے ان سے پوچھا جواب میں کہ کونسی شہادت سب سے معتبر ہے اور پھر فرمان خداوندی کے مطابق ان کو بتایا۔ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

بعض کے نزدیک اللہ پر وقف ہے۔ اور یہ پہلے سوال اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً کا جواب اور شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ نیا جملہ ہے۔ اور اس سے پہلے وَهُوَ مَحْذُوفٌ سمجھا جاتا تھا۔ لِأَنْذِرَكُمْ۔

= لِأَنْذِرَكُمْ - اُنْذِرَ - اِنْدَارٌ سے مضارع ہے اور بوجہ عمل لام منصوب ہے۔ یہ لام لام کئی کہلاتا ہے لام کئی کے بعد اَنْ مقررہ ہے جو مضارع کو نصب دیتا ہے۔ صیغہ واحد متکلم كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر تاکہ میں تم کو ڈراؤں

= مَنْ يَبْلُغْ - لِأَنْذِرْ مَنْ يَبْلُغْ هَذَا الْقُرْآنُ - تاکہ جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان کو متنبہ کروں۔

= اَنْتُمْ - الف استفہامیہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر کیا واقعی تم

تَشْهَدُونَ - لام تاکید تَشْهَدُونَ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم گواہی دیتے ہو۔
 أَنتُمْ لَتَشْهَدُونَ کیا تم واقعی یہ شہادت دیتے ہو۔

= الْإِلَهَةُ الْآخَرَى - الْإِلَهَةُ بہت سے معبودِ الٰہ کی جمع۔ الْآخَرَى - الْإِلَهَةُ کی صفت ہے
 لرموصوف جمع غیر ذوی العقول ہو تو صفت واحد مؤنث آتی ہے جیسے وَبِئْسَ مَا رِيبُ الْآخَرَى
 ۱۸:۱۱ اور اس میں اور بھی بہت سی ضرورتیں پوری کرتا ہوں۔ آیت ہذا میں پتھروں اور لکڑی کے بنے ہوئے
 الٰہ کو الْإِلَهَةُ کہنے کی وجہ سے تحقیر کے طور پر ان غیر ذوی العقول الْإِلَهَةُ کی صفت بجائے جمع
 کے واحد مؤنث لائی گئی ہے۔

= بَرِيءٌ - بیزار۔ بے تعلق۔ بے گناہ۔ بروزن فعلٌ بَرَاءَةٌ سے بمعنی اسم فاعل ہے
 ۲۰:۱۱ = يَعْرِفُونَهُ - میں وہ ضمیر واحد مذکر غائب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ کہ آپ کا
 ایہ مبارک شمال۔ صفات تورات اور انجیل میں مذکور ہیں۔

= خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ - أَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ - اذْ بَقُوا أَنْفُسَهُمْ - (جنہوں نے) اپنے نفسوں کو ہلاکت
 پر گھاٹے میں ڈال دیا۔ بانکار ہمد بنوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نبوت سے انکار کر کے۔

= فَعَمَّ لَآيُؤْمِنُونَ - اِی لَآيُؤْمِنُونَ بِہم۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے۔
 ۲۲:۱۱ = یَوْمَ - مفعول بہ۔ تقدیر کلام ہے اذْ کَوْ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔

= تَزْعُمُونَ - تم دعویٰ کرتے تھے (باب نصر) زَعَمٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ زَعَمٌ کا
 استعمال زیادہ تر دعویٰ باطل اور ایسے قول کے بیان کرنے کے متعلق ہوتا ہے جو مظنہ کذب ہو۔
 تحقق نہ ہو بلکہ مشکوک ہو۔ اس لئے قرآن مجید میں جہاں بھی زعم کا استعمال ہوا ہے مذمت کے
 لئے ہوا ہے۔

= كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ - اِی كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ اِنَّهَا تَشْفَعُ لَكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ۔ جن کے متعلق تمہارا
 پر زعم تھا کہ وہ خدا کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔

۲۳:۶ = فِتْنَةٌ - اس کا لغوی معنی پرکھنا اور آزمائش کرنا ہے لیکن یہاں فتنہ سے مراد عذر
 و رہبانہ ہے

= ثُمَّ لَنْ نَكُنَّ... مُشْرِكِينَ۔ پھر ان کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا جس سے اس کے کہ وہ
 جھوٹ کا سہارا لے کر کہیں گے۔ اللہ کی قسم جو ہمارا پالنے والا ہے ہم شرک کرنے والے تھے
 ۲۴:۱۱ = ضَلَّ - گم ہو گیا۔ گمراہ ہو گیا۔ ہلاک ہو گیا۔

== مَا كَانُوا يَفْتَؤُونَ هُجُوتَ وَهْ كَهْرُ كَرُ پُوجَا كَرْتَا تَهْ وَهْ سَبْ بِنَاوْئِي مَعْبُودْ كَمْ هُوْ جَا مِيْسْ كَا
(یعنی وہ ان کو وہاں نہ پائیں گے۔)

۶: ۲۵ = يَسْتَمِعُ اِلَى - كَان لگا کر سنتے ہیں

= اَكْتَنَةً - كِنَانٌ كِي جَمْع - پَرْدے - غَلَاظ -

= وَفَرًا - اِسْم مَصْدَر - مَنصُوب - ثَقُل - كِرَانِي - بَهْرَه پِن -

مطلب یہ ہے کہ ان مشرکین و کفار میں سے بعض تیری باتوں کو کان لگا کر سنتے ہیں لیکر ان کی ہٹ دھرمی - ضد - تعصب اور جمود کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں بہرہ پن ہو گیا ہے کہ سننے کے باوجود نہ وہ کچھ سمجھ پاتے ہیں اور نہ کچھ ان کے پلے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ گواصل سبب ان کی محرومی تو ان کا متواتر اعراض و انکار ہے لیکن سبب پر سبب کا مترتب ہونا یا موثر پر اثر کا مترتب ہونا قانون فطرت کے تحت ہے جو خدا نے بنایا ہے اس لئے سبب اور موثر کی بجائے ان کو خود ذات باری کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

= اِكْتَنَةً اَوْرَدَ وَفَرًا دُونُوں جَعَلْنَا كَا مَفْعُولُ هِي -

حَتَّى - جِب تَمَك - جہاں تَمَك - لیکن یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ يَلْبَغُ تَكْنُ يُلْمُحُ اِلَى اَنَّهُمْ ان کا اعراض و تکذیب اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب بھی وہ تیرے پاس آتے ہیں جھگڑا کرتے ہیں
= يُجَادِلُونَكَ مَضَارِعُ جَمْعُ مَذْكَرُ غَائِبٌ مَجْدَالَةٌ سَا جِدَالٌ مَادَّةٌ - بَابُ مَفَاعَلَةٌ - وَهْ تَمُّ سَا جَهْ كَرْتَا تَهْ هِي -

= اِنْ - نَافِيَةٌ هِي -

۶: ۲۶ = يَنْهَوْنَ عَنْهُ - مَضَارِعُ جَمْعُ مَذْكَرُ غَائِبٌ مَنَعِيٌّ مَصْدَرٌ (بَابُ فَتْحٍ) وَهْ مَنَعُ كَرْتَا تَهْ هِي وَهْ رُوكْتَا تَهْ هِي - عَنْهُ سَا مَرَادُ عَنْ اِتْبَاعِ الرَّسُولِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

= يَنْتَوْنَ عَنْهُ - دُورُ هِي تَهْ هِي - مَضَارِعُ جَمْعُ مَذْكَرُ غَائِبٌ نَائِيٌّ مَصْدَرٌ -

۶: ۲۷ = وَقِفُوا - مَاضِي مَجْهُولٌ - جَمْعُ مَذْكَرُ غَائِبٌ - وَقَفٌ اَوْ وَقُوفٌ - مَصْدَرٌ - بَابُ ضَرْبٍ
جِب ان کو روک کر کھڑا کیا جائے گا۔

اِذْ دَقِفُوا عَلَي النَّارِ - جِب وَهْ دُورُخُ كَا كِنَا سَا لََا كَهْرُ سَا كَسَا جَاوِيْدُ كَا (مَاضِي مَعْنِي مَضَارِعُ) اس كَا مَعْنِي يَهْ بِي هُو سَكْتَا تَهْ هِي جِب وَهْ دُورُخُ كَا مَتَعَلِقُ مَطْلَعُ كَسَا جَاوِيْدُ كَا - يَا دُورُخُ كَا كِنَا سَا بِيْسْ كَسَا جَاوِيْدُ كَا - يَا عَلَي مَعْنِي فِي هِي وَهْ اَوْرُ مَطْلَبُ اس كَا يَهْ هِي كَا جِب

وہ نارہی میں ڈالے جائیں گے۔

مثال اس کی عَلِيٌّ مُلْكٌ سَلِيمَانٌ اٰی فِي مُلْكٍ سَلِيمَانَ (۱۰۲:۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں۔

= يَلِيْتَنَا - یا حرف تثنیہ - یا حرف نداء جس کا منادی محذوف ہے۔ کِت حرف مشبہ بفعل تناء کے لئے مستعمل ہے۔ نَا اسم - اے کاش ہم۔

= نُرُوْذٌ - مضارع مجہول جمع متکلم - رُوْذٌ - مصدر - (باب نصر) ہم پھیر دیئے جائیں یا پھیر دیئے جاتے ہیں۔ ہم لوٹا دئے جائیں - یا لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

= وَ لَا تَكْذِبْ - مضارع منفی منصوب بوجہ جواب تناء - يَلِيْتَنَا نُرُوْذٌ - وَاوْشَلْ فَ كے ہے جو تناء کے جواب میں ہے

= تَكُوْنٌ - مضارع جمع متکلم منصوب بوجہ جواب تناء۔

= بَلُّ - للاضراب عن الوفاء بما تمتموا۔ ان کے ایفائے تناء کے رد میں آیا ہے یعنی ان کی یہ تمنا یا آرزو کہ اگر وہ واپس دنیا میں لوٹائے جائیں تو وہ تکذیب قرآن سے باز رہیں گے اور مومن بن جائیں گے۔ بالکل غلط اور جھوٹ ہے بلکہ وہ یہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اب بَدَّ اَلْهَمُّ مَا كَانُوْا يُخْفَوْنَ مِنْ قَبْلُ۔ ان کے راز افشا ہو گئے ہیں۔ ان کی جھوٹی قسموں کی حقیقت کھل گئی ہے۔ اور سوائے یہ کہنے کے انہیں کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔

= بَدَّ - ظاہر ہو گیا (باب نصر) بَدَّوْا اور بَدَّاءٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہو جانے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

= كَانُوْا يُخْفَوْنَ - ماضی استمراری - يَخْفَوْنَ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِخْفَاءٌ سے وہ چھپا کرتے تھے۔

= لَعَادُوْا - لام جواب کو میں واقع ہے وہ پھر کریں۔ وہ پھر کرتے ہیں۔ عَوْدٌ مصدر

= نَهَوْا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔ نیز ملاحظہ ہو (۱۶۱:۴)

۲۹:۶ = اِنَّ نَافِيَهٗ -

= مَبْعُوْثِيْنَ - اسم مفعول جمع مذکر۔ اٹھائے جانے والے۔ دوبارہ زندہ کئے جانے والے

۳۰:۶ = اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ - الاشارة الى البعث۔ دوبارہ اٹھائے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ کیا یہ حق نہیں۔

۳۱:۶ = لِقَاءٌ - حاصل مصدر - پیشی - ملاقات - لَقِيَ - يَلْقَى لِقَاءً (سَمِعَ) استقبال

کرنا۔ پانا۔ ملاقات کرنا۔ لَدَقِي يُلَاقِي (مفاعلة) مُلَاقَاةً۔ آمنے سامنے آنا۔ ملنا۔ ملاقات کرنا
= بَعَثَتْ۔ ایک دم۔ اچانک۔ یکایک۔ بَعَثَتْ يَبْعَثُ بَعْثًا۔ اچانک آنا۔ یکایک آنا
ناگاہ آنا۔

= يَحْسَرُونَ۔ کلمہ تاسف وائے قسمت۔ ہائے افسوس۔ یا حرفِ نداء۔ حَسْرَتَنَا مضاف
مضاف الیہ مل کر مُنادی۔ حسرت منادی حقیقی نہیں۔ صرف کثرتِ حسرت کے اظہار کے
لئے اسے منادی بنایا گیا ہے۔

= عَلَيَّ مَا فَرَطْنَا فِيهَا۔ اس کوتاہی پر جو ہم سے اس زندگی میں ہوئی۔ مَا نَافِيہ نہیں ہے
بیانیہ ہے۔ فَرَطَ فِيهِ۔ قصر فیہ و ضیعہ حتی مات۔ ترکہ و اغفلہ۔ کوتاہی کرنا۔ غفلت
برتنا۔ فَرَطَ سے باب تفعیل۔ افراط و تفریط اسی سے ہے۔ یعنی کسی شے میں معمول سے کمی یا بیشی
کرنا۔ باب تَنْبِيْءٍ میں تقصیر اور کوتاہی کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

= يَحْمِلُونَ۔ وہ اٹھائیں گے۔ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

= اَدْرَاهُمْ۔ اُن۔ جمع ہے وِزْدُكِي

= اَلْاَ۔ حرف تَنْبِيْءٍ۔ اور مراد اسندار ہے۔ خبر دار کجاں لو، سن لو۔

= سَاءَ۔ سَاءَ كَيْسُوْءٍ (تصريح) ہے۔ فعل ہے۔ سَوُّوْا سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہے۔

۶: ۳۳ = اِيْحْزَنُكَ۔ لام تاکید۔ يَحْزَنُكَ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ كَ ضمير واحد مذکر
حاضر مفعول۔ تم کو رنجیدہ کرتی ہے (یہ بات) اس کا اعلیٰ الَّذِي يَقُولُونَ ہے یعنی وہ بات
جو یہ کہہ رہے ہیں

= يَجْحَدُونَ هَ جَحَدٌ جُحُوْدٌ۔ مصدر۔ باب نَحْيٍ۔ وہ انکار کرتے ہیں۔

۶: ۳۴ = اَدْرُوا۔ وہ ستائے گئے۔ ان کو ایذا دی گئی۔ اِيْذَاءٌ (اِفعال) سے ماضی
مجبول کا صیغہ۔ جمع مذکر غائب۔

اذی مادہ۔ اَذَى يُؤْذِيْ اِيْذَاءً وَاُوْذِيَ اِيْذَاءً

= مُبَدِّلٌ۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ تَبْدِيْلٌ (تفعیل) مصدر۔ تبدیل کرنے والا۔

= نَبَأِيٌّ۔ اسم مجرور۔ مضاف۔ خبر۔ اَنْبَاءٌ جمع۔ خبریں۔

۶: ۳۵ = كَبُرَ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ باب كَرُمٌ يَكْرُمُ۔ اس باب میں اس کا مصدر۔
كَبُرَ۔ كَبُرٌ اور كِبَارَةٌ آتا ہے جس کے معنی بڑا ہونا۔ كَبُرَ شَاقٌ ہے۔ دشوار ہے۔ ناگوار

= اِعْرَاضُهُمْ - ان کی روگردانی - فاعل ہے گِبْرًا کا۔

= اِنَّ تَبْتَغِيَّ - کہ تو ڈھونڈھے یا تلاش کرے - اِبْتِغَاءً سے مضارع واحد مذکر حاضر۔
منصوب بوجہ عمل اَنْ -

= نَفَقًا - اسم منصوب مفعول - سرنگ - نَافِقَاءُ اور نَفَقَةٌ گوہ کالیٹ جس کے کم از کم دو منہ ہوتے ہیں - ایک دہانے سے گوہ داخل ہوتی ہے اور جب نکاری اس سوراخ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ دوسرے سوراخ سے نکلتی ہے - نفاق اور منافقت اصطلاح قرآنی میں اسی دو رخگی کا نام ہے۔

= سَلَمًا - اسم منصوب مفعول - سیڑھی - زینہ - سَلَّمَ کی جمع سَلَامٌ اور سَلَامٌ ہے
سَلَّمَ السَّلَامَةَ سے مشتق ہے۔

= فَتَأْتِيَهُمْ - تو لے آئے ان کے پاس۔

فَاِنْ اسْتَطَعْتَ جبکہ شرط ہے جس کا جواب فَاَفْعَلُ محذوف ہے - عبارت یوں ہوگی
فَاِنْ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَّ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سَلَمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ
بِاَيَّةٍ فَاَفْعَلُ اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ ڈھونڈھ نکالے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان
تک جانے کے لئے کوئی سیڑھی کہ لے آئے ان کے پاس کوئی معجزہ تو کر دیکھ
یہ شرط - اور اِنْ كَانَ كِبْرًا عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ جواب شرط ہے۔

بعض کے نزدیک آیت ہذا میں خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن نہیں کا
رعایہ نہیں کہ رسول کریمؐ ایسا کر رہے تھے اور آپ کو منع کیا گیا بلکہ یہ اسلوب کلام کسی چیز سے
برہیز اور اجتناب کی تاکید کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

اور بعض کے نزدیک یہ خطاب امت کے ہر فرد کو ہے - علامہ ابو حیان نے اسی قول کو
اختیار کیا ہے - لیکن قرآن حکیم کے فرمودات کی روشنی میں پہلا قول زیادہ صحیح معلوم دیتا ہے۔
قرآن کریم میں قریب قریب اسی حالت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

۱، قَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسِكَ عَلَىٰ اٰثَارِهِمْ اِنَّ لَكَ لِيَؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيثِ اِسْقَاطُ

۱۸: ۶) اور آپ جو ان پر اتنا غم کھاتے ہیں (سو شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مارے جان
ی دے گے - اگر یہ لوگ ان مضمون قرآنی پر ایمان نہ لائے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت
رہے)

۱، لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسِكَ اِنَّ لَكَ لِيَؤْمِنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳: ۲۶) شاید آپ ان کے

ایمان نہ لانے پر (رنج پر رنج کرتے کرتے) اپنی جان دیدیں گے

(۳) اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لِكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ
(۲۸: ۵۶) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے
اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے۔

سو صریحاً آیت نہا میں بھی خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور فرمایا جا رہا ہے
کہ اگر تم پر ان کا اعراض کرنا شاق گذرتا ہو تو تم اس کا علاج کر ہی کیا سکتے ہو۔ زمین میں سُرنگ
لگاؤ اور وہاں سے خدا کی نشانی نکال لاؤ یا آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھو اور اوپر سے کوئی
نشانی ڈھونڈھ نکالو اور لا کر پیش کر دو۔ اگر ہو سکتا ہے تو ایسا بھی کر دیکھو۔ یہ کبھی ایمان لائیں
ہی نہیں۔ اگر خدا کو ان کا ایمان لانا منظور ہی ہوتا تو انہیں خود ہدایت پر جمع کرتا۔ (ابن کثیر)
۶: ۳۶ = يَسْتَجِيبُ - مضارع واحد مذکر غائب - استجابة (استفعال) سے مصدر
ج و ب حروف مادہ - دعوت قبول کرتے ہیں۔

= اَلْمَوْتٰى - المیت کی جمع - مرے۔

یہاں اَلَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ کے مقابلہ میں اَلْمَوْتٰى واقع ہوا ہے سننے والوں سے مراد
یہ لوگ ہیں جن کے ضمیر زندہ ہیں جو نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مُردہ وہ
لوگ ہیں جو لیکر کے فقیر ہیں۔ اور اپنی ہٹ دھرمی اور تعصب کی وجہ سے کوئی اثر قبول نہیں
کرتے۔

= يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ - يَبْعَثُ مضارع واحد مذکر غائب - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب
ن کو اٹھائے گا۔

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ - ہے مرے تو انہیں تو اللہ تعالیٰ بس قبروں ہی سے اٹھائے
(تفہیم القرآن) یعنی جو مردہ دل اور مردہ ضمیر ہیں وہ تو ایمان نہیں لائیں گے۔ اور روز محشر
قبروں سے ہی اٹھیں گے۔ اور اپنے کئے کی سزا بھگتے کے۔ لئے خدا کے حضور لوٹائے جائیں گے
۶: ۳۸ = دَابَّةٌ - جانور۔ چلنے والا۔ پاؤں دھرنے والا۔ رینگنے والا۔ اسم فاعل کا صیغہ
مذکر مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس میں وحدت کی ہے اس کی جمع دَوَابٌّ ہے
قرآن مجید میں دَابَّةٌ کا لفظ ہر حیوان کے لئے آیا ہے۔

= مَا فَزَّطْنَا - ماضی منفی جمع متکلم تَفْرِيطٌ مصدر (باب تفعیل) ہم نے کسی یا کو تانا
نہیں کی۔ ہم نے کسی ضروری چیز کو نہیں چھوڑا۔ (بلا حظہ: ۶: ۳۱)

۳۹ = صَمٌّ - اصَمُّ کی جمع ہے۔ بہرے۔

بِكْمٍ - ابکم کی جمع ہے۔ گونگے۔

۴۰ = اَرَيْتَکُمْ - اَخْبِرُونِي - مجھے بتاؤ۔ بھلا بتاؤ تو۔

۱۔ ہمزہ استفہام۔ دَايَتْ فعل یا فاعل جس میں ت فاعل ہے۔ اس کے بعد ک۔ کَمَا
حرف خطاب کے لئے ہے۔ اور محض ضمیر فاعل کی تاکید کے لئے لائے جاتے ہیں۔ ت کو حالت
نیزہ جمع اور تانیث میں اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور ان حالتوں میں بجائے ت کے
تے میں حسب مقام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اگر ک۔ کَمَا۔ کُم برائے تاکید نہ لائے جائیں
ت میں ضمیر کے مطابق تبدیلی ہو جائے گی۔ مثلاً اَرَايْتَ الَّذِي يَنْهَى (۹:۹۶) کیا تم نے
شخص کے حال پر نظر کی جو منع کرتا ہے۔

اور قُلْ اَرَايْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ - (۴:۴۵) (لئے پیغمبر) ان لوگوں سے کہو کہ بھلا دیکھو تو یہی
بن کو تم (اللہ کے سوا) پکارتے ہو۔ دَايِ مادہ۔ مہموز العین اور ناقص یائی ہے۔ اس سے مشتق رُوْدَةٌ
ہے۔

۴۱ = يَكْشِفُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ كَشَفٌ مصدر (باب ضرب) وہ دور کرتا ہے۔
تَنْسُوْنَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ نَسِيَانٌ مصدر۔ جس کے معنی کسی چیز کو ضبط میں نہ رکھنے
ہیں۔ خواہ یہ ترک ضعف قلب کی وجہ سے ہو یا ازراہ غفلت۔ یا قصداً کسی چیز کی یاد بھلا دی
نے۔ حتیٰ کہ وہ دل سے محو ہو جائے۔ نَسِيَ يَنْسِي (سمع)
(جب مصیبت کا انتہائی وقت آتا ہے تو بدترین مشرک بھی اپنے دوسرے معبودوں کو بھلا
صرف اللہ تعالیٰ کا نام ہی پکارتا ہے۔)

۴۲ = بَأْسَاءٌ - سختی۔ فقر۔ اسم مؤنث۔ بُؤْسٌ سے مشتق ہے۔
الضَّرَاءُ = تکلیف۔ سختی۔ تنگی۔ بیماری۔ مصیبت۔ اسم ہے۔ بَأْسَاءٌ اور الضَّرَاءُ
نوں مؤنث ہیں۔ اور ان کا مذکر نہیں آتا۔
يَتَضَرَّعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب تَضَرَّعٌ (تفعل) مصدر۔ عاجزی کرتے ہیں
گڑاتے ہیں۔ تاکہ عاجزی کریں۔

آیت میں فَآخَذْنَا مِنْهُمُ سے قبل فَكَفَرُوا وَاكْتَبُوا محذوف ہے۔
یعنی ہم نے رسول بھیجے لیکن انہوں نے انکار کیا اور ان کی نافرمانی کی اور تکذیب کی تو ہم
ان کو تکالیف میں مبتلا کیا۔ (بیضاوی) لیکن اگر متن کو بعینہ لیا جاوے تو معانی ہونگے

ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے اور ان کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کے ہمارے سامنے جھک جائیں۔ (تفہیم القرآن)

صاحب کشف اور صاحب روح المعانی نے اول الذکر کو اختیار کیا ہے۔

۶: ۴۳ = لَوْلَا۔ اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) امتناعیہ (اگر نہ) کَوْحُوفٍ شَرْطٍ اور لَوْلَا نافیہ سے مرکب ہے۔ لفظاً کوئی تغیر پیدا نہیں کر دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جملہ اسمیہ۔ جملہ فعلیہ۔ پہلے جملہ کا ایک جزو ضرور محذوف ہوتا خواہ خبر ہو یا فعل۔

ابن مالک کا قول ہے کہ لَوْلَا کے پہلے جملہ کی خبر اگر عام ہو جیسے کاشن ثابت وغیرہ تو واجب الحذف ہے۔ اور اگر عمومی خبر نہ ہو بلکہ کسی مادہ کے ساتھ مقید ہو مثلاً اَجَلٌ شَارِبٍ۔ قَائِمٌ۔ قَاعِدٌ۔ ذَاهِبٌ۔ مَاشِيٌ۔ وغیرہ اور بغیر ذکر کے معلوم نہ ہو سکے تو ذکر واجب ہے۔ جیسے حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثٌ عَهْدٌ بِالْإِسْلَامِ لَهْدَمَتِ الْكَلْبَةَ۔ اگر تیری قوم نئی نئی اسلام میں داخل نہ ہوئی ہو تو میں کعبہ کو ڈھا دیتا۔ (اور ابراہیمی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرتا) اور ذکر کے بغیر اگر خبر معلوم ہو سکے ہو تو ذکر و حذف دونوں جائز ہیں۔ مثلاً لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ (۴: ۸۳) اَعْلَىٰ عَلَيْكُمْ۔ فَضْلُ اللَّهِ کے متعلق ہو تو خبر محذوف ہوگی۔ ورنہ نازل کے متعلق ہو کر فضل اللہ کی خبر ہوگی۔

اور اگر لَوْلَا ضمیر پر داخل ہو تو ضمیر مرفوع ہونی ضروری ہے جیسے لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُمُ الْمُؤْمِنِينَ (۳۴: ۲۱) مبتد کے نزدیک ضمیر کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔

(۲) تخصیض اور عرض کے لئے بھی لَوْلَا آتا ہے یعنی فعل پر سختی کے ساتھ ابھارنا (تخصیض نری سے کسی کام کی طلب کرنا) عرض) اس وقت لَوْلَا کے بعد مضارع آنا چاہئے۔ خواہ لفظاً ہو یا معنی۔ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ۔ (۲۶: ۴۶) تخصیض اور لَوْلَا آخِرَتِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ۔ (۱۰: ۶۳) عرض۔

۳۔ زحیر و توبیح کے لئے۔ اس وقت یہ ماضی پر داخل ہوگا۔ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَدْبَعٍ شُهَدَاءٍ۔ (۲۴: ۱۳) اور فُلُوكَ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۔ (۶: ۴۳)

(۴) استفہام کے لئے لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ (۶: ۲۸) اور لَوْلَا آخِرَتِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ۔ (۱۰: ۶۳) لیکن جہور اہل ادب کے نزدیک اول آیت میں توبیح اور دوسری آیت

میں عرض کے لئے ہے۔

= فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا - فَلَوْلَا تَضَرَّعُوا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا - پھر جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو کیوں نہ انہوں نے زاری کی اور توبہ کی۔

= قَسَتْ ماضی واحد مؤنث غائب شَوْءٌ مصدر - قَسَوُا مادہ ناقص واوی قَسَا يَفْسُو (نصر) اصل میں قَسَوْتُ تھا واو ساقط ہو کر قَسَتْ ہو گیا۔ (دل) سخت پڑ گئے۔ خشک ہو گئے حق کو قبول نہیں کرتے۔

۶: ۴۴ = فَتَحْنَا عَلَيْكُمْ أَبْوَابَ حُلِيِّ شَيْءٍ ہم نے ہر شے کے دروازے ان پر کھول دیئے یعنی ان کو ہمہ قسم کی نعمتوں سے نوازا۔

= بَفْتَةٍ - اچانک - یک دم - یکایک۔

= مُبْلِسُونَ - اسم فاعل جمع مذکر - مرفوع - مُبْلِسٌ واحد -

مایوس - غمگین - پشیمان - متحیر - خاموش - جن کو کوئی بات بن پڑی ممکن نہیں - اشد کی رحمت سے مایوس - بَلَسٌ - بے خبر آدمی۔

۶: ۴۵ = ذَابِرٌ - بیخ - بنیاد - پچھاڑی - جڑ - پیچھا - دُبُورٌ سے جس کے معنی پشت پھیرنے کے ہیں - اسم فاعل واحد مذکر۔

= وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - حمد الہی اس واسطے کہ ظالم قوموں کی بیخ کنی سے خدا کی مخلوق کو نجات نصیب ہوئی۔ اس نعمت پر خدا کی حمد انسان پر لازم ہے۔

۶: ۴۶ = آدَعَيْنُكُمْ - ملاحظہ ہو ۶: ۴۰ -

= نَصْرَفٌ - مضارع جمع متکلم تَصْرِفٌ مصدر - (باب تفعیل) ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں - ہم کھول کھول کر ہر پہلو سے بیان کرتے ہیں۔

= يَصْدِفُونَ - مضارع جمع مذکر غائب صَدَفٌ مصدر (باب ضرب) اعراض کرتے ہیں

۶: ۵۲ = لَا تَطْرُدُ - فعل نہی واحد مذکر حاضر (باب نصر) طَرَدٌ سے جس کے معنی ذلیل سمجھ کر ہانکنے اور دور کرنے کے ہیں - دھتکارنا۔

= عَدَاةٌ - طرکا - طلوع فجر اور طلوع آفتاب کا درمیانی وقت

= الْعِشِيِّ - (۱) زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت - اسی بنا پر ظہر اور عصر کو صَلَاتَنَا الْعِشِيِّ - بولتے ہیں۔

(۲) دن کا پچھلا وقت - (۳) زوال سے لے کر صبح صادق تک کا وقت (۴) عِشِيِّ وَ

عِشَاءُ نَمَازِ مَغْرِبِ لے کر عشاء کی نماز تک کا وقت۔

= فَتَطْرُدَهُمْ - کہ تو ان کو اپنے سے دور ہٹا دے۔ تَطْرُدُ واحد مذکر حاضر منصوب بوجہ جواب نہیں (مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ - ان کے حساب کی کوئی ذمہ داری تجھ پر نہیں)

= فَتَكُونَنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ جواب نہیں۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ یہ بھی جائز ہے کہ فَتَطْرُدَهُمْ پر عطف ہے بوجہ تَسْبِيبِ کے کہ ظالمین میں سے ہونا بوجہ ان کو اپنے سے دور ہٹانے کے ہے۔

یہ آیت حضرت بلال - جناب - سلمان - عمار وغیرہم کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ اکابرین مکہ حضور سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے پاس حاضر تو ہوں لیکن ان گنواروں - ناداروں کے ساتھ بیٹھنا ہماری ہمتک ہے۔

۶: ۵۳ = فَتَنَّا۔ ماضی جمع متکلم۔ ہم نے آزمائش میں ڈالا۔ اس کے علاوہ مصیبت سے بچانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں ماضی مجعنی مضارع بھی ہو سکتا ہے ہم آزمائش میں ڈالتے ہیں۔

= مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ۔ خدا نے ان پر بڑا احسان کیا مِنَ يَمِينٍ (نَصْرًا) مِنَ مصدر احسان کرنا۔ مَنَانٌ احسان کرنے والا۔ الْمَنَانُ۔ خدا تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۶: ۵۵ = تَسْتَبِينَ۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔ اسْتَبَانَهُ (استفعال) بئین مادہ وہ ظاہر ہو جائے۔ کھل جائے۔

= سَبِيلٌ۔ راستہ۔ راہ۔ مذکر مؤنث دونوں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔
۶: ۵۶ = نَهَيْتُ ماضی مجہول واحد متکلم۔ نَهَيْتُ سے مجھے روکا گیا ہے۔ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے۔

۶: ۵۷ = بَيِّنَةٌ۔ واحد۔ بَيِّنَاتٌ۔ جمع۔ روشن اور کھلی دلیلیں۔ ایسی دلیلیں جو حق اور باطل کے فرق کو واضح کر دیں۔

= كَذَّبْتُمْ بِهِ۔ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب سے مراد اللہ تعالیٰ ہے (كشاف) یا اللہ کی جانب سے آئی ہوئی کلام۔ یعنی الْقُرْآنُ ومعجزات الباہرہ وبراہین الواضحة (الموازن)

= تَسْتَعْجِلُونَ۔ تم جلدی کرتے ہو۔ تم عجلت کرتے ہو۔ یعنی جس عذاب یا پاداش کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو۔ استعجال (استفعال) سے جمع مذکر حاضر۔

= يَقْضُ۔ قَضَى يَقْضِي (نَصْرًا) سے مضارع واحد مذکر غائب وہ بیان کرتا ہے۔ یعنی اللہ

تعالیٰ بیان کرتا ہے۔

= الْفَاصِلِينَ - اسم فاعل جمع مذکر قِصِلٌ مصدر۔ فیصلہ کرنے والے۔ حق کو باطل سے الگ کرنے والے۔

۶: ۵۸ = لَقَضِيَ الْأَمْرُ - بات کا فیصلہ ہو گیا ہوتا الْقَضَاءُ کا معنی قَوْلًا یا عملاً کسی کام کا فیصلہ کر دینے کے ہیں۔ حکم کرنا۔ خبردار کرنا۔ تمام کرنا کے معنی میں بھی آتا ہے ملاحظہ ہو (۶: ۲)۔
۶: ۵۹ = تَسْقُطُ - مضارع واحد مؤنث غَائِب (باب نصر) وہ گرتی ہے۔ سَقُوطٌ بمعنی گرتا ہے۔

= دَرَقَةٌ - اسم مفرد۔ نکرہ۔ کوئی ایک پتہ۔ دَرَقٌ چاندی کا سِکّہ۔ (فَالْبَعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ - تو اپنے میں سے کسی کو یہ سکہ دے کر شہر میں بھیجو۔ (۱۸: ۱۹))
= حَبَّةٌ - دانہ۔ غلہ۔ اناج۔ گندم۔ جو وغیرہ اناج کے دانہ کو حَبٌّ اور حَبَّةٌ کہتے ہیں حُبُّوبٌ جمع۔

= رَطِبٌ ہرا۔ يَابِسٌ خشک۔ دونوں مجرور بوجہ حرف جار۔ مِثْلٍ کے ہیں۔

= كِتَابٌ مُّبِينٌ - لوح محفوظ

۶: ۶۰ = يَتَوَقَّكُمْ - مضارع واحد مذکر غَائِب تَوَقَّى مصدر۔ (بَابُ تَفَعُّلٍ)

کُمْ ضمیر مفعول۔ تمہاری جانوں کو لے لیتا ہے۔ یا لے لیگا۔

یہاں تَوَقَّى کا لفظ نیند کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ نیند بھی موت کی بہن ہے۔

= جَرَحْتُمْ - تم نے کمایا۔ (باب فتح) جَرَحٌ سے جس کے معنی زخمی کرنے کے مانے اور کسی میں

طعن کرنے کے ہیں۔ یہاں کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ يُقَالُ فُلَانٌ يَجْرَحُ

لِعِيَالِهِ - وہ اپنے کنبے کے لئے کماتا ہے۔

۶: ۵۸ = ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ - پھر اٹھاتا ہے تم کو (نیند سے) دن کے وقت ۴ کی ضمیر النَّهَارِ

کی طرف راجع ہے۔

= يُقَضَىٰ آجَلٌ مُّسَمًّى ط تاکہ پوری کر دی جائے (اس نیند اور بیداری کے تسلسل سے

تمہاری عمر کی) میعاد مقررہ۔

۶: ۶۱ = حَفَظَةٌ - حَافِظٌ کی جمع۔ نگہبان۔ حفاظت کرنے والے۔

= تَوَفَّيْتَهُ دُسَلْتًا - (فرشتوں کی جماعت) اس کو اٹھا لیتی ہے۔ اس کی رُوح کو قبض

کر لیتے ہیں۔

= لَا يُفَرِّطُونَ - وہ (اس میں) کوتاہی نہیں کرتے۔ یعنی اللہ کے فرستادے اس کے حکم کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو ۳۱:۶ - ۲۸:۶
 ۶۲:۶ = رُدُّوْا۔ ماضی مجہول جمع مذکر غائب رَدُّ سے۔ وہ واپس لائے گئے۔ وہ لوٹائے گئے۔ وہ پھیرے گئے۔ یعنی عبادۃ - اس کے بندے موت کے بعد اس کے حضور لوٹائے جاتے گئے۔

= اَسْرَعُ الْحُسَيْنِ - حساب کرنے والوں میں سب زیادہ جلد اور تیز حساب کرنے والا
 ۶۳:۶ = تَضَرَّعًا۔ عاجزی کرنا۔ گرگڑانا۔ بروزن تفعّل مصدر ہے
 = لَسْنَا اَنْجِنَا۔ اگر وہ (اللہ) ہمیں نجات دیدے (یہ ان کی دعا ہے لَسْنَا اَنْجِنَا مِنْ هٰذِهِ لَسْكَوْنَا مِنْ الشُّكْرِیٰ)

۶۴:۶ = كَذِبٍ - اسم مصدر۔ نکرہ۔ سخت غم۔ دم گھونٹنے والا غم
 ۶۵:۶ = يَلْبِسْكُمْ شَيْعًا۔ يَلْبِسُ مضارع واحد مذکر غائب۔ يَلْبَسُ مصدر (باب ضوَب) كَمْ ضمیر مفعول وہ تم کو ملائے۔ یعنی باہم دست و گریباں کرے۔ شَيْعٌ جمع شَيْعَةٌ کی۔ اَلْبَسَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ۔ جب بات مشتبہ اور گڈمڈ ہو جائے۔ وَ لَبَسَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ خَلط ملط ہو جانا کہ حقیقت پہچانی نہ جا سکے۔ قرآن میں ہے وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (۲۲:۲) اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط مت کرو۔ يَلْبِسْكُمْ شَيْعًا تم کو مختلف فرقوں میں بانٹ دے کہ آپس میں الجھ جاؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے لگو
 = يَذِيقُ۔ مضارع واحد مذکر غائب اِذَاقَةٌ مصدر (باب افعال) وہ چکھائے۔

يَلْبَسُ - يَلْبِسُ اور يَذِيقُ منصوب آئے ہیں بوجہ عمل اَنْ کے۔
 = يَأْسُ۔ لڑائی۔ دبدبہ۔ سختی۔ آفت۔ جنگ کی شدت۔
 = يَذِيقُ بَعْضَكُمْ يَأْسَ بَعْضٍ۔ تم میں سے ایک فرقہ کی سختی دینداری سانی کا مزہ دوسرے فرقہ کو چکھائے

۶۶:۶ = كَذَّبَ بِهِ میں ۶ ضمیر قرآن حکیم کے لئے ہے
 = دَكِيْلٌ ذمہ دار۔ کارساز۔ نگران۔ نگہبان۔

۶۷:۶ = مُسْتَقَرٌّ۔ القرار۔ الثبوت۔ نہایۃ۔ غایۃ۔

لِكُلِّ نَبَأٍ مُسْتَقَرٌّ۔ یعنی قرآن کی ہر ایک خبر میں ایک حقیقت ایک غایت ہے یا خدا بتائی ہوئی ہر خبر کے لئے اس کے وقوع پذیر ہونے کا وقت اور مکان ہے اور اس میں کوئی

تاخیر یا رد و بدل نہیں ہے۔

۶۸:۶ = يَخْوَضُونَ مضارع جمع مذکر غائب خَوْضٌ سے (باب نصر) وہ مشغول ہوتے ہیں۔ اردو میں غور و خوض استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ استہزاء اور طعنا آیاتِ ربانی (قرآن حکیم) پر بحث کرتے ہیں یا نکتہ چینی کے لئے انہیں زیر بحث لاتے ہیں۔
= يَخْوَضُوا۔ مضارع مجزوم۔ منصوب حتیٰ کے عمل کی وجہ سے
= اِمَّا۔ اِنْ اور مَا سے مرکب ہے۔ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ بطور حرف تفسیل۔ جیسے اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا مَشَاكِوَادًا اِمَّا كَفُورًا۔ (۳:۷۶) ہم نے انسان کو راستہ دکھایا اس کے بعد وہ شکر گزار بندہ بنے یا ناشکر بن جاتے۔
(۲) شک و ابہام کے موقع پر جیسے جَاءَ اِقْبَا ذَيْدًا اِمَّا عَمْرُو۔ یا تو زید آیا ہے یا عمرو۔
(۳) اباحت و تنجیر کے لئے۔ تَعَلَّمَهُ اِمَّا الْفِقْهَ وَاِمَّا اللُّغَةَ۔ فقہ سیکھ یا لغت۔ یہاں اگر کے معنی میں ہے۔

— يُنْسِيَنَّكَ مضارع واحد مذکر غائب بانون ثقیدہ لَكَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر نَسِيَ سے وہ تم کو بھلا ہی دے۔

= لَا تَقْعُدْ۔ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ (باب نصر) قَعُودٌ۔ تَوْنٌ بِلُطِيْهِ۔ تجھے بٹھکانہ چائے الذِّكْرَى۔ نصیحت کرنا۔ ذکر کرنا۔ یاد۔ پسند۔ موعظت۔ ذَكَرَ يَذْكُرُ کا مصدر ہے۔
نصیحت کے معنوں میں آیا ہے۔ وَذَكَرْنَاكَ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ (۵۱:۵۵)
اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مؤمنوں کو نفع دیتی ہے۔ ان ہی معنوں میں یہ اگلی آیت میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں بمعنی یاد آیا ہے۔ یعنی یاد آنے کے بعد۔

۶۹:۶ = مِنَ حِسَابِهِمْ میں ضمیر ھِنْدُ کافروں کے لئے ہے یعنی تقویٰ اختیار کرنے والوں پر کافروں کے حساب سے کچھ بوجھ نہ ہوگا۔ انہیں معنوں میں آیت ۵۲ میں استعمال ہوا ہے۔
= وَتَلَكُنْ ذِكْرَى۔ لیکن نصیحت کرنا تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض ہے۔
تقدیر کلام یوں ہے وَتَلَكُنْ عَلَيْكُمْ ذِكْرَى۔

= لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ میں ضمیر جمع مذکر غائب بھی کافروں کے لئے ہے۔

۷۰:۶ = ذَرَّ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر وَذَرَّ سے (باب سَمْعٍ وَفَتْحٍ) تو چھوڑ دے۔
= غَرَّتْهُمْ۔ ماضی واحد مؤنث غَابَ۔ هُمُ۔ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ دنیاوی زندگی نے ان کو بہکا رکھا ہے۔

وَذَكِّرْ بِهِ - اور نصیحت کرو قرآن کے ذریعہ سے - یعنی ان مشرکوں کو قرآن کی روشنی میں نصیحت کرو۔ ذَكِّرَ فعل امر واحد مذکر ماضیہ میں ہر ضمیر واحد مذکر غائب قرآن کی طرف راجع ہے۔
 = اَنْ - کہہ - یہ کہہ - اَنْ - مبادا کے معنوں میں بھی آتا ہے جیسے اِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ
 قَبِيئَةٍ اَنْ تَصِيْبُوْا قَوْمًا جَهَالَةً فَتُصَدِّحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَدِيْمًا ه (۶:۴۹)
 اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو
 نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو - اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

اکثر مفسرین نے یہاں اَنْ کو انہیں معنوں میں لیا ہے۔ لیکن اگر اسے "کہہ" کے معنی میں
 لیا جائے جیسا کہ علامہ عبداللہ یوسف علی نے لیا ہے تو عبارت کے معنی زیادہ واضح ہو جائے
 ہیں اس صورت میں اَنْ کے بعد کا جملہ ذَكِّرَ کا مفعول بہ ہوگا۔
 صاحب روح المعانی لکھتے ہیں =

و منه من جعله (ای تَبَسَّلَ نَفْسًا بِمَا كَسَبَتْ) مفعولا به لذن کر۔ ان میں سے
 بعض نے "تَبَسَّلَ نَفْسًا بِمَا كَسَبَتْ" کو ذَكِّرَ کا مفعول بہ لیا ہے۔
 = تَبَسَّلَ - وہ گرفتار ہو جائے۔ وہ ہلاکت کے سپرد کی جائے۔ اِبْسَالٌ سے مضارع مجہول
 واحد مؤنث غائب بَسَّلٌ بمعنی تَهْلِكُ (ابن عباس)
 تَحْبَسٌ - (قتادہ) ای فی نار جهنم - تحرق بالنار (الضحاك)
 = تَعَدِلُ - وہ بدلہ لیوے (ضرب) عدل سے جس کے معنی اصل میں مساوی اور برابر
 کرنے کے ہیں۔ چونکہ بدلہ کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے کہ جس چیز کا بدلہ ہے اس کے برابر ہے۔
 اس لئے بدلہ کرنے کے معنی بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
 = وَذَكِّرْ بِهِ اَنْ تَبَسَّلَ نَفْسٌ الخ - اور نصیحت کر قرآن کے ذریعہ سے کہہ۔
 پکڑا جائیگا آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے اور نہیں ہوگا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
 حمایتی اور نہ کوئی سفارشی۔ اور اگر وہ ہر چیز فدیہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو وہ بھی اس سے
 قبول نہ کیا جائے گا۔

= اَدْ لٰثَكَ - وہ لوگ جو دین کو کھیل اور دل لگی سمجھتے ہیں اور جنہیں دنیوی زندگی نے دھوکے
 میں رکھا ہوا ہے۔

= اِبْسَلُوا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ ہلاک کئے گئے وہ ہلاک ہوئے۔ وہ گرفتار
 کئے گئے۔ وہ پکڑے گئے۔ وہ ثواب سے محروم کئے گئے۔ (اوپر تَبَسَّلَ ملاحظہ کیا جائے)

= حَمِيمٌ - نہایت گرم پانی۔ اس سے حمام مشتق ہے جہاں گرم پانی مل سکتا ہے۔
 حَمِيمٌ قَرِيبِي دوست کو بھی کہتے ہیں حَمِيمٌ سے۔
 ۶: ۷۱۔ نَزِدٌ۔ مضارع مجہول جمع مکمل۔ رَدَّ يَرُدُّ۔ (باب نصر) سے ہم پھیر دیئے جائیں۔
 ہم لوٹائے جائیں۔ ہمیں لوٹا دیا جاتے۔

= اَعْقَابِنَا۔ عَقِبَتْ کی جمع مضاف مضاف الیہ۔ ہماری اڑیاں۔ الرَّوْدُ عَلَى الْأَعْقَابِ
 بمعنی الرَّجُوعُ إِلَى الشِّرْكِ وَالضَّلَالِ۔

= كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ۔ لغت مصدر محذوف۔ ای انزور دڈا مثل
 رد الذی استهوتہ الشیاطین۔ ادند عوادعاء مثل دعاء الذی استهوتہ
 الشیاطین۔ کیا ہم پھر جائیں مثل پھر نے اس شخص کے جسے شیاطین نے بھٹکا دیا ہو۔
 یا پکاریں مثل پکارنے اس شخص کے.... الخ۔

= اسْتَهْوَتْهُ۔ اس نے اس کو راستہ بھلا دیا۔ اسْتَهْوَاءٌ۔ (استفعال) راستہ
 بھلا دینا۔ فریفتہ کرنا۔ بلندی سے پستی کی طرف لانا۔

= حَيْرَانَ۔ حیران۔ سرا سیمہ۔ بہکا ہوا۔ متردد۔ حیرۃ سے صفت مشبہ کا صیغہ۔

= لَهُ میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب الذی کی طرف راجع ہے۔

= اِئْتِنَا۔ ہمارے پاس آ۔ اِئْتِ صیغہ امر۔ نا ضمیر جمع مکمل اَتَى يَأْتِي اِئْتَانٌ
 (ضَرْبٌ) سے

= لَهُ اصْحَابٌ..... اِئْتِنَا۔ اس کے ساتھی ہوں جو اسے بلا ہے ہوں ہدایت کی
 طرف۔ اور پکار ہے ہوں کہ ہماری طرف آجا۔

۶: ۷۲ = وَانْ اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا۔ ای و اقرن اقموا الصلوة و
 اتقوا۔ (اور ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ تم نماز قائم کرو اور اس سے ڈرو۔

۶: ۷۳ = وَیَوْمَ یَقُولُ کُنْ فیکون۔ اور جس دن وہ کہیگا کہ حشر ہو جائے اسی دن
 وہ ہو جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

یَوْمَ بمعنی حین (وقت) بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے (وہ
 وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا) اور جس وقت (بھی)
 وہ کسی شے کو کہنا ہے ہو جاتا تو وہ ہو جاتی ہے۔

= قَوْلُهُ الْحَقُّ۔ اس کا ارشاد عین حق ہے۔ عین حقیقت ہے۔ جو وہ حکم دیتا ہے وہ

ہو کر ہی رہتا ہے اس کا قول اٹل ہے قَوْلُهُ بَتَدَا - الْحَقُّ - خَبْر -

۶: ۷ = اَرْمَكَ - اَدَى - مَضَارِعٌ وَاحِدٌ مِمَّا كَلَّمَ رَأَى يَرَى رَأْيًا وَرُؤْيَةً (فتح
مہسوز العین ناقص یائی) میں دیکھتا ہوں - ك ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر - میں
تجھے دیکھتا ہوں - میں تجھے پاتا ہوں -

۶: ۷ = كَذَلِكَ - اِسى طَرَح - كَمَا اَرَيْنَاهُ قَبْلَ الشَّرِكِ حِسْ طَرَحَ هَمَّ نَسِ اس کو
شُرک کی قباحت (باپ کی اور اس کی قوم کی گمراہی) دکھائی تھی - اِسى طَرَحَ هَمَّ نَسِ
بصیرت سے اس کو ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ کرا دیا -

= نَرَى - مَضَارِعٌ جَمْعٌ مِمَّا كَلَّمَ - اَرَى يَرَى (باب افعال) اِدَاعَةٌ - هَمَّ دُكَّاهَاتٍ هِي
یہاں مَضَارِعٌ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے -

= مَلَكُوتٌ - مَصْدَرٌ - مَلِكٌ سے مبالغہ کا صیغہ بذریعہ ایزادی و ت اقتدار کامل - غلبہ تامہ
حکومت حقیقیہ - بقول راغب - ملکوت - اللہ کی بادشاہت کے لئے مخصوص ہے -
= وَ لِيَكُوْنَنَّ - اِى فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِيَكُوْنَنَّ (ہم نے ایسا اس لئے کیا، کہ وہ کامل یقین کرنے
والوں میں سے ہو جائے -

= اَلْمُؤَقِنِيْنَ - اِسْمٌ فَاعِلٌ جَمْعٌ مَذَكَّرٌ - مَعْرِفَةٌ - مَجْرُورٌ - اَلْمُؤَقِنِيْنَ - وَاحِدٌ - اِيْقَانٌ
مَصْدَرٌ - عِيْنُ اِيْقَانِ كَيْ مَرْتَبَةٌ بِرَفَائِزٍ هُوْنَ تَوَالِي -

۶: ۷ = جَنَّ عَلِيَّ - اِسْ نَسِ دُهَانٍ لِيَا - اِسْ نَسِ چھپا لیا - جَنَّ سے (باب نَصَرَ)
= اَخْلَ - وَ هَ غَائِبٌ هُوَ كِيَا - وَ هَ غُرُوبٌ هُوَ كِيَا - (ضَرَبَ - نَصَرَ - سَمِعَ) اَخْلَ سے
بمعنی آفتاب - ماہتاب - وغیرہ ستاروں کا غروب ہونا - اَخْلَ اسم فاعل جمع اَخْلِيْنَ
۶: ۷ = بَارِزًا - دَرِخْشَا - رُوشَن - بُرُوزٌ سے بمعنی طلوع ہونا - چمکنا - اِسْمٌ
فَاعِلٌ وَاحِدٌ مَذَكَّرٌ -

۶: ۸ = هٰذَا اَرَبِيٌّ - اَهْدَا اَرَبِيٌّ كَيْ مَعْنَى فِيْ اِسْتِعْمَالِ هُوَا هِي - اَنَّ اِسْتِفْهَامِيَّةً
مَحْذُوفَةٌ هِيَ وَ اِسْتِفْهَامٌ اِنْكَارِيٌّ كَيْ طَوْرٌ پَرَايَا هِي - مَطْلَبٌ يَهِي كَيْ لِيْ مِيْرِي قَوْمٌ كِيَا
یہ میرا رب ہے؟ ہرگز نہیں -

۶: ۹ = وَ جَعَلْتُ - ماضی معروف واحد متکلم - تَوَجَّهْتُ مَصْدَرٌ (باب تَفْعِيل) میں نے
اپنا رخ پھیر لیا -

= فَطَرَ - مَصْدَرٌ وَ هَ عَدَمٌ سَيَّ دُجُودٍ فِيْ لِيَا - اِسْ نَسِ پيدا کیا - فَطَرَ كَيْ اَصْلٌ مَعْنَى

بھاڑ دینے کے ہیں یعنی عدم کے پردہ کو بھاڑ کر وجود میں لایا۔

= حَنِيفًا - الْحَنَفُ کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ الحنیف بروزن (نعیل) جو باطل کو چھوڑ کر حق واستقامت کی طرف آجائے۔ اس کی جمع حُنَفَاءُ ہے۔ حَنِيفٌ حَنَفٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

۶: ۸۰ = حَاجَةٌ - مَحَاجَّةٌ (مفاعلة) سے باہم حجت کرنا۔ دلیل بازی کرنا۔ الْحُجَّةُ اس دلیل کو کہتے ہیں جو صحیح مقصد کی وضاحت کرے۔ اور دو متناقض امور میں سے ایک کی صحت کی مقتضی ہو۔

حَاجَّ اس نے حجت بازی کی۔ اس نے جھگڑا کیا۔

= حَدَانِ - اصل میں هَدَانِي ہے اس نے مجھے ہدایت دی۔ مجھے ہدایت یافتہ کیا۔ هِدَايَةٌ سے (باب ضرب)

= اِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا - اللہ میرا رب ہے کوئی تکلیف مجھے پہنچانا چاہے تو۔

(ورنہ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ جن کو تم رب کا شریک ٹھہراتے ہو)

= اَخْلَدَتْ تَدَكُّرَاتٍ - مضارع منفی جمع مذکر حاضر۔ ہمزہ استفہامیہ۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑو گے۔ تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے (باب تفعّل)

۶: ۸۱ = لَمْ يُنْزِلْ - مضارع نفی مجد بلم۔ واحد مذکر غائب۔ اس نے نہیں نازل کیا۔ اس نے نہیں اتارا۔ یعنی جس کے لئے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی۔ تم کو کوئی اجازت نامہ نہیں دیا۔

= الْفَرِيقَيْنِ - موحّدین کا فرق اور مشرکین کا فرق۔ حضرت ابراہیم اور اس کے پیروکار ایک فرقہ۔ مشرکین مخالفین دوسرا فرقہ۔

= بِالْآمِنِ - اى امن من العذاب - عذاب سے بے خوفی اور اطمینان
۶: ۸۳ = لَمْ يَلْبِسُوا - مضارع مجزوم نفی مجد بلم۔ صیغہ جمع مذکر غائب لَبَسُوا مصدر۔ انہوں نے نہیں ملایا۔ انہوں نے مخلوط نہیں کیا۔

= آیت ۸۲ پر حضرت ابراہیم کا کلام ختم ہوا۔

۶: ۸۳ = ذُرِّيَّتَهُ ذُرِّيٌّ سے۔ نسل۔ اولاد۔ ذُرِّيَّةٌ ذَرٌّ مہر۔

۶: ۸۶ = حَبِطَ عَنْ - الْحَبِطُ - (حسب یحسب) کے معنی کسی کام کے ضائع ہو جانے اور اکارت ہونے کے ہیں۔ آیت ہذا۔ اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے

سب ضائع ہو جاتے۔ ارشاد ہے لِيَحْبِطَنَّ عَمَلَكَ - (۶۵: ۳۹) تو یقیناً تمہارے عمل برباد ہو جائے گا۔
حَبِطَ عَنْهُ اِی ذہب عنده۔

۶: ۸۹ = بِهَا۔ ہا ضمیر واحد مونت۔ الکتب۔ والحکمہ۔ والنبوۃ کی طرف راجع ہے۔ یا
اس کا مرجع آیات قرآنی ہیں جو دلائل التوحید والنبوۃ کے متعلق ہیں۔

= هُوْلَاءِ۔ یعنی اہل مکہ۔

= وَكَلْنَا بِهَا۔ وَكَلْنَا۔ ماضی معروف۔ جمع متکلم۔ تَوَكَّلْتُ (تفعیل) مصدر۔ ہم نے مقرر کر دیا

= قَوْمًا۔ گروہ۔ جماعت۔ بلا تخصیص نسل و وطن (اُس صورت میں جب کہ ایسی قوم بلا واسطہ
مطاب نہ ہو) ایک نسب اور وطن سے تعلق رکھنے والی جماعت (جہاں پیغمبروں نے ان کو خطاب
کیا ہو جیسے يَا قَوْمِ يَا اِذْقَالَ لِقَوْمِهِ)

یہاں اس آیت میں قوم سے مراد اصحاب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انصار۔ مہاجرین۔ تابعین
تبع تابعین۔ عربی، عجمی سب مراد ہیں جو اہل ایمان تھے۔

۶: ۹۰ = اُولَٰئِكَ سے مراد وہ اٹھارہ انبیاء ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔

= اِقْتَدَا۔ تو اس کی پیروی کر۔ تو اس کی اقتدا کر۔ اقتدار کا معنی ہے کسی کے کام کے
موافق کوئی کام کرنا

علامہ قطب الدین الکشاف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :-

کہ یہاں اقتدار سے مقصود صرف اخلاق فاضلہ اور صفات کمال میں ان جلیل القدر انبیاء کی پیروی
کرنا ہے۔ ۶ ضمیر واحد مذکر فیہمدا اھم میں ہدیٰ کی طرف راجع ہے۔

= اُولَٰئِكَ الَّذِينَ رَاٰیۡۤ (آیت ۸۹) سے لے کر اِقْتَدَا (آیت ۹۰) تک ترجمہ یوں ہوگا۔

یہ تھے انبیاء جنہیں ہم نے کتاب و حکمت اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ لوگ (اہل مکہ) انہ
(کتاب و حکمت۔ نبوت یا آیات قرآنی) سے انکار کرتے ہیں۔ تو ہم نے مقرر کر دیا ہے ایک ایسی

قوم کو (اصحاب النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انصار۔ مہاجرین وغیرہ) جو ان (کتاب و حکمت۔ نبوت یا آیات
قرآنی) سے منکر نہیں ہے، بلکہ ان پر ایمان رکھتی ہے، یہی (انبیاء علیہم السلام) وہ لوگ تھے جن کو

اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی تو بھی ان کی سہایت کی (جو میں نے ان کو عطا کی) پیروی کر

= عَلَيْهِ میں ۵ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع قرآن یا تبلیغ قرآن ہے۔ اور اسی طرح ھُوَ ضمیر

کا مرجع بھی قرآن ہے۔

= اِنْ نَافِیۡہُ۔

= ذِكْرِي - نصیحت - اوپر ۶: ۶۸ ملاحظہ ہو۔

۹۱: ۹ = مَا قَدَرُوا - ماضی منفی معروف - صیغہ جمع مذکر غائب - انہوں نے تعظیم نہیں کی - انہوں نے نہیں پہچانا۔

= تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ = جن کو تم نے متفرق اور مختلف کاغذوں میں لکھ رکھا ہے (تاکہ اپنے مطلب کے اوراق مختلف مواقع پر پیش کئے جاسکیں جیسا کہ ان کے اپنے مفاد میں مناسب ہو)

= قَرَاطِيسَ - الْفِرطَاسُ - ہر وہ چیز جس پر لکھا جاتے - کاغذ وغیرہ

= قُلِ اللّٰهُ - جواب ہے قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ كَا - قُلِ اللّٰهُ كُو اگر جملہ اسمیہ لیا جاتے تو تقدیر ہوگی قُلْ هُوَ اللّٰهُ - اور جملہ فعلیہ کے اعتبار سے اس کی تقدیر ہوگی - قُلْ أَنْزَلَهُ اللّٰهُ -

= خَوْضِهِمْ - ان کی بیہودہ گوئی - باتیں بنانا - گھسنا - خَاضَ بِخَوْضٍ کا مصدر ہے خَوْضٍ کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں بطور استفادہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے استعمال ہوتا ہے

۹۲: ۶ = لِيُنذِرَ - کہ ڈرائے تو - تو ڈراتے گا - تو ڈراتا ہے - اِنْذَارٌ - سے مضارع واحد مذکر

حاضر۔

= اُمّ الْقُرَى - مکہ معظمہ - بستیوں کی اصل اور جڑ - بستیوں کی ماں -

= مَنْ حَوْلَهَا - جو اس کے ارد گرد ہے - یعنی تمام اہل مشرق و مغرب۔

۹۳: ۶ = اِحْتَرَىٰ - اس نے جھوٹ باندھا - اس نے بہتان تراشا - اِسْتَرَأَىٰ (افتعال) سے ماضی واحد مذکر غائب۔

= مَنْ قَالَ - اسی من اظلم مہن قال - اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو کہے۔

= ذَكُوْرِي - کاشش تو دیکھیے - کاشش تو دیکھ سکے۔

= عَمْرَاتٍ - عَمْرَةٌ کی جمع - موت کی کسختیاں - جو سائے اعضاء پر چھا جائیں - عَمْرَةٌ وہ

شیر پانی جس کی تہ نظر نہ آئے - بطور تشبیہ اس سے مراد جہالت - غفلت لی جاتی ہے - جو قوی پر غالب آجاتے۔

= بِاسِطُوْا - اصل میں بِاسِطُوْنَ تھا - اَيِّدِيْهِمْ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ن

ساقط ہو گیا - کھولنے والے - بڑھانے والے۔

یعنی کاشش تو ان ظالمین کو اس حالت میں دیکھ سکے جب موت کی کسختیاں ان پر غالب ہوں گی - اور فرشتے ان کی جان نکالنے کے لئے، ہاپنے ہاتھ ان کی طرف بڑھا رہے ہوں گے۔

= اَخْرَجُوا اَنْفُسَكُمْ - اس سے پہلے يَقُولُونَ لَهُمْ مَحْذُوف ہے - اَخْرَجُوا اَنْفُسَكُمْ
لاؤ اپنی جانیں - اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ - اگر ہو سکتا ہے تو چھڑا اور اپنی جانیں، ہمارے ہاتھوں
سے اَخْرَجُوا فعل امر حاضر - اَنْفُسَكُمْ مفعول بہ -

= تَجُزِّدَنَّ - تم بدلہ دینے جاؤ گے - تم جزا دینے جاؤ گے - جَزَاءً سے جمع مذکر حاضر -

= عَذَابِ الْهُونِ - اسم ہے - الْهُونُ کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے -

۱، انسان کا کسی ایسے موقع پر نرمی کا اظہار کرنا کہ جس میں اس کی سبکی نہ ہو - یہ قابل ستائش ہے
قرآن حکیم میں ہے دَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلٰى الْاَرْضِ هٰؤُنًا (۶۳:۲۵) اور
خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر متواضع ہو کر چلتے ہیں -

۲، هَوَانٌ بمعنی ذلت اور رسوائی کے بھی آتا ہے یعنی دوسرا انسان اس پر مسلط ہو کر اس کو
سبکسار کرے - تو یہ قابل مذمت ہے قرآن حکیم میں ہے فَاَخَذْنَا مِنْهُمُ صَاعِقَةً الْعَذَابِ
الْهُونِ - (۱۷:۴۱) تو..... کر ٹک نے ان کو آکھڑا اور وہ ذلت کا عذاب تھا -

اور اگر علی کے ساتھ آئے تو معنی معاملہ کے آسان ہونے کے ہیں جیسے هُوَ عَلٰى هٰٓئِيْنَ

(۳۱:۱۹) کہ یہ مجھے آسان ہے -

سَوْعَاتِ الْهُونِ بمعنی ذلت کا عذاب -

= تَسْكِبْرُونَ - اِسْتِكْبَارٌ (استفعال) سے مضارع جمع مذکر حاضر - تم تکبر کرتے تھے
تم گھمنڈ کرتے تھے -

۶: ۹۴ = جِئْتُمُوْنَا - تم ہمارے پاس آ پہنچے - اس میں واو اشباع کا اور نا ضمیر جمع متکلم

= فُرَادٰى - فَرْدٌ - کی جمع - اکیلے اکیلے - ایک ایک -

= خَوَّلْنٰكُمْ - ہم نے تم کو عطا کیا - ہم نے تم کو دیا - تَخْوِيلٌ (تَفْعِيلٌ) سے جس کے

معنی ایسی چیزوں کے عطا کرنے کے ہیں جن کی نگہداشت کی ضرورت پڑے - جیسے عربی میں
کہتے ہیں فَلَانٌ حَالٌ مَّالٍ اَوْ حَائِلٌ مَّالٍ - یعنی فلاں مال کی خوب نگہداشت کرنے والا ہے
(آیت ہذا میں: جو مال و متاع ہم نے تم کو دیا تھا تم سب پیچھے چھوڑ آئے)

ماضی جمع متکلم - كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر -

= فِیْكُمْ - اِنِّیْ اُمُوْرٌ كُمْ - تمہارے معاملات ہیں -

= شُرَكَاءٍ لِّعِنٰی شُرَكَاءِ لِلّٰہِ

یعنی جن کو تم یہ سمجھتے تھے کہ تمہاری فلاح و بہبود اور نفع و نقصان میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں

اور عمل و دخل رکھتے ہیں۔

== تَقَطَّعَ - کٹ گیا۔ ٹوٹ گیا۔ قطع قطع ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ تَقَطَّعُكَ (تَفَعَّلُ) سے
تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ - اسی تقطع ما بینکم من الوصل - بے شک تمہارے درمیان جو رشتہ تھا
وہ اُٹ گیا۔

== ضَلَّ - کھو گیا۔ گم ہو گیا۔ ضائع ہو گیا۔ ہلاک ہو گیا۔ گمراہ ہو گیا۔ بھٹک گیا۔ راہ سے
دور جا پڑا۔

== مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ - اور جو دعویٰ تم کیا کرتے تھے (وہ کھو گئے)

۶: ۹۵ = خَالِقٌ - اسم فاعل واحد مذکر۔ خَلَقَ مصدر۔ پھاڑنے والا۔ بیج اور گٹھلی کو پھاڑ
کر سبزہ نکالنے والا۔ (خَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى) تاریکی کو پھاڑ کر صبح کرنے والا۔ خَالِقُ الْإِصْبَاحِ
= الْحَبِّ - دانہ۔ غلہ۔ گندم۔ انج۔ اس کی جمع حبوب ہے۔ عام (دوائی وغیرہ کی گولیوں کو)
بھی حَبِّ کہتے ہیں۔

= النَّوَى - النَّوَاةُ - اس کی واحد۔ کھجور کی گٹھلیاں۔

== تَوَخَّكُونَ - تم پلٹائے جاتے ہو۔ تم پھیرے جاتے ہو۔ اخذٌ سے جس کے معنی کسی شے
کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں۔

یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف۔ قول میں راستی سے دروغ بیانی کی طرف
در فعل میں نیکو کاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے۔ مضارع مجہول جمع مذکر حاضر
= ذَلِكُمْ اللَّهُ فَاَنى تَوَخَّكُونَ - یہ ہے اللہ (ان خوبوں والا) اور (تم دیکھو) تم کہ مھر
ہکے چلے جا رہے ہو۔

۶: ۹۶ = سَكَنًا - برائے تسکین۔ آرام۔ راحت۔ برکت۔ جس سے سکون حاصل ہو۔
سَكُونٌ سے اسم ہے۔ بسنے کی جگہ۔ آرام و سکون کی جگہ یا وقت۔ محلًا للسكون (قوٹجی)
= حُسْبَانًا - برائے حساب۔ شمار۔ حُسْبَانٌ بمعنی حساب و شمار۔

حَسَبَ يَحْسِبُ (نصوم) کا مصدر ہے۔

قرآن مجید میں جو یہ آیا ہے وَبُرِّسِيلٍ عَلَيْهَا حُسْبَانًا (۱۸: ۲۷) اور بھیج دے اس پر عذاب
تو یہاں حُسْبَانٌ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔ (۱) ایک آگ یا مہبوب کا۔ (۲) دوسرا عذاب
اور حقیقت میں حساب کے مطابق سزا۔

= تقدیر۔ اندازہ۔ مقدار کو مقرر کرنا۔ خواہ کسی نوعیت کے متعلق ہو۔

۹۷:۶ = يَوْمٍ يَعْلَمُونَ اہل دانش و اہل علم کے لئے۔

۹۸:۶ = مُسْتَقَرٌّ - ظرف مکان - بروزن اسم مفعول اِسْتَقْرَأْتُ مصدر - قرار گاہ - بٹھرنے کی جگہ

= مُسْتَوْدَعٌ - ظرف مکان - بروزن اسم مفعول اِسْتَيْدَاعٌ (اِسْتِفْعَالٌ) مصدر - امانت رکھنے کی جگہ - حفاظت کی جگہ - رحمِ مادر۔

مُسْتَقَرٌّ اور مُسْتَوْدَعٌ کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ مستقر سے مراد شکمِ مادر اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد باپ کی پیٹھ۔

اور بعض نے کہا ہے کہ مستقر سے مراد زمین ہے جہاں انسان دنیوی زندگی بسر کرتا ہے

اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد قبر ہے۔ جہاں مرنے کے بعد حشر تک کا درمیانی عرصہ گزارنا ہوتا ہے۔

اور بعض کے مطابق مستقر سے مراد دنیوی زندگی (ظرفِ زمان) اور مُسْتَوْدَعٌ روانگی کا وقت

(ظرفِ زمان) ودا ع سے رخصت ہونا۔ اس کی تقدیر ہے۔ فَلَكُمْ مُسْتَقَرُّوْا مُسْتَوْدَعٌ۔

= يَفْقَهُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب - سمجھ رکھتے ہیں - سمجھتے ہیں۔

۹۹:۶ = بَنَاتٍ - گھاس - سبزی - زمین کی پیداوار - روئیدگی - زمین سے پیدا کرنا۔ زمین

سے اگنے والی ہر چیز۔

= مِنْهُ - میں ضمیر بنات کی طرف راجع ہے۔ یعنی بنات سے ہم سرسبز کو نپس نکالتے ہیں

= خَضِرًا - سبزہ - سبز - خَضْرُوْا سے جس کے معنی سبز اور ہرا ہونے کے ہیں صفت

مشبہ کا صیغہ ہے۔

= مُتَرَآكِبًا - اسم فاعل واحد مذکر - تَرَآكِبٌ (تَفَاعُلٌ) مصدر - تہ برتہ - ایک پر ایک

سوار۔ رَكْبٌ اور رُكُوْبٌ کے معنی کسی جانور پر سوار ہونا۔ اناج کی بالی کے دانے باہم متصل

ہوتے ہیں۔ ایک دانہ دوسرے سے وابستہ ہوتا ہے۔ کوئی اوپر ہوتا ہے کوئی نیچے۔ اس لئے

اس کو تراکب کہا گیا ہے۔

گویا تہ برتہ ہونے کے سبب ایک دانہ دوسرے پر سوار ہوتا ہے۔ مکی کا سٹہ۔ اور اناج

کے دانے بہترین مثال ہیں۔

= طَلْعَهَا - اس کا گامھا۔ اس کا خوشہ۔ اس کا شگوفہ۔

= قِنَوَاتٌ - قِنْوَةٌ کی جمع - کھجوروں کے گچھے۔

= دَابِيَةٌ - جھکنے والے۔ لٹکنے والے۔ دُنُوٌّ سے جس کے معنی قریب ہونے کے ہیں۔

جھکنے اور لٹکنے میں بھی قربت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔

= أَعْنَابٍ - عِنَبٍ کی جمع - انگور

= الرُّمَّانَ - انار

= مُشْتَبِهًا دَعْنًا مُشْتَابِهٍ - اپنی نوع اور قسم کے لحاظ سے ایک جیسے لیکن اپنی اپنی انفرادی شکل و شباہت کے لحاظ سے الگ الگ - مثلاً ایک مکی کا خوشہ بطاہر ہر خوشہ مکی سے مشابہت رکھتا ہے لیکن اس کا سائز دانوں کی قطاروں کی تعداد، ہر قطار میں دانوں کی تعداد - ان کا باہمی فاصلہ وغیرہ ایسی چیزیں جو کسی دونوں میں ایک جیسی نہیں ہو سکتیں - لہذا ہر خوشہ کی انفرادیت اپنی اپنی

= يَنْعِبُهُ مصدر - مجرور، مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ - اس کے پکھنے کو - يَنْعَعٌ (ضرب فتح) پھل پکنا۔

۶: ۱۰۰ = دَخَلَقَهُمْ - داؤہ حالیہ ہے خَلَقَ میں فاعل اللہ ہے - هُمْ ضمیر الجنت کی طرف راجع ہے
علائکہ اللہ نے ہی ان کو پیدا کیا ہے۔

= خَرَقُوا آلَهُ - انہوں نے تراشا - خَرَقٌ سے - ماضی، جمع مذکر غائب۔

الْخَرَقُ (ضرب) کسی چیز کو بلا سوچے سمجھے بگاڑنے کے لئے پھاڑ ڈالنا۔ قرآن میں ہے کہ: خَرَقْتَهَا لِتُخْرِقَ أَهْلَهَا (۱۵: ۱۷) کیا تو نے اس کو اس لئے پھاڑا ہے کہ مسافروں کو غرق کرے۔ خَرَقٌ - خَلَقٌ کی ضد ہے۔ جس کے معنی اندازہ کے مطابق خوش اسلوبی سے کسی چیز کو بنانے کے ہیں اور خَرَقٌ کے معنی کسی چیز کو بے قاعدگی سے پھاڑ ڈالنے کے ہیں۔ آیت میں اور بے سمجھے (جھوٹے، بہتان) اس کے لئے بیٹھے اور بیٹیاں بنا گھڑی ہیں

۱۰۱: بَدِيعٌ - الْاِلْدَادِ ج - کسی کی تقلید اور اقتدار کے بغیر کسی چیز کو ایجاد کرنا۔ اسی سے نئے موٹے ہوئے کنویں کو وَكَيْتَةٌ بَدِيعٌ کہتے ہیں۔ جب اِلْدَادِ کا لفظ اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بغیر آلہ - بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے کسی شے کو ایجاد کرنا۔ یہ معنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مختص ہیں

بَدِيعٌ بمعنی مُبْدِعٌ یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں کوئی مثال نہ ہو اللہ الٰہی کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

= آتِي - کس طرح - کیونکر - کیسے - یہ کیسے ہو سکتا ہے آتِي يُحْيِي هَذِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (۲۵۹: ۲) اللہ تعالیٰ ان لبتیوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔

۱۰۳: = دَكِيْلٌ - صفت مشبہ - دَكَلٌ سے (ضرب) نگران - نگہبان - کارساز
ما من - گواہ۔

لَا تُدْرِكُ. مضارع منفی واحد مؤنث غائب۔ وہ اس کو نہیں پاسکتی اَدْرِكُ کسی چیز کی غایت کو پہنچنا
اَدْرِكُ الصَّيْبُ - لڑکا بچپن کی آخری حد کو پہنچ گیا۔ یعنی بالغ ہو گیا۔

حَتَّىٰ اِذَا اَدْرَكَهُ الْعَرْقُ (۱۰: ۱۹) یہاں تک کہ اس کو عرق (کے عذاب نے) آچڑا۔
ادراک کا معنی ہے کسی چیز کو گھیر لینا۔ اس کا احاطہ کر لینا۔ ظاہر ہے کہ احاطہ اس چیز کا ہو سکتا ہے
جو محدود ہو اور کسی خاص سمت میں پائی جاتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات نہ تو محدود ہے اور
ذکسی خاص سمت میں موجود۔ اس لئے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آیت ہذا میں ترجمہ ہوگا۔

نظریں اس کو نہیں گھیر سکتیں اور وہ سب نظروں کو گھیرے ہوئے ہے۔
۶: ۱۰۴ = بَصَائِرُ كَهْلِي دَلِيلِي - ظاہر نصیحتیں۔ بَصِيْرَةٌ کی جمع۔ جس طرح جسم کے لئے بصائر
(بینائی) ہے اسی طرح روح کے لئے بصیرت ہے۔

= اَبْصَرَ - اس نے دیکھا۔ (افعال) ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
= عَمِيَ - وہ اندھا ہوا۔ عَمِيَ مصدر۔ ماضی صیغہ واحد مذکر غائب یہاں کوہِ دِل ہونا مراد ہے
= حَفِيْظٌ - نگہبان۔ حَفِيْظٌ سے بروزن حَفِيْلٌ بمعنی فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ہے
کیونکہ وہ کل کا نگہبان ہے۔

۶: ۱۰۵ = نَصَرْتُ الْاَيَاتِ - ہم پھیر پھیر کر۔ طرح طرح سے آیات (توحید) کو بیان کرتے ہیں
= دَرَسْتُ - دَرَسْتُ اور دَرَسْتُ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر
تو نے پڑھا۔ تو نے پڑھ سنا یا۔ دَرَسْتُ - الْقِرَاءَةُ عَلَى الْغَيْبِ - دوسرے کو پڑھ کر سنانا
= نَبَيْتَهُ مَضَارِعَ صَيْغَرٍ مَتَكَلِّمٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر۔ ہم ظاہر کر دیں۔ ہم کھول دیں
۶: ۱۰۶ = لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ - جملہ معترضہ ہے جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان آ گیا ہے
۶: ۱۰۸ = لَا تَسْبُوْا - فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ سَبٌُّ سے (باب نصر) تم بڑا مت کہو۔ تم
گالیاں نہ دو۔

= عَدُوًّا - ظُلْمًا وَعَدُوًّا دَانًا - زیادتی۔ تعدی۔ ظلم و ستم۔ حد سے بڑھنا۔ زیادتی کرنا۔
(یعنی بڑا کہنے لگیں گے خدا کو زیادتی اور بے سمجھے۔

۶: ۱۰۹ = جَهَدَ - تاکید پوری کوشش، مشقت۔ جَهَدَ يَجْهَدُ کا مصدر ہے۔
اَسْمُوا بِاللّٰهِ جَهْدًا اِيْمَانِهِمْ - وہ پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔
= اَيَّةٌ نَّشَانِي - یہاں نشانی سے مشرکین کی مراد کوئی خاص نشانی ہے جیسے عصا موسیٰ
حضرت عیسیٰ کا مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرنا۔ کوڑھیوں کو تندرست کرنا وغیرہ۔

محمد بن کعب القرظی اور الکلبی نے کہا ہے کہ مشرکین نے بطور خاص نشانی کے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کوہ صفا سونا ہو جائے۔ ہمارے کچھ مرے ہوئے لوگ زندہ ہو جائیں کہ آپ کی تصدیق کریں مابعد الممات کے متعلق۔ اور ہمیں فرشتے دکھائیے کہ ہم ان سے آپ کی صداقت کے متعلق دریافت کریں۔

== اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ۔ کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں۔ یہ مشیت ایزدی ہے کہ ان کو ظاہر کرے یا نہ کرے۔ یا کب اور کن حالات میں کرے۔

== مَا يُشْعِرُكُمْ۔ میں مخاطبین اہل ایمان ہیں۔ (گو بعض کے نزدیک یہاں خطاب مشرکین سے ہے) تمہیں کیا خبر۔ تمہیں کیسے سمجھایا جائے۔ يَشْعِرُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اِشْعَارٌ (اِفْعَالٌ) سے۔ آگاہ کرے۔ واقف بنائے۔ سمجھائے۔

== اَنَّهُآ اِذَا جَاءَتْ لَآيُؤْمِنُوْنَ۔ کہ جب ایسی خاص نشانی آجائی تو پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یا تقدیر یوں ہے۔ اَنَّهُآ اِذَا جَاءَتْ يُوْمِنُوْنَ اَوْ لَآ يُوْمِنُوْنَ۔ کہ جب ایسی خاص نشانی آجائے تو یہ ایمان لائیں گے یا نہیں لائیں گے۔

== نُقَلِّبُ۔ مضارع جمع معکلم۔ تَقْلِيْبٌ (تَفْعِيْلٌ) مصدر۔ ہم (حق کی طرف) پھیر دیتے ہیں۔ موڑ دیتے ہیں۔

== كَمَا۔ جیسے۔ جیسا کہ جس طرح۔ كَمَا تَعْلِيْلُ کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسا کہ بعض کے نزدیک اس کا استعمال ان آیات میں آیا ہے۔

۱) كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ۔ (۲: ۱۵۱) فَاذْكُرُوْنِيْ۔۔۔۔۔ (۲: ۱۵۲) چونکہ میں نے پیغمبر بھیج دیا تمہیں میں سے۔۔۔۔۔ اس لئے میری یاد کرو۔ یہاں ارسال رُسل ذکر الہی کی علت ہے؛

۲) وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ۔ (۲: ۱۹۸) چونکہ اللہ نے تمہیں ہدایت کر دی اور ذکر کا طریقہ بتا دیا۔ اس لئے اس کی یاد کرو۔ یہاں ہدایت ذکر کی علت ہے۔

۳) وَ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا نَمُوْهُنَّ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ (آیت ہذا) کیونکہ وہ پہلی مرتبہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے تھے ہم ان کے دلوں اور نظروں کو پھیر دیں گے۔ یہاں ان کے پہلی مرتبہ کے معجزوں (آیات) پر ایمان نہ لانا علت بن گیا ان کے تقلیب قلوب و البصار کا۔

انکشاف اور ابن کثیر نے اس آیت میں کاف کو تعلیل کے معنوں میں لیا ہے۔ المنجد میں ہے کہ کاف کبھی تعلیل کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اذْكُرُوْا اللّٰهَ كَمَا هَدٰكُمْ (۲: ۱۹۸) اذْكُرُوْا

یاد کرو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔

لغات القرآن میں ہے کہ: کاف کو تغلیل کے لئے اخفش اور بعض کوفیوں نے قرار دیا ہے اور اکثر اہل عربیت نے الکار کیا ہے۔

== اَدَلَّ مَتَّعًا - پہلی مرتبہ۔ اس سے مراد یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقہ معجزات ہیں مثلاً شق القمر وغیرہ۔ یا سابقہ انبیاء کے معجزات مثلاً عصا موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا کوڑھوں تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔

== نَذَرُ هُمْ - مضارع جمع متکلم۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ وَذَرُّ مصدر باب سَمِعَ ہم ناقابل پر واہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں۔ صرف مضارع اور امر مستعمل۔

== طَغْيًا نِهْمًا - ان کی گمراہی۔ ان کی سرکشی۔ ان کی شرارت۔ ان کی بے راہی۔

== يَعْمَهُونَ - مضارع جمع مذکر غائب عَمَّهُ مصدر۔ (باب فتح۔ سَمِعَ) وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حیران و پریشان پھرتے ہیں۔ عَمَّهُ۔ سرگردانی۔ حیرانی۔ گمراہی۔

== لَيُؤْمِنَنَّ بِهَا - میں کفار کے قول کی نقل ہے۔ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ فِي ان كَا جَوَابًا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے ہے) اور وَمَا يُشْعِرُكُمْ سے لے کر آخرا یہ آیت تک پارہ ۸ مسلمانوں سے خطاب (مجاناب اللہ) ہے۔

== قُلْ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ سے يَعْمَهُونَ تک عبارت کچھ یوں ہوگی۔ قُلْ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اِنَّمَا اِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ (بِدَالِكَ) وَنَقَلْتُمْ اَنْتُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَنَذَرْتُمْ فِي طَغْيًا نِهْمًا يَعْمَهُونَ..... اور آپ کو کیسے سمجھایا جائے کہ جب یہ خاص نشانیاں (جن کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں) آجائیں گی جب بھی یہ ایمان نہ لادیں گے جیسے کہ وہ ایمان نہ لاتے تھے جب پہلی مرتبہ (جب اللہ کی طرف سے خاص نشانیاں اس کے انبیاء کی معرفت ظہور میں آئی تھیں) اور اب ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہم ان کے دلوں کو (حق طلبی کے قصد سے) اور ان کی نگاہوں کو (حق بینی کی نظر سے) پھیر دیں گے۔ اور ان کو (ان کی) سرکشی (وکفر) میں حیران و سرگرداں چھوڑ دیں گے۔

(ملاحظہ ہو بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء القرآن پبشر کریم شاہ

يَا رَهْمَةً
 وَكُونِي لَنَا
 (١٨)

الْأَنْعَامُ وَالْأَعْرَافُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ

۶: ۱۱۱ = حَشَرْنَا - ہم نے اکٹھا کیا۔ ہم نے جمع کیا۔ الْحَشْرُ (نَصْر) کے معنی۔ لوگوں کو ان کے ٹھکانے سے مجبور کر کے نکال کر لڑائی کی طرف لیجانے کے ہیں۔ ایک روایت میں ہے أَلْسِنَاءُ لَا يُحْشَرْنَ عورتوں کو جنگ کے لئے نہ نکالا جائے۔ اور یہ انسان اور غیر انسان سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (۵: ۸۱) اور جب وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے قیامت کے دن کو بھی یوم الحشر کہا جاتا ہے کہ سب کو اس روز اکٹھا کیا جائے گا۔

= قَبْلًا - جمع۔ قَبِيلٌ واحد۔ جماعت درجماعت۔ گروہ درگروہ۔ بعض کے نزدیک قَابِلٌ کی جمع۔ یعنی آنکھوں کے سامنے۔ آگے۔

= يَجْهَلُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ جَهْلٌ۔ جَهَالَةٌ مصدر (باب سَمِع) وہ نہیں جانتے۔ وہ جاہل ہیں۔ وہ جہالت کرتے ہیں۔ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

۶: ۱۱۲ = كَذَلِكَ - ایسے ہی۔ اسی طرح۔ یعنی جس طرح یہ لوگ آپسے عداوت رکھتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین جن وانس سے اس کے دشمن پیدا کئے۔

= يُؤْحَى - مضارع واحد مذکر۔ إِيْحَاءٌ سے وہ وسوسہ ڈالتا ہے وہ وحی بھیجتا ہے۔ یہاں شیاطین جن وانس کی وسوسہ اندازی کو وحی سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ یہ سب باتیں بھی بڑی رازداری اور چپکے چپکے ہوتی ہیں

= ذُخْرٌ - ملع۔ سنہری۔ سونا۔ آراستہ۔ زینت۔ اور کسی شے کے کمالِ حُسْن کو زخرف کہتے ہیں۔ اسی لئے سونے کو بھی زُخْرُفٌ کہا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کا استعمال قول کے لئے

ہو تو جھوٹ سے آراستہ کرنے اور ملمع کی باتیں کرنے کے معنی ہوں گے۔ یہاں ملمع اور زیب کے معنی میں آیا ہے۔

= عُرُوْدًا - دھوکہ دینے کے لئے۔ تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔

= مَا فَعَلُوهُ - میں ہضمیر واحد مذکر غائب شیاطین جن والنس کا لوگوں کے دلوں میں

وسوسہ ڈالنا۔ اور جھوٹی باتیں ملمع کی صورت میں اذہان میں ڈالنے کی طرف راجع ہے

= يَفْتَرُونَ - مضارع جمع مذکر غائب اِفْتَرَاءً (اِفْتِعَالٌ) مصدر۔ وہ دروغ بازی کرتے

ہیں۔ وہ افتراء بہتان باندھتے ہیں۔

۶: ۱۱۳ = تَصْغِيًّا - مضارع واحد مؤنث غائب۔ وہ جھکتی ہے۔ وہ جھکتے ہیں۔

صغوا اور صغی سے رباب سمع۔ نصر اَصْغَىٰ اِلَىٰ حَدِ يَثِبُ - کان لگانا۔ کان دھرنا۔

اصغیٰ الید سننے کے لئے جھکنا۔ جھکنا۔ مائل ہونا۔

الید اور بِيْرَضْوَةٌ میں ہضمیر ان دسوسوں اور ملمع فریب کی باتوں کی طرف راجع،

جو شیاطین جن والنس ایک دوسرے کو سکھاتے اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں ڈالتے

تھے۔

= يَقْتَرِفُونَ = مضارع جمع مذکر غائب اِقْتَرَفَ (اِفْتِعَالٌ) سے۔ وہ کمائیں۔ وہ کریں

اِقْتَرَفَ - کے اصل معنی درخت سے چھال اتارنے کے ہیں اور زخم سے چھلکا کریدنے کے۔

جو چھال یا چھلکا اتارا جاتا ہے اسے قرف کہتے ہیں۔ اور بطور استعارہ اِقْتَرَفَ کمانے کے معنی

میں استعمال ہوتا ہے خواہ وہ کسب اچھا ہو یا بُرا جیسے قرآن پاک میں ہے سَيَجْزُونَ بِمَا

كَانُوا يَكْتَرِفُونَ (۱۲۰: ۶) وہ عنقریب اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔

اور وَاَمْوَالُنِ اِقْتَرَفْتُمْوهَا (۲۴: ۹) اور مال جو تم کماتے ہو۔

لیکن اس کا بیشتر استعمال بُرے کام کرنے پر ہوتا ہے۔

= وَلِتَصْغِيًّا اِلَيْهِ مَعْطُوفٌ هُوَ عُرُوْدًا پُر۔ کہ دھوکہ میں رکھیں..... ان کو۔ اور یہ کہ مائل

ہو جائیں اس کی طرف ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اسی طرح وَ لِيَرْضَوْهُ اور وَ لِيَقْتَرِفُوْا کا عطف بھی عُرُوْدًا پر ہے۔ یعنی اس لئے کہ

وہ ان ملمع باتوں کو پسند کرنے لگیں۔ اور جو گناہ وہ کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں (اور حق و صداقت

کی طرف سے غافل اور دھوکہ میں رہیں)

۶: ۱۱۴ = اَنْخَبِرَ اللّٰهَ اَبْتَعِيْ مَفْصَلًا۔ سے قبل قل یا محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم لِهَيْئِ الْوَلَدِ الْمَشْرُوكِ مَحذُوفٌ هِيَ۔

= اَبْتَعِيَ۔ مضارع واحد منکلم۔ میں تلاش کروں۔ میں چاہوں اِبْتِغَاءً (افتعال) سے
 = حَكَمًا۔ منصف۔ فیصلہ کرنے والا۔ حَكَمٌ سے صفت مشبہہ کا صیغہ واحد اور جمع سب کے لئے
 استعمال ہوتا ہے۔ خصوصی فیصلہ کرنے والے کو حکم کہتے ہیں اس لئے یہ حاکم سے زیادہ بلیغ ہے۔
 = مَفَصَّلًا۔ اسم مفعول تفصل وار۔ یعنی ادا مرد نوادہی کو الگ الگ کیا گیا ہے۔
 ۱۱۴:۶ = اَلْمُمْتَرِبِينَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ اَلْمُعْتَرِي دَا حِدًا مُمْتَرَاؤُ (افتعال) مصدر۔
 شک میں پڑنے والے۔ تردد کرنے والے۔

۱۱۵:۶ = كَلِمَاتٌ۔ حکم۔ یا ازلی تحریر۔ یا قرآن۔ یا ثواب و عذاب کا وعدہ۔
 کَلِمَاتٌ سے یہاں مراد قرآن مجید ہے۔ کیونکہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ وہ کلمات کثیرہ جو کہ
 مقصد واحد سے متعلق ہوں ان کو بسا اوقات کلمہ (واحد) کہہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح زہیر کا قصیدہ
 جو کہ کثیر اشعار کا مجموعہ ہے۔ اسے کلمہ زہیر بھی کہہ دیتے ہیں۔

یا کلمہ سے مراد خداوند تعالیٰ کی ہر بات ہے جس کے متعلق فرمایا کہ تمہارے رب کی بات سچائی
 اور عدل پر ختم ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ فرماتا ہے وہ امر حق ہے۔ امر حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا
 جا سکتا۔ اور جو کچھ وہ حکم دیتا ہے وہ عدل کے سوا اور کچھ نہیں۔ (ابن کثیر)
 ۱۱۶:۶ = تُطِيعُ۔ تو حکم مانے۔ تو حکم مانے گا۔ اِطَاعَةٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔
 تُطِيعُ۔ اصل میں تُطِيعُ تھا۔ اِنْ شَرَطِيْہِ کے آنے سے تى حذف ہو گئی۔
 = اِنْ يَتَّبِعُونَ اور اِنْ هُمْ فِي اِنْ نَافِيہِ ہے۔

= يَخْرُصُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب خَرَصٌ سے (باب نَصَرَ) وہ قیاسی باتیں کرتے ہیں
 اَلْخَرَصُ۔ پھلوں کا اندازہ کرنا۔ اندازہ کئے ہوئے پھلوں کو خَرِصٌ بمعنی مَخْرُوصٌ کہتے
 ہیں۔ اٹکل کرنا اور جھوٹ بولنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آیہ مذکورہ اور آیت
 (۲۰:۲۳) میں ہے اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُونَ۔ یہ تو صرف اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔
 اور بعض کے نزدیک يَخْرُصُونَ بمعنی يَكْذِبُونَ ہے یعنی وہ جھوٹ بولتے ہیں۔
 ۱۱۹:۶ = فَصَلَّ۔ ماضی واحد مذکر غائب لَفْصِيلٌ (تفعیل) مصدر۔ تفصیل دار بیان
 کر دیا ہے۔ الگ الگ بیان کر دیا ہے

= اَضْطَرَرْتُمْ (افتعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر حاضر مادہ ضرر تم مجبور
 کئے گئے۔ تم مجبور ہو جاؤ۔ تم لاچار ہو جاؤ۔ یا کئے جاؤ۔

= اَلَيْسَ - اِى الٰى اِحلم - اس کے کھانے کے لئے - اس کے کھانے پر۔

= كَثِيرًا - اى كَثِيرًا من الذين يجادلونك فى احل الميتة وغيره۔

يعنى ان لوگوں میں جو آپ سے مجادلہ کرتے ہیں مردہ کے کھانے کے متعلق یا دیگر ایسے احکام کے متعلق بہت سارے اپنی خواہشات کی پیروی کی وجہ سے اور بے علمى کے سبب گمراہ ہیں اور صداقت کو نہیں جانتے۔

= لِيُضِلُّوْا - يَضِلُّوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ اضلالٌ (افعال) سے لام برائے تاکيد۔ بلاشبہ وہ گمراہ کرتے ہیں۔

= اَلْمُعْتَدِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر منصوب ومجرور۔ اَلْمُعْتَدِيْ وَاحِدٌ - اِعْتَدَاؤٌ۔

(افتعال) سے مصدر۔ حق سے ہٹنے والے۔ حد سے تجاوز کرنے والے۔

۱۲۰:۶ = ذُرُوْا - امر كا صيغہ جمع مذکر حاضر۔ وَذُرُّوْا سے تم چھوڑ دو۔ ملاحظہ ہو ۱۰۹:۶۔

= كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ - ماضى استمرارى

(جس کا) وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو ۱۱۲:۶

۱۲۱:۶ = فِسْقٌ - اصطلاح شرعیت میں فِسْقٌ کے معنی ہیں حدود شرعیت سے نکل جانا۔

گناہ کرنا۔ عموماً عملی گناہ کو فِسْقٌ کہتے ہیں۔ اور ضروریات دین کے انکار کو کفر۔ عربی میں ہے فَسَقَتِ التَّرْطِيبَةُ عَنْ فِسْرِهَا۔ کھجور اپنے چھلکے سے باہر نکل آئی۔ فاسق بھی خیر سے باہر نکل آتا ہے۔

= يُوْحُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب (افعال) مصدر۔ وہ وحی کرتے ہیں۔ وہ

دل میں ڈالتے ہیں۔ وہ دوسرے ڈالتے ہیں۔

۱۲۲:۶ = يَمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ - کا مطلب ہے (ہم نے اس کے لئے نور بنا دیا) جس کے

اجالے میں۔ (یا جس کی مدد سے) وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے۔ یا اس کا مطلب یوں بھی ہو سکتا ہے کہ (ہم نے اس کے لئے نور بنا دیا) جس کو لے کر وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے (اور اس طرح دوسروں کو بھی روشنی مہیا کرتا ہے)

= كَذٰلِكَ - اى كَمَا زَيْنَ لِّلْمُؤْمِنِ اِيْمَانُكَ - يعنى حسب طرح مؤمن کے لئے اس کا

ایمان خوبصورت و دلکش بنا دیا گیا اسی طرح کافروں کے لئے ان کا عمل جاذب و دلکش کر دیا گیا۔

۱۲۳:۶ = وَكَذٰلِكَ - اى وَكَمَا جَعَلْنَا فِى مَكَّةَ صِنَادِيْدًا (اكا برہا) لِيَمْكُوْا

فیہا۔ یعنی جس طرح مکہ میں ہم نے وہاں کے بڑے لوگوں کو (مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) شرارت کرنے والا بنا رکھا تھا اسی طرح ہم نے ہر بستی میں = جَعَلْنَا۔ ہم نے بنایا۔ ہم نے پیدا کیا۔

= اَكَابِرَ۔ اَكْبَرُ کی جمع ہے رئیس لوگ۔ مُجْرِمِيْہَا۔ اسم فاعل جمع مذکر منصوب مضاف ہا مضاف الیہ۔ اصل میں مُجْرِمِيْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہو گیا۔ اَكَابِرَ مُجْرِمِيْہَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ اَكَابِرَ۔ مضاف مجرمیہا (مضاف مضاف الیہ مل کر) مضاف الیہ۔ اور مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول جَعَلْنَا کا۔ اس صورت میں جعلنا کا مفعول اول فِی كُلِّ قَرْيَةٍ ہوگا۔ اور ترجمہ یوں ہوگا۔

جس طرح مکہ میں ہم نے بڑے بڑے مجرموں کو (رسول۔ مسلمانوں۔ اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کرنے والا بنایا ہے۔ اسی طرح ہم ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو (رسول مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں تدبیریں کرنے کے لئے کھڑے کر دیتے ہیں۔

۲۔ مُجْرِمِيْہَا۔ اَكْبَرُ کا بدل ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔

جس طرح ہم نے بڑے بڑے لوگوں یعنی مجرموں کو (رسول۔ مسلمانوں۔ اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کرنے کے لئے مکہ میں بنایا ہے اسی طرح ہم ہر بستی میں بڑے لوگوں یعنی مجرموں کو (رسول مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) تدبیریں کرنے کے لئے بنا دیتے ہیں۔

۳۔ اَكَابِرَ اور مُجْرِمِيْہَا دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ اور مطلب آیت یوں ہوگا

جس طرح ہم نے مکہ میں رئیسوں کو اس بستی کے مجرم بنا دیا ہے تاکہ وہ (رسول اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) شرارتیں کریں اسی طرح ہم ہر بستی میں بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم بنا دیتے ہیں تاکہ وہ رسول۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں شرارتیں کریں۔

۴۔ مُجْرِمِيْہَا۔ مفعول اول ہے جَعَلْنَا کا اور اَكَابِرَ مفعول ثانی۔ اور یہاں مفعول ثانی کو مقدم کیا گیا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔

جس طرح ہم نے مکہ میں یہاں کے مجرموں کو بڑے لوگ بنا دیا ہے کہ (رسول۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) تدبیریں کریں اسی طرح ہم ہر بستی میں مجرموں کو بڑے لوگ بنا دیتے ہیں تاکہ وہ وہاں (رسول۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف) وہاں تدبیریں کریں۔

۶:۱۲۴ = جَاءَ تَهُمْ فِي هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اکابر مکہ کی طرف راجع ہے (یہ اکابر

کفار قریش تھے

= سَيُصِيبُ - مضارع واحد مذکر غائب اِصَابَةً (افعال) سے مصدر پہنچے گا۔

= اَجْرَ مَوْا - انہوں نے جرم کیا۔ اِجْرَامٌ (افعال) سے ماضی جمع مذکر غائب

= صَعَادٌ - ذلت۔ خواری۔ صَعُرَ يَصْعُرُ (كِرْمٌ يَكْرُمُ) کا مصدر ہے جس کے

معنی ذلیل ہونے کے ہیں۔ یہاں بطور اسم بمعنی ذلت و خواری مستعمل ہے۔

۶: ۱۲۵ = صَيِّقًا - تنگی۔ مضائقہ۔ گناہ۔ اصل میں حَرْجٌ کے معنی کسی چیز کے مجتمع

ہونے کے ہیں۔ اور ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی

اور گناہ کو حرج کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی کنانہ کے ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ

مَا الْحَرْجَةُ - اس نے جواب دیا الْحَرْجَةُ فِينَا الشَّجَرَةُ تَكُونُ بَيْنَ الْاَشْجَارِ

التي لاتصل اليها راعية ولا وحشية ولا شئ۔

رحب ہمارے ہاں اس درخت کو کہتے ہیں جو درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہو کہ وہاں نہ

تو چرواہا جا سکے نہ کوئی وحشی جانور اور نہ کوئی اور چیز وہاں پہنچ سکے

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كَذَلِكَ قَلْبُ الْمَنَافِقِ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الْخَيْرِ۔

(منافق کے دل بھی ایسا ہوتا ہے کہ وہاں تک کوئی نیک بات نہیں پہنچتی۔

= كَانَمَا يَصْعَدُ - كَانَ - حرف مشبہ بالفعل اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو

رفع۔ ما زائدہ ہے اس کے آنے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ كَانَ کا لفظی ترفع

باطل ہو جاتا ہے اس وقت یہ اپنے مابعد کو نہ منصوب کر سکتا ہے نہ مرفوع۔

یہاں تشبیہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بمعنی گویا۔ جیسے مثلاً كَانَ زَيْدًا اَسَدًا

گویا زید شیر ہے۔

= يَصْعَدُ - مضارع واحد مذکر غائب تَصَعَّدُ - مصدر (باب تَفَعُّل) اِصْعَادٌ

(افعال) چلنا۔ سیر کرنا۔ پہنچنا۔ اس کے مفعول پر فِی آنا ضروری ہے۔ جیسے اَصْعَدَ

فِی الْاَرْضِ وہ زمین پر چلا۔ اس نے زمین پر سیر کی۔ (باب تَفَعُّل) سے (صَعَدَ

يُصْعِدُ) چڑھ کر اوپر پہنچ جانا۔ مفعول پر فِی یا عَلٰی آتا ہے۔

تَصَعَّدُ (باب تَفَعُّل) میں اس کا معنی دشوار گزرنا اور شاق ہونا کے ہیں جیسے تَصَعَّدَ

فِي الشَّيْءِ - وہ چیز مجھ پر شاق گذری۔ لیکن اگر باب تفعیل کی ت کو ص میں ادغام کر کے
اِصْعَدُ بنا لیا جائے جس مضارع آیتہ ہذا میں آیا ہے تو چڑھ کر پہنچ جانے کا معنی ہوتا ہے
اور مفعول پر فی آثار ہے۔ يَصْعَدُ اصل میں يَتَصَعَّدُ تھا۔ ت کو ص میں مدغم کیا۔ ص پر شد دیا گیا
كَانَمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ - گویا وہ (دستواری سے) آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

= يَجْعَلُ عَلَى - ڈال دیتا ہے۔ مسئلہ کر دیتا ہے۔

= الرَّجْسِ - رِجْسٍ - ناپاک - پلید - گندہ - نجس - عذاب - عقوبت - گناہ -

= الرَّجْسِ سے مراد شیطان بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ ابن کثیر میں ہے۔

۶: ۱۲۶ = هَذَا - اشارہ ہے اس طرف جو قرآن میں آیا ہے۔ یا اشارہ ہے اسلام کی طرف

یا اس بیان کی طرف جو خدا نے توفیق شرح صدر اور خذلان کے متعلق اور فرمایا ہے (بیضاوی)

قرآن - اسلام - دین حق -

= مُسْتَقِيمًا - منسوب بوجہ حال ہونے کے۔

= يَدَّ كُرُونًا - مضارع جمع مذکر غائب۔ تَدَاكُرُ (تَفَعَّلُ) سے۔ نصیحت

پکڑتے ہیں۔

۶: ۱۲۷ = دَارِ السَّلَامِ - سلامتی کا گھر یعنی جنت۔

= دَلِيهِمْ - ان کا ولی - ان کا دوست - ان کا حامی و ناصر۔

۶: ۱۲۸ = وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ - ای اذکر یومَ يُحْشَرُهُمْ - اور یاد کرو وہ دن جب وہ

(اللہ) ان سب کو اکٹھا کرے گا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ جمع جن والنس کے لئے ہے۔

الحازن - صاحب مدارک التنزیل اور بیضاوی نے حَشَرُ (نون کے ساتھ صیغہ جمع

مکلم پڑھا ہے)

= يَمْعَشِرَ الْجِنَّ - اس سے پہلے يَقُولُ محذوف ہے تقدیر ہے وَيَقُولُ يَمْعَشِرَ الْجِنَّ

..... اے جنات کے گردہ۔ یہاں جنات سے مراد شیاطین ہیں۔ الْمَعْشَرُ - اسم مفرد

مَعَاشِرَ جمع - بڑا گردہ

= اِسْتَكْرَثْتُمْ - تم نے بہت زیادہ (تابع) کر لیا۔ اِسْتِكْرَاةٌ (استفعال) سے۔ کسی

کام کو بہت زیادہ کرنا۔ اسی باب سے لفظ استحصال ہے بہت زیادہ وصول کرنا۔ یہاں

اِسْتَكْرَثْتُمْ مِنَ الْاِنْسِ سے مراد یہ ہے کہ انسانوں میں بہتوں کو تم ضلالت اور

سرکشی کی طرف لے گئے تھے۔

= اَدْلِيْثُهُمْ مِّنَ الدِّسْرِ - انسانوں میں سے جو ان شیاطین کے دوست - ہمہنوا ان کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔

= اِسْتَمْتَعَ - اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے کام نکالا۔

= اَجَلَتْ - تو نے مدت مقرر کی - تَأْجِيلٌ (تَفْعِيلٌ) سے جس کے معنی مدت مٹھرنے اور دیر کرنے کے ہیں - اَجَلٌ - وقت مقررہ - مدت مقررہ - چونکہ موت کا وقت بھی مقرر ہے اس لئے اَجَلٌ موت کو بھی کہتے ہیں۔

= قَالَ - اِی قَالَ اللّٰهُ۔

= مَثْوٰیكُمْ - مَثْوٰی - طرف مکان مفرد - مَثَاوِیْ - جمع ٹھکانہ - دراز مدت تک - مٹھرنے کا مقام - فرودگاہ۔

۶: ۱۲۹ = نُوِّیْ - مضارع جمع متکلم - تَوَلَّیْتَهُ (تَفْعِيلٌ) ہم حاکم بنا دیتے ہیں - ہم مسلط کر دیتے ہیں - یا ہم دوست بنا دیتے ہیں۔

صاحب مدارک نے نُوِّیْ بَعْضَ الظَّالِمِیْنَ بَعْضًا کی تشریح تین طرح کی ہے

۱:- ایک کو دوسرے کے پیچھے دوزخ میں داخل کرنا۔ اس وقت نُوِّیْ کا ماخذ مَوَالِدَةٌ ہوگا۔ کسی کام کا پیہم پے درپے کرنا۔

۲:- ایک ظالم کو دوسرے ظالم پر مسلط کرنا۔ اس وقت نُوِّیْ کا ماخذ وِلَایَةٌ ہوگا حکومت - غلبہ - تسلط - یہ قول عام اہل تفسیر کا ہے

۳:- ایک کو دوسرے کا دوست اور مددگار بنا دینا۔ اس وقت نُوِّیْ کا ماخذ وِلَایَةٌ ہوگا۔ دوستی - مدد - قتادہ کا یہی قول ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی مطلب لیا ہے۔

۶: ۱۳۰ = یَقْصُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ قَصَصٌ مصدر (باب لَصَو) وہ نقل کرتے ہیں - وہ پڑھتے ہیں - وہ بیان کرتے ہیں یا بیان کرتے تھے۔

= یُنذِرُوْكُمْ - مضارع جمع مذکر غائب - کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - اِنذَارٌ (افعال) وہ ڈراتے تھے۔

= غَرَّتْهُمْ - غَرَّتْ - ماضی واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب - دینوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں رکھا ہوا تھا۔ ان کو بہکا رکھا تھا۔

۶: ۱۳۱ = ذٰلِكَ - ذٰلِكَ خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے اِی الامر ذٰلِكَ - حقیقت یہ ہے - یا بات یہ ہے۔

یہ اشارہ ہے ارسالِ رُسل کی طرف۔ یعنی یہ رسولوں کا بھیجنا اور ان کا لوگوں کو سوءِ عاقبت سے ڈرانا۔ اس وجہ سے ہے کہ بر
 اَنُّ - مصدر یہ ہے۔

= لَمْ يَكُنْ - نہیں ہے۔ لَمْ يَكُنْ فعل ناقص۔ مضارع مجزوم۔ نفی جَدْبَلَمْ كَوْتُ
 سے باب نصر۔

= مَهْلِكِ الْقُرَىٰ - بستیوں کو ہلاک کرنے والا۔

یعنی تیرا رب بستیوں کو ہرگز ہلاک نہیں کرتا۔ مضاف مضاف الیہ ہو کر خبر کان کی
 = بِظُلْمٍ - کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱) بِظُلْمٍ قَنَهُمْ - (۲) بِظُلْمٍ مِّنْهُ - (من اللہ) جہور نے اول الذکر کو ترجیح دی ہے
 = عَقِلُونَ - عقلت کرنے والے۔ بے خبر۔

مطلب یہ ہے کہ۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بشیر اور نذیر بنا کر اس لئے بھیجتا ہے
 کہ وہ کسی بستی یا قوم کو ان کے ظلم و شر اور کفر و شرک کی وجہ سے جبکہ وہ ان بدیوں کے مالِ نادانانہ
 اور بے خبر ہوں ہلاک نہیں کرتا۔ (بلکہ باقاعدہ خدا کے فرستادہ جو انہی میں سے ہوتے ہیں ان کو
 نیک و بد سے مطلع کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے وعدے و وعید سے ان کو باخبر کرتے ہیں۔
 پھر اس کے بعد وہ اگر بدیوں کے عمداً مرتکب ہوں تو مکافات عمل میں ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے
 ۶: ۱۳۲ = لِكُلِّ - اى لکل مِنَ الْمُكَلَّفِينَ - لکل عامل۔ ہر عاقل بالغ عامل کے لئے۔
 ۶: ۱۳۳ = يَسْتَخْلِفُ - مضارع واحد مذکر غائب مجزوم۔ بوجہ جواب شرط (تمہارا جانشین بنانے
 تمہاری جگہ لے آئے۔

= مَا يَسْأَلُ - مَا يَسْأَلُ ہے۔ جسے چاہے۔ جیسے چاہے۔

ذُرِّيَّةٍ - اولاد۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا نام ذُرِّيَّةٌ ہے۔ لیکن عرف عام میں چھوٹی اور
 بڑی سب اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اصل میں جمع ہے لیکن واحد اور جمع دونوں
 کے لئے مستعمل ہے۔

ذُرِّيَّةٌ کے باسے میں تین اقوال ہیں۔

۱۔ یہ ذُرِّيَّةٌ سے مشتق ہے جس کے معنی پیدا کرنے اور پھیلانے کے ہیں اور اس کی ہمزہ متروک
 ہو گئی ہے جیسے رَوِيَّةٌ اور بَرِيَّةٌ میں

۲۔ اس کی اصل ذُرِّيَّةٌ سے ہے۔ (۳) ذُرِّيَّةٌ سے جس کے معنی بکھیرنے کے ہیں۔ فُعْلِيَّةٌ

کے وزن پر جیسے قُمْرِيَّةٌ - ذُرَارِيٌّ - ذُرِّيَّاتٌ جمع۔

= قَوْمِ الْآخِرِينَ - الْآخِرُ کی جمع ہے۔ دوسری قوم۔ دوسرے لوگ۔

مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمِ الْآخِرِينَ - ایک دوسری قوم کی نسل سے۔

۱۳۴:۶ = لَا آتٍ - آتٍ - آنے والا - اِثْبَاتٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ لام تاکید کے لئے

آیا ہے۔ اسم فاعل واحد مذکر

= مُعْجِزِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ عاجز کرنے والے۔ ہر ادینے والے - اِعْجَازُ (افعال) سے

دوسرے کو عاجز بنا دینا۔ عاجز کر دینا۔ مُعَاخِزَةٌ (مُعَاكَلَةٌ) مقابلہ کر کے اپنے حریف کو ہرا دینا۔ یعنی

تم اس کو ایسا کرنے سے ہرگز روک نہیں سکتے۔

۱۳۵:۵ = عَلَى مَكَانَتِكُمْ - عَلَى غَايَةِ اسْتَطَاعَتِكُمْ تَنَاوَمٌ سے ہو سکے۔ اِعْمَلُوا عَلَى

مَكَانَتِكُمْ - تم سے جو ہو سکتا ہے کر گزرو۔

= اِنِّي عَامِلٌ - اِنِّي عَامِلٌ مَا امْرُنِي بِهِ رَبِّي - میں تو وہی کرتا رہوں گا جو میرے رب نے

مجھے حکم دیا ہے۔ یا یوں بھی ہو سکتا ہے اِنِّي عَامِلٌ عَلَى مَكَانَتِي - جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میر

کرتا رہوں گا۔

= عَاقِبَةُ الدَّارِ - مضاف مضاف الیہ - عَاقِبَةٌ - عَاقِبَتٌ - انجام امر۔

عَقِبَ يَعْقِبُ کا مصدر ہے جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں۔ لیکن اس کا استعمال ہر شے

کے آخر اور انجام کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا استعمال ثواب کے لئے بھی آتا ہے جیسے وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِينَ - (۲۸:۳) اور انجام نیک تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ مگر اضافت کی صورت میں کبھی

عقوبت کے معنی میں آتا ہے جیسے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا وَالسُّوْعَاءُ (۳۰:۱۰)

پھر جن لوگوں نے بُرائی کی ان کا انجام بھی بُرا ہوا۔

= الدَّارُ - (دَوْرٌ - مَادَةٌ) مکان کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ چار دیواری سے گھرا ہوتا ہے۔ اس کی جمع

دِيَارٌ ہے۔ پھر دار کا لفظ شہر۔ علاقہ۔ بلکہ سائے جہان پر بولا جاتا ہے۔ اور الدَّارُ الدُّنْيَا

اور الدَّارُ الْآخِرَةُ (موصوف - صفت) نشأۃ اولیٰ - نشأۃ ثانیہ میں دو قرار گاہوں کی طرف

اشارہ ہے۔

بعض نے دار الدنیا۔ دار الآخرة کو مضاف مضاف الیہ بھی کہا ہے۔ الدَّارُ الدُّنْيَا کے

گھر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور آخرت کے گھر کے لئے بھی۔

اسی طرح اس آیت کے مندرجہ ذیل معنی ہو سکتے ہیں۔

کس کے لئے انجام اچھا ہوتا ہے اس دنیا کے گھر کا۔ یعنی کس کی دنیوی زندگی کا اچھا نتیجہ برآمد ہوتا ہے (صیبا القرآن)

۲۔ آخرت میں انجام اچھا کس کا ہوتا ہے

۳۔ انجام کار کس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

صاحب روح المعانی کے قول کے مطابق لفظ دار سے مراد دار دنیا ہے نہ کہ دارِ آخرت الخازن یوں رقمطراز ہیں۔

فسوف تعلمون غدًا فی یوم القیامة لمن تكون عاقبة الدار وہی الجنة۔ کل قیامت کے دن تم جان لو گے عاقبتہ الامر کس کا ہوگا۔ یعنی جنت کس کے نصیب میں ہوگی۔ ان تمام صورتوں میں مَنْ موصولہ ہوگا۔

= علامہ زمخشری اور علامہ بیضاوی نے مَنْ کو استفہامیہ معنی میں لیا ہے۔ ان کے نزدیک تقدیر کلام یوں ہے۔

این تكون له العاقبة التي خلق الله تعالى لها هذه الدار۔

= عام فہم ترجمہ وہ ہے جو ابن کثیر نے اختیار کیا ہے: قریب میں تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ عاقبت کی مہلانی کس کے لئے ہے۔

۱۲۶:۶ = جَعَلُوا۔ انہوں نے کیا۔ انہوں نے ٹھہرایا۔ انہوں نے مقرر کیا۔ جَعَلُوا بِاللّٰهِ شُرَكَاءَ (۶: ۱۰۰) انہوں نے اللہ کے شریک بنائے۔ (وصفی طور پر) اور آریہذا میں: انہوں نے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے ان کھیتیوں اور مولیشیوں سے جو اس نے پیدا کئے ہیں (فعلی طور پر۔ ای فعلوا بالفعل)

= ذَرَأَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پھیلایا۔ اس نے بکھیرا۔ ذَرَأُ (باب فتح) سے۔ جس کے معنی پیدا کرنے۔ ظاہر کرنے اور بکھیرنے اور پھیلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

= الْحَرْثُ۔ حَرَثُ يَحْرَثُ (ضرب) کا مصدر۔ کھیتی۔ زراعت۔ کھیت کو حَرْثٌ کہتے ہیں جیسے نِسَاءٌ كُنَّ حَرْثٌ تَكْمُ (۲: ۲۲۳) تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔

= الدُّنْعَامُ۔ مولیشی۔ بھڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ اونٹ۔ نَعْمٌ کی جمع۔

= نَصِيبًا۔ حصہ (اللہ کی نذر و نیاز کے لئے)

= سَاءٌ۔ بُرَّاءٌ۔ سَاءٌ يَسُوءُ (نَصَرَ) سَوَّءٌ مصدر

۱۳۷:۶ = زَيْنٌ۔ اس نے سنوارا۔ اس نے زینت دی۔ اس نے مہلا کر کے دکھایا۔

تَزْيِيرٌ (تَفْعِيلٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اس کا فاعل شُرَكَائُهُمْ۔ اور قَتَلَ
أُولَٰئِكَ مِنْهُمْ مَفْعُول۔

= يُرَدُّ دُهُنٌ۔ مضارع جمع مذکر غائب اِرْدَاءُ (اِفْعَالٌ) مصدر رَدَّى۔ مادہ۔ کردہ
ہلاکت میں ڈال دیں ان کو۔ هُنَّ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ كَثِيرَاتٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ کی
طرف راجع ہے۔ رَدَّى ہلاک رَدَّى اور رَدِيَاتٌ مصدر۔ لازم (باب ضَرْبٍ) کو ذکر
چلنا۔ لڑھکتا۔ متدی۔ ریزہ ریزہ۔ چورا کر دینا۔ کوٹنا۔ رَدَّى۔ مصدر (باب سَمِعَ) ہلاک ہونا
اِرْدَاءُ (اِفْعَالٌ) ہلاک کرنا مشقت ڈال دینا۔

= لِيُرَدُّ دُهُنٌ میں لام عاقبت۔ یا لام مآل ہے۔ جو کسی فعل پر مرتب ہونے والے نتیجہ کو
ظاہر کرتا ہے یا لام ملت ہے۔

= لِيَلْبَسُوا عَلَيْكُمْ دِيْنَهُمْ۔ تاکہ مشتبہ کر دیں ان پر ان کا دین۔ يَلْبَسُوا۔ مضارع منصوب
لَبَسٌ مصدر۔ (باب ضَرْبٍ) تاکہ وہ خلط ملط کر دیں۔ گر بڑھ کر دیں۔

۱۳۸:۶ = حَجْرٌ۔ ممنوع۔ عقل۔ اصل میں جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے اسے
حجر کہا جاتا ہے۔ اس لئے حطیم کعبہ اور دیار ثمود کو حجر کہا گیا ہے۔ قرآن میں ہے :-

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ۔ (۸۰:۱۵) اور وادی حجر کے رہنے والوں نے
بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور حجر (پتھروں سے احاطہ کرنا) سے حفاظت اور روکنے کے
معنی لے کر عقل انسانی کو بھی حجر کہا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ
لِّذِي حِجْرٍ۔ (۵:۸۹) کیا بے شک یہ چیزیں قسم کھانے کے لائق ہیں۔ حَجْرٌ حرام چیز کو بھی کہتے
ہیں کیونکہ اس کا تادل ممنوع ہوتا ہے جیسے آیت ہذا میں وَقَالُوا هَذِهِ الْأَعْمَامُ وَحَرَّتْ حِجْرٌ اور یہ بھی
کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہیں۔ یہاں حَجْرٌ اسم مصدر ہے جو اسم مفعول (مَحْجُورٌ) کے
معنوں میں استعمال ہوا ہے جس طرح ذَبْحٌ مَذْبُوحٌ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے

= بَزَعْمِهِمْ۔ بَزَعْمُهُمُ الباطل من غیر حجة۔ اپنے گمان باطل سے بغیر کسی حجت یا دلیل
یا حقیقت کے۔ یعنی یہ بات محض وہ اپنے گمان باطل کی بنا پر رکھتے ہیں

= وَالْأَعْمَامُ حُرِّمَتْ ظُهُورُهُمْ وَالْأَعْمَامُ لَا يُذْكَرُونَ اسْمًا لِلَّهِ عَلَيْهِمْ۔ اور بعض چوپائے
الیے ہیں جن کی پشتیں انہوں نے حرام قرار دے رکھی ہیں (یعنی ان پر نہ سواری کرتے ہیں اور نہ پار لائے
ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی بت یا دیوتا (بصورت بت یا انسان کے نام منسوب کر رکھا ہے اور بعض
چوپائے الیے ہیں جن کو ذبح کرتے وقت وہ اللہ کا نام نہیں لیتے) اور اگر کسی کا نام لیتے ہیں تو ماسوی اللہ

کسی اور بت یا شریک کا نام لیتے ہیں اور اس طرح اس کو شرعاً حرام کر دیتے ہیں) اور پھر یہ ممنوع و مذموم افعال کو متجانب اللہ قرار دیتے ہیں۔

= اِفْتِرَاءَ عَلَیْهِ۔ یہ ان کا فعل اللہ تعالیٰ پر محض ایک بہتان اور من گھڑت اور افتراء برداری ہے۔ خدا نے ایسا کوئی حکم یا اجازت نہیں دے رکھی
۶: ۱۳۹ = هُدًیۛ۔ (متذکرہ بالا آیت ۱۳۸) یا وہ جانور جو سائبہ اور عبیرہ کہلاتے تھے جس کے لئے ملاحظہ ہو (۵۱: ۱۰۳)

= فَهْمٌ۔ میں ضمیر جمع مذکر غائب۔ تو مرد اور عورتیں سب (اس میں شریک ہو سکتے ہیں)
= سَيَجْزِيهِمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ ہم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب وہ (اللہ) ان کو ان کی شرکانہ کرتوتوں کی جزا دے گا۔ بدلے دے گا۔
وَصَفَّهُمْ۔ مصدر۔ مضاف۔ ہم مضاف الیہ۔ ان کے بیان کی۔ ای وصفہم الکناب علی اللہ ان کا جھوٹا اور بے بنیاد بیان اللہ کے خلاف

۶: ۱۴۱ = مَعْرُوشَاتٍ۔ اسم مفعول کی جمع مَوْنٌ۔ مَعْرُوشَةٌ واحد۔ عَرَشٌ سے عَرَشٌ۔ اس نے لکڑی کا گھر بنایا۔ عَرَشٌ چھتر۔ ٹٹی۔ عَرَشَاتُ الْكُرْمِ۔ میں نے انگور کی بیل کے لئے چھتری بنا دی۔ (باب ضرب) ہر چھتری کے لئے ادبچا ہونا لازم ہے اسی علو کے مفہوم کے لحاظ سے عرش بادشاہ کے تخت کو بھی کہتے ہیں۔ اور مجازاً اقتدار و سلطنت بھی مراد لیتے ہیں۔

مَعْرُوشَاتٍ۔ چھتری پر چڑھائی ہو بلیں۔ ابن عباس کا قول ہے کہ اس سے عام بلیں مراد ہیں خواہ چھتریوں پر چڑھائی گئی ہوں یا نہ۔ مگر اوپر پھیلانی جاتی ہوں۔ مثلاً انگور۔ خرپوزہ۔ ترپوزہ۔ کدو وغیرہ غَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ۔ وہ پودا جو چھتری پر نہ چڑھایا جائے۔ جس کی بیل نہ ہو اور اپنے تنہ پر کھڑا ہو۔ مثلاً کھجور کا درخت۔ گیہوں۔ جو۔ وغیرہ۔

= اَكْلُهُ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ مضاف مضاف الیہ۔ ایسی کھینٹیاں جس کے پھل۔ میوہ الگ الگ ہوں اپنے ذائقہ اور کیفیت میں مختلف ہوں۔ یا اپنے مزہ اور غذائیت میں مختلف ہوں
۵ ضمیر الزدع کے لئے ہے۔

= مُتَشَابِهًا۔ رنگ و شکل میں غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ذائقہ میں۔ کھانے میں۔ یا نوع کے لحاظ سے ایک جیسے لیکن انفرادی خصوصیات میں مختلف۔

= تَمَرٍۛ۔ میں ۵ ضمیر ان میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔ ای کل واحد من ذلک

== التَّوَّاحِقَةُ - اور اللہ کا حق ادا کرو۔ یعنی اس میں سے اللہ کی راہ میں دو۔

یہ فطر کے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور صدقہ اور خیرات کے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ نہیں۔ کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ مدنیہ میں فرض ہوئی تھی۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور یہاں مراد زکوٰۃ ہے۔

== يَوْمَ حَصَادِهِ - اس کے کاٹنے کے دن۔ یہاں حَصَادٍ سے مراد وہ کھیتی ہے جو صبح وقت میں کاٹی گئی ہو فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا (۱۰: ۲۴) میں سے مراد وہ کھیتی جو بے وقت فساد اور تباہی کی غرض سے کاٹی گئی ہو۔ قرآن میں ہے مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ (۱۱: ۱۰۰) ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض کا تھس تھس ہو گیا۔ (یہاں تباہ کی گئی بستیاں مراد ہیں)

== لَا تَسْرِ حُمْرًا - فعل نہی جمع نکر حاضر۔ اسْرَافٌ (افعال) سے۔ تم بیجا مت اڑاؤ۔ تم حد سے نہ بڑھو ۱۲۲: ۶ - وَ مِنَ الْاَنْعَامِ - اور پیدا کیا اس نے چوپایوں میں سے

== حَمُولَةً - لائے والے جانور۔ بوجھ اٹھانے والے۔ حِمْلٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ۔ چوپائے از قسم اونٹ۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ۔

== فَزَرَسْنَا - مصدر بھی ہے لیکن اس جگہ ایسے چھوٹے چوپائے مراد ہیں جو کہ ان پر بوجھ نہیں لاداجاتا جیسے بکریاں بھیریں وغیرہ۔ یا ایسے جانور جو فرسش پر لٹا کر ذبح کئے جاتے ہیں۔

== خُطَوَاتٍ - خُطْوَةٌ کی جمع۔ قدم۔ شیطان کی پیردی مت کر

۱۲۳: ۶ - تَمْنِيَةَ اَنْدَاجٍ - کی مندرجہ ذیل سورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یہ حَمُولَةٌ وَفَرَسْنَا کا بدل ہے۔

۲۔ یہ كَلُوا کا مفعول ہے۔ اور تقدیر کلام یوں ہے كَلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ تَمْنِيَةَ اَنْدَاجٍ اس سورت میں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ جملہ مقررہ ہے۔

۳۔ اس کا فعل محذوف ہے اِی اَلنَّسَا تَمْنِيَةَ اَنْدَاجٍ اس نے پیدا کئے آٹھ جوڑے۔

اَنْدَاجٌ - جوڑے۔ ہم مثل چیزیں۔ اقران ۲ ذَوْجٌ کی جمع ہے۔ حیوانات کے جوڑے ہیں نر اور مادہ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں۔ لہذا تَمْنِيَةَ اَنْدَاجٍ کے معنی ہوئے آٹھ زوج یعنی آٹھ چوپائے مشتمل بر نر و مادہ۔ (پیدا کئے)

== الصَّانِ - اسم جنس۔ بھیر۔ مادہ۔ دنبہ وغیرہ جن پر اون ہو۔ صَانٌ کی جمع ہے صَائِبٌ اَلْکِبُّ کی جمع رَكْبٌ ہے صَائِبَةٌ مَوْنٌ ہر دو کی جمع صَانٌ ہے۔ بعض کے نزدیک یہ اسم جمع ہے۔ اَلْمَعْرِ - اسم جنس۔ بکریاں۔ اس کا واحد مَاعِزٌ ہے اور مَوْنٌ مَاعِزَةٌ۔

== مِنَ الضَّانِّ اثْنَيْنِ۔ بکریوں میں سے دو چوپائے (ایک نر اور ایک مادہ)
 == وَالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ۔ کیا دونوں نر حرام کئے ہیں اس نے (ایک نر ضان میں سے ایک نر
 معز میں سے)؟ اس میں ءالف استنبار ہے یعنی کسی چیز کے متعلق دریافت کرنا خواہ را، بصورت
 استفہام ہو یعنی بطور سمجھنے کے۔ جیسے اَتَّخَلَّ قِيَهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا (۲: ۳۰) کیا تو مقرر کر گیا
 زمین پر اس شخص کو بطور خلیفہ جو اس میں فساد کرے گا۔ یا (۲) بطور تبدل یعنی زجر و توبیخ جیسے آیہ
 ہذا میں۔۔۔۔

== اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنثَيَيْنِ۔ یا وہ (بچہ) جیسے ان دونوں مادنیوں (یعنی مادہ
 بھیڑ اور مادہ بکری کے) رحم لئے ہوتے ہیں؟ یعنی جو ان کے پیٹ میں ہے اس کو اللہ نے حرام کیا
 ہے؟

== يَتَّبِعُنِي بِعِلْمٍ۔ مجھے کسی علمی دلیل سے بتاؤ۔

== (آیہ ۱۴۳-۱۴۴) اس امر پر توبیخ کی گئی ہے کہ خدا نے ان چاروں قسم کے چوپایوں میں سے (بھیڑ
 بکری۔ اونٹ، گائے) یا ان کی مادنیوں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچوں کو حرام نہیں کیا۔ یہ محض
 تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں کہ کسی کو سائبہ بھیرد وغیرہ کا نام دے کر حرام کر لیا۔ اور کسی کو مردوں کے
 لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام کر دیا۔

۶: ۱۴۴ = وَصَّكُمُ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَوْصِيَةً (تفعیل) مصدر کم ضمیر مفعول جمع
 مذکر حاضر اس نے تم کو حکم دیا۔ وَصَّى ماضی

۶: ۱۴۵ = مَسْفُوحًا۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ سَفَّحَ مصدر باب فتح، بہایا ہوا۔ بہتا ہوا۔

= رِجْسًا۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔ عذاب۔ بلا۔ اَزْجَاسًا۔ جمع

= فِائَتُهُ۔ میں نمیرہ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ کی طرف راجع ہے۔

= فِسْقًا۔ اسم فعل۔ حالت نصب۔ گناہ کی چیز۔ فِسْقٌ کے معنی ہیں دائرہ شریعت سے نکل جانا

عربی میں محاورہ ہے فِسْقَ الرَّطْبِ عَنْ قَشْرِهِ کھجور اپنے مھلکے سے باہر نکل آئی۔

اَوْفِسْقًا۔ یا ناپاک گوشت لہذا چونکہ جانوروں کے گوشت کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے فِسْقِ

مراد وہ گوشت ہے جو نافرمانی کا سبب بن سکے یا گناہ کا موجب ہو سکے۔ یا ایسا ہو کہ وہ شریعت کے

احکام کے خلاف ہو

فِسْقًا کا عطف ہے لحم الخنزیر پر اور فِائَتُهُ رِجْسًا جملہ معترضہ ہے۔ اَهْلًا لِغَيْرِ اللّٰهِ

فِسْقٌ کی صفت ہے۔ یعنی (کھانے والے پر حرام ہے) مردار بہتا ہوا خون۔ سور کا گوشت یا وہ

یا وہ جانور جو اللہ کے - واکسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

= اُھِلَّ - پکارا گیا اھِلَالٌ سے ماضی مجہول صیغہ واحد مذکر غائب۔ اھِلَالٌ کے معنی نیا چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پچانے کے ہیں پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر مت ہو یا جن یا خبیث رُوح۔ یا پیر پنجمیر یا کوئی مکان یا تھان۔ اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی یا تقرب حاصل ہوگا سو وہ جانور حرام اور مَا اُھِلَّ بِدَاخِرِ اللّٰهِ میں داخل ہوگا خواہ بوقت ذبح اللہ کے سوا کسی کا نام لیا جائے یا نہ۔

اسی طرح وہ جانور بھی جس پر بوقت ذبح اللہ کے سوا کسی کا نام لیا جائے۔ اس زمرہ میں

شامل ہے۔ اُھِلَّ بِاللّٰهِ - ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا۔ (الفراندریم)

= اِضْطَرَّ - وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاپچار کیا گیا۔ اِضْطِرَّادٌ (افتعال) سے ماضی مجہول کا صیغہ

واحد مذکر غائب۔ اضطرار کے معنی ہیں انسان کو کسی ضرر رساں چیز پر مجبور کرنا۔ عام طور پر اس کا

استعمال انسان کو کسی ایسی چیز یا ایسے امر پر مجبور کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔

= غَيْرَ بَاغٍ - بَاغٍ اصل میں بَاغِيٌّ تھا۔ مٹی ساقط ہو گئی۔ حد سے نکل جانے والا۔ حکم عدولی

کرنے والا۔ بَاغِيٌّ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔

= عَادٍ - زیادتی کرنے والا۔ عَادُوٌّ سے جس کے معنی ظلم کرنے اور حد سے بڑھنے کے ہیں

اسم فاعل واحد مذکر عَادٍ اصل میں عَادِيٌّ تھا۔ داؤ پہلے پار ہوا۔ پھر گر گیا۔

قاعدہ ہے کہ جو واژ اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں واقع ہو اور اس کا مقابل مکسور ہو وہ یا ہو کر

گر جاتی ہے۔

۶: ۱۴۶ = هَادُوًّا ماضی جمع مذکر غائب هَادُوٌّ مصدر (باب نصر) یہودی ہوئے

یعنی جو یہودی ہیں هَادُوٌّ یہودیوں کی جماعت

= ذِي ظْفُرٍ - جس کے پنجے ہوں۔ پنجہ والے شکار کرنے والے جانور۔

ظْفُرٌ ناخن۔ خواہ انسان کا ہو یا حیوان کا۔ لیکن آیت نداء میں پنجہ والے شکاری جانور مراد ہیں

= الْغَنَمِ - اسم جنس۔ بکری۔ بکریاں۔

= شَحُومَهُمَا - ان دونوں (گائے اور بکری) کی چربی۔ شَحُومٌ - شَحْمٌ کی جمع ہے

= الْحَوَايَا - انتڑیاں۔ آنتیں۔ حَوِيَّةٌ کی جمع

= اِخْتَلَطَ بِعَظْمٍ - اِدْمَا اِخْتَلَطَ بِعَظْمٍ - ای مالمصق بالعضام من الشحوم۔ وہ چربی

جو ہڈیوں سے چمپی ہوئی ہو۔

۶: ۱۴۷ = يَزِدُّ - مضارع مجہول واحد مذکر غائب سَرَدٌ مصدر (باب نصر) لَا يَزِدُّ - نہیں لوٹایا جائے گا۔

= بِأَسْفُدٍ - اس کا عذاب - مضاف مضاف الیہ۔

۶: ۱۴۸ = تَخْرُصُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر - تم انگلیں مارتے ہو۔ تم جھوٹ بولتے ہو خَرَصَ سے باب نصر۔

۶: ۱۴۹ - الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ - دلیل کامل - الحجۃ الدلیل - البالغة اسم فاعل۔

واحد مؤنث - پہنچی ہوئی - پہنچنے والی (حقیقت کو پہنچنے والی - انتہا کو پہنچنے والی - دلیل تامہ۔

۶: ۱۵۰ = هَلُمَّ - اسم فعل معنی امر - واحد تثنیہ - جمع سب کے لئے آتا ہے تذکیر و تانیث بہ حالت

میں هَلُمَّ ہی آتا ہے - لازم بھی ہے متعدی بھی ہے - لاؤ - حاضر کر دو - آؤ - آئیے ہذا میں متعدی استعمال

ہوا ہے - اور آیت ۲۲: ۱۸ میں هَلُمَّ اٰیۡنَا لازم استعمال ہوا ہے۔

= يَعْدِلُونَ - مضارع جمع مذکر غائب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے عدیل (ہمسرہ) اوروں کو

بھی بناتے ہیں۔

۶: ۵۱ = تَعَالَوْا - تم آؤ - تَعَالَى سے باب تفاعل امر کا صیغہ جمع - نذکر حاضر - يَعْلُو سے ماخوذ

ہے جس کے معنی بلند مرتبہ کے ہیں۔ لہذا جب کوئی شخص دوسرے کو تعال کہہ کر بلاتا ہے تو گو یا دعوت

کے رسول کی طرف دعوت دینا ہے قرآن حکیم میں جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے

جیسے تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ (۶۴: ۳) جو بات کیساں تسلیم کی گئی ہے اس کی طرف آؤ۔

اور تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (۴: ۶۱) جو حکم خدا نے نازل کیا ہے اس کی طرف رجوع کر دو۔

تَعَال - هَلُمَّ کے ہم معنی ہے

= اَتَلُّ اَسْلٌ میں اَتَلُّوا ہے۔ مضارع مجزوم واحد متکلم میں پڑھ کر سناؤں - تِلَادَةٌ سے (ت

ل و مادہ تِلَاة (نصر) کے معنی کسی کے پیچھے پیچھے اس طرح پلنے کے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی

اجنبی چیز حائل نہ ہو یہ کہیں تو جسمانی طور ہوتا ہے اور کہیں اس کے احکام کا اتباع کرنے سے۔

اس معنی میں اس کا مصدر تَلَوْا تَلَوْا آتا ہے اور کبھی یہ متابعت کسی قرأت (پڑھتے اور اس کے

معانی سمجھنے کے لئے غور و فکر کرنے کی صورت میں ہوتی ہے اس معنی میں اس کا مصدر تِلَادَةٌ ہے

پہلی مثال وَالْقَمَرِ اِذَا تَلَّاهَا - (۲: ۹۱) اور چاند کی قسم جب وہ سورج کا اتباع کرتا ہے - اور وَيَتَلَوُّهُ

شَاهِدًا مِّنْهُ (۱۰: ۱۱) اور ان کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب سے ہو - یعنی ایسا شاہد

جو اس کی پیروی کرتا ہے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہے۔

يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ (۱۱۳: ۳) وہ آیات الہی کی تلاوت کرتے ہیں۔

التَّلَادَةُ۔ بالخصوص خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں کے اتباع کو تلاوة کہا جاتا ہے۔ کبھی یہ اتباع ان کے اوامر و نواہی (احکام) ترغیب و ترہیب اور جو کچھ ان سے سمجھا جاسکتا ہے ان کی اتباع کی صورت میں۔ مگر یہ لفظ قرأت (پڑھنے) سے خاص ہے یعنی تلاوت کے اندر قرأت کا مفہوم پایا جاتا ہے مگر قرأت کے اندر تلاوت کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ کسی کا خط پڑھنے کے لئے تَلَوْتُ رُفِعَتْكَ نہیں بولتے۔ بلکہ یہ لفظ صرف قرآن پاک کے کچھ پڑھنے پر بولا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

= مَاحَرَمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ۔ جو تمہارے رب نے تمہارے لئے حرام کیا ہے۔ (اس کی تفصیل

آیت ہذا اور آیات نمبر ۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ میں دی گئی ہے)

= اِمْلَاقٍ طَبْرُوزِ اِنْعَالٍ مصدر ہے۔ مفلس۔ تنگ دست ہونا۔ اَمْلَقَ۔ مفلس ہونا۔

اَمْلَقَ الدَّاهِرُ مَائَةً۔ زمانہ نے اس کے مال کو ہاتھ سے نکال دیا۔ کنکال کر دیا۔

مِنْ اِمْلَاقٍ تَنگدستی کی وجہ سے۔

۱۵۲: ۶ = اَشْدَّكَ۔ اس کی عقل و تمیز اور قوت کا مکمل ہونا۔

اَشْدَّكَ کے معنی ہیں قوت و عقل و تمیز کا مکمل ہونا۔

= اَوْفُوا۔ تم پورا کرو۔ اِيْفَاءٌ (افعال) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

= اَنْكِيْلٍ۔ غلہ سے پیما نہ بھرنا۔ غلہ ناپنا۔ كَلْتُ الطَّعَامَ۔ میں نے اسے غلہ ناپ کر دیا۔

كَالَ يَكِيْلٌ كَيْلًا (ضرب) گیبوں وغیرہ (اناج غلہ) کی مقدار کو کسی پیمانہ سے ناپنا۔

اِكْتَالَ يَكْتَالُ۔ اِكْتِيَالٌ مِنْهُ وَعَلَيْهِ۔ اپنے لئے ناپنا۔ اَلْمِكْيَالُ۔ ناپنے کا آلہ۔

= بِالْقِسْطِ۔ انصاف و عدل کے ساتھ۔

= تَدَّكَّرُونَ۔ تم نصیحت پکڑو۔ تم دھیان رکھو۔ تَدَّكَّرَ (تَفَعَّلَ) سے مضارع

جمع مذکر حاضر۔

۱۵۳: ۶ = فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ۔ تمہیں متفرق کر دے گی تمہیں جدا جدا کر دے گی۔ اس کا

فاعل السَّبِيلُ ہے (سبیل کی جمع) راستے۔ راہیں۔

ای فتویل بلکہ ہذا الطرق المختلفة المضلّة عن دينه وطريقه الذي ارتضاه

لعبادہ۔ کہ یہ مختلف اور گمراہ کن راستے تمہیں اللہ کے اس دین اور طریق مستقیم سے ہٹادیں

جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔

= ذَلِكُمْ وَشُكْرُكُمْ بِهِ - ای امر کہ باتباع دینہ و طریقہ یہ ہے اس کا وہ طریقہ جس کے اتباع کا وہ تمہیں حکم دیتا ہے۔

۶: ۱۵۴ = ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ - یہاں ثُمَّ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں
 ۱۔ ثُمَّ - پھر - التراخی فی الوقت کے لئے بولا جاتا ہے۔ یعنی ماقبل سے مابعد کے وقت کے لحاظ سے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ التراخی فی الزمان کے لئے بھی بولتے ہیں۔
 ۲۔ لے موقع پر اس کے معنی ہوں گے مزید برآں۔ اس سے بڑھ کر۔ ان معنوں میں یہ آیت ۲: ۲۶ میں استعمال ہو ہے۔ ارشاد باری ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ ذَاتُ بَعْسٍ نَبِيٍّ لِّمَنْ يَشَاءُ مِنْ رِجَالِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَبُونَ
 ۳۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان مکمل کر دینے۔
 ۴۔ یہاں تراخی فی الوقت تو ہو نہیں سکتا کیونکہ سورۃ والنشراعات ۹: ۲۸ میں آسمان کے پیدا کرنے کے بعد آیت ۲۰ میں فرمایا وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا (۹: ۲۰) اس کے بعد اس نے زمین کو بچھایا۔

لیکن یہ محض لغوی بحث ہے درحقیقت قرآن میں کہیں زمین کی پیدائش کا پہلے ذکر ہے اور آسمانوں کی پیدائش کا ذکر بعد میں اور کہیں زمین کے ذکر کو آسمانوں کے ذکر پر مقدم کیا گیا ہے کیونکہ کسی جگہ بھی مقصود کلام یہ نہیں ہے کہ کس کو پہلے بنایا گیا اور کس کو بعد میں۔ بلکہ موقع محل کے مطابق ہر ایک کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو بیضاوی - ۶: ۱۵۴ - تفہیم القرآن ۹: ۲۰)

ثُمَّ عَاطَفَ بِهِ - اور اس کا عطف وَشُكْرُكُمْ پر ہے۔ اور یہ عطف ایک خبر کے بعد دوسری خبر بنانے کے لئے ہے کہ جب اللہ پاک اپنے قول دَاتَ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا کے ذریعہ قرآن سے متعلق خبر دے چکا تو مدح تو ریت پر ثُمَّ کے ذریعہ عطف فرمایا۔ کہ اب تمہیں یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی جو کہ تَمَامًا عَلَى الَّذِي ... الخ تھی۔

= تَمَامًا - پورا کرنا۔ پورا ہونا۔ تمام کرنا۔ تمام ہونا۔ کسی شے کے تمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حد تک پہنچ چکی کہ اب کسی خارجی شے کی اس کو احتیاج نہیں رہی۔ مکمل۔ ناقص کی ضد ہے ناقص وہ ہے جو کسی خارجی شے کا محتاج ہو (یہاں پورا ہونا بطور نعمتوں اور نصاب کے ہے)

= عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ عَلَى كُلِّ مَن أَحْسَنَ - ہر وہ شخص جو نیک عمل کرے۔ بھلائی کی روش اختیار کرے۔

۶: ۱۵۵ = وَهَذَا كِتَابٌ - یعنی قرآن حکیم۔

۱۵۶:۶ = اَنْ تَقُولُوا - اَنْ اَنْزَلْنَاهُ كِي عِلْت هے یعنی ہم نے اسے نازل فرمایا تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو
= طَائِفَتَيْنِ - یعنی یہود اور نصاریٰ -

= اِنْ كُنَّا - اِنْ ثَقِيلَه سے مخفف هے - وَ اِنَّهٗ كُنَّا اُورِيَه كہ ہم (ان کے پڑھنے اور پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے)

= دِهَاسِنِهٖد - ان کا پڑھنا پڑھانا - ان کی تلاوت - دِهَاسِي يَدِي مَسِّس كہ مصدر هے -
مضاف هے - هِهْد - ضمير جمع مذکر غائب جو ان کتب کے متعلق هے جن کا ذکر ابھی ابھی ہوا هے کہ
کتاب تو صرف ان دو گروہوں پر اتاری گئی تھی - مضاف الیہ هے

۱۵۷:۶ = اَوْ تَقُولُوا - قبل الذکر اَنْ تَقُولُوا پر عطف هے ای - اَوْ اَنْ تَقُولُوا - یا تم
یہ نہ کہہ سکو -

= بَيِّنَةٌ - کھلی دلیل - واضح دلیل - روشن نشانی - واحد - بَيِّنَاتٌ جمع -
= صَدَاتٌ عَنْهَا - صَدَفٌ يَصْدِفُ (ضَرْبٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب - اُس نے اُس سے
منہ پھیر لیا - هَا ضمير واحد مؤنث غائب راجع الی آیاتِ اللہ - صَدَفٌ - روگردانی کرنا
منہ موڑنا - کترانا -

۱۵۸:۶ = يَنْظُرُونَ - نَظَرَ يَنْظُرُ (نَصَرَ) مضارع - جمع مذکر غائب - وہ انتظار کرتے ہیں
وہ دیکھتے ہیں -

هَلْ يَنْظُرُونَ - وہ کس کی انتظار کر رہے ہیں اِلَّا اَنْ - سوائے اس کے کہ - یہاں استفہام انکاری
بمعنی کہ وہ کسی اور بات کا انتظار نہیں کر رہے بجز اس کے کہ -
= الْمَلَائِكَةُ - سے مراد موت یا عذاب کے فرشتے ہیں -

= رَبِّكَ - سے مراد اَمْرٌ رَبِّكَ بِالْعَذَابِ - تیرے رب کا حکم ان کے عذاب کے لئے -
= آیات - سے مراد آیاتِ قاہرہ ہیں -

۱۵۹:۶ = فَزَقُوا - فَزَقٌ يَفْزِقُ (تَفْعِيلٌ) انہوں نے ٹکڑے کر دیئے - یعنی انہوں
نے مذہب کے کسی فرقے بنا دیئے - ماضی جمع مذکر غائب

= وَ كَانُوا شِيْعًا اور ہو گئے کسی گروہ - اور گروہوں میں بٹ گئے - شِيْعًا جمع هے شِيْعَةٌ
کی - اصل میں شیع کے معنی انتشار اور تقویت کے ہیں - اس کا اطلاق واحد ثنینه جمع مذکر اور مؤنث
سب پر ہوتا هے -

= لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ - تو کسی امر میں بھی ان میں سے نہیں هے - یعنی آپ کا ان سے کوئی

سروکار نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

== يَتَّبِعُهُمْ - نَبَأَ يَذَّبِي تَذْبِيَةً (تفصیل) وہ بتائے گا، وہ خبردار کر دے گا۔ مضارع جمع مذکر غائب
ہم ضمیر جمع مذکر غائب۔

۱۶۱:۶ = قِيَمًا - صيغة صفت ہے یا قیام کا مخفف ہے۔ درست۔ ثابت۔ صلاح و بقا کا مدار
احوال دنیا و آخرت کو درست کرنے والا۔ مستقیم۔ مستحکم۔

== حَيِّفًا - تمام باطل راستوں سے ہٹ کر ایک راہ حق اختیار کرنے والا۔

دِينًا قِيَمًا اور مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ دونوں صراط مستقیم کی تعریف ہیں۔ حَيِّفًا ابراہیم کی صفت ہے
یا دِينًا قِيَمًا۔ (۱) صراط کا بدل محلی ہے (۲) ہدائی کا دوسرا مفعول ہے (۳) اس سے فعل

عَرَفْتِي وغیرہ محذوف ہے۔ اور مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ۔ دین کا عطف بیان ہے۔

۱۶۲:۶ = نَسَكِي - نَسَكٌ عِبَادَت - پرستش۔ قربانی۔ النَّسَكُ کے معنی عبادت کے ہیں۔

نَاسِكٌ عَابِدٌ کو کہتے ہیں لیکن یہ لفظ ارکان حج کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے۔ الْمَنَاسِكُ اَعْمَالُ حَجِّ
ادا کرنے کے مقامات، فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَحْرَبَ تَمَّ حَجُّكَ کے تمام ارکان پورے ادا کر چکے ہیں عبادت کے

معنوں میں آیا ہے یعنی میری عبادت

لسان العرب میں ہے النَّسْكُ وَالنُّسْكُ - الْعِبَادَةُ وَالطَّاعَةُ وَكُلُّ مَا يَتَّقَرَّبُ بِهِ

اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى - یعنی ہر وہ عبادت اور اطاعت اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ ہو

== بِذَلِكَ کا اشارہ مندرجہ بالا اقوال کی طرف ہے جو آیات ۱۶۱ میں مذکور ہوئی ہیں۔

۱۶۳:۶ = اَبْغِي - میں تلاش کروں۔ بَغِيَ يَبْغِي (ضرب) بَغْيٌ مصدر

== اِلَّا عَلَيْهَا - مگر اس کا بوجھ (یعنی عمل کا) اس (نفس) پر ہوگا۔ اس کے ذمہ ہوگا۔ وہی اس کا ذمہ دار ہوگا

یعنی کوئی شخص بھی جو عمل کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسی کی گردن پر ہوگی۔

== تَزْرُ - وہ بوجھ اٹھاتی ہے یا بوجھ اٹھاوے گی۔ وَزْرٌ مصدر (باب ضرب) یعنی بوجھ اٹھانا۔ وَازِرَةٌ

بوجھ اٹھانے والی۔ وَزْرٌ بوجھ۔ وَزِيرٌ بوزن (تفصیل) بادشاہ کا مددگار۔ حکومت کا بوجھ اٹھانے والا۔

۱۶۵:۶ = لَيَسْبُوْكُمْ - بَلَا يَسْبُوْا - (نصو) لام تعلیل کے لئے يَسْبُوْا مضارع واحد مذکر

غائب كُمْ ضمير مفعول جمع مذکر ماضی۔ تاکہ تم کو آزمائے۔ بَلَاءٌ مصدر۔

== مَا اَنْتُمْ - (وہ نعمت) جو اس نے تم کو دی۔

== سَوِيْعُ الْعِقَابِ - سوریع - سرعت سے کرنے والا۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر بمعنی فاعل صفت

مشبہ کا صیغہ ہے۔ عقاب سزا۔ عقوبت۔ عذاب۔ سزا دینا۔ عَاقَبَ لِعَاقِبَتِهِ (مفاعلة) سے

عقوبت - عاقبت، و عقاب نینوں الفاظ مذاہب کے لئے مخصوص ہیں

(۷) سورۃ الاعراف (۳۹)

۱:۷ = الْقَمَّصَ - حروف مقطعات ہیں جن کا علم خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے۔
 = كِتَابٌ - خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے یعنی هُوَ كِتَابٌ - کِتَابٌ سے مراد یہاں
 القرآن ہے۔

= صَدْرِكَ - تیرا سینہ - صَدْرًا سے - مضاف - كَ ضمیر واحد مذکر ماضی - مضاف الیہ - وَاوَدَّ
 صُدُورًا - جمع - بعض حکماء کے نزدیک قرآن میں جہاں کہیں قَلْبٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں صرف طم
 و عقل کی طرف اشارہ ہے - جیسے فرمایا ہے اِنَّ حِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرِيْ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ (۵۰: ۳۷) جو
 شخص دل آگاہ رکھتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے - اور جہاں صَدْرٌ استعمال ہوا ہے وہاں
 علم و عقل کے علاوہ شہوت - ہوائے نفس اور غلبہ وغیرہ قوی نفسانہ کی طرف بھی اشارہ ہے - چنانچہ
 رَبِّ اسْتَرْحَمْنِيْ صَدْرِيْ (۲۰: ۲۵) میں نفسانی قوی کی اصلاح کا سوال ہے۔

= حَرَجٌ - تنگی - مضاللفہ - شک - گناہ - تنگ - اصل میں حَرَجٌ کے معنی اشبار کے مجتمع
 یعنی جمع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں - اور جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے اس لئے تنگی اور گناہ کو
 بھی حرج کہا جاتا ہے - چنانچہ اور جگہ آیا ہے ثُمَّ لَا يَجِدُ ذٰلِيْنَ اَلْفُسَيْهِمْ حَرَجًا (۳: ۲۵) اور...
 مپرو، اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں (نہ محسوس کریں) کبیرہ خاطر نہ ہوں۔

= فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ - پس نہ چاہئے کہ نہ ہونیرے سینہ میں کوئی شک
 یا تنگی خاطر اس سے۔

تفسیر کلام یوں ہے - هٰذَا كِتَابٌ اُنزِلَ اِلَيْكَ لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ
 فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ - یہ کتاب (القرآن) ہے - جو نازل کی گئی ہے تیری طرف تاکہ
 تو ڈرائے (لوگوں کو) اس (کی نواہی سے) پرہیز نہ کرنے کی عاقبت، سے اور یہ ایک نصیحت ہے مومنوں
 کے لئے - پس چاہئے کہ تیرے سینہ میں اس (کی تبلیغ) کے متعلق کوئی تنگی و شک و شبہ نہ ہو -
 یعنی آپ بلا مہجک اور بے دھڑک اس کی تبلیغ فرمادیں - مخالفین کی تکذیب اور تنقید کا کوئی ڈر دل
 میں نہ رکھیں - کیونکہ تیرے اللہ کی طرف سے یہ حق و صداقت پر مبنی کتاب ہے -

= ذِكْرَىٰ - نصیحت کرنا بہت ذکر کرنا۔ یاد۔ پسند نصیحت۔ موعظت۔ ذِكْرِيذٌ كُرٌّ (نَصْرًا) کا مصدر ہے۔ کثرت ذکر کے لئے ذِكْرَىٰ بولا جاتا ہے۔ یہ ذکر سے زیادہ بلوغ ہے۔
ذِكْرَىٰ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یہ بحالت نصب ہے اضماعن فعل کے ساتھ ای لِتُنذِرَ رَبَّهُ وَتُنذِرَ تَنذِيرًا كَبِيرًا۔ اس صوت میں اَلذِّكْرَىٰ معنی التذکرہ ہے

۲۔ یہ بحالت رفع ہے۔ اور اس کا عطف كِتَابٌ پر ہے۔ ای هُوَ كِتَابٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ۔
۳۔ یہ بحالت جر ہے۔ والعطف على محل لِتُنذِرَ رَّبِّهِ لِيُنذِرَ رَّبَّهُ وَذِكْرَىٰ دُرْلَانِ کے لئے اور نصیحت کے لئے۔

۷:۳ = اِتَّبِعُوا - تم پیروی کرو۔ اِتَّبَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱، اس سے قبل لفظ قُلْ محذوف ہے۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کہہ دے لوگوں سے۔
۲، یہ بلا واسطہ لوگوں سے خطاب ہے۔

= وَلَا تَتَّبِعُوا - فعل نہیں جمع مذکر حاضر۔ یعنی لَا تَتَّخِذُوا - تم مت بناؤ۔ تم مت پیرو یا لَا تَتَّبِعُوا سے مراد لَا تَقُولُوا ہے۔ تم مت کہو۔

= قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ - تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یہ قلت۔ قلت زمانی بھی ہو سکتی ہے یعنی قلیل عرصہ کے لئے نصیحت پکڑتے ہو اور پھر فراموش کر دیتے ہو۔ مَّا عَمَلًا زَائِدٌ لِّكَيْنَ قَلْتُمْ کی تاکید کرتا ہے۔

۷:۴ = كَمْ - سوالیہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ کتنی دیر۔ کتنی مقدار۔ کتنی تعداد۔ کتنی مدت۔ اس کی تمیز ہمیشہ مفرد منسوب ہوتی ہے کبھی مذکور ہوتی ہے مثلاً كَمْ دَرَجَاتٍ هَمَّا عِنْدَكَ تِيرَةً پاس کتنے درجہ ہیں۔ کبھی محذوف ہوتی ہے مثلاً كَمْ لَبِثْتُمْ - یعنی كَمْ زَمَانًا لَبِثْتُمْ۔ تو کتنی مدت ٹھہرا۔
۱۔ خبر یہ۔ جو مقدار کی بیشی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے اس کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے جیسے كَمْ دَجَلٍ صُرِفَتْ - میں نے کتنے ہی مردوں کو بیٹھا۔ کبھی اس صورت میں اس کی تمیز پر مِثْلُ جَارِهِ داخل ہوتا ہے جیسے كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا - (آیتہ نذا)، اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کر ڈالیں۔

= بَيِّنَاتٍ - الْبَيِّنَاتُ وَالْبَيِّنَاتُ - رات کے وقت دشمن پر حملہ کرنا۔ شجخون مارنا۔ آیتہ نذا۔ بَيِّنَاتًا رَّهْمًا قَائِلُونَ رات کے وقت جب وہ سوئے تھے یا دن کو جب وہ قیلولہ (دوپہر کا سونا۔ آرام کرنا)

کر رہے تھے۔ بَيَّتَ يَبِيْتُ (تفعیل) رات کو مشورہ کرنا۔ بَيَّتَ طَائِفَةً مِّنْهُمْ (۴۱: ۸۱) ان میں بعض لوگ مشورہ کرتے ہیں۔ بَاتَ يَبِيْتُ (ضرب) رات گزارنا۔ رات ہونا۔
 = قَاتِلُونَ = اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ قِيلُولَةٌ۔ مصدر۔ دوپہر میں سونے والے، دوپہر کو آرام کرنے والے۔ آہ بڑا میں سونا مراد ہے۔

۷: ۷ = فَلَنَسَلَنَّ الَّذِينَ اتَّسَلْنَا إِلَيْهِمْ۔ لَنَسَلَنَّ۔ مضارع جمع متکلم۔ باللام تاکید و نون ثقیدہ سو ہم ضرور پوچھیں گے۔ الَّذِينَ اتَّسَلْنَا إِلَيْهِمْ۔ ان لوگوں سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے (کہ انہوں نے رسولوں کا کہاں تک اتباع کیا۔

= الْمُرْسَلِينَ۔ رسولوں سے کہ انہوں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔
 ۷: ۸ = فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمُ۔ لَنَقُصَّنَّ۔ مضارع جمع متکلم لام تاکید بانون ثقیدہ۔ قَصَّ يَقْصُصُ۔ (نَصَرَ عَلَيَّ كَسَى سَمَى كَوْنِي بَات بَيَان كَرْنَا۔

= يَعْلَمُ۔ اپنے علم کی بناء پر (یعنی ان کے احوال ظاہرہ و باطنہ اور ان کے اقوال و افعال کے متعلق خدا کے علم محیط کی بناء پر)
 = هُنَّ كِي ضَمِير رَسَل ادر رَسَل اِيْم كِي طَرَف رَاجِع هِي۔
 = وَ مَا كُنَّا نَأْتِيَنَّ۔ غَيْر حَاضِر۔ غَائِب ہونے والے۔ ادر ہم غَيْر حَاضِر تھے۔ (ان کے قول و فعل کے وقت) ہم بے خبر نہ تھے۔

۷: ۸ = الْوَزْنُ۔ (تَوَنَّا، یعنی کسی چیز کی مقدار معلوم کرنا۔
 وَزَنَ يَزِنُ۔ (ضَوْبٌ) کا مصدر ہے۔ عرف عام میں وزن اس مقدار خاص کو کہتے ہیں جو ترازو۔ یا ترازو کے ذریعہ معین کی جاتی ہے۔ وَ أَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ (۹: ۵۵) اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔

= الْحَقُّ۔ حق۔ برحق۔
 الْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ۔ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔
 (۱) الْوَزْنُ مَوْصُوفٌ۔ الْحَقُّ صِفَةٌ۔ صِفَتٌ مَوْصُوفٌ مَلْ كَر مَبْتَدَأ۔ يَوْمَئِذٍ خَبْرٌ۔ (يَوْمَئِذٍ اصل میں جملہ محدود یَوْمَ يَسْئَلُ اللّٰهُ الْأُمَمَ وَرَسُلَهُمْ۔ کی جگہ آیا ہے)
 (۲) الْوَزْنُ۔ مَبْتَدَأ۔ ادر الْحَقُّ خَبْرٌ۔ يَوْمَئِذٍ مَتَّعٌ خَبْرٌ۔ پہلی صورت میں معنی ہوں گے۔ جس دن رسل اور رسل اِیْم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ اس دن پورا پورا تول تولو جائے گا۔
 دوسری صورت میں معنی ہوں گے اور اس دن (اعمال کا تولو) برحق ہے۔

= مَوَازِينُهُ - اسم آہ - میزان کی جمع - یا اسم مفعول مَوَازُونُ کی جمع ہے - وزن کرنے کا آلہ یعنی ترازو - یا وزن کئے جانے والے اعمال -

۹: ۷ = خَسِرُوا بِأَبْصَارِهِمْ لَمْ يَأْتُوا بِالْحَسَنَاتِ - انہوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا -

= بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ - اِی بَكْدِ بُوْن - جھٹلاتے تھے - یا اے انصافی کیا کرتے تھے ۱۰: ۷ = مَلَكْتُمْ - ماضی جمع متکلم - تَمَكَيْتُمْ (تَفَعَّلْتُمْ) مصدر - ہم نے ان کو جماؤ عطا کیا - ہم نے ان کو با اقتدار بنایا - ہم نے ان کو آباد کیا -

= مَعَالِشٍ - مَعِيشَةٍ کی جمع - سامان زندگی - زندہ رہنے کے اسباب -

۱۱: ۷ = صَرَرْنَا كَمَا كُنْتُمْ - ماضی جمع متکلم كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر صَوَّرَ يُصَوِّرُ (بِأَنْ تَفْعِلُ) تمہاری شکل و صورت بنائی -

یہاں خطاب تو حاضرین کو ہے لیکن مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یعنی ہم نے آدم کو پیدا کیا اس کو اچھی صورت بخشی اور پھر فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا -

یہ اسلوب بیان قرآن میں عام ہے مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم عصر یہودیوں کو فرمایا گیا وَادِّ نَجَّيْنَكُمْ مِنَ آلِ قِرْعَوْنَ (۴۹: ۲) اور یاد کرد اس وقت کو جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دلائی - اس میں حالانکہ خطاب رسول اکرم کے زمانہ کے یہودیوں سے ہے لیکن مراد ان کے اسلاف ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہو گزرے تھے

۱۲: ۷ = طِينٍ - گارہ خاک - مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ -

۱۳: ۷ = فَاهْبِطْ مِنْهَا - امر واحد مذکر حاضر - تو اتر جا - هَبِطَ يَهْبِطُ (ضوب) اترنا - هَبِطَ - مصدر - ہا ضمیر واحد مؤنث غائب - اس سے مراد یا تو جنت ہے یا آسمان سے زمین کی طرف مراد ہبوط - بلندی سے پستی کی طرف ذلت و خواری کی صورت میں نیچے آنے کو کہتے ہیں یہاں یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ ہماری بارگاہ سے دفع ہو جاؤ -

= فَمَا يَكُونُ لَكَ - یہ تیرے لئے درست نہیں ہے - تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے - اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا - کہ تو تکبر و زور کرے اس جگہ - (جنت یا سمار یا بارگاہ خداوندی میں) یعنی تیرا کوئی حق نہیں کہ تکبر کرے اور بھر بھی تو یہاں ہے -

= الصَّغِيرِينَ - ذلیل - بے عزت لوگ -

۱۴: ۷ = اَلْظُرْنِي - تو مجھ کو مہلت دے - تَوَجَّحْ كُوْذُھِیلَ دے - اِنظَارُ (اِنْعَالٌ) سے امر کا صیغہ واحد مذکر

حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم۔
 = يُبْعَثُونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ بَعَثَ يَبْعَثُ (فتح) وہ (یعنی لوگ) اٹھائے جاویں گے
 یوم قیامت۔

۱۵:۰ = الْمُنْظَرِينَ۔ اسم مفعول جمع۔ مُنْظَرٌ وَاحِدٌ۔ انْظَارٌ۔ مصدر۔ باب افعال جن کو مہلت دی
 گئی۔ مہلت یافتہ۔ ڈھیل دیئے ہوئے۔
 ۱۶:۷ = فِيمَا۔ ب اس میں سبب ہے۔

= اَعْوَيْتَنِي۔ اِعْوَادٌ (اِفْعَالٌ) سے۔ اَعْوَى يُعْوِي اِعْوَادٌ۔ عَنِي اور عَوَى کے معنی ہیں بہک
 بنا۔ گمراہ ہونا۔ لعنتی ہونا۔ برباد ہونا۔ ناکام و نامراد ہونا۔ خائب و خاسر ہونا۔ زندگی خراب ہونا۔ باب
 افعال سے۔ بہکانا۔ گمراہ کرنا۔ برباد کرنا۔ خائب و خاسر کرنا۔ زندگی خراب کرنا یا گمراہی کی سزا دینا۔ یعنی
 سزائے گمراہ کرنا۔ جیسے اِنْ كَانَ اللهُ يُرِيدُ اَنْ يُغْوِيَكُمْ (۱۱:۳۴) اگر خدا چاہے کہ تمہیں تمہاری گمراہی
 کی سزا دے۔

ا غوار کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو ایسا حکم دینا کہ جس کی نافرمانی اس کی گمراہی کا باعث بن جائے
 اس آیت میں یہ آخری دو معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حکم پر سجدہ نہ کرنے کی سزا
 میں ابلیس کو جنت سے یا درگاہ سے) نکل جانے کا حکم دیا تھا۔
 یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی حکم عدولی اس کی گمراہی کا
 سبب بن گئی۔ سو فِيمَا اَعْوَيْتَنِي کا ترجمہ ہو گا۔

بدیں وجہ کہ میری حکم عدولی پر تو نے سزائے راہِ مستقیم سے مجھے دور کر دیا ہے
 = لَا قُعْدَانَ۔ مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ۔ صيغة واحد متکلم۔ قَعَدَ يَقْعُدُ (نصر) قُعُودٌ
 سے میں ضرور بیٹھوں گا۔ میں تاک میں بیٹھوں گا۔

= صِرَاطَكَ۔ تیرا راستہ۔ مضاف مضاف الیہ۔ صِرَاطَكَ اِیْ عَلٰی صِرَاطِكَ تیرے
 راستہ پر۔

= لَا قُعْدَانَ لَهُمْ۔ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمِ۔ تیرے سیدھے راستہ سے ان کو گمراہ کرنے
 کے لئے میں ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔

۱۷:۷ = لَا تَدِينَهُمْ۔ مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ۔ صيغة واحد متکلم۔ میں ضرور آؤں گا ان کے
 پاس (ان کو بہکانے کے لئے)

۱۸:۷ = مَذْمُومًا۔ حقارت کیا ہوا۔ ذلیل۔ ذَامَتَهُ (باب تفعیل) اِیْ عَابَهُ وَحَقَّرَهُ

وطردہ - عیب لگانا - ذلیل کرنا - دھتکارنا - ذامہ - ذِئْمًا وَذَامًا (ضرب) عیب لگانا - مذمت کرنا
= مَدْحُوْرًا - دَحْرَ يَدٍ حَرُّ دَحْرًا وَدَحْوَرًا (فتح) دھتکارنا - دور کرنا - ہٹانا - مَدْحُوْرًا -

مردود - دھتکارا ہوا - راندہ ہوا - قرآن میں آیا ہے وَ يُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُخُوْرًا (۹۸:۳۷)
اور وہ ہر طرف سے دھتکار کر نکال دیے جاتے ہیں

= لَا مَلَأَتْ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ - میں ضرور بھر دوں گا - مَلَأْتُ سے (باب فتح)
میں کے معنی بھرنے اور پر کرنے کے ہیں - الْمَلَأْتُ وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نظروں کو ظاہری
حسن اور جمال اور نفوس کو ہیبت و جلال سے بھر دے - قرآن میں ہے أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَأِ مِنَ
بَنِي إِسْرَائِيلَ (۲۴:۲۲) مہلہ تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا - اور دَقَالَ
الْمَلَأُ مِنَ قَوْمِ فِرْعَوْنَ (۲۴:۷) اور قوم فرعون میں جو سردار تھے کتنے لگے -

اور کہتے ہیں خَلَاتٌ مَلَأَ الْعُيُوْنَ - یعنی سب اسے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں - گویا اس نے
ان کی نظروں کو اپنے جلو سے بھر دیا ہے - الْمَلَأْتُ کسی چیز کی اتنی مقدار کہ برتن کو بھر دے - قرآن
میں ہے - فَلَنْ يُعْبِلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلُّ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَ لَوْ افْتَدَى بِهِ - (۹۱:۳) سو
ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جائے گا - اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کو دینا بھی چاہے -

= مِنْكُمْ - ای منك و منهم - مخاطب کی ضمیر غالب آئی ہے -

۲۰: ۷ = لِيُبْدِيَ لَهُمَا - لام عاقبت کے لئے ہے - یعنی شیطان نے ان کے دلوں میں دوسو
اندازی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنتی لباس اتار دیا گیا - اور وہ اپنے آپ کو برہنہ دیکھنے لگے -
يُبْدِيَ مَضَارِعُ وَاحِدٌ مَذْرَعٌ - اِبْدَاءُ (افعال) مصدر کہ ظاہر کر دے - کھول دے - نمایاں
کر دے - بَدَأَ مَادَةٌ -

= دُوْرِي - ماننی مجھوں واحد مذکر غائب واری يُوَارِي مُوَارَاةً (مفاسلہ) رومی مادہ -
وہ چھپایا گیا - وہ پوشیدہ رکھا گیا -

= سَوَاتِيهِمَا - مضاف مضاف الیہ - ان دونوں کی شرمگاہیں - سَوَاءٌ کی جمع ہے -
= لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا دُوْرِي عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِيهِمَا - یہ بھی شیطان کے دوسو ڈالنے کی
غرض و غایت ہے - یعنی ان دونوں کی شرمگاہوں کے وہ حصے جو ڈھانپ کر ان سے چھپاتے گئے
تھے ان پر بے پردہ کر دے - (کیونکہ اے معلوم تھا کہ اگر دونوں اس کے دھوکہ میں آگئے تو نتیجتاً وہ
بے پردہ ہو جائیں گے)

= مَا تَهْلِكُمْ فِي مَا نَفَعْتُمْ سَوَاءٌ - نہیں منع کیا تھا اس نے تم دونوں کو -

عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ. یعنی عن الاعل عن هذه الشجرة اس درخت اکا پھل اکھانے سے۔

۲۱: ۷ = وَقَاسَمَهُمَا۔ ان کے سامنے قسم اٹھائی۔

۲۲: ۷ = فَذَلُّهُمَا بِغُرُورٍ۔ ان دونوں کو ڈھلا لیا۔ ان دونوں کو نیچے ڈال دیا۔ ان دونوں کو کھینچ

لیا۔ ان دونوں کو نیچے گرا دیا۔ ذَلُّ تَدْلِيَّةٌ (تفعلیل) سے جس کے معنی کسی کو حیلہ سے کام میں لگا دینے

کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ تَدْلِيَّةٌ اِذْلَاءُ الدَّلْوِ سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی ڈول

ڈالنے کے ہیں اسی مناسبت سے نیچے ڈال دینے اور کھینچ لینے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

بِغُرُورٍ۔ غرور۔ دھوکہ۔ فریب۔ جھوٹی امید۔ لالچ۔

= بَدَاتٌ۔ ظاہر ہوگئی۔ بَدَاؤٌ اور بَدَاءٌ سے ماضی واحد مؤنث غائب۔

= طَفِقَا۔ وہ دونوں لگے۔ (اس کام کو جو آگے مذکور ہے) طَفِقَ (سمع) کَادَ کی طرح افعال

مقاربہ میں سے ہے۔ جس طرح کَادَ کی خبر مضارع بغیر ان کے ہوتی ہے اسی طرح طَفِقَ کی خبر بھی مضارع

ہوتی ہے۔ اور بغیر ان کے آتی ہے۔ جیسے يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ (۲۰: ۲) برق کی یہ

حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس نے ان کی بینائی لے لی۔

اور طَفِقَ کی مثال آیت ہذا۔ طَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذَرَقِ الْجَنَّةِ۔ اور چپٹانے

لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے۔

= يَخْصِفْنَ مضارع تشنیه مذکر غائب خَصَفَ مصدر (باب ضرب) وہ دونوں

چپکانے لگے۔

۲۴: ۷ = اِهْبِطُوا۔ تم سب اترو۔ هَبِطُوا سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نیچے اترنا۔ ہبوط

آدم۔ حضرت آدم کا جنت سے زمین پر اترنا۔

= مُسْتَقَرٌّ۔ ظرف مکان۔ استقرار (استفعال) مصدر۔ قرار گاہ۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

= مَتَاعٌ۔ اسم مفرد۔ اَمْتَعَةٌ جمع۔ معین وقت تک فائدہ اٹھانا۔ سامان جو کام میں آتا ہے

جس کے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔

= اِلَى حِينٍ۔ ایک دقت تک۔

۲۶: ۷ = اَنْزَلْنَا۔ کالغوی معنی ہے اوپر سے نیچے آنا۔ جیسے اَنْزَلْنَا الْمَاءَ ہم نے پانی (بارش

کی سورت میں) نازل کیا۔ انسانی ضروریات زندگی کو بہم پہنچانے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال

کیا گیا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر ارضی چیزیں تدبیرات سماویہ سے ظہور میں آتی ہیں۔ مثلاً یہی لباس کہ کپاس

سے تیار ہوتا ہے جو اپنی نشوونما کے لئے پانی کی محتاج ہے جو اوپر سے برستا ہے۔ اسی طرح

آیہے وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ (۶:۳۹) اور اس نے تمہارے لئے چوپائے (مولیشی) بھیجے یا نازل کئے۔ پیدا کئے۔

= رَيْشًا ط۔ باعث زینت۔ رَيْشٌ۔ رونق۔ لباس زینت۔ رَيْشٌ اصل میں پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ اور اس کا واحد رَيْشَةٌ ہے۔ اور چونکہ پرندوں کی پروں سے رونق ہے اور وہ ان کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے انسان کے لئے کپڑے۔ اس لئے اس کا استعمال بطور استعارہ رونق۔ زیب و زینت اور کپڑوں کے لئے ہوتا ہے۔ رَيْشًا صفت بھی ہو سکتا ہے لِبَاسًا کی جو اس سے قبل محذوف ہے۔

= وَ لِبَاسِ التَّقْوَىٰ ذَلِكِ خَيْرٌ۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ نیا جملہ ہے لِبَاسِ التَّقْوَىٰ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ اور ذَلِكِ خَيْرٌ۔ خبر۔ گویا تقدیر کلام یوں ہے۔ وَ لِبَاسِ التَّقْوَىٰ هُوَ خَيْرٌ بعض نے لِبَاسِ التَّقْوَىٰ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اس کو لِبَاسًا پر عطف لیا ہے۔ لیکن جمہور اول الذکر کی طرف گئے ہیں۔ لِبَاسِ التَّقْوَىٰ سے مختلف علما نے مختلف معانی لئے ہیں۔ مثلاً لباس الحرب۔ (دُھال۔ زرہ وغیرہ) خشية الله۔ الايمان۔ السمعة الحسن۔ عمل صالح۔ الحياء۔ وغیرہ۔

= ذَلِكِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فِي ذَلِكِ كَأَشَارَةِ أَنْزَالِ اللِّبَاسِ كِي طَرَفٍ هِيَ۔ اور آیات سے مراد اللہ کی نعمتیں۔ اس کا فضل و کرم بھی ہو سکتا ہے۔ اور نشانیاں بھی۔

= لَعَلَّكُمْ يَذَكَّرُونَ۔ تاکر وہ (انسان) نصیحت پکڑیں۔

۲۷: ۷ = لَا يَفْتِنَنَّكُمْ مَضَارِعُ مَنفَىٰ بَانُونَ ثَقِيلَةٌ۔ فَاتِنٌ يَفْتِنُ (ضَرَبَ) سے صیغہ واحد مذکر غائب۔ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دے۔ تمہیں گمراہ نہ کر دے۔

= يَنْزِعُ۔ مضارع واحد مذکر غائب نَزَعَ مصدر (باب ضرب) اتر وادیا۔ بمعنی ماضی۔

= لِيُرِيَهُمَا۔ مضارع منصوب۔ إِدَاءَةٌ سے۔ هُمَا ضمیر مفعول تثنیہ۔ تاکر وہ ان دونوں کو دکھائے۔

= يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاءٌ تَهُمَا۔ حال ہے اَبَوَيْكُم سے۔

= إِنَّهُ فِي كَا ضَمِيرٍ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ غَائِبٍ شَيْطَانٍ كِي طَرَفٍ رَاجِعٍ هِيَ۔

= قَبِيلُهُ۔ اس کا لقبہ۔ اس کی جماعت۔ اس کا گروہ۔

۲۸: ۷ = فَاحِشَةٌ۔ اسم۔ حد سے بڑھی ہوئی بدی۔ ایسی بے حیائی جس کا اثر دوسروں پر پڑے ہر وہ چیز جس کی ممانعت اللہ نے کر دی ہے۔ مثلاً برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرنا۔ جس کی یہاں ان

آیات میں مذمت کی گئی ہے۔ زنا وغیرہ۔

۲۹: ۴ = بِالْقِسْطِ - بالعدل وهو الوسط من كل امرٍ - قسط سے مراد عدل یعنی برکام میں درمیانی راستہ اختیار کرنا نہ اس میں افراط ہونہ تفریط۔

== وَأَقِيمُوا دُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ کی تقدیر یوں ہے قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَقَالَ أَقِيمُوا دُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الخازن) تو کہہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رب نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے اپنے چہرے سیدھے کرو (قبلہ کی طرف) ہر نماز کے وقت۔

== آقِيمُوا - اقامة الشيء اعطاء الشيء حقه وتوفيته شروطه - یعنی کسی چیز کو کما حقہ اس کی تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنا۔ آقِيمُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ تم قائم کرو۔ تم درست کرو۔ اقامة (باب افعال) سے بمعنی قائم کرنا۔ درست رکھنا۔

== دُجُوهَكُمْ - تمہارے چہرے۔ الوجهہ سے مراد دلی توجہ اور نیت صحیحہ بھی مراد ہو سکتی ہے = مَسْجِدٍ - اسم ظرف زمان بھی ہے اور ظرف مکان بھی ہے۔ سو اس کا معنی وقت نماز بھی ہو سکتا اور مسجد اور ہر وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے۔

== بَدَأَ - اس نے شروع کیا۔ اس نے ابتداء کی (باب فتح) بَدَأَ - يَبْدَأُ - كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ (۲۹: ۲۰) اس نے کیسے مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

== تَعَوَّدُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ عَادَ يَعُوذُ عَوْدًا (باب نصر) الْعَوْدُ - کسی کام کو ابتداء کرنے کے بعد دوبارہ اس کی طرف پلٹنے کو عَوْدٌ کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ پلٹنا بذاتہ ہو یا قول و غزم سے۔ جیسے دَلُّوا الْعَادُونَ لِمَا نَهَوْا عَنْهُ (۲۸: ۶۱) اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے ان کو منع کیا گیا تھا وہی کرنے لگیں۔ اور اَوَّلْتَعَوَّدْتَنِي فِي مِلَّتِنَا (۸۸: ۸) یا تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ۔

== تَعَوَّدُونَ - تم پھر آؤ گے۔ تم پھر لوٹو گے۔

== كَمَا بَدَأَكُمْ تَعَوَّدُونَ - جس طرح اس نے تم کو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تم لوٹو گے۔

۳۰: ۴ = كَمَا بَدَأَكُمْ تَعَوَّدُونَ - فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ - جس طرح اس نے تم کو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تم اس کی طرف لوٹو گے ایک گروہ کو تو اللہ نے ہدایت دیدی اور ایک گروہ ہے کہ جس پر گمراہی واجب ہو گئی۔ اس کے معانی میں مفسرین کے اختلافات ہیں۔ کیا ننگے پیدا ہوئے تھے تو ننگے ہی اٹھائے جائیں گے۔ یا جس بنا پر کسی کی خلقت

ہوتی تھی اسی پر اس کی واپسی ہوگی۔ یا جیسا قرآن میں ہے: هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ (۲: ۶۳) کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو تو من پیدا کیا اور کسی کو کافر۔ اور پھر ایسا ہی اٹھائے گا جیسا کہ پیدا کیا۔ (ابن کثیر)

۳۱: ۷ = زِينَتِكُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ تمہاری زینت۔ یہاں زینت سے مراد لباس ہے = لَا تُسْرِفُوا۔ تم اسراف نہ کرو۔ حد سے نہ بڑھ جاؤ۔ تم بیجا خرچ نہ کرو۔ ۳۲: ۷ = مَن كَسْنِي۔

= أَخْرَجَ۔ یہاں بمعنی اس نے پیدا کی۔

= خَالِصَةً۔ خاص کر۔ صرف (اپنی کے لئے روز قیامت کو)

۳۳: ۷ = أَجَلٌ = مدت مقررہ۔ مقررہ وقت۔ (عذاب کے نازل ہونے کا)

موت کو بھی اجل کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا وقت بھی مقرر ہے

= لَا يَسْتَأْخِرُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب (باب استفعال) وہ دیر نہیں کر سکتے۔ وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

= لَا يَسْتَقْدِرُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ پہلے نہیں ہو سکتے (باب استفعال)

۳۵: ۷ = إِمَّا أَوْ يَٰ-خَوَاهُ۔ جیسے إِمَّا أَوْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا (۱۸: ۸۶) خواہ ان کو عذاب دے خواہ ان سے حُسن سلوک کر۔ آیت پر ایسے استعمال ہوا ہے نیز ملاحظہ ہو

۳۷: ۷ = يَتَأَلَّمُ۔ مضارع واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ نَيْلٌ۔ مصدر (باب سمع) پہنچ جائے گا۔ پہنچا رہیگا۔

= نَصِيبُهُمْ۔ ان کا حصہ۔ یعنی خوراک۔ عمر۔ صحت۔ بیماری۔ اچھا یا برا کام کرنے کے مواقع گناہ کرنے یا توبہ کرنے کے مواقع۔ وغیرہ وغیرہ۔

= مِنَ الْكِتَابِ۔ (جوان کی قسمت میں) لکھا ہوا ہے۔ الْكِتَابِ۔ نوشتہ تقدیر۔

= حَتَّىٰ إِذَا۔ یہاں تک کہ جب۔

= يَتَوَفَّوْنَهُمْ = مضارع جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر مفعول۔ جمع مذکر غائب۔

یہ ان اشخاص کی طرف راجع ہے جو زندگی میں اللہ تعالیٰ کے خلاف جھولی ٹہنتان بازی کرتے تھے اور اس کی آیات کو جھٹلاتے تھے۔ يَتَوَفَّوْنَ حال ہے دُسَلْنَا سے یعنی در آنحالیکہ وہ

(یعنی اللہ کے فرستادہ فرشتے) ان کی روحیں قبض کر رہے ہوں گے۔ یا قبض کریں گے۔ وہ جان نکالتے ہیں یا نکالیں گے۔ یا ان کی جان لینے کے لئے يَتَوَفَّوْنَ رَبَّاب تَفْعِيل) = قَالُوا - إِذَا كَا جَوَاب -

= آيِنَمَا - يَهَاں - آيِنَ (کہاں - ظرف مکان) اور مَا موصولہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔
تقدیر کلام یوں ہے۔ اِنِ الْاِلٰهَةِ الَّتِي كُنْتُمْ تَدْعُوْنَهَا - اِى تَعْبُدُوْنَهَا - کہاں ہیں وہ جن کو تم عبود پکارتے تھے (اللہ کے سوا)۔ آيِنَمَا - یعنی جہاں کہیں جس طرف۔
آيِنَمَا تَكُوْنُوْا يُذَكِّرْكُمْ الْمَوْتُ (۴۸: ۴) جہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تم کو آ لے گی۔
= ضَلُّوْا عَنَّا - ہم کو چھوڑ گئے۔ ہم سے گم ہو گئے ہیں۔

۴: ۲۸ = لَعَنَتْ اُخْتَهَا - لَعَنَتْ - یعنی لعنت بھیجے گی یعنی وہ جماعت جو نئی جہنم میں داخل ہو رہی ہوگی) اُخْتَهَا - اپنی بہن پر (یعنی اپنی بیسی جماعت پر جو اس سے قبل جہنم میں داخل ہو چکی ہوگی)۔ اپنی بیسی سے مراد یہ کہ جس پاداش میں دونوں جہنم میں پہنچی ہیں یعنی مشرکین کی جماعت مشرکین پر۔ یہود کی جماعت یہود پر۔ وغیرہ وغیرہ)

= اِذَا رَكُوْا - تَدَارَكَ يَتَدَارَكَ (تفاعل) تَدَارَكَ کے تار کو دال میں ادغام کر کے شروع میں مبرزہ وصل لائے اِذَا رَكَ ہو گیا۔ اِذَا رَكُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ تَدَارَكَ سے۔
الدَّرَكُ اور الدَّرَجُ کے ایک ہی معنی ہیں۔ لیکن الدَّرَجُ کالفظ اوپر چڑھنے کے اعتبار سے بولا جاتا ہے اور الدَّرَكُ کالفظ نیچے اترنے کے لحاظ سے۔ اسی لئے درجات الجنة اور درجات النار کا محاورہ ہے۔ قرآن میں ہے وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (۲۵: ۲) اور بعض کو بلند درجات سے نوازا۔ يَاۤ اِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ فِي الدَّرَكِ الذَّرَجِ مِنَ النَّارِ (۱۲۵: ۴) بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے۔

سمندر کی گہرائی کی تہ کو اور اس رسی کو جس کے ساتھ پانی تک پہنچنے کے لئے دوسری رسی ملائی جائے۔ اس کو بھی درک کہتے ہیں۔ یادہ رسی جو بڑی رسی سے باندھی جائے یادہ رسی جو ڈول کے کندھے سے باندھی جائے۔ درک کہلاتی ہے۔ اس لئے یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز سے ملنے کو (تا کہ نایت کو پہنچ سکے) ادراک کہتے ہیں۔ اسی طرح پیہم کوششوں سے کسی حقیقت کے پالینے کو بھی ادراک کہتے ہیں۔

پس تدارک کے معنی پے در پے ایک دوسرے سے ملنے کے ہیں۔ عربی محاورہ ہے تَدَارَكَ الْقَوْمُ قوم کے فرد ایک دوسرے سے جا ملے۔ (ہلاک ہو گئے) آیت ہذا میں اِذَا رَكُوْا سے مراد یہی ہے

کہ جب ان کی جماعتیں ایک دوسرے سے ملتی ملتی ختم ہو جائیں گی۔ یعنی جب سب امتیں اس میں (دورخ میں) یکے بعد دیگرے جمع ہو جائیں گی۔

= اٰخِرُہُمْ۔ ان میں کی آخری۔ یا پھلی۔ یا دوسری۔ اٰخِرُ اور اٰخِرُ کی مَوْنَت۔

= اَوَّلُہُمْ۔ ان کی پہلی۔ اگلی۔ اَوَّلُ کا مَوْنَت۔

= قَالَتْ اٰخِرُہُمْ لِاَوَّلُہُمْ۔ کے مندرجہ ذیل معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ سب سے آخری امت (دورخ میں داخل ہوگی) اپنے سے پہلی امتوں کو کہے گی!

۲۔ (دورخ میں) ہر چھپے آنے والی امت اپنے سے پہلے والی امت کو کہے گی!

۳۔ جو امت زمانہ کے لحاظ سے بعد میں آئی تھی۔ وہ اپنے سے پہلی امت کو کہے گی۔ کیونکہ یہ پہلی امت

تھی جو اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے گمراہی کے دین کو چھوڑ گئی تھی (دنیا میں)

۴۔ یا مرتبہ کے لحاظ سے آخری امت وہ ہوگی جو تابعین کی جماعت تھی۔ اور ادلیٰ وہ جماعت ہو گئی جو کہ

قائدین کی جماعت تھی۔ لہذا تابعین قائدین کو کہیں گے

۷: ۳۶ = کُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ہ جو تم کما یا کرتے تھے۔ جو تم کماتے ہے تھے۔

۷: ۴۰ = يَلِجْ۔ وَ لِجْ يَلِجْ سے مضارع منصوب واحد مذکر غائب۔ دُلُوْجٌ مصدر۔ داخل

ہو جائے۔

= سَمَّ الْخِيَاطِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ سم۔ ناکہ۔ سوراخ۔ خياط۔ سوزن۔ سوئی۔ سم الخياط

سوئی کا ناکہ۔

۷: ۴۱ = مِرْهَادٌ۔ بچھونا۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔ مَرْهَدٌ گہوارہ۔ پالنا۔ زمین۔ مَرْهَدٌ مصدر

(باب نصر) بچھانا۔ اختیار کرنا۔ کام کرنا۔ تمہید۔ کام کو ہموار کرنا۔ عذر سنا۔ عذر قبول کرنا

= غَوَاشٍ۔ غَوَاشِيَةٌ کی جمع۔ اصل میں غَوَاشِيٌ تھا۔ حالتِ رفع کے سبب ی کو ساقط کر دیا

گیا۔ معنی آگ کے برے۔ ہر طرف سے ڈھانک لینے والی آگ۔

۷: ۴۳ = نَزَعْنَا۔ ماضی معروف۔ جمع منکلم۔ نَزَعٌ۔ مصدر۔ (باب فتح) ہم نکال دیں گے

چھین لیں گے۔ ملاحظہ ہو آیت ۷: ۲۷

= عِلٌّ۔ اسم فعل۔ دلی کدورت۔ قلبی عداوت۔ عِلٌّ يَغِلُّ۔ (باب ضرب) کینہ سے سینہ

کا پرہنا۔ عِلٌّ وَعِلٌّ مصدر عِلٌّ يَغِلُّ غُلُوًّا۔ دھوکہ دینا۔

= تَحْتِمٌ۔ ان کے نیچے۔ تَحْتٌ قُصُوْرِهِمْ۔ ان کے محلوں کے نیچے۔ یا ان کے حکم پر۔

یعنی نہریں ان کے حکم پر چلیں گی۔ فرعون نے کہا تھا۔ وَ هٰذِهِ اَلَا تَهْتَدُوْنَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِ

(۵۲:۲۳) بیضادی نے اس کے معنی لکھے ہیں۔ تحت قصری - تحت امری - اوبین
یدی -

= نُوودُوا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب - نِدَاءٌ مصدر - باب مفاعلة - ان کو پکارا جائیگا۔
(ماضی بمعنی مستقبل)

= اُدْرِثْتُمُوْهَا - تم اس کے وارث بنائے گئے۔ تمہیں وہ میراث میں دی گئی۔ واو اشباع
کا ہے۔ اصل میں صیغہ اُدْرِثْتُمْ ہے جو اِیْرَآثٌ (افعال) سے ہے۔

۷: ۲۴ = نَادَى - ماضی واحد مذکر غائب نِدَاءٌ - مصدر (باب مفاعلة) اس نے پکارا
یہاں ماضی بمعنی مضارع ہے۔

= اَذَّنَ - ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے پکارا۔ اَلَاذِّنُ سے مشتق ہے۔ اَذَّنَ بمعنی
کان۔ استعارہ کے طور پر وہ شخص جو ہر ایک کی بات سن کر اسے مان لیتا ہے جیسے قرآن میں
ہے دَلِیْقُوْلُوْنَ هُوَ اُذِّنٌ (۹: ۶۱) اور کہتے ہیں کہ وہ نراکان ہے یعنی ہر ایک کی بات سن کر مان
لیتا ہے۔

اُذِّنُ سے دیگر مشتقات اِذْنٌ - حکم - اجازت - ارادہ - مشیت - اِذِنَ - اس نے سنا
اس نے حکم دیا۔ وَ اِذِنْتَ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ - (۲: ۸۴) اور وہ اپنے رب کا فرمان سننے لگی۔ اور
اسے واجب بھی ہے۔ اور لَا یَتَكَلَّمُونَ اِلَّا مَنْ اِذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (۲۸: ۷۸)
نہیں کلام کریں گے۔ مگر وہ (کلام کر سکیگا) جسے اس کا رخصن (اللہ تعالیٰ) حکم دے گا۔ وَ اَذِّنَ
رَبُّكَ - (۱۶۷: ۷) اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے (یہود کو) آگاہ کر دیا
تھا۔

= مُؤَدِّنٌ - سے مراد بعض نے اسرائیل (ساحب سور) لیا ہے بہر کیف اس سے مراد کوئی
فرشتہ ہے جو اہل بیت اور اہل دوزخ دونوں کو سن سکتا ہے۔

۷: ۲۵ = یَبْغُوْنَ نَهَا - مضارع جمع مذکر غائب - ہا ضمیر واحد مؤنث غائب جو سبیل کی
طرف راجع ہے۔ وہ اس کو چاہتے ہیں۔ بَغَى مصدر۔

= عَوَجًا - ٹیڑھا۔ عَوَجٌ کجی۔ ٹیڑھا پن۔ عَوَجَ یَعْوَجُ (سَمِعَ) سے۔

۷: ۲۶ = الْاَعْرَافِ - سے مراد۔ وہ دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہے۔
اعْرَافٌ عُرْفٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مکان مرتفع۔ بلند جگہ۔ عرف الفردوس۔ گھوڑے

کی گردن کے بال - عُرْفُ الدَّيْكِ - مرغ کی کلفی۔

= سِيئُهُمْ - ان کا چہرہ - ان کی نشانی - سِيْمًا کے معنی نشانی اور علامت کے ہیں۔ یہ اصل میں دَسْمِي تھا۔ داڈ کو فاء کلمہ کی بجائے عین کلمہ پر رکھا گیا۔ تو سِيُوْهُی ہوا پھر واؤ کے ساکن اور ما قبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے داڈ کو یاء کر لیا گیا تو سِيِيْهُی ہو گیا۔ سِيِيْهُی مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

سِخ
= نَادُوا - ماضی جمع مذکر غائب وَاَدَّ مصدر - باب مفاعلہ - انہوں نے پکارا۔ (یا ماضی بمعنی ماضی) وہ پکاریں گے۔ اس کا قائل رِجَالٌ۔

= لَمْ يَدْخُلُوْهُا - (ابھی) وہ اس میں (جنت میں) داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔

= وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ - اور وہ (جنت میں) داخل ہونے کے خواہشمند ہوں گے۔

لَمْ يَدْخُلُوْهُا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (رَأَى اصْحَابُ الْاَعْرَافِ)

اصحاب اعراف کے بارہ میں کہ یہ کون ہوں گے؟ مفسرین میں اختلاف ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہونے کی وجہ سے ابھی خداوند کریم نے ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی ہوگی۔ لیکن وہ داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوتا ہے کہ وہ اہل جہنم کو دیکھیں گے تو پکار اٹھیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔

۷: ۴۷ = صُرِفَتْ - ماضی مجہول واحد مؤنث غائب وہ پھیری گئی۔ (ماضی بمعنی مضارع وہ

پھیری جائیں گی) یعنی جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف پھیری جائیں گی۔ یا پھیریں گے = تِلْقَاءَ - طرف - لِقَاءٌ سے۔ جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں۔ اسم ہے۔ ملاقات کرنے اور آنے سامنے ہونے کی جگہ کو تِلْقَاءَ کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۷: ۴۸ = اَعْنَى عَن - فائدہ بخشنا کام آنا۔ غنی بنا دینا۔ مَا اَعْنَى عَنْكُمْ وہ تمہارے کسی کام نہ آیا۔ اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

= جَمَعَكُمْ - تمہاری جمعیت - تمہاری جماعت - تمہارا جمع ہونا۔

= مَا اَعْنَى میں مانانہ ہے اور مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ میں ما بیانہ ہے۔

= مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ - جس کا تم گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ ماضی استمراری جمع مذکر حاضر

۷: ۴۹ = اَهْلُوْا الذِّیْنَ میں اُ استقامیہ اَهْلُوْا اسم اشارہ قریب (مبتدا)

اس کا مشا رہیہ اصحاب الجنة محذوف ہے۔ الذین خبر۔ اقسمتم (تم قسمیں کھاتے تھے) = لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ۔ الذین کے صلہ میں داخل ہے۔

تقدیر کلام یوں ہے۔ اهل اولاد هم الذین اقسمتهم عليهم بان لا ينالهم الله برحمة۔ کیا یہ جنتی لوگ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ اپنی رحمت سے ان کو نہیں نوازے گا۔

= ادخلوا..... تحزنون۔ (کلام متذکرہ بالا کے بعد اہل جنت کی طرف متوجہ ہو کر وہ یہ کہیں گے یا ان کا کلام برحمة پر ختم ہو گیا اور یہ جملہ اصحاب اعراف کے حق میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا کہ اب تم نے اصحاب الجنة اور اصحاب النار کا حال دیکھ لیا۔ تم بھی جنت میں جاؤ داخل ہو جاؤ۔۔۔ الخ یا اصحاب اعراف یہ کہیں گے کہ (دیکھو انہیں تو حکم مل گیا ہے کہ) داخل ہو جاؤ جنت میں۔۔۔ الخ۔ یہاں اصحاب اعراف کا کلام ختم ہوا۔

۵۰:۷ = افيضوا علينا من الماء۔ افيضوا۔ تم بہاؤ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ افاضة سے۔ افاض الماء۔ کسی جگہ سے پانی کا اچھل کر بہ نکلنا۔ آنسوؤں کے بہنے کے لئے بھی آتا ہے جیسے فرمایا تری أعينهم تفيض من الدمع۔ (۵: ۸۳) تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے ثم افيضوا من حيث افاض الناس (۱۹۹: ۲) پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو۔ یہاں افاضة کے معنی مجمع کثیر کے یکبارگی لوٹنے کے ہیں۔ اور یہ فيضان الماء (یعنی پانی کا زور سے بہ نکلنا) کے ساتھ تشبیہ دے کر بولا جاتا ہے ۵۱: ۷ = الذین۔۔۔۔۔ یہ نیا جملہ ہے اور یہاں سے کلام اللہ کی طرف سے ہے۔ اصحاب النار کی التجا اور اہل جنت کا جواب علی الکافرین پر ختم ہو گیا۔ الذین بمعنی جن لوگوں۔۔۔ ما كانوا يجحدون۔ ما بمعنی کما۔ كانوا يجحدون۔ ماضی استمراری۔ وہ انکار کیا کرتے تھے۔

۵۲: ۲۷ = فصلنا۔ ماضی جمع متکلم۔ تفصیل (تفصیل) مصدر ہم نے اس کو کھول کر بیان کر دیا۔ ہم نے اس کی الگ الگ (مختلف پہلوؤں سے) تفصیل (وضاحت) کر دی = علی علم۔ یہ اللہ کا حال بھی ہو سکتا ہے اور کتب کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے "ہم نے اپنے علم کامل سے اس کی وضاحت کر دی۔ دوسری صورت میں معنی ہوں گے "ہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور وہ تمام علوم پر مشتمل ہے۔ = ہدی و رحمة۔ حال ہے فصلنا کا۔ یعنی در آل حالیکہ وہ ہدایت اور رحمت ہے۔

۵۳:۷ = يَنْظُرُونَ - ای يَنْتَظِرُونَ - وہ انتظار کرتے ہیں۔ یا انتظار کر رہے ہیں۔
 = هَلْ - یہ حرف استخبار اور کبھی استفہام کے لئے آتا ہے۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ
 فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۶۱: ۱۴۹ کہہ دو تمہارے پاس کوئی سند ہے (اگر ہے) تو اسے ہم سے سامنے
 لاؤ۔ اور کبھی تنبیہ۔ تکلیت یا نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (۹:
 ۶۵) بھلا تم اس کا کوئی ہمام جانتے ہو۔

(نفی) هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ (۳: ۳۷) کیا تجھے کوئی شگاف نظر آیا۔

(نفی) هَلْ هَذَا الْبَشَرُ مِثْلَكُمْ (۲: ۲۱) هَلْ هَذَا الْإِنْسَانُ مِثْلَكُمْ - یہ شخص (کچھ بھی)
 نہیں ہے مگر تمہارے جیسا آدمی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تنبیہ اور اس کی سطوت پر تخولیف۔ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ
 ان کو کسی بات کا انتظار نہیں مگر صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار۔ کیا یہ اس کی دھمکی یا اس کی تعبیر
 کے سچ بچ وقوع پذیر ہو جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کس بات کے منتظر ہیں۔ کیا یہ انتظار
 کر رہے ہیں کہ قرآن میں جو وعید آئی ہیں وہ فی الواقع انجام کار ٹھیک بیٹھتی ہیں یا نہیں (تنبیہ)
 = يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ - جس روز آجائے گا اس کا انجام۔ یعنی جس دن اس کتاب کے وعدے
 و وعید کے عواقب اور نتیجے ظاہر ہوں گے۔

= نَدَدُ - ہم لوٹائے جائیں۔ مضارع مجہول رَدُّ مصدر۔ (باب نصر)

= فَتَعْمَلْ - تاکہ ہم عمل کریں۔ مضارع منصوب بوجہ جواب استفہام صيغة جمع متکلم۔

= خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ - ملاحظہ ہو (۹: ۷)

= ضَلَّ عَنْهُمْ - گم ہو گئے ان سے۔ چھوڑ گئے ان کو۔ (یعنی جو بہتان بازی وہ کیا کرتے تھے
 اور جن معبودانِ باطل کی وہ پرستش کیا کرتے تھے وہ ان کو چھوڑ گئے)

۵۴: ۷ = اِسْتَوَىٰ اَعْلَىٰ - اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ متمکن ہوا
 ملاحظہ ہو (۲۹: ۲) اِسْتَوَىٰ کایہ معنی نہیں کہ خداوند تعالیٰ عرش پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ مکان اور جلو
 سے پاک ہے۔ اس کے استویٰ کی جو کیفیت ہے وہ ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔

عرش کے معنی کے لئے ملاحظہ ہو ۱۰: ۳۔

= يَغْشَىٰ - مضارع واحد مذکر غائب اَغْشَىٰ يَغْشَىٰ (باب افعال متعدي بدو مفعول)

يَغْشَىٰ اللَّيْلَ النَّهَارَ - وہ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے۔ غَشَىٰ يَغْشَىٰ (سمع)۔
 چھا جانا۔ ڈھانک لینا۔

== حَيْثُنَا - دوڑتا ہوا۔ شباب - جلد۔ حَتُّ سے جس کے معنی کسی کام پر اُبھانے اور رغبت دلانے کے ہیں۔ فَعِيلٌ بِمَعْنَى فَاعِلٌ یعنی حَاتُّ رَغْبَتُ كَرْتَهُ ہونے یا بِمَعْنَى مَفْعُولٌ یعنی مَحْتَوُّتٌ (جسے رغبت دلائی گئی ہو) صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جس کا استعمال سریع یعنی جلد اور شباب کے معنی میں ہوتا ہے۔

== يَطْلُبُهُ حَيْثُنَا - اگر يَطْلُبُهُ کا فاعل لَيْلٌ ہے تو یہ ایل کا مال ہے یعنی وہ دن کو جلد پالنے کی کوشش میں ہے۔ اور اگر اس کا فاعل النہار ہے تو یہ النہار کا حال ہے یعنی دن رات کو جلد پالنے کی کوشش میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں رات اور دن سرعت سے ایک اور دوسرے کے پیچھے پیچھے رواں رواں ہیں۔

== مُسَخَّرَاتٍ - اسم مفعول جمع مَوْتٌ مُسَخَّرَةٌ واحد تسخیر مادہ باب تفعیل۔ تابع تسخیر میں۔ زیر فرمان۔

== تَبَارَكَ - وہ بہت برکت والا ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اس فعل کی گردان نہیں آتی۔ اور صرف ماضی کا ایک صیغہ مستعمل ہے۔ اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے۔
۵۵:۷ = اَدْعُوا - امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نم پکارو دَعْوَةٌ سے۔ باب نصر۔
== تَضَرَّعًا - عاجزی سے۔ گڑ گڑا کر۔ بروزن تَفَعَّلَ مصدر ہے۔

== حُفِيَّةً - پوشیدہ۔ چھپا ہوا۔ یہاں بمعنی چپکے چپکے۔ آہستہ آہستہ۔
== مُعْتَدِنِينَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ اِعْتَدَاءٌ۔ (افتعال) مصدر۔ حد سے آگے بڑھنے والے۔ حد سے تجاوز کرنے والے۔

۵۶:۷ = طَعَنًا - توقع۔ امید۔ رکھتے ہوئے۔

۵۷:۷ = بُشْرًا - خوشخبری دینے والی بُشْرٌ بروزن فُعْلٌ بِشِيرَةٌ کی جمع ہے (ہوائیں نیوالی بارش کی خوشخبری دیتی ہیں)۔

== بَيْنَ يَدَيْ - بَيْنَ - درمیان۔ بَيْح - جب اس کی اضافت آئیدی (ہاتھوں) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں۔ جیسے ثُمَّ لَدَاتِيهِمْ مِّنْ مَّيْنٍ آئِدِيهِمْ (۱۷:۷) پھر میں ضرور آؤں گا ان پر سامنے سے۔ یا اس کے معنی قبل (پہلے) کے ہوتے ہیں۔ مثلاً آیت ہذا۔ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ - اس کی رحمت سے پہلے (یہاں رحمت سے مراد بارش ہے)۔

== اَقَلَّتْ - قلت اور کثرت اصل وضع کے لحاظ سے صفات عدد سے ہیں جس طرح

کہ عِظَمٌ اور صِخْرٌ صفاتِ اجسام سے ہیں۔ بعدہ کثرت و قلت اور عِظَمٌ و صِغْرٌ میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ بطور استعارہ استعمال ہونے لگا ہے۔ مثلاً۔ قُمِ النَّيْلَ الْاَقْلِيْلًا (۲۲:۷۳) رات کو قیام کرو مگر تھوڑی رات۔ اس میں قلیل کا استعمال تعداد کے لئے نہیں بلکہ وقت کی کمی کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اب (افعال) سے اِقْلَالَ کے معنی قلیل پانے یا ہلکا سمجھنے کے ہیں۔ کسی چیز کو ہلکا سمجھنا محض حکمی و تلہے مثلاً اَقْلَلْتُ مَا اَعْطَيْتَنِي میں نے تمہارے دیئے کو حقیر سمجھا۔ اور کبھی اس شے کی وت کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے آیتہ ہذا میں ہے۔ اِذَا اَقْلَلْتُ سَحَابًا ثِقَالَ حَبَّ وَهَبَارًا جاری پتھروں کو اٹھالاتی ہے۔

یہاں اَقْلَلْتُ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے کہ وہ بادل جن کو اٹھالاتی ہے اگرچہ فی نفسہ بھاری ہوتے ہیں لیکن ہوا کی قوت کے اعتبار سے نہایت ہلکے ہیں اَقْلَلْتُ بمعنی حَمَلْتُ ہے۔

= سُقْنَهُ - سَاقَ يَسُوْقُ - سَوَّقٌ (باب نصر) سے ماضی جمع متکلم ۴ ضمیر واحد مذکر غائب م ا سے ہانک لیجاتے ہیں۔ (ماضی بمعنی مضارع)

= لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ - ویران بستی۔ خشک و بے گیاہ علاقہ۔

= فَاَنْزَلْنَا بِهِ - پھر ہم اس سے اتارتے ہیں۔

۴ ضمیر واحد مذکر غائب کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱، یہ بَلَدٍ مَّيِّتٍ کی طرف بھی راجع ہو سکتا ہے اور معنی ہوں گے۔ ہم پانی کو ویران بستی پر اتارتے ہیں۔ (۲۱) یا یہ سحاب کے لئے ہے کہ ہم ان بادلوں سے پانی اتارتے ہیں۔

(۳) یا یہ سوق کے لئے ہے۔ کہ ہمارا ان کو ہانک کر لیجانا ویران بستی پر پانی برسانے کے لئے ہے = اَخْرَجْنَا بِهِ - میں ۴ ضمیر واحد مذکر غائب الماء کے لئے ہے۔

= لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ - تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ یعنی یہ مثال تمہیں اس لئے دی ہے کہ اس سے تم یہ نصیحت قبول کر لو کہ اسی طرح وہ تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیگا اور قیامت وقوع ہوگی ۷۸:۷ = خَبِيْثًا - وہ خبیث ہوا۔ وہ خراب ہوا۔ اَلَّذِيْ اَسْمُ مَوْصُوْلِ الْبَلَدِ کے لئے ہے یعنی وہ بستی جو خبیث اور خراب ہے۔

= كَلِدًا - اسم صفت منصوب۔ بے فائدہ۔ قلیل النفع۔ گھٹیا۔ شعر ہے سے

باراں کہ در لطافتِ طبعش کلام نیست

در باغِ لاله روید و در شورہ بوم و خس

= نَصْرَفُ - ہم مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔
تَصْرِيفٌ - مصدر - مضارع جمع متکلم۔

۶۰: ۷ = الْمَلَأُ - اسم جمع - معرف باللام - سرداروں کی جماعت - بڑے لوگوں کی جماعت۔
مَلَأَ يَمْلَأُ - بمعنی بھر دینا۔ قوم کے سردار چونکہ قوم کے دلوں کو اپنی خوبیوں اور محاسن -
بھرتے ہیں اس لئے انہیں مَلَأُ انہیں کہتے ہیں۔ مِلَأُ الْأَرْضَ زَمِينَ کی وسعتوں کو مقدر
بھر دینا۔ (نیز ملاحظہ ہو: ۱۱: ۹۷)

۶۱: ۷ = لَيْسَ بِي ضَلَالَةٍ - لَيْسَ - فعل ناقص - واحد مذکر غائب - بمعنی نہیں۔

ضَلَالَةٌ - گمراہی۔ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٍ مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے۔

۶۲: ۷ = أَبْلَغُكُمْ - بَلَّغَ يُبَلِّغُ مَبْلَغًا (تَفْعِيلٌ) سے مضارع واحد متکلم - میں تم کو پہنچا
ہوں۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔

= رِسَلَتْ - رِسَالَةٌ کی جمع - پیغامات۔

۶۳: ۷ = عَلِيٌّ رَجُلٌ - عَلِيٌّ لِسَانِ رَجُلٍ - (تم میں سے) ایک شخص کی زبان سے یا اس -
ذریعہ سے۔

۶۴: ۷ = عَمِيْنٌ - عَمٍ کی جمع - بحالت نصب - عَمٌّ - عَمِيٌّ سے بروزن فَعِيلٌ صَف

مشبہ کا صیغہ ہے۔ یہ اصل میں عَمِيٌّ تھا۔ چونکہ ناقص یائی میں صفت مشبہ کا ی حذف
ہو جاتا ہے۔ اس لئے یاء حذف ہو گئی۔ اور عَمٍ رہ گیا۔ حالت رفع میں جمع عَمُوْنَ آئیگا

۶۵: ۷ = اِلَىٰ عَادٍ سے پہلے .. اَرْسَلْنَا مَحْذُوْفٍ ہے۔ یہ عطف بھی ہو سکتا ہے نوح پر آب

۵۹) عَادٍ سے مراد قوم عاد ہے۔ عاد حضرت نوح کی قوم میں ایک شخص گذرا ہے۔ اس کا
نسل اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔

عاد بن عوص بن ارم بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔

۶۶: ۷ = سَفَاهَةٌ - سَفِهَ يَسْفَهُ (سَمِعَ) کا مصدر - بے عقلی - بے وقوفی - جہالت

= اَمِيْنٌ - امانت دار - معتبر - امن والا - اَمَانَةٌ اور اَمِّنٌ سے - اسم فاعل کا صیغہ بھی
ہے۔ اور اسم مفعول کا بھی۔ کیونکہ فَعِيلٌ کا وزن دونوں میں مشترک ہے۔

۶۹: ۷ = بَصُطَةٌ - بَسَطَ - کِشَادَةٌ - وَسَعَتْ - كِشَاثٌ - بَسِطٌ - كِشَادَةٌ - وَسِيعٌ

= اِلَىٰ - اِلَىٰ کی جمع - احسانات - نعمتیں۔

۷۰: ۷ = اَجْتَنَّا - الف استفہامیہ - جِئْتَ ماضی واحد واحد مذکر حاضر - فاضل

ح متکلم۔ کیا تم (اس لئے) ہمارے پاس آئے ہو۔

= فَذَرَّ - مضارع منصوب (بوجہ عمل لام تعلیل لِنَجْدٍ) جمع متکلم۔ وَذَرَّ - مصدر (باب مع) درخور اعتناء سمجھ کر چھوڑ دینا۔ ناقابل پردہ سمجھ کر چھوڑ دینا۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں
و مضارع اور امر مستعمل ہیں۔ فَذَرَّ - ہم ناقابل پردہ سمجھ کر چھوڑ دیں۔

= بِمَعَالِدِنَا - جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ وَعَدَ يَعِدُ (ضرب) سے مضارع واحد مذکر حاضر
صیغہ ہے۔ مَا صَمِيرٌ جمع متکلم۔ تم ہمیں دھمکاتے ہو۔ وَعَدَ يَعِدُ۔ وعدہ کرنے کے لئے بھی آتا ہے
بکن یہاں وعید کے معنی مراد ہیں۔

۷۱ = دَقَعَ - واجب ہو گیا۔ لازم ہو گیا۔ (باب فتح) وَقَوْعٌ مصدر وَقَعَ الشَّيْءُ مِنْ
تَايٍ - چیز کا ہاتھ سے گرنا۔ دَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ۔ قول کا ان پر واجب ہونا۔ وَقَعَ الْحَقُّ - حق کا
بت ہونا۔ وَقَعَ الْأَمْرُ - کسی امر کا واقع ہونا۔ وَقَوْعٌ پذیر ہونا۔

= رَجَسٌ - عقوبت۔ عذاب۔ آذِجَاسٌ - جمع۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔
= أَتَجَادِلُونََنِي - الف استفہامیہ۔ تَجَادِلُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ صامیہ
متکلم۔ مُجَادَلَةٌ (مُفَاعَلَةٌ) سے۔ کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو۔

= مَا نَزَّلَ اللَّهُ - میں مانا فیہ ہے (نہیں اتاری اللہ نے ان ناموں کے لئے کوئی سند)
۷۲ = دَابَّرَ - جُرَّ - بَخَّ - بَنِيَادَ - پچھاڑی۔ پیچھا ڈبوؤہ سے جس کا معنی پشت پھرنے کے
ب۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

۷۳ = إِلَى تَمُودَ - إِلَى قَوْمِ تَمُودَ - ثمود بن عاد بن ارم سام بن نوح علیہ السلام۔
= لَكُمْ آيَةٌ - آيٌ آيَةٌ لَكُمْ نَاقَةٌ كَالْحَالِ ہے۔

= فَذَرُّوْهَا - ف - پس - ذَرُّوا - امر صیغہ جمع مذکر حاضر۔ وَذَرُّوْهُ س (ملاحظہ ہو: ۷۰)
= لَا تَمْسُوْهَا - اس کو مت چھوؤ۔ اِی لَا تَضْرِبُوْهَا - لَا تَعْقِرُوْهَا - اولاد تپردوھا۔ اس کو
ت گزند پہنچاؤ۔

= فَيَاخُذْكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - جواب نہی۔ اور اسی لئے مضارع منصوب ہے۔
۷۴ = بَوَّأَكُمْ - تم کو جگہ دی۔ بَبْوِيَّةٌ (تَفْعِيلٌ) سے جس کے معنی ٹھکانا دینے اور
سب جگہ فروکش کرنے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ الْبَوَّاءُ کے اصل معنی کسی
کے اجزاء کا مساوی (سازگار موافق) ہونے کے ہیں۔ مَكَانٌ بَوَّأَهُ اس جگہ کو کہتے ہیں
اس جگہ پر اترنے والے کے لئے سازگار اور موافق ہو۔ بَوَّأْتُ لَهُ مَكَانًا - میں نے اس کے لئے

جگہ کو ہوار اور درست کیا۔ آیت ہذا میں معنی یہ ہوگا: تم کو ٹھکانہ کے لئے عمدہ اور مناسب جگہ دی۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ - وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مَبَآئِدَ - (۱۰: ۹۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کے لئے عمدہ جگہ دی۔ - يَا قَبْلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعًا لِّبِقَاتِلٍ (۳: ۱۲۱) ایمان والوں کو لڑائی کے لئے مورچوں پر (مناسب جگہ) متعین کرنے لگے۔

= تَتَّخِذُونَ مِنْ سَهْوٍ لَهَا۔ اى تَتَّخِذُونَ قَصُورًا مِنْ سَهْوٍ لَهَا۔ اس کے میدانی علاقوں میں عالیشان محل بناتے ہو۔ سَهْوٍ سَهْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی نرم زمین کے برابر جگہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نرم زمین سے (مٹی لے کر) محل تعمیر کرتے ہو۔ لیکن رَجُلٌ سَهْلِيٌّ کے معنی ہیں میدانی علاقہ کے رہنے والا آدمی۔

= مَدَّحِثُونَ - نَحْتٌ (باب ضرب) سے۔ تم تراشتے ہو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ = لَا تَحْتُوا۔ تم فساد نہ کرو۔ الْحَيْثُ وَالْعَيْثُ (سخت فساد پیدا کرنا) دونوں تقریباً ہم معنی ہیں لیکن عَيْثٌ کا لفظ زیادہ تر فسادِ حستی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور الْعَيْثُ حکمی یعنی ذہنی یا فکر و فساد کے لئے آتا ہے آیت ہذا میں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ آیت (۲: ۶۰) میں بھی یہ جملہ انہی معنوں کے لئے آیا ہے۔

۷: ۷۵ = اُسْتُضِعِفُوا۔ وہ ضعیف سمجھے گئے۔ وہ کمزور خیال کئے گئے۔ استضعاف (استفعال) سے ماضی بھول۔ جمع مذکر غائب۔ = ۷: ۷۷ = فَعَقَرُوا۔ پس انہوں نے کوچیوں کاٹ ڈالیں۔ عَقَرُوا سے جس کے معنی کوچیوں کاٹنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

= عَتَوُا۔ انہوں نے سرکشی کی۔ انہوں نے نافرمانی کی۔ وہ سرتابی کی حد سے گذر گئے۔ وہ شرارت میں انتہا کو پہنچ گئے۔ عَتَوْا سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ عَتَا يَعْتُو عَتُوًا وَعَيْتِيٌّ۔ حکم عدولی کرنا۔ (باب نصر) ملاحظہ ہو ۲۳: ۵ - اور ۲۱: ۲۵ -

۷: ۷۸ = الرَّجْفَةُ۔ الرَّجْفُ۔ اضطراب شدید کو کہتے ہیں۔ رَجَفَتِ الْأَرْضُ۔ زمین متزلزل ہوئی۔ یا جیسا کہ قرآن میں ہے۔ - يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ۔ جب زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے۔ الرَّجْفَةُ۔ بمبئی زلزلہ۔ بھونچال۔ کپکپاہٹ۔ لرزش۔

= جِثْمَيْنِ۔ جِثْمٌ (باب ضرب۔ نصر) جِثْمٌ جِثْمٌ۔ پرندہ کا زمین پر سینہ کے بل بیٹھنا۔ اور اس کے ساتھ چمٹ جانا۔ اسی سے استعارہ کے طور پر آیت ہذا میں استعمال ہوا۔ جس کے معنی ہیں: صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ یعنی منہ کے

بل گرے پڑے تھے۔

۸۰: ۷ = وَكُوطًا اى وارسلنا لوطًا.

۸۱: ۷ = اَتَاتُونَ الْفَاحِشَةَ = کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ ملاحظہ ہو ۷: ۲۸
 ۸۱: ۷ = مُسْرِفُونَ . اسم فاعل - اِسْرَافٌ مصدر - حد اعتدال سے یا حد مقررہ سے آگے بڑھنے والے۔ بے جا و بیہودہ صرف کرنے والے۔ لواطت کرنے والے۔ غرض حد حلال سے حد حرام کی طرف بڑھنے والے۔

۸۳: ۷ = الْعَابِرِينَ - الْعَابِرِينَ سے کہتے ہیں جو ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جائے۔ اسی سے عُبْرَةٌ ہے۔ ٹھنوں میں باقیماندہ دودھ۔ عِبَارٌ وہ گردا جو قافلہ کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جاتا ہے۔ مٹی اڑنے کے بعد فضا میں باقی رہ جائے۔ لہذا۔ الْعَابِرِينَ پیچھے رہ جانے والے۔

۸۴: ۷ = اَمْطَرْنَا - ہم نے برسایا۔ اِمطَارٌ۔ برسانا۔ (باب افعال) مطر (نصر)
 (آسمان کا) بارش برسانا۔ مَطَرٌ۔ بارش۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ مَطَرٌ کا استعمال بارانِ رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرٌ کا نزول عذاب میں۔

۸۵: ۷ = اَخَاهُمْ - ان کا بھائی۔ اس سے قبل اَرْسَلْنَا محذوف ہے۔

= اَوْفُوا - تم پورا کرو۔ اِيفَاءٌ (افعال) سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لفیف مفروق وحق
 يَفِي اِيفَاءً - پورا کرنا۔ اَوْفَى يُوْفِي اِيفَاءً (افعال) پورا کرنا۔ اَوْفَى بِالْوَعْدِ - وعدہ پورا کیا۔ اَوْفَى الْكَيْلِ - پیمانہ پورا ناپنا۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ - پیمانہ پورا ناپو۔
 = اَلْكَيلُ - غلہ سے پیمانہ بھرنا۔ پیمانہ سے غلہ ناپنا۔

= اَلْمِيزَانَ - وزن سے وزن کرنا۔ اِذَا اَوْفُوا الْمِيزَانَ - وزن کو پورا کرو۔ یعنی پورا پورا تولو۔
 = لَا تَبْخَسُوا - تم گھٹا کر نہ دو۔ بَخْسٌ سے جس کے معنی ظلم سے کسی چیز کے گھٹانے اور کم کرنے کے ہیں۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔

۸۶: ۷ = لَا تَقْعُدُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم نہ بیٹھو۔ تم نہ بیٹھا کرو۔ قُعُودٌ سے بمعنی بیٹھنا۔ (باب نصر)

= تُوْعِدُونَ - تم ڈراتے ہو۔

لَا تَقْعُدُوا - تمام راستوں پر مت بیٹھو کہ لوگوں کو (شعیب اور حق پر ایمان لانے سے) ڈراؤ۔ یعنی شعیب اور حق پر ایمان لانے کے تمام راستوں کو دھمکیوں اور

تہدید سے بند مت کرو۔ حل طریق سے مطلب کل طریق من الحق والدین (حق اور دین کی طرف جانے والے تمام راستے)

== وَتَصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ أَمَنَ بِهِ - (ای ولا تقعدوا بكل صراط تصدون عن سبیل اللہ من آمن به - ای ولا تمنعوا من یرید الایمان باللہ - اور جو اللہ پر ایمان لانا چاہتا ہے اس کو خدا کی راہ سے روکنے کے لئے تمام راستے بند مت کرو۔

== تَبْغُوْنَ نَهَا - تم اس کو چاہتے ہو یعنی سے مضارع جمع مذکر حاضر ہا ضمیر واحد مؤنث غائب جو کہ سبیل اللہ کی طرف راجع ہے۔

== عِوَجًا - عوج - کجی - ٹیڑھاپن -

== لَا تَقْعُدُوا عِوَجًا - یعنی راستہ پر ہوا بن کر مت بیٹھ جاؤ۔ کہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر خدا کی راہ سے روکے رکھو۔ اور طریق حق میں میں میخ نکالتے رہو۔

يَا رَحْمَةً
وَقَالَ الْمَلَأُ

(٩١)
الْأَعْرَافُ وَالْأَنْفَالُ

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

۸۸:۷ لَتَعُوذَنَّ - منارِع بلام تاکید و نون ثقیلہ - جمع مذکر حاضر - تم پھر آؤ گے - تم مڑ آؤ گے - تم پلٹ آؤ گے - عَادَ يَعُوذُ عَوْدًا (باب نصر) کسی شے سے پلٹنے کے بعد (پلٹنا خواہ نجات خود ہو یا بذریعہ قول یا بذریعہ عزم و ارادہ) اس کی طرف پھرنے اور لوٹنے کو کہتے ہیں -

۸۸:۸ مِلَّتِنَا - ہمارا مذہب - رَاؤْ لَتَعُوذَنَّ فِي مِلَّتِنَا - یا تمہیں واپس ہمارے دین میں لوٹ آنا ہوگا - یہ خطاب کفار اور مشرکین کا حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے پیروؤں سے تھا - ان کے پیرو قبل ازیں مشرکین ہی کے مذہب سے تھے - لہذا مشرکین کے مذہب میں واپس لوٹ آنے کا خطاب ان پیروکاروں سے ہے جو بذاتہ حضرت شعیب سے نہیں ہے کیونکہ وہ تو کبھی بھی مشرکین کے دین پر نہ تھے

۸۹:۱ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ - ہمزہ استفہام کے لئے ہے واؤ برائے حال - تقدیر کلام یوں ہے اَلْعِيْدُ نَنَافِيْ مِلَّتِكُمْ فِيْ حَالِ كِرَاهِيَّتِنَا وَمَعَ كَوْنِنَا كَارِهِيْنَ - کیا تم ہمیں اپنے دین کی طرف لوٹاؤ گے حالانکہ ہمیں اس سے کراہت ہے - نفرت ہے -

۸۹:۲ اِفْتَرَيْنَا - اِفْتَرَاءً - سے ماضی جمع متکلم - ہم نے بہتان باندھا -

۸۹:۳ قَدْ اِفْتَرَيْنَا - منہا - تقدیر کلام یوں ہے ان عدنانا فی ملتکم بعد اذ نَجَّيْنَا اللّٰهَ مِنْهَا قَدْ اِفْتَرَيْنَا عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا - باوجود اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس (تمہارے دین) سے ہمیں نجات بخشی ہے اگر ہم تمہارے دین کی طرف لوٹتے ہیں تو ہماری طرف سے یہ اللہ تعالیٰ پر صریحاً جھوٹا بہتان ہوگا

۸۹:۴ وَمَا يَكُوْنُ لَنَا - اور نہیں ہے (کوئی وجہ) ہمارے لئے -

۸۹:۵ فِيْهَا مِيْسَ حَاضِرٍ وَاحِدٍ مَّوْتٍ غَائِبٍ مِلَّتِ مَشْرِكِيْنَ كِي طَرَفِ رَاجِعٍ هِيَ -

۸۹:۶ اِلَّا اِنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا - یعنی ماسوائے اس کے کہ مشیت ایزدی ہی یہی ہو اور یہ ہمارا مقدر ہو چکا ہو -

= وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا - تمیز - اس کا علم ہر شے کو محیط ہے -

= اِفْتَحَ - امر - واحد مذکر حاضر - توفیلہ کرے - اَلْفَتْحُ - قاضی - فیصلہ کرنے والا - اَلْفَتْحَاتُ
حکومت - فَتْحٌ سے - فَتْحٌ کے معنی فتح و نصرت بھی ہیں -

۹۱: ۷ = الرَّجْفَةُ - الزلزلة - زلزلہ - مہو پتال - لرزش - کپکپاہٹ -

= جَتَمِينَ - اوندھے پڑے ہوئے - منہ کے بل گرے ہوئے -

۹۲: ۷ = لَمْ يَخْتَوِ فِيهَا - مضارع نفی مجہولم - غنی مصدر - (باب سَمِعَ) انہوں نے قیام نہیں کیا

رگویا وہ کبھی بستے ہی نہ تھے غَنِيَتْ بِالْمَكَانِ - میں مکان میں ٹھہرا - قیام کیا - غنى القوم في
دارهم - لوگوں نے اپنے گھروں میں مدت تک قیام کیا - مَعْنَى - قیام گاہ -

۹۳: ۷ = اُنْسَى - میں افسوس کروں - میں غمگین ہوں - میں غم کھاؤں - اُنْسَى سے (باب سَمِعَ)

مضارع کا صیغہ واحد متکلم - اُنْسَى اصل میں اَنْسَى تھا - دوسری ہمزہ الف میں بدل گئی - اُنْسَى ہو گیا -
= كَيْفَ اُنْسَى - میں کیسے غم کھاؤں - میں کیوں غم کھاؤں -

(یعنی اس قدر نصیحت و وعظ کے بعد ان کے مسلسل انکار اور ہٹ دھرمی کی جو ان کو یہ سزا

ملی ہے وہ کسی رنج و ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں)

۹۴: ۷ = اَلْبَاسَاءُ - اسم مؤنث ہے بُوْسٌ سے مشتق ہے - بَاسٌ بُوْسٌ اور بَاسَاءٌ

تینوں میں سختی اور ناگواری کے معنی پائے جاتے ہیں - مگر بُوْسٌ کا لفظ زیادہ تر فقر و فاقہ اور لڑائی کی
سختی پر بولا جاتا ہے - اور اَلْبَاسُ و اَلْبَاسَاءُ جسمانی زخم - بدنی تکلیف جسمانی امراض اور
نقصان کے لئے آتے ہیں -

= الضَّرَاءُ = ضرر سے وہ تکلیف مراد ہے جو فقر و حاجت سے ہوتی ہے - تکلیف - سختی

تنگی - اَلْبَاسَاءُ و الضَّرَاءُ - دونوں اسم مؤنث ہیں ان کا مذکر نہیں آتا -

= يَضْرَعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - تَضَرَّعٌ (تَفَعَّلٌ) مصدر - اصل میں يَضْرَعُونَ

تھا - ت کو ض میں مدغم کر دیا گیا - (تاکہ وہ زاری کریں - عاجزی کریں)

۹۵: ۷ = السَّيِّئَةُ اصل میں سَوَاءٌ تھا و اَو كَوِي سے بدل کر ی کوی میں مدغم کر دیا گیا ہے

معنی برائی - خطا کاری - گناہ - فعل رَبَدٌ - ہر وہ شے جو فی نفسہ یا نتیجۃ ناگواری اور تکلیف کا باعث

بنے - زبوں حالی - یا مصیبت یا سختی -

= الحسنۃ - السَّيِّئَةُ کی ضد ہے ہر وہ شے جو فی نفسہ یا نتیجۃ آسائش - فرحت و اطمینان

کا باعث بنے - نیکی - نیکو کاری - خوشحالی - سلامتی -

== عَفْوًا - عَفَا يَعْفُو (نَصَرَ) وہ بڑھ گئے - وہ زیادہ ہو گئے - عَفْوٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں - عَفْوًا - ای کثروا فی انفسہم و اموالہم - مال و جان میں کثرت ہونا۔

== السَّرَّاءِ - نعمت - فراخی - خوشی - اصل میں حالت شادمانی کا نام ستر ہے۔

== بَعْتَةً - اچانک - ایک دم - یکایک - دفعتاً۔

= آیات ۹۴ - ۹۵ میں بعض کے نزدیک بَنِي کے بعد فَكَذَّبُوهُ محذوف ہے - یعنی ہم نے جب کبھی کسی بستی میں نبی بھیجا - تو انہوں نے اسے جھٹلایا - تو ہم نے ان کو محتاجی اور بیماری میں پکڑ لیا۔

لیکن بعض کے نزدیک يَضْرَعُونَ کے بعد اضمار ہے - یعنی ولكن لم يَضْرَعُوا محذوف ہے کہ ہم نے ان پر محتاجی اور بیماری عائد کر دی کہ وہ سرکشی سے باز آئیں - لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا - تو ہم نے ان کو دوسرا موقع دیا اور ان کی تنگی اور بیماری کو فراخی اور مال و جان کی کثرت میں بدل دیا - کہ شاید اب اللہ کی طرف جھکیں گے اور ہمارے رسولوں کا اتباع کریں گے - لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو اچانک سزا کے طور پر ہم نے ان کو اپنی گرفت میں جکڑ دیا

۹۷: ۷ = آمِنٌ - وہ بے خوف ہو گیا - وہ نڈر ہو گیا - آمِنٌ سے (باب سمع) ماضی واحد مذکر غائب - آمِنٌ بمعنی امن - بے خوفی - دلجمعی۔

= بَأْسًا - ہمارا عذاب۔

= بَيَاتًا - رات کے وقت - راتوں رات۔

۹۸: ۷ = ضَحًى - چاشت کے وقت - دوپہر کے وقت۔

۹۹: ۷ = مَكْرًا - چال - الْمَكْرُ کے معنی کسی شخص کو حیلہ کے ساتھ اس کے مقصد سے پھیر دینے کے ہیں - اگر اس سے کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو محمود ہوتا ہے اور اگر اس سے کوئی بُرا فعل مقصود ہو تو مذموم ہوتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو یہ محمود ہے - جیسے وَاللَّهُ خَيْرٌ

الْمُكْرِنِينَ ۵ (۵۴: ۳) اور وَكَذَلِكَ يَحْيِقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا

بِأَهْلِهِ (۱۴۲: ۳۵) اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر ہوتا ہے

۱۰۰: ۷ = لَمْ يَهْدِ - مضارع مجزوم بوجہ عمل لَمْ - هِدَايَةٌ مصدر - باب ضرب - اصل میں يَهْدِي تھا - لَمْ کی وجہ سے مضارع بمعنی مانسی ہوا - کیا ہدایت نہیں کی - کیا موجب ہدایت نہیں ہوا۔

جب لازم کو حرف سد یا حرف جر لگا کر متعدی بنایا جائے تو معنی بھی بدل جاتے ہیں مثلاً ذَهَبَ
گیا ذَهَبَ بِہ لے گیا۔ موجودہ صورت میں هَدَى يَهْدِي پر اللام حرف صلہ لایا گیا ہے
يَهْدِي لِي ۙ واضح کرنا۔

== اَدَلَمْ يَهْدِي لِلَّذِينَ يَدُنْؤُا بِهِمْ۔ کیا ان لوگوں کو جو سابق اہل زمین کے بعد
زمین کے وارث ہوئے ہیں اس امر واقعی نے واضح نہیں کر دیا۔ کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے قصوروں
پر انہیں پکڑ سکتے ہیں۔

== وَ تَطْبِيعُ لَا يَسْمَعُونَ۔ اگر یہ جملہ پہلے پر عطف ہے تو مطلب یہ ہوگا:-

» اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا سکتے ہیں کہ وہ کچھ سنیں ہی نہیں۔
اور اگر یہ نیا جملہ ہے تو اس کا معنی ہوگا۔ (اگر یہ حقائق سے سبق نہ سیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں
پر مہر لگا دیں گے کہ وہ کچھ سُن ہی نہ سکیں۔) انسان دھیان دے کر نصیحت بھی سنتا ہے اگر اُس
کا دل اثر قبول کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ اگر دل پر مہر لگی ہوئی ہے تو پھر سنتا کون ہے؟

۴: ۱۰۱ = اَنْبَاؤُهُمْ اَنْبَاؤُ نَبَاٌ كِي جمع ہے۔ خبریں۔ نَبَاٌ اس خبر کو کہتے ہیں جس کا فائدہ
اور یقین یا طرقت غالب حاصل ہو۔ جس خبر میں یہ باتیں نہ ہوں اس کو نَبَا نہیں کہتے۔ کوئی خبر اس وقت
تک نَبَا کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جب تک کہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو۔ جیسے وہ خبر جو بطریق
تواتر ثابت ہو۔ یا جس کو اللہ اور اللہ کے رسول نے بیان فرمایا ہو۔

= هَا۔ ضمیر واحد مؤنث غائب القُرْبَى کی طرف راجع ہے۔ بستیوں سے یہاں مراد حضرت
نوح۔ لوط۔ ہود۔ شعیب علیہم السلام کی قوموں کی بستیاں ہیں۔

= فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا۔ لام تاکید کے لئے۔ اور ہرگز نہ ہوا یہ کہ وہ ایمان لاتے۔ یعنی وہ ہرگز ایمان
نہ لاتے۔ (اس پر جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے) نیز ملاحظہ ہو ۴: ۸۹۔

۴: ۱۰۲ = فَمَا وَجَدْنَا مِنْ عَهْدٍ۔ اور ہم نے ان میں سے اکثر کو عہد کا پابند نہ پایا۔ مَا نَافِيَةٌ
= اِنَّ۔ مخفف ہے اِنَّ سے۔ اِنَّا وَجَدْنَا ضرور پایا ہم نے۔

= فَاسِقِينَ۔ حکم عدولی کرنے والے۔ نافرمانی کرنے والے۔ حدود شریعت سے نکل جانے والے

۴: ۱۰۳ = فَظَلَمُوا بِهَا۔ فَكفروا عنہا۔ انہوں نے ان آیات سے انکار کر دیا۔ ظلم کہتے ہیں کسی شے
کو اس کی مخصوص جگہ سے ہٹا کر نقصان کے ساتھ یا زیادتی کے ساتھ یا وقت بدل کر یا جگہ بدل کر
بے جگہ رکھ دینے کو۔ یہاں ظلم اس لئے استعمال ہوا کہ بجائے ان آیات پر ایمان لانے کے انہوں نے
انکار کر دیا۔

۱۰۵:۷ = حَقِيقٌ - سزاوار لائق ثابت۔ قائم حَقٌّ سے بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ حَقٌّ کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں جیسے کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں۔ اس طرح میں نٹ آجاتی ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے۔
لفظ حق کئی طرح پر استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ وہ ذات جو حکمت کے تقاضوں کے مطابق اشیاء کو ایجاد کرے۔ اس معنی میں باری تعالیٰ پر حق کا لفظ بولا جاتا ہے۔ مَثَلًا تَمَّ رُدُّوۡاۤ اِلَی اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقُّ (۶۲:۶) پھر قیامت کے دن تمام لوگ اپنے مالک پر حق اللہ تعالیٰ کے پاس بلائے جائیں گے۔

۲۔ ہر وہ چیز جو مقتضائے حکمت کے مطابق پیدا کی گئی ہو۔ اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل برحق ہے۔ مَثَلًا مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ (۱۰:۵) اس نے سورج چاند کو منور بنایا۔ ان کی منزلیں مقرر کیں) یہ سب کچھ اس نے حکمت کے تقاضوں کے عین مطابق پیدا کیا۔
۳۔ کسی چیز کے بارے میں اس طرح کا اعتقاد رکھنا جیسا کہ وہ نفس واقع میں ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ بعثت۔ ثواب۔ نقاب اور جنت دوزخ کے متعلق فلاں کا اعتقاد حق ہے۔

۴۔ وہ قول یا عمل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر اس کا ہونا ضروری ہے اور اس مقدار اور اسی وقت میں ہو جس مقدار میں جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے۔ چنانچہ قرآن میں آیا ہے:

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ (۱۰:۳۳) اسی طرح خدا کا ارشاد ثابت ہو کر رہا۔ یا حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَآ مَلَأْتُ جَعَمَ۔ (۱۳:۳۲) میری طرف سے یہ بات طے پا چکی ہے کہ میں دوزخ مہر دوں گا۔۔۔۔۔

حَقِيقٌ عَلٰی اَنْ - حق یہی ہے کہ۔ (میرے لئے) واجب یہی ہے کہ۔ (میرے لئے) سزاوار یہی ہے۔

۱۰۷:۷ = اَلْقٰی - اَلْقٰی يُلْقِی الْقَاءُ (افعال) ماضی واحد مذکر نائب اس نے زمین پر پھینکا = خَاذَا - اذا یہاں دفعۃً - ناگہاں - فوراً۔ کے معنوں میں آیا ہے۔ و بے اس کا معنی 'جب اس وقت'۔ بھی ہے۔

= ثَعْبَانٌ - بہت بڑا سانپ۔ اتر دھا۔ اسم ہے۔ مذکر مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے = مُبِينٌ - صاف - ظاہراً - کھلا۔ سچ مچ کا۔

۱۰۸:۷ = نَزَعَ - ماضی واحد مذکر نائب (باب فتح) نَزَعَ سے باہر نکالا۔ = بَيَضَاءٌ - سفید۔ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث بَيَاضٌ سے۔ اس کی جمع بَيَضٌ ہے

اور مذکر اَبِيضٌ

۷ : ۱۱۱ - اَرَجِدُ - اَرَجِدُ تو اس کو ڈھیل دے۔ تو اسے مہلت دے اِرْجَاءُ دِرْفَعَالٌ سے جس کے معنی ڈھیل دینے یا مہلت دینے کے ہیں یا ملتوی کرنے کے۔ رَجَاءُ مادہ - اَرَجِحُ امرکا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ضمیر واحد مذکر غائب

آیات ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ میں مختلف اقوال ہیں

۱، اِنَّ هٰذَا سے لے کر فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ تک سردارانِ قوم فرعون کا کلام ہے اور خطاب جملہ حاضرین دربار سے ہے۔

۲، یہ کلام سردارانِ قوم فرعون کا ہے لیکن خطاب فرعون سے ہے۔ اور جمع کا صیغہ برائے تعظیم لایا گیا ہے
۳، اِنَّ هٰذَا سے لے کر مِنْ اَرْضِكُمْ تک سردارانِ قوم کا خطاب فرعون سے ہے اور فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ فرعون کا خطاب سردارانِ قوم سے ہے کہ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔
اسی طرح آیت ۱۱۱ میں قَالُوا کے متعلق مختلف صورتیں ہیں۔

۱، اگر خطاب جملہ حاضرین دربار سے ہے تو جمع مذکر غائب کی ضمیر ان حاضرین کی طرف راجع ہے۔
۲، اگر خطاب سردارانِ کافر فرعون سے ہے (ممبر ۲ مذکورہ بالا) تو قَالُوا سے مراد اپنی سرداروں سے ہے۔ جنہوں نے خطاب کے بعد فرعون کو از خود تجویز پیش کی۔
۳، مذکورہ نمبر ۳ کی صورت میں ضمیر فاعل سرداروں کی طرف راجع ہے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں نمبر ۲ - اور (ج) سے عبارت زیادہ واضح ہو جاتی ہے

علاوہ ازیں ایک اور امر حل طلب ہے وہ یہ ہے کہ آیات نمبر ۱۰۹ - ۱۱۰ - میں اِنَّ هٰذَا سے لے کر مِنْ اَرْضِكُمْ تک کلام سردارانِ قوم فرعون کی طرف منسوب ہے لیکن سورۃ الشعراء (۲۶ : ۳۴ - ۳۵) میں یہ خطاب فرعون کی طرف سے سرداران کو ہے۔ عبارت یوں ہے قَالَ لِلْمَلَأِ حَوْلَهُ اِنَّ هٰذَا السَّاحِرُ عَلِيمٌ ﴿۳۴﴾ يُرِيدُ اَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ لیکن حقیقت میں ہر دو میں کوئی اختلاف یا تضاد نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر جب ناظرین (فرعون اور اس کے سرداران و دیگر حاضرین) بھونچکے رہ گئے تو باہمی چہ میگوئیوں میں یہ خدشہ ہر ایک کے دل میں تھا جو وہ اپنی اپنی زبانوں سے ادا کرنے لگے کہ یہ تو بڑا ماہر جادوگر معلوم دیتا ہے جس کا ارادہ اپنے جادو کے زور سے قبضیوں کو ان کے ملک سے باہر نکالنے اور حکومت پر خود قبضہ کرنے کا ہے۔

= الْمَدَائِنُ - مَدِيْنَةٌ کی جمع - مدینہ کی جمع مُدُنٌ بھی ہے۔ معرف بہ ال

= حَشِرِينَ۔ ہر کائے اکٹھے کرنے والے۔ جمع کرنے والے۔ اسم فاعل جمع مذکر حاشِرٌ واحد
 ۱۱۲: ۛ = يَاكُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ۔ کہ وہ لے آئیں تمہارے پاس تمام سرکردہ ماہر جادوگروں کو
 ۱۱۳: ۛ = السَّحْرَةَ۔ جادوگر۔ اس کی واحد سَاحِرٌ ہے۔
 ۱۱۵: ۛ = اِمَّا۔ یہ کئی معنی دیتا ہے۔

(۱) حرف تفصیل ہوتا ہے جیسے اِنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا۔ (۳: ۛ۶)
 ہم نے انسان کو راستہ دکھلا دیا۔ اب وہ شکر گزار بندہ بنے یا ناشکر۔
 (۲) تشک و ابہام کے موقع پر بھی آتا ہے جیسے جَاءَ اِمَّا زَيْدًا وَاِمَّا عَمْرًا۔ یا تو زید آیا ہے یا عمرو
 گویا یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کون آیا ہے۔
 (۳) اباحت اور تخییر کے معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے آیۃ نذار نیز ملاحظہ ہو (۳۵: ۛ)

۱۱۶: ۛ = وَاَسْتَرْهَبُوْهُمُ۔ انہوں نے ان کو ڈرایا۔ دہشت زدہ کر دیا۔ اِسْتَرْهَبْتُ (استفعا)
 سے ماضی جمع مذکر غائب۔ هُمُ ضمیر جمع مذکر غائب الناس کے لئے ہے
 الرَّهْبُ۔ الرَّهْبَةُ۔ ایسے خوف کو کہتے ہیں جس میں احتیاط اور اضطراب بھی ہو جیسے لَا تَنْتُمْ اَشَدُّ
 رَهْبَةً (۱۳: ۵۹) تمہاری ہیبت تو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہے۔

۱۱۷: ۛ = تَلَقَّفُ۔ وہ نکل جاتی ہے۔ وہ نکل جائے گی۔ یہاں مضارع بمعنی ماضی وہ نکل گئی (باب
 سَمِعَ) لَقَّفُ سے جس کے معنی پھرتی سے لے لینے اور جھٹ اتار لینے کے ہیں خواہ منہ میں نکلنے کی صورت
 میں ہو یا ہاتھ سے لے لینے کی شکل میں۔

= يَا فَيَكُوْنُ ہ مضارع جمع مذکر غائب اِفْكٌ سے (باب ضرب) جس کو وہ پلٹ رہے تھے۔
 جس کو وہ جھوٹے طور پر بنا رہے تھے۔ اِفْكٌ جھوٹ۔

۱۱۹: ۛ = هُنَالِكَ۔ اسم ظرف زمان و مکان۔ وہاں۔ اس جگہ۔ اس وقت۔
 = صَغِرِينَ۔ ذلیل۔ بے عزت۔

۱۲۰: ۛ = اُلْقَى۔ وہ ڈالا گیا۔ وہ پھینک دیا گیا۔ اِلْقَاءُ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے
 جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقت کو دیکھ کر وہ اس طرح بے اختیار سجدہ میں گر گئے گویا کسی بیرونی
 طاقت نے ان کو سجدہ میں گرا دیا ہے۔

امام رازی نے لکھا ہے کہ وہ اس طرح فوراً سجدہ میں گرے کہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیرونی طاقت نے
 پکڑ کر ان کو سجدہ میں گرا دیا ہے۔

سورۃ ہود میں ہے وَاِذْ جَاءَهُمْ قَوْمُهُمْ يَلْعَنُوْنَ اِلَيْهِ۔ (۱۱: ۛ۸) اور اس کی قوم کے

لوگ دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے (یعنی وہ یوں دوڑ کر آئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کو پیچھے سے کوئی ہانک کر مہنگانے لارہا ہے۔ یعنی ان کی شدت مذبذبات اور سرعتِ کار سے یوں نظر آ رہا تھا کہ ان کو اس فعل پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس اظہار کے لئے فعل مجہول لایا گیا ہے۔

۱۲۳: ۷ = مَكَدٌ - چال - نیز ملاحظہ ہو ۷: ۹۹ -

۱۲۳: ۷ = لَأَقْطَعَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون تقييد واحد متکلم۔

میں ضرور ضرور کاٹوں گا۔ (تَقْطِيعٌ تَفْعِيلٌ) سے جس کے معنی کھڑے کھڑے کرنے کے ہیں قطع کا لفظ ہر قسم کی چیز کے جدا کرنے کے لئے آتا ہے خواہ مادی ہو یا غیر مادی۔
= مِنْ خِلَافٍ - مختلف طرفوں سے۔ یعنی ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں۔
= لَأَصْلِبَنَّكُمْ - مضارع بلام تاکید و نون تقييد میں تم کو ضرور سولی چڑھاؤنگا (تَفْعِيلٌ) سے۔ جس کے معنی سولی چڑھانا کے ہیں۔ صَلِبَةٌ - سولی۔

۱۲۶: ۷ = تَنْقِمُ - تو بیز کرتا ہے۔ تو انکار کرتا ہے۔ تو عیب دیتا ہے۔ تو ناپسند کرتا ہے۔ باب ضَوْبَ سَمِعَ (نَقَمٌ) سے جس کے معنی غصہ ہونے۔ ناپسند کرنے اور انکار کرنے کے ہیں خواہ اس کا اظہار زبان سے ہو یا سزا دے کر۔ مضارع واحد مذکر حاضر۔ مَا اسْتَفْهَمِيهِ -

= اَفْرَغْ عَلَيْنَا - تو ہم پر بہاؤ۔ تو اٹھلے۔ دہانہ کھول دے۔

اِفْرَاغٌ (اِفْعَالٌ) جس کے معنی بہانا یا دہانہ کھولنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ایک مادی چیز کے طور پر صبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے۔ یعنی صبر ان پر اس طرح بہایا جا کہ وہ سب کے چھا جائے گویا صبر بمنزلہ ظرف کے ہو اور ملنگنے دالے بمنزلہ مفعول فیہ کے۔

۱۲۷: ۷ = تَذَرُ - تو چھوڑتا ہے۔ تو چھوڑے گا۔ وَذَرٌ - اس فعل کی ماضی مستعمل نہیں

= يَذْرَأُكَ - وہ تجھے چھوڑ دیتا ہے اس میں فاعل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ك ضمیر مفعول فرعون کے لئے ہے۔

= قَاهِرُونَ - غالب مسلط۔

۱۲۹: ۷ = اُدْرِيْنَا - ہم کو سنا گیا۔ ہم کو سزا دی گئی۔ اِيْذَاءٌ (اِفْعَالٌ) ماضی مجہول جمع متکلم اذی

ماضی معروف۔ اُدْرِي - ماضی مجہول اذی۔ مادہ

فَيَنْظُرُ - مضارع واحد مذکر غائب (باب نَصْر) کو وہ دیکھے۔

۱۳۰: ۷ = سِتِّينَ - قحط۔ سال۔ برس۔ سَنَةٌ کی جمع۔ قحط سالی۔

= نَقِصٌ - مصدر۔ کم کرنا۔ اسم کمی۔ (باب نَصْر)

۳۱:۷ = لَنَا هَذِهِ - یہ ہمارا حق تھا۔ اس کے ہم مستحق تھے۔
 = تُصِيبُهُمْ - ان کو پہنچے۔ أَصَابَ يُصِيبُ إِصَابَةً (افعال) کسی کو تکلیف کا آئینا۔ تکلیف
 پہنچنا۔ مضارع واحد مؤنث غائب۔

= يَطِيرُوا - مضارع جمع مذکر غائب۔ تَطِيرُ (تَفْعُلُ) سے اصل میں يَتَطَيَّرُونَ تھا۔ اَنْ
 کی دہرے سے نون اعرابی گر گیا۔ يَتَطَيَّرُوا ہو گیا۔ ت کو ط میں مدغم کر کے ط کو مشدّد کر دیا يَطِيرُوا
 ہو گیا۔ معنی وہ بُرا شگون لیتے تھے۔ وہ بد شگون لیتے تھے۔ يَتَطَيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ -
 حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو بد شگون مٹھراتے۔

= طَائِرُهُمْ - ان کا شگون بُد۔ ان کی فال بُد۔ ان کی بُری قسمت۔ ان کی نحوست۔ ان کی نامبارکی
 اصل میں۔ طائر کے معنی اڑنے والا کے ہیں۔ طَائِرٌ يَطِيرُ طَيْرَانٌ کا استعمال اسی معنی میں ہوتا ہے
 لیکن عرب جاہلیت کا معمول تھا کہ جب وہ کسی اہم کام کا ارادہ کرتے تو پرندوں کو لکھاتے اور ان
 سے فال لیتے۔ اگر پرندے دائیں سے بائیں نکل جاتے تو اسے بُرا سمجھتے اور منخوس تصور کرتے
 اور پھر اس کام کو نہ کرتے۔ چنانچہ اس طرح اس کا استعمال پرندوں سے بُرا شگون لینے کے معنی میں
 ہونے لگا۔ پھر ہر اس شے کے لئے کہ جس سے بد فال لی جائے۔ یا اسے منخوس سمجھا جائے اس کا
 استعمال ہونے لگا۔

الغبرض چونکہ عرب پرندے کو شوم اور نحوست کی دلیل سمجھتے تھے اس لئے مدلول
 کو دلیل کا نام دے کر خود طائر اور طیر کو شوم سے موسوم کر دیا۔ طائر کا استعمال حصہ اور نصیب میں
 بھی کرتے ہیں۔

= عِنْدَ اللَّهِ - مِنْ جَانِبِ اللَّهِ - اللہ کی طرف سے ہے۔ (مکاناتِ عمل کے قانون کے مطابق
 ان کے نصیب میں کر دیتا ہے)

۱۳۲:۷ = مَهْمَا - جو کوئی بھی۔ جو کچھ بھی۔ جب کبھی۔ مَهْمَا تَفَعَّلَ أَفْعَلٌ - جو کچھ تم کرو گے
 بس بھی کروں گا۔

مَهْمَا تَاتِيَا مِنْ آيَةٍ - تو کوئی بھی نشانی لائے گا۔ توجب کبھی بھی کوئی نشانی لائے گا۔

زمخشری نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ کی ضمیر لفظ کی رعایت سے اور چھا

لی مؤنث ضمیر معنی کے لحاظ سے لائی گئی ہے۔ ہر دو میں ضمیر آیت کی طرف راجع ہے۔

۱۳۳:۷ = الْجَوَادُ - اسم جنس۔ مِطْمِي - ملح۔ جَرَادَةٌ وَاحِدٌ - الْقُمَّلُ - اسم جنس۔ غلہ کو کھا جانوالا
 یسٹرا۔ چھڑی کی جنس۔ جَوَاتِي - الصَّفَادِعُ - مینڈک۔ جمع۔ اس کی واحد صِفْدَعٌ ہے۔

= مُفَصَّلَاتٍ - اسم مفعول - جمع مَوَثٌ - تَفْصِيلٌ مصدر - جِدَاجِدًا - کھلی ہوئی - واضح

۴: ۱۳۴ = أَلْتَرْجُوْا - عقوبت - بلا - عذاب - کپکپا دینے والا - اور لرزائینے والا عذاب

= أَدْعُ - توماناگ - تودعا کرنا - توبلا - دباب نصرہ دعْوَةٌ سے - امر - واحد مذکر حاضر -

= بِمَاعَهْدِ عِنْدِكَ - اس عہد کے واسطے سے جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے -

= كَشَفْتَ عَنَّا - تو نے ہم پر سے ہٹا دیا -

۴: ۱۳۵ = اِلَىٰ اَجَلٍ - ایک مقررہ مدت کے لئے - ایک مقررہ مدت تک -

= هُمْ مَا لِعُقُوْبَةٍ - جس کو انہوں نے مکمل کرنا ہی تھا - اس مدت تک انہوں نے پہنچنا ہی تھا -

یعنی جب ان کو لامحالہ عذاب عظیم آنا ہی تھا -

یہ عذاب عظیم ان کا دریا ئے قلزم میں غرق ہونا تھا - ان کو جو مہلت دی گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی دُعا کے نتیجے میں وہ ایک مقررہ وقت تک تھی اور وہ وقت مقررہ ان کی غرقابی کا وقت تھا - اس وقت

تک ان کا زندہ رہنا بہر کیف ان کا مقدر تھا - اور اس درمیانی عرصہ کے لئے ان کو پہلے عذاب سے

یعنی جراد - قمل - نفادع - دم سے نجات دی گئی - اس وقت مقررہ کو وہ پہنچنے والے تھے کہ انہوں نے

پھر توبہ کا عہد جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا توڑ دیا - اور وہ اس طرح اپنی

کرتوت پر غرقابی کے عذاب کے مستحق ہو گئے اور کیفر کردار کو پہنچ گئے -

= اِذَا - یکلخت - نیز ملاحظہ ہو ۴: ۱۰۷ -

= تَبْكُثُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب - نَكثٌ مصدر (باب نصر) وہ توڑنے لگتے ہیں -

وہ توڑ دیتے ہیں -

۴: ۱۳۶ = فَاَنْتَقَمْنَا - ماضی جمع متکلم - پس ہم نے انتقام لیا - بدلہ لیا -

= اَلْیَمِّ - اسم جنس - دریا - یَمٌّ - مصدر - دریا میں ڈالنا - دریا کا ساحل پر چڑھ آنا -

۴: ۱۳۷ = كَانُوا يَسْتَضْعِفُوْنَ - جو کمزور سمجھے جاتے تھے - جسے حقیر و ذلیل سمجھا جاتا تھا - یعنی

بنی اسرائیل - ماضی استمراری مجہول -

= مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا - زمین کے شرق و غرب کا - ارض سے مراد یہاں مصر و شام کے

دونوں ملک ہیں - والارضین ہی ارض الشام والمصر - (قرطبی)

= کلمة الحسنی - وعدۃ خیر - وہی وعدہم بالنصر علی عداوہم والتمکین فی الارض

من بعدہم - ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت - اور ان کے بعد ملک میں اقتدار کا وعدہ -

= دَمَرْنَا - ہم نے ہلاک کر دیا - ہم نے خراب کر دیا - ہم نے اکھڑ مارا - تَدْمِیْرٌ (تَفْعِیْلٌ) سے

ماضی جمع متکلم۔

== كَانُوا يَعْرِشُونَ (باب ضَرَبَ - نَصَرَ) جو بلند عمارتیں وہ بنایا کرتے تھے۔ جن عمارتوں کو وہ اونچا بناتے تھے۔ جو چھتریوں وہ بناتے تھے۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ عَرَشٌ۔ مصدر۔ کھڑیوں کی چھتری بنانا۔ مکان بنانا۔ تَعْرِيشُ الْبَيْتِ۔ گھر کی چھت بنانا۔

۴: ۱۳۸۔ جَوْرُنَا۔ جَاوَزَ۔ يُجَاوِزُ مُجَاوِزَةً۔ پار کرنا۔ آگے گزر جانا۔ یا پار کرنا۔ پار اتارنا ہم نے پار کر دیا۔ ہم نے پار اتار دیا۔ جَوَزْتُ سے جس کے معنی وسط کے ہوتے ہیں۔ جَوَزَ الطَّرِيقَ راستے کا وسط۔ جَاوِزَةً۔ کسی چیز کے وسط سے آگے گزر جانا۔ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ (۲: ۲۴۹) پھر جب وہ (حضرت طالوت) اس دریا کے وسط سے آگے گزر گئے۔ یعنی پار ہو گئے۔ آیت نہا میں: ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار کر دیا۔ جائزہ۔ جوازہ۔ جائزہ۔ مجازہ۔ سب جَوَزْتُ سے مشتق ہیں == فَاتَوَّاعِلَىٰ قَوْمٍ۔ تو ان کا ایک قوم پر گذر ہوا۔ وہ ایک قوم پر جانکے۔

== يَعْكُفُونَ - عَكَفَ يَعْكُفُ (باب نَصَرَ) سے جس کے معنی تعظیماً کسی چیز پر متوجہ ہونا اور اس سے وابستہ رہنا۔

شریعت کی اصطلاح میں الاعتکاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں رہنا اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَّهُمْ۔ اپنے بتوں کی عبادت میں مگن بیٹھے رہتے تھے۔

۴: ۱۳۹۔ هُوَ لَاءٌ۔ قوم کی طرف اشارہ ہے

== مُتَبِّرٌ۔ اسم مفعول۔ واحد۔ تَتَبَّرُ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ ٹوٹ جانے والا۔ ٹوٹا ہوا۔ تباہ برباد۔ ہر ٹوٹے ہوئے برتن کو بھی مُتَبِّرٌ کہتے ہیں۔

تَبَّأْتُ۔ ہلاکت۔ تَبَّرَ۔ کلہاڑا۔ (جس سے ہلاک کیا جا سکتا ہے) قرآن میں ہے وَلِيَتَّبِعُوا مَا عَلَوْا تَتَبِّرًا (۴: ۱۷) اور جس چیز پر غلبہ پاویں اسے تباہ کر دیں۔

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ط (۱۱: ۲۸) اور ظالم لوگوں کے لئے اور زیادہ تباہی لا۔

== مَا هُمْ فِيهِ۔ جس (کام) میں وہ لگے ہوئے ہیں۔ (وہ ہلاک و برباد ہونے والا ہے)

۴: ۱۴۰۔ أَلْبِغِكُمْ۔ میں تمہارے لئے تلاش کروں۔ أَلْبِغِي۔ مضارع واحد متکلم۔ كَمْ۔ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

۴: ۱۴۱۔ إِذْ بَعْثْنَاكَ كُرْدًا۔ یاد کرو۔

== يَسُومُوا نَكَمًا۔ وہ تم کو تکلیف دیتے تھے۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ سَوَمَ۔ مصدر۔

نیز ملاحظہ ہو۔ ۴۹:۲ اور ۱۴:۳۔

= مَبْلَأَةٌ آزماش۔ مصدر ہے۔ جب باب نصر سے ہو تو بمعنی آزماش۔ آتا ہے۔ اور جب باب سمع سے آئے تو بمعنی زائل ہونا۔ بوسیدہ ہونا آتا ہے۔ جیسے هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ مَلِكٍ لَا يَبُلَىٰ (۱۲۰:۲) کیا میں تم کو ایک ایسا درخت نہ بتاؤں جو ہمیشہ ہے اور ایسی باد شاہت جو کبھی زائل نہ ہو۔

۱۴۲:۷ = فَأَتَمْنَاهَا وَعَشِيرٍ اور پورا کیا ہم نے ان (تیس راتوں) کو (مزید) دس راتوں سے۔

= فَتَمَّ۔ پس تمام ہوا۔ یعنی پورا ہو گیا۔

= مِيَقَاتٌ۔ طرف زمان۔ مقررہ وقت۔ میعاد۔ وہ میعاد وقت جس میں مقررہ کام کیا جائے۔ امام راغب نے اس کو اسم آلہ (بروزن مفعول) کہا ہے۔
= أَدْبَعِينَ لَيْلَةً۔ چالیس راتیں۔ یہی مدت چلچکی کی اصل ہے۔ وضاحت کے لئے کتبہ تفسیر کی طرف رجوع کریں۔

۱۴۳:۷ = آرِنِي۔ اے ادنیٰ ذاتک ادنفسک۔ مجھے اپنی ذات اقدس دکھائیں۔
= أَنْظُرْ إِلَيْكَ۔ کہیں تجھے دیکھ سکوں۔ تیرا دیدار کر سکوں۔

= اسْتَقَرَّ۔ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ استقرار (استفعال) سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے اور قرار پانے کے ہیں۔

= تَجَلَّىٰ۔ اس نے تجلی کی۔ وہ روشن ہوا۔ وہ ظاہر ہوا۔ وہ جلوہ افروز ہوا۔ تَجَلَّىٰ سے جس کے معنی ہو یا اور ظاہر ہونے کے ہیں ماضی واحد مذکر غائب۔ باب تفاعل۔

= دَكَّأ۔ ریزہ ریزہ کرنا۔ ڈھا کر برابر کرنا۔ کوٹ کوٹ کر ہموار کرنا۔ دَكَّ سے جس کا معنی ہموار اور نرم زمین کے ہیں۔ چونکہ نرم اور ہموار زمین ریزہ ریزہ ہوتی ہے اسی لئے اسی مناسبت سے اس کے مصدر کے معنی مقرر ہوئے۔ دَكَّأ (باب نصر) مصدر۔

= خَرَّ۔ وہ گر پڑا۔ خَرَّ (باب ضرب) سے ماضی واحد مذکر غائب۔

= صَعِقًا۔ بے ہوش۔ صَعِقَ يَصْعَقُ۔ صَعِقٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

صَعِقٌ۔ قرآن میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ب۔

۱۱۱:۱۱ صَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ۔ (۶۸:۳۹) تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور زمین میں ہیں سب کے سب مرجائیں گے۔

(۲) نَقْلٌ اَنْذَرَ نَفْسَكَ ضِعْفَةً مِثْلَ ضِعْفَةِ عَارٍ وَتَمُوَدٌ - (۱۱۳:۴۱) میں تم کو مہلک عذاب سے ڈراتا ہوں جیسے عار اور تمود پر وہ عذاب آیا تھا۔

(۳) دَرِيْزِيلُ الصَّوَاعِقِ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ (۱۱۳:۱۳) اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں دراصل صاعقہ کے آثار میں سے ہیں کیونکہ اس کے اصل معنی توفنا میں سخت آواز کے ہیں۔ پھر کبھی تو اس آواز سے صرف آگ ہی پیدا ہوتی ہے (بجلی کی کڑک) اور کبھی وہ عذاب اور موت کا سبب بن جاتی ہے۔

قتادہ نے یہاں موت کے معنی ہی لئے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہاں بیہوشی اور غشی مراد ہے (لیکن یہ بھی نیند کی طرح ایک قسم کی موت ہے)

= اَخَاتٌ - وہ ہوش میں آیا۔ اسے افاقہ ہوا۔ افاقۃً سے (باب افعال) نشہ یا غشی کے بعد ہوش آنا۔ یا مرض کے بعد قوت پانا۔ فوق مادہ۔

۱۲۴: ۷ - اصْطَفَيْتُكَ - میں نے تجھ کو امتیاز دیا۔ میں نے تجھ کو برگزیدہ کر دیا۔ میں نے تجھ کو سرفراز کیا۔ اصْطَفَاءُ (افعال) صَفُوْ مَادہ - الصَّفَاءُ کے اصل معنی کسی چیز کا ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور صاف ہونا کے ہیں۔ الاِصْطَفَاءُ کے معنی پاک اور صاف چیز کا لے لینا۔ جیسے الِاجْتِبَاءُ کے معنی عمدہ چیز کا منتخب کر لینا اسی سے ہے المصطفى اور العجبتی۔

۱۲۵: ۷ = الْاَلْوَاْحُ - لَوْحٌ - کی جمع۔ تختیاں۔ (جن پر توراہ لکھی ہوئی تھی)

= مِنْ كُلِّ شَيْءٍ - کتبنا کا مفعول

= مَوْعِظَةٌ (بطور نصیحت کے) وَتَفْصِيْلًا (بطور تفصیل کے)

لِكُلِّ شَيْءٍ - مبدل منہ۔ یعنی ہر وہ شے لکھ دی جس کی بطور نصیحت یا بطور تفصیل بتی اسرائیل کو ضرورت تھی = اَحْسِنَهَا - اس کی خوبیوں کو۔

= سَأْرِيْكُمْ - میں عنقریب تمہیں دکھاؤں گا۔ سَأْ مستقبل قریب کے لئے۔ اُرِيْكُمْ - میں تم کو دکھاؤں گا۔ اُرِيْ يُوْرِيْ اِدَاءً - (افعال) دکھانا کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر رای۔ مادہ۔

= دَارِ الْفَاسِقِيْنَ - نافرمانوں کا گھر۔ مفسرین کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

آخرت کا ٹھکانہ۔ جہنم (مجاہد) جہنم (الحسن و عطار) ملک شام جہاں قرونِ ماضی کے نافرمانوں کے گھنڈرات ہیں۔ (قتادہ) ملک مصر جہاں فرعون اور اس کی قوم کے گھنڈرات ہیں۔

۱۲۶: ۷ = سَأَصْرِفُ - میں عنقریب پھیر دوں گا۔ فعل بافاعل۔ اَلَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ مَفْعُولُ نَا اَلْاَرْضِ بِلِغَايَةِ الْحَقِّ - الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ سے حال۔ عَنْ اِيَاتِيْ - متعلق فعل۔ جو لوگ زمین

پر بغیر حق کے تکبر و نخوت سے کام لیتے ہیں عنقریب میں ان کو (اس پاداش میں) اپنی آیات (کی پیروی) سے پھیر دوں گا۔

اور تصرف کیا ہوگی، اس کا بیان دَانِ تَيَرُوا اَكْلًا اَيْتَةً..... سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا میں کیا گیا ہے کہ اگر وہ تمام معجزات و حقائق کو دیکھ بھی لیں تو بھی ایمان نہ لاویں۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو اختیار نہ کریں۔ (اس کے برعکس) اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو جھپٹ اپنائیں (وائے محرومی)

= ذٰلِكَ - اشارہ ہے تصرف کی طرف۔ یعنی یہ تصرف اس لئے ہے کہ يَا نَهْمُ..... غٰفِلِيْنَ - ۱۴۷: ۷ = هَلْ - استفہام انکاری۔ (نہیں دی جائے گی ان کو جزاء مگر اس فعل کی جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے)

= ۱۴۸: ۷ = اِتَّخَذَ - بنالیا۔ اختیار کر لیا۔ پسند کر لیا۔ ٹھہرا لیا۔

= حَلِيَّتِهِمْ - ان کے زیورات۔ ان کے گہنے۔ حَلِيٌّ حَلِيٌّ کی جمع۔ مضاف مضاف الیہ۔ حَلِيٌّ يَحَلِيٌّ - (سمع) آراستہ ہونا۔ حَلِيٌّ آراستہ کرنا۔

يُحَلِّوْنَ فِيهَا اَسَادِرًا مِّنْ ذَهَبٍ (۱۸: ۳۱) ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے = عِجَلًا - گائے کا بچھڑا۔ گوسالہ۔ جَسَدًا - خون و گوشت رکھنے والا۔ يَادُهَا نِجْرٌ بَغِيرِ رُوحِ كَيْفٍ = لَهَا حُوَارٌ - گائے کی آواز (اس سے گائے کی سی آواز نکالتی تھی)

(جب حضرت موسیٰ میقاتِ رب کی خاطر طور پر گئے ہوئے تھے تو سامری نے بنی اسرائیل سے زیورات لے کر بچھڑے کا سا مجسمہ بنایا۔ جو گائے کی سی آواز نکالتا تھا) = اِتَّخَذُوهُ - ای اتخذه النہا۔

= ۱۴۹: ۷ - سَقَطَ - گرا دیا گیا۔ (باب نصر) سَقُوطٌ سے جس کے معنی گر پڑنے کے ہیں۔

سَقَطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ - محاورہ ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ نادام ہوئے۔ اصل میں تھا سَقَطَ التَّدْمُ فِيْ اَيْدِيْهِمْ۔ ندامت ان کے ہاتھوں میں ڈال دی گئی۔

وَلَمَّا سَقَطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ - جب حقیقت پا کر کہ نہ تو وہ عجل بات کر سکتا ہے اور نہ کوئی راہ ہدایت دکھا سکتا ہے۔ وہ اپنے کئے پشیمان ہوئے۔

= ۱۵۰: ۷ = غَضَبَانَ - صیغہ مبالغہ۔ سخت غضبناک۔ غضبان وہ شخص جس کے غصہ میں شدت ہو۔ غَضِبَهُ - وہ شخص جس کو جلد غصہ آجائے۔

= اَسِفًا - مصدر ہے۔ افسوس کرنا۔ پچھتاوا۔ شدید الغضب (شدید غصہ میں) -

حَزِينًا - مَاتَتْ -

= بِسْمَا - بُرَابِے جو کچھ - بُری ہے وہ چیز - مَا یعنی شئی کے تیز ہے بِسْمَا کے فاعل مضمَر کی۔

یا مَا موصولہ ہے بمعنی الذی - اور بِسْمَا کا فاعل ہے۔

= خَلَفْتُمُونِي - تم نے میری جانشینی کی - تم نے میرے بعد کیا۔

= أَعَجَلْتُمْ - ۲ - استقبہا میہ - عَجَلْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر - تم نے جلدی کی - تم نے جلد بازی کی - عَجَلٌ اور عَجَلَةٌ سے۔

= أَعَجَلْتُمْ أَمْرًا تَبَكَّدَ - کیا تم نے اپنا رب کا حکم آنے سے پہلے ہی یہ جلدی کر ڈالی - یعنی میں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کے احکام و مصلوٰں کرنے کے لئے گیا ہوا تھا - تاکہ تمہارے پاس لاؤں اور تم ان احکام کے مطابق عمل کرو - لیکن تم نے اس کا انتظار کئے بغیر اتنی شتابی سے ایک گوسالہ کو خُدا بنا ڈالا۔

= يَجْرُؤُا - مضارع واحد مذکر غائب - جَرَّ مصدر (باب نصر) ۙ ضمیر مفعول اس کو کھینچتے ہوئے

= ابْنِ أُمَّ - یا حَسْرَتِ نَدَا مَحْذُوفٌ - ابْنِ أُمَّ مضاف مضاف الیہ کل کر منادی۔

یا ابْنِ أُمَّ میں بعض نے میم کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اسل میں ابْنِ أُمَّ تھی - یا کو تخفیفاً ساقط کر دیا گیا - میم کو مفتوح پڑھنے والوں کے نزدیک بھی میم پر فتح زیادہ تخفیف کی وجہ سے ہے۔

= اسْتَضَعَّضُونِي - انہوں نے مجھے کمزور سمجھا - مضارع جمع مذکر غائب - باب استفعال - ن رقاہ - سی ضمیر مفعول واحد متکلم۔

= لَا تَشُعْتُ بِي - تُوذُّهُنَا - تُوذُّنَا تُوذُّنَا کے معنی دشمن کی مصیبت پر خوش ہونے کے ہیں - اسْتَمْتَّ اللهُ بِهِ الْعَدُوُّ - کے معنی ہیں - اللہ سے مصیبت پہنچائے جس سے اس کے دشمن خوش ہوں۔

فَلَا تَشُعْتُ بِي الْعَدَاةَ - تو ایسا نہ کر کہ دشمن مجھ پر نہیں - لَا تَشُعْتُ - فعل نہی - واحد مذکر

حاضر - اِسْمَاتٌ (افعال) مصدر - حدیث شریف میں ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

سُوْءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاةِ وَشِمَاتَةِ الْعَدَاةِ - اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بُری

تقدیر سے اور بد بختی سے اور ایسی بات سے جس سے دشمن خوش ہوں

۱۵۲: ۷ - سَيِّئًا لَهُمْ - سَيِّئًا - مستقبل قریب کے لئے ہے يَتَّالُ مضارع واحد مذکر غائب - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - عَنَقْرِبَ ان کو آپہنچے گا - عَنَقْرِبَ ان کو آلیگا - يَتَّالُ مصدر - نَالَ يَتَّالُ (باب سجع)

== الْمُفْتَرُونَ - اسم فاعل - جمع مذکر - افتراء پرداز - بہتان باندھنے والے - اِفْتَرَاءُ (افتعال) مصدر - فری - مادہ -

اِفْتَرَاءُ کا لفظ صلاح اور فساد دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے لیکن اس کا زیادہ تر استعمال فساد ہی کے معنوں میں ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں جھوٹ، شرک اور ظلم کے موقعوں پر استعمال کیا گیا ہے۔ - دَمَنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰٓءَ اِثْمًا عَظِيْمًا - (۴: ۲۸) جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (۱۱: ۵۰) تم (شرک کر کے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو۔

۷: ۱۵۳ = مِنْ اَبْعَدِهَا - اى مِنْ اَبْعَدِ السَّيِّئَاتِ (من بعد التوبة) ہا ضمیر سیئات کے لئے ہے۔

۷: ۱۵۴ = سَكَتَ - وہ سکتا گیا۔ اس نے سکوت (خاموشی) اختیار کیا۔ (باب نَصْرٍ) سَكُوْتُ سے ماضی واحد مذکر غائب - السُّكُوْتُ - سکوت ترکِ کلام کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ سکوت سکون کی بھی ایک قسم ہے۔ اس لئے یہاں اس آیت میں اس کا استعمال بطور استعارہ سکون ہی کے معنوں میں ہوا ہے۔

= نُسَخَتْهَا - نسخہ یعنی کتاب لکھی ہوئی تحریر - مضامین - ان کے مضامین میں رحمت اور ہدایت تھی

= يَزْهَبُونَ - وہ ڈرتے ہیں - مضارع جمع مذکر غائب - رَهَبٌ (باب فتح) سے
۷: ۱۵۵ = اِخْتَارَ قَوْمَهُ - اى اِخْتَارَ مِنْ قَوْمِهِ - اختیار (افتعال) سے اس نے اپنی قوم سے چن لئے۔

= لَمِيقَاتِنَا - ہمارے مقررہ وقت پر - مضاف مضاف الیہ - مِيقَاتُ اسم ظرف زمان - طے شدہ مقرر شدہ وقت۔

= الرَّجْفَةُ - الزلزلة الشديدة - الرَّجْفُ (باب نصر) اضطراب شدید کو کہتے ہیں۔
رَجَفَتِ الْاَرْضُ - زمین زلزلہ سے ہل گئی - بَحْرٌ رَجَافٌ - متلاطم سمندر (نیز دیکھو: ۷: ۹۱)
= مِنْ قَبْلُ - مِنْ بَعْدُ کی ضد ہے۔ قَبْلُ اور بَعْدُ کو اضافت لازمی ہے جب بغیر اضافت کے آئے گا۔ یا تو اس پر ضمہ ہوگا۔ یا اس پر دو زبر ہوں گے۔ بَعْدًا -

قرآن مجید میں بَعْدًا استعمال نہیں ہوا ہے۔

= اِنْ هِيَ - میں اِنْ نافیہ ہے۔

== فِتْنَتِكَ - فتنہ مضاف ك ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ تیری آزمائش۔ فتنہ کے معنی عذاب کے بھی ہیں جیسے ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ۔ (۱۳: ۵۱) اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔ یعنی عذاب کا مزہ چکھو۔ یا یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ (۱۳: ۵۱) جس دن ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا۔

۱۵۶: ۷ = اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ - بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔ هَادٍ يَمُودُ (باب نصور) سے۔ هُدْنَا۔ ماضی جمع منکلم کا صیغہ ہے هَادٍ بمعنی دَجَّعَ ہے۔ اس کا معنی بُدْنَا ہو سکتا ہے ہم اپنے گنہگاروں پر تائب ہیں۔

== اُصِيبُ بِهِ۔ جسے میں اس کو دیتا ہوں (جسے میں چاہوں) اَصَابَ يُصِيبُ اِصَابَةً اِنْعَالًا سے مضارع واحد منکلم۔

== سَاكِنَتُهَا لِلذَّيْنِ۔ میں اس کو لکھ دوں گا ہا۔ ضمیر واحد مؤنث غائب رَحْمَةً کی طرف راجع ہے۔ میں اس کو مقدر کر دوں گا۔ اسے (رحمت کو ان کی تقدیر میں) لکھ دوں گا۔

۱۵۷: ۷ = الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ بَدَلْ هِيَ الَّذِينَ يَتَّقُونَ كَا۔

فَسَاكِنَتُهَا..... كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ کا ترجمہ ہوگا۔ میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کی قسمت میں لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس رسول اور نبی امی کی جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے۔ حلال کرتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزوں کو۔ اور ان پر سے اس بوجھ کو اتارتا ہے (جس میں وہ بے ہوتے ہیں) اور وہ بندش یا زنجیریں کھولتا ہے جنہوں نے ان کو ہکڑ رکھا ہے

== الرَّسُولَ۔ پیغمبر۔ بھیجا ہوا۔ رِسَالَةً سے بردزن فَعُولٌ۔ اور یہ مُرْسَلٌ بروزن مَفْعَلٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہا گیا ہے۔

== النَّبِيَّ۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اصل میں نَبِيٌّ تھا۔ ہمزہ کو یا آء سے بدل کر یا۔ میں مدغم کر دیا گیا۔ نَبِيٌّ ہوا۔ بمعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ خدا تعالیٰ کے متعلق خبریں دینے والا۔ مخلوق کی طرف مبعوث ہونے کے باعث النبی کہا گیا ہے۔

== اَلذُّمِّيَّ۔ جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَا مِمَّا لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ۔ ہم امی جماعت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرتا۔ بعض کے نزدیک اُمِّيٌّ اُمٌّ کی طرف منسوب ہے جس طرح ایک نوزائیدہ بچہ

پر صفا لکھنا نہیں جانتا۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔

بعض نے کہا ہے کہ اُمّی۔ امّ القریٰ امکہ کی وجہ سے ہے۔ چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث لقوم بے پڑھے کھے ہی تھے۔ اس لئے بے پڑھے لکھے شخص کو اُمّی کہا جانے لگا۔

لفظ اُمّی آپ کے حق میں صفت مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں۔ جس طرح صفت کبر ذات باری تعالیٰ کے لئے صفت مدح ہے اور غیر کے لئے مذموم۔

= اِصْرَهُمْ۔ ان کے بوجھ۔ مضاف مضاف الیہ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے جو یہودیوں پر عائد تھے۔ اِصْرٌ۔ بھاری بوجھ۔ تکلیف شاقہ۔ دشوار امر۔

= يَضَعُ۔ مضارع واحد مذکر غائب وَضَعُ مصدر۔ بافتح۔ وہ اتارتا ہے۔ وہ دور کرتا ہے۔

= اَلْأَضْلَالُ۔ قیدیں۔ طوق۔ ہتھکڑیاں۔ زنجیریں۔ غُلُّ کی جمع۔ غُلٌّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا جائے اور اس میں اعضا باندھ دیئے جائیں۔

= اٰمَنُوْا بِہِ۔ میں ہضمیر واحد مذکر غائب الرَّسُوْلِ النَّبِيِّ کی طرف راجع ہے

= عَزَّرُوْهُ۔ ماضی جمع مذکر غائب ہضمیر واحد مذکر غائب راجع الی الرَّسُوْلِ النَّبِيِّ۔

تَعَزَّيْرٌ (تَفْعِيْلٌ) سے انہوں نے اس کی تعظیم کی۔ انہوں نے اس کو قوت دی۔ انہوں نے اس کی رفاقت کی۔

= السُّورِ۔ اى الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ۔

آیات ۱۵۶ = ۱۵۷ میں اِنَّا هُدُّنَا لِيْلِكَ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ختم ہوئی اور قَالَ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دعا کا جواب شروع ہوا۔

بعض نے یہ جواب آیت ۱۵۷ کے اختتام الْمَفْلُحُوْنَ پر ختم کیا ہے۔ اس صورت میں

آیت ۱۵۷ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشینگوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ نبی امی ان صفات کا حامل ہوگا جو کہ يَا مُرُّ بِالْمَعْرُوْفِ سے لے کر كَانَتْ عَلَيْنِم تک مذکور ہیں۔

اور اس کا مبارک ذکر تورات۔ انجیل اور بھی تک یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نازل نہیں ہوئی تھیں، میں ملے گا۔ پس اس نبی امی کی پیروی کا حکم فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر اُنزِلَ مَعَهُ تک ارشاد ہوا۔

شروع میں ارشاد ہوا۔ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاِمِّيَّ (اتباع رسول)

اور پھر ارشاد ہوا۔ دَا تَتَّبِعُوْا السُّورَ الَّذِيْ اُنزِلَ مَعَهُ۔ (اتباع القرآن) لہذا یہ اشارہ ہے اتباع القرآن و اتباع السُّنَّة کی طرف۔

بعض کے نزدیک حضرت موسیٰ کی دعا کا جواب آیت ۱۵۶ کے ساتھ ختم ہو گیا اور آیت نمبر ۱۵۷ میں بنی اسرائیل کو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے ان کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی دعوت دی گئی ہے۔

۱۵۸: ۷ = كَلِمَاتٍ جَمْعُ كَلِمَةٍ كِي - مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب (راجع الی اللہ) مضاف الیہ - بمعنی قرآن - یا ما انزل علیہ وعلیٰ سائر الرسل من کتبہ ووحیہ - جو آری صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا (یعنی قرآن) اور جو کتابیں یا وحی دوسرے تمام رسولوں پر نازل ہوئیں۔
 ۱۵۹: ۷ = اُمَّةٌ - گروہ - جماعت - نیز اس کے معنی مدت - طریقہ - دین - بھی ہیں - اُمَّةٌ - گروہ - باعتبار لفظ واحد ہے اور باعتبار معنی جمع ہے۔

= يَهْدُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - وہ ہدایت کرتے ہیں - هِدَايَةٌ مصدر (باب ضرب) هَدَى يَهْدِي -

= وَبِهِ يَعْدِلُونَ - اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے تھے - ہ ضمیر الحق کی طرف راجع ہے۔
 يَعْدِلُونَ - عَدَلَ يَعْدِلُ (ضوب) سے مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

۱۶۰: ۷ = قَطَعْنَاهُمْ - ماضی جمع متکلم هُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - تَقَطَّعَ مصدر (باب تفعیل) الْقَطْعُ کے معنی کسی چیز کو علیحدہ کر دینے کے ہیں - خواہ اس کا تعلق جائزہ بصر سے ہو جیسے اجسام وغیرہ یا بصیرت سے ہو جیسے معنوی چیزیں - قرآن میں ہے۔

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَانظُرُوا أَيَدِيَهُمَا - (۲۸: ۵) اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو - اور دوسری جگہ ہے۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنَ النَّارِ - (۱۹: ۲۲) جو کافر ہیں ان کیلئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے۔

یہاں اس آیت میں جملہ کا مطلب ہے کہ ہم نے ان کو بانٹ دیا - ہم نے ان کو تقسیم کر دیا۔

= اَسْبَاطًا - سَبَطٌ کی جمع - قبیلے - ایک دادا کی اولاد - ۲ ثنتی عشرۃ کا بدل ہے۔

= اُمَّةً - فرقے - جماعتیں - امتیں - انواع - اُمَّةٌ کی جمع - ہر وہ جماعت جس میں کہ قسم کا کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو - اسے اُمت کہا جاتا ہے - موجودہ صورت میں یہ رابطہ مشترک ان کا ایک ہی جد امجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہونا ہے - (تیز ملاحظہ ہو ۷: ۱۵۹) اُمَّةً بدل ہے اَسْبَاطًا سے - یعنی ہم نے بانٹ دیا ان کو بارہ قبیلوں میں - ہر ایک کی الگ الگ جماعت

بنادی گئی۔

== اسْتَسْقَاهُ۔ ماضی دائمہ مذکر غائب ۵ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب (باب استفعال) اس نے اس سے پانی مانگا۔ سقی مادہ۔ ساقی۔ پلانے والا۔

== اِنْجَبَسَتْ۔ ماضی واحد مؤنث غائب۔ وہ پھوٹ نکلی۔ اِنْجَبَسَتْ سے جس کے معنی کسی ناکہ نام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں۔ جَبَسَ وَ اِنْجَبَسَ الْمَاءُ۔ پانی پھوٹ کر بہ نکلا۔ ۱۲ انفجر کا ہم معنی ہے۔ جیسار ۲: ۶۰ میں آیا ہے۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ عَيْنًا۔ اس رنگ مقام یعنی پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

== اُنَاسٌ لوگ۔ نَوَسْتُ سے ماخوذ ہے۔

== مَضَى مَضَاً۔ مضاف مضاف الیہ۔ اسم ظرف مکان۔ پینے کی جگہ۔ چشمہ۔

== ظَلَلْنَا۔ ہم نے سایہ کیا۔ ہم نے سائبان کیا۔ ہم نے سایہ فگن کر دیا۔ ہم نے سایہ کیا (ان پر ابرکام) ماضی کا صیغہ جمع منکلم۔ باب تفعیل۔

== ۱۶۱: ۷ الْقَرْيَةِ۔ یہاں اور ۲: ۵۸ میں الْقَرْيَةِ سے مراد بیت المقدس ہے

== مِنْهَا۔ ای من اثم القریة و تاروعها۔ یعنی شہر میں پائے جانے والے پھل وغیرہ

== حِطَّةٌ۔ ہم بخشش مانگتے ہیں۔ توہم کے گناہ جھاڑ۔ (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۵۸)

== ۱۶۲: ۷ رَجْزًا۔ عذاب۔ بلا۔ عقوبت۔ الرَّجْزُ کے اصل معنی اضطراب کے ہیں۔ اسی سے رَجَزَ الْبَعِيرُ۔ جس کے معنی صنعت کے سبب چلتے وقت اونٹ کی ٹانگوں کے کپکپانے اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے کے ہیں۔

== ۱۶۳: ۷ الْقَرْيَةِ۔ مدین اور کوہ طور کے درمیان سمندر کے ساحل پر ایک بستی۔

== حَاضِرَةَ الْبَحْرِ۔ لب دریا۔ سمندر کے کنارے۔ حَاضِرَةٌ۔ حُضُورٌ سے اسم فاعل ہے۔ مضاف البحر مضاف الیہ۔ بحر سے بحیرۃ قسزم مراد ہے۔

== يَعْدُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ عُدُّوَانٌ مصدر۔ باب نصر۔ حدّ شرعی سے تجاوز کر رہے تھے۔ زیادتی کر رہے تھے۔

== السَّبْتِ۔ سنیچر کا دن۔ یوم شنبہ۔ سنیچر کے دن کی تعظیم کرنا۔ کام کاج سے چھٹی کرنا۔

== شُرْعًا۔ الشَّرْعُ۔ سیدھا راستہ ہو و انصح ہو۔ چنانچہ واضح راستہ کو شُرْعٌ شُرْعٌ

شُرْعَةٌ کہا جاتا ہے پھر استعارہ کے طور پر طریق الہیہ پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

شُرْعًا شَارِعٌ کی جمع اسم فاعل ہے۔ شَارِعَةُ الطَّرِيقِ کی جمع شَوَارِعُ آتی ہے

جس کے معنی کھلی رٹرک ہے۔ آبیہذا میں شُرَعًا کے معنی ہیں کہ (مچھلیاں ان کے سامنے) پانی کے اوپر واضح طور پر آجائیں۔

== لَا يَسْبِتُونَ - جب وہ سینچر نہیں مناتے تھے۔ یعنی جس دن سینچر کا دن نہ ہوتا تھا اور ان کو مچھلیاں کپڑے کی ممانعت نہ ہوتی تھی م مضاوع منفی جمع مذکر غائب۔

== لَا تَأْتِيهِمْ - وہ ان کے سامنے (بے دھڑک اور نمایاں) نہ آتی تھیں

== نَبَلُوهُمْ - مضارع مجزوم جمع متکلم - بَلَاءٌ سے باب نصر۔ ہم نے ان کو آزمائش میں ڈالا

۱۶۴: ۷ = أُمَّةٌ مِنْهُمْ - ان میں سے کا ایک گروہ۔ ایک جماعت۔ سینچر کے دن مچھلیوں کے

شکار کرنے کے متعلق اس بستی کی آبادی تین مختلف الجینال گروہوں میں بٹ گئی۔

ایک گروہ کھلم کھلا نافرمانی کا مرتکب تھا۔ اور بے دھڑک اس روز شکار کرتا تھا۔

دوسرا گروہ خود تو شکار کرنے کے حق میں نہ تھا اور نہ شکار کرتا تھا۔ لیکن شکار کرنے والوں کو

روکتا بھی نہ تھا۔

تیسرا گروہ نہ صرف شکار سے اجتناب کرتا تھا بلکہ شکار کرنے والوں کو اس حکم عدولی سے

منع بھی کرتا تھا۔

== لِمَ تَعْظُونَ - تم کیوں نصیحت کرتے ہو۔ وَ عَظُّوا سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

یہاں مخاطب تیسرا گروہ ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے اور متکلم دوسرا گروہ ہے۔

== مَعذِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ - سوال کا جواب ہے۔ اٰی ان موعظتنا ایا هذ معذرة

الٰی ربکم لان الامر بالمعروف والنهي عن المنکر واجب علینا۔ یعنی ہمارا ان کو نصیحت

کرنا اپنے اللہ کے حضور اپنی معذرت کے طور پر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہم پر واجب ہے

(ہم اس حکم کی تعمیل میں ایسا کر رہے ہیں)

۱۶۵: ۷ = نَسُوا مَا فِي مَعْرُوفٍ جَمْعُ مَذْكَرٍ غَائِبٍ نِسْيَانٌ مصدر۔ (باب سمع) وہ بھول گئے۔

یعنی انہوں نے چھوڑ دیا (متذکرہ بالا پہلے گروہ کے افراد مراد ہیں)

== بَشِيرٍ - شدید۔ سخت۔ بروزن فعیل۔ بَأْسٌ اور بَوَسٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے

۱۶۶: ۷ = عَتَوْا - انہوں نے سرکشی کی۔ نافرمانی کی۔ سرتابی میں حد سے گذر گئے۔ شرارت

میں انتہا کو پہنچ گئے۔ عَتَوْا سے۔

== نَهَمُوا - نَهْمٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب ان کو منع کیا گیا۔

== قِرْدَةٌ - جمع۔ قِرْدٌ واحد۔ بندر۔ لنگور۔

== خَسِيبًا - ذلیل - خوار - خَسًا سے . اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر

۱۶۷:۷ = تَأَذَّنَ - اس نے اعلان کیا . اس نے خبر دی - اِذْنٌ سے باب تَفَعَّلَ تَأَذَّنُ جس سے سنا لینے کے ہیں . ماضی واحد مذکر غائب .

== لَيَبْعَثَنَّ - مضارع واحد مذکر غائب تاکید بانون ثقیلہ جواب قسم کے لئے بے بعث سے وہ ضرور ہی بھیجے گا .

== يَسُوْمُهُمْ - مضارع واحد مذکر غائب - سَوَّمَ مصدر - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب . وہ ان کو تکلیف دیتا ہے یا تکلیف دیگا . (نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۹ و ۳: ۱۴ -

هُمْ کی ضمیر کس کی طرف راجع ہے . اس میں علماء میں اختلاف ہے . بعض کے نزدیک یہ ضمیر اس گروہ کے افراد کے لئے جنہوں نے متواتر حکم عدولی کرتے ہوئے سبت کے روز بھی مچھلیوں کا شکار کیا .

بعض کے نزدیک اس سے مراد پوری یہودی امت ہے .

اور بعض کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عصر یہودی مراد ہیں . اس آیت میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے .

۱۶۸:۷ = قَطَعْنَاهُمْ - ملاحظہ ہو - ۱۶۰:۲۷ - ہم نے ان کو بانٹ دیا - تقسیم کر دیا .

۱۶۹:۷ = خَلَفَ - وہ جانشین ہوا - وہ پیچھے آیا (باب نصر) اول معنی میں خِلَافَةٌ - جانشین ہونا - اور دوسرے معنی میں خَلَفٌ (پیچھے آنا) سے ہے .

= خَلَفٌ - ناخلف - بُرے جانشین - امام لغوی لکھتے ہیں خَلَفٌ اس قرن (نسل) کو کہتے ہیں جو دوسرے قرن کے بعد آتا ہے .

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ خَلَفٌ لام کے زبر کے ساتھ (نیک کے لئے آتا ہے اور خَلَفٌ لام کے جزم کے ساتھ) بد کے لئے آتا ہے .

= وَرِثُوا الْكِتَابَ - جو کتاب الہی (توریت) کے وارث ہوئے یعنی پہلی نسلوں کے بعد اب جن پر اس کتاب الہی پر گامزن رہنا فرض ٹھہرا .

= عَرَضَ - مال و متاع - سامان و اسباب - امام راغب لکھتے ہیں الْعَرَضُ - ہر وہ چیز جسے ثبات نہ ہو - ابو عبیدہ کے نزدیک جملہ متاع دینا اس میں شامل ہے - یہ جو بولا جاتا

ہے الدنیا عرض حاضر - (کہ دنیا تو پیش افتادہ سامان کا نام ہے) یہ بھی دنیا کی بے ثباتی ہی بتانے کے لئے ہے - قرآن مجید میں ہے تَرْتَبِدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ

بُرَيْدًا الْاُخْرَةَ (۶۷:۸) تم لوگ پیش افتادہ سازو سامان کے طالب ہو۔ اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔

= اَذْنِي - زیادہ نزدیک - مذکر کے لئے بولا جاتا ہے، دَانٍ دَدْنِي کا اسم تفضیل ہے دُنْيَا (مَوْنِثٌ ہے یہاں یہ لفظ دنیا کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔

يَاخُذُونَ عَرَضَ هَذَا الْاَذْنِي - وہ اس دنیا کا مال و دولت لیتے ہیں۔

= سَيُخْفَرُ لَنَا - وہ ہمیں ضرور بخش دیا جائیگا۔ یعنی جو یہ مال حلال و حرام ہم حاصل کر رہے ہیں اس کا ہم سے مواخذہ نہ ہوگا۔

= وَاِنْ يَأْتِيَهُمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ - واد عالیہ ہے یعنی حال یہ ہے کہ بجائے حرام مال کے بقیہ پر توبہ کرنے اور مغفرت طلب کرنے کے ویسے ہی طریقہ کا مزید مال حاصل کرنے پر مصر ہیں۔

= مِيثَاقُ الْكِتَابِ - ای العیثاق المذکور فی الکتاب - وہ وعدہ جو کتاب (تورات) میں مذکور ہے یعنی اَنْ لَا يَقُولُوا عَلٰی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ -

= دَرَسُوا - انہوں نے پڑھا۔ دَرَسُوا اور دَرَسَتْ سے ماضی جمع مذکر غائب۔

= مَا فِيْهِ - میں ہضمیر واحد مذکر غائب۔ الکتاب کی طرف راجع ہے

۷: ۱۷۰ = يُمْسِكُونَ - جمع مذکر غائب تَمْسِكُ باب تفعّل سے۔ وہ پکڑے ہوئے ہیں وہ پابند ہیں۔ اِمْسَاكُ الشَّيْءِ کے معنی کسی چیز سے چمپٹ جانا۔ اور اس کی حفاظت کرنے کے ہیں۔

۷: ۱۷۱ = نَقَطْنَا - ماضی جمع متکلم نَتَقُ سے (باب نصر) ہم نے اٹھایا۔ رسیوٹی، ہم نے

اکھاڑ دیا (بغوی)، ہم نے معلق کر دیا (فرار) نَتَقُ (باب ضرب و نصر) کھینچنا۔ ہلانا۔ بات کہنا کسی چیز کو کھینچنا اور ہلانا اس طرح کہ وہ ڈھیلی پڑ جائے (راعب)

لسان العرب میں ہے کہ النقی - الزعزعة - والهز والجدب والنقص یعنی نقی کا معنی جھٹکا دینا۔ زور سے ہلانا۔ کھینچنا اور جھاڑنا ہے۔ جب پہاڑ میں زلزلہ آتا ہے تو یہ کیفیت رونما ہوتی ہے۔ اور جو لوگ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوتے ہیں انہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ ان پر ابھی گرا چاہتا ہے۔ اس قسم کی صورت حال سے بنی اسرائیل کو دوچار کر دیا گیا۔

= ظَلَّةٌ - سائبان کی طرح سایہ دار بدلی۔ پھر ہر چیز پر جو سائبان کی طرح بھا جانوالی ہو اس پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ (۳۱: ۳۲) جب (بادلوں کی طرح) سمندر کی بڑی بڑی موجیں انہیں ڈھانپ لیتی ہیں۔

= الْجِبَل سے مراد کوہ طور ہے۔

= قَاعٌ - گر پڑنے والا - دَقَعَ سے (باب فتح) اسم فاعل واحد مذکر۔

= خَذُوا - قُلْنَا لَهُمْ خُذُوا

= مَا آتَيْنَاكُمْ - یعنی تورات۔

۱۷۲: ۷ = ظُهُورِهِمْ - مضاف مضاف الیہ - ظُهُورٌ - ظُهُورٌ کی جمع ہے پیٹھیں پشتیں۔ نسلیں۔

= ذُرِّيَّةٌ - کے اصل معنی مچھوٹی اولاد کے ہیں۔ مگر عرف میں مطلق اولاد پر یہ لفظ بولا جاتا ہے

اصل میں یہ لفظ جمع ہے مگر واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے

قرآن میں آیا ہے ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ - (۳۴: ۳) ان میں سے بعض بعض کی اولاد

ذُرِّيَّةٌ کے اصل کے متعلق تین قول ہیں۔

(۱) - بعض کے نزدیک یہ ذَرَّاءُ اللّٰهُ الْخَلْقُ سے ہے یعنی اصل میں مہموز اللام ہے مگر کثرت

استعمال کے سبب دَرِيَّةٌ وَ ذَبْرِيَّةٌ کی طرح ہمزہ کو ترک کر دیا گیا۔ اور ذُرِّيَّةٌ ہو گیا۔ (سادہ

ذہرہ)

(۲) - بعض کے نزدیک یہ اصل میں ذُرِّيَّةٌ بَرَزَنٌ فُعْلِيَّةٌ تھیں اور ذُرٌّ (ذَرٌّ) سے مشتق

ہے جیسے قُرِّيَّةٌ قَرٌّ سے۔

(۳) کہ آیت کریمہ وَ لَقَدْ ذَرَأْنَا الْجَعْتَمَ (۷۹: ۷) اور ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے میں ذَرَأْنَا

ذَرَيْتُ الْجَنْطَةَ (گیہوں کو ہوا میں صاف کرنا) سے مشتق ہے۔ اس صورت میں مادہ ذرہ

= وَ إِذْ أَخَذْنَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ - میں مِنْ ظُهُورِهِمْ بدل ہے مِنْ ابْنِي آدَمَ کا اور

ذُرِّيَّتِهِمْ (مضاف مضاف الیہ) مفعول ہے اخذ کا۔

ترجمہ :- اور جب تیرے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا۔ (یعنی اپنے

دوبرولا حاضر کیا)

= أَشْهَدَهُمْ - اس نے ان کو گواہ بنایا۔ اس نے ان کی شہادت لی۔

= اَنْ تَقُولُوا عَمِ غُفْلِينَ - یہ جملہ مفعول لئے ہے فَعَلْنَا ذَلِكَ كَمَا جُو مَحذوف ہے۔

۱۷۳: ۷ = اَدْ تَقُولُوا - عطف ہے اَنْ تَقُولُوا - (آیہ سالقہ پر)

= أَفْتَهْلِكُنَا - الف لام استفہام کے لئے ہے۔ تَهْلِكُ مَضارعٌ واحد مذکر حاضر ناقص

مفعول جمع منکلم۔ کیا تو ہمیں ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

- مُبْطِلُونَ - اسم فاعل جمع مذکر - غلط گو - جھوٹے - اہل باطل
 ۱۷۵ - اُتِلُّ - تو پڑھ - تو تلاوت کر - تِلَاوَةٌ سے جس کے معنی پڑھنے - تلاوت کرنے اور معنی
 تدریس کرنے کے ہیں - امر واحد مذکر حاضر - (خطاب حضرت رسول کریم سے ہے -
 نَبَأٌ خَيْرٌ حَالٍ - نَبَأٌ الَّذِي حَالُ اس شخص کا -

بُنِيَ اٰيَاتِنَا - ہم نے اس کو اپنی نشانیاں دیں - ہم نے اس کو اپنی نشانیوں کا علم دیا -
 - فَانْسَلَخْنَا مِنْهَا - وہ چھوڑ نکلا - وہ گذر گیا - اَلنَّسْلُجُ - کے اصل معنی ہیں کھال کھینچنا - (باب انفعال)
 سے معاورہ ہے سَلَخْتُهُ فَانْسَلَخْنَا - میں نے اس کی کھال کھینچی تو وہ کھینچ گئی - اسی سے ہے سَلَخْتُ
 عَهُ - میں نے اس کی زرہ کھینچی یعنی اتار لی - گذر جانے کے معنی میں قرآن میں آیا ہے فَاذَا اَنْسَلَخْنَا
 شَهْرَ الْحَرَمِ (۵:۹) جب حرمت کے مہینے گذر جائیں - سانپ کی کچلی اتار دینے کو عرب میں
 نہیں انسلخت الحیة من جلدھا (سانپ اپنی جلد سے نکل گیا) پس فانسلخ منها کا یہ
 مطلب ہوا کہ - اس شخص نے ان آیات و ہدایات کو چھوڑ دیا - اور گمراہی میں چلا گیا -
 = اَتَّبَعَهُ - وہ اس کے پیچھے لگ گیا -

= عَوْنِيَّتَا - اسم فاعل جمع مذکر - عَاوِيٌّ واحد - گمراہ - کج رو -
 پہا - میں ضمیر اٰيَاتِنَا کی طرف راجع ہے -

= اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ - اسی مال الی الدنیا و رغبت فیہا - (لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا
 اس کی رغبت اس میں رتج لیس گئی -
 = تَحْمِلُ عَلَيْهِ - تو اس پر حملہ کرے -

= يَلْهَتْ - ہانپنا - زبان باہر نکالنا - و ذربان باہر نکال دیتا ہے (باب فتح) لَهَتْ و لَهَاتٌ -
 و غیرہ کا عاجزی اور پیاس سے زبان باہر نکالنا - لَهَاتٌ - پیاس کی گرمی - موت کی سختی - باب
 ح - پیاسا ہونا - لَهَاتٌ پیاس - التهاث (باب افتعال) پیاس و تکان وغیرہ سے زبان باہر نکال
 نا -

۱۷۷ - سَاءَ مَثَلَانِ الْقَوْمِ - میں مَثَلًا تمیز ہے - یعنی مثال کے لحاظ سے بُری ہے وہ قوم -

۱۷۸ - الْمُهْتَدِيُّ - اسم فاعل واحد مذکر - معرفہ - ہدایت یاب -
 = وَمَنْ يُضِلُّ - اسی و من يُضِلُّ اللہ - اور جن کو اللہ گمراہ کر دے -

۱۷۹ - ذَرْنَا - ہم نے پیدا کیا - ماضی جمع متکلم -

= لِحَبْتِهِمْ - میں لام عاقبت کا ہے - غایت کا نہیں - یعنی ان کو پیدا کرنے کی غایت ان کو جہنم میں

ڈالنے کی نہ تھی۔ بلکہ اپنے کفر و نافرمانی کے انجام کے طور پر وہ جہنمی بن گئے۔

قرآن میں اس کی اور مثالیں بھی ہیں۔ مثلاً فَانقَطَعَتْ اِلٰی فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَرًّا نًّا۔ پس فرعون کے آدمیوں نے اس کو اٹھایا تاکہ بڑا ہو کر وہ ان کا دشمن بنے اور باعثِ زحمت ہو۔ تو یہاں انہوں نے اس نیت اور اس غرض کے لئے نہیں اٹھایا تھا کہ واقعی ان کا دشمن نکلے۔ بلکہ ان کی نیت اور مقصد تو یہ تھا کہ جب یہ بڑا ہو گا۔ تو ہمارے کام آئیگا لیکن ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ انجام کار وہی موسیٰؑ ان کی اور فرعون کی بربادی کا باعث بنا۔

۱۸۰: ۴ = ذُرِّيَّةٌ مِّنْهُمُ امْرٌءٌ مُّجْرِمٌ يّعْتَدُ عَدُوًّا لِّبَنِي اِسْرٰٓءٰٓءِلَ ۚ يَتَّبِعُهُ الْكٰفِرُوْنَ اُولٰٓئِٓكَ نَجَسٌ مُّطَهَّرٌ ۚ

= يُلْحِدُونَ - الْحَادُّ مُصَدَّرٌ - وَهٖ كَجَرَاهِي كَرْتِي هِي - وَهٖ غَلَطٌ نَسَبٌ كَرْتِي هِي - الْحَادُّ كَالْمَعْنٰى سِيدِ هِي رَاهٖ سَمِنَ مَوْزِنًا -

يُلْحِدُونَ فِيْ اَسْمَائِهِ - جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں یعنی اس کے اسماء الحسنیٰ کا اطلاق اس کے سوا کسی غیر پر کرتے ہیں جیسے سیدہ کذاب کے پیروکار اس کو رحمن میاں کہہ کر تے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ کو ایسے ناموں سے پکارنا جو اس نے اپنے لئے نہیں رکھے۔ یا جو اس کی شان کے شایان نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کو يَادَفِيْعٌ کہہ کر پکارنا۔ وغیرہ۔ لَحْدٌ - بَغْلِيْ قَبْرِ ۙ ۱۸۱: ۴ = يّعْدِلُونَ - عدل و انصاف کرتے ہیں۔ بہ میں ضمیر اللحق کی طرف راجع ہے۔

۱۸۲: ۴ = سَنَسَدٌ بِرُجُوْمٍ - استدراج (استفعال) سے۔ اس کے معانی علمائے مختلف پہلوؤں سے کئے ہیں لیکن اصل میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۱) ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑتے ہیں (مولانا تھانویؒ)

(۲) استدراج کے معنی ہیں مخفی طریقہ سے آہستہ آہستہ کسی چیز کی طرف چلنا۔ (معالم)

(۳) ہم ان کے ساتھ ایسی تدبیریں کرنے والے ہیں جن کا ان کو پتہ بھی نہ ہو۔ (عطارد)

(۴) ہم ان کے اعمال کو ان کی نظر میں پسندیدہ بنا دیں گے پھر ان کو ہلاک کر دیں گے (کلبی)

(۵) جب وہ کوئی نیا گناہ کرتے ہیں تو ہم ان کو جدید نعمت بخشتے ہیں۔ (ضحاک)

(۶) ہم ان پر اپنی نعمتوں کو بہاتے ہیں۔ لیکن شکر ادا کرنا فراموش کر دیتے ہیں (سفیان)

(۷) ہم ان کو آہستہ آہستہ پستی میں گرا دیں گے اس طرح کہ ان کو علم تک نہ ہو۔ (کریم شاہ)

دَرَجَةٌ زُرِيَّةٌ كِي رِيْهِمَا تَدْرِيحٌ دَرَجَةً بِرُجُوْمٍ -

(۸) ہم قلیلاً قلیلاً ہلاکت کی طرف لیجائیں گے۔ (منظہری)

= مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ - اس طرح کہ ان کو علم تک نہ ہو گا۔

= اُمِّلِي - میں ڈھیل دوں گا۔ میں ڈھیل دینے جاتا ہوں۔ اِمْلَاءُ (اِفْعَالٌ) جس کے نئی مہلت میں ڈالنے۔ ڈھیل دینے۔ اور لمبی لمبی امیدیں دلانے کے ہیں۔ مضارع احد متکلم۔

= کَيِّدِي - میری تدبیر۔ کَيِّدٌ ہر اچھی یا بُری تدبیر کو کہتے ہیں قرآن حکیم میں اس کا استعمال بطور استہزاء ہے وہاں اس کے مذموم معنی مراد ہیں جہاں بھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہو اس کے در معنی مراد ہیں۔ حَسَنٌ تدبیر۔

= مَتِينٌ - سیغہ صفت مشبہ - مضبوط۔ محکم۔ ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں حصہ کو متن کہتے ہیں۔ اس سے متن فعل بنا لیا گیا۔ متن اس کی پشت قوی اور مضبوط ہو گئی۔ اس کے اعضائے متن اور مضبوط ہو گئے۔ مَتِينٌ مضبوط پشت والا۔ توسیع استعمال سے متین کا معنی قوی محکم ہو گیا۔ متانت۔ مضبوطی۔ سنجیدگی۔

۱۸۴: - جِنَّةٌ - جنوں۔ سودا۔ دیوانگی۔ جَنٌّ سے مشتق ہے۔ چونکہ دیوانگی عقل کو چھپا دیتی ہے اس لئے اسے جِنَّةٌ کہتے ہیں۔

= اِنْ هُوَ فِي اِنْ نَافِيَةٌ -

۱۸۵ = مَلَكُوتٌ - مَلِكٌ فعل مبالغہ کے لئے تا بڑھادی گئی ہے۔

مذہب کامل۔ غلبہ تامہ۔ حکومت حقیقیہ۔ بقول راعب ملکوت اللہ کی بادشاہی و حکومت کے خاص ہے۔

: اِحْتَرَبَ - وہ قریب آگلی۔ اِحْتِرَابٌ (اِفْتِعَالٌ) سے ماضی واحد مذکر ناصب۔

: اَجَلُهُمْ - ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔

اَدَلَمَ يَنْظُرًا میں تین امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ملکوت ارض و سماء۔

مختلف النوع مخلوق جو اس ارض و سما میں ہے۔

اجل کا کسی وقت بھی آگنا۔

بَعْدَهُ میں ہ ضمیر (واحد مذکر غائب) قرآن کی طرف راجع ہے۔

۱۸۶ = يَدْرُ هُمُ - وہ چھوڑ دیتا ہے ان کو۔ وَدَّرُوسٌ مضارع واحد مذکر غائب۔ هُمُ

مفعول جمع مذکر غائب

طَخِيًا نِيْمٌ - مضاف مضاف الیہ۔ ان کی گمراہی۔ سرکشی، نافرمانی۔

= يَعْمُونَ - وہ سرگردان و گمراہ پھرتے ہیں۔ عَمَّةٌ - مصدر۔ (باب فتح - سمع) عَمَّةٌ مَرگ
عَمَّةٌ - عَامِئَةٌ - سرگردان و حیران - منرود۔

۱۸۷: ۷ = آيَانَ - کب - مَتَى کے قریب المعنی ہے اور کسی شے کا وقت معلوم کرنے کے لئے آ
ہوتا ہے۔^۱

بعض اس کی اصل آتَى اَدَانٍ بمعنی کونسا وقت - بتاتے ہیں۔ الف کو حذف کر کے داؤ
یا کیا گیا پھر اس یار کو آتَى کی یار میں مدغم کیا گیا۔ آيَانَ ہو گیا۔

= مَرَسَهَا - مَرَسًا مضاف ہا مضاف الیہ۔ مصدر مہمی ہے مَطِيرَانًا - جہاناً - مادہ دَ
ہے دَسَايُوسُو (نصر) مَطِيرَانًا - جگہ پر جم جانا۔ اس سے مصدر مہمی مَرَسَا آتا ہے لیکن ثلاثی من
میں باب افعال سے اِدَسَاءٌ مصدر۔ اور مصدر مہمی مَرَسَا آتا ہے۔ مَطِيرَانًا - جہاناً - کشتی
لنگر انداز ہونا۔

آيَانَ مَرَسَهَا - اس کا وقوع کب ہوگا۔

= لَا يُجَلِّيْهَا - مضارع منفی واحد مذکر غائب ہا ضمیر واحد مؤنث غائب (تَجَلِيَّةٌ) لَا
مصدر۔ اس کو نمودار نہیں کرے گا۔ لَا يُجَلِّيْهَا لِيَوْقَتِهَا - اَيُّ لَا يُظْهِرُ لِيَوْقَتِهَا الْمَعِينِ اِ
اللَّهِ - وَلَا يَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِكَ غَيْرُهُ - اس کا وقت معین وہی ظاہر کر سکتا ہے۔ مارتا سکتا۔
اور کسی اس کے سوا قدرت نہیں ہے۔

= ثَقَلَتْ - (باب کرم) ثَقُلُ مصدر۔ وہ بھاری ہوئی۔ ماضی بمعنی مضارع۔ وہ بھا
ہوگی۔ حَسَنٌ کہتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو اہل ارض و سما پر بہت بھاری گذرے گی
(بوجہ متعدد اسباب کے کہ آسمان پھٹ جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ پڑیں گے۔ پہاڑ
جائیں گے۔ زمین متزلزل ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

= بَغْتَةً - اک دم۔ اچانک۔ یکایک۔ اَنَّا فَا نَا۔

= حَفِيٌّ - باخبر۔ جو تحقیق و تدقیق کر چکا ہو۔ بڑا مہربان۔ متلاشی۔ محقق۔

كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا - اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے يَسْئَلُونَكَ
كَأَنَّكَ حَفِيٌّ بِهَيْمٍ - وہ تم سے یوں پوچھتے ہیں گو یا تم ان کے بڑے دوست ہو۔
یا وہ تم سے اس انداز میں پوچھتے ہیں کہ تاسخ وقوع سے تم واقف ہو۔ یا تم اس کی خور
تحقیق کر چکے ہو۔

۱۸۸: ۷ = لَا اسْتَكْثَرْتُ - میں ضرور بہت جمع کر لیتا۔ اسْتَكْثَرْتُ (اسْتَفْعَالٌ) سے جہ

معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں۔

یہاں اگر غیب سے مراد وقت موت لیا جائے تو لَا مَسْتَكْتَرَتْ کا مطلب ہوگا کہ میں بہت نیکیاں جمع کر لیتا غلِ صَاحِ کر کے اور اعمالِ سوء سے اجتناب کر کے۔

اور اگر عام معنی لئے جاویں تو مطلب ہوگا کہ نقصان سے بچتے ہوئے اور نفع کو اختیار کرتے ہوئے میں بہت کچھ جمع کر لیتا۔ اور ایذا وغیرہ سے بچ جاتا۔

۱۸۹:۷ = دَذَبَهَا۔ اس (مَوْت) کا جوڑا۔ یعنی خاوند۔ اور دَذَبْتُ اس (مذکر) کا جوڑا۔ یعنی اس کی بیوی۔ گویا زوج کا مطلب ہوا بالمقابل صنف سے ساتھی۔

= لَيْسَنَّ۔ تاکہ تسکین پائے۔ اطمینان حاصل کرے۔ اس میں فاعل نَفْسٌ ہے جو کہ مَوْت استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں صیغہ مذکر کا لایا گیا نَفْسٌ کے معنی کے لحاظ سے کیونکہ اس سے مراد یہاں آدم (مرد) ہے۔ اور اسی مناسبت سے زوج کا لفظ جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے اس سے مراد بیوی ہے = تَغَشَّهَا۔ اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانکا۔ کنایہ "اس مرد نے اس عورت سے ہم بستری کی۔ تَغَشَّى الْمَرْأَةَ۔ وہ عورت کے پاس گیا (اس سے مجامعت کی) غَشَادَةٌ سے پردہ جس سے کوئی شے ڈھانپ دی جائے۔

= فَمَوَّتَ بِهِ۔ میں ہضمیرواحد مذکر غَابَ حَمَلًا کی طرف راجع ہے وہ اس حمل کو لئے پھرتی ہے = دَعَا۔ ماضی تثنیہ مذکر غَابَ (اگرچہ تثنیہ میں ایک مرد اور ایک عورت شامل ہیں لیکن مرد کی جنس کے غلبہ کی وجہ سے تثنیہ مذکر لایا گیا) ان دونوں نے پکارا۔ ان دونوں نے دعا کی۔ ۱۹۱:۷ = مَا لَا يَخْلُقُ۔ میں ما موصولہ ہے۔

لَا يَخْلُقُ۔ اور هُمُ يَخْلُقُونَ میں دونوں ضمیروں کا مرجع ما موصولہ ہے۔ لیکن يَخْلُقُ میں هُوَ (مستتر) ضمیر واحد ہے اور يَخْلُقُونَ میں هُمْ ضمیر جمع ہے اس کی توضیح علماء نے یوں کی ہے کہ ما موصولہ کی دو حیثیتیں ہیں۔ لفظی اعتبار سے وہ واحد ہے اور لَا يَخْلُقُ میں اس کی اسی حیثیت کو معتبر رکھا گیا ہے۔ اور معنوی لحاظ سے جمع ہے اور هُمُ يَخْلُقُونَ میں اسی معنوی حیثیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے دوسری بات جو یہاں غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ شکر کا سے یہاں مراد بت ہیں۔ اور وہ بے جان تھے قاعدہ کے مطابق تو ان کے لئے ضمیر مَوْت ہوئی چاہئے مہتمی۔ لیکن یہاں جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس کی توجیہ یوں کی گئی ہے کہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ان کے متعلق یہ تھا کہ یہ بت عقل و حیات رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ذکر کیا گیا۔

۱۹۲:۷ = لَا يَسْتَطِيعُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر غَابَ۔ (باب استفعال) وہ استطاعت

نہیں رکھتے۔ وہ قدرت نہیں رکھتے۔ وہ طاقت نہیں رکھتے۔ طَوْعٌ مَادَّہ۔
 = لَهْمٌ میں ضمیر هُمْ کا مزج مشرکین ہیں اور اَنْفُسَهُمْ میں ضمیر هُمْ وہ بُرْت ہیں جن کو مشرکین
 نے اللہ کا شریک بنایا ہوا تھا۔

۱۹۳: ۷ = تَدْعُوهُمْ۔ تم ان کو پکارتے ہو۔ تم ان کو بلاتے ہو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں
 تَدْعُونَ تھا۔ اِنْ شَطِیْہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اصنام و
 اوتان کے لئے ہے۔

= اِنْ تَدْعُوهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَآ يَتَّبِعُوْكُمْ۔ اِی اِلٰی مَا هُوَ هَدٰى وِرشاد و الٰی
 اِنْ يَهْدُوْكُمْ وَالْمَعْنٰی وَاِنْ تَطْلُبُوْا سَنَمُ كَمَا تَطْلُبُوْنَ مِّنَ اللّٰهِ الْخَيْرِ وَالْهُدٰى لَآ
 يَتَّبِعُوْكُمْ اِلٰی مَرَادِكُمْ وَطَلَبْتُمْ وَلَا يَجِیْبُوْكُمْ كَمَا يَجِیْبُكُمْ اللّٰهُ اِلٰی الْهُدٰى۔
 رشد و ہدایت کی طرف اس واسطے کہ تمہیں راہ ہدایت دکھائیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان سے خیر و ہدایت کے لئے دعا کرو۔ جیسا کہ تم اللہ تعالیٰ سے خیر و ہدایت
 کی دعا کرتے ہو تو جس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری پکار کو سن کر پورا کرتا ہے یہ تمہاری مراد یا طلب کو پورا نہیں
 کر سکتے۔

یا اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے اگر تم ان کو ہدایت کی طرف پکارو تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں
 = اَدْعُوْهُمْ هُمْ۔ خواہ تم ان کو پکارو۔ اِنْ كُوْدَعُوْت لَوْ دَعُوْتُمْ دُعَاً مِّنْ مَّا ضَمِنَ جَمْع
 مذکر حاضر۔ وَاِذَا اشْبَاعٌ كَا هِمْ۔ نمیز جمع مذکر غائب اصنام کے لئے ہے۔
 = صَامِتُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ خاموش۔ چپ۔ صَمْتٌ سے جس کے معنی خاموش
 ہونے کے ہیں۔ صَمْتٌ يَصْمُتُ۔ (نصراً) خاموش رہنا۔ ناطق کی ضد ہے۔
 ۱۹۳: ۷ = تَدْعُوْنَ۔ تم پکارتے ہو۔ اِی تَعْبُدُوْنَ۔ (جن کی) تم عبادت کرتے ہو۔ و تَسْمُوْنَ
 الٰہۃ۔ جنہیں تم الٰہ کا نام دیتے ہو۔

= عِبَادٌ اَمْثَالِكُمْ۔ تم ہی جیسے بندے۔ بت اگرچہ پتھر اور لکڑی کے بے بان مجھے ہو کرتے
 تھے ان کو تمہارے جیسے بندے کہنا وجوہ ذیل کی بنا پر ہو سکتا ہے۔
 رام مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق
 ان سے بات کی گئی۔

۱۹، یہ الفاظ بطور استہزار استعمال کئے گئے ہیں کہ اے عقل کے دشمنو! اگر تمہاری بات کو مان بھی
 لیا جائے کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ تمہاری طرح کے انسان ہی

ہوں گے۔ تو پھر اپنے جیسے انسان کی بندگی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے؟
(۳) بتوں کو عباد کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ بھی تمہاری طرح اس کے ملوک ہی ہیں۔ جس طرح تم مخلوق ہو اس طرح پر یہ بھی مخلوق ہیں۔

== فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ پس پکار دیکھو ان کو، انہیں چاہئے کہ تمہاری پکار کو قبول کریں
اگر تم اپنے اعتقاد پر سچے ہو (لیکن بھلا یہ ایسا کرتے ہیں ہرگز نہیں)۔
۱۹۵:۶ = قُلْ - اِی قُلْ یَا مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)

== کینڈون - میرے خلاف تدبیریں کر لو۔ میرے خلاف سازش کر لو، تم سب اور تمہارے
شرکاء

== فَلَا تَنْظُرُوا - تم مجھے ڈھیل مت دو۔ تم مجھے مہلت نہ دو۔ اِنظَارٌ (افعال) سے
مضارع منفی جمع مذکر حاضر۔ ہی ضمیر واحد متکلم۔ محذوف ہے۔

(یعنی تم جو یہ دھمکی دیتے ہو کہ تمہارے بت اگر ناراض ہو گئے تو میری خیر نہیں تو بلا لو اپنے ان
شرکاء کو۔ اور خود بھی ان کے ساتھ مل کر میرے خلاف جو سازش چاہو تیار کر لو، تم میرا کچھ نہیں بگاڑ
سکتے۔ کیونکہ مجھے اللہ کی حمایت پر یقین ہے)

۱۹۶:۶ = دَبِّی - میرا حمایتی۔ میرا مددگار۔ میرا ناصر۔

== اَلْكِتَابِ - القرآن

== یَتَرَوْنِی - جو مدد کرتا ہے۔ جو دوست رکھتا ہے۔

۱۹۸:۶ = فَإِنْ تَذَعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى - ملاحظہ ہو (۱۹۳:۶)

اگر یہاں ہم کی ضمیر مشرکوں کی طرف راجع ہے جیسا کہ الحسن کا قول ہے تو اس کا مطلب یہ
ہوگا۔ کہ اگر تم ان (مشرکین) کو ہدایت کی طرف پکارو تو وہ نہیں سنیں گے اور تو ان کو
دیکھے گا کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں لیکن کچھ دیکھ پا نہیں رہے (یونہی بھٹی بھٹی آنکھوں سے
دیکھ رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں پکار کو سمجھ نہیں رہے)

لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک ہم کی ضمیر کا مرجع وہ اسام و اوثان ہیں جن کو مشرکین اللہ
کے شریک ٹھہراتے تھے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ (یا ہدایت کے لئے بلاؤ)
تو اپنی مصنوعی آنکھوں سے معلوم دیں گے کہ دیکھ رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اس قابل ہی نہیں
کہ دیکھ سکیں۔

یہ مضمون آیت ۱۱ کے بعد دوبارہ لایا گیا ہے کہ ان بتوں کی لاچارگی اور بے بسی ان کے

ذہن نشین کرائی جائے

۷: ۱۹۹ = خُنْ - تو کپڑے - تولے - تو اختیار کر۔ اَخْذُ سے امر واحد مذکر حاضر۔

= اَلْعَفْوُ - آسان - حاجت سے زیادہ - معاف کر دینا - عَفَا يَعْفُو ۱ - (باب نَصْرٍ) کا مصدر ہے اور اسم بھی ہے - عربی میں کہتے ہیں خُنْ مَاعَفَا لَكَ جو تمہیں آسانی بغیر مشقت کے ملے وہ لے لو۔

اور قرآن میں ہے وَ لَيْسَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوُ (۲: ۲۱۹) رے محمد لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا مال خرچ کریں - تو ان سے کہہ دو جو تمہاری حاجت سے زیادہ (جس کے خرچ سے تمہیں تکلیف نہ ہو) اور معاف و درگزر کرنے کے معنوں میں قرآن میں اکثر استعمال ہوا ہے - اللہ تعالیٰ کے اسمِ حسنیٰ میں سے عَفُوٌّ ہے - اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۴۳: ۲۴) بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اور ثَمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ (۵۲: ۲) پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا۔

اور مَنْ عَفَادَا صَلَّحَ (۴۲: ۴۰) مگر جو درگزر کرے اور معاملے کو درست کر لے - آیتہا

میں معاف کرنے اور درگزر کرنے کے معنی ہیں

= اَلْعُرْفُ - عُرْفٌ بِرُوزِنٍ فَعْلٌ اسم ہے مَعْرُوْفٌ کے معنوں میں - پسندیدہ کام - نیک کام نیکی - مَعْرُوْفٌ - ہر اس قول یا فعل کا نام ہے جو کہ اس کی خوبی شریعت یا عقل سے ثابت ہو۔ مُنْكَرٌ کی ضد ہے جس سے مراد ہر وہ بات جو شریعت و عقل کی رو سے بُری سمجھی جائے۔

= اَعْرِضْ - تو منہ پھیر لے - تو کنارہ کش ہو جا۔ اِعْرَاضٌ سے امر واحد مذکر حاضر۔

۷: ۲۰۰ = اِمَّا - اِنَّ شَرْطِيَهٗ اور ما زائدہ سے مرکب ہے - اگر - یا - ملاحظہ ہو ۷: ۱۱۵ -

= يَنْزَعُكَ - مضارع واحد مذکر غائب بانوں ثَقِيْلَهٗ نَزْعٌ سے لَكَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر نَزْعٌ کے معنی ہیں انگلیوں کے پوروں سے کسی کو گدگانا - کسی کو برائی پر اکسانا - اور کسی گناہ پر آمادہ کرنا - النَزْعُ الضَّرْبُ بِرُؤْسِ الْاَصَالِ وَالْمَوَادُّ هُنَا التَّحْرِيْكُ اِلَى الشَّرِّ وَالْاِعْوَاءُ وَالْوَسُوْسَةُ (مظہری)

المفردات میں ہے النَزْعُ کے معنی کسی کام کو بگاڑنے کے لئے اس میں دخل انداز ہونا۔

مِنْ اَبْدَانٍ نَزَعِ الشَّيْطٰنُ بَيْنِي وَبَيْنَ اِخْوَتِي (۱۲: ۱۰۰) بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا۔

یہاں یعنی دوسوہ میں ڈالے - برائی پر اکسائے۔

= فَاسْتَعِيدُوا - تو پناہ مانگ - استعاذۃ (استفعال) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔
 ۲۰۱: ۷ = مَشَهُمْ - مَسَّ يَمَسُّ (باب نصر) ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع
 مذکر غائب۔ وہ ان کو چھو جائے۔ وہ ان کو پہنچائے، وہ ان کو لگ جائے۔ کبھی اس سے مراد قربت
 منفی (جماع) بھی ہوتی ہے۔ مَثَلًا وَإِنْ طَلَفْتُمْ هُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ (۲۳۷: ۲) اور اگر
 تم عورتوں کو ان سے مجامعت سے پہلے طلاق دیدو۔ لازم اور متعدی دونوں صورتوں میں استعمال
 ہوتا ہے۔

= طَنَفٌ - دسوسہ - خطرہ - پھر جانے والا - پھیرے والا - پہلے معنی مجازی ہیں۔ اور دوسرے حقیقی
 طَنَفٌ طَوَّفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ طَوَّفٌ کے معنی کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔ قرآن
 میں ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا (۱۵۸: ۲) اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف
 کرے (اسی طرح خانہ کعبہ کے گرد چکر کاٹنے کو طواف کہتے ہیں) اسی طرح جو شخص گھروں کے گرد اگر دھقا
 کے لئے چکر لگاتا رہتا ہے اسے طائف کہتے ہیں۔ اور اسی سے جن۔ خیال۔ حادثہ وغیرہ کو بطور استعارہ
 طائف بولتے ہیں۔ جیسا کہ آیت ہذا میں ہے إِذَا مَسَّهُ طَافٌ مِنَ الشَّيْطَانِ جِبَابٌ ان کو شیطان
 کی طرف سے کوئی دسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ یا جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر۔ یعنی جو شیطان انسان پر
 چکر کاٹتا رہتا ہے اور اس کو فسکار کرنا چاہتا ہے اس کا دسوسہ اور خطرہ اتر کر گیا۔
 اور فَطَافَ عَلَيْهَا طَافٌ مِّنْ رَبِّكَ (۱۹: ۶۸) پھر پھیرا گیا اس پر کوئی پھیرا کرنے والا تیرے
 رب کی طرف سے۔ یعنی اس پر آفت پھر گئی۔

= تَدَاكُرًا - تَدَاكُرٌ (باب تفاعل) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ چونک گئے۔ انہوں نے
 یاد کیا۔ (ما امر اللہ بہ ونہی عنہ جس کے کہنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا تھا اور جس سے اس نے منع
 فرمایا ہوا تھا) یادہ پاگئے۔ سمجھ گئے۔ شیطان کے دسوسہ کو اور اس کی چال کو۔
 = مُبْصِرُونَ (توقورا) ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ حقیقت کو جان گئے۔

۲۰۲: ۷ = إِخْوَانُهُمْ - میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ الشیاطین کی طرف راجع ہے۔ ماقبل
 میں اگرچہ الشیطان (مفرد) استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں اس سے مراد جنس شیطان ہے اس لئے
 یہاں ضمیر جمع لائی گئی ہے۔ یعنی اخوان الشیاطین۔ وہ گروہ جو متذکرین کے متضاد ہے
 = يَمْدُدْنَهُمْ - يَمْدُدُّنَ کا فاعل الشیاطین ہے اور ہم ضمیر کا مرجع إِخْوَانُهُمْ (اخوان الشیاطین)
 = أَخِي - اسم فعل۔ گمراہی۔ بدراہی۔ غدی مادہ۔

= ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ - را نہیں پھر گمراہ کرنے میں وہ کوتاہی نہیں کرتے، مصادر منفی جمع مذکر غائب

(باب انعال) اِتَّصَرَ سے وہ باز نہیں ہتے۔ وہ کمی نہیں کرتے۔ وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ اَقْصَرَ
عَنِ الشَّيْءِ کے معنی ہیں وہ اس چیز سے رُک گیا۔

۲۰۳: ۷ = لَمْ تَأْتِيهِمْ۔ تو نہیں لاتا ان کے پاس۔ نفی مجہول۔ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
= تَوَلَّى۔ کیوں نہ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ۲۲۳: ۶۔

= اجْتَبَيْتَهَا۔ جَبَى (ضَرَبَ) جَبَى الْمَاءَ فِي الْحَوْضِ۔ اس نے حوض میں پانی جمع کیا۔ بڑے
حوض کو جَابِيَةٌ کہتے ہیں اور اس کی جمع جَوَابٍ ہے قرآن میں ہے وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ (۱۳: ۳۴)
اور (ایسے) لگن جیسے بڑے بڑے حوض۔ باب افعال سے اجْتَبَاءٌ۔ انتخاب کے طور پر کسی چیز کو جمع
کرنا۔ جیسے الْمَجْتَبَىٰ منتخب شدہ۔ برگزیدہ۔

آیت نہ میں اجْتَبَيْتَ بمعنى اِخْتَرْتَ وَاخْلَقْتَ کے ہے کیوں نہیں تم خود گھڑ لیتے۔ کیوں
نہیں تم خود بنا لیتے۔ کیوں نہیں تم خود اختراع کر لیتے۔ (جیسا کہ بقول کافرین کے وہ یعنی رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کو از خود گھڑ کر پیش کرتے تھے)
ہا ضمیر کا مرجع آیت ہے۔

= اَتَّبَعُ۔ میں اتباع کرتا ہوں اِتِّبَاعٌ (افعال) مضارع صیغہ واحد متکلم۔
= يُؤْحَىٰ۔ وحی کی جاتی ہے۔ اِيْحَاءُ افعال) سے مضارع مجہول واحد مذکر غائب
= هَذَا۔ ای القرآن۔

= لَبَّأْتُ۔ بَصِيرَةٌ کی جمع۔ کھلی دلیلیں۔ ظاہر نصیحتیں۔ واضح براہین۔
۲۰۴: ۷ = اِسْتَمِعُوا۔ تم کان لگا کر (غور سے) سنو (استمع) (افعال) سے امر جمع مذکر
غائب

= اَلصِّتُوا۔ تم خاموش رہو۔ چپے سنتے رہو۔ اَلصَّاتُ (باب افعال) سے نَصَتُ
يَلْصُتُ (ضرب) چپ رہنا۔ خاموشی سے سنا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

۲۰۵: ۷ = تَحَزَّنَا بَرُوزِنَ تَفْعَلُ مصدر ہے۔ عاجزی کرنا۔ گرہ گڑانا۔

= خِيفَةٌ۔ خَافَ يَخَافُ (فتح) کا مصدر ہے۔ خوف۔ ڈر۔

امام راغب لکھتے ہیں کہ خِيفَةٌ کے معنی ہیں خوف کی حالت۔ قرآن میں ہے کہ:
خَادَجِينَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ (۶۷: ۲۰) (حضرت موسیٰ علیہ السلام)
نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا (اے موسیٰ) مت ڈر۔ کبھی خِيفَةٌ بمعنی خوف بھی
آتا ہے۔ مثلاً وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ (۱۳: ۱۳) اور فرشتے سب اس کے خوف سے۔
= دُونَ الْجَهْرِ۔ چپکے چپکے۔ بغیر بلند آواز کے۔

= الْعُدُوُّ - صبح صبح کو نکلنا - صبح صبح کو پہنچنا - فجر اور طلوع آفتاب کا درمیانی وقت - دن کا ابتدائی حصہ میں چلنا - یہ الْعُدَّة کی جمع بھی ہے -
 = الْأَصَالُ - شام - شام کا وقت - اَصْل کی جمع ہے جس کے معنی شام کے وقت کے ہیں
 ۴: ۲۰۶ - اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ رَبِّكَ - بے شک وہ جو تیرے رب کے قرب میں ہیں یہاں مراد فرشتے ہیں۔

(۸) سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ (۸۸)

۸: ۱ = اَلَا نُنْفَالُ - مال غنیمت نَفْل کی جمع جس کے معنی زیادتی کے ہیں - اسی لئے زائد نماز کو نافلة کہتے ہیں - چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدُ بِهِ نَادِيًا تَلَكَ (۱۷: ۷۹) اور بعض حصہ شب میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کر یہ تمہارے لئے نفل ہے -
 اسی اعتبار سے اولاد کی اولاد کو نافلة کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :- وَوَهَبْنَا لَهُ اسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً (۲۱: ۷۲) اور ہم نے اس کو (حضرت ابراہیم کو) اسحق عطا کیا اور مزید برآں یعقوب بھی -

بھیر عطیہ اور بخشش کے معنی میں استعمال ہونے لگا - کیونکہ بخشش بھی بغیر استحقاق ایک شئی مزید ہے -

بعض کے نزدیک نفل اور غنیمت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں - ان میں صرف اعتباری فرق ہے وہ مال جو فتح کے بعد چھینا ہوا ہوتا ہے اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے اور اس لحاظ سے فتح کا لازمی نتیجہ مال حاصل ہونا نہیں بلکہ محض ایک عطا غیر لازم ہے لہذا مال مستزاد یا نفل کہلاتا ہے بعض کے نزدیک ان میں نسبت عموم و خصوص مطلق ہے یعنی غنیمت عام ہے اور ہر اس مال کو غنیمت کہتے ہیں جو لوٹ سے حاصل ہو خواہ مشقت سے یا بغیر مشقت کے - فتح سے قبل حاصل ہو یا بعد میں - استحقاق سے حاصل ہو یا بلا استحقاق - اور نفل خاص کر اس مال کو کہتے ہیں جو مال غنیمت سے قبل از تقسیم حاصل ہوا ہو -

بعض کے نزدیک نفل وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے - اور اسے نفل بھی کہتے ہیں - اور بعض نے کہا ہے کہ جو سامان وغیرہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد

باننا جاتا ہے اسے نفل کہتے ہیں۔

عام استعمال میں ہر دو نفل اور نعمیت ایک ہی معنی میں لئے جاتے ہیں۔

== فَسَلُّوْا نَكَاحًا مِّنَ الْاَنْفَالِ - اِیْ یَسْتَلُوْنَكَ مِّنْ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ - مالِ غَنِيْمَتِكُمْ كَتَقْسِمِ الْاَنْفَالِ میں پوچھتے ہیں۔

== اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَدْنِكُمْ - اپنے باہمی احوال کی اصلاح کرو۔

۲:۸ = وَجَلَّتْ - ماضی واحد مؤنث غائب۔ وَجَلَّ مصدر (باب سجع) ڈر جاتے ہیں (ان کے دل) مَوْجِلٌ نشیبی گڑھا۔ خوف کی نگہ۔

== تُلِيَتْ ماضی مجہول۔ واحد مؤنث غائب۔ تلووت کیجاتی ہیں۔ پڑھی جاتی ہیں (آیات اُسکی) = زَادَتْهُمْ - تو وہ زیادہ کر دیتی ہیں ان کو۔ وہ بڑھادیتی ہیں ان کو۔ اِيْمَانًا بِحَيْثِيَّتِ اِيْمَانِكُمْ یعنی ان کے ایمان کو اور بڑھادیتی ہیں۔ ان کا ایمان اور قومی ہو جاتا ہے۔

۵:۸ = كَمَا - جیسے۔

ان آیات کا صحیح مطلب سمجھنے کے لئے مختصرًا ان کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔

شعبان المعظم ۲ھ میں مدینہ کے شمالی جانب ابوسفیان کی قیادت میں ایک تجارتی وفد شام سے مکہ کی جانب لوٹ رہا تھا۔ ان کی گذرگاہ مسلمانان مدینہ کی زد میں تھی۔ ابوسفیان نے حفظ ما تقدم کے طور پر امداد کے لئے مکہ کو اپنا آدمی دوڑایا۔ جس نے حالات کو نہایت مبالغہ کے ساتھ مکہ والوں کے سامنے بیان کیا۔ اس پر مکہ سے ابو جہل کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار حملہ سامان حرب کے لیس ہو کر جنوب سے مدینہ کی جانب چڑھ نکلا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ قافلہ مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل گیا ہے اس پر ابو جہل کے کئی آدمیوں نے رائے دی کہ اب جب کہ مقصد پورا ہو گیا ہے ہمیں لوٹ جانا چاہئے لیکن ابو جہل اور اس کے لشکر کی اکثریت اس پر رضامند نہ ہوتی ان کا ارادہ تھا کہ مسلمانوں کی اس مختصر جمعیت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے جس سے نہ صرف ان کا مذہب بلکہ ان کی یہ تجارتی شاہراہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں سے محفوظ ہو جائے گی۔ لہذا انہوں نے آگے بڑھنے کا عزم کیا۔

ادھر مسلمانوں کو جب ایک طرف سے قافلہ کی آمد اور دوسری طرف کفار کے لشکر کی یلغار کا علم ہوا تو ان کے سامنے دو راستے تھے شمال میں قافلہ پر حملہ کر کے مال حاصل کریں۔ یا جنوب میں کفار کے لشکر کا مقابلہ کر کے دین حق کی سر بلندی قائم کریں۔

باہمی مشاہرت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤخر الذکر راستہ اختیار کرنے کا حکم

صادر فرمایا۔ چند ایک مسلمان اس فیصلہ پر اتنے خوش نہ تھے ان کے خیال میں وہ سیدھے موت کے منہ میں جا رہے تھے کیونکہ لشکر کفار کے جم غفیر اور مسلمانوں کی تعداد حقیر میں کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ مہر اُدھر ہر شخص کیل کانٹے سے لیس اور ادھر مسلمانوں میں اکثر نہتے تھے۔ لیکن انجام کار حالات نے ثابت کر دیا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب بالکل برحق تھا۔ اور آخر کار حق ہی کی فتح ہوئی اور نتیجہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کے لئے خوشگوار نکلا۔

(یہ غزوہ بدر رمضان ۲ھ کا واقعہ ہے)

اب ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح ایک فریق بدر کے میدان میں علی الرغم اور بجوری نکلا تھا اب مالِ غنیمت کی تقسیم پر بھی بعض ناخوش ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جو مال جس کے ہاتھ آجاتا وہی اس کا مالک بن بیٹھتا تھا۔ اب خداوند تعالیٰ کا حکم آ گیا کہ سائے کا سارا مال غنیمت اللہ اور اللہ کے رسول کی ملکیت ہے جس طرح چاہیں تقسیم کریں۔ لیکن ان کو علم نہیں کہ گویا ہر یہ طریقہ تقسیم ان پر شاق ہے لیکن اس کے دور رس نتائج نہ صرف اسلام بلکہ ان کے اپنے حق میں بغایت خوشگوار ہوں گے۔

= اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ اَبْدَانِكَ بِالْحَقِّ - (جس طرح) تیرے رب کا تجھے اپنے گھر سے (کفار کے مقابلہ میں) نکالنا حق بجانب تھا۔ (اسی طرح خداوند تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اَلَاذْنَابُ لِلَّهِ وَالْحَقُّ لِلَّهِ بِالْحَقِّ بجانب ہے)

= وَانَّ - میں واو حال یہ ہے حالانکہ یقیناً (مومنوں کا ایک گروہ ناخوش تھا)

۶:۸ = يَجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ - اس (تصادم) کو حق بجانب سمجھتے ہوئے بھی وہ آپ سے چوں و چرا کر رہے تھے (حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی وہ آپ سے مجادلہ کر رہے تھے)

= كَانَمَا يَسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ - (وہ یوں محسوس کر رہے تھے) گویا وہ موت کو سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اس کے منہ میں (علی الرغم) ہانکے جا رہے تھے۔

(اس آیت پر انفال کے حکم اور کفار کے خلاف قتال کے حکم کا موازنہ ختم ہوا۔ ازاں بعد جنگ بدر کے واقعات کی تفصیل ہے)

۷:۸ = وَاِذْ - جب - اس سے قبل اَذْكُرُ مَحْذُوفٌ ہے (یاد کرو) یعنی اَذْكُرُ (اذ..... یاد کرو جب)

= يَعِدُكُمْ - وَعَدَ يَعِدُ - (ضَوْبٌ) وہ وعدہ کرتا ہے۔ مضارع واعد مذکر غائب کُم ضمیر مفعول۔ جمع مذکر حاضر۔ یہاں مضارع یعنی ماضی استعمال ہوا ہے۔ جب اس نے تم سے

(دو گروہوں میں سے ایک کام وعدہ کیا تھا۔

— اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ - دو گروہوں میں سے ایک۔ يَعِدُ کا مفعول ثانی ہے

= اِنَّهَا لَكُمْ - کہ وہ تمہارے لئے ہے۔ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ کا بدل ہے۔ یہاں طَائِفَتَانِ

(دو گروہ) سے مراد۔ ایک تو وہ قافلہ جو شام سے سامان تجارت لئے جا رہا تھا۔ اور دوسرا وہ مسلح

لشکر جو ابو سفیان کی قیادت میں مدینہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ ان

دونوں میں سے ایک پر تمہیں غلبہ دیا جائے گا (جسے تم منتخب کرو گے)

= تَوَدُّونَ - تم چاہتے ہو۔ وُدٌّ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ باب سمع۔ مَوَدَّةٌ مصدر

وَدُدُّ صيغة مبالغة۔ بہت چاہنے والا۔ بہت کرنے والا۔ ثواب دینے والا۔

= الشُّوْكَةُ - کانٹا۔ مجازاً ہتھیار اور سختی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

= عَيْرِذَاتِ الشُّوْكَةِ جو قافلہ بغیر ہتھیاروں کے تھا۔ (یہاں مراد تجارتی قافلہ جو شام سے آ رہا تھا)

= يُحِقُّ - مضارع واحد مذکر غائب۔ منصوب بوجہ عمل اَنَّ احقاق مصدر۔ سچ کو سچ کر دکھانے

حق کو قائم کرنے۔ حق کو ثابت کرنے۔ (باب انفعال)

= بِكَلِمَاتِهِ - بایاتہ۔ اور بِأَمْوَالِهِمْ - اپنی نشانیوں سے یعنی عین لڑائی کے دوران فرشتوں

کا مومنوں کی امداد کے لئے نزول اور کفار کے دلوں میں رعب کا چھا جانا۔ یا اپنے ارشاد و حکم کے

ذریعہ سے۔ کہ لڑنے کا حکم دے کر بادجو کئی اسلحہ و قلت تعداد کے باہتمام مسلمانوں کو فتح عطا کرنا

= يَقْطَعُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ منصوب بوجہ عمل اَنَّ قَطَعَ مصدر۔ تاکہ کاٹ دے

تاکہ ہلاک کر دے۔ (باب فتح)

= دَابِرَةٍ - جڑ۔ بیخ۔ بنیاد۔ پچھاڑی۔ پیچھا۔ دُبُورٌ سے جس کے معنی پشت پھرنے کے

ہیں۔ اسم فاعل واحد مذکر۔

۹:۸ = تَسْتَعِيْثُوْنَ - تم فریاد کرتے ہو۔ تم فریاد چاہتے ہو اِسْتِعَاثَةٌ (استفعال)

سے کسی کو مدد کے لئے پکارنا۔ فَاَسْتَعَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِيْ

مِنْ عَدُوِّكُمْ (۱۵:۲۸) تو جو شخص ان کی قوم سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلہ میں

جو موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں میں سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔

عِيْثٌ - مدد مانگنا اور پانی مانگنا بھی ہو سکتا ہے۔ عِيْثٌ بمعنی بارش۔ جیسے کَمَثَلِ

عِيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ (۱۰:۵۷) جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اگتی اور کسانوں

کو بھلی لگتی ہے۔

اِسْتَجَابَ - اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتَجَابَةَ (استفعال) سے مصدر جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ہیں۔ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف۔
 = مُبِدُّكُمْ - مضاف مضاف الیه۔ مُبِدُّ اسم فاعل واحد مذکر اِمْدَادٌ (افعال) مصدر۔ مدد دینے والا۔

= مُرْدِفَيْنِ هِ التَّرْدُفُ - تابع۔ یعنی ہر وہ چیز جو دوسرے کے پیچھے ہو۔ لگاتار۔ پے در پے۔ ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے۔

۸: ۱۰ = دَمَا جَعَلَهُ - میں مانا فیہ ہے اور ہ ضمیر قول کریم اِنِّی مُبِدُّكُمْ کی طرف راجع ہے ای امداد من اللہ۔ بعض کے نزدیک اس کا مرجع نزول الملائكة ہے جو امداد کی عملی صورت ہے۔
 ۸: ۱۱ = يُغَشِّيْكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب تَغَشَّى تَفْعُلَةٌ باب تفعیل سے مصدر ہے جیسے تَصَدَّقَ تَصَدَّقَ تَمَّ تَمَّ اور تَصَلَّى تَصَلَّى (۲۵: ۸) نماز پڑھنا۔ یا اِنْدَهَنَ كَا اَگ میں جلنا۔ یہاں باب تفعیل سے متعدی بدو مفعول آیا ہے مفعول اول کُمْ اور مفعول ثانی النَّعَاسَ اس نے غنوں کی سے تم کو ڈھانپ دیا۔ وہ غنوں کی سے تم کو ڈھانک رہا تھا۔
 = النَّعَاسَ - اسم معرفہ۔ اونگھ (مخالوی) خفیف سی نیند (راغب)

= اَمْنَةٌ - مفعول لہ۔ امن و چین سے۔ یا مصدر ہے۔

= مِنْهُ - ای من اللہ۔ اَمْنَةٌ کی صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوئی تھی
 = بِہ میں ضمیر ہ کا مرجع مَا ہے

= رِجْرَجٌ - عقوبت۔ بلا، عذاب۔ کپکپا اور لرزرائینے والا عذاب۔ پلیدی۔ دوسرے شیطانی۔ شیطان کا مومنین کو پیاس سے ڈرانا۔

= لِيَرْبِطَ - تاکہ مضبوط کرے (تمہارے دلوں کو) رَبَطٌ مصدر (باب ضرب) مضارع منصوب بوجہ لام تعلیل محذ

= بِہ۔ ای بالمد یا ہ ضمیر ربط کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔

۸: ۱۲ = اِنِّی مَعَكُمْ - يُوْحِي كَا مفعول ہے۔ اور کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ملائکہ کے لئے ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ضمیر المؤمنین کے لئے ہے۔

= فَخَبَّتُوْا - تم ثابت قدم رکھو۔ تم استوار کرو۔ تم قائم رکھو۔ امر۔ جمع مذکر حاضر۔ (خطاب ملائکہ سے)
 سَأَلْتَنِي - الْقَاءُ سے۔ مضارع واحد متکلم۔ میں ڈال دوں گا۔

= حَوَقَ الدَّعْنَاقِ - گردنوں پر۔ گردنوں کے اوپر کے حصوں پر۔

== بَنَان - بَنَانَةُ کی جمع ہے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے پورے اور بدن کے جوڑوں کو بھی بنان کہتے ہیں۔

قرطبی لکھتے ہیں کہ :- قیل المراد ببنان ههنا اطراف الاصابع من الميدين و الرجلين - وقال الضحاك البنات كل مفصل - یعنی بنان سے یہاں مراد ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے پورے ہیں۔ اور حضرت ضحاك کہتے ہیں۔ تمام جوڑوں کو بنان کہتے ہیں۔ یہاں فوق الاعناق اور بنان خاص طور پر کیوں مذکور فرمائے۔ اس کے متعلق متعدد توضیحات ہیں۔

منجملہ یہ کہ فوق الاعناق سر ہوتا ہے جو سب اہم حصہ جسم ہے۔ اور بنان۔ انگلیوں کے پورے۔ سب سے چھوٹے حصہ جسم ہیں۔ ان دونوں کو بیان کر کے تمام حصص جسم کو مراد لیا ہے یعنی جسم کے کسی حصہ کو نہ چھوڑو۔ (مارو۔ مارو، خوب مارو۔ کسی حصہ جسم کو نہ چھوڑو۔ اور پرانی معکم کے تحت بیان ہوا کہ کم کی ضمیر جمع مذکر ہائے المؤمنین کی طرف راجع ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ انی معکم کے متعلق دو قول ہیں۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ یعنی فرشتوں کے ساتھ ہے کہ اس نے ان کو مسلمین کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔

دوم۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ہے پس تم (یعنی فرشتے) ان کی (مسلمانوں کی) مدد کرو اور ان کو ثابت قدم رکھو۔ یہی سب سے بہتر ہے کیونکہ اس کلام سے (یعنی انی معکم سے) مقصود خوف و روع کا ازالہ کرنا تھا اور کفار سے خوف و خطر مسلمانوں کو تھانا کہ فرشتوں کو۔

اسی طرح فا ضربوا فوق الاعناق و اضربوا منهم کل بنان میں بھی حکم مومنوں سے ہے کیونکہ ملائکہ مقاتلہ و محاربہ کے لئے نازل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ یہ کام مومن مجاہدین کے ہاتھوں ہوتا تھا۔ ملائکہ مومنین کی امداد اور تثبیت الاقدام کے لئے بھیجے گئے تھے۔

یعنی حمیلہ موجبات فتح و ظفر عطا ہو چکے۔ یعنی النعاس۔ المار من السماء۔ تطہیر الاجسام و الارواح۔ اذہاب رجز الشیطان۔ ربط القلوب۔ تثبیت الاقدام۔ معیت خداوندی۔ القاء الرعب فی قلوب الکافرین۔ تو حکم ہوا کہ فا ضربوا فوق الاعناق و اضربوا منهم کل بنان۔ تو اب ہمت کرو اور کافروں کی گردنیں اڑادو اور کاٹ کاٹ کر رکھ دو۔

۱۳: ۸ = ذٰلِكَ - یعنی یہ کافروں کا قتل اور ان کو قیدی بنانا وغیرہ۔

= اَيَّكُمْ - ای بسید

= شَاتِقُوا - انہوں نے مخالفت کی - شَاتِقَةٌ اور شَاتِقَاتٌ سے ماضی جمع مذکر غائب - شَاتِق کے معنی ہیں ضد - مخالفت - مقابلہ - اپنے دوست کی شق کو چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا - شق طرف کو کہتے ہیں یعنی اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف کو چھوڑ کر مخالف طرف اختیار کر لی -

ذَلِكَ مُتَدَاہِے اور بَانِهْم شَاتِقُوا اللّٰهَ وِدَسُوْلَهٗ اس کی خبر ہے -

= مَنَ تَشَاتَقِي - مصارع مجزوم مکسور بالوصل - واحد مذکر غائب - باب مفاعلہ - جو مخالفت کرتا ہے -

۱۴:۷ = ذٰلِكُمْ - کافروں سے خطاب ہے - اے کافرو! یہ سزا ہے تمہاری -

= فَذٰوْقُوْا - پس چکھو اسے - ضمیر واحد مذکر غائب - اس سزا کی طرف راجع ہے جس طرف ذٰلِكُمْ میں اشارہ ہے - یعنی یہ موجودہ سزا تو اب چکھو -

= وَاِنَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ وَاَوْعَاطِفٌ يَّهِيْ هُو سَکَتِيْ هِيْے اور دَاوْ مَعْنٰی مَعْ يَّهِيْ - یعنی یہ عذاب عاجلہ تو اب چکھو - اور اس کے ساتھ عذاب آجلہ آخرت میں ملیگا جو جہنم کا عذاب ہے -

۱۵:۷ - زَحْفًا - زَحَفَ يَزْحَفُ (فتح) کا مصدر ہے زَحْفًا حال ہے مِنَ الذِّیْنَ كَفَرُوْا کا - یعنی در آل مَالِکِہٖ کَفَارٌ کَثِيْرٌ التَّعْدَادِ هُوْا -

ز مخشری لکھتے ہیں - زحف وہ انبوه در انبوه لشکر ہے جو اپنی کثرت کی بنا پر ایسا معلوم ہونے لگے کہ گویا گھسٹ رہا ہے یہ زَحْفُ الصِّبِيّ سے ہے جس کا استعمال بچہ کے سر میں کے بل ذرا ذرا گھسٹنے کے لئے آتا ہے مصدری اسم ہو کر مستعمل ہے - اس کی جمع زُحُوْفٌ ہے

= فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الدُّبَارَ - تو ان کی طرف اپنی پیٹھیں مت پھیرو - ادبار جمع دُبُرٌ کی

۱۶:۸ = مُتَحَرِّفًا - اسم فاعل منسوب - مفرد - تَحَرَّفَ مصدر - (باب تَفَعَّلَ) مڑنے والا - پھرنے والا - دشمن کو فریب دینے کے لئے پیٹھ پھیرنے والا - تاکہ پلٹ کر حملہ کرے یا لوٹ کر مسلمانوں کی صف میں آکر مل جائے تاکہ مدد حاصل کر سکے - پنیتر ابد لئے والا - اصل مادہ حَرَفَ ہے -

= مُتَحَرِّزًا - اسم فاعل منسوب مفرد مذکر - تَحَرَّزَ مصدر باب تَفَعَّلَ - مڑ کر سمٹ کر اپنی جماعت کی طرف آنے والا تاکہ ساتھیوں کی مدد لے کر دوبارہ حملہ کر سکے -

اصل مادہ حَوَّذٌ اجوف وادی ہے - مَتَحَرَّزًا - چھپیدہ - چوڑی دیا ر سانپ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ سمٹا ہوا مڑا ہوا ہوتا ہے - اَخْوَزَ تَوْبِيْہٗ (افعال) اس نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیا -

جمع کر لیا

== بَاء۔ اس نے کمایا۔ وہ پھرا۔ وہ لوٹا۔ (باب نصر) بَوَاءٌ سے جس کے معنی ٹھکانہ درست ٹرنے اور جگہ ہوا کرنے کے ہیں۔ مجازاً کمانے اور لوٹنے۔ اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں۔
 = مَادُوں۔ مَادُوں مضاف۔ ہضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ اس کا ٹھکانہ اس کی جگہ اذی یَادُوں (ضرب) سے مصدر اور اسم ظرف۔

قرآن میں جہاں مَادُوں بصورت اضافت استعمال ہوا ہے وہاں اسم ظرف کے معنی میں آیا ہے۔ اور جہاں بغیر اضافت کے استعمال ہوا ہے وہاں مصدری معنی مراد ہیں مثلاً عِنْدَ هَاجَتِ الْمَادُوں (۱۵: ۵۳) میں مَادُوں مصدر۔ مضاف الیہ ہے۔
 = الْمَصِيْرُ۔ اسم ظرف مکان۔ نیز مصدر۔ صَادَ يَصِيْرُ (ضرب) سے۔ صِيْرٌ مادہ۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانہ۔ قرار گاہ۔

۸: ۱۷۔ رَمِيَتْ۔ تو نے پھینکا۔ رَمِيٌّ يَرْمِي (ضرب) سے مانسی واحد مذکر حاضر ناقص۔

== لِيْنِي۔ لام تعلیل۔ مضارع واحد مذکر غائب اَبْلَى يُوْنِي (باب افعال) اِبْلَاءٌ مصدر بِلُوْءٍ مَادُوں۔ بِلَى وِبَلَاءٌ کے معنی کپڑے کا پرانا اور بوسیدہ ہونے کے ہیں۔ اسی سے بِلَاءُ الشَّفْرِ۔ اسی اِبْلَاءُ کا محاورہ ہے۔ یعنی سفر نے اسے لاغر کر دیا اور بِلُوْءُ الشَّفْرِ کے معنی ہیں میں نے اسے آزمایا۔ گویا کثرت آزمائش سے میں نے اسے کہنہ کر دیا اور اسی آزمائش کے معنی میں اس کا اکثر استعمال ہوتا ہے۔ وَكَلَبُوا شَيْئًا مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ (۲: ۱۵۵) اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ يٰۤاِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلٰٓءُ الْمُبِيْنُ (۱۰۶: ۳۷) بلائیں یہ صریح آزمائش تھی۔ تکلیف کو بھی بِلَاءٌ کہا گیا ہے کیونکہ تکلیف بھی ایک طرح کی آزمائش ہی ہے۔ جیسے وَكَلَبُوا شَيْئًا مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَنَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (۲۱: ۲۷) ہم تم کو ضرور آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تم میں سے مجاہدین اور ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کریں (یعنی جہاد کی تکلیف میں مبتلا کر کے)۔

اللہ تعالیٰ کبھی بندوں کا تنگی کے ذریعہ امتحان لیتے ہیں کہ ان کے صبر کو جانچیں اور کبھی خوش حالی سے آزماتے ہیں کہ اس کے بندے شکر گزار بنتے ہیں یا نہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ کما حقہ صبر کرنا آسان ہے بہ نسبت کما حقہ شکر کرنے کے۔ کیونکہ آرام و آسائش میں انسان زیادہ نفسانی خواہشات میں محو ہو جاتا ہے اور اپنے منعم کو اور اس کا شکر بجالانے کو بھول جاتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت علی کریم اللہ و جہہ فرماتے ہیں مَنْ دُسِّعَ

عَلَيْهِ دُنْيَاهُ فَخَلَمَ لِيَعْلَمَ إِنَّهُ قَدْ مَكَّرَ بِهِ فَهُوَ مَخْدُودٌ وَعَنْ عَقْلِهِ - جس پر دنیا فراخ کی گئی اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ آزمائش کی گرفت میں ہے تو وہ فریب خوردہ اور عقل و فکر سے محروم ہے۔

اور حضرت عمرؓ کا قول ہے بَلِينَا بِالضَّرَّاءِ فَصَبِرْنَا وَبَلِينَا بِالسَّرَّاءِ فَلَمْ نَصْبِرْ - تکلیف سے ہمیں آزمایا گیا تو ہم نے صبر کیا اور فراخ حالی سے ہمیں آزمایا گیا تو صابر نہ نکلے ان ہی معانی کی روشنی میں بعض نے لیبلی المؤمنین مند بلاءٌ حسناً کا ترجمہ کیا ہے۔ تو یہ اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔ (تفہیم القرآن) تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنی جانب سے ایک باوقار آزمائش سے آزمائے۔ (عید اللہ یوسف علی) لیکن جمہور مفسرین نے بلاءٌ کا معنی احسان - عطا اور نعمت لیا ہے۔ اور یبلی کا مطلب عطا کرنا یا نعمت کے نوازنا۔ الخازن لکھتے ہیں :-

فقد اجمع المفسرون على ان اليبلاء هنا بمعنى النعمة - مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہاں بلاء سے مراد نعمت ہے۔ صاحب کشف رطمطراہیں :-

وليبلى المؤمنين منه بلاءٌ حسناً - اى لعطيهم عطاءً جميلاً - تاکہ مومنین کو عطا رحیل نوازے۔ بیضادی لکھتے ہیں :-

ولينعم عليهم نعمة عظيمة بالنصر والغنمة - تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح اور مال غنیمت کی نعمت عظیم عطا فرمائے۔

صاحب منتہی الادب نے منجملہ دیگر معانی کے اَبْلَاءٌ بِلَاءٌ کا معنی نعمت داد اور ا۔ کیا ہے یعنی کفار کا مومنوں کے مومنوں کے ہاتھوں قتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے الٹھی کا معجزہ اس واسطے عمل میں لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو فتح اور مال غنیمت کی نعمتوں سے نوازے۔

۱۸:۸ = ذَلِكُمْ - یہی - كُمْ ضمير جمع مخاطب - یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ تھا (اشارہ ہے بلا حسن کی طرف) معطوف علیہ

= ۵ - عطف کے لئے ہے۔ اور (جہاں تک کافروں کا تعلق ہے ان کے ساتھ معاملہ یہ ہے) انَّ اللّٰهَ مُؤْتِيٌ كَيْدَ الْكَافِرِينَ - معطوف ہے ذَلِكُمْ پر۔

= مُؤْتِيٌ اسم فاعل - واحد مذکر - مضاف - دَهْنٌ مادۃ - کمزور کرنے والا۔

= كَيْدِ الْكَافِرِينَ - مضاف مضاف الیہ - دونوں مل کر مؤْتِيٌ کے مضاف الیہ۔

کافروں کی چال - کافروں کا مکر و فریب - اس کی جمع کیاؤ ہے

۸ : ۱۹ = تَسْتَفْتِحُوا - تم فتح پاتے ہو - تم فیصلہ چاہتے ہو - (باب استفعال) اسْتَفْتَحَ سے

جمع مذکر حاضر - اِنْ شَرْطِيَه کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے - اصل میں تَسْتَفْتِحُونَ تھا۔

فتح الحاکم بَيْنَ النَّاسِ - حاکم - لوگوں کے درمیان فیصلہ دیا - الْفَتْاحُ صِيغَةٌ مُبَالَغَةٌ

قاسمی - فیصلہ کرنے والا - یہاں خطاب کافروں سے ہے - انہوں نے انصاف مانگا تھا

کہ جب کفار مکہ سے روانہ ہوئے تھے تو غلاف کعبہ کو پکڑ کر انہوں نے دعا مانگی تھی اَللّٰهُمَّ

ان کان محمد علی الحق فانصر محمد وان کنا علی الحق فانصرنا اے اللہ اگر محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حق پر ہیں تو ان کو فتح دے اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں فتح دے۔

مواہرات اور باہ ہے کہ اگر تم فیصلہ کے طلبکار تھے فقد جاء کہ الفتح تو لو فیصلہ تمہارے

پاس آپہنچا۔

= اِنْ تَشْتَهُوا - اگر تم باز آ جاؤ - اِنْتِهَاءٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر سے مضارع - جمع مذکر حاضر - اِنْ

شرطیہ کی رو سے نون اعرابی گر گیا۔

= اِنْ تَعُدُّوْا - اگر تم پھر کرو گے (شرارت) عُدٌُّ سے مضارع جمع مذکر حاضر - نون اعرابی

لوجہ اِنْ شرطیہ ساقط ہو گیا۔

= لَعُدُّ - مضارع جمع متکلم - عُدٌُّ مصدر (باب نصر) ہم بھی دوبارہ کریں گے - (یعنی ہم بھی پھر

تمہیں سزا دیں گے)

= تَعْنِي - وہ کام آئے گی - وہ کفایت کرے گی - اِعْتَاءٌ سے مضارع واحد مؤنث غائب۔

= فِدَّتْكُمْ - تمہارا گروہ - تمہاری جمعیت۔

۸ : ۲۰ = لَا تَوَلَّوْا - فعل نہی جمع مذکر حاضر - مت پھرو - تَوَلَّىٌ سے معنی منہ پھیرنا - اصل میں

تَوَلَّوْا تھا - ایک تار حذف ہو گئی۔

= عَنْهُ - میں ۵ ضمیر واحد مذکر حاضر - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے - کیونکہ

بوحیب ارشاد باری تعالیٰ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَّاعَ اللّٰهَ (۴ : ۸۰) جس نے رسول

رسول اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ گو یا رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

یا یہ ضمیر اللہ اور اس کے رسول دونوں کی طرف راجع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ - (۶۲:۹) حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ وہ اسے راضی کریں۔

یا یہ ضمیر امر بالطاعت کی طرف راجع ہے۔ کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اس کے حکم سے سرتابی نہ کرو۔

۲۲:۸ = شَرَّ الدَّوَابِّ - الدَّوَابُّ - دَابَّةٌ کی جمع ہے۔ جانور۔ چارپائے۔ پاؤں دھرنے والے۔ رینگنے والے جانور۔ تمام جانوروں میں سب سے بدتر۔ شَرٌّ اصل میں اَشْرُّ تھا۔ کثرت استعمال سے سہزہ ساقط ہو گیا۔ اسی طرح خیر بھی اصل میں اَخْيَرُ تھا۔
= الضَّمُّ إِلَيْكُمْ - بہرے اور گونگے۔

ان لوگوں کو جو سنتے ہیں مگر کان نہیں دھرتے تصدیق حق نہیں کرتے۔ ان کو زُمرہ حیوانات میں شامل کیا۔ پھر ان کو سب سے بدتر زمرہ میں رکھ دیا کہ حیوان بھی ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ بہرے اور گونگے ہیں کہ سمجھتے ہی کچھ نہیں۔

۲۳:۸ = لَا تَسْمَعَهُمْ - وہ ان کو ضرور سنا دیتا۔ اِسْمَاعٌ (افعال) سے بمعنی سنا دینا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب لام برائے تاکید۔
= وَهُمْ مُعْرِضُونَ - واو حالہ۔ اور هُمْ مُعْرِضُونَ حال ہے۔ در آنحالیکہ وہ روگردانی کرنے والے ہوں گے۔

۲۴:۸ = اِسْتَجِيبُوا - تم حکم مانو۔ تم قبول کرو۔ استجابة (استفعال) سے امر جمع مذکر حاضر = دَعَاكُمْ - دَعَا - ماضی واحد مذکر غائب یہاں بھی ضمیر واحد آئی ہے جس طرح ۲۰:۸ میں عَنْهُ میں آئی ہے۔

= لِمَا يُحْيِيكُمْ - ای الیٰ شئ الذی یحییٰکم۔ ایسے امر کی طرف جو تمہارے مردہ دلوں کو اور روحوں کو حیاتِ نوبختی ہے۔

= يَحْوُلُ - حَوْلٌ سے باب نصر مضارع واحد مذکر غائب۔ اللہ اڑ بن جاتا ہے۔ اللہ حائل ہو جاتا ہے۔

= قَلْبِهِ - ای اھواند۔ اس کے ارادے۔ اس کی خواہشات۔ یعنی اس کے دلی ارادوں اور

خواہشات کی تکمیل اس کے اپنے بس کی بات نہیں بلکہ یہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔
 ۲۵:۸ = خَاصَّةً - خاص کر۔ چن کر۔ خَصَّ سے جس کے معنی مخصوص کرنے کے ہیں۔ یہ یا
 تو الذین ظلموا منکم کو مخصوص کرنے کے لئے ہے یعنی ڈرو اس فتنہ سے جس کی شامت
 اعمال مخصوص طور پر ان ہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی۔ جنہوں نے تم میں سے ظلم کا ارتکاب
 کیا ہو (بلکہ دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں) مراد اس سے اجتہادی فتنے ہیں مثلاً
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غافل ہو جانا۔ ترک جہاد۔ میدان جہاد سے فرار وغیرہ
 ۲۶:۸ = مُسْتَضْعَفُونَ - اسم مفعول۔ جمع مذکر۔ (باب استفعال) اِسْتَضْعَفْتُ سے
 ناتواں اور کمزور سمجھے گئے۔ عاجز پائے جانے والے لوگ۔ یعنی تمہیں حقیر اور ناتواں خیال کیا
 جاتا تھا۔

= يَتَخَطَّفُكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب۔ کم ضمیر مفعول۔ جمع مذکر حاضر۔ تَخَطَّفُ (تَفْعَلُ)
 مصدر۔ کہ تم کو اچک لیں۔ تم کو چھپٹ لیں۔

خَطَفَ يَخِطِفُ (ضرب) و اِخْتَطَفَ يَخْتَطِفُ اِخْتِطَافٌ (افتعال) کسی چیز
 کو سرعت سے اچک لینا۔ یکاد البرق یخطف البصار ہم (۲۰:۲) قریب ہے کہ بجلی (کی
 چمک) ان کی آنکھوں کی بصارت کو اچک لے۔

و يَتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (۲۹:۲۶) اور لوگ ان کے گرد و نواح سے اچک
 لئے جاتے ہیں۔

= اُولَئِكَم - اس نے تم کو ٹھکانہ دیا۔ اس نے جگہ دی۔ اِيْوَاءُ سے ماضی واحد مذکر
 غائب۔ کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اوی۔ مادہ

= اَيَّدَكُمْ - تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ تَامِيْدٌ (تَفْعِيل) سے جس کے معنی
 مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔

۲۷:۸ = لَ تَخُونُوا - تم خیانت نہ کرو۔ خِيَانَةٌ سے (باب نصر)

= تَخُونُوا اٰمَنَّاكُمْ - تَخَوَّنُوا مضارع مجزوم ہے اور لَ تَخُونُوا پر عطف ہے
 تقدیر کلام یوں ہے وَ لَ تَخُونُوا اٰمَنَّاكُمْ۔ اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت کرو

= وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ - اور تم اس خیانت کے قبیح اور مذموم ہونے کو جانتے ہو۔

۲۸:۸ - فِتْنَةٌ = آزمائش۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات مختلف معانی
 میں استعمال ہوتے ہیں۔

۲۹:۸ = يَجْعَلُ لَكُمْ - يَجْعَلُ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط - پیدا کرے گا تمہارے لئے - مہیا کرے گا تمہیں -

= فُرْقَانًا - فرقان کے لفظی معنی فرق کرنے والی چیز کے ہیں - مفسرین نے اس جگہ متعدد معانی لئے ہیں
۱۔ نور و توفیق - جو حق و باطل کو الگ الگ کرتا ہے -

۲۔ فتح - جو حق کو باطل سے اور کفر کو اسلام سے - یقین کو شبہات سے نتیجہً الگ الگ کر دیتی ہے
۳۔ وہ چیز جو تمہارے تمام ڈر دور کر دے گی - مایفروق باینکم و بین ما تخافون - جو تمہارے اور جس سے تم ڈرتے ہو اس کے درمیان فرق کرے

۴۔ ایسے معجزات کہ جن سے تمہیں دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوگا - اور تمہاری شہرت ہوگی -
= يَكْفُرُ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط - دور کر دیگا - زائل کر دیگا -

۳۰:۸ = لِيُثْبِتُوكَ - لام تعلیل کے لئے - يَثْبِتُوا - اثبات (افعال) سے مضارع جمع مذکر غائب تاکہ تم کو قید کر لیں - گرفتار کر لیں - باندھ لیں -

= يَمْكُرُ - مضارع واحد مذکر غائب - وہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے - یا کر رہا تھا (ملاحظہ ہو ۴: ۹۹)
۳۱:۸ - اسَاطِيرُ - کہانیاں - من گھڑت لکھی ہوئی باتیں - اسْطُورَةٌ کی جمع

۳۳:۸ = وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ - وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهَذَا يَسْتَفْهِرُونَ
اور جب تک تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان (مشرکین مکہ) میں موجود تھا - تو اللہ ان کو عذاب دینے کا نہ ہوا - اور نہ ہی وہ ان کو عذاب دینے والا ہوا جب تک وہ استغفار کر سکتے تھے یعنی ان میں یہ صلاحیت موجود تھی -

وَهَذَا يَسْتَفْهِرُونَ کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں -

بعض کے نزدیک یہ کہ جب مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تو یہ پڑھتے تھے - لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ الْأَشْرِيكَاهُوكَ تَمَلَّكَهٖ وَمَا مَلَكَ غَفْرَانِكَ - اسی طلبِ غفران کی وجہ سے وہ عذاب سے مامون ہے - لیکن یہ صورت حال تو فتح مکہ تک بدستور رہی اور اس کی موجودگی میں ہی فتح مکہ کی صورت میں وہ معتوب ہو گئے -

بعض نے کہا ہے کہ دن کو وہ یہ کہتے ان کاں هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء - لیکن رات کو اپنی ندامت کا اظہار کرتے اور دعا کرتے غفرانك اللهم لهذا ان پر عذاب نہ آیا - لیکن اس میں بھی وہی مذکورہ بالا اعتراض ہو سکتا ہے اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں - سب سے زیادہ قابل فہم وہی ترجمہ ہے جو اوپر کیا گیا ہے یہ ترجمہ عبد اللہ یوسف

علی نے کیا ہے اور تفہیم القرآن میں بھی اس مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

وَفِيهِمْ مَنْ سَبَقَ لَهُ مِنَ الْعَنَاءِ أَنَّهُ يُؤْمِنُ وَيَسْتَغْفِرُ. مِثْلَ أَبِي سَفِيَانَ بْنِ

حَرْبٍ - صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ - عَكْرَمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ وَسَهِيلَ بْنَ عَمْرٍو -

اور ان مشرکین میں بعض ایسے تھے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی عنایت کر رکھی تھی کہ وہ ایمان

لے آئیں گے اور اپنی سابقہ غلط روی کی معافی مانگ لیں گے۔

۸: ۳۴ = وَمَا لَهُمْ - اور کیا عذر ہے ان کے لئے - کیا وجہ - کیا امر مانع رہ گیا ہے ان کے لئے

= يَصُدُّونَ - صَدَّ يَصُدُّ (نصر) سے مضارع جمع مذکر غائب - وہ باز رکھتے ہیں، وہ روکتے ہیں

= أَوْلِيَاءُ - میں وہ ضمیر واحد مذکر غائب المسجد الحرام کی طرف راجع ہے - أَوْلِيَاءُ

اس کے متولی - اس کی ولایت کے مستحق - مضاف - ؤ مضاف الیہ - أَوْلِيَاءُ جمع ہے اس کا

واحد ولی ہے

۸: ۳۵ = مُكَاةٌ - منہ سے سیٹی بجانا - اور انگلیوں سے چٹکی بجانا - مَكَائِكُ (نصر) مُكَاةٌ

کے معنی پرند کے سیٹی بجانے کے ہیں -

(مشرکین و کفار کی نمازیں روح ہونے کے اعتبار سے پرندوں کی سیٹی کے بمنزلہ ہے۔

مُكَاةٌ مُكَاةٌ - دونوں مصدر ہیں - مکومادہ -

= تَصَدِيَةٌ - صَدَّ يَصُدُّ (تفعلیل) بِدَائِدٍ - دونوں ہاتھوں سے

تالی بجانا - الصَّدَّيْ صَدَّ بَزْغَشْتٍ کو کہتے ہیں -

مشرکین کی نماز کو مکار و تصدیہ اس کے بے روح ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے جیسا کہ

بحوالہ بالا - راغب نے تحریر کیا ہے - یا جیسا کہ امام قرطبی نے لکھا ہے -

كَانَتْ قَوْلِيْشَ تَطُوْفٍ بِالْبَيْتِ عِرَاةً يَصْفَقُوْنَ وَيَصْفُرُوْنَ فَكَانَ ذَلِكَ عِبَادَةً

فِي ظَنِّهِمْ - قریش ننگے ہو کر طوافِ کعبہ کیا کرتے تھے اور تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور

ان کے خیال میں یہ عبادت تھی -

حضرت ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ کفار طوافِ کعبہ بالکل ننگے ہو کر کیا

کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی نماز تھی -

= فَذُوقُوا الْعَذَابَ - پس چکھو عذاب - العذاب سے مراد جنگ بدر میں ان کی

ہزیمت اور ان کا قتل اور اسیر ہونا مراد ہے -

۳۶:۸ = فَيَنْفِقُونَهَا - سِ مستقبل کے لئے آیا ہے۔ يَنْفِقُونَ - انفاق سے مضارع جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور ہا ضمیر واحد متوثن غائب اموال کی طرف راجع ہے ا یہ آئندہ بھی (اسی طرح) خرچ کریں گے۔

= ثُمَّ تَكُونُ - ای ثم تكون عاقبہ انفاق تھا۔ پھر ان کا یہ مال خرچ کرنا ان کے لئے باعثِ حسرت (وندامت) بن جائے گا۔

= جَهَنَّمَ - اگر مجبور ہے لیکن م بالفتح آیا ہے بوجہ غیر منفرد ہونے کے۔ غیر منفرد بوجہ عجبہ اور تانیث کے ہے

= يُحْشَرُونَ - يُسَاقُونَ - ہانک کر لیجائے جائیں گے۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب

۳۷:۸ = فَيَرْكُمَهُ ذُكُومٌ - مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب۔ ذُكُومٌ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب باب نصر۔ ذُكُومٌ ضمیر الخبیث کی طرف راجع ہے۔ الخبیث یہاں اسم جنس ہے۔ یعنی خبیثوں کا گروہ۔ خبیث لوگ۔

= فَيَجْعَلُهُ - پھر ڈال دے اس جنس خبیث کو۔

= اُولَئِكَ - الفریق الخبیث۔

۳۸:۸ - يُخْفَرُ - مضارع مجہول واحد مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط۔ معاف کر دیا جائے گا۔

= يَعْوَدُونَ - جمع مذکر غائب مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط۔ عَوَدٌ مصدر۔ باب نصر، اگر وہ لوٹے۔ اگر انہوں نے دوبارہ لڑائی کی۔ اگر انہوں نے پہلی کرتوتیں دہرائیں۔

= فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاُولَئِیْنَ - تو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ ہمارا طریقہ عمل گذر چکا ہے یعنی ماضی میں جب بھی نبیوں کی امتوں نے ان کی نافرمانی کی تو جو سلوک ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا وہ تاریخ میں موجود ہے اور یہ جانتے ہی ہیں۔ مکافات عمل کا وہی قانون ان پر بھی لاگو کیا جائے گا۔

۳۹:۸ = فِئْتَنَةٌ - ای فساد فی الارض (منظہری) شرک (بیضاوی)

= الْاَدِیْنُ - دین الاسلام - الخازن - مدارک التنزیل - بیضاوی - الکشاف۔

الذین - بمعنی القهر - الغلبۃ - الاستعلاء - والسلطان - یعنی غلبہ - بالادستی۔

قُوَّتٍ وَاِقْتَدَارٍ - (منظہری)

= مَوْلَاكُمْ - ناصر کم و معینکم - تمہارا حامی و مددگار =

يَا رَهْمًا
وَأَعْلَمُوا

(١٠)
الْأَنْفَالُ وَالْتَّوْبَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاعْلَمُوا اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

۸: ۴۱ = اَنَّمَا = اَتَّ اور مَا سے مرکب ہے اَتَّ حرف مشبہ بالفعل بمعنی بیشک تحقیق۔ بجز اس کے نہیں۔ مَا۔ موصولہ ہے بمعنی الَّذِی۔ جو چیز۔ جو مال۔
 = غَنِمْتُمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ (باب سَمِعَ) غَنَمٌ اور غَنِيْمَةٌ۔ مصدر۔ الْغَنَمُ۔ بکریاں۔ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (۶: ۶) اور گائیوں اور بکریوں میں سے۔ الْخِ۔ الْغَنَمُ کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگنا۔ ان کو حاصل کرنا۔ پھر یہ لفظ ہر اس چیز پر بولا جانے لگا جو دشمن یا غیر دشمن سے حاصل ہو۔ خاص طور پر فتح کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال۔
 غَنِمْتُمْ تم نے دشمن سے پایا۔ یا چھینا۔ لیکن غیر دشمن سے حاصل شدہ مال بھی غنیمت میں شمار ہے۔ قرآن میں ہے فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمٌ كَثِيْرَةٌ (۴: ۹۴) سوائے اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

= مِنْ شَيْءٍ۔ مِنْ بیانہ ہے۔ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ۔ جو کوئی چیز بھی تم مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔

= ذِي الْقُرْبَىٰ۔ الْقُرْبَىٰ۔ اسم مصدر ہے بمعنی قرابت۔ رشتہ داری۔ ذِي بِمَعْنَى ذُو۔ بحالتِ جر ہے۔ والا۔ صاحب۔ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ قرابت رکھنے والا۔ رشتہ دار۔ قرابت دار۔
 = ابْنِ السَّبِيلِ۔ مسافر۔ راہ نورد۔

= وَمَا أَنْزَلْنَا۔ بِاللّٰهِ پر معطوف ہے۔ اور مَا أَنْزَلْنَا سے مراد وہ آیات جو جنگ بدر کے دوران نازل ہوئیں۔ الْمَلَائِكَةُ جو مسلمانوں کی امداد کو بحکم انزیدی اتر کر شامل ہوئے اور فتح جو نتیجتاً حاصل ہوئی

= يَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے والا دن۔ مراد یہاں یوم بدر ہے۔
 = التَّقَىٰ۔ آمنے سامنے ہونے۔ بالمقابل ہونے۔ ان کی مڈ بھڑ ہوئی۔ ماضی واحد مذکر غائب

الْبِقَاءُ مُسَدِّرٌ اِفْتَعَالٌ لَقِيَ مَادَّةً

= الْجَمْعَيْنِ - دو گروہ - دو فوجیں - جَمْعٌ کا تثنیہ ہے مراد یہاں مسلمانوں کی فوج اور کفار کی فوج ہے۔

۸: ۴۲ = اِذْ يَأْتُو يَوْمَ الْفُرْقَانِ سَ بَدَلٌ هِيَ يَاسٍ كِى تَقْدِيرِ يَوْمِ هِيَ اُذْ كُرُوا اِذَا اَنْتُمْ۔

= اَلْعُدُوَّةُ - جانبِ وادی - کنارہ - اس کی جمع عُدَى ہے اس کو عین کی کسر کے ساتھ عُدُوَّةٌ بھی پڑھا جاتا ہے اس صورت میں اس کی جمع عِدَى ہوگی۔

بدر کے اطراف و جوانب میں جو پہاڑ ہیں ان کے مختلف حصے مختلف ناموں سے موسوم ہیں ان میں سے دو پہاڑیاں جو دور سے ریت کے دو سفید تودوں کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں۔ اب بھی ان میں سے جو پہاڑی مدینہ منورہ کی جانب ہے اس کا نام العدوة الدنیاء ہے اور دوسری جو مکہ کی طرف ہے العدوة القصویٰ سے موسوم ہے اور جو بہت اونچا سا پہاڑ ان دونوں کے درمیان ہے وہ آجکل جیل اسفل کہلاتا ہے کیونکہ اس کے نیچے نیچے ابوسفیان اپنے تجارتی قافلہ کا راستہ کاٹ کر سمندر کے کنارے کٹائے گزر گیا تھا جو بدر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بایں الفاظ آیا ہے وَالرَّكِبِ اسْفَلَ مِنْكُمْ۔ (اور کارواں تم سے نیچے تھا)

= الدُّنْيَا - اَدْنَى کی مؤنث ہے جو دُنَى (قرب ہونا) سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے مراد وادی بدر کی وہ سمت جو مدینہ منورہ سے قریب تر تھی۔

= اَلْقُصْوَى - اَقْصَى سے مؤنث ہے جو قُصَى يَقْصُو سے اسم تفضیل ہے اور یہاں العدوة القصویٰ سے مراد بدر کی وادی کی وہ جانب جو مدینہ منورہ سے دور والی جانب واقع تھی۔

= اَلرَّكِبِ - کارواں - قافلہ سوار - رَاكِبٌ کی جمع جس کے معنی سوار کے ہیں۔

= تَوَاعَدْتُمْ - تم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تَوَاعَدٌ (تفاضل) سے ماضی جمع مذکر ماضی۔

= لَاخْتَلَفْتُمْ - اِخْتِلَافٌ سے ماضی جمع مذکر حاضر۔ لام تاکید کے لئے۔ تم ضرور آپس میں اختلاف کرتے۔

= اَلْمِيعَادِ - طرفِ زمان - وعدہ کا وقت۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ - اور اگر تم ہر دو فریق یعنی مسلمان ایک طرف اور کفار دوسری طرف ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کا وعدہ کرتے تو تم دونوں وقتِ وعدہ کی خلاف ورزی

کرتے اور تقدیم و تاخیر سے کام لیتے۔ یعنی تم اس واسطے باز رہتے کہ تمہارے مقابلہ میں ان کی تعداد کثیر تھی اور وہ باقاعدہ مسلح تھے اور وہ اس واسطے کتر جاتے کہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہیبت تھی۔ اس طرح تم ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہ آتے۔

== وَ لَكِنُّ اٰی و لٰكِن اللّٰه جمعكہ علیٰ غیر مبیعہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تم ہر دو فریق کو کسی مقررہ وقت کے بغیر ہی آپس میں ٹکرا دیا۔ (کیونکہ مسلمان مدینہ سے قافلہ کے لئے نکلے تھے اور کفار مکہ سے قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ لیکن بعد میں حالات نے مشیت ایزدی کے تحت ان کو جنگ بدر میں باہم ٹکرا دیا۔

== لِيَقْضِيَ - مضارع واحد مذکر غائب - قَضَاءٌ مصدر - (باب ضرب) قَضَى يَقْضِي کر وہ پورا کر دے۔

== لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ط تا کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پورا کر دے جس نے ہونا ہی تھا۔ (یعنی جس کے ظہور میں آجانے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر چکا تھا)

== لِيَهْلِكَ مِّنْ هَلٰكٍ عَن بَيِّنَةٍ - جو ہلاک ہوتا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو۔ یعنی دلیل روشن ظاہر ہو گئی۔ حق و باطل کی تمیز کھلم کھلا سامنے آ گئی۔ حق کی فتح اور باطل کی شکست نے ہر دو کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ اچھا اور بُرا راستہ معلوم ہو گیا۔ اب اگر کوئی جان بوجھ کر باطل اختیار کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دینا چاہتا ہے تو ڈال دے (کیونکہ کفر ہلاکت ہے)

== وَيَخِيْبِي مِّنْ حَيٍّ عَن بَيِّنَةٍ - اور جسے زندہ رہنا ہے تو وہ اب حق کی فتح کو دیکھ کر یقین محکم سے حق پر زندہ ہے (حق زندگی ہے)

۸: ۴۳ = اِذْ يُرِيْكُهُمُ اللّٰهُ - اسی وا ذکر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللّٰہ علیک اذ یریکہم۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم کو (خواب میں دشمن قلیل تعداد میں) دکھائے تھے۔

== اَرٰیْكُهُمْ - اَرٰی (باب افعال) سے۔ ك ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر ہُمْ ضمیر مفعول ثانی۔ جمع مذکر غائب۔ اس نے تم کو وہ دکھائے۔ وہ تم کو وہ (دشمن) دکھائیگا رَأٰی مَادَہ

== لَفَشَلْتُمْ - لام تاکید۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ فَشَلُّ (باب سجع) سے مصدر۔ فَشَلُّ کے معنی ہیں کم ہمت ہو جانا۔ بزدلی کے ساتھ کمزور ہو جانا۔ تم لپٹ ہمت ہو گئے یا ہو جاؤ گے۔

تم ہمت ہار دیتے۔

= لَتَنَازَعْتُمْ - تم ضرور ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ کرتے۔ جھگڑتے۔ تنازع (تفاعل) سے باہم کشاکشی اور جھگڑا کرنا۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔

= سَلَّمَ - (باب تفعیل) تَسَلَّمَ سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے بچا لیا۔

۴۴: ۸ = يُرِيكُمُوهُمْ - اس نے تمہاری نظروں میں ان کو دکھایا۔

كُمُو۟ اِصْلٌ فِي كُمْ - واد اشباع کا ہے اور دو ضمیروں کے درمیان فرق کرنے کو لایا گیا ہے۔

= اِلْتَقَيْتُمْ - تم ملے۔ تمہارا آنا سامنا ہوا۔ اِلْتِقَاءٌ (افعال) سے ماضی جمع مذکر حاضر

= يُقَلِّلِكُمْ فِيۢ اَعْيُنِهِمْ - وہ ان کی نظروں میں تمہیں کم کر کے دکھا رہا تھا۔ یا کم محسوس کر رہا

تھا۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ كُمْ منمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تیر ملاحظہ ہو ۱۳: ۲۔

۱ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۱ اوپر ملاحظہ ہو ۲۲: ۸

۴۵: ۸ = فَا ثَبُتُو۟ا - ثَبَاتٌ سے (باب نصر) امر جمع مذکر حاضر۔ تم ثابت قدم رہو۔

۴۶: ۸ = فَتَفَسَّلُو۟ا - ورنہ تم ہمت ہار دو گے۔

= وَتَذٰهَبَ رِيحُكُمْ - اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۴۷: ۸ = بَطْرًا - مصدر۔ اترانا۔ اشارہ ہے لشکر کفار کی طرف جو قافلہ کی حمایت میں مکہ

سے بڑے طعنان سے نکلا تھا۔

بَطْرًا (سمع) بطرًا۔ زیادہ نعمت میں پڑ کر اترانا یا بہک جانا۔ بَطْرًا الْحَقُّ - تکبر سے حق کے

قبول کرنے سے انکار کرنا۔

= مُجِيٓظٌ - اسم فاعل۔ واحد مذکر قیاسی۔ اِحَاطَةٌ مصدر (باب افعال) حوط مادہ۔ ہر طرف

گھیر لینے والا۔ یہاں بمعنی عالم کل ہے۔

۴۸: ۸ = جَادُو۟ا - پڑوسی۔ ہمسایہ۔ مجازاً حمایتی۔ مددگار۔ رفیق۔

= تَرَاءَتُ - وہ سامنے ہوئی۔ وہ روبرو ہوئی۔ وہ دیکھنے لگی۔ تراءت (تفاعل) سے ماضی

واحد مؤنث غائب۔

تَرَاءَتُ - ایک دوسرے کے باہم اس طرح مقابل اور قریب ہونا کہ یہ اس کو اور وہ اس کو

دیکھ سکے۔ رَأَى - مادہ۔ مہموز العین و ناقص یائی۔ رَأَى يَرَى رَأْيًا وَرُؤْيَةً۔ اس کا امر رَأَ

ہے۔ تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ اِی تلاقی الفریقان۔ جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے۔

= نَكَصَ - نَكَصٌ وَنَكَوْصٌ مصدر۔ (باب ضرب و نصر) اٹے پاؤں بھاگنا۔ بدل ہونا۔ نَكَصَ - وہ اٹے پاؤں بھاگا۔ نَكَصٌ کے اصل معنی ہیں جس کام کے درپے ہو اس سے لوٹ جانا۔ پلٹ جانا۔

= عَقِبَيْهِ - اس کی دونوں اڑیاں - عَقِبٌ - واحد - أَعْقَابٌ جمع۔

= شَدِيدُ الْعِقَابِ - سخت سزا دینے والا - وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ یہ جملہ شیطان کا کلام بھی ہو سکتا ہے جو کہ قَالَ إِنِّي بُرِيْتُ مِمَّنْكَفَ سے شروع ہوا تھا۔ یا یہ جملہ مستانف ہے

۸: ۴۹ = غَرَّ - ماضی واحد مذکر غَابَ - اس نے فریب دیا۔ دھوکہ دیا۔ غُرِّدٌ مصدر باب نصر

= هُوَادٍ - ای المسلمین -

۸: ۵۰ = كَوْتَرِي - اگر تو دیکھے۔ کاش تو دیکھتا یا دیکھ سکتا۔

= يَتَوَفَّيَنَّ - مضارع واحد مذکر غَابَ تَوَفَّيْتُ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ وہ جان نکالتا ہے۔ یہاں الْمَلَائِكَةُ (جمع) کے لئے استعمال ہوا۔ وہ جان نکالتے ہیں۔

تَوَفَّيْتُ کے اصل معنی کسی چیز کو پورا لینا اور اس پر پورے طور پر قبضہ کر لینے کے ہیں۔ موت کے وقت بھی روح پورے طور پر قبض کر لی جاتی ہے۔

= ذُوقُوا - ای دِقْوَلُون ذُوقُوا - تم چکھو۔ ذُوقٌ سے امر۔ جمع مذکر حاضر۔ (باب نصر) ذُقْ - تو چکھ۔

= عَذَابَ الْحَرِيقِ - جلا دینے والا عذاب۔ آگ کا عذاب۔ حَرَقٌ سے بَرُوزَن فِعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ۔

۸: ۵۲ = كَذَابٍ - ک حرف تشبیہ ذَابٌ کے معنی مسلسل چلنے کے ہیں جیسے ذَابِ بْنِ الشَّيْرِ۔ وہ مسلسل چلا۔ اور قرآن حکیم میں ہے۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ (۱۴: ۳۳) اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا رکھا ہے کہ دونوں دن رات ایک دستور پر چل رہے ہیں۔

ذَابٌ - عادت مستمرہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت نذا۔ ونیز آیه (۳: ۱۱) یعنی آل فرعون کی سی عادت جس پر وہ ہمیشہ چلتے رہے ہیں۔ كَذَابٍ آلِ فِرْعَوْنَ - ای داب هُوَادٍ مثل داب آل فرعون۔ ان کی عادت مستمرہ بھی وہی ہے جو آل فرعون کی تھی۔ وروہ عادت مستمرہ کیا تھی۔ کفر و ابایت اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار۔

۵۳:۸ = ذَلِكْ - اِی ذَلِكْ الْعَذَابِ -

= لَمْ يَكْ - مضارع مجزوم نفی جمد بلم۔ کون سے اصل میں کَانَ سے مضارع يَكُونُ تھا۔ لَمْ کے آنے سے ن پر جزم آئی ن اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ واؤ حرف علت ہونے کی وجہ سے ساقط ہوئی۔ لَمْ يَكْ رہ گیا۔ یہاں بمعنی فعل استمراری ہے۔ یعنی نہیں ہے نہیں تھا۔ نہیں ہوگا۔

= مُغَيِّرًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ تَغْيِيرٌ (باب تفعیل) بدلنے والا۔

لَمْ يَكْ مُغَيِّرًا - وہ (اللہ تعالیٰ) کبھی نہیں ہوا بدلنے والا۔ اور نہ ہی ہوگا۔

= يُغَيِّرُوا - مضارع منصوب جمع مذکر غائب۔ تَغْيِيرٌ مصدر (یہاں تک) کہ وہ بدل ڈالیں۔

(بھلائی کو برائی سے۔ خوشحالی کو بدحالی سے)

= مَا بِأَنْفُسِهِمْ - اِی مَا بِهِمْ - یعنی یہاں تک کہ وہ خود بدل ڈالیں ان نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے

ان پر نازل کی ہوئی تھیں۔

۵۴:۸ = كَذَّابٌ قَبْلِهِمْ - یہ تکرر تاکید کے لئے ہے۔

۵۵:۸ = سَرَّالِدَّآبِ - بدترین جانور۔ (ملاحظہ ہو ۸:۲۲)

= الَّذِينَ كَفَرُوا قُلُوبُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ه اِی اَصْرُوا عَلٰی الْكُفْرِ وَلِحَوَاقِيهِ فَلَا يَتَوَقَّع

منہم الايمان۔ وہ لوگ جو کفر پر مصر ہے ان سے ایمان کی توقع نہیں کی جاسکتی (یہ بنو

قریطہ تھے)

۵۶:۸ = الَّذِينَ عَاهَدَتْ مِنْهُمْ - بدل ہے الذین کفروا کا یہ وہ لوگ ہیں جن سے

(جب بھی) آپ نے معاہدہ کیا

= يَنْقُضُونَ - مضارع جمع مذکر غائب نقض مصدر (باب نصر) وہ توڑتے ہیں۔

= فِي كُلِّ مَرَّةٍ - ہر بار

۵۷:۸ = اِمَّا - اگر۔

= تَتَّقَنَّهُمْ - مضارع واحد مذکر حاضر۔ بانون ثقیلہ۔ (باب سمع) تو ان کو پلے۔ هُمْ ضمیر

مفعول جمع مذکر غائب۔ اصل میں تَقَفُّ کے معنی کسی چیز کے ادراک کرنے اور اس کے سراپانجام

دینے میں حذاقت (کام کو اچھی طرح کرنا) اور مہارت کے ہیں۔ لیکن بعد میں صرف ادراک کرنے اور

پانے کے معنی میں استعمال ہونے لگا اگرچہ حذاقت نہ ہو۔ قرآن میں ہے وَافْتَلَوْهُمْ حَيْثُ

تَقَفُّوهُمْ (۲: ۱۹۱) اور قتل کر ڈالو انہیں جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ

= فَشَرَّدَ بِهِمْ - شَرَّدَ الْبَعِيدُ - کے معنی ہیں اونٹ بدک کر بھاگ نکلا اور شَرَّدَتْ بِه میں نے اس سے ایسا برتاؤ کیا کہ اُسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس جیسا کام نہ کریں۔ جیسے نَكَلْتُ بِه کا مطلب ہے کہ میں نے اسے دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔

فَشَرَّدَ بِهِمْ - تو ان کو ایسی سخت سزا دے کہ دوسرے دیکھ کر بھاگ جائیں۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب الذین کفروا (آیت ۵۵) کی طرف راجع ہے۔

= مَن خَلَفَهُمْ - جو ان کے پیچھے ہیں۔ یعنی تو ان کو ایسی سخت سزا دے کہ جو ان کے پیچھے ہیں وہ یہ دیکھ منتشر ہو جائیں۔

= لَعَلَّهُمْ يَدَّ كُرُونَهُ - شاید وہ نصیحت حاصل کریں اور اپنی بد اعمالیوں کا باز آجائیں۔
۵۸: ۸ = تَخَافُونَ - خَوْفٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر۔ بانون ثقیلہ۔ تو ڈرے۔ تجھ کو ڈر ہو۔

= فَأَكْبَدُوا إِلَيْهِمْ - ای طرح الیہم العہد۔ تو تو اس عہد کو (جو تو نے ان کے ساتھ کیا ہے) ان کی طرف پھینک مار۔ یعنی منسوخ کر دو۔

= عَلَى سَوَاءٍ - واضح طور پر۔ یعنی ان کو اس منسوخی کا علم ہو جائے اور وہ نتائج کی ذمہ داری کا احساس کرنے لگیں (یعنی دونوں فریقوں کو مساوی طور پر معلوم ہو جائے کہ اب عہد منسوخ ہو چکا ہے۔

۵۹: ۸ = لَا يَحْسَبُونَ - نہی غائب واحد مذکر غائب۔ بانون ثقیلہ۔ (یا بسمع) وہ ہرگز خیال نہ کرے۔

= سَبَقُوا - انہوں نے سبقت کی۔ وہ آگے نکل گئے۔ سَبَقُوا سے ماضی جمع مذکر غائب وہ بازی لے گئے۔

= لَا يَحْسَبُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا - جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی وہ خیال نہ کریں کہ وہ بازی لے گئے۔

= إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ - یقیناً وہ (پیروانِ حق کو) درماندہ نہیں کر سکتے۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ ہرا نہیں سکتے۔

۶۰: ۸ = أَعِدُّوا - تم تیار کر رکھو۔ أَعِدَّادٌ سے امر جمع مذکر حاضر۔

الْأَعِدَادُ بمعنی تیار کرنا۔ مہیا کرنا۔ یہ عِدَّةٌ سے ہے جیسے سَقَىٰ سے إِسْقَاءٌ۔ اور أَعِدَّادٌ هَذَا لَكَ کے معنی ہیں کہ یہ چیز میں نے تمہارے لئے تیار کر دی ہے تم اسے شمار کر سکتے ہو اور

جس قدر چاہو اس سے حسب ضرورت لے سکتے ہو۔

= رَبَابٌ - باندھنا۔ سرحد پر چوکی دینا۔ باب مفاعلة سے مصدر ہے ثلاثی مجرد میں رَابَطَ کا بھی مصدر ہے۔ جس کے معنی ہیں مضبوط اور مستحکم باندھنا۔ نیز اسم بھی آتا ہے۔ جس چیز کے ساتھ گھوڑے باندھے جائیں اس کو بھی رباط کہتے ہیں اور جس جگہ دشمن کے دفاع کے لئے گھوڑے باندھے جائیں مثلاً پڑاؤ۔ چھاؤنی اس کو بھی رباط کہتے ہیں۔ یہاں بطور مصدر ہی استعمال ہوا ہے۔ بمعنی گھوڑے باندھنا۔ یعنی گھوڑوں کو دشمن سے دفاع کی خاطر چاک و چونبند باندھے رکھنا کہ جب ضرورت پڑے استعمال میں لائے جاسکیں۔

= تَوَهَّبُونَ - تم ڈراؤ۔ تم ڈرا سکو۔ تم ڈراتے رہو۔ تم ڈراؤ گے۔ إِذْهَابٌ (اِفْعَالٌ) سے جس کا معنی خوف زدہ کرنے کے ہیں۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔

= يَهْ - ضمیر ہ کا مزج مَا اسْتَطَعْتُمْ ہے۔

= وَالْخَرِيتِ مِنْ دُونِهِمْ - اور دوسرے (دشمن) جو ان (کھلے دشمنوں) کے علاوہ ہیں۔ یعنی جن کا مسلمانوں کو علم نہیں ہے لیکن ان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

يُوفَّ - مضارع مجہول۔ واحد مذکر غائب۔ تَوَفِيَةٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر۔ وہ پورا پورا تمہیں واپس دیا جائے گا۔

۶۱: ۸ = اِنْ جَنَحُوا - اگر وہ جھکیں۔ جُنُوحٌ سے ماضی جمع مذکر غائب۔ (باب ضرب - نصر - فتح)

= لِلتَّلْمِ - صلح کے لئے۔ صلح کی طرف۔ سَلَّمَ مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ لَهَا میں ضمیر واحد مؤنث غائب سَلَّمَ کی طرف راجع ہے۔

۶۲: ۸ = يَخْدَعُونَكَ - وہ تجھے دھوکہ دیں۔ مضارع مجزوم بوجہ عمل اِنْ صيغة جمع مذکر غائب كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔

= حَسْبِكَ - حَسِبَ اسم فعل ہے بمعنی کافی۔ منصوب بوجہ عمل اِنَّ۔ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔

تیرے لئے کافی ہے۔ حَسَبَ يَحْسِبُ (باب نصر) کا مصدر بھی ہے۔

۶۳: ۸ = دَأَلَفَ - اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈال دی۔ تَأَلَّفَ (باب تَفْعِيلٌ) سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ صيغة ماضی واحد مذکر غائب۔

= قُلُوبِهِمْ - میں ہند ضمیر جمع مذکر غائب مومنین کی طرف راجع ہے۔

عرب کے سائے جزیرہ میں ہر طرف عداوت و نفرت کی آگ بھڑک رہی تھی مزاج اتنے آوارہ اور جذبات اتنے مشتعل تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی شروع ہو جاتی۔ اور برسوں جاری رہتی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نقشہ ہی بدل گیا۔ خدانے ایسی تالیف القلوب کی کہ اسلام کے دائرہ میں آتے ہی وہ حقیقی بھائیوں سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے قریب آگئے۔ اوس اور خزرج کے قبائل ایک بٹن مثال تھے۔

۶۵: ۸ = حَرَضٌ - تَحْرِيضٌ (باب تفعیل) سے امر۔ واحد مذکر حاضر۔ تور غیبت دلا۔ تو اُبھار۔ تو تاکید کر۔ تو آمادہ کر۔

الحرَضُ - اس چیز کو کہتے ہیں جو نکمی ہو جائے اور درخور اعتناء نہ ہے۔ اس لئے جو چیز قریب بہ ہلاکت ہو جائے اس کے متعلق حَرَضٌ کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا ۱۲۶: ۸۵ یا تو قریب بہ ہلاکت ہو جاؤ گے۔

التَّحْرِيطُ (باب تفعیل سے) کے معنی ازالہ حرض کے ہیں۔ یعنی کسی چیز سے بگھاڑ اور خرابی دور کر دینا۔ جیسے مَرَضَةٌ میں نے اس کے مرض کو دور کر دیا۔

تَحْرِيضٌ کے معنی کسی کو مزین کر کے اور اسے آسان صورت میں پیش کر کے اس پر برا نگیختہ کرنے کے ہیں۔ حَرَضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ - مومنوں کو جہاد پر برا نگیختہ کر کے ۶۶: ۸ = الْكَيْدُ - اب - ظرف زمان ہے اور مبنی برفسخ - الف لام اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا ہے اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے۔

= تَخَفَّفَ - اس نے تخفیف کی۔ اس نے ہلکا کر دیا۔ ماضی واحد مذکر غائب (باب تفعیل) = ضَعْفًا - سستی - کمزوری - ضَعْفٌ يَضْعُفُ (باب کرم) کا مصدر ہے سست ہونا ۶۷: ۸ = اسْرَى - قیدی - اسِيرٌ کی جمع ہے اسْرَى بھی جمع ہے۔ الَّاَسْرُ کے معنی قید میں جکڑ لینے کے ہیں۔ اسْرَى پاؤں کی بیڑی۔

= يَتَخَوَّنَ - مضارع واحد مذکر غائب - اِتْمَانًا مصدر (باب افعال) کثرت خون بہاد رک تَخَوَّنَ (باب کرم) - تَخَوَّنَ الشَّيْءُ کے معنی ہیں کسی چیز کا گارٹھا ہونا اس طرح کہ بہنے سے رک جائے۔ ویسے اس کا استعمال کثرت قتل اور غلبہ و تسلط جو کثرت قتل کا نتیجہ ہے کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

= مَا كَانَ لِبَنِي... الَّا رَحْمَةً - بنی کے لئے زیبا نہیں کہ اس کے پاس جنگی قیدی ہو جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو کھیل نہ دے۔ یعنی جب تک جنگ میں دشمنوں

کو تہ تیغ کر کے ان کا قلع قمع کر کے ان کی طاقت کو کچل کر پورا غلبہ و تسلط حاصل نہ کر لیا جائے
جنگی قیدی بنانا جائز نہیں ہے

= عَرَضٌ - مال و متاع - اسباب و سامان - سریع الزوال مال و متاع

۶۸:۸ = كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ - اللہ کا فرمان - اشارہ ہے ارشاد الہی کی طرف فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَتَانَ فِيمَا مَتَابَعَدُ وَإِمَّا
فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَدْبَارَهَا (۴:۴۴) پس جب ان کافروں سے تمہاری ٹھہری ہو
جائے تو پہلا کام گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ تم خوب ان کو تہ تیغ کر کے کچل دو۔ تب قیدیوں
کو مضبوط باندھو۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ احسان کرو یا فدیہ کا معاملہ کرو تا آنکہ لڑائی
اپنے ہتھیار ڈال دے

= سَبَقَ - وہ پہلے گذر چکا - وہ پہلے ہو چکا - اس نے سبقت کی -

= لَمَسَّكُمْ - تم کو ضرور پہنچتا - (عذاب عظیم) لام تاکید کا ہے - مَسَّ ماضی واحد مذکر غائب
کُم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - مَسَّ (باب نصر) کا معنی ہے چھو دینا - دکھ پہنچانا - لاحق ہونا
لگ جانا - (باب نصر اور سمع) سے یہ بمعنی جماع بھی آتا ہے - اِنِّیْ یَاکُونُ لِیْ وَوَلَدًا
یَبْسُتَنِیْ بَشْرًا (۲:۲۴) میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا حالانکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ لگایا
نہیں - اور اِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوهُنَّ (۲:۲۳۴) اور اگر تم غورتوں کو
ان سے مجامعت سے پہلے طلاق دیدو -

مَجَازًا مَسَّ کا اطلاق جنوں پر بھی ہوتا ہے مثلاً کَالَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ
الْمَسِّ ۲:۲۴۵ جیسا کہ کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو -

تکلیف کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً مَسَّیْنِ الشَّیْطَانِ (۳۸:۴۱) شیطان
نے مجھ کو اذیت دے رکھی ہے

= فِیْمَا آخَذْتُمْ - اس بائے میں جو تم نے لیا - بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے یعنی جو مال
غنیمت تم نے لیا ہے اس میں قیدیوں کا فدیہ لینا بھی شامل ہے، بعض نے اس سے قیدی
مراد لئے ہیں -

= کَوْلًا عَذَابٌ عَظِیْمٌ - یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ
نہ دیا ہوتا - کہ مال غنیمت تمہارے لئے حلال ہے اور اگر اس کا یہ دستور نہ ہوتا کہ جب تک وہ بیان
کھول کر نہ کرے تب تک وہ عذاب کسی کو نہیں دیا کرتا - تو جو مال غنیمت اور جو مال فدیہ تم نے

لیا ہے اس پر بھاری عذاب ہوتا۔ (یہ حکم جو لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تھا لیکن ابھی نازل نہیں ہوا تھا سورۃ محمد میں آیت ۴ میں نازل ہوا۔ اور ملاحظہ ہو کِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ کے محاذ)

الخازن۔ بیضادی۔ زمخشری نے اس آیت کا مطلب ان ہی معنوں میں لیا ہے۔

لیکن مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں آیہ ۴: ۴ سورۃ محمد کا نزول

سورۃ انفال کی آیت ہذا کے نزول سے قبل کا تصور کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں :-

اس عبارت (یعنی سورۃ انفال کی آیہ ہذا) پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی

ہے کہ اس موقع پر غتاب جس بات پر ہوا تھا وہ یہ تھی کہ جنگ بدر میں دشمنوں کو اچھی طرح

کچل دینے سے پہلے مسلمان دشمن کے آدمیوں کو قید کرنے میں لگ گئے تھے۔ حالانکہ

جنگ سے پہلے جو ہدایت سورۃ محمد میں ان کو دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ :-

”جب تم ان کو اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط باندھو“

تاہم سورۃ محمد میں مسلمانوں کو قیدیوں سے فدیہ لینے کی اجازت فی الجملہ دی جا چکی

تھی اس لئے جنگ بدر کے قیدیوں سے جو مال لیا گیا اسے اللہ نے حلال قرار دیا اور مسلمانوں

کو اس کے لینے پر سزا نہ دی۔

د اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا ”لَوْ اَنَّ كِتَابَ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ“ کے الفاظ

اس امر کی طرف صاف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے فدیہ لینے کی اجازت کا فرمان

قرآن میں آچکا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن کے اندر سورۃ محمد کی اس آیت کے سوا کوئی دوسری

آیت ایسی نہیں ہے جس میں یہ فرمان پایا جاتا ہو۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ آیت (سورۃ

محمد آیت ۴) سورۃ انفال کی آیت (آیت ہذا) سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

مگر یہ یاد رہے کہ ترتیب نزول کے مطابق سورۃ انفال ۸۸ نمبر پر ہے اور سورۃ محمد

نمبر شمار ۹۵ پر ہے۔

اس میں دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ :-

۱:- خدا پہلے سے طے کر چکا ہے کہ بدری صحابی کو عذاب نہیں کرے گا۔ ان کے لئے مغفرت

تخیر ہو چکی ہے (الحسن۔ مجاہد۔ سعید بن جبیر۔)

۲:- اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کے بعد کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا۔ تاآنکہ واضح نہ کر دے ان پر کہ کس

چیز سے بچنا لازمی ہے اور یہ کہ بھول اور غفلت کی وجہ سے کسی فعل کا ارتکاب موجب سزائش

نہ ہوگا۔ (ابن جریر)

۶۹:۸ = فَكُلُوا۔ میں و ت سبب کی ہے اس سے قبل سبب محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہے قد آ بَحْتُ لَكُمْ الْغَنَائِمَ فَكُلُوا۔ (میں نے تمہارے لئے مال غنیمت حلال کر دیا پس اسے کھاؤ استعمال کرو)

= حَلَالًا طَيِّبًا۔ یہ یا تو مصدر محذوف آکلًا کی صفت ہے یعنی حلال اور طیب کے طور پر استعمال میں لاؤ۔ یا یہ مِمَّا عَنَّمْتُمْ کا حال ہے کہ مال غنیمت سے حلال اور طیب مال کھاؤ۔ استعمال کرو

۷۰:۸ = مَنْ فِي آيِدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ - قیدی جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔

= مِمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ۔ ای الفدیۃ۔

۷۱:۸ = أَمْكَنَ مِنْهُمْ۔ اس نے قابو کر دیا۔ اس نے پکڑ دیا۔ متغدی بدو مفعول۔ اِمَكَانٌ (افعال) سے واحد مذکر غائب اَمْكَنْتُ فَلَا نَأْمِنُ فَلَانِ۔ میں نے فلاں کو فلاں پر قدرت دی اصل میں اَمْكَنَكَ مِنْهُمْ اس نے تم کو ان پر قدرت دی۔ اس میں كَ ضمیر مفعول اول اور هُمْ ضمیر مفعول ثانی ہے۔

۷۲:۸ = اَوْدُوا۔ اِيْوَاءٌ (افعال) سے۔ ماضی۔ جمع مذکر غائب۔ انہوں نے جگہ دی۔ انہوں نے پناہ دی۔ دوسری جگہ قرآن میں ہے اِذَا وَى الْقَيْتِيَّةَ اِلَى الْكَهْفِ (۱۰:۱۸) جب چند نوجوانوں نے غار میں پناہ لی۔ اور وَتَوَوَّى اِلَيْكَ مِنْ نَشَاءٍ (۵۱:۲۳) اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو۔ یا ٹھکانا دو۔

= مَا لَكُمْ مِنْ دَلَالَةٍ يَدِيهِمْ مِنْ شَيْءٍ۔ تو تمہارا ان سے ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں۔ ولایت وسیع المعانی لفظ ہے اور عربی میں حمایت نصرت۔ مددگاری۔ پشتیبانی۔ دوستی۔ قرابت۔ سرپرستی۔ اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لئے بولا جاتا ہے۔

بعض نے ولایت سے وراثت مفہوم لیا ہے۔ یعنی تمہارے لئے ان کی وراثت سے کوئی چیز نہیں ہے۔

= اِسْتَنْصَرُوْكُمْ۔ وہ تم سے مدد چاہیں۔ اِسْتِنْصَادٌ (استفعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

= فَعَلَيْكُمْ۔ تم پر فرض ہے۔ تمہارے ذمہ ہے۔ جیسے کہ دوسری جگہ قرآن میں ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (۲۶:۸۸) بیشک پھر ہمارا ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

= عَلٰى قَوْمٍ۔ کسی قوم کے خلاف۔ قرآن میں آیا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

(۲۸۶:۲) ہر نفس جو نیکی کماتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو بدی کماتا ہے وہ بال اسی کے خلاف ہے۔ اسی پر ہے۔

= دِيْتَانٌ - معاہدہ - عہد و پیمانہ -

۸:۴۳ = اِلَّا تَفْعَلُوهُ - اِلَّا - اِنْ اور لَا سے مرکب ہے کُصْمِيرٍ وَاَحَدٌ مَّنْ كَرِهَ غَائِبٌ - اِى اِلَّا تَفْعَلُوهُ مَا اَمَرْتَكُمْ مِنْ تَوَاصُلِ الْمُسْلِمِينَ وَتَوَلَّى بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّىٰ فِي التَّوَارِثِ تَفْضِيلًا لِنِسْبَةِ الْاِسْلَامِ عَلَىٰ نِسْبَةِ الْفِرَاطِ وَلَمْ تَقْطَعُوا الْعِلَاقَ بَيْنَكُمْ دِينِ الْكُفَّارِ - اے مسلمانو! اگر تم باہمی تقارب و مواصلت نہ رکھو گے اور ایک دوسرے کی مددگاری نہیں کرو گے اور دین اسلام کی نسبت کو رشتہ داری کی نسبت پر فضیلت نہ دو گے۔ اور اپنے اور کفار کے درمیان تعلقات کو منقطع نہیں کرو گے تو..... الخ

= تَكُنْ اَصْلٌ مِّنْ تَكُوْنٍ تھا۔ جواب شرط کی وجہ سے حرف آخرت پر جزم آگئی وَاَوْ اجْتِمَاعِ ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ تَكُنْ ہو گیا۔ مضارع مجزوم واحد منوش غائب۔ كُوْنٌ مصدر۔ (فتنہ برپا) ہو جائیگا۔

۸:۴۵ = اُدْوَالُ الْاَسْحَامِ - اہل قرابت رشتہ دار۔ ارحام جمع رحم کی ہے۔ شِکْمِ رِشْتَةٌ دَاوُ وہ رشتے جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے ساتھ متعلق ہوں۔

(۹) سُورَةُ التَّوْبَةِ ٧ (۱۱۳)

۹: ۱ = بَرَاءَةٌ - بیزاری - بیزار ہونا - خلاصی - چھٹکارا پانا - بری ہونا - قطع تعلق - مصدر ہے - الْبُرُؤُ - الْبُرَاءُ - التَّبَرُّؤُ کے اصل معنی کسی مکروہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں - اس لئے کہا جاتا ہے بَرَأْتُ مِنَ الْمَرُوضِ - میں نے مرض سے نجات پائی اور مَبْرَأْتُ مِنْ فُلَانٍ میں فلاں سے بیزار ہوں -

اور قرآن میں ہے اِنَّ اللّٰهَ بَرِيٌّ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ (۹: ۳) اللہ تعالیٰ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی -

اور اَنْتُمْ بَرِيُّوْنَ مِمَّا عَمَلْتُمْ وَاَنَا بَرِيٌّ مِّمَّا عَمَلْتُمْ (۱۰: ۴۱) تم میرے عملوں سے بری الذمہ ہو اور میں تمہارے عملوں سے بری الذمہ ہوں -

بَرَاءَةٌ خبر ہے جس کا مبتدا ہذیہ محذوف ہے - یعنی ہذیہ بَرَاءَةٌ - یہ (اعلانِ برأتِ) (قطع تعلق) ہے - مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اللّٰهُ اور اللہ کے رسول کی طرف سے اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے ان لوگوں کی طرف جن سے تم نے (مسلمانوں نے) معاہدہ کر رکھا ہے (جیسا کہ کہتے ہیں هٰذَا كِتٰبٌ مِّنْ فُلَانٍ اِلَى فُلَانٍ یہ تحریر ہے فلاں کی جانب سے فلاں کی طرف) -

اس کا پس منظر مختصر یہ ہے کہ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج مقرر فرما کر مکہ روانہ کیا - ان کے جانے کے بعد آیات سُورَةِ بَرَاءَةِ اتا، ۳ نازل ہوئیں - جن میں صاف صاف حکم دیا گیا تھا کہ اب کفر کے ساتھ سابقہ معاہدے منسوخ ہیں - رسالتناہ علیہ التیة والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے بھیجا کہ حج کے دن ان احکام خداوندی کا اعلان عام کریں -

چنانچہ دسویں ذوالحجہ کو حجرۃ العقیقہ کے پاس کھڑے ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ آیات

تلاوت فرمائیں۔

اس سورۃ کے ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں ہے۔ علماء نے اس کی متعدد وجوہات لکھی ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے۔
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں لکھوائی اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی نہیں لکھی۔ اور بعد کے لوگ بھی اس کی پیروی کرتے چلے آئے!

۹: ۲ = فَيُحِوُوا - سَاحَ لَيْسِيحُ (باب ضرب م سَيِّحٌ سے امر، جمع مذکر حاضر۔ تم پھرو۔
سیاحت کر لو۔ گھوم پھرو۔ چل پھرو۔

السَّاحَةُ کے معنی فراخ جگہ کے ہیں۔ اسی اعتبار سے مکان کے صحن کو سَاحَةُ الدَّارِ کہا جاتا ہے۔ وسیع مکان میں ہمیشہ جاری رہنے والے پانی کو سَائِحٌ کہا جاتا ہے۔ سَاحَ فَلَانٌ فِي الدَّرَاحِ کے معنی پانی کی طرح زمین میں چکر کاٹنے کے ہیں۔ اسی سے ہمیشہ سفر کرنے والے کو سَائِحٌ یا سَيَّاحٌ کہا جاتا ہے۔ اور آیت ۹: ۱۱۲ میں السَّائِحُونَ سے مراد روزہ رکھنے والے ہیں۔

فَيُحِوُوا میں خطاب مشرکین سے ہے۔

= اَتَّكُمُ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ - تم اللہ کو عاجز کر سکتے والے نہیں ہو۔ یعنی نہ تو تم اس کے قبضہ سے بچ کر نکل سکتے ہو اور نہ اس کے پلان کو فیصل کر سکتے ہو

= وَآَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ - اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے یعنی اس دنیا میں قتل و شکست کی ذلت اور آخرت میں عذاب کی ذلت۔

۹: ۳ = اَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ اِلَى النَّاسِ - تمام لوگوں کے لئے اطلاع عام

برأت صرف ان مشرکین سے مہتی جن کے ساتھ معاہدات تھے اور اَذَانٌ تمام لوگوں کے لئے اس برأت کی اطلاع عام۔

= يَوْمَ الْحَجِّ الْكَبِيرِ - بڑے حج کا دن یعنی یوم عرفات ۹ رذو الحج کا دن۔ جس دن حجاج میدان عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ اور غروب آفتاب سے قبل مزدلفہ کی طرف جانے کے لئے نکل آتے ہیں۔

۸-۹-۱۰۔ الحج حج کے ایام ہیں۔ مناسک حج میں میدان عرفات میں قیام سب سے اہم ہے۔ یا اس سے یوم النحر بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی دسویں ذوالحجہ کیونکہ اس دن مناسک

حج پوری ہو جاتی ہیں۔ یعنی حجاج طواف اور قربانی سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ یا جملہ ایام حج مراد ہیں کہ عرب میں عمرہ کو حج اسفر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج ہوتا ہے اسے حج اکبر کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں چونکہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ نے ارذوالحجہ کو اعلان سنایا تھا لہذا یہاں مراد یوم النحر ہی ہو سکتا ہے (یعنی آج حج اکبر کے دن اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے یہ اعلان عام کیا جاتا ہے)۔

= بَرِيٌّ - بَرِيٌّ - بَرِيٌّ الذمہ - بَرِيٌّ - ملاحظہ ہو (۱:۹)

= دَرَسُوهُ - وَاَدْحَرَفَ عَطْفَ رَسُوْلِهِ - مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف - اس کا معطوف علیہ اللہ ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق معطوف اور معطوف الیہ کا اعراب ایک ہی ہونا چاہئے تھا۔ یعنی اللہ کی طرح رسول بھی منسوب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس کے مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدأ ہے اور اس کی خبر بَرِيٌّ محذوف ہے اور یہ جملہ ورسولہ بَرِيٌّ بصورت جملہ پہلے جملہ ان اللہ بَرِيٌّ کا معطوف ہے۔

= اِنْ تَبَيَّنْتُمْ - اگر تم تائب ہو جاؤ یہاں خطاب مشرکین سے ہے کہ اگر تم شرک و کفر سے باز آ جاؤ
= اِنْ تَوَلَّيْتُمْ - اگر تم پھر گئے۔ تَوَلَّيْتُ (تَفَعَّلْتُ) سے ماضی جمع مذکر حاضر۔

= بَشِيْرٌ - تو خوشخبری دے۔ تو بشارت دے۔ تو خبر دے۔ تَبَشِيْرٌ (تَفَعَّلْتُ) سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ بشارت کا استعمال استنہار کے طور پر ہوا ہے

۹: ۴ = لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ - نَقَصَ يَنْقُصُ (باب نصر) نَقَصًا وَ نَقْصَانًا - کم ہونا۔ گھٹنا۔ کم کرنا۔ گھٹانا نَقَصْتُ ذَلِيْلًا اَحَقَّهُ میں نے زید کے حق میں کمی کر دی اس کے حق کو گھٹا دیا۔
لَمْ يَنْقُصُوْا - مضارع نفی جمد بلم۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ انہوں نے تمہارے حق میں کمی نہیں کی۔ یعنی تمہاری حق تلفی نہیں کی۔ تمہارا نقصان نہیں کیا۔ انہوں نے تمہارا قصور نہیں کیا۔ (انہوں نے تکمیل عہد میں کمی نہیں کی)

= لَمْ يُظَا هِرْذًا عَلَيْكُمْ - ظَاهَرًا لِيْظَا هِرْمًا مَطَا هِرَّةً (باب مفاعلة) ایک دوسرے کی امداد کرنا۔ عَلَيْكُمْ۔ تمہارے خلاف۔ مضارع نفی جمد بلم۔ جمع مذکر غائب انہوں نے تمہارے خلاف کسی دوسرے کی مدد نہیں کی۔

۹: ۵ = اِنْسَلَخَ - وہ گذر گیا۔ (یعنی جب حرمت والے مہینے گذر جائیں) نیز ملاحظہ ہو (۵: ۱۷)
= اَحْصَوْهُمْ (باب نصر) باب ضرب) ان کو محصور رکھو۔ ان کو قید رکھو۔ ان کو روکے رکھو۔ امر جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب حَصْرٌ سے۔
= مَرَّ صِدٌّ - واحد مَرَّ صِدٌّ - جمع - طرف مکان - گھات کی جگہ۔ رَصَدٌ يَرْصُدُ (نصر)

نگاہ رکھنا۔ گھات لگانا۔

وَاقْعُدُوا لِلَّهِ كُلَّ مَرْصِدٍ - ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔

== فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ - تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تَخْلِيَةٌ (تَفْعِيلٌ) سے مصدر چھوڑ دینا۔

۶:۹ = اسْتَبَارَكَ - اس کا مادہ جَوْرُ ہے الْجَارُ - پڑوسی - ہمسایہ - اسْتَبَارَ - اس نے پناہ طلب کی - اسْتَبَارَكَ - اس نے تجھ سے پناہ طلب کی - اسْتَبَارَةٌ (افتعال) ماضی واحد مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر - جَارٌ پناہ دینے والا - مددگار - وَ اِنِّي جَارٌ لَّكُمْ (۸: ۴۸) اور میں تمہارا حامی مددگار ہوں - اور وَهُوَ يُجِيرُكَ يُجَارُ عَلَيْهِ (۲۳: ۸۸) اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا

اور معنی قرب کے اعتبار سے جَارَ عَنِ الطَّرِيقِ کا محاورہ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں راستہ سے ایک طرف مائل ہونے کے - پھر مطلقاً حق سے عدول کرنے کے لئے اس کو اصل قرار دے کر اس سے الْجَوْرُ بمعنی ظلم بنایا گیا - قرآن حکیم میں ہے وَ مِنْهَا جَائِدٌ (۹: ۱۶) اور بعض راستے سیدھی راہ سے ایک جانب مائل ہو رہے ہیں - جو روستم - ظلم و ستم کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے = فَاجِرَةٌ - پس اس کو پناہ دے - امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - وَ ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ = وَ اِنِّ احَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَبَارَكَ فَاجِرَةٌ - یہاں پناہ طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی مشرک چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد بھی اس مطلب کے لئے پناہ مانگے کہ وہ قرآن حکیم کے پیغام کو سمجھنے اور اپنی غلط فہمیاں - شک و شبہات دور کرنے کے لئے موقعہ چاہتا ہے تو اسے یہ موقع فراہم کرنا چاہئے - (اگلا جملہ حتیٰ يَسْمَعَ كَلِمَةَ اللّٰهِ اس معنی کی طرف اشارہ ہے) = مَا مَنَّهُ - مَا مَنَ - جائے امن - طرف مکان - مَا مَنَّهُ مضاف مضاف الیه - اس کی جائے امن ۱۰ اس کی قوم کی بستی ہو یا کوئی اور جگہ جہاں وہ امن پاسکے، اَمْنٌ - اَمَانَةٌ - اَمَانٌ مصدر۔

۹: ۷ = كَيْفَ - کیسا - کیسے - کیونکر - یہاں بطور استفہام انکاری استعمال ہوا ہے - كَيْفَ

يَكُونُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهِ - ان (عہد شکن) مشرکین کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی معاہدہ کیونکر ہو سکتا ہے (یعنی نہیں ہو سکتا)

یعنی اگر یہ مشرکین اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کو بار بار توڑنے کا ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ اور اللہ کا رسول ان کے ساتھ عہد کا پاس کیسے کر سکتے ہیں -

== فَمَا - مَا مصدر یہ ظرفیہ یا جزائیہ ہے (مثال مصدریہ وَصَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا

رَحِبَتْ (۱۰: ۲۵) اور باوجود فراخ ہونے کے ان پر زمین تنگ ہوگئی۔

مثال مصدریہ ظرفیہ۔ وَادُصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (۱۹: ۲۱) اور اس نے مجھے تاکید کی ہے نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں۔

مثال جزائیہ۔ مَا يَفْعَلُ اَنْفَعَلُ (جو کچھ وہ کرے گا میں کروں گا۔

یہاں اس آیت میں یعنی مصدریہ ظرفیہ ہے۔ یعنی جب تک وہ تمہارے معاہدہ پر قائم رہیں تم بھی ان کے لئے قائم رہو۔

۸: ۹ = كَيْفَ۔ یہاں بھی استفہام انکاری یا اظہار حیرت و تعجب کے لئے ہے اس کی تکرار مشرکین کی متواتر عہد شکنی اور عدم ثبات کے لئے ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے :-

كَيْفَ يَكُونُ لَهُمْ عَهْدٌ وَاِنْ يَظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ اُوْرِكِيْهِمْ رَهْ سَكْتَا هِىَ مَعَاهِدَه اِن كِه سَاْتَه
جب کہ حال یہ ہے کہ اگر ان کو تم پر برتری حاصل ہو جائے تو... الخ

= لَا يَرْقُبُوْا۔ مضارع منفی مجزوم (بوجہ جواب شرط) رَقِبْتُ مصدر۔ (باب نصر) پاس یا لحاظ نہیں کریں گے۔ رعایت نہیں کریں گے۔

رَقِبَ يَرْقُبُ رَقَابَةً رَقَبَاتٌ۔ نگرانی کرنا۔ نگہبانی کرنا۔ انتظار کرنا۔ ڈرانا۔ الرَقَبَةُ اصل میں گردن کو کہتے ہیں۔ پھر عرف عام میں غلام کے معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے :-

وَمَنْ تَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَدَحْرِيْهُ رَقَبَةٌ مُّؤْمِنَةٌ (۴: ۹۲) کہ جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے (بھی) مار ڈالے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرائے۔

نگران کو رقیب کہتے ہیں یا تو اس لئے کہ وہ اس شخص کی گردن پر نظر رکھتا ہے جس کی نگرانی منظور ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ نگرانی کے لئے اپنی گردن بار بار الٹا کر دیکھتا ہے۔

انتظار کرنے کے معنی میں قرآن مجید میں ہے وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْٓ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ (۱۱: ۹۳) تم بھی منتظر ہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ تَرَقَّبُ (تَفَعَّلُ) انتظار کرتے ہوئے کسی چیز سے بچنا۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ (۲۸: ۲۱) موسیٰ علیہ السلام شہر سے نکل بھاگے اور دوڑتے جاتے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

لِهٰذَا لَا يَرْقُبُوْا۔ وہ (اپنے عہد کا) پاس نہیں کریں گے۔ (اپنے عہد کی) نگہبانی (پاسبانی) نہیں کریں گے۔

= فِيْكُمْ۔ تمہارے بارے میں۔

= اِلَّا - اِلَّا کے معنی قرابت - عہد - حلف اور اللہ کے ہیں۔ قرابت کے معنوں میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے۔

لعمرك ان ائتلك من قریش

كأل السقب من رأل النعام

تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شتر مرغ کے بچے سے ہے۔
اور عہد کے معنوں میں :-

وجدناهموكاذبا المهمل

وذوالالء والعهد لا يكذب

ہم نے ان کو عہد کا جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا اور حلف کے معنوں میں :-

لولا بنو مالك والالء مرقة

ومالك فيهم الالء والشرف

(اوس بن حجر)
اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی۔ اور بنو مالک ہی میں بخشیش ہیں اور شرافت ہے۔

اور اللہ کے معنی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول :-

ان هذالكلام لم يخرج من اِلَّا -

یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ اِلَّا وَلَا ذِمَّةً - تمہارے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ رکھیں گے اور نہ عہد کا

اور نہ حلف کا اور نہ اللہ تعالیٰ کا۔

= ذِمَّة - عہد - اس کی جمع ذَمَمٌ ہے۔

يُرْضَوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ - اِدْضَاءُ (افعال) سے مضارع جمع مذکر غائب - كَمِ ضمير مفعول

جمع مذکر حاضر وہ تم کو راضی کرتے ہیں۔ وہ تم کو خوش کرتے ہیں۔ رِضْيٌ مادہ ہے اور ثلاثی

مجرد سے مصدر بھی۔

- أَفْوَاهِهِمْ - أَفْوَاهٌ مضاف الیه - أَفْوَاهٌ - فَوْهٌ کی جمع بمعنی مُنَّة

بِأَفْوَاهِهِمْ اپنے منہ سے یعنی زبانی کلامی۔

== تَأْتِي - وہ انکار کرتے ہیں۔ لیکن یہاں قُلُوبٌ جمع مکسر کے لئے مَوْنٌ کا صیغہ استعمال ہوا ہے
یعنی ان کے دل انکار کرتے ہیں۔ اِبَاءٌ مصدر مضارع واحد مَوْنٌ غائبِ اَبِي يَأْتِي دَفْعًا انکار
کرنا۔ ناپسند کرنا۔ مکروہ جانتا۔ ناخوش ہونا۔ باب ضرب سے بھی آتا ہے۔

== فَاسْقُوتٌ - راستی سے نکل جانے والے۔ نافرمانی کرنے والے۔ حدود شریعت سے نکل جانے
والے۔ اللہ کی اطاعت سے نکل جانے والے۔

۹: ۹ = اِشْتَرَوْا - انہوں نے مول لیا۔ انہوں نے بیچا۔ اِشْتَرَى اِشْتَرَاءً اِنْفِعَالٌ
سے جس کے معنی خریدنا اور بیچنا دونوں آتے ہیں۔

اِشْتَرَوْا اِيَّايَا اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا - انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول
کر لی۔ (یعنی ہوائے نفس کے تابع ہو گئے اور اللہ کی آیات پر یقین نہ کیا)

== صَدُّوْا عَن - وہ پھر گئے۔ انہوں نے ترک کر دیا۔ انہوں نے (دوسروں) کو روکا۔ بازرگھا
= سَاءَ - يَسُوْءٌ - (نصر) ماضی واحد مذکر غائب سَوُوْا سے۔ بُرّا ہے۔

== مُعْتَدُوْنَ - اسم فاعل جمع مذکر - مرفوع - اَلْمُعْتَدِيْنَ واحد - حق سے تجاوز کرنے والے۔

اِعْتَدَاءٌ (اِنْفِعَالٌ) مصدر - یہ لفظ زیادتی کے ہر پہلو کو جامع ہے۔ یہاں مراد عہد شکنی ہے

۹: ۱۲ = نَكَثُوْا - ماضی جمع مذکر غائب نَكَثٌ مصدر - (باب ضرب و نصر) انہوں نے عہد کو توڑا
نکثیۃً۔ عہد شکنی۔ جھوٹ۔ ایسا دشوار کام جس میں لوگ عہد و پیمان کو توڑ ڈالیں۔

== طَعَنُوْا - انہوں نے طعن کیا۔ انہوں نے عیب نکالا۔ طَعْنٌ سے جس کا اصل معنی نیزہ مارنا
(باب ضرب - نصر - فتح) ہر وہ چیز جو دل کو دکھ پہنچانے والی ہو اس کو بھی طعن کہتے ہیں۔ مثلاً
عیب جوئی - طعن زنی۔

طَعْنٌ - بمعنی نیزہ زنی اکثر باب نصر سے آتا ہے۔ اور جب اس کا تعلق طعن بالقول سے ہو
تو باب فتح سے۔ یہاں مراد عیب جوئی - نقص بینی - کے ہیں۔

== اَئِمَّةَ الْكُفْرِ - رؤس المشركين - کفر کے پیشوا۔ کافروں کے لیڈر۔ حضرت ابن عباس رض
کے قول کے مطابق اس سے مراد ابوسفیان بن حرب۔ الحرث بن ہشام، سہیل بن عمرو۔ ابو جہل
وغیرہ ہیں۔ ائمة - امام کی جمع ہے۔ لیڈر۔ سردار۔ قائد۔ پیشوا۔ سرکردہ۔

== يَذْتَهُرُونَ - وہ باز رہتے ہیں۔ (شاید وہ باز آجائیں) وہ باز آجائیں۔ مضارع جمع مذکر غائب۔
اِنْتِهَاءٌ (اِنْفِعَالٌ) مصدر سَخِيٌّ - مادہ۔

۹: ۱۳ = اَلَا تَقَاتِلُوْنَ - کیا تم جنگ نہیں کرو گے۔ کیا تم نہیں لڑو گے۔

= بَدَّ ذُكْمَهُ - انہوں نے پہلے تم سے شروع کیا۔ (یعنی زیادتی میں پہل انہوں نے کی) بَدَّءٌ سے ماضی جمع مذکر غائب۔

۹: ۱۴ یَشْفِی - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب اصل میں یَشْفِی تھا۔ بوجہ جواب شرطی محذوف ہو گئی۔ شِفَاءٌ مصدر (باب ضرب) شفا دے گا۔ (یعنی مشرکین و کفار کی طرف سے ایذا رسانیوں کے دکھ سے سینوں کو مٹھٹا کرے گا)

۹: ۱۵ = وَیَذُہِبُ غَیْظَ قُلُوبِہِم - ان کے دلوں کا غصہ دور کر دے گا۔ ھِمَّ ضمیر جمع مذکر غائب مؤمنین کی طرف راجع ہے۔

۹: ۱۶ = حَسِبْتُمْ - تم نے گمان کیا۔ تم نے خیال کیا۔ ماضی بمعنی مضارع۔ تم گمان کر رہے ہو۔ تم خیال کر رہے ہو۔ حِسْبَانٌ مصدر۔ صغیر ماضی جمع مذکر حاضر۔

= تَتْرُکُوْا - تم چھوڑ دیتے جاؤ گے۔ تَرَکٌ سے مضارع مجہول جمع مذکر حاضر۔ اَنْ کے عمل سے نون اعرابی گر گیا۔

= لَعَنَ - حرف جازم ہے مضارع پر داخل ہو کر اس کو جزم دیتا ہے اور ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ مثال کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۱۴ اور ۴۹: ۱۴)۔ لَمَّا پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۱۴)

= یَعْلَمَ - مضارع مجزوم بوجہ عمل لَمَّا۔ اس نے نہیں جانا۔ اس نے معلوم نہیں کیا۔ لَمَّا یَعْلَمِ اللہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک معلوم نہیں کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کسی امر کے وقوع ہونے پر موقوف نہیں وہ ہر اس چیز کا علم رکھتا ہے جو ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے یا ہونی والی ہے خواہ مستقبل قریب میں ہو یا مستقبل بعید میں۔ لہذا یہاں اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد جانتا نہیں ہے بلکہ جتنا۔ پہچان کر دانا دوسروں کے علم میں لانا اور امر معلوم کو ممیز و ممتاز کرنا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابھی تک دوسروں کے سامنے اس امر کو نتھارا ہی نہیں۔ اس کی پہچان ہی نہیں کر دائی۔ آیت نہا کا ترجمہ یوں ہو گا۔ کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی تک تم میں سے مجاہدین کو اور اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین کے سوا کسی دوسرے کو اپنا ولی دوست یا ہمراز نہ بنانے والے اشخاص کی (امتحان لے کر) اس نے پہچان ہی نہیں کرائی۔ عہ ابھی عاشقی کے امتحان اور بھی ہیں۔

= وَیَلِیْجَةً - دُلُوجٌ بمعنی دُخُولٌ سے بنایا گیا ہے۔ گہرے دوست، اندرونی دوست، علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ: فَوَالِیْجَةَ الرَّجُلِ مِنْ یَخْتَصُّ بِهَا خَلَّةً امْرَاةً دُونَ النَّاسِ

دلچیز وہ شخص جسے عامۃ الناس سے ورے اپنے اندرونی راز کے لئے مختص کیا جائے۔ اندرونی دست
یہ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔

۹: ۱۷ = مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ - مشرکوں کو یہ روا نہیں۔ ان کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ ان کے لئے یہ
جائز نہیں۔ ان کا یہ کام نہیں۔

= اَنْ يَّعْمُرُوْا - مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ - جمع مذکر غائب عِمْرَانُ مصدر باب نصر
عمر مادہ - وہ آباد کریں۔ (آباد کرنے والوں میں وہاں جا کر نماز پڑھنے والے۔ عبادت کرنے والے
متولی۔ مجاور۔ خادم سب شامل ہیں۔

= مَسْجِدِ اللّٰهِ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول یَعْمُرُوْا کا۔ اللہ کی مسجدیں۔ اگرچہ یہ حکم عام ہے
اور اس کا اطلاق تمام مساجد پر ہو سکتا ہے لیکن یہاں مراد مسجد حرام ہے جس میں کعبہ شریف واقع ہے
(یعنی مشرکین مسجد حرام اور کعبہ مکرمہ کے متولی اور مجاور۔ خادم وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ ہی وہ
اس میں اب عبادت کر سکتے ہیں)۔

= شَٰهِدِیْنَ - گواہ۔ ماننے والے۔ شہادت دینے والے۔ شَٰهَادَةٌ اور شَٰهَدٌ سے اسم مذکر
شَٰهِدٌ واحد واؤ سے حال ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا
مَسْجِدَ اللّٰهِ وَهُمْ شَٰهِدُونَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ بِالْکُفْرِ - وَهُمْ حَذْفٌ ہو گیا اور شَٰهِدِیْنَ رِجَالٌ
نصب ہو گیا۔

= حَبِطَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب، وہ اکارت گئے۔ ضائع ہو گئے حَبِطٌ مصدر
۹: ۱۸ = لَمْ یَخْشَ - مضارع نفی جہدیم۔ یَخْشَ اصل میں یَخْشَى متھا۔ لَمْ کے عمل سے ی ساقط
ہو گیا۔ وہ نہیں ڈرتا۔

= عَسَى - افعال مقاربہ میں سے ہے، محبوب شے میں امید کے لئے اور مکروہ بات میں خوف کے
لئے آتا ہے۔ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ عَسَى ہے وہاں یقین کے
معنی میں ہے امید کے معنی میں نہیں۔ مثلاً فرمان الہی ہے عَسَى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّآءُ حَمُودًا
ضرور تیرا رب تجھے مقام محمود میں پہنچائے گا۔ مقام محمود میں پہنچانا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شافع
مختر بننا ایک یقینی امر ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

لیکن راغب نے المفردات میں اس سے اتفاق نہیں کیا وہ رقمطراز ہیں کہ:-

اکثر مفسرین نے اس کی تفسیر "لوازم یعنی یقین" سے کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں طمع
اور ربا کا استعمال صحیح نہیں ہے مگر یہ ان کی کوتاہ نظری ہے کیونکہ جہاں کہیں قرآن میں عَسَى کا لفظ

آیا ہے وہاں اس کا تعلق انسان کے ساتھ ہے نہ کہ اللہ کے ساتھ۔ لہذا آیتِ کریمہ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُّفْلِكَ عَذَابَكُمْ (۱۲۹:۷) کے معنی یہ ہیں، تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھو کہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے۔

یہ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ غمگین ہے۔ شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے۔

فَعَسَىٰ اُذْ لُذِّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِمَّنْ اَلْمُهْتَدِيْنَ ؕ پس یہی لوگ ہیں جن سے توقع ہے کہ راہِ ہدایت پائیں گے۔

۱۹: ۹ = سِقَايَةَ - پانی پلانا۔ عِمَارَةَ - آباد کرنا۔ صاحبِ نساء، القرآن۔ منظرہری۔ قرطبی و بیضاوی لکھتے ہیں۔ الفاظ آیت سقایة و عمارة مصدر ہیں۔ اگر یہ اسمِ فاعل کے معنی میں استعمال ہوں تو کلام میں کسی لفظ کو مقدر ماننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی معنی ہوگا۔ کہ حاجیوں کو پانی پلانے والا اور مسجد کو آباد کرنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور جہاد کرے۔

اور اگر مصدری معنی ہی میں مستعمل ہو تو پھر کلام میں حذف ماننا پڑیگا۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں یا تو مشبہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام یوں ہوگی۔ اجعلتم اهل السقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام۔۔۔ اور یا مشبہ بہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی۔ اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كايمن من امن بالله و اليوم الاخر و جهاد من جاهد في سبيل الله۔

= لَا يَسْتَوُونَ = مضارع منفی جمع مذکر غائبِ اسْتَوَوْا و اِفْعَالٌ، مصدر۔ وہ برابر نہیں ہیں ۲۰: ۹ = اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔ ای اعظم درجہ من اهل السقاية و العمارة عند الله۔ یعنی اللہ کے نزدیک ایمان والوں، ہجرت کرنے والوں اور اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ اہل سقاہ و اہل عمارت سے بہت بڑا ہے۔

= اَلْفَاشِرُونَ۔ اسمِ فاعل جمع مذکر۔ فَاشَرٌ وَّاحِدٌ۔ کامیاب، انتہائی مقصود پانے والے۔ = يَكْشِرُوْهُمْ۔ وہ ان کو خوشخبری دیتا ہے يَكْشِرُ (تفعلیل) سے مضارع واحد مذکر غائبِ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔

= رِضْوَانٍ۔ رضامندی۔ خوشنودی۔ مرضی۔ رضا۔ رَضِيَ يَرْضِي كَامِصْرٍ رِضْوَانٍ اور بَحْتٍ۔ بوجہ ب صرف جر کے مجرور ہیں۔

= فِيهَا مِثْرًا مِثْرًا وَاحِدٌ مِثْرٌ جَبْتٌ كِطْبَةٌ رَاجِعٌ هِيَ
= نَعِيمٌ اسْمُ نَكْرَهٍ - نَعْمَتٌ - رَاحَةٌ - نَعْمَتٌ كَثِيرَةٌ -

= فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۱۲:۵۶) نَعْمَتُونَ كِي بِهَشْتِ مِثْرٍ اِدْرَجْتِ النَّعِيمِ (۸:۲۱) نَعْمَتُونَ كِي بَاغِ مِثْرٍ

= مُقِيمٌ - اسْمُ فَاعِلٍ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ - دَوَامِيٌّ - لَازِدٌ - اِقَامَةٌ هِيَ - نَعِيمٌ مُقِيمٌ لَازِدٌ وَاسْمٌ نَعْمَتِينَ

۲۳:۹ = لَا تَتَّخِذُوا اَوْلِيَاءَ - تَمَّ دَوَسْتٌ مَتَّ بِنَاوٍ - فَعْلٌ نَهْيٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - اِثْتَاذٌ (اِفْتَعَالٌ) هِيَ

= اِسْتَحْبَبُوا - مَاضِيٌّ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ - اِسْتَجَابَتْ (اِسْتَفْعَالٌ) هِيَ (اِذَا) وَهِيَ عَزِيْزَةٌ رَاحِيَةٌ

= يَتَوَلَّوْهُمُ - مَضَارِعٌ مَجْرُومٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ هُمُ نَعْمَةٌ مَفْعُولٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ تَوَلَّى هِيَ جَوَانٌ

دوستی رکھے گا۔

۲۴:۹ = عَشِيْرَتُكُمْ - تَهَارِيٌّ بَرَادِرِيٌّ - تَهَارِيٌّ اِكْبَنِيٌّ - تَهَارِيٌّ اِقْبَلِيٌّ -

= اِقْتَرَفْتُمُوْهَا - اَصْلٌ مِثْرٍ اِقْتَرَفْتُمْ - هِيَ وَادٌ اَشْبَاخٌ كَا هِيَ -

اِقْتَرَفَتْ يَقْتَرِفُ اِقْتِرَافٌ (اِفْتَعَالٌ) كَمَا - هَا نَعْمَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْرٌ غَائِبٌ اَمْوَالٌ كِي

طرف راجع ہے۔ تو مال تم نے کمائے ہیں۔

= كَسَادَها - مِضَافٌ مِضَافٌ اِلَيْهِ كَسَادٌ مَصْدَرٌ - تِجَارَةٌ تَهْلِيَةٌ - سُوْدَانٌ بِنَا - خَرِيْدَارَةٌ مِلْنَا - (بَابُ

نَصْرٍ وَكُرْمٍ) سُوْقٌ كَسِيْدٌ - وَهِيَ بَاَزَارٌ جَمْعٌ مِثْرٌ خَرِيْدَارَةٌ كَمْ هِيَ - اِرْدُو مِثْرٌ كَسَادٌ بَاَزَارِيٌّ اِسْمٌ وَاقْتُ

بولتے ہیں جب بازار میں خرید و فروخت بدہم پڑ جائے۔

= فَتَرَبَّصُوا - اِسْمٌ مِثْرٌ اِنْتِظَارٌ كَرْمٌ - تَمَّ مَنْتَظَرٌ هُوَ - تَمَّ رَاہٌ دَكِيْهُو - تَرَبَّصٌ (تَفَعُّلٌ) هِيَ اَمْرٌ كَا صِيغَةٌ

جمع مذکر حاضر۔

= فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرٍ تَهْدِيْدٌ وَتُخْوِيفٌ كِي لَيْتٌ هِيَ (اِعْنِي) تَوَهَّرَ اِبْ عَذَابِ اللّٰهِ كَا

انتظار کرو پس انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے۔

۲۵:۹ = مَوَاطِنٌ - مَوَاقِعٌ جَمْعٌ - لَوْكُوْنٌ كِي رَهْنَةٌ كِي جَمْعٌ - مَوَاطِنٌ وَاحِدٌ وَطْنٌ مَصْدَرٌ

(بَابُ ضَرْبٍ) جَمْعٌ كِي طَرْنٌ - اِمْتِظَانٌ (بَابُ اِفْعَالٍ) تَوَاطِنٌ (تَفَعُّلٌ) اِسْتِطَاعَةٌ

راستفعال، تینوں ابواب سے بمعنی رہنے کی جگہ اختیار کرنا۔ تَوَاطِنٌ (تَفَعُّلٌ) جَمْعٌ كِي طَرْنٌ - كِي

چیز پر دل بستہ ہو جانا۔

مَوَاطِنٌ - طَرَفٌ مَكَانٌ فِي حَرْفٍ جَمْعٌ وَجِبُّ هِيَ نَكْسُورٌ هُوَ اِحْتِجَابٌ لَكِنْ اِسْمٌ جَمْعٌ جَو

منتهی الجموع کے وزن پر ہو یعنی ایسی جمع جس کے پہلے دو حرف مفتوح اور تیسری جگہ الف ہو جیسے

مَسَاجِدٌ - مَصَابِيْحٌ - اِسْمٌ جَمْعٌ قَائِمٌ مَقَامٌ دَوَسْبُورٌ كِي هِيَ اِهْدَا مَوَاطِنٌ غَيْرٌ مَنصُوفٌ هِيَ اَوْرَاقٌ

سے ن کے نیچے کسرہ نہیں آیا۔

مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ سے مراد یہاں وہ جنگیں ہیں جن میں باوجود دشمن کے مقابلہ میں قلت کی وجہ سے مسلمانوں کو خداوند تعالیٰ نے فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا۔ مثلاً بدر۔ بنو قریظہ اور بنو نظیر کے خلاف جنگیں۔ مدینہ۔ خیبر۔ مکہ وغیرہ۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ کیا اس کا عطف مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ پر ہے تو اس صورت میں يَوْمَ مَفْتُوحٍ کیوں آیا ہے اس کی متعدد توضیحات دی گئی ہیں۔ لیکن بعض کے نزدیک یہ نیا جملہ ہے اور اس سے پہلے اذکورہ مضمون ہے اور تقدیر کلام یوں ہے وَاذْكُرُوا يَوْمَ حُنَيْنٍ۔ اور یاد کرو جنگ حنین کا واقعہ۔

لَمْ تَغْنِ۔ تَغْنِ اصل میں تَغْنِي تَحَا۔ لَمْ کی وجہ سے ی حذف ہو گئی۔ وہ کام نہ آئی (یعنی کثرت)۔
بِمَا۔ میں ما مصدریہ ہے بِمَعْنَى مَعَ کے ہے۔
رَحْبَتٌ۔ وہ کشادہ ہوئی۔ وہ فراخ ہوئی (باب کرم) رَحْبٌ سے جس کے معنی فراخ ہونے کے ہے ماضی واحد مؤنث غائب۔

بِمَا رَحْبَتٌ۔ باوجود کشادہ اور فراخ ہونے کے۔ باوجود اپنی وسعت کے اور کشادگی کے۔

(نیز ملاحظہ ہو ۹: ۷)

وَلَيَسِّرْ۔ تم پیٹھ دے کر بھاگے نکلے۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔ تولى سے
مُدْبِرِينَ۔ پیٹھ دکھانے والے۔ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے۔ دُبْرٌ ہر چیز کے پھیلے حصہ کو کہتے ہیں

۲۶: ۹ = سَكِنَتْهُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ سکینہ وہ اطمینان۔ چین و قرار اور سکون ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کے قلب میں اس وقت نازل فرماتا ہے جب کہ وہ ہولناکیوں کی شدت سے مضطرب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ بھی اس پر گدرے وہ اس سے گھبراتا نہیں یہ اس کے لئے ایمان کی زیادتی یقین میں قوت اور استقلال پیدا کر دیتا ہے۔

لَمْ تَرَوْهَا۔ اصل میں تَرَوْنَ (مضارع جمع مذکر حاضر۔ لَمْ کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا جن کو تم نے نہ دیکھا۔

۲۷: ۹ = يَتُوبُ اللَّهُ۔ اللہ اپنے طرف لوٹنے کی توفیق دے گا۔ (یعنی کافروں میں سے جسے چاہیگا اپنی طرف لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کو اسلام سے مشرف فرمائے گا۔ تَابَ يَتُوبُ (نصر) بمعنی لوٹنا۔ رجوع کرنا جب اللہ کی طرف اس کی نسبت ہو تو بمعنی لوٹنے یا رجوع کرنے کی توفیق بخشنا۔ توبہ قبول کرنا۔ رحمت سے توبہ فرمانا)

۲۸:۹ = نَجَسٌ - نَجَسٌ وَ نَجَاسَةٌ - مصدر (باب سمع - نصر) ناپاک، پلید۔ خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ یہاں مصدر استعمال ہوا ہے۔ مذکر۔ مؤنث تثنیہ جمع سب کا اطلاق ہوتا ہے !
 = عَيْدَةٌ - فقر۔ مفلسی۔ عَالَ يَعْئِلُ (ضوب) سے مصدر ہے (یعنی اگر مشرکین کے داخلہ پر بندش سے تمہیں تجارتی کاروبار میں کساد بازاری یا آمدنی میں کمی کا اندیشہ ہو تو فسوفَ يُغْنِيكُمْ اللهُ عَنْ قَرِيبٍ اللهُ تعالیٰ تمہیں غنی کر دے گا۔

۲۹:۹ = لَا يَحْرِمُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب تَحْرِمُونَ (تَفْعِيلٌ) مصدر وہ حرام قرار نہیں دیتے۔

= لَا يَدِينُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب (باب ضرب) وہ مذہب اختیار نہیں کرتے وہ دین اختیار نہیں کرتے۔ دَانَ دَتَانًا ب۔ مذہب اختیار کرنا۔

= دِينَ الْحَقِّ - سچا دین یعنی اسلام

= عَنْ يَدٍ - (اپنے، ہاتھ سے۔ دلی اطاعت کے طور پر

= وَ هُنَّ صَاخِرُونَ - اور وہ اپنے صغیر (حقیر اور مغلوب) ہونے کا دلی احساس رکھتے ہوں اپنے آپ کو حقیر و صغیر جانتے ہوئے۔

۳۰:۹ = يُضَاهِيُونَ - مُضَاهَاةٌ (مفاعلة) وہ مشابہت پیدا کر رہے ہیں۔ وہ نقل اتار رہے ہیں۔ ایسی باتیں کر رہے ہیں جیسے قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا - ضَهِيٌّ - مثل۔ مانند شبیہ۔ ضَهِيٌّ - مصدر ناقص یا ئی (باب سمع) عورت کا مرد کی طرح ہو جانا کہ نہ حیض ہو۔ نہ حمل نہ پستان۔ ضَهِيَاءٌ - مرد نما عورت۔ مضاهات مشابہت، ضہی مادہ۔ بعض کے نزدیک یہ مہموز اللام (ضَهَاءٌ) اور اس کی قرأت يُضَاهِيُونَ ہے ناقص یا ئی کی صورت میں قرأت يُضَاهِيُونَ ہوگی۔

= قَاتَلَهُمُ اللهُ - بد دعا کا کلمہ ہے: خدا ان کو غارت کرے۔ یا ان کے قول کہ «عزیر اللہ

کا بیٹا ہے» اور یہ کہ «مسح اللہ کا بیٹا ہے» کی قباحت پر کلمہ تعجب ہے۔

= اِنِّي يُؤْفِكُونَ - اِنِّي بمعنى كَيْفَ - کہاں۔ کیسے۔ کیونکر۔ کتنے۔

يُؤْفِكُونَ - مضارع مجہول جمع مذکر غائب اِفْكٌ (ضرب) سے۔ کسی شے کا اصلی جانب سے

منہ پھرنے کا نام افک ہے۔ جھوٹ۔ بہتان۔ ان ہر دو میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے۔ کیسے

بھٹکائے جائے ہیں۔ یا اس کا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کدھر بھٹکے چلے جائے ہیں۔ اور

فعل مجہول محض ان کی ہرٹ دھرمی کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی

بیرونی طاقت ان کو جبراً بھگا رہی ہے۔ ایسی دیگر مثالیں ۱۱: ۷ اور ۷: ۱۲۰ میں ملاحظہ فرمادیں۔
انک الف کے فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ مستعمل ہے۔ بمعنی مہوٹ بولنا۔

۳۱: ۹ = أَحْبَادَهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ اجبار جمع حبر کی۔ اہل تفسیر اسے حَبْر (بالفتح) اور اہل لغت حَبْر (بالجر) پڑھتے ہیں۔ فرار کے نزدیک دونوں طرح صحیح ہے اس کا معنی ہے جبراً عالم جوڑی عمرگی اور سلیقہ سے بات کر سکے۔

= دُخِبْنَا نَحْمُ۔ مضاف مضاف الیہ۔ دُخِبْنَا دَاخِبٌ کی جمع ہے جو رُخْبَةً بمعنی خوف سے ماخوذ ہے۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی ساری زندگی اللہ کے خوف سے اس کی عبادت کے لئے وقف کر دیں۔

= أَرْبَابٌ۔ جمع ہے رَبٌّ کی۔ معبودان۔

۔ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ۔ فعلٌ تَخَذُوا کا مفعول ثالث۔ پہلے دو مفعول أَحْبَادَهُمْ اور رُخْبَانَهُمْ ہیں۔

یہاں رب (ارباباً) ماننے سے مراد یہ ہے کہ معاصی میں ان کا حکم ماننا۔ ان کے حرام کو حلال کہنے کو حلال ماننا۔ اور حلال کو حرام کہنے کو حرام ماننا۔

۳۲: ۹ = يُطْفِئُونَ۔ مضارع منصوب جمع مذکر غائب اِطْفَاءٌ (افعال) سے مصدر۔ اصل میں يُطْفِئُونَ تھا۔ اَنْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ کہ وہ بجھادیں۔

= نُورِ اللَّهِ۔ یہاں مراد اسلام ہے۔ دین اللہ۔

= اَفْوَاهِهِمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ ان کے منہ۔ اس کا ترجمہ اپنی پھونکوں سے بھی ہو سکتا ہے
= اَفْوَاهَهُمْ کی جمع ہے جس کے معنی منہ کے ہیں۔ فَمٌ کی اصل فُوَةٌ تھی۔ کہ گوگرا کر داد کو میم سے بدل دیا گیا۔

قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے کہنے پر بات رکھی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف اشارہ ہے اور اس طرف تبنیہ ہے کہ اعتقاد واقع کے مطابق نہیں۔

= يَأْتِي۔ مضارع واحد مذکر غائب اِتَاءٌ مصدرہ (باب فتم) وہ انکار کرتا ہے وہ نہیں ماننا۔
= لَوْ۔ اگرچہ۔

= كَثْرَةَ۔ ناپسند کریں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ (باب سمع) یہاں جمع کے لئے استعمال ہوا ہے
۲۳: ۹ = لِيُظْهِرَهُ۔ کہ اس کو غالب کرے۔ کہ کی ضمیر دین کی طرف راجع ہے۔

= عَلَى الدِّينِ حَقِّهِ۔ تمام دینوں پر۔

اگر لِيُظْهِرَهُ كِي ضَمِيرِ كَامِرَجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوْنَ تُو عَلَيَّ الدِّيْنِ حَلَّةٍ بِمَعْنَى عَلِيٍّ اَهْلِ
الادِيَانِ كَلِمٌ هُوْكَا كِه اللّٰهُ تَعَالَى حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو تَمَامِ دِيْنِيُوں كِي سِرُوُوں پَر غَالِبِ كَرِيْگَا
۹ : ۳۴ = بَصُدُوْدَنْ - اِي يِنَعُوْنِ النَّاسِ رَعْنِ اَلَا يِهَانُ وَعْنِ اَلَا سَلَامٌ لُوْگُوں كُو اِسْلَامِ سِي
رُو كَتِي سَتِي۔

= وَالَّذِيْنَ يَكْنُزُوْنَ - مِيں اِسْأَرِه كَثِيْرًا مِّنَ النَّجَارِ وَالتُّهْبَانِ كِي طَرَفِ هِي۔ يَكْنُزُوْنَ
مَضَارِعِ جَمْعِ مَذْكَرِ غَائِبِ۔ كَنْزٌ مَصْدَرٌ بِبَابِ ضَوْبٍ وَهِيَ جَمْعُ كَرَكِي رَكْحٌ تَهْوِزُ تِي هِي۔

= الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ - سُوْنَا اُوْر چَانْدِي۔ بِمَعْنَى مَالٍ وَدَوْلَتِ۔

= فَبَشِّرْهُمْ - بَشِّرٌ - تُو غُوْشِ خَبْرِي سِي۔ اَمْرٌ كَا صِيغَةُ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ۔ تَبَشِّرُوْ (تَفْعِيْلٌ) سِي

بَشَارَتِ كَا لَفْظٌ طَنَزًا اِسْتِعْمَالِ هُوَا هِي۔ هُمُ ضَمِيرُ الَّذِيْنَ يَكْنُزُوْنَ كِي طَرَفِ رَاجِعِ هِي

۳۵ : ۲۹ = يُحْمِي - مَضَارِعِ مَجْهُوْلٍ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ اِحْمَاءٌ (اِفْعَالٌ) مَصْدَرٌ خُوبٌ كَرْمٌ كِيَا
جَلِي كَا۔ تِيَا يَجَا تِي كَا۔ حَمِي سِي۔ اِس مَادِه سِي مُتَعَدِّدِ الْفَاظِ مُتَعَدِّدِ مَعَانِي مِي اِسْتِعْمَالِ هُوَا

هِي۔ مَثَلًا قُرْآنِ مِي هِي فِي عَيْنِ حَامِيَّةٍ (۱۸-۱۶) كَرْمِ چَشْمِي هِي۔ يَا حَبِيَا اَبِي دُوْسَرِي
قُرْآنِ مِي هِي۔ فِي عَيْنِ حَمِيَّةٍ - سِيَاهِ بَدَلُوْدَارِ كِيچُوْرُوَالِي چَشْمِي مِي۔ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ۔

(۲۶، ۳۸) جَابِلَادِ حَمِيَّتِ اَضْدُ كِي۔ نَفَرَتِ مِنْ حَمِيَّةٍ تَسْلُوْنِ۔ سُرِي هُوِي كَا سِي
اِسِي طَرَحِ عَرَبِي مِي بُو لَتِي هِي حَمِيَّتِ اَنْفِي مَحْمِيَّةٍ۔ مِي نِي اِسِي عَرْتِ كِي حِفَاظَتِ كِي۔

اِسِي سِي حَامِي۔ مَدْدُ كَارِ۔ حَمَايَتِ كَرْنِي دَالَا۔ وَغِيْرِهِ وَغِيْرِهِ۔

= يُحْمِي عَلَيْهَا - اَصْلِ مِي (كِيَوْمِ) تُحْمِي النَّارُ عَلَيْهَا تَمَّا۔ اِس صُوْرَتِ مِي تُحْمِي مَسْنَدِ

اُوْر النَّارُ مَسْنَدِ لِي هِي النَّارُ كُو مَذُوْفُ كَر دِيَا كِيَا۔ تُو عَلَيْهَا جَارٌ مَجْرُوْرٌ هُو كَر مَسْنَدِ لِي هُوَا۔ اِس اِسْتِعْمَالِ
اِسْنَادِ كِي وَجِه سِي تُحْمِي (صِيغُو وَاحِدٌ مَوْنَتِ غَائِبِ كِي بِي جَاتِي يُحْمِي) (صِيغُو وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبِ) لِيَا
كِيَا۔ جِي سِي كِي تِي هِي رُفِعَتِ النُّقِصَةُ اِلَى الْاَمِيْرِ۔ اُوْر حَبِيْبِ الْقَعْدَةِ كُو حَذُوْفِ كِيَا جَانِي كَا تُو رُفِعَ اِلَى
الْاَمِيْرِ كِي هِي كِي۔

عَلَيْهَا مِي ضَمِيرِهَا اُوْر اِس طَرَحِ آيَةِ سَالِقِي مِي يَنْفِقُوْنَهَا مِي اُوْر آيَةِ نِهَامِي اُوْر اِي تِي تَكْوِي

بِيهَا مِي ضَمِيرِ وَاحِدٌ مَوْنَتِ غَائِبِ لَانِي كِي هِي۔ حَالَانِكِه اِس كَا اِسْأَرِه الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كِي طَرَفِ

هِي جُوْشِي هِي۔ اِس كِي وَجِهِي هِي كِه الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ سِي مَرَادِ كَثْرَتِ دِنَانِيْرِ (دِيْنَارِ كِي جَمْعِ)

اُوْر كَثْرَتِ دِرَاهِمِ (دِرَاهِمِ كِي جَمْعِ) هِي اُوْر بُو جِمْعِ مَذْكَرِ غَيْرِ سَالِمِ كِي اِن كِي ضَمِيرِ وَاحِدٌ مَوْنَتِ لَانِي كِي

يَوْمِ يُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔ جِس دِنِ تِيَا يَجَا تِي كَا اِس سُوْنِي اُوْر چَانْدِي كُو يَا اِن سِي

بنائے ہوئے سکوں کو دوزخ کی آگ میں

== فَتَكُونُ - مضارع مجہول واعد تونث غائب گئی سے، باب ضرب، کوئی یکنوی۔ كَوْنِيْتُ
الدَّائِبَةُ بِالنَّارِ كَيْتًا - میں نے جانور کو گرم لوہے سے داغ دیا۔ فَتَكُونُ پس داغ دیتے جائیں گے
(ان سونے چاندی یا ان کے سکوں سے)

== جَبَاهُمْ - مضاف مضاف الیہ - جَبَاهُ حَبَهَةٌ کی جمع ان کی پیشانیاں۔

== جُنُوبُهُمْ - مضاف مضاف الیہ - جُنُوبٌ جُنْبٌ کی جمع ان کے پہلو

== ظُهُورُهُمْ - مضاف مضاف الیہ - ظُهُورٌ ظَهْرٌ کی جمع ان کی پیٹھیں۔ ان کی پشتیں۔

== هَذَا مَا كُنْتُمْ - ای يقول لهم هذا ما كنتم

۹: ۳۶ = عِدَّةٌ كُنْتُمْ - عدت یعنی وہ گنتی کے دن جن کے گذر جانے پر مطلقہ یا بیوہ

نکاح حلال ہو جاتا ہے۔

== حُرْمٌ - ادب ولے - عزت ولے حُرَامٌ کی جمع - بمعنی حرمت والا - حرام، ممنوع - جس

چیز سے منع کر دیا جائے وہ حرام ہے۔ حرمت کے ماہ کو بھی شہر حرام اس واسطے کہا جاتا ہے کہ الیہ

ماہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے جو دوسرے اوقات میں حلال ہیں۔

ارْبَعَةٌ حُرْمٌ - چار حرمت والے مہینے یعنی ذوالقعدة، ذوالحجہ - المحرم - الرجیب۔

== الْقِيَمُ - صیغہ صفت - مفرد - مذکر - درست - ٹھیک - سیدھا۔

الدين القيم (موصوف و صفت) ایادین جو معاش و معاد اور دنیا و آخرت کو درست

کرنے والا ہے

== فِيهِنَّ - میں ہیں ضمیر جمع مونث غائب کا مرجع اَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ہے یا اس کا مرجع اِثْنَا

عَشْرَ شَهْرًا بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی بارہ مہینے (ہمیشہ) اپنے نفسوں پر ظلم کرنے سے بچو

== كَافَةٌ - اسم فاعل - مفرد - مونث - كَافٌ مذکر كَافَاتٌ جمع كَافٌ مسادہ (مضارع

تلائی) و نیز مصدر - یا اسم فاعل مفرد مذکر بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں تاہ علامت مبالغہ

ہوگی۔ استعمال میں یہ ہمیشہ حال - منصوب اور نکرہ ہوتا ہے جس کے معنی سب کے سب

پورے کے پورے - جَمَاعَةٌ - قرآن میں ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ (۲۸: ۲۴)

اور اے محمد! ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے (البشیر و نذیر بنا کر) بھیجا ہے۔ امام راغب نے

اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ہم نے تم کو گناہوں سے روکنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۹: ۳۷ = النَّسِيءُ - النَّسِيءُ کے معنی کسی چیز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دینے کے ہیں اسی سے محاورہ

نُبِيتِ الْمَرْأَةُ - عورت کے حیض کا مقرر وقت ٹل گیا۔ حیض آنے میں تاخیر ہوگئی۔ نُسَاءٌ نَسِيَةٌ و نَسِيَةٌ - تاخیر۔ اسی سے ہے نِسَاءٌ۔ لاشعری یا ڈنڈا کہ اس سے کسی چیز کو پیچھے ہٹایا جاتا ہے۔ اور اسی سے نَسَاءٌ لِي فِي أَجَلِكَ - اللہ تمہاری اجل میں تاخیر کر دے۔ یعنی تمہاری عمر دراز کرے۔

عرب کا قدیم دستور تھا کہ ذوالقعدہ ذوالحجہ۔ محرم اور رجب المرجب کے مہینوں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور اس میں کسی قسم کا جنگ و جدال جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن جب ان کا بگاڑ عروج کو پہنچا تو ان میں سے بعض زور آور قبائل اپنے مفاد کی خاطر بعض دفعہ اعلان کر دیتے کہ اس سال ہم نے فلاں مہینے کو اشہر حرم سے خارج کر دیا ہے اور اس کی بجائے فلاں مہینے کو اشہر حرم میں داخل کر لیا ہے۔ اس طرح وہ چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے لیکن اپنی مرضی سے ان کے تعین میں رد و بدل کر لیتے۔ اس قسم کا رد و بدل النَّسِيَةُ کہلاتا تھا۔

= زِيَادَةٌ - نَادِيَةٌ (صَوَّبَ) کا مصدر ہے زیادتی۔ زیادہ ہونا۔ زیادہ کرنا۔ النَّسِيَةُ کفر میں مزید اضافہ کا باعث ہے۔

= يُضَلُّ - مضارع مجہول واحد مذکر غائب اضلالٌ (إِفْعَالٌ) سے گمراہ کئے جاتے ہیں۔
= يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا - یعنی کافر لوگ اس الشَّيْءِ کے ذریعہ مزید گمراہ کئے جاتے ہیں۔ ان کے سردار نبی کے ذریعہ ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

اس جگہ فعل (يُضَلُّ) مسند اور الذین کفروا (مفعول مالم لیس فاعل) مسند الیہ ہے۔ فعل کا اسناد مفعول کی طرف کرنے کی قرآن میں متعدد مثالیں ہیں۔ مثلاً اسی آیت میں آگے آیا ہے
زَيْنَ لَهْمُ سُوْدًا عَمَالِيَهُدْ۔

= يُجِلُّوْنَہُ عَامًا وَيُجِرُّوْنَہُ عَامًا - حلال قرار دے لیتے ہیں اس کو کسی سال اور حرام قرار دے دیتے ہیں اسے کسی سال۔ یعنی کسی سال حرمت کے مہینے کو ماہ حرام رہنے دیتے ہیں اور کسی سال اس کو حلال قرار دے دیتے ہیں۔ یعنی کسی سال اس میں قتل و غارت کو جائز قرار دے لیتے ہیں۔

يُجِرُّوْنَہُ اور يُجِلُّوْنَہُ ہر دو میں ضمیر واحد مذکر غائب النَّسِيَةُ کی طرف راجع ہے۔ جس سے وہ ماہ حرام کو بدل دیا کرتے تھے۔

= لِيُؤَاطِئُوْا - مضارع جمع مذکر غائب مَوَاطِئًا (مَفَاعَلَةٌ) مصدر تاکہ موافقت پیدا کر لیں درست کر لیں۔ برابر کر لیں۔ لِيُؤَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ - تاکہ جس تعداد کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کے ساتھ موافقت پیدا کر لیں۔ مہینوں کی گنتی کو برابر کر لیں۔

= فَيُجِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ - پس اس طرح جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو اپنی مطلب برآری

کے لئے، حلال کر لیں۔

= ذُبْنَ - مزین کر کے دکھایا گیا۔ خوشنما کر کے دکھایا گیا۔ تَزْيِينٌ (تَفْعِيلٌ) سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔

= سُوءُ أَعْمَالِهِمْ - ان کے اعمال کی بُرائی۔ قباحت۔ گناہ۔ بُرَاكَامٍ - عیب۔ سَاءَ لَيْسُوهُ سَوْءٌ - (باب نصر) سے اسم ہے۔ ان کے بُرے اعمال۔ ان کے اعمال میں سے بُرے عمل ۳۸:۹ = مَا لَكُمْ - تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اور جگہ ہے وَقَالَ الَّذِينَ نَسَانُ مَا لَهَا (۳۸:۹۱) اور انسان کہیگا اس کو (یعنی زمین کو) کیا ہو گیا ہے۔

= انْفِرُوا - نَفَرَ يَنْفِرُ (ضَرْبٌ) سے امر کا سفید جمع مذکر حاضر۔ تم نکلو۔ نَفَرَ کے اصل معنی ہیں منتشر ہونا۔ لیکن مختلف حروف کے ساتھ مختلف معانی دیتا ہے مثلاً نَفَرَ عَنْ کسی چیز سے روگردانی کرنا۔ نَفَرَ إِلَى کسی چیز کی طرف دوڑ کر جانا۔ نَفَرَ مِنْ کسی چیز سے کترانا۔

یہاں آیت میں نَفَرَ سے نکلنا۔ کوچ کرنا کے معانی لئے گئے ہیں۔ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تم خدا کے راستے میں نکلو۔ (یہ آیت جنگ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی)

= اِثْنَا قَلْتُمْ - ماضی جمع مذکر حاضر اصل میں تَثَا قَلْتُمْ (باب تفاعل) تھات کوٹ میں مدغم کیا گیا۔ حروف مدغم بمقام دو حروف کے ہے جن میں کا پہلا حرف ساکن ہے چونکہ حرف ساکن سے ابتدا نہیں کی جا سکتی۔ لہذا حرف مدغم سے پہلے ہمزہ وصل لایا گیا۔ اِثْنَا قَلْتُمْ ہو گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ تم بوجھ کے سبب جھک گئے۔

اِثْنَا قَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ - تم بوجھل ہو کر زمین ہی سے لگ گئے۔ یعنی جہاد کے لئے ٹھکنے کی بجائے تمہارے پاؤں زمین سے جم کر رہ گئے۔

قرآن حکیم میں اور بھی ایسی مثالیں ہیں مثلاً

(۱) قَاتِلْتُمْ نَفْسًا فَادَّرَأْتُمْ فِيهَا (۲:۲۲) اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تھا پھر تم اس کے بارہ میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے تھے۔ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا۔ تا کو دال میں مدغم کیا چونکہ مدغم سے ابتداء نہیں ہو سکتی بوجھ سکون کے لہذا ہمزہ وصل زیادہ کیا گیا

(۲) حَتَّىٰ إِذَا دَاكُرُوا فِيهَا جَبِينًا (۲۸:۴)

(۳) حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَادَّيْنَتْ (۲۴:۱۰) کہ اصل میں تَدَارَكُوا تھا۔ اور تَزَيَّنَتْ تھا۔

۳۹:۹ = اِنَّكَ - اِنَّكَ تَنْفِرُوا - اگر تم نہیں نکلو گے (اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے)

= يَعْنِي بَكُمْ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ مجزوم بوجہ جواب شرط کے کہ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔

= يَسْتَبْدِلُ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ وہ بدل کر لے آئیگا۔

= وَكَانَ لَنْصُرُوهُ - میں ضمیر واحد مذکر غائب اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ جو کہ محذوف ہے ۹: ۴۰ = إِلَّا تَنْصُرُوهُ - میں ضمیر واحد مذکر حاضر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ - ای ان لم تنصروه فسينصره الله كما النصره (إِذْ أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا اثْنَيْنِ) اگر تم نے (یہ خطاب ہے تناقل کرنے والوں سے جو جنگ تبوک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ نکلے تھے) رسول کی مدد نہیں کی (تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ خود اس کو مدد فرمائے گا۔ جیسا کہ اس نے مدد فرمائی تھی جب کافروں نے ان کو (مکہ سے) نکالا تھا۔ جب کہ دو میں سے دوسرا وہ تھا (یعنی وہ محض دو افراد تھے۔ ایک اور اور دوسرا وہ خود۔ قلت تعداد پر زور دینے کے لئے یہ محاورہ استعمال ہوا ہے) ثَانِي اثْنَيْنِ (منسوب ہے بوجہ نصرۃ اللہ میں ضمیر واحد مذکر غائب پر حال ہونے کے۔

= إِذْ هُمَا بَدَلٌ هِيَ إِذَا خَرَجَهُ كَأْسِي طَرَحَ إِذْ يَقُولُ بَدَلٌ ثَانِي هِيَ -

= لِصَاحِبِهِ - صاحب دسا تھی اسے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ضمیر کا مرجع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

= فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ - میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ اس کے فوراً بعد کا جملہ آيْدَاءُ بِجُنُودِهِمْ تَرَوُّهَا جو کہ مرہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ - پر عطف ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں شرکت احوال لازم ہے۔

بعض کے نزدیک اس ضمیر کا مرجع حضرت ابوبکر صدیق ہیں کیونکہ خوف کی حالت ان پر طاری تھی۔ اور انہیں سکینہ کی ضرورت تھی۔

= لَمْ تَرَوْهَا - مضارع نفی جہد بلم۔ جمع مذکر حاضر۔ تَرَوْا اصل میں تَرَوْنَ تھا لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع جُنُودٌ ہے۔

= صَلِيَّةٌ - بات۔

= السُّفْلَى - اسم تفضیل ہے۔ سَفْوَلٌ صیغہ واحد مؤنث۔ سَفْلَى - جب ال کے ساتھ آئے جیسا کہ موجودہ شکل میں ہے تو تفضیل کل کے معنی دیتا ہے السُّفْلَى - سب سے نیچی۔ سرنگون۔

عُلْيَا كِي ضِدِّهِ الْعُلْيَا سَبَّ بِنْدِ-

۴۱:۹ = خِفَافًا - سَبْكٌ بَارٍ - بَلَكَ - خَفِيفَةٌ كِي جَمْعُ بَرْدَانٍ فَعِيلٌ صِفَتٌ مَشِيَّةٌ كَا صَيْغُهُ هِيَ = ثِقَالًا - بُوْجَلٌ ثَقِيلٌ كِي جَمْعُ هِيَ - هِرْدٌ وَخِفَافًا وَثِقَالًا - الْفِرْدَا سَعَالٌ هِيَ -

خِفَافًا وَثِقَالًا - يَعْنِي هِرْدَالٌ فِي خَوَاهِ تَمَّ جَوَانٌ هُوَ يَابُوْرُ هَمَّ - فَقِيْرٌ هُوَ يَأْمِيْرٌ - سَوَارٌ هُوَ يَأْيِيْسٌ - تَدْرَسَتْ هُوَ يَأْيِيْسٌ - تَنَاهَا هُوَ يَأْيِيْسٌ لِدَارِ (رُوحِ الْبَيَانِ) جَنَاحُ كِي سَامَانٌ كِي سَاتَهَا يَابَغِيْرٌ سَامَانٍ جَنَاحُ كِي -
۴۳:۹ = عَرَضًا - رُوْبُرٌ لَانَا - مِيْشٌ كَرِنَا - مِيْشٌ اِفْتَادَهُ سَامَانٌ - سَلَمْنِي رَكَهًا هُوَ اِمَالٌ وَتَمَاعٌ هِيَا عَرَضًا قَرِيْبًا - بِمَعْنَى سَهْلٍ الْحَصُولُ مَالٌ هِيَ -

= سَفَرًا قَاصِدًا - قَرِيْبِي سَفَرٌ - قَصْدٌ سَعَالٌ هِيَ وَسَطِي رَاسْتَهُ پَرچَلْنَا - الْقَصْدُ بِمَعْنَى الْمَعْتَدَلِ
= لَا تَبْعُوْكَ - لَامٌ تَأْكِيْدٌ - مَانِي جَمْعُ مَذْكُرٌ غَائِبٌ - وَهُوَ مُزْوَرٌ تِيْرِي اِتْبَاعٌ كَرْتِي - تِيْرِي پِچْچِي چَلْتِي -

= سُقَّةٌ - مَسَافَةٌ - بِقَوْلِ مَا غَبَّ دَهْ مَنْزِلٌ مَقْصُوْدٌ جَمْعٌ تَكْبِيْرٌ مَشَقَّةٌ پَهْنِيچَا جَائِي - بَعْدَاتٌ عَلَيْهِمُ السُّقَّةُ - مَسَافَةٌ اِنْ كُو دُوْرٌ دِيَا زَلْطَرَانِي - كَسْتُنْ سَفَرَانٌ كُو سَهِيْتٌ دُوْرٌ كَا سَفَرٌ نَظَرٌ اَيَا -

سَيَخْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ - اَللّٰهُ كِي قَسِيْمٌ كَا كَا كَرِي كَهِيْنٌ كِي

= كُو اِسْتَطْعَنًا - اِكْرِيْمِيْنِ اسْتِطَاعَتٌ هُوْتِي - اِكْرِيْمِيْنِ طَاقَتٌ هُوْتِي -

۴۳:۹ = عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ - (اِلَى مُحَمَّدٍ) تَجَمَّعَ اللّٰهُ سَخَشِي - اَللّٰهُ تَجَمَّعَ مَعَانٍ فَرَمَلِي - خَدَاتِيْرٌ اَهْلًا كَرِي
عَفُوْ كِي اَصْلٌ مَعْنَى مَثَانًا هِيَ يَسِيْعِي عَفَتِ التَّرِيْحُ الدَّارُ (هُوَ اَنْ يَكُوْرَ كِي نَشَاتٌ مَثَانِي) اُوْر
عَفُوْتُ اَعْنَهُ كِي مَعْنَى هِيَ اِقْصَدَتْ اِنَالَةَ ذَنْبِهِ صَارْفًا عَنْهُ فِيْنِ نِي اِسْ سِي دَرِ كَزْرٌ كَرْتِي
هُوْتِي اِسْ كِي گِنَاہُ مَثَانِي كَا اِرَادَهُ كَرِيَا -

لیکن شیخ محمد بن طیب فارسی شارح قاموس سے منقول ہے کہ -

عفو کا بغیر گناہ کے نہ ہونا گو عرف میں مشہور ہو گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ عفو بمعنی عدم لزوم
لازم نہ ہونا بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے اصل معنی ترک کے ہیں اور اسی پر اس کے سائے معانی گھومتے
پڑتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے واحدی رمز سے نقل کیا ہے کہ عفو کے اصل معنی زیادہ ہونے کے
ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلِ الْعَفْوُ (۲۱۹:۲) کہہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اور حتی عَفَوْا
(۹۵:۷) یعنی جو ان کی تعداد تھی اس سے زیادہ ہو گئے۔

ان اقوال کی روشنی میں عربی محاورہ عفا اللہ سے کسی گناہ کا سرزد ہونا لازم نہیں آتا بلکہ بقول

شیخ محمد بن طیب مذکورہ بالا حافظ کا شعر ہے -

عَفَا اللّٰهُ عَنْ شَرِّ النَّوَائِبِ - جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارِيْنِ خَيْرًا -

(اللہ تمہیں زمانہ کی گردشوں کے شر سے بچائے۔ اور دارین میں نیک اجر دے۔ اور واحدی کے مطابق اس کا ترجمہ "اللہ تیرا مہلا کرے" بھی ہو سکتا ہے۔ شانِ نزول اس آیت کا یہ ہے کہ جنگِ تبوک کے موقع پر موسم کی شدت اور مسافت کی مشقت کی وجہ سے بہت سوں نے شرکت سے معذرت پیش کی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ہر ایک منظور فرمائی۔ اس کی متعدد معقول وجوہات تھیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی کریم النفسی

(۲) معقول وجوہات کی بناء پر استثناء سے انکار قرین انصاف نہ تھا۔

(۳) عسکری پالیسی کے لحاظ سے بھی ایسے استثناس کو جبراً ساتھ لیجانا خلاف مصلحت تھا جو دردی جذبہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے متمنی نہ تھے۔

لہذا خداوند تعالیٰ کا قول لَمَّا أَذِنَتْ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَّبِعَنَّ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَوَعَدَهُمُ الْكَذِبَ بَيِّنًا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سرزنش نہ تھی بلکہ اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو سچے اور جھوٹوں میں تمیز ہو جاتی۔ اسی وجہ سے اس استفسار سے پہلے عَفَا اللَّهُ عَنْكَ کے الفاظ ارشاد فرما دیئے۔

بعض کے نزدیک تو یہ کلمات اظہارِ تکریم و تعظیم کے لئے ہیں۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کسی کی عزت و توقیر کا اظہار مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز ایسے ہی کلمات (عفاً عنہم سے کیا کرتے تھے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اِنَّ ذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى مِبَالِغَةِ اللّٰهِ فِي تَعْظِيْمِهِ وَتَوْقِيْرِهِ يَعْنِيْ اَنَّ كَلِمَاتٍ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى نَعَىٰ اَبِيْ كَتَبَتْ فِيْ تَوْقِيْرِهِ مِبَالِغَةً كَمَا اُظْهِرَ فَرَمَا يٰهِيَ۔

= حَتَّىٰ يَتَّبِعَنَّ۔ سے قبل وَهَلَّا تَوَقَّفَتْ۔ محذوف ہے۔ اور کیوں نہ تو نے توقف کیا (ان کو پیچھے رہنے کی اجازت دینے میں)

يَتَّبِعَنَّ۔ مضارع واحد مذکر غائب تَبَيَّنَ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ تجھ پر ظاہر ہو جاتے۔ کھل کر سامنے آجاتے۔

۹: ۴۴ = لَا يَسْتَأْذِنُكَ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب كَ فَمِنْ مَفْعُولٍ وَاحِدٍ مَذْكَرٍ حَامِلٍ۔ اسْتَيْذِنَ اَنْ مَصْدَرٌ۔ تجھ سے اجازت نہیں مانگیں گے۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الدِّينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يُجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ۔ اگر اَنْ يُجَاهِدُوْا۔ معنی فِيْ اَنْ يُجَاهِدُوْا لِيَا جَاوے تو معنی ہوگا۔ وہ لوگ جو اللہ

اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اپنے مال اور جانوں سے جہاد کرنے سے بچنے کی خاطر تم سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں مانگیں گے۔ یا یہ اس طرح ہے ان یَسْتَأْذِنُونَكَ فِي التَّخَلُّفِ كِرَاهَاةً أَنْ يَجَاهِدُوا۔ کہ وہ تجھ سے پیچھے رہنے کی اجازت طلب کریں کیونکہ وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنا نہیں چاہتے۔

۹: ۲۵ = اِرْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ۔ ان کے دل شک میں پڑ گئے اِرْتَابَتْ ماضی واحد مؤنث غائب۔ اِرْتَابٌ (افتعال) مصدر۔ ریبٌ مادہ۔ شک۔
 = يَتَرَدَّدُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب (تَفَعَّلٌ) مصدر۔ ڈانواں ڈول ہیں۔ تردد میں پڑے ہوئے ہیں۔

۹: ۲۶ = لَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ۔ اگر ان کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا۔
 خُرُوج کے لفظی معنی نکلنا کے ہیں (خَرَجَ يَخْرُجُ سے مصدر ہے) خواہ اپنی قرار گاہ سے نکلے یا اپنی حالت سے نکلے۔ اور قرار گاہ گھر ہو یا شہر یا خیمہ اور حالت خواہ اندرون میں ہو یا اسبابِ خارجی میں ہو۔ سب کے لئے خروج استعمال ہوتا ہے
 = لَأَعْدُوْا لَهُ۔ لام تاکید کے لئے ہے اَعْدُوْا ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے تیار کیا اَعْدَادُ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں اَعْدُ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے اَعْدَادُ کے معنی کسی چیز کا اس طرح تیار کرنا کہ وہ شمار کی جا سکے۔

= عُدَّةٌ۔ ساز و سامان۔ اسباب، ہتھیار وغیرہ اس کی جمع عُدَدٌ آتی ہے جیسے عُرْفَةٌ کی جمع عُرْفٌ آتی ہے۔ لَأَعْدُوْا لَهُ عُدَّةٌ۔ تو وہ ضرور جنگ کا سامان تیار کرتے۔
 = كِرِيَةً (باب سجع) اس نے ناپسند کیا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔
 = اِنْبَعَاثُهُمْ۔ ان کا اٹھنا۔ (ان کا لڑائی کے لئے نکلنا) اِنْبِعَاثٌ (الْفِعَالُ) مصدر اٹھ کھڑا ہونا۔

= قَبِطَهُمْ۔ پس اس نے ان کو باز رکھا۔ ان کو روک دیا۔
 قَبِطَ يَبِطُ تَبِيطٌ (تفعیل) سے ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب
 ۹: ۲۷ = خَرَجُوا فِيكُمْ۔ ای خَرَجُوا مَعَكُمْ۔

= خَبَالٌ۔ فساد۔ تباہی۔ خَبَلٌ يَخْبِلُ (نَصْرٌ) سے مصدر ہے، وہ خرابی یا فساد کہ جس کے لاحق ہونے سے کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔ مثلاً جُنُونٌ۔

یا ایسا مرض جو عقل اور فکر پر اثر انداز ہوا سے خیال کہتے ہیں۔

== لَا أَوْضَعُوا۔ لام تاکید الف لام زائدہ۔ اَوْضَعُوا ۱۔ اَوْضَعُ يَوْضَعُ اِيضَاعٌ اِنْفَاعٌ اَرَامٍ سے یا تیز چلنا۔ آرام سے یا تیزی سے ادنٹ کا پلانا۔ ماضی جمع مذکر غائب وضع مادہ یہ لفظ مختلف المعانی ہے وَضَعٌ بِنَجْمٍ رَكْمًا۔ مَوْضِعٌ رَكْعَةٍ كَيْ جَبَدٍ۔ وَضِعٌ كَرْنَا۔ كَمَّ كَرْنَا۔ تَوَضَّعٌ۔ اِنكساری وغیرہ
== خِلَلَكُمْ تمہارے درمیان۔ مَضَانٌ مَضَانٌ اَلِیْر۔ خِلَالٌ بَعْنَى دَرْمِیَانٍ۔ بَحَّجٌ۔ وَسَطٌ۔ خَلَّلٌ کی جمع۔ جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔

== یَبْغُوا نَكْمًا۔ اَدْ ضَعُوا کا حال ہے۔ یعنی وہ تمہارے درمیان بھاگیں دوڑیں گے تمہارے درمیان فتنہ ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہوئے۔ یَبْغُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب وہ چاہتے ہیں تمہارے لئے۔ اِی یَبْغُونَ نَكْمًا۔

== سَتَعُونَ۔ سَتَعٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ سَتَعَ كِي جَمْعٍ۔ خوب کان لگا کر سننے والے۔ جاسوس۔ کان لگا کر سننا۔ کبھی تو جاسوسی کے لئے ہو گا۔ اور کبھی قبول کرنے اور ماننے کیلئے آئیے نہ اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

۹: ۴۸ = اِبْتَغُوا۔ اِبْتَغَى يَبْتَغِي اِبْتِغَاءً (افتعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے تلاش کیا۔ انہوں نے چاہا۔

لَقَدْ اِبْتَغُوا الْفِتْنَةَ۔ انہوں نے فتنہ انگیزی میں کوشش کی۔ انہوں نے فتنہ بپا کرنا چاہا۔

== مِنْ قَبْلُ۔ اس سے قبل یعنی جنگ احد کے موقع پر جب عبد اللہ بن ابی راسہ میں تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔

== قَلْبُوا لَكَ الْاُمُورَ۔ قَلَبَ يَقْلِبُ۔ قَلْبٌ۔ قَلْبًا۔ الثَّنَا۔ مَوْرَدِيْنَا۔ پھیر دینا۔ اوپر کے حصہ کو نیچے۔ نیچے کے حصہ کو اوپر۔ اندر کے حصہ کو باہر اور باہر کے حصہ کو اندر کرنا۔ قَلَبَ الْاَرْضَ صَفً لِّلزَّرَاعَةِ۔ زراعت کے لئے ہل پھالے سے زمین کو الٹ پلٹ کرنا۔

قَلْبُ الْاُمُورِ۔ معاملہ کو الٹ پلٹ کر دیکھنا اور جانچنا کہ اس کا ہر پہلو صاف ظاہر ہو جائے۔ قَلَبَ (باب تفعیل) سے مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے۔ معاملہ کو خوب الٹ پلٹ کر پرکھنا اور جانچنا قَلْبُوا لَكَ الْاُمُورَ۔ تیرے لئے بہت سی باتوں کو خوب الٹ پلٹ کر دیکھتے رہے لڑکے تیرے خلاف ان کو کس طرح استعمال کیا جائے؟

== حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ۔ یہاں تک کہ حق وقوع پذیر ہو گیا اور ان کی سازشیں اور مکاریاں ناکام ہو گئیں

= ظَهَرَ - ظاہر ہوا - آشکارا ہوا - غالب آگیا -

= أَمَرَ اللَّهُ - اللہ کا حکم - اللہ کا دین -

= وَهُمْ كَارِهُونَ - باوجودیکہ وہ ناخوش ہی ہے -

۴۹:۹ = إِذْذَنْ لِي - تو رخصت دے - تو اجازت دے -

إِذْذَنْ يَا إِذْذَنْ (سَمِعَ) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر - إِذْذَنْ مصدر - جس کے معنی ہیں اجازت دینا -

= لَا تَفْتِنِي - فعل نہیں - تو مجھے فتنہ میں نہ ڈال - تو مجھے آزمائش میں نہ ڈال - تو مجھے گمراہی میں

نہ ڈال - فَتَنَ يَفْتِنُ (صنوب) فتنون سے - اصل میں لَا تَفْتِنُنِي تھا - یہ ضمیر واحد متکلم

اور اس سے قبل نون وقایہ جس میں لَا تَفْتِنُنِي کا نون مدغم ہوا - تو مجھے آزمائش میں نہ ڈال یعنی

میری مجبوری ایسی ہے کہ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو میں مجبوراً تعمیل سے قاصر رہوں گا - اس لئے

آپ جہاد میں جانے کے لئے حکم ہی نہ دیں تاکہ میں نافرمانی کی آزمائش سے بچ جاؤں

= اذّ - حرف تبنیہ اور استفاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لئے ہے) یہاں بطور استفاح

کے استعمال ہوا ہے - کیونکہ جب یہ شروع کلام میں آتا ہے تو اپنے مابعد کے مضمون پر زور دیتا ہے

اور اس کے تحقق کو ثابت کرتا ہے جیسے اذّ اِنَّكُمْ هُمْ التّفہماء (۲: ۱۳) خبر دار ہو کہ یہی بیوقوف ہیں

آیتہا میں ہے اذّ فِي الْغَيْثَةِ سَقَطُوا - خبر دار ہو کہ فتنہ میں تو وہ پہلے ہی گر چکے

= سَقَطُوا - وہ گر پڑے - سَقَطُوا سے ماضی - جمع مذکر غائب -

= لَمُحِيظَةً - اسم فاعل مؤنث - احاطة مصدر احاط يحيط احاطة (باب افعال)

حُوْطُ مادہ - چاروں طرف سے گھیر لینے والی -

۵۰:۹ = تُصِيبُكُمْ - اَصَابَ يُصِيبُ اِصَابَةً (افعال) سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث

غائب ہے - اصل میں تُصِيبُ تھا - اِنْ شرطیہ کی وجہ سے یہ حرف علت گر گیا - کُمْ ضمیر

مفعول جمع مذکر حاضر - اگر پہنچے تم کو -

= تَسُوهُم - سَاءَ يَسُوؤُ سَوْءٌ (نَصَرَ) مضارع واحد مؤنث غائب - هُمْ ضمیر جمع

مذکر غائب - ان کو بری لگتی ہے - ان کو غمگین کرتی ہے -

= قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا - ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا - ہم نے پہلے ہی احتیاطی

تدبیریں اختیار کر لی تھیں - (اس لئے ہمیں یہ تکلیف نہیں پہنچی)

= يَتَوَكَّلُوا - پھر جاتے ہیں - لوٹ جاتے ہیں - تَوَكَّلُوا سے مضارع مجزوم جمع مذکر غائب -

= فَرِحُونَ - خوش - اترانے والے - صفت مشبہ - جمع - فَرِحَ واحد -

۵۲:۹ - تَرَبَّصُونَ - تم انتظار کرتے ہو - تم راہ دیکھتے ہو - تَرَبَّصَ يَتَرَبَّصُ تَرَبَّصًا (تفعل سے - مضارع جمع مذکر حاضر -

هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا - تم ہمارے بارہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہو - تمہیں ہمارے بارے میں کس بات کی امید ہو سکتی ہے - تم ہمارے بارے میں کس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہمیں پیش آئے گی -

= إِلَّا أَحَدَى الْحُسَيْنَيْنِ - سوائے اس کے کہ یہ دو اچھی باتوں میں ایک ہوگی - یعنی ہمارے بارے میں تم جس نتیجے کے منتظر ہو یا امید رکھتے ہو وہ دو محلاتوں میں سے ایک تو ضرور ہوگی یعنی اگر کامیاب ہو گئے تو فتح ہماری اور اگر شہید ہو گئے تو آخرت سنو گئی -

۵۳:۹ - أَنْفِقُوا - تم خرچ کرو (انفعال) سے امر کا صیغہ - جمع مذکر حاضر - یہاں خبر کے معنی میں استعمال ہوا ہے - یعنی تم خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے (تمہاری طرف سے یہ خرچ قبول نہیں کیا جائے گا) اس کی مثال قرآن میں ہے اِسْتَفْغِرْ لَهُمْ اَوْلَادًا لَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (۸۰:۹) آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں

= لَنْ يُتَقَبَلَ - مضارع مجہول نفی تاکید ملن - ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا - اِى لَنْ يُتَقَبَلَ مِنْكُمْ نَفَقَاتِكُمْ اَنْفِقْتُمْ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا - یعنی بخوشی جو مال بھی خرچ کرو گے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا = طَوْعًا - فرماں برداری - اطاعت - مصدر ہے اَدَّ كُرْهًا کی ضد ہے اس کا فعل نَصَرَ اور سَمِعَ دونوں ابواب آتا ہے -

= كَرْهًا - مصدر ہے - ناگوار ہونا - ناخوشی - مجبوری -

۵۴:۹ = كُسَالَى - كَسَلَانَ کی جمع - سست - کاہل - جیسے سَكَارَى سَكَوَانَ کے جمع ہے -

آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دیئے ہوئے مال کی عدم قبولیت کی یہ وجوہات ہیں -

۱) اِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (۲) لَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالَى (۳) لَا يَنْفِقُونَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُونَ

۵۵:۹ = بِهَا يٰۤاَيُّهَا ضَمِيرٌ وَّاحِدٌ مَوْثِقٌ غَائِبٌ كَامِرٌ جَمْعٌ اَنْ كَسَالًا وَّادِلًا -

= تَزْهَقُ - مضارع واحد مؤنث غائب - وہ نکلے - وہ نکلے گی - زَهَقَ يَزْهَقُ (فتح) زَهْوَقٌ یعنی غم سے جان نکلنا - مٹ جانا - قرآن مجید میں ہے - وَقَدْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

الْبَاطِلُ - إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (۱۷: ۸۱) اور کہہ دے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔ مضارع منصوب بوجہ عمل ل۔ لام تعلیل ہے ای لتزهد تَزَهُقَ أَنفُسَهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ۔ اور ان کا دم نکلے اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔ (تا کہ اپنے کفر کی وجہ سے آخرت میں بھی عذاب پائیں)

۵۶: ۹ = يَفْرَقُونَ - مضارع جمع مذکر غائب فَرَّقَ مُصَدَّرٌ (سَمِعَ) وہ ڈرپوک ہیں

۵۷: ۹ = لَوْ يَجِدُونَ - اگر وہ پائیں۔ وَجَدَ يَجِدُ (ضَرْبٌ) وَجَدٌ۔

= مَلَجًا - اسم ظرف مکان۔ پناہ کی جگہ۔ لَجَأٌ مُصَدَّرٌ (بَابُ ضَرْبٍ - فِتْحٌ - سَمِعَ) مَلَجًا بھی مصدر ہے۔

= مَغَارٍ - مَغَارٌ اور مَغَارَةٌ کی جمع مَغَارٍ بھی اس کی جمع ہے مَغَارٌ وَمَغَارَةٌ لوٹ۔ غار۔ الْمَغَارُ لوٹ کی جگہ۔ بچاؤ کی جگہ۔ زمین کے اندر گھسنے کی جگہ الْغَرْدُ کے معنی نشیبی زمین کے ہیں۔

= مَدْخَلًا - اسم ظرف مکان۔ داخل ہونے کی جگہ۔ باب افتعال سے مَفْعَلٌ کے وزن پر۔

= لَوَّوْا - وہ ضرور منہ پھیر لیں گے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔

= يَجْمَعُونَ، جَمَعَ يَجْمَعُ (بَابُ فِتْحٍ) جَمْعٌ - جَمُوعٌ - جَمَاعٌ مُصَدَّرٌ - گھوڑے کا سرکش کرنا۔ جَمُوعٌ منہ زور گھوڑا۔ جَمَعَتِ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا - شوہر کی اجازت کے بغیر عورت اس کے گھر سے نکل کر چلی گئی۔ جَمَعَ الرَّجُلُ - وہ آدمی خود رائے ہو گیا۔ وہ اپنی قوت کے ساتھ سرپٹ دوڑا۔ وَهُمْ يَجْمَعُونَ - وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ سرپٹ (اس طرف) دوڑیں گے۔

۵۸: ۹ = يَلْمِزُكَ - مضارع واحد مذکر غائب - لَمَزَ يَلْمِزُ مُصَدَّرٌ واحد مذکر حاضر۔ وہ طعن کرتا ہے۔ وہ عیب لگاتا ہے۔ تم پر (بَابُ ضَرْبٍ) لَمَزَ مُصَدَّرٌ لَمَزَةٌ - عیب چین۔ پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا۔ صیغہ مبالغہ۔ لَمَّازٌ کے بھی یہی معنی ہیں قرآن مجید میں ہے۔ وَ نَبَأٌ تَكْلِفُ هُمْزَةٌ لَمَزَةٌ (۱۰۴: ۱) ہلاکت ہو بہر عیب گو، غیبت کرنے والے اور عیب چین پر۔ هُمْزَةٌ اور لَمَزَةٌ دونوں ہم معنی ہیں۔

= فِي الصَّدَقَاتِ - صدقات کی تقسیم کے بارے میں۔

= أَعْطُوا - أَعْطَى يُعْطِي إِعْطَاءً سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ان کو دیا گیا

ان کو دیا جائے۔

== يَسْخَطُونَ - سَخِطَ يَسْخَطُ (سمع) سَخَطٌ سے مضارع جمع مذکر غائب، وہ ناراض ہو جائے ہیں
 ۹: ۵۹ = وَكُونُوا لَهُمْ رَاضِينَ مَا أَشْهَدَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - جواب لَوْ محذوف ہے
 تقدیر کلام یوں ہے ولو انہم رضوا ما اشہد اللہ ورسولہ لکان خیرا لہم
 == رَاغِبُونَ - رَاغَبٌ کی جمع رغبت کرنے والے۔ رَغَبٌ فِيْهِ وَرَغَبٌ اِلَيْهِ کے معنی ہیں
 کسی چیز پر رغبت اور حرص کرنا۔ اور اگر عَنْ کے ساتھ آئے تو بے رغبتی کرنا اور انحراف کرنا کے
 معنی میں ہوتا ہے۔ مثلاً وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ (۲: ۱۳۰) اور کون ہے جو ملت
 ابراہیم سے انحراف کرے۔

== سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ دَرَسُوْلَهُ - اللہ اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائے گا (اور اس کا رسول بھی)
 ۹: ۶۰ = وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا - یعنی صدقہ اور زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا عملہ۔ اہل کار
 ہا ضمیر کا مرجع الصّدقات ہے۔

== وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ - جن کی تالیف قلوب مقصود ہو۔ اَلْفٌ يٰلِفٌ (ضَوْبٌ)
 ہم آہنگی کے ساتھ جمع ہونا۔ محاورہ ہے اَلْفَتْ بَيْنَهُمْ - میں نے ان میں ہم آہنگی
 پیدا کر دی۔ اسی سے الفت (محبت) ہے۔ اسی سے مُؤَلِّفٌ ہے جو مختلف اجزاء
 کو یک جا جمع کرے۔

یہاں الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ سے مراد ایسے اشخاص ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت
 و محبت و رغبت پیدا کرنا مقصود ہو۔ ان کی تین صورتیں تھیں۔

(۱) کفار کے ریسوں کو اس غرض سے دینا کہ وہ خود بھی غریب مسلمانوں کو اذیت نہ دیں
 اور دوسروں کو بھی اذیت دینے سے روکیں۔

(۲) کفار کو اسلام کی رغبت دلانے کے لئے دینا۔

(۳) نو مسلموں کی ان کی خاطر داری کے لئے اعانت کرنا۔

المؤلفة اسم مفعول واحد مؤنث تالیف (تفعیل) مصدر ملائے گئے۔ جوڑے
 گئے۔ المؤلفة قلوبہم - وہ جن کے دل جوڑے گئے۔

== الرِّقَابِ - گردنیں رِقْبَةٌ کی جمع۔ رِقْبَةٌ بمعنی گردن۔ جان۔ غلام۔ رِقْبَةُ اَصْلٌ فِي
 گردن کا نام ہے پھر جبلہ بدن انسانی کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا۔ اور عرف میں یہ غلاموں
 کا نام پڑ گیا۔ جس طرح کہ راس (سر) اور ظہر (پشت) کا استعمال سوار یوں کے لئے کیا جانے لگا۔

فِي الرَّقَابِ - ای خفاک الرقاب - غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے -

= الْغَارِمِينَ - غَارِمٌ کی جمع ہے - اسم فاعل جمع مذکر - قرضدار - غَارِمٌ کا مادہ غَرِمٌ ہے جس کا معنی قرض - تاوان - اور ہر وہ چیز جس کا ادا کرنا لازم ہو - غَرِيمٌ - قرضدار اور قرضخواہ دونوں کے لئے مستعمل ہے -

= ابْنِ السَّبِيلِ - مسافر -

= فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ - یہ سب مَدَاتِ زَكَاةٍ کے خرچ کے لئے اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہیں -

۹: ۶۱ = يُؤْذُونَ - معارض جمع مذکر غائب - اِيْذَاءٌ (اِفْعَالٌ) مصدر - ایذا دیتے ہیں دکھ دیتے ہیں -

= اُذُنٌ - اُذُنٌ - کان - مجازاً اس شخص کو کہتے ہیں جو کان لگا کر سُننے اور سُن کر مانے کانوں کا کچا - هُوَ اُذُنٌ - مبالغہ کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے تمام وجود کو جسم کا ایک حصہ کا نام دیدیا گیا ہے - گویا کہ وہ اتنا سنا ہے کہ صرف کان ہی کان ہے - جیسے جاسوس کے لئے عَيْنٌ کا لفظ استعمال کرتے ہیں - انگریزی میں محاورہ ہے

یعنی وہ اس قدر انہماک سے سُن رہا تھا گویا اس کے جسم کا ایک ایک حصہ کان کا کام دے رہا ہے = اُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ - اس کی تقدیر یوں بھی ہو سکتی ہے اذن ذی خیر لکم تمہارے ساتھ بھلائی کرنے والے کا کان -

یا اس کا مطلب یوں بھی ہو سکتا ہے هو اذن فی الخیر ولیس باذن فی غیر ذلک - وہ صرف تمہاری بھلائی کے لئے سنتا ہے کسی اور غرض کے لئے نہیں سنتا - یا اس کا یہ مطلب ہے - اس کا تمہاری بات سُن لینا اور تم سے اعراض نہ کرنا تمہارے لئے ہی اچھا ہے - یعنی تمہاری باتوں کو سُن لیتا ہے اور سُن چھین نہیں کرتا اور نہ تمہاری منافقت آشکارا ہو جائے -

= يٰۤاٰمِنِيْنَ بِاللّٰهِ - یعنی (صرف) اللہ کی باتوں پر یقین و ایمان رکھتا ہے - يٰۤاٰمِنِيْنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کی باتوں پر اعتبار کرتا ہے (تمہاری باتیں تو محض سن ہی لیتا ہے یہت خیال کرو کہ وہ ان کو سچی بھی سمجھتا ہے)

۹: ۶۲ = لِيُرْضَوْكُمْ - يُرْضُوا - اَرْضَى يَرْضِيْ اِرْضَاءً (اِفْعَالٌ) سے مضارع جمع مذکر غائب - اصل میں يَرْضِيُوْنَ تھا - محی پر ضمہ ثقیل ہونے کی بناء پر ما قبل کو دیا - پھری

اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ نون اعرابی بوجہ عمل لام گر گیا یُؤْخِضُوا رَہَ گیا۔ کَمُ ضَمِیرِ مفعول جمع مذکر حاضر۔ تاکہ تمہیں وہ راضی کر لیں۔

وَاللّٰهُ دَرَّسُوْهُ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ۔ یُرْضُوْهُ میں ۴ ضمیر واحد مذکر غائب لائی گئی ہے حالانکہ اس کے مرجع دو ہیں اللہ اور اس کا رسول۔ اور قاعدہ کے مطابق ضمیر تثنیہ کی ہونی چاہئے تھی۔ واحد کی ضمیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا ایک ہی ہے۔

یا کلام تقدیریوں ہے وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ دَرَّسُوْهُ کَذَا لَکَ۔ یعنی اللہ زیادہ حق دار ہے کہ وہ اسے راضی کرے اور اسی طرح اس کا رسول بھی زیادہ حقدار ہے کہ وہ اسے راضی کرے۔
۶۳:۹ = یُحَادِدِ۔ مضارع واحد مذکر غائب اصل میں یُحَادِدُ تھا۔ بوجہ عمل مَنْ مجزوم ہوا۔ اور وصل کی وجہ سے مکسور کر دیا گیا۔

مَحَادِدَةٌ (مفاعلة) مصدر۔ مخالفت کرتا ہے حَدٌّ۔ ہر چیز کی انتہاء۔ حدِّ فاعل تیزی۔ بہادری۔ کبھی حد یعنی گناہ۔ اور سزائے گناہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے اِنِّیْ اَصْبْتُ حَدًّا اَفَاقِمُهُ سَلِّیْ میں نے ایک حد کو پایا ہے تو اب وہ حد مجھ پر قائم کیجئے۔ یعنی مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اس کی سزا دیدیجئے۔

۶۴:۹ = یَحْدَرُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ حَدْرٌ مصدر (باب سجع) وہ ڈرتا ہے۔ آئے ہذا میں جمع مذکر غائب کے لئے آیا ہے: وہ ڈرتے ہیں۔

= تَنْبِئُهُمْ۔ مضارع واحد مؤنث غائب اس کا فاعل سُورَةٌ ہے وہ ان کو آگاہ کر دے وہ ان کو مطلع کر دے۔ نَبَّیْتُ یُنَبِّئُ تَنْبِیْئًا (باب تفعیل) سے۔ نَبَّأُ مَادَةٌ۔

= عَلَیْهِمْ۔ میں ضمیر جمع مذکر غائب ھِمَّ۔ تَنْبِئُهُمْ میں ضمیر ھُمْ کا مرجع الْمُؤْمِنِیْنَ محذوف ہے اور فِيْ قُلُوْبِهِمْ میں ضمیر ھِمَّ المنفقین کے لئے ہے۔ یعنی منافقوں کو گوں کو ڈر ہے کہ کہیں مؤمنین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے کہ ان کے دل کی حالت (منافقت) مؤمنین پر ظاہر ہو جائے۔

یا ان ہر شے ضمیر کا مرجع منافقین ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔

منافق خوف کھاتے ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو ان کے

مافی الضمیر کو ظاہر کر دے۔ (اس صورت میں علیٰ بمعنی فی ہوگا۔ ان کے بارہ میں)

= اِسْتَفْزِزُوا۔ امر۔ جمع مذکر حاضر۔ اِسْتَفْزَأَ (استفعال) سے امر کا صیغہ تہدید کے لئے لایا گیا ہے۔ یعنی تم نہیں اڑاؤ جیسا تم چاہتے ہو۔ جو چاہو کرو (آخر کار) اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

تَحَدَّرُوا - جس بات سے تم ڈرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ نکال باہر لائے گا ہی۔ یعنی تمہاری منافقت کو ظاہر کر دے گا

۶۵:۹ = نَحْوُضٌ - مضارع جمع متکلم خَوْضٌ مصدر۔ (باب نضو) ہم تو شغلاً کہہ رہے تھے۔ خوض کے اصل معنی ہیں گھسنا۔ قرآن میں اس کا استعمال قابل ذمہ کام کو مشغول بنانے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

اسی سے ہے غور و خوض۔ یعنی کسی معاملہ کی تہ تک پہنچنے اور اس کے اندر گھس کر تحقیق معلوم کرنا۔

= نَلَعَبٌ - مضارع جمع متکلم لَعَبٌ مصدر۔ (باب سمع) ہم خوش طبعی اور دل لگی کر رہے تھے۔

= كُنْتُمْ لَسْتَهْزِؤْنَ - تم ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ ماضی استمراری جمع مذکر حاضر۔ ۶۶:۹ = لَا تَعْتَنِرُوا - فعل نہی جمع مذکر حاضر۔

اعْتَنَرُوا (افْتَعَالٌ) - مصدر۔ تم بہانے مت بناؤ۔ تم عذر نہ کرو۔

= طَائِفَةٌ - یہاں طائفہ سے ہر دو جگہ گروہ مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی تم میں سے ایک گروہ کو ہم معاف بھی کر دیں۔ تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے۔

اس صورت میں پہلے گروہ سے مراد وہ طبقہ لیا جاسکتا ہے جو اپنے قول کی اہمیت اور گہرائی کو سمجھے بغیر کم فہم و کم عقل انسانوں کی طرح جو ہر بات کو سطحی طور پر ہی لیتے ہیں اور سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ اگر ایسا گروہ استہزاء کا مرتکب ہو تو توبہ کرنے پر ایسے گروہ کو معاف کیا جاسکتا ہے لیکن جو جان بوجھ کر اور اپنے قول کے نتائج سے باخبر ہوتے ہوئے بھی ایسا کرتے ہیں اور پھر توبہ بھی نہیں کرتے تو ایسے گروہ کو توبہ گز معاف نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ محض مسخرے ہی نہیں بلکہ وہ تو صحیح معنوں میں مجرم ہیں۔

اور اگر پہلے لفظ طائفہ (لفظ جمع) سے مراد شخص واحد لیا جائے جیسا کہ اہل عرب بعض دفعہ ایسا کر لیتے ہیں تو اس طائفہ سے مراد مناشن بن حمیر الاشجعی ہے جو بلا سمجھے کافروں کے ساتھ ہنسی مٹھٹھائی میں شامل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ وہ ان کے دھڑے میں سے تھا لیکن بعض باتوں میں وہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوتا تھا۔ لہذا مقابلہ اس کا گناہ حقیق تھا۔ اس نے توبہ کر لی خداوند تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر کے اسے معاف فرما دیا۔ وہ حقیقی معنوں میں اسلام لے آیا اور جنگ یمامہ شہید ہوا۔

= مُجْرِمِينَ - مجرم۔ اسم فاعل بمعنی اسم صفت استعمال ہوا ہے۔

۶۷:۹ = لَبَعَثَهُمْ مِنَ الْبَعْضِ - ای متشابہتہ فی النفاق کالبعاض الشئ الواحد۔
یعنی نفاق میں ایک دوسرے کے اس طرح متشابہ ہیں گویا ایک ہی شے کے حصے ہیں گویا
ایک ہی کل کے پرزے ہیں۔

= يَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ - اپنے ہاتھوں کو بھینچ رکھتے ہیں۔ یعنی صدقات اور خرچ فی سبیل اللہ
میں بخیلی سے کام لیتے ہیں۔

= نَسُوا اللَّهَ - انہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ یعنی اس کے ذکر سے غفلت برتی اور اس کے
احکام پر عمل نہ کیا۔

= فَتَسِيَهُمْ - پس اس نے ان کو بھلا دیا۔ یعنی اپنی رحمت اور فضل و کرم سے محروم کر دیا
۶۸:۹ = هِيَ حَسْبُهُمْ - ان کے لئے یہی کافی ہوگا۔ یعنی عذاب اتنا سخت اور عظیم ہوگا
کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

= عَذَابٌ مُّقِيمٌ - قائم رہنے والا عذاب۔ یعنی دائمی عذاب۔

۶۹:۹ = كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ - میں ك محل رفع میں ہے بمعنی تم بھی اپنے سے پہلے
آدمیوں کی طرح ہو۔ یا ك محل نصب میں ہے بمعنی تم نے بھی وہی کام کیا جو تم سے پہلوں نے کیا تھا
ای انتم كالذین من قبلکم۔ تم بھی اپنے سے پہلوں کی طرح ہو۔

= كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ - أَشَدَّ سِدَّةٌ سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے۔ کَانُوا کے
عمل سے منصوب ہے۔ (اسی وجہ سے اکثر منصوب ہے) تم سے زیادہ طاقت ور تھے اور مال
و اولاد کی کثرت میں بھی تم سے بڑھ کر تھے۔

= فَاسْتَمْتَعُوا - انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ استمتع (استفعال) سے۔ مال و متاع سے
فائدہ اٹھانا۔ کام میں لانا۔ برتنا۔ متع مادہ۔

= خَلَا قِيَهُمْ - مضاف مضاف الیہ۔ ان کا حصہ۔

= فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ -
تم نے بھی اپنے (دنیاوی) حصہ کا ویسے ہی فائدہ اور لطف اٹھایا جیسا تم سے پہلوں نے اپنے
(دنیاوی) حصہ سے فائدہ اور لطف اٹھایا تھا۔

= خَضَّتُمْ - تم نے بخت و تخیص۔ خَاضَ بِخَوْضٍ (نصر) خَوْضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع
مذکر حاضر۔ خَوْضٌ کے معنی ہیں فضول بخت۔ یہودہ گوئی۔ باتیں بنانا۔ اس کے اصل معنی پانی

میں گھسنے کے ہیں بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔
۴۰:۹ = نَبَأٌ خَبْرٌ - اِطْلَاعٌ -

= نَمُوْدٌ - بوجہ معرفہ و عجبہ غیر منصرف ہے اور اسی طرح ابراہیم بھی غیر منصرف ہے۔

= اَصْحَابِ مَدْيَنَ - اہل مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔

= وَالْمُؤْتَفِكَاتُ - اسم فاعل جمع مؤنث مجرور المؤتفکة وَاوحد ایتفک (افتعال) مصدر

اِفْکٌ مادہ - الٹی ہوتی - منقلب - مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں جو بحیرہ مردار کے ساحل پر آباد تھیں - اور جن کی تخت گاہ سندوم شہر یا سدوم تھی - حضرت لوط علیہ السلام کا حکم نہ ماننے اور ظلم و لواطت سے باز نہ آنے کی وجہ سے اللہ نے ان کی زمین کا تختہ الٹ دیا اور اوپر سے کنکریلے پتھروں کی بارش کر دی۔

= اَنْتَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ کے بعد فَكَذَّبُوهُمْ فَاَهْلَكُوا محذوف ہے - ان سب کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے لیکن انہوں نے ان کی تکذیب کی پس ہلاک ہو گئے - یا ہلاک کر دیئے گئے۔

۴۱:۹ = سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ - میں سے تاکید اور مبالغہ کے لئے آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ضرور ان پر اپنی رحمت فرمائے گا۔

۴۲:۹ = جَنَّاتٍ عَدْنٍ - عَدْنٌ مصدر اس کا فعل البواب لَصْرٌ ضَرْبٌ سے آتا ہے - اس کے معنی ہیں رہنا - بسنا - کسی جگہ مقیم ہونا - جَنَّاتٍ عَدْنٍ کے معنی ہوتے رہنے بسنے کے باغات یعنی وہ جنتیں جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

عدن کو بعض علماء علم قرار دیتے ہیں اور بعض صفت - جو لوگ علم کہتے ہیں وہ اس کو جنت میں ایک خاص مقام کا نام دیتے ہیں اور اس آیت شریفہ کو پیش کرتے ہیں - جَنَّاتٍ عَدْنٍ
وَالَّذِي وَعَدِ الرَّحْمٰنُ عِبَادَةً بِالْغَيْبِ (۶۱:۱۹) ہمیشگی کی جنتیں جن کا وعدہ رحمن نے اپنے بندوں سے درپردہ کر رکھا ہے - کیونکہ یہاں معرفہ کو اس کی صفت لایا گیا ہے۔

اور جو لوگ عدن کو علم نہیں بلکہ جنت کی صفت بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عدن کے معنی اصل میں استقرار اور ثبات کے ہیں - چنانچہ محاورہ ہے عدن بالمکان اس نے اس جگہ قیام کیا - اور عدن سے مراد اقامة على وجه الخلود - یعنی دائمی طور پر رہنا - اسی وجہ سے تمام جنتیں جنتِ عدن ہیں۔

علامہ قرطبی کے نزدیک عدن جنت کے ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے جو وسط میں ہے

اور دوسرے جنت اس کے اردگرد ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جنتیں سات ہیں۔ دارالخلد۔ دارالجلال۔ دارالسلام۔ جنت عدن۔ جنت المادوی۔ جنت نعیم۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عدن دار اللہ لہم تراھا عین ولم تخطر علی قلب بشر لالیکنھا غیر ثلثة النبیون۔ والصدیقون والشهداء۔ یعنی عدن اللہ کا وہ گھر ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی انسان کے دل نے تصور نہیں کیا۔ اس میں صرف تین قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ نبی۔ صدیق اور شہید۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے طوبیٰ لِمَنْ دَخَلَهَا۔ خوش بخت ہے وہ جو اس میں داخل ہوا۔

== رِضْوَانٌ۔ خوشنودی۔ رضا۔ مرضی۔ رضامندی۔ رِضْوَانٌ یَرْضَىٰ کا مصدر ہے (باب سیم) بہت بڑی رضامندی۔ اور نہایت خوشنودی کو رضوان کہتے ہیں۔ چونکہ سب سے بڑی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس لئے قرآن عظیم میں رضوان کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے رضاء الہی کے لئے مخصوص ہے۔

۹: ۷۳۔ جَاهِدْ۔ توجہ دکر۔ تو لڑائی کر۔ امر واحد مذکر حاضر۔

مجاہدۃ (مفاعلة) سے۔ مجاہدہ ہاتھ اور زبان دونوں سے ہوتا ہے (اس آیت سے لے کر وہ تقریر شروع ہوتی ہے جو غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئی تھی۔

== اَعْلَظْ عَلَیْہِم۔ ان پر سختی کر۔ عِلْظَةٌ سے (باب نصر کرم) بمعنی گاڑھا پن۔ موٹاپا۔ رِقَّةٌ کی ضد ہے۔ ویجدوا فیکم عِلْظَةً۔ (۱۲۳: ۹) چاہئے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔ سختی بمعنی سخت مزاجی۔ اور فاستغلظنا ستوی علیٰ سُوْقِہ (۲۹: ۲۸) پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدی کھڑی ہو گئی۔

۹: ۷۴۔ مَا قَالُوا میں ما نافیہ ہے انہوں نے نہیں کہا۔

== هَمُّوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ هَمٌّ مصدر۔ باب نصر۔ انہوں نے ارادہ کر لیا۔ انہوں نے قصد کیا۔

== لَمْ یَسْأَلُوا۔ نفی مجدی۔ یَسْأَلُوا نَبَلٌ سے۔ مضارع مجزوم جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ باب سیم۔ انہوں نے نہ پایا۔ وہ نہ پاسکے۔

هَمُّوا بِمَا لَمْ یَسْأَلُوا۔ انہوں نے ایسی باتوں کا ارادہ کیا جسے وہ حاصل نہ کر سکے۔ (اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے)

آیہ ہذا میں وہ کیا بات تھی جو انہوں نے کہی۔ لیکن پھر قسم کھا کھا کر کہا کہ انہوں نے نہیں کہی

یا وہ کونسا ارادہ تھا جو انہوں نے کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس میں صرف معلومات ہی نہیں۔ مگر مناققوں کے متعلق ایک نہیں متعدد ایسی باتیں منسوب ہوتی ہیں جو کہ وہ مسلمانوں کی عدم موجودگی میں اسلام کو گزند پہنچانے کے لئے یا استہزاء وہ کسی بے سرو پا باتیں بکتے تھے لیکن جب ان کو ان باتوں کی تصدیق کے لئے آمنے سامنے لایا جاتا تو نہ صرف انکار کر دیتے بلکہ قسمیں کھا کھا کر اپنی برأت ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔

اسی طرح اسلام کو گزند پہنچانے کی خاطر وہ کسی منصوبے بناتے لیکن جب ان میں کامیابی نہ ہوتی اور ان کے مذموم عزائم کا انکشاف ہو جاتا تو قسمیں کھا کر کہتے کہ انہوں نے ہرگز ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ قَالُوا كَلْبَةَ الْكَفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَالِ آلِئُلَآءِ حَالًا لَّيْقِنَا أَنَّهُمْ كُفَرُوا بِمَا كَانُوا يَدَّعُونَ لَوْلَا تَعَاوَنَ الَّذِينَ آمَنُوا لَفُتِنُوا بِمَا كَانُوا يَدَّعُونَ (۸:۸۵)۔

ما نَقَمُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے بُرا نہ مانا۔ انہوں نے قابلِ عیب نہ سمجھا۔ نَقَمْتُ الشَّيْءَ دَلَّعْتُهُ۔ کسی چیز کو بُرا سمجھنا۔ یہ کبھی زبان کے ساتھ عیب لگانے اور کبھی عقوبت (سزا دینے) پر بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ (۸:۸۵) ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لاتے ہوئے تھے۔

وَآيَةٌ لَهُمْ - وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَن أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (۸:۸۵) اور انہوں نے مسلمانوں میں عیب ہی کو نسا دیکھا ہے سوائے اس کے کہ خدا نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے ان کو دولت مند کر دیا۔

نیز آیا ہے۔ هَلْ تَنْقَمُونَ مِنَّا إِلَّا أَن آمَنَّا بِاللَّهِ (۵:۵۹) تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو۔ سوائے اس کے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور.....

اسی نِقْمَةً سے بمعنی عذاب و انتقام لیا گیا ہے۔

مِنْ فَضْلِهِ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو (۶۲:۹)

يَتُوبُوا۔ اصل میں يَتُوبُونَ مَقَانِ حَرْفِ شَرْطِ كَيْفَ کے آنے سے نون اعرابی گر گیا۔ مضارع مجزوم جمع مذکر غائب۔

يَكُفُّوا۔ اصل میں يَكُونُ مَقَانِ حَرْفِ شَرْطِ كَيْفَ کی وجہ سے مجزوم ہوا۔ اور نون بوجہ اجتماع ساکنین کے گر گیا۔ اور وَحَرْفِ عِلَّتْ بوجہ حالتِ جزم گر گئی۔

فَإِنْ يَتُوبُوا۔ اگر وہ توبہ کر لیں۔ اپنے کفر و نفاق سے باز آجائیں۔

== دَانَ تَتَوَلَّوْا۔ اور اگر وہ ایمان اور توبہ سے روگردانی کریں۔ اور کفر و نفاق پر مہر رہیں۔
 ۹: ۷۵ = عٰهَدَ اللّٰهَ۔ اس نے اللہ سے وعدہ کیا۔

== لَنَصَّدَّقَنَّ۔ مضارع جمع مستکلم۔ باللام تاکید و نون ثقیلہ۔ یا لام تعلیل کا ہے اور نون ثقیلہ تاکید کے لئے۔ تو ہم ضرور ہی خیرات دیدیں گے۔ صدقہ ادا کریں گے۔
 اصل میں نَتَصَدَّقَنَّ تھا۔ ت کو صاد میں مدغم کیا گیا۔

۹: ۷۶ = مَعْرُضُونَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ رُخ گردانی کر نیوالے۔ منہ موڑنے والے۔
 اجتناب کرنے والے۔ اگر اَعْرَضَ کے بعد عَنْ آئے تو رُخ پھیر لینے اور منہ موڑنے کے۔
 اور اجتناب کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔ فَاَعْرَضَ عَنْهُمْ وَعِظَمُ (۶۳: ۴) تم ان سے اعراض
 برتو۔ اور نصیحت کرتے رہو۔ يَا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي (۱۲۴: ۲۰) اور جو میری نصیحت
 منہ پھیرے گا۔ اور بغیر عَنْ بھی کثرت استعمال کی وجہ سے منہ موڑنے کے معنی میں آتا ہے۔
 مثلاً فَاَعْرَضُوا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ (۱۶: ۳۴) تو انہوں نے شکر گزاری سے منہ موڑ لیا پس ہم
 نے تھوڑا دیا ان پر۔۔۔۔۔ اور اگر اَعْرَضَ کے بعد عَلٰی آئے تو سامنے رکھنا۔ پیش کرنا کے
 معنی دیتا ہے۔ مثلاً ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ (۳۱: ۲) پھر اس نے ان کو فرشتوں کے
 سامنے پیش کیا۔

اور اگر اَعْرَضَ کے بعد لام آئے تو سامنے آنے کے معنی ہوتے ہیں مثلاً اَعْرَضَ لِي
 وہ میرے سامنے آیا۔

۹: ۷۷ = فَاَعْقَبَهُمْ۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ اَعْقَبَ
 يُعْقِبُ اِعْقَابٌ (اِفْعَالٌ) سے جس کے معنی ہیں اثر چھوڑنا۔ وارث بنانا۔ اَعْقَبَهُمْ۔ اس نے
 ان کو وارث بنا دیا۔ اس نے ان میں یہ اثر چھوڑا۔

فَاَعْقَبَهُمْ میں ضمیر فاعل البخل کے لئے ہے۔ یعنی ان کے بخل نے ان میں ہمیشہ کے
 لئے نفاق پیدا کر دیا۔ اور وہ منافق ہو گئے۔ یا ضمیر فاعل اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ کہ اس کے
 نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق جما دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل (بخل)
 کی عاقبت نفاق کی شکل میں ان کے دلوں میں راسخ کر دی اور وہ ہمیشہ کے لئے منافق
 بن گئے۔

== يَلْقَوْنَہُ۔ وہ اس سے ملاقات کریں گے۔ وہ اس کی پیشی میں جائیں گے۔ اِلٰی
 يَوْمٍ يَلْقَوْنَہُ۔ یعنی قیامت کے دن تک۔ کا ضمیر واحد مذکر غائب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے

بِمَا أَخْلَقُوا اللَّهَ مَا وَعَدَدُوا وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

یعنی سب نے یا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نفاق کو کیوں بھردیا اس کی یہ دو وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

(۱) انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی۔
(۲) کہ وہ اس دوران کذب بیانی کرتے رہے۔

۹: ۷۸ = سِرَّهُمْ - مضاف مضاف الیہ - ان کا بھید - ان کا ساز۔

= نَجْوَاهُمْ - ان کی سرگوشیاں - اصل میں نَجَاءٌ کے معنی کسی چیز سے الگ ہونے

کے ہیں۔ اور اَنْجَيْتُهُ وَ نَجَيْتُهُ کے معنی (الگ کر دینے) نجات دینے کے ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری ہے فَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۲۷: ۵۳) اور جو لوگ ایمان لا

ہم نے ان کو نجات دی۔ التَّجْوَةُ کے معنی بلند جگہ کے ہیں جو بلند می کی وجہ سے اب

ماحول سے الگ معلوم ہو۔ نَجَيْتُهُ میں نے اس سے سرگوشی میں کہا۔ یعنی اپنے بھید

کو دوسروں سے الگ رکھنے (چھپانے کے لئے) اور اسے افشاء ہونے سے بچانے کے

لئے۔ قرآن میں آیا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجَوْا بِالْاِلٰهِ ثُمَّ الْعُذُوْبِ

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ (۵۸: ۹) لے مومنو! جب تم سرگوشیاں کرنے لگو تو گناہ اور

زیادتی اور پیغمبر کی نافرمانی کی باتیں نہ کرنا۔

یا پھر اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِ مُوَابِقَتْ يَدِيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ

(۵۸: ۱۲) جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کوئی بات کہو تو بات کہنے سے

پہلے مساکین کو کچھ دیا کرو۔

نَجْوَى وہ سرگوشی جو کہ برائی پر مبنی ہو اور اس کو مشورہ سے طے کیا جاوے۔

۹: ۷۹ = يَلْمِزُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ طعن کرتے ہیں۔ وہ عیب نکالتے ہیں

(نیز ملاحظہ ہو ۹: ۵۸)

= الْمُطَوِّعِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر منصوب۔ الْمُطَوِّعُ - واحد۔ تَطَوُّعٌ (تَفَعُّلٌ)

مصدر۔ اصل میں الْمُتَطَوِّعِيْنَ تھا۔ تاء کو ط میں مدغم کیا۔

تَطَوُّعٌ کا اصل معنی ہے اطاعت میں بناوٹ کرنا۔ اور عرفِ شرع میں ایسی طاعت

کو کہتے ہیں جو فرض نہ ہو لیکن نفل اپنی طرف سے کی جائے لیکن تَطَوُّعٌ اپنے اندر استطا

استطاعت کا مفہوم رکھتا ہے اس لئے الْمُطَوِّعِينَ کا ترجمہ ہوا۔ خیرات کرنے والے صاحب استطاعت۔

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي السَّدَقَاتِ - جو لوگ مومنوں سے ان لوگوں کو جو صاحب استطاعت ہیں اور خوشی خوشی خیرات کرتے ہیں ریاکار کا الزام لگاتے ہیں۔

= وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ - کا عطف الْمُطَوِّعِينَ پر ہے یعنی یہ لوگ ان کی بھی عیب چینی کرتے ہیں جن کے پاس سوا اپنی محنت و مشقت کے اور کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے۔

= فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مٹھہ کرتے ہیں۔ ان پر ہنستے ہیں۔
سَخِرَ لَيْسَ خُرًّا (سَمِعَ) بِهِ وَمِثْلُهُ - مٹھا کرنا۔ اسی سے ہے السَّخِرَةُ۔ وہ جس سے مٹھا کیا جائے۔

۹ : ۸۰ = اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ - اسْتَغْفِرْ فعل امر بمعنی خبر ہے تقدیر کلام یوں ہے اسْتَغْفِرْتَ لَهُمْ یا حمدًا أَوْلَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا = سَبْعِينَ مَرَّةً - ستر بار۔ ستر کا عدد مقررہ حد یا غایت کے لئے نہیں بلکہ کثرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۹ : ۸۱ = الْمَخْلُقُونَ - وہ جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے۔ اسم مفعول جمع ہے اس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا پیچھے چھوڑ دینے والا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے یا شیطان یا ان کی سستی یا مومنین ہو سکتے ہیں۔
= بِمَقْعَدِ هَدْيٍ - مَقْعَدٌ اسم ظرف مکان۔ مفرد۔ مَقَاعِدُ جمع۔ قَعْدَةٌ - قَعُودٌ مصدر۔ باب نصر بیٹھنے کی جگہ۔ یعنی اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے پر (خوش ہیں)۔

= خِلْفٌ - اس کے معنی پیچھے۔ مخالفت دونوں ہو سکتے ہیں۔ خلاف کے معنی «الضَّامُّ» بھی ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے أَوْ تَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ (۳۳: ۵) یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹی طرف سے۔ یعنی دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور دایاں پاؤں۔

= كَذَنَّفِرُوا - فعل نہی۔ جمع مذکر حاضر۔ تم مت نکلو۔ تم مت کوچ کرو۔ نَفَادٌ اور نَفُودٌ سے۔
نَفَرًا إِلَى الْحَرْبِ - وہ لڑائی کے لئے نکلا۔ إِذْ تَنْفِرُوا أَعِدُّوا لَكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۳۹: ۹) اگر نہ

نکلو گے تو خدا تم کو دردناک عذاب دیگا۔

نُفُورًا بِمَعْنَى نَفَرَتْ أَوْ بَدَلَتْ كَمَا بَدَلَتْ بِمَعْنَى مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا (۳۵: ۳۴) تو اس کے ان کی نفرت ہی بڑھی۔ يَا كَا۟نْتَهُمْ حُمُرًا مُّسْتَنْفِرَةً (۴: ۵۰) گویا وہ گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں۔

= الْحَرِّ - گرمی - یعنی اتنی شدید گرمی میں گھر سے نہ نکلو۔

= يَفْقَهُوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب - سمجھ جاتے - جان لیتے - فِقْهُ مُصَدَّرٌ (باب سماع) سمجھنا۔

۹: ۸۲ = فَلْيَضْحَكُوا۟ - فعل امر جمع مذکر غائب - انہیں چاہئے کہ ہنسیں۔

وَلْيَبْكُوا۟ - فعل امر جمع مذکر غائب - انہیں چاہئے کہ روئیں۔ دونوں فعل امر بمعنی خبر آئے ہیں یعنی سَيَضْحَكُونَ قَلِيلًا وَيَبْكُونَ كَثِيرًا - وہ تھوڑا ہنسیں گے (اس چند روزہ زندگی میں) اور زیادہ روئیں گے (ابدی زندگی آخرت میں) امر کا صیغہ اس کے حتمی اور واجب ہونے کے بیان کے لئے آیا ہے۔ یعنی یہ ان کا مال حتمی ہے ضرور ہو کر رہیگا۔

= بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ - ان کے رویئے اور ہنسنے کا سبب بیان کیا ہے۔

= رَجَعَكَ اللهُ - اللہ تجھے واپس لیجائے

امام رازی کے قول کے مطابق الرجوع مصير الشئ الى المكان الذي كان فيه الرجوع کسی شے کا اس جگہ کی طرف لوٹنا ہے جہاں وہ پہلے تھی۔

اس صورت میں جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر خدا تمہیں واپس مدینہ لیجائے۔

رَجِعٌ مُّتَعَدًى ہے اور رَجُوعٌ لازم ہے گردان ہر دو کی باب ضرب سے آتی ہے۔

= اِلَى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ - هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کا مرجع وہ مخلصون ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ طَائِفَةٌ - گروہ - جماعت - ان مخلصون کے دو گروہ بنا دیئے۔ ایک وہ جس کا ذکر فَاسْتَأْذَنُوكَ سے شروع ہونے والا ہے اور دوسرا جس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

مؤخر الذکر گروہ میں وہ شامل ہیں جنہوں نے معقول وجوہات کی بنا پر جہاد میں شرکت نہ کی لیکن پھر بھی جہاد میں اپنی عدم شمولیت پر نادم ہوئے اور توبہ کی جو بارگاہِ الہی میں قبول کر لی گئی۔

= فَإِنَّ رَجَعَكَ اللهُ اِلَى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ - اى فان ردك الله الى المدينة وفيها

طائفة من المتخلفين - (بيضاوى) اللہ تعالیٰ اگر تجھے مدینہ واپس لے آئے اور وہاں

تو پیچھے رہنے والوں کے ایک گروہ سے ملے۔

= فَاسْتَأْذَنُوا نُوْكَ - پھر وہ اجازت طلب کریں تجھ سے۔

= يَلْخُرُوْا بِج - جہاد پر نکلنے کے لئے۔ خَرَجَ يَخْرُجُ (نصر) نکلنا۔

= لَنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا - تم میرے ساتھ (جہاد کے لئے) ہرگز نہ نکلو گے۔

= خَالِفِيْنَ - جمع خَالِفٌ کی۔ خَالِفٌ کا ایک معنی تو ہے پیچھے رہ جانے والا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ خَلَفَ بمعنی فَسَدَ ہے جس طرح کہتے ہیں خَلَفَ اللَّبَنُ - دودھ خراب ہو گیا۔ یا اہل عرب کہتے ہیں کہ فلان خالفة اهل بيته۔ فلاں شخص اپنے سارے کنبے سے زیادہ فسادی ہے۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْفَاسِقِيْنَ - یعنی فساد کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ لیکن اکثریت نے ”پیچھے رہ جانے والے“ ہی ترجمہ کیا ہے۔

۹: ۸۴ = مِنْهُمْ - اِحْدٌ کی صفت ہے۔

= مَاتَ - یہ اِحْدٌ کی دوری صفت ہے۔ مَاتَ فعل ماضی بمعنی مستقبل آیا ہے

یعنی ان مخالفین و خالفین میں سے آئندہ اگر کوئی مر جائے (تو تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا)

= اَبَدًا - طرف متعلق نہیں۔ کبھی بھی۔ یعنی یہ نہیں ہمیشہ کے لئے نافذ العمل ہوگی۔

= وَلَا تَقْعُدُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ - ای و لا تقعد علی قبرہ ابدًا

= اِنَّہُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ - جملہ مستأنف (نیا جملہ) ہے۔ یعنی یہ لوگ جن کی طرف مِنْهُمْ

میں اشارہ کیا گیا ہے ساری عمر اللہ اور اللہ کے رسول کے منکر ہے اور اسی حالت فسق و کفر میں مر گئے۔

۹: ۸۵ = يُعَذِّبُهُمْ بِہَا مِیْنِ ہَا ضَمِیْرٌ وَاِحْدٌ مَوْنٌ غَائِبٌ اَمْوَالِ وَاَوْلَادِ کے لئے ہے۔

= تَزْهَقَ - وہ نکلے یا نکلیگی (باب فتح) زَهْوَقٌ سے جس کے معنی غم سے جان نکلنے اور

کسی شے کے مٹ جانے کے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو ۹: ۵۵۔

تَزْهَقَ الْفُسُّمُ - ان کے دم نکلیں۔ ان کی جانیں نکلیں

= وَہُمْ كٰفِرُوْنَ - میں وَاَوْ حَالِیہ ہے در آنحالیکہ۔

۹: ۸۶ = اَدُوْا الطَّوْلَ - صاحب دولت و ثروت۔ طَوْلٌ - مال۔ تو نگری۔ دولت، الغام

وسعت، مقدرت۔ قدرت۔ طَالَ يَطُوْلُ (باب نصر) کا مصدر۔

= ذَرْنَا - ذَرْنَا - فعل امر واحد مذکر حاضر۔ (باب سَمِعَ، فَتَحَ) سے ذَرْنَا مصدر اس سے ماضی

نہیں آتی۔ نَا ضَمِیْرٌ مَفْعُوْلٌ جَمْعٌ مُشْتَمَلٌ - تو ہمیں چھوڑ دے۔

= نَكُنْتُ - مضارع جمع متکلم فعل ناقص - اصل میں نَكُونُ تھا

= الْقَعْدِثِينَ - جہاد میں شریک نہ ہونے والے - اور گھروں پر رہ جانے والے - بیمار - عورتیں اور بچے - ایسے چھپے رہ جانے والے جن کے پاس فی الواقع کوئی معقول اور حقیقی عذر موجود تھا - بیماری وغیرہ -

۹: ۸۷ = لَا يَنْفَعُهُمْ مَضَارِعُ مَنْفَىٰ مَذَكْرَ غَائِبٍ فِقْهٌ سِوَهُ سَمَّحٌ نَهَيْتُمْ رَكْعَةً - وہ سمجھتے نہیں ہیں -

۹: ۸۸ = لَكِنَّ الرَّسُولَ - لَكِنَّ کی دو صورتیں ہیں -

۱) لَكِنَّ (مشدد) سے مخفف بنایا ہوا ہے اس صورت میں یہ حرف ابتداء ہے اور غیر عامل ہوتا ہے اسی لئے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے آیتہذا میں لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ اور فعل پر بھی جیسے مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا (۳: ۶۷) اس صورت میں یہ استدراک کا فائدہ دیتا ہے -

۲) حروف عطفہ کا کام بھی دیتا ہے جبکہ اس کے بعد کوئی مفرد آئے مثلاً لَكِنَّ اللَّهَ لَشَهِيدٌ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ (۱۶۶: ۴) لیکن یہ بھی استدراک کے لئے آیا ہے -

(استدراک کا مطلب یہ ہے کہ ما قبل کے حکم کے خلاف ما بعد کی طرف کسی حکم کی نسبت کی جاتے اسی لئے ضروری ہے کہ لَكِنَّ (یا اسی طور لَكِنَّ) سے پہلے کوئی ایسا حکم ہو جو چھپے آنیوالے حکم کی نقیض یا ضد ہو - جیسے مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا حَنِيفًا مُسْلِمًا (مذکورہ بالا) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھا نہ عیسائی وہ تو تمام علاقوں سے کٹا ہوا ایک پکا مسلم تھا) = الْخَيْرَاتِ - مہلایاں - خیر کی جمع - مَنَافِعِ الدَّارَيْنِ

۹: ۸۹ = أَعَدَّ - إِعْدَادٌ سے ماضی - واحد مذکر غائب - اس نے تیار کر رکھا ہے -

۹: ۹۰ = الْمُعْتَذِرُونَ - اسم فاعل جمع مذکر - تَعَذَّرُوا (تفعیل) مصدر جھوٹا عذر پیش کرنے

والے - مُعْتَذِرٌ - وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی حقیقی عذر نہ ہو - اور پھر بھی وہ عذر پیش

کرے - بعض علماء کے نزدیک مُعْتَذِرُونَ دراصل مُعْتَذِرُونَ (باب افتعال) سے ت

کو ذال سے بدلا اور ذال کو ذال میں مدغم کیا اور مُعْتَذِرُونَ ہو گیا - اس باب سے اس کے

معنی ہوں گے - صحیح عذر والے -

ابن کثیر نے بھی یہی مطلب لیا ہے لکھتے ہیں :-

یہ بیان ان لوگوں کا ہے جو حقیقتاً کسی شرعی عذر کے باعث جہاد میں شامل نہ ہو سکتے تھے!

مدینہ کے اردگرد کے یہ لوگ آ کر اپنی کمزوری - ضعیفی بے طاقتی بیان کر کے اللہ کے رسول سے اجازت لینے آتے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقعی انہیں معذور خیال فرمادیں تو اجازت دیدے یہ بنو غفار کے قبیلے کے لوگ تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت میں وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ ہے یعنی اہل عذر لوگ۔ یہی مطلب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اسی جملہ کے بعد ان لوگوں کا بیان ہے جو جھوٹے تھے یہ بیٹھے رہے اور نہ آئے نہ اپنا رک جانے کا سبب پیش کیا نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رک جانے کی اجازت چاہی۔

= اَلْاَعْرَابُ - گنوار - بدو - اعراب بادہ نشین کو کہتے ہیں۔ یہاں پر خاص کر وہ قبائل مراد ہیں جو مدینہ کے اردگرد آباد تھے۔

= لِيُؤْذَنَ لَكُمْ - کہ ان کو اجازت مل جائے۔

= وَتَعَدَّ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ - یہ دوسرا گروہ تھا جو گھر بیٹھے رہے۔ اور یہ بھی مناسبت نہ سمجھا کہ چلو محض ظاہر داری کے لئے ہی کوئی عذر لنگ پیش کر دیں۔

۹۱:۹ = اِذَا الصَّحُورَا. ماضی جمع مذکر غائب نَصَحٌ مصدر۔ (باب فتح) جب وہ خلوص رکھیں جب وہ مخلص ہوں۔ ظاہری اور باطنی طور پر مطیع و فرمانبردار ہوں۔

= مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ (ایسے نیکو کاروں پر کوئی وجہ الزام نہیں۔

۹۲:۹ = اَتَوْكَ - ماضی جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ وہ تیرے پاس آئے۔

= لِيَحْمِلَهُمْ کہ تو ان کو سواری مہیا کرے۔ حَمَلٌ سے جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر

= تَقِيضٌ - وہ بہتی ہے وہ جاری ہے۔ قِيْضٌ سے باب ضرب۔ اس کا استعمال اگر انسوا اور

پانی کے لئے ہو تو اس کا معنی جاری ہونے اور بہنے کے آتے ہیں۔

= الدَّمْعِ - آسو۔ اشک - دُمُوعٌ جمع۔

۹۳:۹ = السَّبِيلِ - راہ - راستہ - کھلی سڑک - سَبِيلٌ جمع - سَبِيلُ اللہ - جہاد - طلب

علم - حج - یا ہر امر خیر جس کا حکم باری تعالیٰ سے ملا ہو۔ لَيْسَ لَكَ عَلَى سَبِيلِ - تم مجھ سے

باز پرس نہیں کر سکتے۔ یعنی تمہارے لئے مجھ پر کوئی حجت نہیں ہے۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى - راہ باز پرس صرف ان کے خلاف پائی جاتی ہے۔

= الْخَوَالِفِ - خَالِفٌ اور خَالِفَةٌ کی جمع ہے۔ خَالِفَةٌ کے معنی ہیں پیچھے رہ جانے

والی عورت۔

پَارَةُ
يَعْتَنِ رُونَ
التَّوْبَةَ وَيُولِسُ هُود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ

۹: ۹۴ = يَعْتَذِرُونَ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِعْتَذَارٌ (اِفْتِعَالٌ) مصدر۔ وہ معذرت کریں گے۔ وہ بہانے بنائیں گے۔
 ۹: ۹۵ = اِذَا الْقُلُوبُ لَمَّ إِلَيْهِمْ۔ تم ان کی طرف پھر دگے۔ تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے
 (ماضی بمعنی مضارع)

= لِيُعْرِضُوا عَنْهُمْ۔ اَعْرَضَ يُعْرِضُ اِعْرَاضٌ (اِفْعَالٌ) عَنِّ مِنْهُ مُوْطِنًا۔ منہ پھیرنا۔ اعراض کرنا۔ درگزر کرنا۔ معاف کرنا۔

یہاں یعنی۔ تاکہ تم ان کو معاف کر دو۔ ان سے درگزر کرو۔ صرف نظر کرو۔ تعرض نہ کرو
 اسی معنی میں ہے۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (۶۳: ۴) تم ان سے اعراض برتو (درگزر کرو) اور نصیحت کرتے رہو۔

منہ پھرنے۔ روگردانی کرنے۔ کنارہ کشی کرنے کے معنی میں آیت ہدای میں ہی ہے۔
 فَاَعْرِضُوا عَنْهُمْ۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو۔ کنارہ کشی اختیار کرو۔ اور جگہ قدر آن مجید میں
 آیا ہے۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (۱۹۹: ۷) اور جاہلوں سے کنارہ کشی کرو۔ نیز ملاحظہ
 ہو (۷۶: ۹)

= رَجِسٌ۔ ناپاک۔ پلید۔ گندہ۔ نجس۔

= مَاؤُهُمْ۔ مضاف مضاف الیہ۔ مَاؤِي۔ اسم ظرف اور مصدر۔ اُوِي يُؤُوِي
 اِيَّوَاءً۔ (اِفْعَالٌ) اس نے جگہ دی۔ اس نے اتارا۔ اُوِي يَأُوِي رَضَوْبًا وہ بیٹھا۔
 وہ اترا۔ بصورت اسم ظرف۔ اس کے معنی ہیں ٹھکانہ۔ قیام کا مقام۔ پناہ گاہ۔ یہاں بطور
 اسم ظرف مکان استعمال ہوا ہے۔

۹: ۹ = اَلْدَعْرَابُ - بدو لوگ - بادیہ نشین - اعرابی - نیز ملاحظہ ہو ۹: ۹
= اَشَدُّ - افعَل التفضیل کا صیغہ بروزن اَفْعَلُ - زیادہ - شدید - زیادہ سخت - زیادہ
طاقت ور۔

= اَجْدَرُ - زیادہ لائق - زیادہ سزاوار - زیادہ حقدار - زیادہ مستحق - مَا اَجْدَرَكَ وَاَجْدِرُ
بِهَ - صیغہ تعجب۔ وہ اس کے لئے کس قدر زیادہ ہے۔ جَدْرَةٌ سے افعَل التفضیل کا صیغہ
= مَعْرَمًا - اسم مصدر - منصوب - تاوان - اَلْغَرْمُ - مفت کا تاوان - یا جُرْمَانہ - وہ مالی
نقصان جو انسان کو کسی قسم کی خیانت یا جرم کا ارتکاب کئے بغیر اٹھانا پڑے۔ غَرِمَ كَذَا غَرْمًا
وَمَعْرَمًا - فلاں نے نقصان اٹھایا۔ اُعْرِمَ فُلَانٌ غَرَامَةً اس پر تاوان پڑ گیا۔
قرآن مجید میں ہے اِنَّا لَمُعْرِمُونَ (۶۶: ۵۶) (کہہ ہائے) ہم مفت تاوان میں پھنس گئے
جو مصیبت یا تکلیف انسان کو پہنچتی ہے اسے غرام کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آیا ہے
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (۶۵: ۲۵) کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے۔
يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَعْرَمًا - (آیہ ہذا) کہ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں۔
= يَتَرَبَّصُّ - مضارع واحد مذکر غائب - تَرَبَّصُّ (تَفَعَّلُ) مصدر - وہ انتظار کرتا ہے۔
وہ راہ دیکھتا ہے۔

= الدَّوَائِرُ - دَائِرَةٌ کی جمع - مصائب - گردشیں - (یعنی وہ يَتَرَبَّصُّ بِكُمْ الدَّوَائِرُ
اس انتظار میں ہیں کہ تم گردشِ ایام کے حکم میں پھنس جاؤ۔

= عَلَيْهِمُ دَائِرَةُ السُّوءِ - گردشِ ایام (یا مصائب و آلام) ان ہی کے نصیب میں ہوں
(بددعا یہ جملہ ہے) دعائیہ جملہ پر جب علی استعمال ہو تو وہ بددعا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔
۹: ۹۹ = قُرْبِيٍّ - قُرْبَةٌ کی جمع ہے۔ مرتبہ کا قرب - خوشنودی - رضا - یعنی خوشنودی حاصل
کرنے کا ذریعہ۔

= صَلَوَاتٍ - صَلَوَةٌ کی جمع - دعائیں - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لینے کا
ذریعہ۔

= اَلَا اِنَّهَا يَهْدِيكَ اللهُ لِقَابِ رَسُوْلِهِ الَّذِي هُوَ لَكَ رَحِيْمٌ - (قرآن مجید) اِنَّا لَمُعْرِمُونَ
انہا میں ضمیر ہا واحد مؤنث غائب
لَفَقَّتْهُمُ - (ان کا راہ خدا میں خرچ) کے لئے ہے اَلَا اِنَّهَا قُرْبِيَةٌ لَّهُمْ بے شک ان کا
اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ان کے لئے قربِ الہی کا موجب ہے۔

= سَيِّدِ خَلْمٍ میں سے تحقیق اور تاکید کے لئے ہے۔

۹: ۱۰۰ = السَّابِقُونَ - آگے پہنچنے والے۔ آگے بڑھنے والے۔ سَبَقُ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ہے۔ سَابِقٌ کی جمع۔

= اَدَّوْا لَوْنَ - اَدَّوْا کی جمع۔

السَّابِقُونَ اَدَّوْا لَوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالانصَارِ - (مہاجرین و انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے ایمان و اطاعت میں سبقت اور پہل کی) سے کون حضرات مراد ہیں۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ شعبی کہتے ہیں ان سے مراد وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے جنگ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ سعید بن المسیب۔ حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبلتین کی طرف نماز پڑھی۔ وہ لوگ جو جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

۳۔ اور اگر انصار کو مہاجرین سے الگ ایک طائفہ لیا جائے تو اس سے مراد وہ انصار ہوں جو را، بیعت عقبہ ادلی اور عقبہ الثانیہ سے مشرف ہوئے تھے۔

(۲) جنہوں نے حضرت ابو ذر راہ۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کی تبلیغ و تعلیم پر جب وہ مدینہ شریف آتے تھے ایمان و اسلام قبول کیا۔

بعض نے الانصار کو راہ کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کو السَّابِقُونَ پر عطف قرار دیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا (ہے وہ لوگ) جو مہاجرین میں سے سابقون اَدَّوْا ہیں اور انصار۔ اور وہ جنہوں نے احسن طریقہ سے ان کی پیروی کی۔ تو راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ سے۔ لیکن پہلی قرأت جہور کے نزدیک اصح ہے

= بِاِحْسَانٍ۔ عمدگی کے ساتھ۔ احسن طریقہ سے، احسان کے معنی غیر کے ساتھ مہلانی کرنے اور کسی اچھی بات کے

۹: ۱۰۱ = وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنْفِقُونَ - اى دمن من حولکم من الاعراب منفقون۔ اور ان اعراب میں سے جو تمہارے ارد گرد بستے ہیں کچھ منافق ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ یہ وقف معانقہ کی صورت ہے۔

اگر علامت اول پر وصل کیا جائے اور علامت ثانی پر وقف کیا جائے تو اس کا عطف

مِمَّنْ حَوْلَكُمْ پر ہوگا۔ اور مَرَدُّوْا عَلٰى التَّفَاقُقِ صفت ہوگی منافقون کی اور تقدیر کلام یوں

ہوگی وَمِمَّنْ حَزَلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَنَافِقُونَ مَرَدُّوا عَلَى النِّفَاقِ (اور تمہارے ارگرد یعنی مدینہ کے ارگرد بسنے والے بدوؤں میں سے اور اہل مدینہ میں سے کچھ منافق ہیں جو پکے ہو گئے ہیں نفاق میں)

اور اگر علامت :۱: اول پر وقف کیا جائے اور علامت :۲: ثانی پر وصل کیا جائے تو یہ جملہ مستانف (نیاحبلہ) ہوگا۔ اور تفسیر کلام یوں ہوگی! وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (قَوْمٌ) مَرَدُّوا عَلَى النِّفَاقِ (اور اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ ہیں جو نفاق میں پکے ہو گئے ہیں) اور اب ترجمہ یوں ہوگا۔ اور تمہارے ارگرد یعنی مدینہ کے ارگرد بسنے والے بدوؤں میں کچھ منافق ہیں اور اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ ہیں جو نفاق میں پکے ہو گئے ہیں۔

= مَرَدُّوا - نافرمان و سرکش ہونا۔ مَرَدَّ عَلَى النِّفَاقِ - نفاق پر جھڑپ رہنا۔ الْمَارِدُ وَالْمَرِيدُ جنوں اور انسانوں سے اس شیطان کو کہا جاتا ہے جو ہر قسم کی خیر سے عاری ہو چکا ہو۔

یہ شَجَرٌ مَرْدٌ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ درخت جو سب پتے جھڑ جانے سے بالکل تنگا ہو گیا ہو۔ اسی طرح غُلَامٌ مَرْدٌ - وہ لڑکا جس کی داسھی موٹھی نہ نکلی ہو اس کا منہ سبزہ سے عاری ہو۔ الرَّمْلَةُ الْمَرْدَاءُ وہ ریت کا ٹیلہ جو ہر قسم کے سبزہ سے عاری ہو۔

قرطبی نے لکھا ہے اصل المرء الملاسۃ ومنہ صرَّحٌ مَرْدٌ مِّنْ قَوَارِيرٍ۔ (۲۴: ۲۴) یعنی المرء - اصل میں چکنا اور ہموار ہونا ہے۔ جیسے شیشے جوڑ کر صاف و ہموار کیا ہوا محل (الملاسۃ ہموار اور چکنا ہونا)

صاحب کشاف نے مَرَدُّوا عَلَى النِّفَاقِ کا مطلب تَمَقَّرُوا فِيهِ - لکھا ہے یعنی نفاق میں ماہر ہو گئے ہیں۔

۱۰۲: ۹ = الْخُرُوجُ - دوسرے لوگ۔ اور لوگ۔ الْخُرُوجُ جمع ہے۔ یعنی منافقوں کے علاوہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا اور اپنے گناہ پر نادم ہوئے کہ وہ کیوں جہاد کے لئے جنگ تبوک میں شامل نہ ہوئے)

۱۰۳: ۹ = تَطَهَّرْتُمْ وَتَزَكَّيْتُمْ بِهَا - مضارع واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ جس کا مرجع الْخُرُوجُ ہے۔ اور هَا ضمیر واحد تونث غائب کا مرجع صَدَقَةٌ ہے یعنی ان کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے کہ اس طرح آپ ان کو پاک و صاف کر دیں گے۔ = صَلَّى عَلَيْكُمْ - ان کے لئے دعا کیجئے۔ امر واحد مذکر حاضر۔

= سَكَنٌ - تسکین۔ آرام۔ راحت۔ رحمت۔ برکت۔ جس سے سکون حاصل ہو۔

۹: ۱۰۵ = سَتُودُّونَ - تم پھیرے جاؤ گے۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔ رُدُّ سے مضارع مجہول۔
جمع مذکر حاضر۔

= اَعْمَلُوا - ای اعملوا مَا شِئْتُمْ - جو جی چاہے تم کرو۔

۹: ۱۰۶ = مُرْجُونَ - (رج و - رَج ی مادہ) رجاء کنارہ۔ جیسے رَجَا الْبَيْتُ - کنویں کا کنارہ۔ اس کی جمع اَرْجَاءُ ہے قرآن مجید میں ہے وَالْمَلَكُ عَلٰی اَرْجَائِهَا - (۶۹: ۱۷) اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے۔ رَجَاءٌ ایسے ظن کو کہتے ہیں جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو۔ قرآن میں ہے مَا لَكُمْ لَّا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا (۷۱: ۱۲۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے خدا کا وقار دل سے مہلادیا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کا معنی لَا تَخَافُونَ کیا ہے یعنی تم کیوں نہیں ڈرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خوف درجا رہا ہم لازم و ملزوم ہیں۔ جب کسی محبوب چیز کے حصول کی توقع ہوگی تو ساتھ ہی اس کا ہاتھ سے چلے جانے کا اندیشہ بھی ہوگا۔ اور ایسے ہی اس کے برعکس صورت میں اندیشہ کے ساتھ ہمیشہ امید پائی جاتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ (۱۰۴: ۴) اور تم کو خدا سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں۔

مُرْجُونَ - مُرْجَى - یعنی مُرْجُوۃ کی جمع ہے۔ اسم مفعول - امید و بیم کے درمیان لشکا ہوا مُعَلَّقٌ جو نتائج کے متعلق خوف و رجاء کے درمیان معلق ہیں۔ کہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہ یعنی جن کا معاملہ ابھی طے نہیں ہوا۔ اور اللہ کے حکم کے انتظار میں تاخیر میں پڑا ہوا ہے۔
وَآخِرُونَ مُرْجُونَ لِإِمْرَائِهِ - کچھ اور لوگ ہیں کہ خدا کے حکم کے انتظار میں ان کا معاملہ ملتوی ہے۔

یہ اشارہ ہے کعب بن مالک - مرارہ بن الزبیر - ہلال بن امیہ کی طرف۔ کسی شرعی عذر کے بغیر یہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان سے ہر ایک نے قطع تعلقی کر لی۔ آخر پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ (دیکھو آیات ۱۱۲ - ۱۱۵ - سورۃ ہذا)
= اِمَّا - بطور حرف تفصیل آیا ہے۔ جیسے اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كٰفِرًا - (۷۶: ۲) ہم نے انسان کو راستہ دکھلادیا اس کے بعد وہ شکر گزار بندہ بنے یا ناشکر بن کر رہے۔

۹: ۱۰۷ = وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا - اس کا عطف وَاٰخِرُونَ مُرْجُونَ پر ہے اور تقدیر کلام یوں ہے وَمِنْهُمْ مَّا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا اور ان منافقوں میں وہ لوگ بھی

ہیں جنہوں نے ایک مسجد تیار کی۔

= ضَرَارًا - كُفْرًا - تَفْوِيقًا - اِرْصَادًا - تمام مفعول لہ ہیں۔ یعنی اس مسجد کی تعمیر کا مقصد رضائے خداوندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ (۱) مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے۔

(۲) اس میں بیٹھ کر کفر کو فروغ دینے کی تجویزیں سوچی جائیں۔

(۳) مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کیا جائے

(۴) وہ شخص جو اب تک خدا اور رسول کا دشمن چلا آ رہا ہے اسے بطور کمین گاہ استعمال کیا جائے یا یہ مصدر ہیں اور حال کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

= ضَرَارًا - ضرر سے مشتق ہے۔ ایجادینا۔ نقصان پہنچانا۔ ضرر پہنچانا۔ ضَارًا يَضَارُ رَبَاب (مفاعلة) سے مصدر۔ اِرْصَادًا گھات لگانا۔ مِرْصَادًا مِرْصَدًا گھات لگانے کی جگہ۔ کمین گاہ۔ رصد مادہ۔

= مِّنْ قَبْلُ - قَبْلُ - لَبَدُ - اکثر اضافت کے ساتھ آتے ہیں۔ جب بغیر اضافت کے ہوں تو ضمہ پر بنی ہوں گے۔ جیسے آریہ نہا میں۔ بمعنی پہلے سے۔

= وَ لِيُخْلِفَنَّ - مضارع بلام تاکید و نون ثقیلہ جمع مذکر غائب (باب ضرب) اور وہ ضرور ہی قسمیں کھائیں گے۔ (یعنی جب ان سے کوئی پوچھے کہ یہ شرارت تم نے کیوں کی تو اپنی صفائی میں قسمیں کھانے لگیں گے۔

= يَشْهَدُ - شَهَادَةٌ - مصدر جس کے معنی ہیں کھول کر بیان کرنا۔ موجود ہونا۔ گواہی دینا۔

بیان کرنا۔ جانتا۔ ان سب کا باب ایک ہی ہے۔ سَمِعَ يَسْمَعُ - مصادر جَدُّ اَصْدَاءِ ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ - قَضَى اللّٰهُ - قَالَ اللّٰهُ - بَيَّنَّ اللّٰهُ - وَيَشْهَدُ اللّٰهُ - اللّٰهُ يَفْصِلُ دِيْتَاہِے - یا کہتا ہے۔ بیان کرتا ہے۔

اس آیت میں اس مسجد کا ذکر ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کی خاطر ابو عامر کے ساتھیوں نے اس کے ایما پر مسجد قبا کے مضافات میں تیار کی تھی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ چونکہ اس کی بنیاد مسلمانوں کو ضرر پہنچانے پر رکھی گئی تھی۔ اس لئے اس کا نام ہی تاریخ میں مسجد ضرار پڑ گیا۔

۹: ۱۰۸ = لَا تَقُمْ فِيْہِ - فعل مہمی واحد مذکر حاضر۔ تو اس میں مت کھڑا ہو یعنی لَا تَصْلُ قَبِيْہِ اس میں نماز مت پڑھ۔

قرآن مجید میں نماز کے لئے کہیں قیام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کہیں رکوع کا اور کہیں سجدہ کا۔ اسے تسمیۃ الشیء باسم جزؤہ کہ کسی چیز کو اس کے جز کے نام سے پکارنا کہتے ہیں۔
فیدہ کی ضمیر واحد مذکر مسجد اضرار کے لئے ہے۔

= مَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ - وہ مسجد جس کی اساس (بنیاد) پہلے دن سے ہی تقویٰ پر درست کی گئی ہو۔

= اَنْ يَتَطَهَّرُوا - مضارع منصوب جمع مذکر غائب۔ تَطَهَّرُوا (تَفَعَّلَ) مصدر۔ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے مضارع بمعنی مصدر ہو گیا۔ یعنی پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور
= اَلْمُطَهَّرِينَ - اسم فاعل جمع مذکر تَطَهَّرُوا مصدر۔ اصل میں المتطہرین تھا۔ تاکو طار میں مدغم کیا گیا۔ پاک ہونے والے۔ پاکیزہ ہونے والے۔

۱۰۹:۹ = اُسِّسَ بُنْيَانَهُ - اُسِّسَ (باب تفعیل) تَأْسِيسٌ بنیاد رکھنا۔ اس نے بنیاد رکھی۔ بُنْيَانَهُ - بُنْيَانٌ - یعنی مَبْنِيَةٌ - عُقْرَانٌ کی طرح مصدر ہے بمعنی مفعول استعمال ہوا ہے کا ضمیر واحد مذکر دین کے لئے یعنی مَنْ اُسِّسَ بُنْيَانَ دِينِهِ جس نے اپنے دین کی بنیاد رکھی۔ یا مَنْ وَضَعَ اَسَاسَ مَا يَبْنِيهِ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد رکھی
= شَفَا - شفاء کنارہ۔ کنویں وغیرہ کے کنارے کو کہتے ہیں۔ جمع اشْفَاءٌ (شَفَوُ ماده) اس کا ثنیہ

شَفَوَاتٌ آتا ہے۔ شفا قرب ہلاکت کے لئے ضرب المثل ہے۔ عَلِيٌّ شَفَا حَفْرَةَ مِنَ النَّارِ (۱۰۳:۳) آگ کے گڑھے کے کنارے تک۔ اور اَشْفَى فُلَانٌ عَلَيَّ الْهَلَاكِ - فلاں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا
= جُرْفٍ - ندی یا تالے کا وہ کنارہ جس کا پخلا حصہ پانی بہا کر لے گیا ہو اور اوپر کا حصہ موجود ہو۔ اسے جُرْفَةٌ کہتے ہیں۔ جُرْفٍ اس کی جمع ہے۔ اسی سے یہ قول ہے فُلَانٌ يَلْبَسُ عَلَيَّ جُرْفٍ هَارٍ - لایدری مالیل من ہارٍ - فلاں شخص دریا کے گرنے والے کنارہ پر مکان بنا رہا ہے۔ اس کو دن رات میں تمیز نہیں۔

جُرْفَ الشَّيْءِ (نصر) پوری چیز یا اس کا بیشتر حصہ لیجانا۔ یا جُرْفَ الطِّينِ - پھاڑا یا بیچ سے مٹی کھودنا یا کھرچنا۔

= هَارٍ - اسم فاعل مجرور۔ هَوَّأَ - مادۃ - قَرِيبَ السَّقُوطِ - گرنے کے قریب۔
هَارٍ کی اصل هَادِرٌ یا هَائِرٌ تھی۔ اول هَادِرٌ کے واؤ کو یا هَائِرٌ کے ہمزہ کو نقل مکانی کر کے راء سے آخر میں کر دیا۔ یعنی راء کو مقدم کر دیا اور واؤ یا ہمزہ کو مؤخر کر دیا۔ هَادِرٌ اور هَائِرٌ ہو گیا پھر واؤ اور ہمزہ کو یا سے بدل کر هَادِرٌ کر دیا اور حالت جر کی وجہ سے ی کو ساقط کر دیا اس طرح

ہاڑ ہو گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاؤڈ کے داؤ یا ہاؤڈ کے ہنزہ کو بغیر نقل مکانی کے تخفیفاً حذف کر دیا۔ اس صورت میں راو پر مختلف حالات میں تینوں اعراب آسکتے ہیں۔

بعض اہل لغت کے نزدیک ہاڑ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اس کی اصل ہَوْدُ یا هَيْرُ تھی داؤ۔ اور یاء کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا گیا ہاڑ ہو گیا اس صورت میں پھر اس پر تینوں اعراب آئیں گے۔

جَوِّدَ هَاڑِ موصوف و صفت مل کر مضاف شفا مضاف الیہ۔

= اِنْهَادٌ - وہ گر پڑا۔ اِنْهِيَازٌ (الفعال) مصدر۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب بانی عمارت کے لئے ہے۔ اى من اسس بِنْيَانَهْ - اِنْهَادِ الْبِنَاءِ - عمارت کا منہدم ہونا۔ گرنا۔

= ظَالِمِيْنَ - ظلم کرنے والے۔ ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھنا (ان لوگوں نے اپنی عمارت کی بنیاد ہی غلط موقع اور غلط محل پر رکھی تھی)

۹: ۱۱۰ = لَا يَزَالُ - مضارع منفی۔ واحد مذکر غائب۔ زَوَالٌ مصدر۔ فعل ناقص ہے دوام اور تسلسل کا معنی دیتا ہے۔ ہمیشہ رہیگا۔

= بِنْيَانَهُمْ - ان کی عمارت۔ بَنَوْا - انہوں نے بنائی۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ بِنَاءٌ مصدر۔ بنی مادہ۔

= رِيْبَةٌ - رِيْبٌ سے اسم ہے۔ رَابَ يُرِيْبُ (باب ضَرَبَ) شبہ و گمان میں ڈالنا کسی سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھنا۔ رِيْبَةٌ - شُكٌّ و شبہ۔ ہمت۔ بے چینی۔ بے یقینی۔ رِيْبٌ - جمع۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس کا معنی شک و نفاق کیا ہے۔ کلبی کے نزدیک حسرت و ندامت السدی اور المبرد نے اس کا مطلب غم و غصہ لیا ہے۔ یعنی یہ کیفیات ان کے منصوبہ کے ناکام ہونے اور جس عمارت پر انہوں نے اتنی امیدیں والبتہ کر رکھی تھیں اس کے منہدم ہو جانے کی وجہ سے ہمیشہ ان کے دل کو بے چین اور مضطرب رکھیں گی۔

= اِلَّا اَنْ - بجز اس کے کہ۔ مگر یہ کہ۔

= تَقَطَّعَ - پارہ پارہ ہو جائیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تَقَطَّعَ (تَفَعَّلَ) سے مضارع۔ واحد مؤنث غائب۔ اصل میں تَقَطَّعَ تھا۔ ایک تار حذف ہو گئی۔

اِلَّا اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ - اى تجعل قلوبهم قطعاً وتفوق اجزاء اصابا بالسيف و اصابا لوت والمعنى ان هذه الريبة باقية في قلوبهم الى ان يموتوا عليها۔ یہاں تک کہ ان کے دل

ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور ان کے اجزاء بکھر جائیں۔ خواہ تلوار سے یا موت سے۔
مطلب یہ کہ یہ بے چینی۔ بے یقینی۔ اضطراب و حسرت و ندامت کی کیفیت ان کے دلوں
پر طاری رہے گی۔ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر جائیں گے۔
= حَكِيمٌ۔ حکمت والا۔ اللہ تعالیٰ کو حکیم کہہ کر مسجدِ ضرار کے انہدام کے حکم کی حکمت کی طرف
توجہ دلائی گئی ہے۔

۹ : ۱۱۱ = اِشْتَرَىٰ۔ اس نے خرید لیا۔ اس نے خریدا۔ اِشْتَرَىٰ يَشْتَرِي اِشْتِرَاءً (افتعال)
سے ماضی واحد مذکر غائب۔ اِشْتِرَاءً کے معنی خریدنے اور بیچنے دونوں کے آتے ہیں۔
= وَعَدًا۔ اسم مصدر۔

وَعَدًا اَعْلَيْهِ حَقًّا۔ حَقًّا وَعَدًا کی صفت ہے۔ اور وَعَدًا بوجہ فعل محذوف منصوب ہے
گویا تقدیر کلام یوں ہے۔ وَعَدَاهُمْ عَلَيْهِ رَعَىٰ ذَلِكِ الْاَمْرِ وَعَدًا حَقًّا۔ اس بات پر
اس نے ان کے ساتھ سچا وعدہ کر رکھا ہے۔

عَلَيْهِ کے معنی لَانِمْ عَلَيْهِ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں تقدیر کلام یوں ہوگی :-
وَعَدَاهُمْ وَعَدًا حَقًّا لَانِمْ عَلَيْهِ۔ اس نے ان سے ایک سچا وعدہ کر رکھا ہے جس کا پورا
کرنا اس نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔

= فِي التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ۔ یعنی اس وعدہ کا ذکر تورات۔ انجیل اور قرآن میں ہے
= اَوْفَىٰ۔ زیادہ وعدہ پورا کرنے والا۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟
افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

= فَاَسْتَبَشِرُوا بِلَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ۔ فَاَسْتَبَشِرُوا۔ خوشیاں مناؤ۔ بشارت پاؤ
اِسْتَبَشَرُوا اِسْتِشْعَالًا سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں۔

بِلَيْعِكُمْ۔ اپنے سودے پر۔ الَّذِي بَايَعْتُمْ اللّٰهَ بِهِ۔ جو سودا تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے
ہ ضمیر واحد مذکر۔ سودا کی طرف راجع ہے۔

= ذَلِكِ۔ اِی ذَلِكِ الْبَيْعِ۔ اور یہی سودا۔

۹ : ۱۱۲ = التَّائِبُونَ۔ الْعَابِدُونَ۔ الْحَامِدُونَ۔ السَّائِحُونَ۔ الرَّكَعُونَ
السَّاجِدُونَ۔ الْاَمْرُؤْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَالْحَافِظُونَ
لِحُدُودِ اللّٰهِ۔ سب اسم صفت کے صیغے ہیں اور مؤنن کی صفت ہیں۔

التائبون سے لے کر الناهون تک متعدد صفات کا ذکر آیا ہے لیکن ان میں حرف

عطف استعمال نہیں ہوا۔ لیکن وَالْتَاهُوتَ سے پہلے حرف عطف لایا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱، ایسے مواقع پر حرف عطف کا ذکر کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہیں۔ اس لئے یہاں مزید کسی توجیہ کی ضرورت نہیں۔

۲۔ التَاهُوتَ كَالْاَمْوَاتِ عَلَيَّ عطف ہے کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک مکمل صفت بنتے ہیں

۳۔ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ قریش کی لغت یہ ہے کہ سات کے عدد تک حرف عطف ذکر نہیں کرتے اور جب آٹھواں ذکر کرتے ہیں تو پھر حرف عطف کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ التَاهُوتَ چونکہ آٹھویں صفت ہے اس لئے وَاوْ کا اضافہ کر دیا۔

= السَّائِحُونَ - سَيَّاحَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ سَاحَ يَسِيحُ (ضَوْبَ) سَيَّاحَةٌ زمین پر گھومنا۔ پھرنا۔ سفر کرنا۔ سَاحٌ وَاحِدٌ

السَّائِحُونَ کے مفسرین نے متعدد معانی لئے ہیں۔ سیاحت کرنے والے۔ یعنی اقامت دین کے لئے جہاد میں نکلنے والے۔ کفر زدہ علاقوں سے ہجرت کرنے والے۔ دعوت دین۔

اصلاح خلیق۔ طلب علم صالح۔ مشاہدہ آثارِ الہی۔ تلاش زرقِ حلال کی خاطر سیاحت کرنے والے ابن کثیر اور اکثر مفسرین سلف۔ صحابہ و تابعین نے السَّائِحُونَ سے مراد روزہ دار لئے ہیں

= التَاهُوتَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ التَاهُوتُ وَاحِدٌ - نَهَى مصدر (باب فتح) روکنے والے منع کرنے والے۔

= الْمُنَكَرُ - اسم مفعول واحد مذکر۔ انْكَارٌ - مصدر - وہ قول یا فعل جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہو۔

= بَشْرٌ - بَشْرٌ يَبْشُرُ تَبَشِيرٌ (تفعیل) سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تو خوشخبری دے۔ تو خبر کر دے۔ یہاں مُبَشِّرٌ اس کی عظمت کے پیش نظر حذف کر دیا گیا ہے۔ گویا وہ ایسی چیز ہے جس کی خوشخبری دی جا رہی ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتا اور کلام بیان نہیں کر سکتا۔

وَبَشِّرِ لِلْمُؤْمِنِينَ - ای بشر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم من فعل هذه الافعال التسع یعنی جو مومن ان توصفات سے متصف ہے اس کو خوشخبری دیدیں۔

۹: ۱۱۳ = مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا - زریا نہیں بنی کے لئے اور نہ ایمان والوں کے لئے = يَسْتَغْفِرُوا - مضارع منصوب جمع مذکر غائب۔ وہ مغفرت طلب کریں۔ وہ معافی مانگیں۔

= اُولَىٰ قُرْبَىٰ - ای ذی قرابت لہم قرابت دار۔ رشتہ داری رکھنے والے رشتہ دار۔ قربی اسم

مصدر۔ رشتہ داری قرابت۔

= مَوْعِدَةٌ - اسم مصدر۔ وعدہ

= اِيَّاهُ - اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل۔ اس کا مرجح حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ ہے

= مَبْرُؤًا - ماضی واحد مذکر غائب۔ وہ بیزار ہوا۔ اس نے بیزاری ظاہر کی۔ تَبَرُّؤُا سے جس کے

معنی بیزار ہونے کے ہیں۔ جیسے بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ (۱:۹) اللہ اور اس کے رسول

کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے۔

= اَذَاةً - نرم دل۔ بہت آہ کرنے والا۔ اَذُوَّةً سے جس کے معنی آپہیں بھرنے کے ہیں مبالغہ کا

سیغہ ہے۔ بَرُوْرِنَ فَعَالًا اَذَاةً يَلُوَّةً۔ جیسے قَامَ لَيَقُوْمُ۔

= حَلِيْمٌ۔ بردبار۔ تحمل مزاج باوقار۔ حِلْمٌ کے معنی ہیں جوش غضب سے نفس اور طبیعت کو

روکنا۔ صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

۹: ۱۱۵ = مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّكَ - اللہ کا دستور نہیں۔ اللہ کا طریقہ نہیں کہ وہ گمراہ کرے

= مَا يَتَّقُونَ - جن سے ان کو بچنا چاہئے۔ جن سے وہ بچیں۔ مَا مَوْصُوْلَةٌ ہے۔

۹: ۱۱۶ = تَابَ - تَابَ يَتُوْبُ۔ (باب نصر) ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے توبہ کی

وہ پھر آیا۔ وہ گناہ سے باز آیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اس نے معاف کیا۔ یہاں (رحمت سے) متوجہ

ہونے اور معاف کرنے کے معنی میں آیا ہے۔

یعنی اللہ نے رحمت سے توجہ فرمائی۔ اللہ نے معاف فرمادیا۔ تُوْبٌ اور تَوْبَةٌ سے۔

جب اس کا تعدیہ الٰہی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے

(بار بار واپس آنا) کے ہوتے ہیں۔ اور حیب علیٰ کے ساتھ ہوتا ہے تو توبہ قبول کرنے کے معنی

میں آتا ہے۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے۔ تُوْبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا (۲۴: ۳۱) سب خدا کے آگے توبہ

کرو۔ اور تَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (۲: ۱۸۶) سو اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تمہاری حرکات

سے درگزر فرمایا۔

= تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کرنے سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں نے استغاثت

رکھنے کے باوجود جنگ سے پیچھے رہ جانے کی اجازت مانگی تھی اور آپ نے ان کو اجازت دیدی تھی۔

اس لغزش کا آپ سے مواخذہ نہ کیا گیا جیسا کہ ۹: ۴۳ میں ارشاد ہوا ہے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ۔ لیکن

یہ فعل ترک افضل میں آتا ہے کہ افضل یہ تھا کہ خوب چھان بین کر کے صرف مستحق معذور لوگوں کو

پچھے رہ جانے کی اجازت دی جاتی نہ کہ یہ کوئی ایسا قصور تھا جو قابل مواخذہ تھا (نیز ملاحظہ ہو ۹: ۴۲) بعض کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معافی میں تبرگ شامل کیا گیا ہے اور مقصود مہاجرین اور انصار کی شان کو ادا سچا دکھانا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی شان کو بلند کرنے کے لئے خَاتَ لِلَّهِ خَمْسَةَ دَلِيلَاتٍ (۸: ۴۱) میں اپنا نام تبرگ شامل کر لیا ہے۔

= مَاعَةَ الْعُسْرَةِ - مشکل گھڑی - تنگی کا وقت - غزوہ تبوک کی طرف اشارہ ہے جب کہ مسلمان سخت مشکلات میں گھرے ہوئے تھے - سخت گرمی کا موسم تھا - سفر طویل اور کھٹن تھا - سوار یوں کی از حد قلت تھی، راشن انتہائی طور پر قلیل اور پینے کا پانی نہایت کمیاب تھا - مسلمان قلیل التعداد اور مقابلہ قیصر روم کے لشکر جبار سے تھا۔

= كَادَ - ماضی واحد مذکر غائب كَوَدُ مصدر (باب سَمِعَ) افعال مقاربت میں سے ہے فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے۔ اگر كَادَ بصورت اثبات مذکور ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آنے والا فعل واقع نہیں ہوا۔ قریب الوقوع کے ضرور تھا جیسے کہ آيَةُ هَذَا مِنْ هَيْبَةِ كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ۔ ان میں سے ایک گروہ کے دل کجی کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن ابھی کج نہیں ہوئے تھے اور اگر بصورت نفی مذکور ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والا فعل واقع ہو گیا لیکن عدم وقوع کے قریب تھا۔ جیسے ذَا بَجُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ (۲: ۶۱) انہوں نے اس (گائے) کو ذبح کر دیا لیکن ذبح نہ کرنے کی حد تک پہنچ گئے تھے۔

= يَزِيغُ - مضارع واحد مذکر غائب يَزِيغُ سے (باب ضرب) پھرنے لگے تھے۔ پھر جانے کے قریب ہو گئے تھے۔ كَادَ يَزِيغُ کجی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ۔ حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل کجی کے قریب پہنچ چکے تھے اگرچہ فی الواقع ابھی کج نہیں ہوئے تھے۔

= ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ - لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ..... کے بعد اس حکم سے مراد تاکید ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عَلَيْهِمْ میں ضمیر هِمٌّ جمع مذکر غائب فَرِيقٍ کی طرف راجع ہو۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ پھر اس نے ان لوگوں پر رحم کے ساتھ توجہ کی جن کے دل کج ہو چلے تھے (مگر انہوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبی ہی کا ساتھ دیا)۔

= بِهِمْ میں ضمیر جمع مذکر غائب ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ کے مطابق يَا تَوَّابُ يَا تَوَّابُ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالنَّصَارَ کی طرف راجع ہے یا فَرِيقٍ کے لئے ہے

= دَرُوفٌ - مہربان - شفقت کرنے والا۔ رَأْفَةٌ سے فَعُولٌ کے وزن پر صفت مشبہہ کا صیغہ ہے

۹: ۱۱۸ = وَعَلَى الثَّلَاثَةِ كَأَعْفَفِ النَّبِيِّ بِرَبِّهِ أَيْ وَتَابَ عَلَى الثَّلَاثَةِ أَوْ اس نَے ان تینوں کو بھی معاف کر دیا۔ ان تینوں پر بھی نظر رحمت فرمادی۔

= الَّذِينَ خَلَفُوا - جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یعنی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ۔ مرارة بن الزبج = بِمَا رَجَبَتْ - میں ما مصدر یہ ہے وَصَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَجَبَتْ - باوجود فراخ ہونے کے ان پر زمین تنگ ہو گئی۔

= صَاقَتْ - ضیق سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ وہ تنگ ہو گئی

= رَجَبَتْ - رَجَبَ سے (باب کرم) ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ وہ کشادہ ہوئی۔ وہ فراخ ہوئی۔

= مَلَجًا - اسم ظرف مکان۔ پناہ کی جگہ لَجَأٌ - مصدر۔ پناہ پکڑنا۔ (باب فتح۔ سَمِعَ) مَلَجًا بھی مصدر ہے۔

= ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا - پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوا۔ اور رحمت سے توبہ کی۔ تاکہ وہ بھی توبہ کریں۔ اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔

= التَّوَابُ - بار بار توبہ قبول کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

اور اگر یہ بندہ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے کثرت سے توبہ کرنے والا۔ یعنی وہ شخص جو کہ یکے بعد دیگرے گناہ چھوڑتے چھوڑتے بالکل گناہوں کو ترک کر دے۔

۱۲۰: ۲۹ = مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ - زیبا ہتھی تھا درست نہیں تھا۔ مناسب نہ تھا اہل مدینہ کے لئے۔

= أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - کہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر پیچھے ٹھہرے رہتے۔

= لَا يَرْغَبُوا - مضارع متفعلی جمع مذکر غائب (باب سمع) عزیز نہ سمجھیں۔ رَغِبَ فِيهِ - چاہنا۔ خواہش کرنا۔ محبت کرنا۔ دلچسپی لینا۔ رَغِبَ عَنْ - منہ پھیر لینا۔ چھوڑنا۔ اعراض کرنا۔ روگردانی کرنا۔ رَغِبَ بِهِ عَنْ عَائِشَةَ - کسی کو کسی پر فضیلت دینا۔ برتری دینا۔

لَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ - وہ اپنی جانوں کو اس کی جان پر فضیلت و برتری نہ دیں۔ اپنی جانوں کو اس کی جان سے عزیز نہ سمجھیں۔ نَفْسِهِ - ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع رسول اللہ ہے = ذَلِكَ - بمعنی یہ اس لئے۔

= ظَمًا - پیاس۔ تشنگی - يَظْمَى يَظْمًا - مصدر ہے جس کے معنی پیاس لگنے کے

ہیں۔ ظَمَانٌ بَرُوزٌ فَعْلَانٌ صیغہ صفت ہے۔ پیاسا۔ تشنگی۔

= نَصَبٌ - تَهْكَامٌ - مَشَقَّتٌ - كَوْفٌ - تَكْلِيفٌ .

= مَخْمَصَةٌ - بَهْوُكٌ - خَمَصَةُ الْجَوْعِ - بَهْوُكٌ كَأَكْسَى كُو دِيْلِي سِيْطٌ وَآلَا كَرْدِيْتَا - خَمِيْصٌ خَالِي سِيْطٌ وَآلَا -

= لَا يَطْئُونَ - مضارع منفى جمع مذکر غائب وَطَأٌ مصدر (باب سَمِعَ) نہیں پامال کریں گے نہیں چلیں گے -

= مَوْطِئًا - اسم ظرف (باب سَمِعَ) پاؤں رکھنے کی جگہ - وَطَاءَةٌ - مَوْطِئًا - مَوْطِئِيٌّ پاؤں کی جگہ - وَطِئٌ يَطْئُ (باب سَمِعَ) روندنا -

= يَغِيْظُ الْكُفَّارَ - جو کفار کے غیظ و غضب کا باعث بنے -

= لَا يَسْأَلُونَ - مضارع منفى جمع مذکر غائب - يَسْأَلٌ سے - وہ نہیں پائیں گے - وہ نہیں پاتے ہیں - وہ نہیں حاصل کرتے - وہ نہیں کامیاب ہوتے - لَا يَسْأَلُونَ مِنْ عَدُوِّ نَيْلًا وہ دشمن سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتے (از قسم قتل - قیدی - مال غنیمت وغیرہ -

= ذَاكَ بِأَنَّهُمْ عَمَلٌ صَالِحٌ - اللہ کی راہ میں جو پیاس - تکلیف - بھوک وہ اٹھاتے ہیں اور ہر قدم جو وہ اٹھاتے ہیں جو کفار کو ناگوار گذرتا ہے اور ان کے غیظ و غضب کو بھڑکاتا ہے اور ہر وہ فائدہ جو وہ دشمن پر حاصل کرتے ہیں یا اللہ کی راہ میں وہ دشمن سے جو نقصان اٹھاتے ہیں اس ہر فعل کے بدلہ میں ان کے حساب میں نیک عمل لکھا جاتا ہے -

۱۲۱:۹ = وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًّا - نہیں طے کرتے وہ کسی وادی کو -

= كُتِبَ لَهُمْ - ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے - ان کے حساب میں لکھ لیا جاتا ہے -

= أَحْسَنَ - افعال التفصیل کا صیغہ - بہت اچھا - بہترین -

۱۲۲:۹ = لِيَنْفِرُوا - کہ نکل جائیں - نکل کھڑے ہوں - (جہاد کے لئے) یا علم دین کے حصول کے لئے - یا تبلیغ کے لئے -

= كَخَافَةٍ - اسم فاعل - مفرد - مؤنث - منصوب - اس صورت میں تاء مبالغہ کے لئے ہوگی - استعمال میں كَخَافَةٍ - ہمیشہ حال منصوب اور نکرہ ہوتا ہے - جس کے معنی ہیں سب کے سب - پورے کے پورے -

= لَوْلَا - کیوں نہ - تفصیل کے لئے ۶:۴۳ ملاحظہ ہو -

= لَفَرَّ - ماضی واحد مذکر غائب لَفَرَّ - لَفَرَّ - لَفَرَّ - مصدر (باب سَمِعَ وَضَرَبَ) کیوں نہ نکلے - کیوں نہ نکل کر جائے -

= لِيَتَفَقَّهُوْا - مضارع منصوب - جمع مذکر غائب - تَفَقَّهَ مصدر - تاکہ سمجھ حاصل کرتے رہیں
دین کے مسائل سیکھتے رہیں۔

= لَعَلَّكُمْ يَخْذَرُونَ - تاکہ وہ (نافرمانیوں سے بچیں) - ڈریں۔

الْحَذَرُ - (سَمِعَ) خوف زدہ کرنے والی چیز سے دور رہنا - بچنا - محتاط رہنا - يَخْذَرُ الْآخِرَةَ
(۹:۳۹) آخرت سے ڈرتا ہے۔

۱۲۳:۹ = يَكُوْنُكُمْ - مضارع جمع مذکر حاضر كَمْ - ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - وَتِيْٓ مَصْدَرُ اَبَاب
نَصْرَمَ جو قوم تمہارے نزدیک بستی ہے - جو تمہارے نزدیک ہیں - الْوَالِدُ وَالْتَّوَالِيْ کے اصل
معنی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح کے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے
جو ان میں سے نہ ہو - پھر استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا - خواہ وہ قرب
بمحاط مکان ہو یا نسب یا بلحاظ دین و اعتقاد یا بلحاظ دوستی و نصرت ہو۔

= وَ لِيَجِدُوْا - اور وہ پائیں - ان کو پانا چاہئے - امر کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

= غِلْظَةٌ - اسم مصدر - سختی - دل کی سختی - قوت - سخت مزاجی - الْغِلْظَةُ کے معنی موٹاپا
یا گاڑھا پن کے ہیں - وَ لِيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً - چاہئے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔

قرآن میں ہے فَاسْتَغْلَظَ فَاَسْتَوٰ عَلٰی سُوْقَيْهِ (۲۹:۳۸) پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال
پر کھڑی ہو گئی - اور سخت و شدید کے معنی میں بھی آیا ہے

= ثُمَّ نَضَطْرَهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِيْظٍ (۲۴:۳۱) پھر ہم عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے
انہیں لیجائیں گے۔

یہاں مطلب یہ ہے کہ جب کفار کے مقابلہ میں لکھو تو اپنی قوت و سطوت کا بھرپور مظاہرہ
کرو اور اس شد و مد سے حملہ کرو کہ دشمن کو دوبارہ اٹھنے کی ہمت نہ پڑے۔

۱۲۴:۹ = اِذَا مَا - جب کبھی۔

= فَمِنْهُمْ - میں ضمیر ہم جمع مذکر غائب - منافقین کی طرف راجع ہے جن میں سے بعض جب کبھی
کوئی سورت نزل ہوتی تو مذاق کے طور پر مسلمانوں سے پوچھتے ”کہو تم میں سے کس کے ایمان
میں اس سے اضافہ ہوا ہے“

= زَادَتْهُ - میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب اَيْتَكُمْ کی طرف راجع ہے - یعنی تم میں سے کون ہے
جس کا اس سورہ نے ایمان زیادہ کر دیا ہے۔ زَادَتْ كَا فَاعِلٌ هٰذِيْہَا ہے جس کا اشارہ سورہ
کے طرف ہے۔

== يَسْتَبْشِرُونَ مضارع جمع مذکر غائب (اسْتَبْشَرَ) مصدر۔ وہ خوش ہوتے ہیں وہ خوشیاں مناتے ہیں (سورۃ کے نزول پر)

۱۲۵: ۹ == فَرَادَهُمْ رَجَسًا إِلَىٰ رَجْسِهِمْ۔ یہ سورۃ ان کی نجاست میں مزید نجاست کا اضافہ کرتی ہے۔ شاعر کا یہ شعر کتنا مناسب حال ہے۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست

در باغِ لالہ روید و در شورِ بوم خس

۱۲۶: ۹ == يُفْتَنُونَ۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔ فَتْنًا سے۔ وہ مصیبت میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔

صاحب ضیاء القرآن اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

مناقین جو غفلت اور عناد کا شکار تھے۔ ان کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے سال میں متعدد بار ایسے حالات سے دوچار کر دیا جاتا جو ان کو خواب غفلت سے دوچار کر دیتے۔ اسلام کے خلاف ان کی سازشیں ناکام ہوتیں۔ بے سود سامانی کے باوجود مسلمان ہر میدان میں اپنے سے طاقتور دشمنوں کو شکست پر شکست دیتے چلے جاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے ایسے معجزات رونما ہو جن کے دیکھنے کے بعد حضور کی صداقت کا یقین ہو جاتا۔

اس کے علاوہ انہیں طرح طرح کی تکالیف اور مالی خساروں میں مبتلا کیا جاتا تاکہ یہ خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ لیکن انہیں توبہ کی توفیق نہ ہوتی اور نہ نصیحت قبول کرنے کی توفیق نصیب ہوتی۔

۱۲۷: ۹ == انصَرَفُوا۔ ماضی جمع مذکر غائب۔ وہ چل دیتے۔ وہ پلٹ جاتے (حضور کی مجلس) انصِرَافًا (الفعال) سے صرف مادہ۔

انصَرَفُوا کے معنی ہیں کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا یا کسی اور چیز سے بدل دینا۔ محاورہ ہے کہ صَرَفْتُهُ فَاَنْصَرَفَ مِنْ اَسْئَرِهِ پھیر دیا وہ پھر گیا۔

== صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ۔ اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے (ایمان سے یا فہم قرآن سے) یہ جملہ منافقین کے لئے بد دعائیہ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا ان کے دلوں کو پھیر دے۔

== بِآيَاتِهِمْ۔ میں بار سبب ہے۔ بدیں وجہ۔ اس سبب سے کہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ یہ لوگ سوہ فہم اور عدم تدبیر کا شکار ہیں۔ سوچ بوجھ نہیں رکھتے۔ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

۱۲۸: ۹ == عَزِيْزٌ عَلَيِّهِ۔ شاق گذرتی ہے اس پر۔ گراں گذرتی ہے اس پر۔ بروزن فَعِيْلٌ مَبْلَغٌ کا صیغہ ہے جب اس کا صلہ علی ہو تو شاق اور دشوار کے معنی دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی صفت

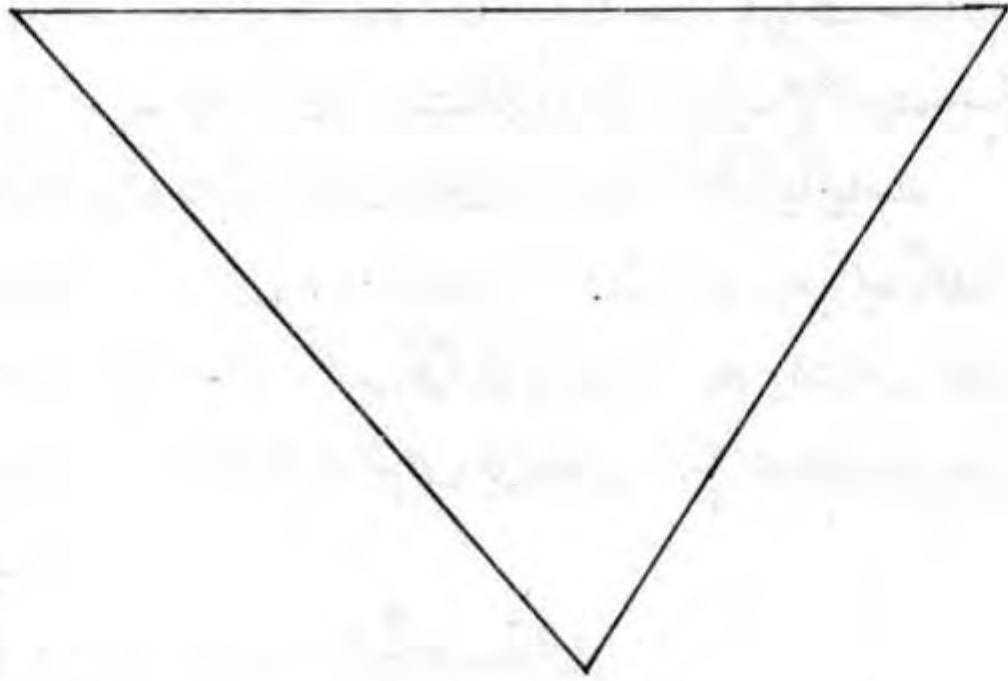
ہو تو جو ہمیشہ غالب رہے کا معنی دیتا ہے اس کا باب نصر ہے۔ اور جب ضرب ہو تو اس کا معنی گراں ہونے کا ہوتا ہے۔

== مَا عَنِتُّمْ - میں ما موصولہ ہے عَنِتُّمْ۔ ماضی جمع مذکر حاضر عَنِتُّ سے۔ عَنِتَّ يَعْتَنُ (سمع) دشواری میں پڑنا۔ مصیبت میں ہلاک ہونا۔ یعنی تمہارا دشواری میں پڑنا یا کسی مشقت یا تکلیف میں مبتلا ہونا اس پر شاق گذرتا ہے۔

== حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ - ای حریص علی ایمانکم والیصال الخیر الیکم۔ یعنی تمہارے لئے ایمان۔ بھلائی اور ہدایت کا نہایت ہی خواہشمند ہے۔

حَرِيصٌ بِرُوزِنٍ فَعِيْلٌ - حرص کرنے والا۔ تلاش رکھنے والا۔ شدت سے خواہش رکھنے والا۔ اس آیت میں خطاب نہ صرف اہل عرب سے ہے بلکہ ساری دنیا کے عوام الناس سے ہے
۹: ۱۲۹ == تَوَلَّوْا - انہوں نے منہ موڑا۔ انہوں نے پشت پھیری۔ تَوَلَّى سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

== حَسْبِي - حَسْبٌ - مضاف۔ ی ضمیر واحد متکلم۔ مضاف الیہ حَسْبٌ اسم فعل بمعنى کافی۔ مجھ کو کافی ہے۔ مجھ کو بس ہے۔ حَسَبَ يَعْسِبُ کا مصدر بھی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۰) سُورَةُ يُوسُفَ (۵۱)

۱:۱ = الْكَرَّا - الف - لام - وا - حروف مقطعات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

(۱:۲)

= تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ - تِلْكَ - اسم اشارہ بعید۔ مفرد۔ مؤنث۔ آيَةُ مضاف

الْكِتَابِ الْحَكِيمِ۔ موصوف و صفت مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر متاثر الیہ۔

یہ پُر از حکمت کتاب کی آیاتیں ہیں۔ آیات سے مراد وہ آیات بھی ہو سکتی ہیں جو اس سورۃ میں ہیں

اس سورۃ میں الکتاب سے مراد السورۃ یعنی سورۃ ہذا ہے۔ یا آیات سے مراد آیات قرآنی ہیں اور

الکتاب سے مراد القرآن ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن کی آیات ہیں جو حکمت سے پُر ہیں۔

اسم اشارہ بعید آیات کی عظمت نشان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

= آكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا - میں آ استقام انکاری کے لئے ہے۔ کیا لوگوں کو یہ بات بہت ہی

عجیب نظر آتی ہے (خالا کہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے) الناس سے مراد کفار عرب ہیں

= رَجُلٍ - سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اِلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اِی اِلَى بَشَرٍ مِّنْ جِنْسِهِمْ - انہیں

کی جنس سے ایک فرد۔

= اَنْذَرْنَا - اِنْذَارٌ سے امر واد مذکر حاضر۔ تو ڈرا۔

= اَنْذَرِ النَّاسَ میں النَّاسَ سے مراد جمیع الناس ہیں

= قَدَّمَ صِدْقٍ - مضاف مضاف الیہ اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ قَدَّمَ مَبْعُثٍ

پاؤں اور صِدْقٍ کے معنی ہیں سچائی۔ قوت۔ خیر۔ خلوص۔ شرف۔ فضیلت

قَدَّمَ صِدْقٍ کے مختلف معانی کئے گئے ہیں۔

۱- القَدَمُ - السَّالِقَةُ - والمعنى انهم قد سبق لهم عند الله خَيْرٌ (رازی) یعنی القَدَمُ کے معنی

السابقة ہیں اور آیت کے معنی ہیں ان کے لئے اللہ کے حضور ایسی خیر مقدر ہے جس میں انہیں تزیین دی جائیگی۔

۲ = اِنَّ لَّهُمْ اٰخِرًا حَسَنًا۔ ان کے لئے نیک اجر ہے (مجمع البیان - منطہری)

۳ = اِنَّ لَّهُمْ مَنْزِلَةً رَّفِيعَةً۔ ان کے لئے بلند مرتبہ ہے (کشاف، بیضاوی - زجاج - روح المعانی)

۴ = اِنَّ لَّهُمْ مَقَامَ صِدْقٍ۔ ان کے لئے فضیلت کا مقام ہے۔ (کشاف)

۵ = قَدَّامَ صِدْقٍ۔ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ اور قدم سے کنایہ مراد عمل ہے جو اقدام کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے جس طرح کنایہ نعمت کو یید (ہاتھ) کے لفظ سے بیان کر دیتے ہیں اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے: ان کے لئے اللہ کے حضور وہ اعمال صالحہ ہوں گے۔ جو انہوں نے کئے (مدارک)

۶ = قَدَّامَ صِدْقٍ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے (ضیاء القرآن بجوال منطہری و قرطبی) لیکن آیت کے سیاق و سباق سے مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۰: ۳ = اِسْتَوٰی عَلٰی۔ اس نے قرار کپڑا۔ وہ قائم ہوا۔ وہ متمکن ہوا۔ نیز ملاحظہ ہو ۲: ۲۹ اور ۷: ۵۴ = الْعَرْشِ۔ عرش اصل میں چھت والی چیز کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عُرُوشٌ ہے قرآن میں ہے وَهِيَ خَادِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا (۲: ۲۵۹) اور اس مکانات اپنی چھتوں پر گرے پڑے تھے اسی سے عَرَّشْتُ الْكُرْمَ وَعَرَّشْتُهُ (باب نصر) کا محاورہ ہے۔ جس کے معنی انگور کی بیلوں کے لئے بانس وغیرہ کی ٹیٹیاں بنانا ہے اور ٹیٹوں پر چڑھائی ہوتی بیل کو مَعَرَّشٌ بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ (۶: ۱۳۱) ٹیٹوں پر چڑھائے ہوئے اور ٹیٹوں پر نہ چڑھائے ہوئے اور وَمَا كَانُوا لِعَرْشُونِ (۷: ۱۳۷) اور جو وہ ٹیٹوں پر چڑھاتے تھے۔

یا بقول حضرت ابن عباس و مجاہد ما كانوا يبنون من القصور وغيرها۔ محل وغیرہ جو وہ تعمیر کرتے تھے۔

اس بلندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بادشاہ کے تخت کو بھی عرش کہا جاتا ہے۔ جیسے وَرَفَعَ الْبَوْدِيَّةَ عَلَى الْعَرْشِ (۱۲: ۱۰۰) اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ اور بطور کنایہ عرش کا لفظ عزت۔ غلبہ۔ سلطنت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ محاورہ ہے فُلَانٌ نُّثِلَ عَرْشُهُ (یعنی فلاں کی عزت جاتی رہی۔)

عرش الہی سے ہم صرف نام کی حد تک واقف ہیں اور اس کی حقیقت ہمارے فہم سے بالاتر ہے وہ عام بادشاہ کے تخت کی مانند نہیں کیونکہ ذات الہی اس سے بالاتر ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے

بعض کے نزدیک عرش سے مراد فلک الاعلیٰ (فلک الافلاک) ہے واللہ اعلم بالصواب،
 = يَدَّ يَدًّا - مضارع واحد مذکر غائب دَبَّرَ يَدَّبُرُ (تفعیل) وہ انتظام کرتا ہے۔ تدبیر کرتا
 ہے۔ اَلَا مَرَّ - ہر کام کی۔

= شَفِيعٌ - شفاعت کرنے والا۔ سفارش کرنے والا۔ بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے۔

= تَدَا كَرُودًا - ای تفکروت۔ تم کیوں نہیں غور و فکر کرتے۔ تم کیوں نہیں سوچتے۔

۱۰-۴ = وَعَدَ اللَّهُ - وَعَدَ - اسم و مصدر منصوب۔ مضاف اللہ مضاف الیہ (یہ) اللہ کا وعدہ

(ہے) یہاں وعدہ سے مراد إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ہے۔ حَقًّا اسم و مصدر۔ وعدہ کی تاکید ہے

وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا - ای وعد کہ اللہ ذلک وعدًا حَقًّا یہ ایک سچا وعدہ ہے جو اللہ نے تم سے کیا ہے

= إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ - مضارع واحد مذکر غائب يَبْدَأُ - مصدر (باب فتح) یہ جملہ متانفہ

(نیا) ہے۔ وہ ابتدائی تخلیق کرتا ہے یہاں مضارع بمعنی ماضی ہے۔ یعنی تخلیق اول اسی نے کی

= يُعِيدُهَا - اس کو دہراتا ہے۔ اس کا اعادہ کرتا ہے۔ یعنی دوبارہ پیدا کرے گا۔ لوٹائے گا۔

= بِالْقِسْطِ - ای بالعدل۔ عدل و انصاف کے ساتھ۔

= حَمِيمٌ - نہایت گرم پانی۔ گہرے دوست کو بھی حمیم کہتے ہیں۔ کہ اپنے دوست کی حمایت میں

گرم ہو جاتا ہے۔

۱۰-۵ = ضِيَاءٌ - چمک روشنی۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ اجوف داوی ہے۔ اور مہموز اللام۔

اصل میں ضَوَاءٌ تھا۔ چونکہ واو کا ما قبل مکسور ہے اس لئے اس کو یاء سے بدل دیا۔ ضِيَاءٌ یا تو

مصدر ہے۔ جیسے قَامٌ سے قِيَامٌ اور صَامٌ سے صِيَامٌ۔ یا ضَوْءٌ کی جمع ہے جیسے سَوَاطٌ اور

حَوْضٌ سے حِيَاضٌ لیکن نُورًا (جو چاند کی صفت میں آیا ہے) سے اس کا مصدر ہونا ہی زیادہ مناسب

مصدر کی صورت میں بمعنی اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے روشن کنذہ۔ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً - ای ذات

ضِيَاءً - روشنی والا۔ روشن۔ درخشاں۔ ضیا اس روشنی کو کہتے ہیں جو بالذات ہو (لسان)

= نُورًا - ای ذَانُورٍ (نور والا) مُنِيرًا - چمکدار۔ نور اس روشنی کو کہتے ہیں جو بالواسطہ ہو۔ (لسان العرب)

= قَدَّرَ - قَدَّرَ يُقَدِّرُ (تفعیل) ماضی واحد مذکر غائب۔ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْنَا الْأَمْرَ - و

قَدَّرَ اللَّهُ لَهُ الْأَمْرَ - اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کا فیصلہ کرتا۔ یا اس کا حکم عائد کرنا۔ قَدَّرَ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ کسی

چیز کو کسی دوسری چیز پر قیاس کرنا۔ مقرر کرنا۔ تقدیر میں لکھ دینا۔ مقدر کر دینا۔

آیہ نڈا میں۔ منزلیں مقرر کرنا۔ جیسا کہ قرآن میں اور جگہ آیا ہے وَقَدَّرَ فِيهَا السَّيْرَ (۳۴: ۱۸) اور ان

میں سفر کی منزلیں ایک اندازے پر مقرر کر دیں۔ اور وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ (۳۶: ۳۹) اور ہم

حساب کے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں۔

قَدَّرَهُ فِي ضَمِيرِهِ كَامِرَجِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ دُونُوں ہیں ایک کا ذکر کر کے دونوں مراد لینا قرآن میں اور جگہ بھی آیا ہے مثلاً وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرَظَّوْهُ (۶۲:۹) حالانکہ اللہ اور اللہ کا رسول زیادہ مستحق ہیں کہ ان کو راضی کریں۔ اس صورت میں ترجمہ آیت ہذا کا یہ ہوگا۔ اور ان دونوں کی حساب سے منزلیں مقرر کر دیں۔

بعض کے نزدیک یہ ضمیر واحد مذکر غائب الْقَمَرِ کے لئے ہے اور منازل سے مراد یہاں چاند کی مختلف منزلیں ہیں جو ایک ماہ میں طے کرتا ہے۔ چاند کو اس لئے مختص کیا گیا ہے کہ نسبت سورج کے اس کی گردش عام فہم ہے اور اسی پر مہینے اور سال مرتب کئے جاتے ہیں اور یہی حساب شرع میں رائج ہے۔

== الْحَسَابِ - حساب الاوقات - ساعات - ایام - شہور - وغیرہ کا حساب۔

۱: ۷ = لَا يَرْجُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب رَجَاءٌ - مصدر - وہ امید نہیں رکھتے۔ یقین نہیں رکھتے۔ رَجَاءٌ ایسے ظن کو کہتے ہیں جس میں مسرت حاصل ہونے کا امکان ہو۔

بعض مفسرین نے اس کا معنی لَا يَخَافُونَ وہ نہیں ڈرتے۔ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خوف اور رجا۔ باہم لازم ملزوم ہیں۔ جب کسی محبوب چیز کے ملنے کی توقع ہو تو ساتھ ہی اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی دامن گیر رہتا ہے اور ایسے ہی اس کے برعکس صورت میں اندیشہ کے ساتھ امید پائی جاتی ہے۔

== لِقَاءَنَا - مضاف مضاف الیہ - ہماری ملاقات - ہمارے سامنے (ان کی) پیشی - ہم سے (ان کی) ملاقات - ہمارا دیدار - لِقَى يَلْقَى (سَمِعَ) لِقَاءٌ - ملنا - دیکھنا - ملاقات کرنا - لَاتِي يَلِاقِي مُلَاقَاةً (باب مفاعله) آئے سامنے آنا - ملاقات کرنا۔

== اٰيٰتِنَا - ہماری آیات - ہماری نشانیاں - مراد دلائل توحید - یا بقول حضرت ابن عباس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن۔

== غَفَلُونَ - غفلت برتنے والے - دھیان نہ دینے والے - روگردانی کرنے والے - اعراض کرنے والے ۱۰: ۸ - اُولَئِكَ - اسم اشارہ بعید - جمع مذکر - وہ لوگ - یہاں مشائر الیہ دو ٹولے مذکور ہوتے ہیں۔ رَا الَّذِيْنَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا - اور الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غَفَلُونَ۔

== مَاؤْلَهُمْ - مضاف مضاف الیہ - ان کا ٹھکانا۔

۱۰: ۹ = بَحْتِ النَّعِيْمِ - موصوف و صفت - نعمت و راحت - عیش و آرام کے باغات۔

۱۰:۱۰ = دَعَوْنَهُمْ - مضاف منضاف الیہ۔ ان کی دعا ان کی پکار۔ ان کی صدا۔ ان کا نعرہ
 = تَحِيَّتُهُمْ - ان کی دعائے ملاقات۔ ان کی دعائے خیر۔ تَحِيَّةٌ کے معنی کسی کو حَيَاكَ اللهُ (بند
 تمہیں زندہ رکھے) کہنے کے ہیں۔ اصل میں یہ جملہ خبریہ ہے لیکن دعا کے طور پر استعمال ہوتا ہے اصل میں
 تجھ حیات سے مشتق ہے پھر دعائے حیات کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔
 تَحِيَّتَهُمْ - ان کا ایک دوسرے کو دعا حیات دینا بھی ہو سکتا ہے اور ملائکہ کی طرف سے بھی ان
 کے لئے دعا حیات ہو سکتا ہے۔

پہلی صورت میں اس کا معنی ہو گا کہ وہ ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیں گے۔ اور دوسری صورت
 میں (ملائکہ کی طرف سے) ان کو دعا حیات اور سلامتی کی دعا ہوگی۔
 = وَ اخِرُ دَعْوَاهُمْ اور آخر میں وہ سب پکار اٹھیں گے۔

اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۱۰:۱۱ = يُعَجِّلُ - مضارع واحد مذکر غائب تَعَجَّلٌ (تفعیل) مصدر۔ وہ جلدی کر دیتا۔
 تعجیل کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ عجلت سے جلدی کرنا جیسے
 قرآن میں ہے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ (۱۱۴:۲۰) قرآن کی تلاوت میں جلدی مت کرو۔ تعجیل بھی
 بمعنی جلدی کرنا ہے مثلاً مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا لَشَاءٍ لِّمَنْ كُرِيَ
 (۱۸:۱۸) جو دنیا کی آسودگی کے خواہشمند ہیں ہم ان میں سے جسے چاہیں اور بتنا چاہیں جلدی دے
 دیتے ہیں (العاجلة بمعنی دنیاوی ساز و سامان) يَا عَجِلْ لَنَاقِظَنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ (۳۸:۱۶)
 ہم کو ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے۔

= اسْتَعْجَالَهُمْ اسْتَعْجَال (استفعال) مصدر۔ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ
 کسی کام میں جلدی کی طلب کرنا۔ عجلت چاہنا۔ مثلاً يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ (۲۲:۲۴) وہ لوگ
 تم سے جلدی عذاب لانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اسْتَعْجَالَهُمْ ان کا جلدی کے لئے طلبگار ہونا
 وَ تَوَّ يُعَجِّلُ اللهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ۔ انسان جس طرح فائدہ کے لئے
 جلد باز ہوتا ہے اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچانے میں جلد باز ہوتا (یعنی اگر اس کا قانون جزار
 ایسا ہوتا کہ ہر بد عمل کا بڑا نتیجہ فوراً کام کر جائے، تو اس کا وقت کب کا پورا ہو چکا ہوتا) لیکن قانون جزار
 نے یہاں ڈھیل دے رکھی ہے (ابوالکلام آزاد)

= لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ۔ ان کا وقت ختم ہو گیا ہوتا۔ اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے۔

== فَتَدَّرُ - مضارع جمع متکلم وَذَرَّ يَذَرُ (باب سَمِعَ) وَذَرَّ مصدر ہم ناقابل پردہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا ماضی مستعمل نہیں صرف مضارع اور امر مستعمل ہے۔ اس کا عطف فعل محذوف پر ہے ای دلکت لا نجعل فَتَدَّرُ۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

= طَعْنَانِيْمٌ - ان کی سرکشی۔ ان کی گمراہی۔ ان کی نافرمانی۔

= يَعْهَوْنَ - مضارع جمع مذکر غائب عَمَّهٗ مصدر (باب فتح - سَمِعَ) وہ سرگردان پھرتے رہیں عَمَّهٗ - سرگردانی۔ گمراہی میں حیرانی۔

۱۲: ۱۰ = الضُّرُّ - تکلیف، بلا، سختی۔ ضرر۔ ایذا۔ اسم ہے۔ یہ بدرجالی خواہ اپنے نفس (اندرون) میں ہو بسبب علم و فضل اور عفت کی کمی ہونے کے۔

۲ - یا اپنے بدن میں کسی عضو کے نہ ہونے کے باعث یا کسی نقص کی بناء پر

۳ - خواہ حالت ظاہری میں بوجہ مال و جاہ کی قلت کے۔

= لَجَبِيْهٍ - جَبَّ - پہلو۔ یعنی اپنے پہلو کے بل۔

= كَشَفْنَا مَاضِيَّ جَمْعِ مَكْلَمٍ - ہم نے دور کر دیا۔ ہم نے ٹال دیا۔ (آیہ ہدام کھولنا اور پردہ ہٹانا کے معنی میں جیسے لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ ۙ ۵۰: ۲۲) یہ وہ دن ہے کہ اس سے تو غافل ہو رہا تھا اب ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹا دیا۔

= مُسْرِفِيْنَ - اسم فاعل جمع مذکر۔ مجرور۔ اسْوَاتٌ مصدر۔ حد اعتدال سے آگے بڑھ جانے والے بے جا و بے ہودہ صرف کرنے والے۔ حد حلال سے حرام کی طرف بڑھنے والے۔

= ذِيْنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ - ۱ - یہ تین اللہ کی جانب سے بھی ہو سکتی ہے۔

۲ - شیطان کی جانب سے بھی اور ۳ - انسان کے اپنے نفس و امارہ کی طرف سے بھی۔

۱۳: ۱۰ = الْقُرُوْنَ - قَرْنٌ کی جمع۔ وہ قومیں جن سے ہر ایک کا زمانہ دوسری سے جدا ہو۔ قومیں۔ امتیں۔

۱۳: ۱۰ = لَمَّا - جب۔

۱۵: ۱۰ = اِتَتْ - اَتَى يَأْتِي (ضَرَبَ) اِتْيَانٌ مصدر۔ یعنی آنا۔ جب اس کے صلہ میں

بلو آتی ہے تو یہ متعدی بمعنی لانا ہو جاتا ہے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اَتَى ب... لانا۔ اور

اَتَى ... ۸ - کسی کو کوئی چیز پیش کرنا۔

۱: ۱۰ = مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ - تِلْقَاءُ - میری طرف سے۔ اپنی طرف سے۔

تِلْقَاءُ - طرف۔ لِقَاءٌ سے جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں۔ ملاقات کرنے اور آمنے سامنے

ہونے کی جگہ کو تِلْقَاءَ کہتے ہیں اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لِقَاءَ کا اسم ہے۔ جَلَسَ تِلْقَاءَهُ وہ اس کے مقابل بیٹھا۔ فَعَلَ الْأَمْرَ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ۔ اس نے اس کام کو خود کیا بغیر اس کے کہ کسی نے اس کو مجبور کیا ہو۔

== اِنْ اَتَّبِعُ۔ میں اِنْ نافیہ ہے۔

== يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ بڑا سخت دن۔ یوم قیامت۔ يَوْمَ تَرَوْهَا تَذَاهِلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ (۲۲:۲۲) جس روز تم دکھیو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائیگی۔

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ موصوف وصفت مل کر مضاف الیہ عَذَابَ مضاف مضاف مضاف الیہ مل کر فعلِ آخَاتُ کا مفعول۔

۱۶:۱۰ = مَا تَلَوْتُمْ۔ میں تلاوت نہ کرتا۔ میں نہ پڑھتا اس کو (قرآن کو) تَلَوْتُمْ ماضی واحد متکلم = لَدَا ذُرِّيَّتِكَ۔ لَدَا ذُرِّيَّتِكَ۔ ماضی منفی واحد مذکر غائب۔ وہ خبر دار نہ کرتا۔ کُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ نہ ہی وہ (اللہ تعالیٰ) آگاہ کرتا تمہیں یہ اس (قرآن) سے۔

== لَيْسَتْ ماضی واحد متکلم بَلَتْ مصدر۔ میں رہا۔ میں رہتا رہا۔

۱۷:۱۰ = اِخْتَرَى۔ ماضی واحد مذکر غائب۔ اس نے جھوٹ باندا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِخْتَرَاءً۔ سے

۱۸:۱۰ = اَتَذَّبْتُمْ۔ الف استفہام کے لئے ہے تَذَبَّتُمْ جمع مذکر حاضر۔ تَذَبَّتُمْ اور تَذَبَّتُمْ سے۔ کیا تم خبر دیتے ہو۔ کیا تم آگاہ کرتے ہو۔

== اَتَذَّبْتُمْ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ۔ کیا تم اللہ کو ایسی بات بتا رہے ہو جو زمین و آسمان میں اس کے علم میں نہیں۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر بات تو اس کے علم میں ہے پھر تم یہ کیا بات اس کو بتا رہے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری اس بات کا وجود ہی نہیں اور تم محض ایک بے بنیاد۔ من گھڑت بات بنا رہے ہو (اس سے کفار کی بتوں سے شفاعت کی امید کی حقیقت کی نفی قطعی طور پر مقصود ہے)۔

۱۹:۱۰ = فَاخْتَلَفُوا۔ بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک بنائے۔ بعد میں مختلف عقیدوں میں بٹ گئے۔

== كَلِمَةً۔ ای القضاء والتقدير۔ ایک بات پہلے سے طے شدہ۔ ازلی حکم۔

== سَبَقَتْ (جو) پہلے سے (طے) ہو چکا ہے۔ واحد مؤنث غائب۔ باب ضرب۔ اسی سے سابقہ

اور اسباق آتے ہیں۔ اس کے اصلی معنی چلنے میں آگے ہونے کے ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝
 اگر تیرے رب کا فیصلہ پہلے سے صادر نہ ہو چکا ہوتا تو ان کا آپس کا جھگڑا کبھی کاچکا دیا گیا ہوتا
 ۲۰:۱۰ = لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْكَ آيَةً مِّنْ رَبِّهِ - رکبوں نہ نازل کی گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب
 کی جانب سے۔ کفار کا ابتداء سے یہ طریق رہا ہے کہ جو نشان نازل ہو چکے ہیں ان کو تو مانتے نہیں۔
 اور ریڈرٹ لگاتے رہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہیں نازل ہوا۔ نشان سے اصل مقصد ان کا اپنا مطلوبہ
 نشان ہے۔

۲۱:۱۰ = أَذَقْنَا - ماضی جمع متکلم۔ اِذَاقَةٌ - مصدر (افعال) ذَوَّقُ (ابھون داوی) اِذَاقَ
 يَذِيقُ اِذَاقَةً چکھانا۔ ماضی بمعنی مضارع۔ ہم چکھاتے ہیں۔ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً -
 لوگوں کو رحمت سے نوازتے ہیں۔

= مَسَّنَهُمْ - ماضی واحد مؤنث غائب هُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب ان کو پہنچی۔ ان کو
 لاحق ہوئی۔ مَسَّ يَمْسُ (نصر) چھونا۔ پہنچنا۔ مَسَّ الْمَرْضُ اِدَّ الْكَبِيرُ فَلَدْنَا - فلاں کو بیمار
 یا بڑھاپا لاحق ہوا۔

= مَكْرًا - الْمَكْرُومُ کے معنی حیلہ سے کسی شخص کو اس کے مقصد سے پھیر دینے کے ہیں۔ اگر اس چال
 سے کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو یہ محمود ہے ورنہ مذموم۔

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو ہمیشہ اول الذکر معنی میں آتا ہے جیسے قرآن میں
 آیا ہے وَ اِنَّ اللّٰهَ لَخَبِيرُ الْمَاكِرِيْنَ (۵۴:۳) اور خدا خوب چال چلنے والا ہے اِذَا اللّٰهُ مَكْرًا فِي
 اٰيَاتِنَا - تو فوراً ہماری آیات میں مکر و فریب کرنے لگ پڑتے ہیں یعنی ان کی الٹ تاویل میں کرنی شروع
 کر دیتے ہیں۔

(یعنی بجائے اس کے کہ تکلیف سے خلاصی اور نعمت و رحمت کی نوازش کو اللہ تعالیٰ سے
 منسوب کریں وہ حیلہ بہانہ سے اسے یا تو اپنے بتوں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں یا ستاروں
 کی گردش پر اسے محمول گردانتے ہیں)

= اَسْرَعُ مَكْرًا - اسی اسرع مکرًا منکم۔ وہ اپنی چال چلنے میں تم سے بہت تیز ہے۔
 یعنی جب وہ تمہاری چالوں پر سزا دینے کو آجائے تو وہ تم سے بہت تیز تر ہے
 = رُسُلَنَا - ہمارے رسول۔ ہمارے فرستادہ۔ یعنی فرشتے۔ کرامًا کاتبین۔
 = مَا تَمْكُرُونَ - جو فریب تم کر رہے ہو۔ جو چالیں تم چل رہے ہو۔

۲۲:۱۰ = يُسَيِّرُكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمير مفعول جمع مذکر حاضر۔

وہ تم کو سیر کرتا ہے۔ تم کو لئے پھرتا ہے۔ تَسِيرٌ (تفعیل) مصدر

= الْفُلُّ - کشتی۔ جہاز۔ یہ لفظ مَوْنٌ مذکر۔ واحد۔ جمع سب کے لئے آتا ہے۔ یہاں جمع کے لئے آیا ہے۔

= جَوْرِنَ - ماضی جمع مَوْنٌ غائب۔ جَوْرِي يَجْرِي (صَوْرَب) جَوْرِي سے۔ وہ چلیں۔ وہ جاری ہوئیں۔ وہ رواں ہوئیں۔

= بِهَمَّ - ان کو لے کر۔

= بِرِيْحٍ - میں ب سبب یہ ہے۔ ریح طیبہ کی وجہ سے۔ یعنی موافق ہوا کی وجہ سے۔ رِيْحٌ عَاصِفٌ کی ضد ہے۔

= فَرِحُوا بِهَا - وہ اس موافق ہوا کی وجہ سے شادال و فرحال ہیں۔

= رِيْحٌ عَاصِفٌ - باد تند۔ آندھی۔ عَاصِفٌ - عَصَفَ يَعَصِفُ (ضرب) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ عَصَفَتِ الرِّيْحُ - ہوا تیز چلی۔ عَصَفَ الرَّجُلُ - آدمی تیز دوڑا۔

= أَحِيطَ بِهِمْ - ان کو گھیر لیا گیا ہے۔ أَحِيطَ - أَحَاطَ يُحِيطُ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب = مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ - خَالِصَةً - اسی کی اطاعت کرتے ہوئے۔ اطاعت و عبادت میں خَالِصَةً اسی کے بن کر۔ بلا شرکت غیرے اسی کی اطاعت میں ہو کر۔

یہاں پہلے مخاطب کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ پھر جَوْرِنَ بِهَمَّ سے لے کر اگلی آیت تک غیب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ خطاب غیبت کی طرف انتقال اظہار ناراضگی اور بُعْد کے لئے ہے = اَنْجَيْتَنَا - تو ہمیں بچالے۔ تو ہمیں نجات بخشے۔ تو ہمیں چھٹکارا دلانے۔ اَنْجَى يُنْجِي اِنْجَاءً - رِافِعًا رِهَانِي دِلَانَا - نجات دلانا۔

= مِنْ هَذِهِ اَي مِنْ هَذِهِ الاحوال - مِنْ هَذِهِ الرِّيْحِ العَاصِفِ - ان مصائب و شدائد سے۔ اس باد تند (طوفان) سے۔

۲۳:۱۰ = اَنْجَيْتَهُمْ - اس نے ان کو نجات دلانی۔ اس نے ان کو بچالیا۔ ماضی واحد مذکر غائب

= اِذَا - یہاں اور آیہ (۲۱) اِذَا الْهَمُّ مَكْرُوفٌ - میں بطور حرف مفاجاة استعمال ہوا ہے۔ تو۔ تو۔

اچانک (اچانک اپنا رویہ بدل کر دوسرا رخ اختیار کر لیتے ہیں) اس کو اِذَا الفجائیہ بھی کہتے ہیں خَرَجْتُ فَاِذَا اسَدٌ بِالْبَابِ - میں نکلا تو اچانک دروازہ پر شیر تھا۔

= يَبْغُونَ - بَغِيَ يَبْغِي بَغْيًا (باب صَوْرَب) زیادتی کرنے لگتے ہیں۔ سرکشی کرنے لگتے ہیں

بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اصل میں یَبْغِيُونَ تھا۔ ہی کی حرکت ماقبل کو دی۔ ہی اجتماع ساکنین سے گر گیا۔ اسی باب سے چاہنا اور طلب کرنے کے معنی بھی آتے ہیں۔

بَغَى کا تعلق فعل محمود اور فعل مذموم دونوں سے ہے۔

محمود اس طرح کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرنا۔ مثلاً مزدور کو زیادہ مزدوری دینا۔ اور مذموم اس طرح کہ حق سے تجاوز کر کے باطل کو اختیار کرنا۔ قرآن میں پانچ معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ظلم۔ گناہ۔ حسد۔ زنا۔ طلب و تلاش

== اِنَّمَا بَغَيْتُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ۔ تحقیق تمہاری سرکشی کا (وہاں) تمہیں پر پڑے گا۔ تمہاری سرکشی تمہارے اپنے ہی خلاف جائے گی۔

== نُبِّئْتُكُمْ۔ مضارع جمع مکمل۔ کہ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ہم آگاہ کریں گے۔ ہم تم کو جتلا دیں گے یعنی جتلانے کے بعد سزا دیں گے۔

۱۰: ۲۴۔ اِخْتَلَطَ۔ اختلاط سے (باب افتعال) وہ مل گیا۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

بِه اى بالماء (بارش کے) پانی کے ساتھ۔

== نَبَاتُ الدَّرْصِ۔ زمین کا سبزہ۔ اگنے والی ہر چیز۔ نَبَتٌ يَنْبُتُ (نص) اگنا۔ اگانا۔

== فَاخْتَلَطَ بِه نَبَاتُ الدَّرْصِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ۔ زمین سے اگنے والا سبزہ جس میں سے بعض کو انسان اور چوپائے کھاتے ہیں بارش کے پانی سے مل گیا (اور بکثرت اگ آیا)

== ذُخْرٌ۔ مِلْح۔ سنہری۔ سونا۔ آراستہ۔ زینت۔ کسی شے کے کمالِ حُسن کو زخرف کہتے ہیں۔

لیکن جب اس کا استعمال قول کے لئے ہو تو جھوٹ سے آراستہ اور مِلْح سازی کی باتیں کرنے کے معنی ہوں گے۔ جیسے قرآن میں آیا ہے۔ ذُخْرٌ الْقَوْلِ عَزُورٌ ۱۲ (۱۱۲: ۶) مِلْح کی باتیں۔ فریب کی باتیں۔

== اَخَذَتِ الدَّرْصُ ذُخْرَهَا۔ وَاذَّ يَذُّتُ زمین اپنے ہرے ہرے زیوروں کے آراستہ ہوئی

اِذَّيْنَتْ۔ اصل میں باب تفعیل سے تَزَيَّنَتْ تھا۔ تاکوناً میں مدغم کیا۔ زار ساکن ہو گئی اس کے قبل ہمزہ وصل لایا گیا۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تَزَيَّنْتُ زینت پانا۔ آراستہ ہونا۔

اِذَّيْنَتْ وہ (زمین انواع و اقسام کی نباتات سے) آراستہ و پیراستہ ہو گئی۔ مزین ہو گئی۔

== اَهْلُهَا۔ اہل زمین۔ زمین کے باسی۔

== اَنْهَمُ قَادِرُونَ عَلَيْهَا۔ کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ قدرت و قبضہ رکھتے ہیں۔ ہا ضمیر واحد مؤنث

== وَزِيَادَةًٓ ۱۱۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یعنی دیدار الہی۔

== لَا يَزُهِقُ مَضَارِعَ مَنْفَىٰ وَاحِدٌ مَّذْكَرٌ غَائِبٌ رَّهَقٌ مُّصَدَّرٌ (باب سَمْعٍ) نَهْنِيں چھائیگا۔ رَهَقٌ چھاجانا۔ پالینا۔ ایک شے کا دوسری شے پر زبردستی چھاجانا۔

== قَتَرٌ۔ غبار۔ (الفرائد الدرية) قَتَرٌ وَقْتَارٌ کے اصل معنی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں ہے۔ کنجوس آدمی بھی مال دینے کی بجائے گویا دھواں دے کر بہلاتا ہے۔ یہاں مراد سیاہی سے ہے (المفردات) کنجوسی بخیلی، اسراف کی ضد ہے۔ یہاں غبار ہی زیادہ موزوں ہے رسوائی و ذلت کا غبار۔ (صیاد القرآن) وَلَا يَزُهِقُ وُجُوهُهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ۔ اور ان کے چہروں پر نہ رسوائی کا غبار چھایا ہوگا اور نہ ذلت کا (اثر ہوگا)

۲۷:۱۰۔ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ۔ اس کا عطف لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا پر ہے ای وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ۔ اور سنیات سے مراد برائیاں از قسم کفر و شرک۔

== جَزَاءٌ۔ یہاں بمعنی سزا کے ہے۔ یا بمعنی بدلہ۔

== بِمِثْلِهَا۔ باء زائدہ ہے۔ یا متعلقہ بجزاء ہے۔

جَزَاءٌ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا۔ برائی کی سزا اس برائی جیسی ہی ہوگی۔ یعنی یہ لوگ جیسا کریں گے ویسا بھریں گے یہاں اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کریں گے اور برائی کا بدلہ اس سے زیادہ نہیں بلکہ اس کے برابر ہی دیں گے۔ مخلقات اپنی اس کرم نوازی کے جو احسان کرنے والوں پر فرمائی تھی وہاں نیکی بدلہ الحسنیٰ سے دے کر فرمایا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

== عَاصِمٌ۔ بچانے والا۔ حفاظت کرینو والا۔ روکنے والا۔ عِصْمَةٌ سے جس کے معنی حفاظت کرنے اور

روکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ مَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ اِی لَا يَعصمهم احد من

عقابہ۔ کوئی ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔

== حَانَمًا۔ حَانَ حَرْفٌ مَّشْبِهُ بِالْفِعْلِ مَازِئِدَةٌ۔ ما کے آنے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ الْبَرَحَاتُ

کا لفظی تصرف باطل ہو جاتا ہے اس وقت یہ اپنے ما بعد کو نہ منصوب کر سکتا ہے نہ مرفوع۔ گویا کہ

== اُغْشِيَتْ۔ اِنْشَاءُ (اَفْعَالٌ) سے ماضی مجہول۔ وَاحِدٌ مُّؤَنَّثٌ غَائِبٌ۔ وہ ڈھانک دی گئی۔ (ان

کے چہرے ڈھانک دیئے گئے ہیں)

== قِطْعًا۔ قِطْعَةٌ کی جمع۔ ٹکڑے۔ مِنَ اللَّيْلِ۔ قِطْعًا کا بیان ہے۔

== مُّظْلِمًا۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ اِظْلَامٌ (اَفْعَالٌ) مصدر۔ تاریکی میں پڑا ہوا۔ تاریک۔ ظُلْمَةٌ اندھیرا

ظُلْمَتْ جَمْعٌ۔ مُّظْلِمًا۔ اللَّيْلِ سے حال ہے۔

== كَمَا تَمَّاعْشَيْتَ وُجُوهُهُمْ قِطْعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا۔ ترجمہ ہوگا۔ گویا کہ ان کے چہرے ڈھانپ دیئے گئے ہیں تاریک رات کے ٹکڑوں سے۔

صاحب تفسیر منطہری نے ترجمہ کیا ہے :-

ایسا معلوم ہوگا کہ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں۔

۲۸:۱۰ = مَكَانَكُمْ۔ اِی الزُّمُوۡا مَكَانَكُمْ وَلَا تَبْرَحُوۡا۔ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ اپنی اپنی جگہ کو مت چھوڑو۔ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو۔

== زَيَّلْنَا۔ زَيَّلَ يَزِيْلُ تَزِيْلًا (تفعیل) متفرق اور پراگندہ کرنا۔ زَيَّلْنَا۔ ماضی جمع مستکلم۔ ہم نے جدا کر دیا۔ ہم نے تفریق کر دی۔ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ۔ پھر ہم ان کے باہمی تعلقات منقطع کر دیں گے۔ ماضی بمعنی مضارع زَيَّلَ مَادہ۔

== مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ہ۔ مَا۔ نافیہ ہے۔ تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔

۲۹:۱۰ = اِنَّۙ اِنَّۙ سے مخفف ہے اور لَعَافِلِيْنَ میں لام اِنَّ مخففہ اور نافیہ میں فرق کے لئے آیا ہے۔

۳۰:۱۰ = هٰنَالِكَ۔ تب۔ ظرف مکان ہے مجازاً یہاں بطور ظرف زمان استعمال ہوا ہے

بطور ظرف مکان مطلب ہوگا۔ وہاں۔ میدان حشر میں

== كَبَلُوۡا۔ مضارع واحد تونث غائب۔ بِلَاءٌ سے۔ ہر جان آزما لیگی۔ جان لیگی۔ خیر پالے گی۔ كَبَلُوۡا مَادہ۔

== مَا اَسْلَفْتُ۔ یعنی جو اعمال اس نے اگے بھیجے تھے۔ اَسْلَفْتُ ماضی واحد تونث غائب وہ پہلے کر چکی۔ اس نے اگے بھیجا۔

== رُدُّوۡا۔ ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب۔ ماضی بمعنی مضارع۔ وہ لوٹائے جائیں گے۔ وہ واپس لائے جائیں گے۔ اس کا عطف زَيَّلْنَا پر ہے۔ اور ضمیر جمع مذکر غائب الذین اشركوا کے لئے ہے۔

== ضَلَّ عَنْ۔ ذَهَبَ عَنْ۔ چھوڑ جائیں گے۔ ان سے کھو جائیں گے۔

== مَا كَانُوۡا يَفْتَرُوۡنَ۔ جو انہوں نے من گھڑت خود ساختہ (معبود) بنا رکھے تھے۔ یا جو افتراء وہ بانڈ کرتے تھے۔ وہ ان سے گم ہو جائیگا۔ وہ سائے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے گم ہو جائیں گے۔

۳۱:۱۰ = اٰمَنۙ۔ اٰمَنۙ۔ یا کون۔ بھلا کون۔

== السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ۔ سمع سے مراد قوت سماعت بھی ہے اور کان بھی اسی طرح البصارت مراد بینائی بھی ہے اور آنکھیں بھی۔ اَبْصَارٌ بَصُوۡۙ كِی جمع ہے۔

= يَدَّ بَرُّ الْأَمْرِ - کارخانہ ہستی کے جملہ امور کا انتظام و انصرام کرتا ہے۔

دَبَّرَ يَدَّ بَرُّ بَرُّ (تفصیل) تدبیر کرنا۔ چلانے کا انتظام کرنا۔

= أَفَلَا تَتَّقُونَ - الهمزة للانكار الواقع - ہمزہ انکار واقع کے لئے ہے۔ ف حرف عطف ہے

اور عبارت محذوف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اذا اعترفتم بربوبيتہ جب تم اس کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو کیوں نہیں تقویٰ اختیار کرتے۔ تقویٰ کے معنی ڈرنا یا بچنا کے ہیں۔ پہلی صورت میں اس کا مطلب ہوگا۔ أَفَلَا تَتَّقُونَ عَذَابَهُ پھر اس کے عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے۔

دوسری صورت میں اس کا مطلب ہوگا۔ أَفَلَا تَتَّقُونَ الشِّرْكَ فِي الْعِبَادَةِ تو پھر اس کی عبادت میں شرک کرنے سے کیوں نہیں بچتے۔

۱۰:۳۲ = الْحَقُّ - دَجُّكُمْ کی صفت ہے۔

= مَا ذَا - مَا استفہامیہ ہے اور ذَا بمعنی الذی - یعنی کیا ہے۔ کون ہے۔ فَمَا ذَا الْبَعْدِ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ - کیا ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے۔

= فَآخِي تُصْرَفُونَ - آخِي اسم ظرف ہے۔

۱ - جب ظرف زمان ہو تو بمعنی مَتَى - جب - جس وقت -

۲ - اگر ظرف مکان ہو تو بمعنی آيْنَ - جہاں - کہاں - ہوتا ہے۔

۳ - اگر استفہامیہ ہو تو بمعنی كَيْفَ - کیسے - کیونکر - ہوتا ہے

آیت ہذا میں ۲ - اور - ۳ - ہر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی تم کدھر بھٹکائے جا رہے ہو۔ یا تم کیسے

بھٹکائے جا رہے ہو۔ تُصْرَفُونَ - مضارع مجہول جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے تم پھیرے جاتے ہو۔ تمہیں

پھیر دیا جا رہا ہے۔ صَرَفٌ - سے بمعنی پھرنا۔ اس سے لَصْرِفٌ پھیرنا۔ بدلنا (باب تفعیل سے)

۱۰:۳۳ = كَذَلِكَ - اسی طرح۔

= فَسَقُوا - ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے فسق کیا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔ وہ حدود شریعت

سے نکل گئے۔

یعنی جس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ حق نہ ہوگا تو نتیجتاً گمراہی ہوگی۔ اسی طرح تیرے رب کا فرمان

اسقوں کے بارہ میں پورا ہو کر رہیگا۔ کہ یہ چونکہ حدود شریعت سے نکل گئے ہیں لہذا اب یہ ایمان لانے

سے ہے۔ یعنی اب یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اَنْهَمُ لَا يُؤْمِنُونَ - بدل ہے الکلمۃ کا۔

۱:۳۴ - هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ - بے کوئی تمہارے خود ساختہ معبودوں میں سے؟

= مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ جو ابتدائی تخلیق کرے۔ ثُمَّ يَعِيدُكُمْ - پھر (فنا کے بعد) اس کا اعادہ

کرے۔ یعنی دوبارہ پیدا کرے۔

یہ سوال استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معبودانِ باطل میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔
= تَوَفَّكُوْتَ مَضَارِعَ مَجْهُولٍ جَمْعُ نَذْرٍ حَاضِرٍ - أَفْكَ يَأْفِكُ (ضَوْبٌ) أَفْكَ يَأْفِكُ (سَمِعَ) جَهْوُوتٌ
بولنا۔ اَفْكَ عَنْ رَأْيِهِ۔ کسی کو اپنی رائے سے پھیر دینا۔

أَفْكَ کے اصلی معنی کسی شے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنا ہے۔ پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا ہے۔

تَوَفَّكُوْتَ۔ تم کدھر پھیرے جا رہے ہو۔ یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف۔ قول میں اُستی سے دروغ گوئی کی طرف۔ اور فعل میں نکو کاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے۔

۱۰: ۳۵ = لَا يَهْدِي - مَضَارِعَ مُتَقَى وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ أَصْلٌ فِي يَهْتَدِي مُتَقَى - بِمَعْنَى وَهُدَايَتٍ
نہیں پاتا ہے۔ وہ راہ نہیں پاتا ہے۔

= يَهْدِي - مَضَارِعَ مَجْهُولٍ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ اس کو ہدایت کی جائے۔ اس کی رہنمائی کی جائے
= لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي - جو از خود راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ الہدی سے یہاں مراد نقل و حرکت ہے چنانچہ جب کسی عورت کی ڈول اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے تو کہتے ہیں اهدیت السواة الی زوجھا ہدی۔

اسی طرح قربانی کو جو حرم کی طرف لے جائی جاتی ہے الہدی کہتے ہیں۔ اور تحفہ کو ہدیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک آدمی سے دوسرے آدمی کے پاس منتقل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو آدمی دوسرے دو آدمیوں کے درمیان ان کے سہائے چلتا ہو۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ فلان یھادی بہین اثنین۔ پس جب ثابت ہو گیا کہ الہدی کے معنی نقل و حرکت کے ہیں۔ تو اس آیت کے معنی یہ ہونے کہ جو خود بخود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتا۔ سوائے اس کے کہ اسے اٹھا کر وہاں لیجا یا جائے۔
= فَمَا لَكُمْ - تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

= كَيْفَ تَحْكُمُونَ - کیسے فیصلے کرتے ہو۔ مَضَارِعَ جَمْعُ نَذْرٍ حَاضِرٍ - حَكْمٌ مَوْءٌ - تم حکم کرتے ہو۔ تم فیصلہ کرتے ہو۔

۱۰: ۳۶ = لَا يُعْنِي - مَضَارِعَ مُتَقَى وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ اَعْنَى اِغْنَاءٌ (اِفْعَالٌ) فَانْدَهُ نَهْنٌ دِيْجٌ
بے نیاز نہیں کرے گا۔ اَعْنَى مَنٌ - کسی چیز سے بے نیاز کرنا۔ اس کا قائم مقام ہو کر اس کی ضرورت پوری کرنا

۱۰: ۳۷ = مَا حَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يَفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ - اس کی تقدیر یوں ہے

ماکان هذا القرآن لان يفتري من دون الله - جيسا کہ قرآن میں آیا ہے و ماکان المؤمنون لينفروا كافة (۹: ۱۲۲) ایسا نہیں ہو سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سائے کے سائے۔

اس آیت کا مطلب ہوگا کہ یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بنا سکے۔

افتراء بمعنی اختلاف - گھڑنا۔ یعنی کسی اور کا خود ساختہ ہو۔ كَانَ فَعْلًا ناقص۔ هذا اسم كان۔ القرآن تعریف اسم۔ ان يفتري خبر اول كان من دون الله خبر ثانی۔

== وَ لَكِنَّ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ - تَصْدِيقٌ - کا نصب دو وجہ سے ہو سکتا ہے !

(۱) کہ اس سے قبل كان مقدر ہے اور یہ اس کی خبر ہے۔ یا

(۲) اس سے قبل فعل انزله محذوف ہے اور یہ فعل محذوف کی علت ہے۔ يَدَايِهِ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع القرآن ہے۔

= تَفْصِيلَ الْكِتَابِ - تَفْصِيلٌ کا نصب بھی مثل تَصْدِيقٍ کے ہے۔ الْكِتَابِ سے مراد وہ اصولی تعلیمات۔ حقائق و شرائع جو تمام کتب آسمانی کالب لباب ہیں۔

= لَا رَيْبَ فِيهِ - یعنی اس کے من رب العلمین ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۱۰: ۳۸ = آم - کیا۔ استفہام انکاری ہے۔

= قُلْ فَاتُؤۡنُوا - ای قل ان کان الامر كما تقولون فاتؤنوا..... الخ

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو کہ اگر حقیقت الامر وہی ہے جو تم کہتے ہو تو لے آؤ۔

= وَ ادْعُوا - للمعاونة - اپنی معاونت کے لئے بلاؤ۔

۱۰: ۳۹ = بَلْ - بلکہ۔ (ملاحظہ ہو ۲: ۱۳۵)۔

آیت ہذا میں اس کا استعمال ماقبل کے ابطال کے لئے ہے کہ ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ کلام من گھڑت اور خود ساختہ ہے (ام يَقُولُونَ افترأه) اور مابعد کے اثبات کے لئے کہ (حقیقت یہ ہے) وہ اس کلام کو پوری طرح سمجھ نہیں پائے اور نہ ہی اس کلام کا انجام (جس کی وہ خبر دیتا ہے) ابھی تک ان کے سامنے آیا ہے۔

= كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ - كَذَّبُوا - ماضی جمع مذکر غائب انہوں نے جھٹلایا (باب

تفعیل) ب تعدیہ کے لئے ہے اس صورت میں مطلب ہوگا۔ كَذَّبُوا اب انہوں نے جھٹلایا اور اس

اگلا جملہ مآلَمَ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (مفعول ہوگا۔ انہوں نے جھٹلایا (اس کلام کو) جس کے علم کو وہ احاطہ

ادراک میں نہ لاسکے (ضمیر القرآن کے لئے ہے) مَا موصولہ ہے لَمَ يُحِيطُوا - مضارع نفی جہد بلم بمعنی

ماضی۔ انہوں نے احاطہ نہ کیا۔ وہ حاوی نہ ہوئے۔ انہوں نے پوری طرح نہ جانا۔ عِلْمِهِ مضاف۔

مضاف الیہ۔ اس کے علم کو (یعنی قرآن حکیم کے جملہ علوم کو) یعنی اس چیز (قرآن حکیم) کو جسے وہ پوری طرح زبان سکے۔ انہوں نے جھٹلا دیا۔ اس کا انکار کر دیا۔ یا انہوں نے تکذیب کی اس چیز کی جس کے معارف پر وہ مکمل آگہی حاصل نہ کر سکے۔

= لَمَّا حَرَفَ نَفِي۔ لَمَّا سے جس نفی کا حصول ہوتا ہے وہ زمانہ حال تک ممتد مسلسل ہوتی ہے (ابھی تک نہیں) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۲: ۲۱۴)

= تَأْوِيلُهُ۔ تَأْوِيلٌ (تفعیل) اَدُلُّ سے مشتق ہے جس کا معنی کسی چیز کا اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے کے ہیں۔ اور جس مقام کی طرف کوئی چیز لوٹ کر آئے اسے مَوَائِلٌ کہتے ہیں (یعنی جائے بازگشت) کہا جاتا ہے۔ لوٹ آنے کی جگہ۔ جائے پناہ۔

بَلْ لَّمْ يَكْفُرُوا لِيَاسْمِ رَبِّهِمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (۱۸: ۵۸) بلکہ ان کے لئے ایک مقررہ وقت ہے بدوں جس کے وہ کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے۔

پس تَأْوِيلٌ کسی چیز کو اس کی غایت کی طرف لوٹانا کے ہیں جو اس سے بلحاظ علم یا عمل کے مقصود ہوتی ہے۔ چنانچہ غایت علمی کے متعلق فرمایا۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (۲: ۲۶) حالانکہ اس کی مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

غایت عمل کے متعلق ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ (۵۳: ۷) کیا اب صرف وہ اس کی تاویل یعنی وعدہ عذاب کے انجام کار کا انتظار کر رہے ہیں جس دن اس وعدہ عذاب کے نتائج سامنے آجائیں گے۔ یعنی اس دن سے جو غایت مقصود ہے وہ عملی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔

آیت ہذا میں اسی عملی غایت کی طرف اشارہ ہے یعنی ابھی تک وہ اجر و ثواب یا سزا و عذاب جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہوا ہے پر وہ غیب میں مستور ہے اور ابھی تک اس کا وقوع نہیں ہوا۔ اور ترجمہ آیت ہذا کا ہوگا۔ جس کی حقیقت یا انجام کار ابھی تک ان پر ظاہر بھی نہیں ہوا۔

۴۱: ۱۰ = بَرِيئُونَ۔ بیزار۔ بے تعلق۔ بری الذمہ۔

۴۲: ۱۰ = يَسْتَمِعُونَ۔ مضارع جمع مذکر غائب۔ اِسْتَمَاعٌ (افتعال) سے وہ سنتے ہیں۔ وہ کان لگا کر سنتے ہیں۔

= تَسْمَعُ۔ اِسْمَاعٌ (افعال) سے مضارع واحد مذکر حاضر۔ تو سنا تا ہے۔ تو سنا بیگا۔

= الصَّمَمُ۔ جمع۔ اس کا واحد اصم ہے۔ اس کی مؤنث واحد صماء ہے۔ دونوں کی جمع صمم و صمائم

ہے صَمَّ يَصْمُ صَمَمًا وَصَمًّا اُوچا سنا۔ بالکل ذسنا۔ بہرہ ہونا۔
 ۱۰-۴۳ = عُمِيٌّ - اندھے۔ آنکھوں سے اندھے یاد دل کے اندھے۔ دونوں کے لئے استعمال ہوتا
 ہے اَعْمَى کی جمع۔ عُمِيَاءُ واحد مَوْنُث۔ ہر دو کی جمع عُمِيٌّ ہے۔ عَمِيٌّ يَعْمِي (سَمِعَ) عَمِيٌّ - اندھا
 ہونا۔ دل کا اندھا ہونا۔

۱۰:۴۵ = يَوْمَ - ای اذ کر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد کرو اس دن کو
 = يَخْشُرُهُمْ - جب وہ ان کو اکٹھا کریگا۔

= كَانُ - گویا کہ۔ كَانَ اصل میں كَانَتْ ہی تھا۔ اسی کی طرح اس کا معنوی فائدہ بھی ہے
 لیکن تخفیف نون کے بعد عمل اور نفی صرف ساقط ہو جاتا ہے۔ اب نہ اسم کو نصب دے سکتا ہے
 اور نہ خبر کو رفع جو كَانَتْ کا خصوصی عمل ہے

= لَمْ يَلْبَسُوا - مضارع نفی جہدلم۔ جمع مذکر غائب۔ وہ نہیں ٹھہرے۔ وہ نہیں ہے۔ لَبَسْتُ
 (باب سَمِعَ)

= يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ - آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی، لیکن ایک دوسرے کی مدد
 نہ کر سکیں گے۔ اس سے اور رنج و صدمہ بڑھے گا کیونکہ شناسا لوگوں سے توقع نفع کی ہو کرتی ہے۔
 اور جس دن ایسا ہوگا کہ اللہ ان سب کو اپنے حضور جمع کریگا۔ اس دن انہیں ایسا معلوم ہوگا
 گویا (دنیا میں) اس سے زیادہ نہیں ٹھہرے جیسے گھڑی بھر کو لوگ ٹھہر جائیں (ترجمان القرآن)

= قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ - اس میں مَا كَانُوا
 مُهْتَدِينَ - صفت ہے الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ کی۔ اور ترجمہ یوں ہوگا:-
 تحقیق گھاٹے میں ہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور وہ ہرگز ہدایت یافتہ نہ
 تھے۔ (راہِ راست پر نہ تھے) (تفہیم القرآن - ضیاء القرآن)
 یا: ترجمہ یوں ہوگا۔ جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور راہِ ہدایت سے انکار کیا وہ سخت
 گھاٹے میں ہے۔ (عبداللہ یوسف علی)

۱۰:۴۶ = اِمَّا - اگر۔ یا۔ خواہ۔

= نُرِيَّتْكَ - نُرِيَّتْ - مضارع۔ جمع مشکل بانوں ثقیلہ۔ لَكَ - ضمیر مفعول۔ واحد مذکر حاضر۔ (اگر۔ یا۔
 خواہ)

ہم تجھے دکھادیں۔

= نَعِدُكُمْ - مضارع جمع متکلم ھُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب۔ ہم وعدہ عذاب کرتے ہیں وَعَدُّ مَصْدَرٌ (باب ضرب)

= مَتَوَفَّيْنَاكَ - مضارع جمع متکلم ہا نون تاکید ثقیلہ تَوَفَّيْنَا مصدر۔ (باب تفعّل) ہم تیری زندگی پوری کر دیں۔ ہم تیری روح قبض کر لیں۔ ہم تجھے وفات دیدیں۔

= ثُمَّ - واؤ کے معنی میں یہاں استعمال ہوا ہے بعض نے اسے فتح سے پڑھا ہے۔ ثُمَّ - معنی وہاں۔ ثُمَّ پھر۔

= شَهِيدٌ مَعْنَى شَهِيدٌ - گواہ۔ علم رکھنے والا۔ یا اس سے مراد مقتضائے شہادت ہے یعنی عقاب۔ یعنی ثُمَّ اِنَّهُ لِيَعْقِبُ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افعال کا بدلہ دیں گے۔

کبھی شہادت کے معنی فیصلہ اور حکم کے آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَشَهِدَ شَهِيدٌ مِّنْ اٰهْلِهَا (۲۶:۱۲) اس کے قبیلہ میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن برے نتائج یا عذاب سے ہم ان کو ڈرا رہے ہیں ان میں سے بعض نتائج کو بھگتنا۔ ہم خواہ آپ کو (آپ کی زندگی میں ہی) دکھادیں یا اس سے قبل ہی آپ کو اٹھالیں (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بہر صورت ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو وہ کر رہے ہیں (اس لئے وہ نتائج سے بچ نہیں سکیں گے آپ کے جیتے جی نہیں تو آپ کے بعد یہاں نہیں تو آخرت میں اپنے کئے کا بدلہ ضرور پا کر رہیں گے)

۱۰: ۴۷ - قَضَىٰ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (تو پھر) ان کے درمیان فیصلہ عدل و انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ رسول کی بعثت تمام حجت ہے پھر کوئی امت عذر پیش نہیں کر سکتی کہ ہمارے پاس کوئی راہ ہدایت دکھانے والا آیا ہی نہ تھا۔

یا بَيْنَهُمْ سے مراد بین امتہ در رسول ہے کہ باوجود لوگوں کے ظلم و تشدد دعوت حق کو روکنے کے۔ حق فتح مند ہوگا اور باطل نامراد۔

۱۰: ۴۸ = اَلْوَعْدُ : دھمکی۔ عذاب کا وعدہ۔ اکثر جبکہ روز قیامت مُراد ہے۔ اسم و مصدر مرفوع معرف باللام ہے

۱۰: ۴۹ = اَجَلٌ - مدت مقررہ۔ وقت مُعَيَّن۔

= لَا يَسْتَاخِرُونَ - مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ وہ دیر نہیں کر سکتے۔ وہ تاخیر نہیں کر سکتے۔

اِسْتَاخَرَ لِيَسْتَخِرَ اِسْتِخَارَةً (استفعال) اَخْرًا ماده۔

= لَا يَسْتَعِجِلُ مَوْتًا۔ مضارع منفی جمع مذکر غائب۔ اِسْتَعِجَلًا مَرَّةً اِسْتِغْفَالًا مصدر
وہ اول نہیں ہو سکتے۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ تقدیم (تاخیر کی ضد) نہیں کر سکتے۔
۱۰: ۵۰ = اَدَايْتُمْ۔ اس میں بلفظ استفہام تہنیه کے معنی میں ہے۔ ماضی جمع مذکر حاضر
کیا تم نے دیکھا۔ کیا تم نے سوچا۔ کیا تم نے غور کیا۔ بمعنی اَخْبِرُونِي ہے (بھلا) مجھے بتاؤ تو سہی
= بَيَاتًا۔ رات میں اُپڑنا۔ رات میں سوتے دشمن پر حملہ کرنا۔ شیخون مارنا۔ رات کو آنا۔ جیسے
فَجَاءَ هَا بَا سُنَابِيَاتًا اَوْ هُمْ قَاتِلُونَ (۴: ۷) پس آیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت
(جب کہ وہ سوتے تھے) یا (دن کو) جب وہ قیلولہ (دن کا آرام) کرتے تھے۔
بَيْتًا۔ انسان کا رات کا ٹھکانہ۔ بعد میں مطلق مسکن کے لئے اور مکان کے لئے اسے بَيْتٌ
دگر کہا جانے لگا۔

= مَا ذَا۔ کیا چیز ہے۔ کیا ہے یہ۔ اس میں مَا استفہام کے لئے اور ذَا موصولہ ہے گویا یہ مَا
اور ذَا سے مرکب ہے۔ بعض اس کو بسیط کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک مَا ذَا پورا اسم جنس ہے یا
موصول ہے بمعنی الذی یا پورا استفہام ہے۔ بمعنی کیا۔ کیسے۔ جیسے مَا ذَا تَفَعَّلُ۔ تو کیا کرتا ہے
= يَسْتَعِجِلُ۔ مضارع واحد مذکر غائب باب استفعال۔ وہ جلدی مانگتا ہے۔ اس میں
جلدی چاہتا ہے یہاں جمع کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے۔ وہ جلدی مانگ رہے ہیں۔
= مِنْهُ۔ میں ضمیر کا عذاب کے لئے ہے۔ ای من العذاب۔ اس صورت میں مِنْ تہنیه
ہے یعنی عذاب میں سے کچھ۔ یا ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔ ای من اللہ۔ اللہ سے جلدی عذاب
کی طلب کر رہے ہیں۔

آیت نہا میں اِنْ اَشْكُمُ عَذَابَهُ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا شرط ہے اور جواب شرط محذوف
ہے۔ یعنی اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کے وقت اُپڑے (تو تم کیا کر سکتے ہو۔
جب حالت یہ ہے کہ کچھ نہیں کر سکیں گے تو مَا ذَا يَسْتَعِجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ
تو کس لئے اللہ سے جلدی کا مطالبہ کر رہے ہیں یہ مجرم لوگ

۱۰: ۵۱ = اَتَمَّ اِذَا مَا۔ الف استفہام کے لئے۔ تَمَّ پھر اِذَا مَا۔ یعنی کب۔ تب
= يَدٍ۔ میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ بھی ہو سکتا ہے اور عذاب بھی۔ پھر کیا تم اس
(عذاب) کے واقع ہونے پر ہی ایمان لاؤ گے۔ پھر کیا جب آہی جائے گا تو تم ایمان لاؤ گے۔
اصل میں منکرین اسلام کا عذاب پر ایمان ہی نہ تھا تب ہی تو وہ کہتے تھے: وَيَقُولُونَ مَتَى

هَذَا الْوَعْدُ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (آیت ۴۸) اور اسی لئے وہ اس کی جلدی مچا رہے ہیں۔
 = اَللُّنَّ - ہر وہ لمحہ جو ماضی اور مستقبل کے مابین فرض کیا جائے اسے اَللُّنَّ کہتے ہیں جیسے
 اَللُّنَّ اَفْعَلُ كَذَا میں اب کرتا ہوں اَللُّنَّ کا لفظ ہمیشہ الف لام تعریف کے ساتھ استعمال ہوتا ہے
 اِنَّ اصل میں اَدَانٌ تھا۔ ہمزہ کو حذف کر کے داؤ کو الف سے بدلا اس کے ساتھ الف لام تعریف
 کا شامل کر لیا تو اَللُّنَّ ہو گیا۔ طرف زمان ہے مبنی برفتح۔ بمعنی اب۔

اَللُّنَّج - اَللَّانَ ہے۔ پہلا الف استفہام کے لئے ہے تقدیر کلام یوں ہے و یقال لہم
 اَللُّنَّ تُوْ سُنُوْنَ اِی حین وقع العذاب۔ اور ان سے کہا جائے گا کیا تم اب ایمان لاتے ہو۔
 جب عذاب وقوع پذیر ہو چکا۔

= وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۗ میں ۴ ضمیر واحد مذکر غائب عذاب کے لئے ہے واد حال یہ ہے
 حالانکہ تم اس کی جلدی مچا رہے تھے (اس کے جلدی نازل ہونے کے لئے بیتاب تھے)
 ۵۲:۱۰ = عَذَابِ الْخُلْدِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ لیکن الخلد یہاں مبالغہ کے اظہار کے لئے صفت
 کے مضمون میں استعمال ہوا ہے۔ عَذَابِ الْخُلْدِ دائمی عذاب

= هَلْ - استفہام انکاری ہے۔

۵۳:۱۰ = يَسْتَبْشِرُونَكَ - مضارع جمع مذکر غائب اِسْتَبْشَرُوا (استفعال) مصدر كَ ضمیر مفعول
 واحد مذکر حاضر۔ وہ آپ کے خبر پوچھتے ہیں۔ بَشَاءٌ سے۔

= اَحَقُّ هُوَ۔ میں ہو ضمیر کا مزج عذاب موعود ہے

= اِیٰ - ہاں۔ البتہ۔ حرف جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے اور کلام مقدم
 کی تحقیق اور توثیق کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

= وَرَبِّيْ اِی وَاللّٰہِ - خدا کی قسم۔ بخدا۔

= مُعْجِزِيْنَ - اسم فاعل۔ جمع مذکر۔ عاجز بنا دینے والے۔ ہر اپنے والے۔

(منکرین حشر کا خیال تھا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ نہ حشر نہ نشر نہ عذاب نہ ثواب۔ لیکن ہو گا یہ
 سب کچھ۔ ان چیزوں کے لانے سے وہ اللہ کو روک نہیں سکتے۔ اس کو عاجز نہیں بنا سکتے۔

۵۴:۱۰ = وَ تَوَاتَرَ بِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْهٖ سَعًیْہَا مِنْ قَبْلِ عِبَارَتِ مَحْذُوفٍ ہے۔ سلسلہ کلام اس طرح ہے

اور (آنے والا عذاب اس درجہ ہولناک ہے اور اس کا وقوع اس قدر یقینی ہے کہ اگر ہر اس شخص
 کے پاس جس نے ظلم کیا ہے روئے زمین کی دولت بھی ہو تو ضرور اُسے اس عذاب سے بچنے کے لئے
 فدیہ میں دیدے۔

== اَسْرُوْا - ماضی جمع مذکر غائب اِسْرَاوُ مصدر - اِفْعَالُ سے۔ یہ اضداد میں سے ہے
 اَسْرَ کے معنی چھپایا اس نے۔ پوشیدہ رکھا اس نے۔ یا اس نے ظاہر کیا۔
 ابو عبید کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا۔ (ایسے ہولناک عذاب کو
 دیکھ کر ندامت کو چھپانا ناممکن ہے۔ اس وقت صبر اور تصنع سے کام لینا ناممکن ہے)
 اور جنہوں نے اس کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے معنوں میں لیا ہے ان کے مطابق:
 شدت امر کی وجہ سے بول نہیں سکیں گے۔ لیکن دل ہی دل میں شرمندہ ہوں گے۔
 = لَمَّا - جب۔

۱۰:۵۵ = اَلَّا - تنبیہ کے لئے ہے۔ سن لو۔ جان لو۔ خبردار ہو جاؤ۔

۱۰:۵۷ = مَوْعِظَةٌ - اسم مصدر - نصیحت - یعنی قرآن ایسی جامع کتاب ہے جس میں ہر قسم کی نصیحت
 موعظت - ادا - نواہی - توحید وغیرہ مذکور ہے

۱۰:۵۸ = قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا - اے قل بفضل اللہ وبرحمته
 ان جاءت هذه الموعظة من ربكم فبذلك فليفرحوا۔

یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے کہ یہ قرآن محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت
 تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے پس چاہئے اس پر خوشیاں منائیں۔

ذَلِكَ کا مشارالیه الموعظة بھی ہو سکتا ہے (الخازن) یا اس کا اشارہ فضل اور رحمت
 کی طرف ہے۔ امام قرطبی کے قول کے مطابق اہل عرب ذَلِك (واحد) کو واحد - تثنیۃ اور جمع سب کے
 لئے استعمال کرتے ہیں۔ (العرب تأتي بذلك الواحد والاثنین والجمع) بحوالہ ضیاء القرآن

دوسری صورت میں فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا کا ترجمہ ہو گا۔

پس چاہئے کہ اس فضل و رحمت ربانی پر خوشیاں منائیں۔

هُوَ - ضمیر واحد مذکر غائب کی یا تو قرآن (الموعظة) کے لئے ہے۔ یا اللہ کی طرف سے فضل
 و رحمت کی عطا کے لئے

= يَجْمَعُونَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ وہ جمع کرتے ہیں۔ یعنی دنیاوی مال و منال کا حصول۔

۱۰:۵۹ = قُلْ - اے قل لکفار مکہ (الخازن) (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کفار مکہ
 کے کہ دیجئے۔

= اَرَدَ بِنُحْمٍ - بھلا بتاؤ تو کسہی۔ (نیز ملاحظہ ہو ۱۰:۵۰)

= مَا أَنْزَلَ اللَّهُ - میں ما موصولہ ہے یعنی جو رزق اللہ تعالیٰ تمہیں دیتا ہے۔

فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا۔ تم خود ہی بعض کو حرام اور بعض کو حلال کر دیتے ہو۔ جیسے کہ کفار کا قول تھا۔ وَقَالُوا سَافِرِ بُطُونَ هَذِهِ الْأَعْمَامِ خَالِصَةٌ لِّذِكْرِنَا دَ مُحَرَّمٌ عَلٰی اَزْوَاجِنَا (۱۳۹:۶) یعنی کافروں نے کہا کہ جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ خالصتہً ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

تَفْتَرُونَ۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم جھوٹ باندھتے ہو، جھوٹے طور پر منسوب کرتے ہو۔ اِفْتِرَاءٌ (افتعال) سے فَوْرِي يَفْرِئُ فَوْرِي (ضَرْب) فَوْرِي عَلَيْهِ الْكُذْبُ۔ کسی کے ذمہ جھوٹی بات اور بہتان لگا دینا۔ یعنی معنی باب افتعال سے ہیں۔

۶۰:۱۰ = مَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلٰی اللّٰهِ الْكُذِبَ۔ میں ما استفہامیہ تو بیخ اور وغیرہ کے لئے آیا ہے۔ مبتداء ظنُّ مضاف۔ الَّذِينَ اسم موصول۔ يَفْتَرُونَ عَلٰی اللّٰهِ الْكُذِبَ جملہ فعلیہ ہو کر صلہ۔ صلہ اور موصول مل کر مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبتداء کی خبر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے خلاف افتراء کا ارتکاب کرتے ہیں کیا خیال ہے ان کا یوم القیامۃ کے متعلق۔ اِحٰی اٰی شَیْءٌ ظَنَّمْ فِی ذٰلِكَ الْیَوْمِ اِنِّیْ فَاعِلٌ بِہِم۔ کیا خیال ہے ان کا کہ اُس دن میں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں (یعنی وہ اپنے کئے کی سزا بھگت کر رہی رہیں گے) ۶۱:۱۰ = شَانِ (شء عن مادہ) کے معنی حالت اور اس اتفاقی معاملہ کے ہیں جو کسی کے مناسب حال ہو۔ اس کا اطلاق صرف اہم امور اور حالات پر ہوتا ہے۔

شان الرأس۔ چھوٹی چھوٹی ہڈیوں کے ملنے کی جگہ جس سے انسان کا قوام ہے۔ اس کی جمع شُونَ آتی ہے شَانٌ دھندا۔ فکر۔ حال۔ کسی اہم معاملہ یا حال کو خواہ بُرا ہو یا بھلا۔ شَانٌ کہتے ہیں۔

وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ۔ مِنْهُ۔ میں ہضمیہ واحد مذکر غائب شَانٌ کے لئے ہے۔ ابو البقاء نے اس مِنْ کو اجلیہ کہا ہے یعنی جو اہم کام آپ کر رہے ہیں اور (اس کے ثبوت اور تقویت کے لئے) جو آیات قرآنی آپ پڑھتے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ دوسرا مِنْ زائدہ ہے اور قرآن۔ مفعول پہ ہے

وَمَا تَكُونُ سے لے کر مِنْ قُرْآنٍ تک خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور وَدَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ میں خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام لوگوں سے ہے یعنی اَنْتُمْ جَمِیْعًا۔ تم سب۔ (مدارک التنزیل)

شَهُودًا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے۔ حاضرین۔ شَهِدٌ کی جمع ہے بحالت نصب۔

= تَفِيضُونَ فِيهِ - تم گھستے ہو - تم لگتے ہو - تم مصروف ہوتے ہو -

اَفَاخْرَجْنَا نَاءَهُكَ کے معنی برتن کو لبالب بھر دینے کے ہیں یہاں تک کہ پانی اس سے نیچے گرنے لگے - اسی سے اَفَاخْرَجْنَا فِي الْحَدِيثِ کا محاورہ مستعار ہے جس کے معنی باتوں میں مشغول ہونے اور چرچا کرنے کے ہیں - چنانچہ قرآن میں ہے لَمَسَّكُمْ فِي مَا افَضْتُمْ فِيهِ (۱۴:۲۴) تو جس بات کا تم چرچا کرتے تھے اس کی وجہ سے تم پر..... نازل ہوتا -

اور جبکہ آیا ہے هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ - (۸:۴۶) وہ اس گفتگو کو خوب جانتا جو تم اس کے بارہ میں کرتے ہو -

لِهَذَا اِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ - بمعنی جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو

= مَا يَعْزِبُ مَفَارِعَ مَنْفَى وَاحِدٌ مَذْكَرٌ نَائِبٌ عَزُوبٌ مُصَدَّرٌ - (باب نصر) غَائِبٌ نہیں ہے - چھپا ہوا نہیں ہے - عَزَبٌ مرد بلا بیوی - یا عورت بلا شوہر

= مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ - میں مِنْ زائد تاکید کے لئے آیا ہے مِثْقَالٌ - اسم مفرد - ہموزن -

برابر - ثِقْلٌ - بوجھ - وزن - مِثْقَالٌ ذَرَّةٍ - ذرہ برابر -

= كِتَابٌ مُبِينٌ - روشن کھلی کتاب - لوح محفوظ -

۶۳:۱۰ = الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ - یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے -

۶۴:۱۰ = الْبَشَرِيَّ - خوشخبری -

= لَا تَبْدِلُ يَلَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ - جملہ معترضہ ہے - اللہ کے وعدوں میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی صَلَفَتْ - اقوال - وعدے -

= ذٰلِكَ سے مراد - دنیوی و اخروی زندگی کے متعلق بشارت ہے -

۶۵:۱۰ = الْعِزَّةُ - عزت - سرفرازی - غلبہ - قدرت - بزرگی - اِقْبَالٌ - عَزَّيْزٌ کا مصدر ہے بطور اسم بھی مستعمل ہے -

۶۶:۱۰ = وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءٌ - میں مَا - (۱) نافیہ ہے شُرَكَاءُ

مفعول ہے يَذْعُونَ کا - اور يَتَّبِعُ کا مفعول محذوف ہے - اس طرح اس کا ترجمہ ہوگا ب -

وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کے شریک کے طور پر پکارتے ہیں دراصل کسی حقیقت کا اتباع

نہیں کر رہے -

(۲) دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مَا استفہامیہ ہے - اور ترجمہ یوں ہوگا -

جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اللہ کا شریک سمجھ کر پکارتے ہیں (آخر وہ کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں

= اِنْ يَتَّبِعُونَ - میں اِنْ نافیہ ہے اسی طرح اِنْ هُمْ میں بھی اِنْ نافیہ ہے۔

= يَخْرُصُونَ - مضارع جمع مذکر غائب - خَرَصَ يَخْرُصُ (باب نَصَرَ) وہ اُنکل درڑا ہے میں وہ قیاسی باتیں کہہ رہے ہیں۔ اصل میں بروہ بات جو نلن و تخمین سے کہی جائے اسے خَرَصَ کہا جاتا ہے عام اس سے کہ وہ اندازہ غلط ہو یا صحیح۔

۱۰: ۶۷ = هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْبَيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا -

لَسَكُنُوا - سَكَنَ يَسْكُنُ (نَصَرَ) سَكُونٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم سکون پذیر ہو۔ تم چین حاصل کرو۔ اصل میں تَسْكُنُونَ تھا۔ لام کے آنے سے نون اعرابی گر گیا۔

مُبْصِرًا - اسم فاعل واحد مذکر حالتِ نصب - اِبْصَارٌ مصدر (باب افعال) البصار کے معنی دیکھنا۔ جانتا۔ سمجھنا کے بھی آتے ہیں اور دکھانے اور سمجھانے کے بھی۔

اسی بنا پر مُبْصِرٌ کے معنی دیکھنے والا اور دکھانے والا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جو خود روشن ہو وہ بھی مُبْصِرٌ ہے اور جو دوسروں کو واضح اور روشن کر دے وہ بھی مُبْصِرٌ ہے

آیت کا ترجمہ ہو گا وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ اور (جس نے تمہارے لئے ہر روشن دن بنا دیا۔

لیکن جب رات کو دن کے مقابلہ میں لایا گیا ہے تو تَسْكُنُوا کے مقابلہ میں دن کے وقت کے لئے تَنَحَّرُوا متوقع تھا لیکن اس کو وہاں حذف کیا گیا۔ اسی طرح جب دن کے لئے مُبْصِرًا لایا گیا ہے تو اس کے مقابلہ میں رات کے وقت کے لئے مُظْلِمًا کا استعمال چاہئے تھا جو یہاں محذوف ہے۔ یعنی عبارت یوں ہوتی۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اَيْلًا مُظْلِمًا لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا لِتَنَحَّرُوا - یعنی وہی ہے جس نے رات کو اندھیر دالی بنایا کہ تم (چونکہ عدم روشنی کی وجہ سے اور کوئی کام نہیں کر سکتے تو) اس میں آرام کرو۔ اور دن کو روشن بنایا کہ تم اس کی روشنی میں اپنے کاروبار کے لئے چلو پھرو۔

لیکن متن قرآن کے مطابق تَسْكُنُوا کی رعایت سے تَنَحَّرُوا اور مُبْصِرًا کی رعایت سے مُظْلِمًا کو ذہن میں لانا مشکل نہیں۔

مُبْصِرًا - یہاں بمعنی روشن۔ یا دوسروں کو روشن کرنے والا۔ دیکھنے والا۔ یا دکھانے والا دونوں صحیح ہیں۔ دیکھنے والا کے معنی میں یہ ترکیب ایسی ہے جیسے کہتے ہیں نَهَارًا صَائِمًا اس کا دن روزہ رکھتا ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے۔ فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرنے کے طرف کی طرف کر دی۔ جیسا ہم اردو میں بولتے ہیں ندی بہ رہی ہے۔ حالانکہ

ندی طرف مکان ہے۔ اور اپنی جگہ قائم ہے اس میں جو پانی ہے وہ بہہ رہا ہے اسی طرح مُبْصِرًا سے مراد یہ نہیں کہ دن دیکھ رہا ہے بلکہ لوگ دن کے وقت دیکھ رہے ہوتے ہیں۔
۱۰:۶۸ = إِنَّ نَافِثَةَ هِيَ مِنْ زَانِدَةٍ هِيَ تَاكِيدُ نَفْثِ كَيْ لَمْ يَأْتِ هِيَ
= سُلْطَان - حِجْت - دِيل - بَر هَان - سِنْد - زور - قوت - حُكومت - یہاں معنی دلیل اور سند کے مستعمل ہے۔

= بِهَذَا - یعنی اس بیہودہ اور باطل قول کی اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔
۱۰:۴۰ = مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا - فِي الدُّنْيَا مَتَاعٌ بِه مَتَاعٌ هِيَ - اور یہ مبتدا بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی۔ اگر اسے مبتدا لیا جائے تو خبر محذوف مانی جائے گی اور اس کی تقدیر ہوگی - لَهُمْ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا - ان کے لئے دنیا میں (چند روزہ) ساز و سامان ہے۔ (اس کے مزے اڑالیں) اور اگر مَتَاعٌ کو خبر لیا جائے تو مبتدا کو محذوف مانا جائے گا اور اس کی تقدیر ہوگی اِفْتِرَاءُ هُمْ اَوْ حَيَاتِهِمْ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا - ان کی بہتان بازی اور ان کی (یہ چند روزہ) زندگی دنیا کا (ہی) ساز و سامان ہیں۔

۱۰:۴۱ = اُتْلُ - امر - واحد مذکر حاضر - تو پڑھ - تو تلاوت کر - تِلَادَةٌ هِيَ -
= نَبَأٌ - خبر - اطلاع -

= كَبُرَ عَلَيَّ - گراں گذرنا - كَبُرَ عَلَيَّ الْاَمْرُ - یہ کام اس کے لئے دشوار ہے۔ اس کے لئے بھاری ہے۔ كَبُرَ - ماضی واحد مذکر غائب (باب کوم) ناگوار ہونا۔
= تَذَكُّرِي - مضاف مضاف الیہ - میرا نصیحت کرنا - میرا سمجھانا - تَذَكُّرِي (تَفْعِيلٌ) مصدر
ذِكْرٌ مَادَةٌ -

= عُمَّةٌ - تاریک - مشتبہ - مبہم - دشوار - پوشیدہ -

العُمَّةُ کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز کو چھپالینا۔ اسی طرح بادل کو الغمام کہتے ہیں کہ وہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً - پھر تمہارا معاملہ تم پر مشتبہ نہ رہے۔ یعنی اس کا کوئی پہلو تم پر پوشیدہ نہ رہ جائے جو بعد میں تمہارے لئے قلعہ واضطراب کا باعث ہو۔

= اِقْضُوا اِلَيَّ - تم کر گزرو۔ تم فیصلہ کر لو۔ قَضَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
= لَا تَنْظِرُونَ - تم مجھے ڈھیل نہ دو۔ تم مجھے مہلت نہ دو۔ اِنظَارٌ سے مضارع منفی جمع مذکر حاضر
ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔

= مَقَاهِي - اس کے مندرجہ ذیل معانی ہوسکتے ہیں

۱ - اس سے کنایہ "نفس" مراد ہے۔ جیسے قرآن میں ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ (۲۶:۵۵) ای خاف سربہ۔

۲ - بمعنی مکشی۔ میرا (تمہارے درمیان) رہنا۔

۳ - ای قیامی علی الدعوة میرا دعوت دینے کے لئے کھڑا ہونا۔

۴ - مقام کے معنی عزت کا مقام۔ مذکورہ بالا تہلہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ

یعنی تم پر میرا عزت کا مقام گراں گذرتا ہے۔

اس آیت میں اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ شَرْطًا

اور فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ جَوَابِ شَرْطًا ہے اور فَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ جَوَابِ شَرْطٍ بِمَوْطِنٍ

يَا فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ جملہ معترضہ ہو سکتا ہے اور فَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ جَوَابِ

شَرْطًا ہے۔ اَمْرَكُمْ مضاف مضاف الیہ ہو کر اَجْمَعُوا کا مفعول ہے اور شُرَكَاءَكُمْ کا عطف

اَمْرَكُمْ پر ہے اور مفعول مدہ ہے۔

۱۰:۴۲ = فَإِنْ - بایں ہمہ اگر - اگر پھر بھی۔

= تَوَلَّيْتُمْ - تم پھرتے ہو۔ تم منہ موڑتے ہو۔ مضارع جمع مذکر حاضر۔ تَوَلَّيْتُ سے۔

۱۰:۴۳ = خَلَّفْتَ - خلیفہ کی جمع۔ جانشین۔ قائم مقام۔ نائب یعنی ہم نے ان لوگوں کو جو حضرت

نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں بچائے گئے ہلاک ہونے والوں کے بعد زمین پر خلیفہ بنا دیا۔

= الْمُنذَرِينَ - اسم مفعول۔ جمع مذکر۔ وہ لوگ جن کو نافرمانی اور سرکشی کی سزا سے ڈرایا گیا۔ ڈرائے

جانے والے۔

۱۰:۴۴ = فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ - پس نہ ہوئے وہ کہ ایمان

لاویں اس پر ت پر جس کو وہ جھٹلا چکے تھے یعنی ان قوموں نے بھی اپنے پیشروؤں کی طرح

بینات (روشن دلائل) کا انکار ہی کیا۔

= الْمُعْتَدِينَ - اسم فاعل۔ جمع مذکر منسوب اِعْتَدَاءُ (اِفْتِعَالُ) سے۔ حق سے ہٹنے والے

حد سے تجاوز کرنے والے۔ الْمُعْتَدِ - اسے کہتے ہیں جو اپنے نفس کی خواہش کی تعمیل میں حق

و انصاف کی حدود سے تجاوز کر جاتے۔

الاعتداء معناه تجاوز حدود الحق والعدل اتباعاً لهوى النفس وشهو

۱۰: ۷۵ = مَلَاةٍ - مضاف مضاف الیه اس کے سرداروں کی جماعت۔

الْمَلَاُ اسم جمع۔ سرداروں کی اور بڑے لوگوں کی جماعت۔ سرداران قوم کی جماعت۔
مَلَاٌ سے مشتق ہے۔ مَلَاً يَمْلُو (نَصْر) مَلَاً وَمِلَاةً۔ بھرنے والا۔ وہ مقدار
جس سے برتن بھر جائے۔ قرآن میں ہے فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْكٌ اِلَّا رَضِيَ ذَهَبًا
(۹۱: ۳) سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی قبول نہ کیا جائیگا۔

الْمَلَاُ۔ وہ جماعت جو کسی امر پر مجتمع ہو تو نظروں کو ظاہری حسن و جمال سے اور نفوس کو
ہمیت و جلال سے بھرے

۱۰: ۷۷ = اَلْقَوْلُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَ كُفْرًا۔ کیا تم حق کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو جب وہ
(یعنی حق) تمہارے سامنے ہے۔

۱۰: ۷۸ = لَتَلْفِتَنَّا۔ کہ تو ہم کو پھیر دے۔ لَفَتَ يَلْفِتُ (ضرب) لَفَتٌ سے واحد مذکر حاضر۔ نَا
ضمیر مفعول جمع متکلم۔
عَمَّا۔ عَن مَّا

= تَكُونَنَّ۔ ای بَتَكُونَنَّ۔ یعنی اس لئے کہ اس سرزمین مصر میں تم دونوں کی سرداری ہو جائے

۱۰: ۷۹ = اِسْتَوْنِي۔ میرے پاس لاؤ۔ اس میں نون وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم کی۔

= سَاحِرٍ عَلِيمٍ۔ ماہر جادوگر۔

۱۰: ۸۰ = اَلْقَوُ۔ تم ڈالو اِلْقَاءُ سے امر جمع مذکر حاضر۔ مُلْقَوُونَ اسم فاعل جمع مذکر۔ ڈالنے والے (ہو)

۱۰: ۸۱ = اَلْقَوُ ماضی جمع مذکر غائب۔ انہوں نے ڈالا۔

= مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ۔ یعنی جادو وہ نہیں جو میں لایا ہوں بلکہ جادو وہ ہے جو تم پیش کر رہے ہو

= سَيُظِلُّهُ۔ سَيَمُحِقُهُ اَوْ سَيُظْهِرُ بَطْلَانَهُ۔ یعنی اس کو مٹا دیگا یا اس کا بطلان (جھوٹ)
ظاہر کر دیگا۔

= لَا يُصْلِحُ۔ مضارع منفی واحد مذکر غائب۔ وہ نہیں سنوارتا۔ وہ تقویت نہیں دیتا۔ لَا يَقْوِيهِ

(بیضادی)

۱۰: ۸۲ = بِكَلِمَاتٍ۔ اپنے احکام سے۔ اپنے ارشادات سے۔ اپنے دلائل قطعیہ سے۔

= فَمَا اٰمَنَ۔ مَآ نَافِيہ ہے اور اٰمَنَ۔ اِيْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

= ذُرِّيَّتَهُ۔ الذُّرِّيَّةُ کے اصل معنی چھوٹی اولاد کے ہیں۔ مگر عرف عام میں مطلق اولاد پر یہ

لفظ بولا جاتا ہے اصل میں یہ لفظ جمع ہے لیکن واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

یہ کس مادہ سے مشتق ہے اس میں علمائے لغت کا اختلاف ہے!
ذُرَّ سُرٍّ ذُرٌّ سُرٌّ ذُرٌّ اس کے مصادر بیان کئے گئے ہیں۔

یہاں ذُرِّيَّةٌ سے مراد چھوٹی اولاد (نوجوان) لیا گیا ہے۔ اس کی چند وجوہات ہیں۔
بالکل چھوٹے بچوں کا ایمان لانا نہ لانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ اتنا شعور ہی نہیں رکھتے۔ نوجوان اس لئے
یہاں مراد لیا گیا ہے کہ ان کے اس فعل سے جو دوسری جانب سے ظلم و ستم و عذاب و عتاب کا طوفان
اٹھ کھڑا ہونے کا ڈر تھا اس کا مقابلہ جوان خون ہی کر سکتا ہے یوڑھے اس کی تاب نہیں لاسکتے۔
اور اس کی مثال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بھی ملتی ہے کہ آپ کی دعوتِ حق پر
پہلے پہل جو اصحاب ایمان لائے تھے وہ سب نوجوان ہی تھے۔ حضرت علی بن ابیطالب حضرت جعفر طیار
حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت مصعب بن عمیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہم یہ تمام حضرات قبول اسلام کے وقت ۲۰ سال سے کم عمر کے تھے۔

ابتدائی مسلمانوں میں صرف حضرت عبیدہ بن حارث ہی ایسے تھے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ عمر کے تھے۔ اس لئے یہاں ذُرِّيَّةٌ سے مراد نوجوان لینا ہی صحیح ہے۔
= قَوْمِيہ۔ میں ۴ ضمیر کا مرجع کون ہے اس کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔

۱) بعض کہتے ہیں کہ اس کا مرجع فرعون ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تو ساری
کی ساری ان پر ایمان لاکھی تھی اور ان کی نبوت در رسالت کو مانتی تھی اس لئے چند نوجوانوں کا ایمان لانا
حضرت موسیٰ کی قوم کی منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ فرعون کی قوم سے چند اشخاص نے حضرت موسیٰ پر ایمان
لایا تھا۔ مثلاً حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا (فرعون کی بیوی) فرعون کا خزانچی۔ اس کی بیوی اور چند جادو گسر
جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

لیکن اگر قرآن کریم کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ان کا یہ استدلال چنداں وزنی نہیں ہے
علماء ادب کی تحقیق کے مطابق اگر اَمَّنَ کا صلہ ب ہو تو اس کے معنی کسی پر ایمان لانا اور اس
کی تصدیق کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا صلہ ت ہو تو بھرا اس کا معنی اطاعت و انقیاد کے ہوتے ہیں
یعنی کسی کی بات ماننا اور اس کے کہے پر چلنا اور عمل کرنا۔ یہاں اَمَّنَ کا صلہ ب نہیں ہے کہ بنی اسرائیل
کی اکثریت کا کفر ثابت ہو بلکہ اَمَّنَ ل استعمال ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ حضرت موسیٰ کی
رسالت کو مانتے تھے لیکن اس معرکہ حق و باطل میں آپ کا ساتھ دے کر فرعون اور اس کی قوم کے
ظلم و ستم کا سامنا کرنا نہیں چاہتے تھے

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کا مرجع موسیٰ ہے اس کی ایک وجہ تو وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی

اور دوسری یہ کہ ضمیر ہمیشہ قریب ترک کی طرف راجع ہوتی ہے اور یہاں قریب تر موسیٰ کا لفظ ہے نہ کہ فِرْعَوْنَ کا۔

= مَلَاذِيهِمْ۔ ان کے سرداران۔ ان کے سرداروں کی جماعت۔ مضاف مضاف الیہ۔ اس میں ہم ضمیر کا مرجع کون ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ہم کا مرجع ذُرِّيَّةٌ ہے اور یہاں مراد خود بنی اسرائیل کے وہ نوجوان ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں کھلم کھلا آگے آگئے تھے وہ اپنے سرداران یعنی بڑے بوڑھوں سے ڈرتے تھے کیونکہ اگرچہ ان کے بوڑھے حضرت موسیٰؑ کو ملتے تھے لیکن کھل کر سامنے آنے سے فرعون کے ظلم و عتاب سے بچنے کے لئے گریز کرتے تھے۔ اور انہیں یہ خدشہ تھا کہ ان کے نوجوانوں کی دیدہ دلیری سے کہیں ساری قوم مورد عتاب نہ ہو جائے اس لئے وہ اپنے نوجوانوں کے اس اقدام پر خوش نہ تھے اور ان کو سختی سے روکتے تھے۔

(۲) اس کا مرجع فرعون ہے اور فرعون کے لئے ضمیر جمع لانے کی دو وجوہات ہیں۔

۱۔ فرعون کے لئے جمع کی ضمیر اس کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے

(ب) فرعون سے مراد آل فرعون ہے جیسے ربیعہ اور مفرقیلیہ کے افراد اپنے سرداروں کے نام سے پکائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ہم سے مراد آل فرعون ہے۔

= يَفْتِنَهُمْ۔ مضارع واحد مذکر غائب فَتَنٌ سے اَنْ کے عمل کی وجہ سے منصوب ہے ہم ضمیر مفعول۔ اَلْفَتْنُ کے اصل معنی سونے کو آگ میں گلانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو سکے۔ اس لحاظ سے کسی انسان کو آگ میں ڈالنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً يَوْمَ هَمَّ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ (۱۱۳: ۵۱)۔ اس دن جب ان کو آگ میں الٹا سیدھا کیا جائے گا۔ اس کا اطلاق نفس عذاب پر بھی ہوتا ہے جیسے ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ (۱۱۳: ۵۱) اپنی خیرات کا مزہ چکھو۔ یعنی عذاب کا مزہ چکھو۔

یہ لفظ قرآن میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ آزمائش، مصیبت، فساد

تختہ، مشق، عیبت، وغیرہ۔

اَنْ يَفْتِنَهُمْ۔ میں یَفْتِنُ صیغہ واحد مذکر غائب استعمال ہوا ہے۔ اس کا فاعل یا تو

۱، فرعون ہے اور صیغہ جمع اس لئے نہیں لایا گیا کہ سرداران فرعون بھی اس کے تابع امر تھے (حازن) یا (۲) فِرْعَوْنَ وَمَلَاذِيهِمْ ہے جیسا کہ عبدالشہید یوسف علی نے اپنے ترجمہ میں استعمال کیا ہے کہ وہ انہیں کسی عذاب میں مبتلا نہ کر دیں۔

== عَالٍ - سرکش - متکبر - غالب - عَلُوٌّ سے ضعیفہ اسم فاعل واحد مذکر - عَالٍ اصل میں عَالُوٌّ تھا - داؤ پہلے ہی ہوا پھر گر گیا - کیونکہ جو داؤ اسم فاعل میں کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو وہ ہی ہو کر گر پڑتا ہے -

== مَسْرِفِينَ - اسم فاعل جمع مذکر - اسْتَرَفَ مصدر - حد اعتدال سے یا حد مقرر سے بڑھنے والے بیجا صرف کرنے والے -

۱۰: ۸۴ = يَنْقُومِ - اے میری قوم - یہاں قوم سے مراد وہ نوجوان ہیں جو آیت ماقبل میں بالفاظ ذُرِّيَّةً مِّنْ قَوْمِهِ - مذکور ہیں -

۱۰: ۸۵ = فِتْنَةً تَخْتَرُ مَشَقَّ - ملاحظہ ہو آیت ماقبل يَفْتِنَهُمْ -

۱۰: ۸۶ = تَبَوَّأَ - مضارع تثنیہ مذکر حاضر - تم دونوں ٹھہراؤ - تم دونوں اتارو - تم دونوں جگہ تیار کرو تَبَوَّأَ (تَفَعَّلَ)

== قِبْلَةً - کعبہ کا رخ جو نماز میں سامنے ہوتا ہے - سامنے کا رُخ - جیسے اَيْنَ قِبْلَتِكَ - تمہارا رُخ کدھر کو ہے - جو چیز منہ کے سامنے ہو اسے بھی قبلہ کہتے ہیں - نماز پڑھنے والے کے سامنے کعبہ ہوتا ہے اس لئے اسے بھی قبلہ کہتے ہیں -

اصل لغت میں القبلة بالمقابل آدمی کی حالت کو کہا جاتا ہے جیسے جِلْسَةٌ و قِعْدَةٌ - عرف میں اس جہت کو قبلہ کہا جاتا ہے جس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی جاتی ہے - یہاں قبلہ سے مراد نماز کا مقام ہے فرعون نے چونکہ نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی اس لئے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں ہی کو مقام نماز بنا لو - اور وہاں نماز پڑھا کرو -

اس آیت میں تثنیہ کی ضمیر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی طرف راجع ہے پھر جمع کی ضمیر ہے جس میں تمام قوم شامل ہے - اور پھر بَشَرٍ میں ضمیر واحد ہے جو حضرت موسیٰ کی طرف راجع ہے -

== لِيُضِلُّوْا - میں لام تعلیل کا ہے - یہ اس لئے کہ وہ گمراہ کریں -

۱۰: ۸۸ = اِطْمَسَتْ - امر واحد مذکر حاضر - تو مٹا دے طَمَسَتْ سے محو کرنا - مٹا دینا -

اِطْمَسَتْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ - ان کے مال تباہ کر دے - ان کے مال غارت کر دے - جیسے قرآن میں ہے وَاِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ - جب تارے مٹا دیئے جائیں گے - يَا وَا لَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰی اَعْيُنِهِمْ - (۳۶: ۶۶) - اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کی روشنی کو مٹا دیں -

== اُسْتَدْرَ = امر واحد مذکر حاضر - تو سخت کر دے - مَشَدَّدٌ سے (باب نصر - ضرب) تو ان کے

دلوں پر) مہر لگائے۔

ترجمہ آیت ۱۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس ذموی زندگی میں سامان آرائش اور مال و دولت اڑے رکھے ہیں اے ہمارے پروردگار کیا یہ اس لئے دے رکھے ہیں کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے پھریں۔ (رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ جملہ دعائیہ ہے کافروں کے لئے بددعا ہے) اے ہمارے پروردگار ان کے اموال کو تباہ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے (ان پر مہر لگائے)۔ (فَلَا يُؤْمِنُوا اَلَيْمٌ جَوَابُ دَعَاؤِ) تاکہ جب تک وہ عذاب دردناک نہ دیکھ لیں وہ ایمان نہ لائیں۔ (یعنی ایمان کی دولت اب ان کو آسانی سے میسر نہ آسکے بلکہ اس سے پیشتر وہ کئے کی خاطر خواہ سزا بصورت عذاب الیم چکھ نہ لیں) ۸۹:۱۰ = اِسْتَقِيمًا۔ امر ثنیہ مذکر حاضر۔ تم دونوں ثابت قدم رہو۔ استقامت سے (باب

استفعال)

لَا تَتَّبِعْتِ۔ فعل نہی تنثیہ مذکر حاضر۔ بانون ثقیلہ اِتِّبَاعٌ مصدر (افتعال) تم دونوں ہرگز پیروی نہ کرنا۔ تم دونوں ہرگز اتباع نہ کرنا۔

۹۰:۱۰ = جَوَزْنَا۔ ماضی جمع متکلم مُجَادَزَةٌ (مُعَاعَلَةٌ) سے ہم نے پار کر دیا = اَدْرَاكُهُ۔ اس نے اس کو پالیا۔ اِدْرَاكٌ سے جس کے معنی کسی شے کو پوری طرح پالینے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب کا ضمیر کا مرجع فرعون ہے = اَلْغُرُقُ۔ اسم فعل۔ ڈوبنا۔ غرقابی۔ اَدْرَاكُهُ اَلْغُرُقُ۔ جب غرقابی نے اس کو اچھی طرح آلیا۔ یعنی جب اس کا غرق ہو جانا یقینی ہو گیا۔

۹۱:۱۰ = اَلنُّنُ۔ اصل میں اَلنُّنُ تھا۔ اِسْتَقْبَاهُ انکار و توبیخ کے لئے ہے اسم ظرف زمان ہے۔ اس کا عامل محذوف ہے۔ گویا عبارت کی تقدیر یوں ہے اَتُّومِنُ اَلنُّنُ (حِينَ يَكُنتُ مِنَ الْحَيَاتِ) کیا اب ایمان لاتے ہو جب زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے ہو۔ (اور موت سامنے دکھائی دے رہی ہے)

۹۲:۱۰ = نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ۔ ہم تیرے بدن کو بچالیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون مصر میں حکمران تھا۔ وہ رعمیس ثانی (Ramesses II) تھا جس کی لاش حنوط کی شکل میں مصر کی حنوط شدہ لاشوں میں دریافت ہوئی ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ زیر عنوان ممی)

۱۰:۹۳ = بَوَّأْنَا - ہم نے جگہ دی - ہم نے مناسب مقام تیار کیا - ہم نے ٹھہرنے کی جگہ تیار کی - (ملاحظہ ہو ۱۰:۸۷) بَتْوِيَةَ سے ماضی جمع متکلم - مَبَّوَّأَ - اسم ظرف - ٹھہرنے کی جگہ مسکن - بَوَّأُوا اس جگہ کو کہتے ہیں جو ہموار ہو اور اس کے کچھ اجزاء اوپر نیچے نہ ہوں -

= صِدْقٍ - راستی - سچائی - نام نیک - سچی بات - عمدہ - پسندیدہ - صِدَقَ لَيَصْدُقُ کا مصدر ہے اس کے معنی لغت میں سچ کہنے اور سچ کر دکھانے کے ہیں - اور چونکہ یہ ذکر خیر کا سبب اس لئے مجازاً نیک نام - ثناء اور ذکر خیر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے -

الصِّدْقُ - الْكَيْدُ کی ضد ہے - اصل میں یہ دونوں قول کے متعلق استعمال ہوتے ہیں - خواہ اس کا تعلق زمانہ ماضی کے ساتھ ہو یا زمانہ مستقبل کے ساتھ - وعدہ کی قبیل سے ہو یا وعدہ کی قبیل سے نہ ہو - الغرض یہ بالذات قول ہی کے متعلق استعمال ہوتے ہیں پھر قول میں بھی صرف خیر کے لئے آتے ہیں دیگر اصناف کلام میں استعمال نہیں ہوتے - اسی لئے ارشاد ہے - وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا - (۱۲۲:۴) اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے ؟ يَا اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (۵۴:۱۹) وہ وعدے کا سچا تھا -

نیز ہر وہ فعل جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے فضیلت کے ساتھ متصف ہو اسے صدق سے تعبیر کیا جاتا ہے - اس بنا پر ایسے فعل کو صدق کی طرف مضاف کیا جاتا ہے جیسے (۱) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (۵۴:۵۵) یعنی سچے مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں -

(۲) اِنَّ لَهُمْ قَدَمًا صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (۱۲:۱۰) ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے -

(۳) اَدْخَلْتَنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (۱۷:۸۰) مجھے داخل کر اچھا داخل کرنا - یعنی میرا داخلہ اچھی طرح ہو -

(۴) وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ مَبَّوَّأَصِدْقٍ - ہم نے بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانہ عطا مَبَّوَّأَ - مضاف - صِدْقٍ مضاف الیہ - مَبَّوَّأَ صَالِحًا - (ایک اچھا ٹھکانہ)

= الْعِلْمُ - سے مراد را، تورات ہے - اور اختلاف سے مراد وہ اختلافات ہیں جو تورات کے مندرجات کی تادیل میں ان میں پیدا ہو گئے - اور نتیجتاً وہ کئی فرقوں میں بٹ گئے

تفہیم القرآن - مدارک التنزیل

(۲) قرآن ہے - اور اختلاف سے مراد یہاں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف ہے

بعض توہرات میں مذکور نشانیوں کی بناء پر صحیح تاویل کرتے ہوئے قرآن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور بعض نے بغضِ حسد کی بناء پر انکار کر دیا۔ (الغمازن)

۱۰: ۹۵ = تَكْوُنَتْ - مضارع واحد مذکر حاضر - بانون ثقيلہ

لَا تَكْوُنَتْ - فعل نہی واحد مذکر حاضر بانون ثقيلہ - تو بہرگز نہ ہو۔

۱۰: ۹۶ = حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ - کے لفظی معنی ہیں جن پر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہو چکا ہے۔ کلمہ یعنی کلام۔ بات۔ حکم۔ اور یہاں کلمہ رب کے کیا مراد ہے۔ مختلف مفسرین نے اس کے مختلف معانی لئے ہیں۔

ان پر حق کی حجت قائم ہو چکی ہے (ابن کثیر)

جن پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے۔ یعنی یہ قول کہ جو لوگ حق کے طالب نہیں ہوتے وہ اپنے دلوں پر ضد۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے قفل چڑھائے رکھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن) جن پر تیرے اللہ کا فرمان صادق آ گیا یعنی اس کا یہ قانون کہ جو آنکھیں بند کر لے گا اسے کچھ نظر نہیں آئے گا (ترجمان القرآن)

تیرے رب کا حکم یعنی خلقت ہو لاء لئلا ان پر راست آ گیا (الغمازن)

اس کا وہ قول جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ یا اس کا یہ قول وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (مدارک التنزیل) (۳۲: ۱۱۳)

۱۰: ۹۷ = لَا يُؤْمِنُونَ بِرُؤْفَتِنَا - عبارت یوں ہے۔ لَآ يُؤْمِنُونَ وَ لَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ - اگرچہ ان کے پاس ساری نشانیاں آجائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ دردناک عذاب میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پائیں گے اس وقت ان کا ایمان ان کو نفع بخش نہ ہوگا) ۱۰: ۹۸ = فَكَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةً ۝ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا ۝ اَلَّذِيْنَ يُّؤْمِنُ - کَوْلَا کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) کَوْلَا نافیہ ہے اور فکولَا کانت قَرْيَةً - بمعنی فَمَا كَانَتْ قَرْيَةً ہے (کوئی بھی بستی ایسی نہ ہوئی) یہ ہیرونی کا قول ہے۔

(۲) کَوْلَا استفہامیہ ہے۔ اور بمعنی هَلَّا۔ برائے سرزنش اور توبیخ کے استعمال ہوا ہے۔ یعنی کیوں نہ کوئی بستی ایمان لائی کہ اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ہوتا اور وہ عذاب سے بچ جاتی)

إِلَّا حُرْفٌ اسْتِثْنَاءٌ هِيَ قَوْمٌ يُّؤْمِنُ اسْتِثْنَاءً - اس میں مستثنیٰ کی دو صورتیں ہیں۔

۱) مستثنیٰ متصل - ۲) مستثنیٰ منقطع -

مستثنیٰ متصل وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو۔ جیسے جَاءَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا زَيْدًا۔ زید قوم میں داخل تھا۔ لیکن إِلَّا سے قوم سے الگ (مستثنیٰ) ہو گیا۔ پس قوم مستثنیٰ منہ ہے۔
مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا ابْلِسَ ط یہاں ابلیس ملائکہ کی جنس سے نہ تھا۔ بلکہ وہ جنوں میں سے تھا۔

۱- قَوْمٌ يُّونُسُ۔ مستثنیٰ متصل اس صورت میں ہے کہ قریب میں بھی افراد قوم ہی بستے ہیں۔ لہذا قوم یونس اور باشندگان قریب ایک ہی جنس سے ہیں۔

۲- مستثنیٰ منقطع۔ اس لحاظ سے ہے کہ قریب اور قوم لفظی لحاظ سے ایک جنس نہیں ہیں۔
ابن عطیہ کا قول ہے کہ لفظی لحاظ سے یہ استثنا منقطع ہے لیکن معنوی لحاظ سے مستثنیٰ متصل ہے کیونکہ تقدیر عبارت یوں ہے مَا آمَنَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ إِلَّا قَوْمٌ يُّونُسُ۔
(کسی بستی کے بسنے والے ایمان نہ لائے بجز قوم یونس کے)

= كَشَفْنَا عَنْهُمْ - ماضی جمع متکلم - ہم نے ان سے دور کر دیا۔ ہٹا دیا۔

= عَذَابَ الْخِزْيِ - مضاف مضاف الیہ - رسوا کن عذاب۔

= مَتَّعْنَاهُمْ ماضی جمع متکلم - هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب - ہم نے ان کو مال و متاع دے کر بہرہ مند کیا۔

۱۰: ۹۹ = اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ - ۲- استفہامیہ - فَ مقرر عبارت پر دلالت کرتی ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ چاہتے تو روئے زمین پر سب کے سب ایمان لے آتے لیکن مشیت ایزدی یہ نہیں ہے تو کیا آپ....) تُكْرِهُ مضارع واحد مذکر حاضر۔ (باب افعال) اِكْرَاهًا سے۔ تو ان کو مجبور کر لگا یا تو ان سے زبردستی کرے گا (جب تک وہ مومن بن جاویں)۔

۱۰: ۱۰ = يَجْعَلُ الرِّجْسَ - الرِّجْسُ - کے اصل معنی ناپاک۔ نجس۔ پلید۔ اور گندہ کے ہیں۔ جیسے اَوْلَحْمَةٍ خِزْيِرٍ فَاِنَّهُ رِجْسٌ (۱۶: ۴۵) یا سور کا گوشت کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ہ اور خدا (شُرک و کفر کی) بنجاست انہیں لوگوں پر ڈالتا ہے جو (لا ایل و حدانیت میں) عقل کو کام میں نہیں لاتے۔

۱۰: ۱۰ = اُنظُرُوا - نَظَرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ تم دیکھو۔ تم غور کرو۔

= مَاذَا = مَاذَا کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اسم جنس ہے (۲) موصول ہے اور الَّذِي کا ہم معنی ہے (۳) مَا استفہامیہ ہے اور ذَا موصولہ ہے (۴) مَا استفہامیہ ہے اور ذَا اسم اشارہ ہے (۵) ذَا اسم اشارہ اور مَا زائدہ ہے (۶) مَا استفہامیہ اور ذَا زائدہ ہے۔

مَا ذَا۔ کیا۔ مَاذَا افْعَلٌ تو کیا کر رہا ہے۔ لِمَاذَا جِئْتَ تو کیسے آیا۔ کس لئے آیا = كَيْسَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِسُونَ (۲۱۹:۲) تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ یہاں آیت میں ذَا بمعنی الَّذِي آیا ہے۔

= مَا تَعْنِي۔ مانا فیہ ہے۔

= النَّذْرُ۔ نذیر کی جمع ہے ڈرانے والے۔ یعنی رسول۔ پیغمبران۔ اور اگر النَّذِيرُ بمعنی مصدر ہو تو بمعنی اِنْذَار (ڈرانا۔ تنبیہ کرنا) یعنی جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کو (اللہ کی) آیات اور رسول (یا اس کی تنبیہیں) کچھ بھی نفع نہیں پہنچاتے۔

۱۰۲:۱۰ = فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ۔ میں ہلکا نافیہ ہے۔

= اَيَّامٍ۔ یوم کی جمع ہے۔ دن۔ وقت کے علاوہ یہ لفظ عذاب اور نعمت دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

والعرب تستی العذاب اياماً والنعم اياماً. لقوله تعالى وَذَكَرَهُمْ بِاَيَّامِ اللَّهِ. (۵:۱۴) عرب عذاب کو بھی ایام کہتے ہیں۔ اور نعمت کو بھی ایام کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی وَذَكَرَهُمْ بِاَيَّامِ اللَّهِ۔ اور انہیں یاد دلاؤ اللہ کی نعمتیں۔

یا اَيَّامٍ سے مراد وقائع۔ واقعات بھی مراد ہو سکتا ہے جیسے عرب پہلے واقعات کو اَيَّامٍ العرب کہتے ہیں۔ اس صورت میں آیت ہذا میں ایام الذین خلوا من قبلہم سے مراد ان لوگوں کے واقعات و حالات جو ان سے قبل گذر چکے ہیں یعنی حیب اتمام حجت اور حق کے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جانے پر بھی وہ نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو ان پر مختلف طریقوں سے اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

۱۰۳:۱۰ ثُمَّ۔ پھر اس وقت

= نُنَجِّي۔ مضارع جمع مکمل (باب تفعیل) تَنْجِيَةٌ۔ مصدر۔ ہم بچا لیتے ہیں۔

= كَذَلِكَ۔ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہی اللہ کا دستور ہے۔

نُنَجِّي۔ مضارع جمع مکمل۔ اِنْجَاءً۔ مصدر (باب افعال) اصل میں نُنَجِّيُّ تھا۔ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ۔ ہم پر یہ حق ہے کہ ہم مومنوں کو بچالیں۔

۱۰:۱۰۳ = يَتَوَضَّأُكُمْ - مضارع واحد مذکر غائب تَوَضَّأُ (تَفَعَّلُ) مصدر۔ (جو) تمہاری جانیں لے لیتا ہے۔ تمہیں موت دیتا ہے۔

۱۰:۱۰۵ = حَنِيفًا بِرُؤْيَانِ فَعِيلًا - صفت شبہ کا صیغہ ہے۔ جو کوئی ایک راہ پکڑے اور سب باطل راہیں چھوڑ دے۔ حنیف کہلاتا ہے۔

حَنِيفًا - الْاِدْيَانِ - کا حال بھی ہو سکتا ہے اور الْاُجُوبَةُ کا بھی۔

پہلی صورت میں معنی۔ دوسرے ادیان سے بچ کر اس دین کو اختیار کروں۔ دوسری صورت میں معنی۔ تمام ادیان باطلہ سے منہ موڑ کر پوری استقامت کے ساتھ دین اختیار کروں۔

۱۰:۱۰۶ = لَا تَدْعُحْ - فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ آخر سے واو حرف علت محذوف ہے۔ تو مت پکار۔ تو مت عبادت کر۔

۱۰:۱۰۷ = يَمَسُّكَ - مَسَّ يَمَسُّ (باب سَمِعَ) مَسَّ وَمَسَّيْسُ کسی کو ہاتھ سے چھونا کسی کو تکلیف پہنچانا۔ مَسَّ بِ يَمَسُّ (متعدی) لَكَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ اِنْ يَمَسُّكَ اللهُ بِضُرٍّ - اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے۔

= لَا كَاشِفَ - اسم فاعل مفرد مذکر۔ كَاشِفُونَ جمع۔ کوئی تکلیف کو رفع کرنے والا نہیں۔ كَشَفَ كَهْوْنَا - ظاہر کرنا (باب ضَرَبَ) بِابِ سَمِعَ سے لازم ہے۔ بمعنی شکست کھانا = رَادَّ - رد کرنے والا۔ پھیرنے والا۔ دفع کرنے والا۔ رَوَّكْنَا رَادًّا سے اسم فاعل واحد مذکر۔

= يُصِيبُ بِهِ - پہنچاتا ہے۔ عطا کرتا ہے۔ فِيهِ میں ضمیر کا مرجع فضل ہے۔ یعنی جس کو چاہتا ہے فضل عطا کرتا ہے۔

۱۰:۱۰۸ = ذَكِيْلٍ - ذمہ دار۔ ضامن۔

۱۰:۱۰۹ = يَحْكُمُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ وہ فیصلہ کرتا ہے۔ وہ فیصلہ کر دے۔

(۱۱) سورہ ہُور مکیّۃ (۵۲)

۱:۱ = اَلرَّ - حروف مقطعات - ملاحظہ ہو۔

= كِتَبٌ - اسی ہو کِتِبٌ - کتاب خبر ہے جس کا متبدا محذوف ہے۔ یہ وہ کتاب ہے
= اُحْكِمَتْ - ماضی مجہول - واحد مؤنث غائب احکام سے۔ جس کے معنی مضبوط اور
محکم کرنے کے ہیں۔ یوں پختہ اور استوار کرنا کہ اس میں کسی خلل اور نقص کا گمان تک
نہ ہے۔ بمعنی مضبوط اور مستحکم بنا دی گئی ہیں۔

= فَصَّلَتْ - ماضی مجہول واحد مذکر غائب تَفْصِيلٌ (تَفْعِيلٌ) سے کھول کر بیان کی
گئی ہیں۔

= لَدُنْ - طرف مکان ہے۔ بمعنی طرف، پاس، عموماً اس سے پہلے مین حرف جار آتا ہے
جیسے قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عَذْرًا (۱۸:۶۶) تم کو میری طرف سے (اپنے ساتھ نہ رکھنے کا)
عذر حاصل ہوگا۔ رَبَّنَا اِنَّا مِنْ لَدُنْكَ رَحِمَةٌ (۱۸:۱۰) اے ہمارے رب ہم پر اپنے
ہاں سے رحمت نازل فرما۔

وَعَلَّمَنَّهُ مِنْ لَدُنَّا عَلِيمًا (۱۸:۶۵) ہم نے اسے اپنے پاس سے علم بخشا تھا۔

مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ - بڑے دانا اور باخبر (عبدال) کی طرف سے

۱۱:۲ = اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ط یہ مفعول لڑ ہے ہر دو فعل اُحْكِمَتْ وَفَصَّلَتْ کا۔ بمعنی اس
کی آیات کو محکم اور مضبوط بنایا گیا ہے۔ اور ان کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یا یہ کلام ماقبل سے منقطع ہے اور یہاں سے الگ کلام
ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔

تقدیر کلام یوں ہے قل لهم يا محمد الا لتعبدوا اللہ۔

۱۱:۳ = تَوْبُوا اِلَيْهِ - اس کی طرف لوٹو۔ اسی ارجعوا الیہ بالطاعة والعبادة۔ اس کی

اطاعت و عبادت کو حرز جان بنا کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ

= يُمْتَعُكُمْ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ وہ تم کو بہرہ اندوز کرے گا۔ (باب تفعیل) مَتَاعًا حَسَنًا۔ اچھا مال و متاع۔ خوشگوار نعمتیں۔

= ذِي فَضْلٍ - زیادہ نیکی کرنے والا۔ مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ فِي الْعَمَلِ - جو زیادہ عمل (نیک) کرے گا۔ فَضْلُهُ - عطاء۔ جزاء۔ یعنی اسی قدر اس کی جزاء اور عطا میں اضافہ ہوگا = يَوْمٍ كَبِيرٍ - یوم القیامۃ

۱۱: ۵ = يَتَنَوَّنَ - مضارع جمع مذکر غائب۔ ثَنَى يَتَنَّى (باب ضرب) تَنِيحٌ الشئِ - موڑنا۔ لپٹنا۔ تکرنا۔ ثَنَى صَدْرَهُ - اس نے اپنے دل میں دشمنی چھپائے رکھی جب اس کا صلہ عنہ ہو تو معنی موڑنا۔ پھیرنا۔ روکنا ہوتا ہے۔

اور جب اس کا صلہ علیٰ ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپٹنا تاکہ وہ چھپ جاتے۔ يَتَنَوَّنَ - وہ دوسرا کئے دیتے ہیں (اپنے کفر و عداوت کو چھپانے کے لئے) = يَسْتَخْفُوا - مضارع جمع مذکر غائب اسْتَخْفَاءً (اسْتَفْعَالٌ) سے۔ کہ وہ اڑ کر لیں پردہ کر لیں۔ چھپ لیں۔ اصل میں يَسْتَخْفُونَ تھا۔ لام تعلیل کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ = مِثْلُهُ - کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔

= يَسْتَفْشُونَ ثِيَابَهُمْ - مضارع جمع مذکر غائب ثِيَابَهُمْ - مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول۔ اسْتَفْشَاءً مصدر۔ (باب استفعال) وہ اوڑھتے ہیں۔ يَتَخَطَّوْنَ بِهَا مَبَالِغَةً فِي الْاِسْتِخْفَاءِ - کپڑوں کو خوب اوڑھ لیتے ہیں اپنے آپ کو مزید چھپانے کے لئے۔

الْاِحْيَانِ يَسْتَفْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ۔
خبردار (یا درکھو) جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی۔

پارہ نمبر ۱۱ الحمد للہ آج مورخہ یکم ذوالحجہ بروز پیر
کو تمام ہوا۔ مطابق یکم مئی ۱۹۹۵ء

پَا رَءُ
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
رَبِّهَا
هُوَ - يَوْمَئِذٍ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ

۶:۱۱ = دَابَّةٌ - الدَّابَّةُ وَالدَّابِّيُّ - (باب ضَوْبٍ) کے معنی 'آہستہ چلنا اور رنگنا کے ہیں۔ یہ لفظ حشرات الارض کے متعلق زیادہ تر استعمال ہوتا ہے یہ لفظ عرب میں خاص کر گھوڑے پر بولا جاتا ہے مگر لغت میں ہر حیوان ذی حیات چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ دَابَّةٌ - مہر چلنے والا۔ پاؤں دھرنے والا۔ رنگنے والا جانور۔ اس کی جمع دَوَابٌّ اور مَاوَةٌ دب ہے۔ دَابَّةُ الْأَرْضِ - ایک غیر معروف قسم کا جانور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ قیامت کے قریب خروج کرے گا اور نشان لگا کر ایما نذاروں اور منکروں کو ایک دوسرے سے الگ کر دے گا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے وَإِذَا دَقَّ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (۸۲:۲۷) اور جب ان کے بارہ میں وعدہ (عذاب کا) پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا۔

= عَلَى اللَّهِ - اللہ کے ذمہ ہے۔

= مُسْتَقَرَّهَا - مضاف مضاف الیہ - مُسْتَقَرٌّ - ظرف مکانِ اسْتِقْرَارٌ (باب استفعال) سے بمعنی قرار - مُسْتَقَرٌّ بمعنی قرار گاہ - ٹھہرنے کی جگہ - ہا ضمیر واحد مؤنث کا مرجع دَابَّةٌ ہے۔ مستقر سے مراد بعض کے نزدیک رحم مادر ہے۔ صاحب روح المعانی نے صلب پدر مراد لیا۔ = مُسْتَوْدَعَهَا - اسم ظرف مکان ہے۔ مضاف منصوب - ہا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ امانت رکھنے کی جگہ۔ اِنْدَاعٌ امانت رکھنا خواہ اپنے پاس یا دوسرے کے پاس اِسْتِئْذَانٌ (اِسْتِغْفَالٌ) بطور امانت کسی کے پاس کچھ رکھنا۔ تَوْدِيعٌ (تَفْعِيلٌ) مسافر کو الوداع کہنا۔ یا چھوڑ دینا۔ جیسے قرآن میں ہے مَا وَدَّ عَلَكَ رَبُّكَ (۳:۹۳) (اے محمد، تمہارا پروردگار نے نہ تم کو چھوڑا ہے۔

آیہ ہذا میں امانت رکھنے کی جگہ سے مراد پشت پدر - قبر لیا گیا ہے۔ صاحب روح

المعانی نے اس سے مراد موضعہا فی الْأَنْحَامِ (رحم مادر) لیا ہے۔

= كُلٌّ - ای کل واحد من الدوابِّ ورزقہا و مستقرہا و مستودعہا (بہر ذی حیث

جانور۔ اس کا رزق۔ اس کی قرار گاہ اور اس کی بطور امانت رکھے جانے کی جگہ۔
 = كِتَابٌ مُّبِينٌ۔ لوح محفوظ۔

۱۱: ۷ عَرْشُهُ۔ عرش۔ تخت شاہی۔ جیسے دَرَفَعَ أَبُو يَدِ عَلَى الْعَرْشِ (۱۲: ۱۰۰) اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ يَا أَتِكُمْ يَا تَبِيْنِي لِعَرْشِهَا (۳۸: ۳۷) کوئی تم میں ایسا کہ ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے۔

الْعَرْشُ۔ اصل میں چھت والی چیز کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عُرُوشٌ ہے قرآن حکیم میں آیا ہے وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا (۲۱: ۲۵۹) اور اس کے مکان اپنی چھتوں پر گرے پڑے۔ اسی سے انگور کی بیلوں کے لئے ٹیٹیاں بنانا بھی عرش کہلاتا ہے اور ٹیٹوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں کو مَعْرَشٌ کہتے ہیں۔ ان معنوں میں قرآن میں ہے۔ وَمَا كَانُوا لِيَعْرِشُونَ (۴: ۱۱۳) جو وہ ٹیٹوں پر چڑھاتے تھے۔

عَرْشٌ بمعنى عزت۔ غلبہ۔ سلطنت بھی مستعمل ہے چنانچہ محاورہ ہے فَلَا تَكُنْ مَثَلًا عَرْشُهُ (فلاں کی عزت جاتی رہی)

اور جہاں تک عرش الہی کا تعلق ہے ہم صرف نام کی حد تک واقف ہیں۔ اور اس کی حقیقت انسان کے فہم سے بالاتر ہے وہ بادشاہ کے عرش کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں عرش باری تعالیٰ کا حامل قرار پائے گا نہ کہ محمول۔ حالانکہ ذات باری تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے۔

= وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ۔ یہاں جملہ معترضہ ہے جو غالباً لوگوں کے اس سوال کے جواب میں ہے کہ اگر آسمان و زمین اگر پہلے نہ تھے اور بعد میں پیدا کئے گئے تو پہلے کیا تھا؟ (تفہیم القرآن) = يَبْسُوْكُمْ۔ ل۔ تلعیل کے لئے ہے كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ يَبْسُوْكُمْ معناراً منصوب واحد مذکر غائب۔ بِلَاءٌ مصدر (باب نصر) بَلَىٰ مَادَةٌ۔ تاکہ وہ آزمائش کرے یعنی اس نے آسمان و زمین اور ان کے مابین جملہ مخلوق، ان کا حیاتی انتظام و انصرام۔ بود و خوراک و پوشاک، وغیرہ اس لئے پیدا کئے کہ تم کو خلیفۃ اللہ بنا کر تم کو اختیارات سونپ کر، پر اخلاقی ذمہ داریاں ڈال کر آزمائش کرے کہ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

(تفہیم القرآن۔ روح المعانی)

= فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ لفظی معنی ہیں چھ دنوں میں۔ چونکہ جس زمانہ کے متعلق اس کا استعمال ہوا سورج کی تخلیق بھی نہیں ہوئی تھی۔ لہذا دنوں کا لفظ عام معنوں میں نہیں لیا جاسکتا۔ عربی زبان

یہ مطلقاً وقت اور زمانہ کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ زمانہ ایک دن کا ہو یا ایک سال کا۔ ایک صدی کا ہو یا ایک ہزار سال کا۔ خواہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو۔ آیت ہذا میں سِتَّةَ أَيَّامٍ سے مراد چھ ادوار زمانہ ہیں ہر دور کی مقدار کتنی تھی۔ قرآن اور حدیث میں اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

== لَئِنْ۔ میں لام زائدہ ہے اور اِنْ حرف شرط ہے اِنْ شرطیہ پر آنے والا لام ہمیشہ زائد ہوتا ہے
== مَبْعُوثُونَ۔ اسم مفعول جمع مذکر۔ قبروں سے اٹھائے جانے والے۔ دوبارہ زندہ کئے جانے والے۔

۸:۱۱ = اٰخِرْنَا۔ ہم روک لیں۔ ہم تاخیر کر دیں۔ ماضی جمع مکمل۔ تَاخِيْرًا دَتَقْعِيْلًا سے
== اُمَّةٌ۔ مدت۔ جماعت۔ طریقہ۔ دین۔ ہر وہ جماعت جس میں کسی قسم کا کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو۔ اسے اُمَّت کہا جاتا ہے۔ خواہ یہ اتحاد مذہبی و وحدت کی بناء پر ہو (جیسے امت محمدیہ) یا عصری وحدت کی وجہ سے ہو (جیسے پچھلی امتیں) امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔

جہاں بھی امت کے معنی مدت کے ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا۔ اور مضاف الیہ قائم مقام مضاف کے سمجھا جائے گا۔ مثلاً آیت موجودہ میں اصل میں یوں تھا۔
وَلَئِنْ اٰخِرْنَا عَنْكُمْ الْعَذَابَ اِلٰى زَمِيْنٍ اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ۔ زَمِيْنٍ کو حذف کر کے اُمَّةٍ کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا۔

اُمَّت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے بھی ہیں عربی میں ہے فُلَانٌ لِاُمَّةٍ لَهٗ۔ فلاں کا کوئی دین اور مذہب نہیں ہے۔

== يَخِيْسُهُ۔ مضارع واحد مذکر غائب ۴ ضمیر واحد مذکر غائب حَبَسْتُ سے (باب ضَوْبِ) (کس چیز نے) اس کو روک رکھا ہے۔

== اَلَا۔ حرف تنبیہ۔ خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ دیکھو۔ سُنْ رکھو۔ کان کھول کر سُنْ لو۔ حرف بسیط ہے۔ مرکب نہیں ہے۔

== مَصْرُوْفًا عَنْكُمْ۔ ان سے پھیرا نہیں جا سکیگا۔ ان سے ہٹایا نہیں جا سکے گا۔ ٹالا نہیں جا سکیگا
الصَّرْفُ۔ کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا۔ یا کسی اور چیز سے بدل دینا یعنی جس روز وہ واقع ہوگا پھر ٹلنے کا نہیں۔

== حَاقٌ۔ الْحَيَوَاتُ۔ الْحَيَاتُ (باب ضَوْبِ) کے معنی کسی چیز کو گھیرنے اور اس پر نازل ہونے کے ہیں۔ ب کے ساتھ آئے تو متعدی ہوتا ہے۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

آیت ہذا و آیت (۲۶: ۲۶) اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اسی نے ان کو گھیر لیا۔

۱۱: ۹ = اَذَقْنَا - ماضی جمع متکلم - اِذَاقَهُ سے ذَوْقُ مَادَّة - ہم چکھاتے ہیں - ہم نے چکھایا
ذَاقَ يَذُوقُ رباب نصر، چکھنا۔

= نَزَعْنَا مِنْهُ - ماضی جمع متکلم - نَزَعَ مصدر - ہم نے اس (رحمت کو) اس سے چھین لیا۔
نَزَعَ - چھیننا - نکال دینا - چھانٹ کر نکال دینا۔

= يَوُسُّ - صیغہ صفت مشبہ - يَأْسُ سے - ناامید۔

= كَفُورٌ - ناشکرا - يَوُسُّ كَفُورٌ - يَأْسُ كَافِرٌ سے فَعُولٌ کے وزن پر۔ مبالغے کے صیغے پر
۱۱: ۱۰ = لَعَمَاءُ وہ انعام جس کا اثر پانے والے پر ظاہر ہو۔ مراد راحت و آسائش۔

= فَرِحٌ - وہ لذت جو مطلوب کے حاصل ہونے پر دل میں پیدا ہوتی ہے۔ صفت مشبہ کا صیغہ
خوش - اترانے والا۔ فرحت محسوس کرنے والا۔

= فَخُورٌ - مبالغہ کا صیغہ فَخَرَ مصدر۔ بہت زیادہ فخر کرنے والا۔ شیخی خور۔ یعنی وہ اترانے
لگتا ہے کہ یہ مال و دولت کی فراوانی اور اقبال مندیوں اس کی ذاتی قابلیت کا نتیجہ ہیں۔

۱۲: ۱۱ = لَعَلَّكَ - لَعَلَّ اور لَكِ پر مشتمل ہے۔ لَكِ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے اور لَعَلَّ حرف
مشابہ بفعل ہے۔ حرف عامل ہے اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع۔

إِنَّ يَا آتَّ - كَانَ لَيْتَ لَكِنَّ لَعَلَّ - ناصب اسم اندرافع در خبر صند ما و لا
امید و خوف پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے۔

(۱) امید کا رجوع کبھی متکلم کی طرف ہوتا ہے۔ جیسے لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ (۲۶: ۲۶) فرعون کی
قوم والوں نے کہا، "ہم کو امید ہے کہ (اگر وہ جیت گئے تو) ہم جا دو گروں کی پیروی کریں گے،"
یہاں امید کا رجوع خود یہ کلام کرنے والوں کی طرف تھا۔

(۲) کبھی مخاطب کو امید دلانے اور امید وار رکھنے کے لئے آتا ہے اس وقت امید کا رجوع
مخاطب کی طرف آتا ہے کیونکہ امید و بیم کی کیفیت مخاطب کے دل سے متعلق ہے مثلاً
لَعَلَّ يَتَذَكَّرُ أُوَيْحَىٰ (۲۰: ۲۰) شاید وہ غور کر لے یا ڈر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اس سے
کہو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ امید لے کر جاؤ کہ "شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔ یہاں امید
دلانے کا تعلق حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے ہے۔

(۳) کبھی امید کا تعلق نہ متکلم سے ہوتا ہے اور نہ مخاطب سے بلکہ کسی تیسرے شخص غائب سے ہوتا ہے

جیسے فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ (آیہ نذا۔ ۱۱: ۱۲) اگر تمہارے متعلق یہ گمان کرتے ہیں کہ شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے۔ چھوڑ دو۔ یہاں یہ امید کی کیفیت، لوگوں کے دلوں میں ہے لَعَلَّ حرف مشبہ بفعل ہے اور ک۔ نَا۔ هُمْ اس کا اسم۔

لَعَلَّ کا حرف جب اللہ تعالیٰ اپنے لئے استعمال کرے تو اس کے معنی میں قطعیت آجاتی ہے۔ اس بناء پر بہت سی آیات میں لفظ کئی سے اس کی تفسیر کی گئی ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشے کے معنی لینا صحیح نہیں ہے۔

لَعَلَّ طمع اور اشتاق (ڈرتے ہوتے چلنے) امید اور خوف۔ بیم ورجاء کے معنی ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لَعَلَّہ۔ شاید وہ۔ لَعَلَّكَ۔ شاید تو۔ لَعَلَّنَا۔ شاید ہم وغیرہ۔

= وَصَائِقٌ بِيْہ۔ صَائِقٌ۔ تنگ ہونے والا۔ صَيَّقٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ الصَّيْقُ کے معنی تنگی کے ہیں یہ سَعَاہ کی ضد ہے وَصَائِقٌ بِيْہ صَدْرُكَ اس خیال سے تمہارا دل تنگ ہو۔ اس کا عطف تَارِكٌ پر ہے۔

= وَكَيْلٌ۔ نگہبان۔ نگران۔

۱۳: ۱ = اَمْ۔ کیا۔

= اِفْتَرَنُہ۔ اس نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ ماضی واحد مذکر غائب اِفْتَرَأُ (افتعال) سے۔

فَتَرَىٰ بِفَتْرَىٰ۔ فَرَىٰ مادہ۔ من گھڑت بات بنانا۔ عجیب بات۔ عظیم بات۔ لَقَدْ جِئْتِ نِيًّا فَرِيًّا (۱۹: ۳۷) تم ایک عجیب سے لائی ہو۔ اِفْتَرَنُہ میں ضمیر واحد مذکر غائب مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ طرف راجع ہے۔

۱۳: ۱ = مُفْتَرِيًّا۔ اسم مفعول جمع مؤنث۔ خود ساختہ۔ من گھڑت

۱۳: ۱ = فَاَلَمْ اِنۡى فَاِنۡ لَّمۡ۔

= لَمۡ يَسْتَجِيبُوۡا لَکُمۡ۔ اور اگر وہ تمہاری دعوت (برائے معاونت) قبول نہ کریں۔ مضارع نفی جحد۔ لَمۡ میں ضمیر جمع مذکر حاضر۔ مشرکین کی طرف راجع ہے جن کو یہ چیلنج دیا جا رہا ہے اسی طرح سے اَعْلَمُوۡا میں بھی خطاب مشرکین سے ہے۔

فَهَلۡ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوۡنَ۔ پس کیا (اب) تم اسلام لے آؤ گے۔

۱۵ = نُوۡفٍ۔ وَحۡفٍ یُّوۡفِقُ تَوۡفِیۡہ (باب تفعیل) پورا پورا دینا۔ نُوۡفٍ اصل میں نُوۡفٍ تَقَا ب شرط ہونے کے سبب ہی ساقط ہو گئی۔

آیہ میں ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب کا مرجع الذمّیٰ ہے۔

= لَا يُبْخَسُونَ - مضارع منفی مجہول جمع مذکر غائب بَخْسٌ سے اور وہ دنیا میں گھائے میں نہیں رکھے جائیں گے۔ اگر ہا ضمیر کا مرجع اعمال کا بدلہ ہے۔ تو ترجمہ ہوگا ان کے اعمال کے عوض میں کمی نہیں کی جائے گی۔

۱۶:۱۱ = حَبِطَ يَحْبَطُ (سَمِعَ) اکارت گیا۔ ضائع ہو گیا۔ مٹ گیا۔ ماضی واحد مذکر غائب = فِيهَا - اى فى الدنيا

۱۷:۱۱ = بَيِّنَةٌ - کھلی دلیل۔ برہان قاطع۔ واضح دلالت کو بَيِّنَةٌ کہتے ہیں خواہ دلالت عقلیہ ہو یا محسوس۔

بَيِّنَةٌ سے یہاں کیا مراد ہے۔ مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ عقلی دلیل۔ قرآن مجید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ دین حق۔

= اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ - پچھلی دو آیات (۱۶:۱۵) میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جن کی ساری تنگ و دو۔ دنیاوی زندگی۔ اور اس کے لوازمات کے حصول کی خاطر تھی۔ اور اب آیت ہذا میں وہ لوگ مذکور ہیں جو محض رضائے الہی اور ثوابِ آخرت کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سوالیہ جملہ کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَنْ يُّرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَذِيْنَتَهَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ۔ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن اور واضح دین پر چل رہا ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو محض دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کا ہی خواہاں ہے اور جس کے لئے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے کچھ بھی نہیں۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ سے مراد بعض نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب مراد لئے ہیں اور جواب محذوف کہن ہُوْنِيْ صَلٰةٍ وَكُفْرٍ لِيَا هِ = يَشْلُوهُ۔ مضارع واحد مذکر غائب۔ اگر یہ تِلَادَةٌ مصدر سے ہے تو معنی ہوگا وہ تلامذت کرتا ہے۔ وہ پڑھتا ہے اور اگر تِلُوْ مصدر سے ہے تو اس کا مطلب: وہ پیچھے چلتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ ہر دو مصدر سے يَشْلُوْ بِابٍ نَصْرٌ سے ہے۔

ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع یا لَوْ مَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ ہے یا صِرَ بَيِّنَةٍ ہے۔

= شَاهِدٌ - گواہ۔ حاضر ہونے والا۔ بتانے والا۔ شَهَادَةٌ اور شُهُودٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ شَاهِدٌ سے کون مراد ہے، اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں

ابن عباس - ملقہ - ابراہیم نخعی - مجاہد - عکرمہ - ضحاک وغیرہم۔
 (۲) اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حسن بصری - قتادہ)
 (۳) اس سے مراد قرآن مجید ہے (الحسین بن الفضل)
 = مِنْهُ۔ میں ۵ ضمیر کا مرجع یا تو اللہ ہے۔ یا القرآن۔

= اِمَامًا۔ پیشوا۔ مقتدار۔ رہنما۔ بروزنِ فِعَالٍ۔ اسم ہے بمعنی مَنْ يُؤْتَمُّ بِهِ۔ یعنی جس کا
 قصد کیا جاتے۔ چونکہ راہنما اور مقتدار کا قصد کیا جاتا ہے غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے
 خواہ حق میں پیروی ہو یا ناقص میں۔ اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کہ اس کے قول و فعل
 کی اقتدا کریں۔ یا کتاب جس کے ادا و نواہی پر عمل کیا جائے۔ مذکورہ دونوں کے لئے
 آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظ واحد بھی مستعمل ہے۔

= اُولَئِكَ۔ اِیْ مَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ۔ اسم اشارہ جمع۔

مندرجہ بالا آیت کے الفاظ کے متعلق مختلف اقوال کی روشنی میں

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدًا مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسٰی
 اِمَامًا وَرَحْمَةً اُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ بِهَا كَاتِبًا كَثِيرًا مِّنْ قَبْلِهَا لِيُحْشَرُوا لَهَا اَشْهُدَاءٌ
 (۱) کیا وہ شخص (حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن
 دلیل کی پیروی کر رہا ہو اور اس کے بعد ایک گواہ بھی پروردگار کی طرف سے (تائید میں) آگیا ہو
 اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب راہنما اور رحمت کے طور پر آئی ہوئی بھی موجود ہو۔
 (وہ بھی دنیا پرستوں کی طرح انکار کر سکتا ہے) ایسے لوگ تو اس پر ایمان ہی لائیں گے۔

(تفہیم القرآن)۔ یہاں اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ يَتْلُوهُ
 بمصدر تَلَوٌ ۵ ضمیر برائے بَیِّنَةٍ شاہد براد قرآن مجید۔ مِنْهُ کی ضمیر ۵ برائے پروردگار متصور ہوئی
 (۲) کیا وہ لوگ جو اپنے رب کی طرف سے ایک بین دلیل پر قائم ہوں۔ اور جن کے پاس خدا
 کی طرف سے ایک گواہ (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اسے پڑھ کر سناتا ہو (مصدر تَلَاوَةٌ سے) اور
 اس سے قبل موسیٰ کی کتاب بطور راہنما و رحمت بھی موجود ہو۔ وہ ان کی مانند ہو سکتے ہیں جو اس
 کے منکر ہیں (اور دنیاوی لالچ میں گرفتار ہیں)

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ میں ہر مومن شامل ہے جیسا کہ اُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ بِهَا
 سے ظاہر ہے۔ اور بَیِّنَةٍ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ شاہد سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
 (مولانا محمد علی)

وقت میں جب کہ اس کا وقت نکل چکا ہو۔ لیکن عام طور پر یہ لفظ کسی کام کے کرنے سے رہ جانے کی بولا جاتا ہے قرآن میں آیا ہے وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ (۲۲: ۳۱) اور تم زمین میں خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یعنی جسے وہ چاہے وہ کرنے سے تم اسے قاصر نہیں کر سکتے = يُضَاعَفُ - مضارع مجہول واحد مذکر غائب مُضَعَّفَةٌ (مُضَاعَلَةٌ) مصدر - بڑھا دیا جائے گا۔ دو گنا کر دیا جائے گا۔

= خَسِرُوا - ماضی جمع مذکر غائب - فعل لازم - نقصان اٹھانا - گمراہ ہونا - ہلاک ہونا - رباب سَمِعَ خَسِرُوا الْفُسْهَمُ - انہوں نے خود نقصان اٹھایا۔
= ضَلَّ عَنْهُمْ - ان کو چھوڑ گئے۔ ان سے گم ہو گئے (یعنی وہ جھوٹے بت جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔ اور جو اپنے معبودانِ باطل سے انہوں نے موہوم امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب نہیں بھی نظر آئیں)

۲۲: ۱۱ = لَا جَرَمَ - یقیناً اور حَقّاً کا ہم معنی ہے اور بعض کے نزدیک لَا جَرَمَ کا معنی ہے لَا ضِدَّ وَلَا مَنَعَ - کوئی روکاؤٹ نہیں - کوئی ممانعت نہیں - کوئی روک نہیں سکتا۔
لَا جَرَمَ وَلَا جُرْمَ - یعنی ضروری - یقینی - ناگزیر - سبھی قسم کے معنی دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ لَا جَرَمَ لَا فَعَلَتْ - قسم خدا کی میں ایسا ضرور کروں گا۔
بعض کے نزدیک لَا زَائِدَہ ہے جَرَمَ فعل متعدی ہے اور كَسَبَ کے معنی میں ہے بعض نے فعل لازمی بنا کر وَجَبَ کے معنی میں لیا ہے بعض نے لَا جَرَمَ کو مرکب بنایا ہے حَقّاً کے معنی میں

= الْأَخْسَرُونَ - افعال التفضیل کا صیغہ ہے۔ سب سے زیادہ نقصان پانے والے۔ گھانا پانے والے۔ خَسَارَةٌ وَخُسْرَانٌ مصدر - أَخْسَرُ کی جمع ہے۔

۲۳: ۱۱ = أَخْبَتُوا - ماضی جمع مذکر غائب - وہ بھکے - انہوں نے عاجزی کی۔
إِخْبَاتٌ (إِفْعَالٌ) سے جس کے معنی تواضع - اور خشوع و خضوع کے ہیں - الْخَبْتُ اصل میں نشیبی اور نرم زمین کو کہتے ہیں - أَخْبَتَ الرَّجُلُ أَدْمَى نے نشیبی اور نرم زمین کا قصد کیا یا وہاں اتر گیا۔ اس کے بعد لفظ الاخبات (افعال) نرمی اور تواضع کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيَسِّرِ الْمُحِبِّتِينَ (۲۲: ۳۴) اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سناؤ۔

آیہ ہذا میں وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کی۔

اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق اس کا معنی خَاخُوْا ہے قتادہؒ نے رجوع کا معنی کیا،
 ۱۶:۱۱ = عَذَابَ يَوْمِ الْيَوْمِ۔ یوم کی صفت الیوم مجازاً کی گئی ہے کہ عذاب کا اتوار
 دن۔ (یعنی دن رات) میں ہی ہوتا ہے یعنی ایسا دن کہ جس میں دردناک عذاب ہی عذاب ہو
 یوم سے مراد یوم قیامت بھی ہو سکتا ہے اور یوم طوفان بھی۔

۲۷:۱۱ = اَرَادْنَا۔ ہم میں سے بیچ قوم۔ ہمارے رذیل لوگ۔ اَرَدَلُ کی جمع جو رِذَالَةٌ
 سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے۔

بعض کے نزدیک یہ جمع الجمع ہے رذل کی جمع اَرَدَلُ اور اَرَدَلُ کی جمع اَرَادِلُ ہے
 = بَادِي السَّوَادِ۔ بادی النظر میں۔ ظاہراً۔ سرسری نظر میں۔

۲۸:۱۱ = اَرَعَيْتُمْ۔ اَخْبِرُونِي۔ مجھے بتاؤ تو۔ سہلایہ تو بتاؤ
 = فَعَمِيَّتْ عَلَيْكُمْ۔ پھر وہ پوشیدہ کر دی گئی ہو تم پر (یعنی وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ
 ہو)۔ ماضی مجہول واحد مؤنث غائب۔ لَعَمِيَّةٌ (تفعیل) سے۔ جس کے معنی اندھا کر دینے
 اور چھپا دینے کے ہیں۔

= اَنْزَلْنَاكُمْ مِّنْهَا۔ ا لف استفہامیہ نَزَلْنَا مَضَارِعَ جَمْعٍ مُّكْتَمٍ۔ کُمُ ضَمِيْرُ جَمْعٍ مُّذَكَّرٍ حَاضِرٍ مَفْعُولٍ
 اوّل۔ ہا مفعول دوئم۔ ضمیر کا مرجع الرَّحْمَةِ ہے۔ واو دو ضمیروں کے درمیان وصل کے
 لئے ہے۔ کیا ہم اس کو تم پر چٹادیں۔ کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھ دیں۔ (متھانوی)
 اسی طرح اَسْقَيْنَاكُمْ مَّوًۗءً (۲۲:۱۵)

= وَاَنْتُمْ لَهَا كَاِرْهُوْنَ۔ حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو۔ جب کہ تم اس کو ناپسند
 کرتے ہو۔

۲۹-۱۱ = يَقَوْمٍ۔ اے میری قوم قَوْمٍ اصل میں قَوْمِي تھا۔

= عَلَيْهِ۔ میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ تبلیغ رسالت کے لئے ہے۔ یعنی اس تبلیغ پر میں تم
 سے کوئی اجر نہیں مانگ رہا۔

= طَارِدٍ۔ طَرَدٌ سے اسم فاعل۔ واحد مذکر حاضر۔ ہانکنے والا۔ تُطْرَدُ (باب نصر)
 ہانکنا۔ کسی کو ذلیل و حقیر جان کر دور کر دینا۔ ہٹا دینا۔

وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ اٰمَنُوْا۔ یعنی میں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اپنے پاس
 اس واسطے دھتکارنے سے رہا۔ جو تمہاری نظروں میں ذلیل ہیں لیکن وہ درحقیقت خداوند

تعالیٰ کے حضور شرف باریابی پانے والے ہیں۔

ایسا ہی مطالبہ کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ کہ جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ
(الایۃ ۶: ۵۲) اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ خاص اسی کی رضا کا قصد کرتے ہوئے۔

== تَجْهَلُونَ - مضارع جمع مذکر حاضر۔ تم جہالت کرتے ہو۔ تم نادانی کرتے ہو۔
الْجَهْلُ - جہالت۔ نادانی۔ جہالت تین قسم پر ہے۔

۱، انسان کے ذہن کا علم سے خالی ہونا۔ اور یہی اس کے اصل معنی ہیں۔
۲، کسی کام کو جس طرح سرانجام دینا چاہئے اس کے خلاف سرانجام دینا۔ قطع نظر اس کے کہ اس کے متعلق اعتقاد صحیح ہے یا غلط۔ جیسے قصداً نماز ترک کر دینا۔

جاہل کا لفظ عموماً بطور مذمت بولا جاتا ہے مگر کبھی بغیر مذمت کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْيَاءً مِنَ التَّعَفُّفِ (۲: ۲۷۳) نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے۔

وَلِكَيْ تَأْرَثُكُمْ كَمَا تَجْهَلُونَ۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو کہ جہالت کئے جا رہے ہو
== أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔ مضارع منفی جمع مذکر حاضر۔ الف استفہامیہ۔ تم کیوں غور نہیں کرتے۔ تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔ تَذَكَّرُوا (تَفَعَّلُوا) سے دھیان دینا۔ نصیحت پکڑنا۔

۳۱: ۱۱ = تَزْدَرِي - مضارع واحد مؤنث غائب۔ اِذْ ذَرَأْتِ الْإِنْفِثَالَ (سے زَرَىٰ مادہ لرباب افتعال میں ت کو د سے بدلا گیا ہے) تمہاری آنکھیں دیکھتی ہیں۔ (جنہیں تمہاری نظریں حقیر اور بے وقعت دیکھتی ہیں۔ یہ اصل میں تَزْدَرِي لَهُمْ أَعْيُنُكُمْ تھا۔ (یعنی مفعول محذوف ہے) بمعنی تم انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ زَرَىٰ عَلَىٰ - کسی پر عیب لگانا۔

== لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا - کہ اللہ ان کو مہلانی نہیں دیگا۔ اجر نہیں دے گا۔

== اِنِّي اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ - اِی ان قلت شیئاً من ذلك اِنِّي اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ (اگر میں کوئی ایسی بات کہوں تو میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا)

۳۲: ۱۱ = جَا دَلْنَا (باب مفاعله) تو نے ہم سے جھگڑا کیا۔ جَدَلٌ مادہ۔

== تَعَدُّنَا - تو ہمیں ڈراتا ہے۔ تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ مضارع واحد مذکر حاضر۔ فَا صَمِيحٌ مَجْمَعٌ مُكْتَلَمٌ

وعدہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (توہم سے وعدہ کرتا ہے) لیکن یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔

۳۳:۱۱ = مُعْجِزِينَ - ملاحظہ ہو (۲۰:۱۱) عاجز کرینے والے۔

۳۳:۱۱ = يُخَوِّبِكُمْ - مضارع منصوب - واحد مذکر غائب - اِغْوَاءٌ (افعال) مصدر - کم ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر - وہ تم کو کج راہ چھوڑے - وہ تمہیں گمراہ رکھے۔

۳۵:۱۱ = اِفْتَرَاهُ - اس نے اس کو گھڑ لیا - اس نے اس کا افتراء کیا - اِفْتَرَى صیغہ ماضی واحد مذکر غائب ہ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب فعل کے فاعل جمہور کے نزدیک حضرت نوح ہیں - لیکن مقاتل کا قول ہے کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - بصورت اول ہ ضمیر سے مراد وہ کلام ہے جو حضرت نوح پر بذریعہ وحی نازل ہوا - اور دوسری صورت میں اس سے مراد قرآن حکیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

= اِجْرَامِي - میرے جرم کا وبال - ای وبال اجرامی۔

= وَاَنَا بَرِيٌّ مِمَّا تُجْرِمُونَ - جو جرم تم کر رہے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

۳۶:۱۱ = لَا تَبْتَسِسْ - تو غم نہ کھا - تو غمگین نہ ہو - اِنْبِثَاسٌ (اِفْتِعَالٌ) غمگین اور رنجیدہ ہونا فعل نہی واحد مذکر حاضر۔

۳۷:۱۱ = بِأَعْيُنِنَا - ہماری نظروں کے سامنے - ہماری حفاظت اور نگرانی میں - وَوَحِينَا اور ہماری ہدایات کے مطابق۔

= وَلَا تَحْطَبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا - اور ظالموں کے بارہ میں مجھ سے درخواست نہ کریں
۳۹:۱۱ = مَنْ يَأْتِيهِ - ای ایسا من یا تہ نحن اوانستم - یعنی عنقریب ہی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ عذاب کس پر آتا ہے ہم پر یا تم پر۔

= يُخْزِيهِ - جو اس کو رسوا کرنے کا (جس پر نازل ہوگا) یہ عذاب دنیا ہے،

= عَذَابٌ مُّقِيمٌ - ایسا عذاب جو ہمیشہ رہیگا - (اور یہ عذاب آخرت ہے) مُّقِيمٌ اِقَامَةٌ سے اسم فاعل۔

۴۰:۱۱ = فَارَءَ ماضی واحد مذکر غائب باب نصر - فَوْرٌ - فَوْرٌ اور فَوْرَاتٌ مصادر اس جوش مارا - وہ ابل پڑا۔

= ذَوَّجَيْنِ اثْنَيْنِ - دو زوج - یعنی ایک نر اور ایک مادہ - زوج جوڑے کے ہر فرد کو کہتے ہیں - عورت کو بھی زوج کہا جاتا ہے اور مرد کو بھی - اس لئے جب ذو جین (ثنیہ) ہوگا تو اس سے جوڑے کے دونوں فرد نر اور مادہ مراد ہوں گے۔

= اَهْلَكَ - تیرے گھر والے - تیرے گھر کے لوگ، اَهْلٌ مضاف لَنْ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔
جب فعل استعمال ہو تو بمعنی اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا۔ کہے ہوں گے۔

= وَهَنَ اٰمَنَ کا عطف اَهْلَكَ پر ہے اور وہ بھی جو ایمان لائے ہوئے ہیں
الّا حرف استثناء ہے۔

مَنْ سَبَقَ عَلَيْدِ الْقَوْلِ مِتِّي - مُسْتَشِي -

ماسوائے اُن کے جن پر پہلے ہی حکم (ان کے غارت ہونے کا) جاری ہو چکا ہے

۱۱: ۴۱ = قَالَ - اِی قَالَ نُوْحٌ

= اِرْكَبُوا - تم سوار ہو جاؤ۔ رُكِبْتُ سے امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ رُكُوبٌ کے اصل معنی جانور
کی پشت پر سوار ہونے کے ہیں۔ لیکن یہاں کشتی پر سوار ہونے کے لئے مستعمل ہے

= فِيهَا - اِی فِي الْفُلِّ

= مَجْرِيهَا - مَجْرِي مصدر مہمی مضاف ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ جَرِي
يَجْرِي (باب ضَرْب) سے۔ اس کا پانی کی طرح ہمواری کے ساتھ رواں ہونا۔ یا مَجْرِي
ظرف مکان یا طرف زمان بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی کشتی کے چلنے کی جگہ۔ یا چلنے کا وقت =

مُوسِيهَا - مُوسِي مضاف ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ مضاف الیہ۔ مصدر مہمی۔ اس کا ٹھہرانا
اس کا جمانا۔ مادہ رَسَوُ - رَسَا يَرْسُو (باب نصر) رَسُو کا معنی ٹھہرنا۔ جگہ پر جم جانا۔ اس کے
مصدر مہمی مَرَسَا آتا ہے۔ باب افعال سے مصدر اِرْسَاءٌ اور مصدر مہمی مَرَسَا آتا ہے ٹھہرانا
جمانا۔ کشتی کا لنگر ڈالنا۔ مُوسِي۔ ظرف مکان یا طرف زمان بھی ہو سکتا ہے

اِرْكَبُوا میں جو ضمیر فاعل ہے وہ ذوالحال ہے اور يَسْبِغُ اللّٰهُ الخ حال ہے۔

یعنی کشتی میں یہ کہتے ہوئے سوار ہو۔ يَسْبِغُ اللّٰهُ الخ۔ مَجْرِي وَ مَرَسِي ظرف زمان اور
ظرف مکان دونوں ہو سکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں جہاں وہ چلتی ہے اور جہاں وہ رکتی ہے
بصورت ہر دو کے مصدر مہمی ہونے کے مضاف (وقت) محذوف ماننا پڑے گا۔

ای وقت جریہا دار ساٹھا۔ جَرِي يَجْرِي ثلاثی مجرد ہے اور اِرْسِي يَرْسِي ثلاثی مزید فیہ۔

۱۱: ۴۲ = مَعَزِي - اسم ظرف مکان۔ الگ جگہ۔ عَزَلٌ مصدر الگ کر دینا۔

۱۱: ۴۳ = سَاوِي - اَدِي يَأْوِي (باب ضرب) اُوِيَا۔ کسی جگہ نزول کرنا۔ کسی جگہ پناہ حاصل
کرنا۔ اَدِي اِلَى کسی کے ساتھ مل جانا اور منضم ہو جانا۔ اِدَاةٌ (باب افعال) اِيْوَاءٌ۔ کسی کو جگہ دینا
سَاوِي اِلَى جَبَلٍ میں (ابھی) پہاڑ سے جا لگوں گا۔ اور باب افعال سے وَتَوَوِي اِلَيْكَ

مَنْ تَشَاءُ (۲۳: ۵۱) اور جسے چاہو اپنے پاس ٹھکانہ دو۔

= يَعِصْمِنِي - عَنَّمْ يَعِصِمُ - (باب ضَرَبَ) عِصْمَةٌ مصدر - وہ مجھے بچالے گا۔

۱۱: ۲۳ = اِبْلَعِي - بَلَعٌ يَبْلَعُ رَفْتَمًا - امر واحد مؤنث حاضر - تو نگل جا۔ بَلَعٌ سے جس کے معنی نکلنے کے ہیں۔

= اَقْلَعِي - تو تھم جا۔ تورک جا۔ (بارش سے رُک جا۔) اِقْلَاعٌ (اِفْعَالٌ) سے۔ امر واحد مؤنث حاضر۔

= غِيْضٌ - غَاضٌ يَغِيْضُ غِيْضٌ - (باب ضَرَبَ) سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب پانی کو زمین میں جذب کر دیا گیا۔ پانی خشک کر دیا گیا۔ پانی اتر گیا۔

= اِسْتَوَتْ - اِسْتَوَى اِسْتَوَى اِسْتَوَاءً - (اِفْعَالٌ) ماضی واحد مؤنث غائب - وہ کشتی ٹھہر گئی۔ جب یہ علی کے ساتھ متعدی ہو تو اس کے معنی کسی چیز پر چڑھنے۔ قرار پکڑنے اور مستوی ہونے کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں اِسْتَوَى فُلَانٌ عَلٰی عَمَالَتِهِ فُلَانٌ نے اپنا عہدہ سنبھال لیا۔ قرآن میں ہے فَاسْتَوَى عَلٰی سُوْقِهِ (۲۹: ۲۹) اور پھر وہ اپنی نال پر سیدھی ہو گئی۔

یا آیت ہذا میں - وَاسْتَوَتْ عَلٰی الْجُودِيِّ اور وہ جو دی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

= اَبْعَدًا - اَبْعَدٌ - دُورِي - بِلَاكْت - لَعْنَت -

اَلْبُعْدُ کے معنی دوری کے ہیں۔ یہ قُرْبُك کی ضد ہے۔ اَبْعَدٌ (سَمِعَ) کے معنی مرنا کے ہیں۔ اور عموماً اَبْعَدٌ ہلاک ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے فرمایا كَمَا اَبْعَدَتْ تَمُوْدٌ (۱۱: ۹۵) جیسے تمود تباہ ہو گئے۔

چونکہ موت و ہلاکت اور لعنت میں بھی دوری ہوتی ہے اس لئے اَبْعَدٌ اور اَبْعَدٌ کے معنی اکثر ہلاکت اور تباہی اور لعنت کے آتے ہیں۔ اَبْعَدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ - ہلاکت اور بربادی ہو ظالموں کے لئے۔

= قَضَى الدَّوْرَ - قصہ تمام ہوا۔ حکم کی تعمیل ہو چکی۔ کام پورا ہو گیا۔ یعنی جنہوں نے ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے اور جنہوں نے بچایا جانا تھا بچائے گئے۔

۱۱: ۲۶ = اِنَّهٗ عَمَلٌ خَيْرٌ صَالِحٌ - اِى اِنَّهٗ ذُو عَمَلٍ فَاَسِيْدٌ - وہ صاحب اعمال فاسد ہے۔ یعنی اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں غیر صالح ہیں ذُو - کو مبالغہ کی خاطر حذف کیا گیا ہے۔

= فَلَا تَسْأَلْنِ اَصْلٌ میں فَلَا تَسْأَلْنِي تھا۔ لَا تَسْأَلُ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ نون وقایہ اور ی مشکلم مفعول کے لئے ہے تو مجھ سے سوال مت کر۔ مجھ سے درخواست نہ کر۔

= اِعْطَاكَ - وَعَظَّ يَعِظُ وَعَظَّ (ضَرْبَ) سے مضارع واحد متکلم كَ ضمیر مفعول واحد مذکر حاضر۔ میں سنجھ کو نصیحت کرتا ہوں۔

۱۱:۴۸ = اِهْبِطْ - تواتر یعنی اب کشتی سے اتر جاؤ۔ هَبُوطٌ سے (باب ضَرْبَ) امر واحد مذکر حاضر۔

= عَلَىٰ اُمَّمٍ مِّمَّنْ تَعَعَّكَ اِنْ لَوْكُوں پر جو تیرے ساتھیوں میں سے ہیں۔ یعنی جو تیرے ساتھ ہیں۔ اُمَّةٌ - اُمَّةٌ کی جمع ہے بمعنی جماعت

= وَاُمَّةٌ - اُمَّةٌ - مبتدا۔ خبر محذوف ہے تقدیر کلام: وَمِنْهُمْ اُمَّةٌ سَمِعَتْهُمْ - ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو ہم مال و متاع دیں گے۔ اپنی نعمتوں سے ان کو نوازیں گے۔

۱۱:۴۹ = اَنْبَاءٌ - خبریں۔ حقیقتیں نَبَأٌ کی جمع ہے۔ جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہو اسے نَبَأٌ کہتے ہیں۔ اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو نَبَأٌ نہیں کہتے۔ کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نَبَأٌ کہلانے کی مستحق نہیں۔ جب تک کہ وہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو۔ جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس کو اللہ و رسول نے بیان کیا ہو۔ اسی لئے نبی اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے حقیقتیں اور سچی خبریں بیان کرے = نُوْحِيْهَا - نُوْحِيْ - مضارع جمع متکلم۔ ہم وحی کرتے ہیں ہَا۔ ضمیر واحد ذنث غائب جس کا مرجع اَنْبَاءٌ ہے۔

۱۱-۵۰ = وَاِلٰى عَادٍ اٰخَاهُمْ هُرُّوْدًا - اس کا عطف اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهِ رَاٰیہ (۲۵) پر ہے۔ گویا آیت کی تقدیر ہے وَاَرْسَلْنَا اِلٰى عَادٍ اٰخَاهُمْ هُوْدًا۔

اٰخَاهُمْ (ان کا بھائی) یعنی انہیں کے نسب

= مُفْتَرُوْنَ - جھوٹے بہتان باندھنے والے۔ اصل میں اِفْتِرَاءٌ سے مُفْتَرٍ یُوْن تھا۔ اس کا واحد مُفْتَرٍ ہے

۱۱:۵۲ = یُرْسِلِ - مضارع مجزوم بوجہ جواب شرط (مکسور بالوصل) واحد مذکر غائب ہے

بھیجے گا۔ اِرْسَالٌ (اِفْعَالٌ) سے

= السَّمَاءِ - آسمان۔ ابر۔ بارش۔

= مِدْرَارًا - صیغہ مبالغہ۔ بہت برسنے والا۔

اصل میں مِدْرَارٌ - دَرٌّ اور دِرٌّ سے ہے جس کے معنی دودھ کے ہیں پھر بطور

استعارہ بارش کے لئے استعمال ہونے لگا۔

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ قِدْرًا دَاوًا وَهُوَ قَدْرٌ مِثْلُ نَضْدٍ دَاوًا وَمِنْ دَاوٍ دَاوَةٌ تَأْتِي مِنَ الْمَدْيَنَةِ
بار بار بارش برساتے والے بادل بھیجے گا۔ یا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔
= لَا تَتَوَلَّوْا - (جس کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں) اس سے روگردانی نہ کرو۔ منہ نہ موڑو
اعراض مت کرو۔

= مُخْرِجِينَ - ای مصدقین علی ما ائتم علیہ من الاجرام۔ اپنے جرموں پر اصرار کرتے
ہوئے میری دعوت سے روگردانی مت کرو۔
۵۳: ۱۱ = تَارِكِي - تَارِكِي كِي جَمْعُ بَجَالَتٍ نَصْبٌ وَجَرْمُضَافٍ اِلَهْتِنَا (مَضَافٌ مَضَافٍ اِلَيْهِ)
مَضَافٌ اِلَيْهِ۔ تَارِكِي كِي اَصْلٌ فِي تَارِكِيْنَ تَقَانٍ لَوْجِ اَصْنَافٍ كَيْ حَذْفٍ هُوَ كَمَا (هَمْ) اِنْفِ خَدَاوَسٍ
كُو جھوڑنے والے نہیں) یعنی نہیں چھوڑیں گے۔

۵۴: ۱۱ = اِعْتَرَاكَ - اِعْتَرَى - مَاضِي - وَاحِدٌ مَذْكُورٌ غَائِبٌ كَ ضَمِيرٍ مَفْعُولٍ وَاحِدٌ مَذْكُورٌ حَاضِرٌ۔
اِعْتَرَى يَعْتَرِي (اِفْتِعَالٌ) اِعْتَرَاءٌ - كَسِي شَيْءٍ كِي طَرَفٍ قَصْدٌ كَرْنًا اَوْرَاسٍ پَر جھپا جانا۔ اِعْتَرَى
(رَبْحٌ وَالم كَا) كَسِي پَر جھپا جانا۔ اِعْتَرَاكَ - تَجھ پَر غَلْبِہ كَر لِيَا ہے۔ تَجھ پَر جھپا گیا ہے۔ عَدُو - عَدُو مَادَّةٌ
= اِنْ نَقُولُ فِي اِنْ نَافِيہ ہے۔

= بِسُوءٍ - بَا تَعْدِيہ كے لے لایا گیا ہے۔
اِنْ نَقُولُ بِسُوءٍ - ہَمْ (كُچھ) نَہیں بولتے سوائے اِس كے كہ ہَمَاے كسی خدَا نے
تَم كُو كسی خرابی میں مبتلا كرو دیا ہے

= اُسْهِدُ - اَشْهَدُ يُشْهِدُ - اِشْهَادٌ - گواہ كَرْنَا - میں گواہ كرتا ہوں - میں گواہ بنا تا ہوں
= اِشْهَدُوا - تَم گواہ رہو - شْهَدَ يَشْهَدُ (سَمِعَ) سے اَمْرُ جَمْعِ مَذْكُورِ حَاضِرٍ - شْهَادَةٌ مَصْدَرٌ
= تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِہ (تَشْرِكُونَ پَر وَاقِفٌ نَكِيَا جَاے) تَم شَرِكٌ مَظْہَرَا تے ہُو اِس كے (خدَا كے)
سوا۔

= اِنِّي بَرِيءٌ - میں بیزار ہوں - میں بَرِي الذمہ ہوں - میرا کوئی سَر و كَار نَہیں۔
۵۵: ۱۱ = فَكَيْدُ ذِي - میرے ساتھ داؤ گھات كرو۔ میرے خَلَافِ سَازِش كرو۔ كَيْدٌ
كُر و فَرِيب - چَال - داؤ - اچھی تَدْبِير - بَرِي تَدْبِير۔

(حَبِ اِس كِي نَسْبَتِ اللّٰہِ تَعَالَى كِي طَرَفِ ہُو بَعْضِي اچھی تَدْبِيرِ)
= جَمِيْعًا - تَم سَب - يَا اَنْتُمْ وَاِلٰہْتُمْ كُمْ - تَم اَدْر تَہَا سے (جھوٹے) خدَا

= لَا تَنْظُرُونَ - مجھے مہلت نہ دو ہی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔
۵۶:۱۱ = هُوَ - اِی اللّٰهُ۔

= اِخِذْ بِنَاصِيَتِهَا - پکڑنے والا ہے اسے پیشانی کے بالوں سے۔ پکڑے ہوئے ہے اس کو اس کی چوٹی سے۔ یعنی وہ سب پر قدرت رکھتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے اس پر اپنا تصرف رکھتا ہے۔

۵۷:۱۱ = اِنْ تَوَلَّوْا - اگر تم روگردانی کرو۔ تَوَلَّوْا - مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَوَلَّوْا تھا۔ ایک تا حذف ہو گئی۔ تَوَلَّوْا سے۔

= فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ اِلَيْكُمْ - اِی فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهِ اِلَيْكُمْ - اگر تم پھر روگردانی کرو تو میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں۔

= يَسْتَخْلِفُ - مضارع واحد مذکر غائب (باب استفعال) وہ جانشین بنا دیگا۔
= حَفِيظٌ - نگہبان - نگہداشت کرنے والا۔

۵۹:۱۱ = جَحَدُوا - انہوں نے انکار کیا۔ وہ منکر ہوتے۔

جَحَدٌ وَّ جُحُوْدٌ سے (بَابُ فَتْحٍ) ماضی جمع مذکر غائب

= جَبَّارٌ - سرکش - زبردست - دوسرے کو مجبور کر دینے والا۔ متکبر - خود اختیار۔ جَبَّارٌ ذات باری تعالیٰ کے لئے صفت مدح ہے۔ اور انسان کے لئے صفت ذم۔

= عَنِيدٌ - عناد رکھنے والا۔ مخالف - بروزنِ فَعِيْلٌ بمعنی فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کی جمع عُنُوْدٌ ہے عَنِيدٌ - ضدی جو حق کو پہچانتے جاننے سے انکار کرے۔ جو جان بوجھ کر حق کا انکار کرے۔ اِذَا اَبَىٰ اَنْ يَقْبَلَ الشَّيْءَ دَانَ عَرَفَهُ جَانْتَهُ هُوَ كَسَىٰ شَيْءًا كُوْمَانْتَهُ سَے انکار کرے۔

۶۰:۱۱ = اَتَّبِعُوا - اِتَّبَاعٌ (افتعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ ان کے پیچھے لگادی گئی۔

= بُعْدٌ - دوری - ہلاکت - بربادی۔ (ملاحظہ ہو ۱۱:۴۴)

= قَوْمٌ هُوْدٌ - (ہود کی قوم) عطف بیان - اپنے متبوع عادیکی وضاحت کے لئے آیا ہے یعنی وہ قوم عاد جو لعنت دارین کی مستحق ہوئی۔ قوم عاد دو قبیلوں سے منسوب ہے عادِ اولیٰ جو حضرت ہود کی قوم تھی۔ اور عاد ثانی جو عمالقی تھے۔ یہ دونوں شاخیں عاد بن عوص سے

ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد سے ہیں

۶۱:۱۱ = وَالِیْ تَمُوْدَ اِخَاهُمْ صٰلِحًا۔ آیت ۵۰:۱۱ کی طرح اس کا عطف بھی اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِ مِیْدٍ - ۲۵:۱۱ پر ہے۔ اِی وَاَرْسَلْنَا اِلٰی تَمُوْدَ اِخَاهُمْ صٰلِحًا اور ہم نے قوم تمود کی طرف ان کے بھائی (یعنی ان میں سے) صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

= اَنْشَاَکُمْ۔ اَنْشَاَ یُنْشِیْ (اَنْشَاَ اِفْعَالٌ) اس نے پیدا کیا۔ ماضی واحد مذکر غائب کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔

= اِسْتَعْمَرَکُمْ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ یَسْتَعْمِرُ اِسْتِعْمَارٌ (اِسْتِفْعَالٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ اَلْعِمَارَةُ۔ حَرَابٌ کی ضد ہے۔ عَمْرًا اَرْضَهُ لَیْمَرُهَا عِمَارَةٌ۔ اس نے اپنی زمین آباد کی۔

قرآن مجید میں ہے وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۱۹:۹) اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا۔ اِدْرَا الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ۔ (۲۰:۵۲) اور قسم ہے آباد کئے ہوئے گھر کی۔

اَلْعَمْرُ وَالْعُمُرُ۔ اس مدت کو کہتے ہیں جس میں بدن زندگی کے ساتھ آباد رہتا ہے۔

= مُجِیْبٌ۔ اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ نکرہ اِجَابَةٌ۔ مصدر (باب افعال) جَوَّبْتُ مادہ۔ دعا قبول کرنے والا۔

۶۲:۱۱ = مَرْجُوًّا۔ اسم مفعول حالت نصب رَجَوُّ ناقص واوی۔ (باب نصر) سے اصل میں مَفْعُولٌ کے وزن پر مَرْجُوٌّ تھا۔ دو واؤ اکٹھے ہوئے ایک کو دوسرے میں مدغم کیا مَرْجُوٌّ ہو گیا۔ حالت نصب میں مَرْجُوًّا۔ رَجَا یَرْجُو اِجَاءٌ وَرَجَوُّ۔ امید دار رہنا۔ امید کرنا۔ خوف کرنا۔ مَرْجُوٌّ۔ وہ جس سے امیدیں وابستہ ہوں۔

(حضرت صالح کی شرافت۔ متانت۔ ذہانت و فطانت کو دیکھ کر ان کو امیدیں تھیں کہ وہ سیادت و قیادت و مشاورت میں سرمایہ قوم ثابت ہوگا اور ان کے دین سے موافقت کر کے اس کے عروج کا باعث بنیگا۔ لیکن جب انہوں نے خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ تو ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا)

= اَنْهٰنَا۔ الف استفہامیۃ تَنْهٰی واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔ کیا تو ہم کو منع کرتا ہے ہم کو روکتا ہے تَنْهٰی۔ (باب نصر۔ فتح۔ ضَرْبٌ) روکتا۔ منع کرنا

= تَدْعُوْنَا۔ تو ہم کو بلاتا ہے۔ تو ہم کو پکارتا ہے دُعَاؤٌ سے مَضْرَعٌ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔ دَعَوٌ مادہ۔

= مُرِيْبٌ - اسم فاعل اِرَابَةٌ (باب افعال) رِيْبٌ مادہ - مترود بنا دینے والا - تردد میں ڈالنے والا - بے چین کر دینے والا -

یہاں شَكٌّ کی صفت ہے فِي شَكِّ مُرِيْبٍ (ہم) ایک ایسے شک میں مبتلا ہو گئے ہیں - جو بے چین کر دینے والا ہے

۱۱:۶۴ = اَرَاءَ نَيْتُمْ - مہلک بناؤ تو سہی - مہلک تو بتاؤ -

= تَزَيَّدُ ذُنُوبِي - تم میرے لئے زیادہ کرتے ہو - زِيَادَةٌ (باب ضوَب) سے مضارع جمع مذکر حاضر نَ وَ قَايِهِ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مُتَكَلِّمٌ -

= تَخْشِيْرٌ (باب نفعيل) مصدر ہے زیاں کاری - نقصان پہنچانا - ہلاک کرنا (یعنی تم تو میرے نقصان میں اضافہ ہی کر رہے ہو)

= يَقَوْمُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ - یہ کفار ثمود کے مطالبہ قَاتِ بِآيَةٍ اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۶:۱۵۴) کے جواب میں ہے - آيَةٌ بوجہ حال کے منصوب ہے،

= فَذَرُوْهَا - تم اس کو چھوڑ دو - امر - جمع مذکر حاضر ہا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مُنَوَّثٌ غَائِبٌ -

= تَأْكُلُ - فعل مجزوم - جواب طلب کی وجہ سے ہے -

= فَيَاخُذْكُمْ - میں ف حرف ناصب ہے جو فعل مضارع پر بتقدیر اَنْ داخل ہو کرتی ہے - جیسے زُرْنِيْ فَاُكْرِمْكَ

۱۱:۶۵ = فَعَقَرُوْهَا - انہوں نے اس (اونٹنی) کی کوچھین کاٹ دیں -

= تَمَتَّعُوا - تم لطف اٹھا لو - تم (دنیاوی مال و متاع کا) فائدہ اٹھا لو -

۱۱:۶۷ = الصّٰیْحَةُ - چیخ - کرک - ہولناک آواز - چنگھاڑ -

صَاحٌ يَصِيحُ (ضَرَبَ) کا مصدر ہے - چونکہ زور کی آواز سے آدمی گھبرا اٹھتا ہے - اس لئے بمعنی گھبراہٹ اور عذاب کے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے -

= جُثَمِيْنٌ - اوندھے پڑنے والے - زانوں کے بل گرنے والے -

جُثُوْمٌ سے جس کے معنی سینہ کے بل اوندھے منہ زمین پر پڑنے کے ہیں - اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر - اس کی واحد جَاثِمَةٌ ہے -

۱۱:۶۸ = لَمَّا يَعْنُوْا - مضارع نفی جَدْبَلَمْ - جمع مذکر غائب - عِنَى مصدر - (باب سَمِعَ) انہوں نے

قیام نہیں کیا - وہ نہیں ٹھہرے - عِنَى بِالْمَكَانِ - وہ مکان میں ٹھہرا - مَعْنَى - فرود گاہ -

حَاثٌ لَمَّا يَعْنُوْا فِيْهَا - گویا وہ ان گھروں میں کبھی ایسے ہی نہ تھے - فِيْهَا - میں ہا ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مُنَوَّثٌ

کا مرجع مِنْ دِيَارِهِمْ ہے۔

= بُعْدًا - دوری - ہلاکت - ملاحظہ ہو ۱۱: ۲۲: ۱۱: ۶۰ -

۱۱: ۶۹ = اِبْرَاهِيمَ - اِیْ اِلٰی اِبْرَاهِيمَ - منصوب لوجہ غیر منصرف ہونے کے (عجہ اور معرفہ

ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے)۔

= لُبْسُوۡی - خوشخبری - ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ (چہرہ) پر مسرت اور خوشی کے آثار نمایاں

= قَالُوۡا سَلَامًا - سَلَامًا کے نصب کی حسب ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ بطور مصدر استعمال ہوا ہے اور اس کا فعل محذوف ہے اِی نَسَلِمُ عَلَیْكَ سَلَامًا ہم تجھ کو سلام کہتے ہیں۔

(۲) سَلَامًا - قَالُوۡا کا مفعول ہے انہوں نے سلام کہا۔

= قَالَ سَلَامٌ - سَلَامٌ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف۔ تقدیر یہ ہے سَلَامٌ عَلَیْكُمْ

= لَبِثَ - ماضی واحد مذکر غائب (سَمِعَ) وہ رہا۔ وہ ٹھہرا رہا۔ قرآن مجید میں ہے قَالَ كَذَّبَتْ

لَبِثْتُمْ (۱۱۳: ۲۳) خدا تعالیٰ پوچھیکا۔ تم کتنے برس ہے۔ مَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ - لفظی ترجمہ ہوگا

وہ نہ ٹھہرا کہ آگیا۔ یعنی جلد ہی آگیا۔

= حَیۡیۡنٍ - بریاں - تلا ہوا - مہوٹا ہوا - حَیۡنًا سے بروزن فعیل بمعنی مَفْعُوۡلٌ صفت

مشبہ ہے۔ جیسے حَیۡیۡنٍ بمعنی محمود ہے۔

= عِجۡلٍ - بھڑا - گائے کا بچہ۔

۱۱: ۶۰ اِیۡنِہٖۡ مِیۡنَ ؕ ضَمِیۡرٌ وَّاحِدٌ مَّذْکُرٌ غَآیۡبٌ کَا مَرۡجِعِ عِجۡلٍ

= نَکِرَہُۡمَ - اَلۡدِیۡنَکَۡرُ - عِرْفَانٌ کی ضد ہے اس نے نہ پہچانا۔ اس نے اجنبی خیال کیا۔

وہ ان کی طرف سے شبہ میں پڑ گیا۔ انکار عدم معرفت ہے۔ لیکن بعض اوقات، انسان جانتے

ہوتے بھی انکار کر دیتا ہے۔ اسے کذب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے یَعْرِفُوۡنَ نِعۡمَۃَ اللّٰہِ

ثُمَّ یُنۡکِرُوۡنَهَا (۸۳: ۱۶) یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں مگر واقف ہو کر انکار کرتے ہیں۔

المنکر۔ ہر اس فعل کو کہتے ہیں کہ جسے عقل سلیم قبیح خیال کرے۔ یا عقل کو اس کے حسن و قبح

میں توقف ہو۔ مگر شریعت نے اس کے قبیح ہونے کا حکم دیا ہو۔ قرآن مجید میں ہے وَتَاۡتُوۡنَ

فِیۡ نَارٍ بِکُمُۡ الْمُنۡکَرُ (۲۹: ۲۹) اور تم اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔

= اَوۡجَسَ - اس نے محسوس کیا۔ اِیۡجَاسٌ سے جس کے معنی دل میں محسوس کرنے اور

قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ وَجَسَ مَادَّةٌ -

أَوْحَىٰ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۗ ان کی طرف سے دل میں ڈر محسوس کیا۔ ایک اور جگہ آیا ہے فَأَوْحَىٰ
فِي نَفْسِهِ خِيْفَةَ مُوسَىٰ (۲۰ : ۶۰) (اس وقت) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف
محسوس کیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ خوف اس بنا پر تھا کہ جب ان نو واردوں نے کھانے میں
تامل کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی نیت پر شبہ ہونے لگا۔ کہ کہیں یہ دشمنی کے ارادے
سے تو نہیں آئے۔ کیونکہ عرب میں جب کوئی کسی کی ضیافت قبول کرنے سے انکار کرتا تو یہ سمجھا جاتا تھا
کہ وہ مہمان کی حیثیت سے نہیں آیا بلکہ قتل و غارت کی نیت سے آیا ہے۔

لیکن بعد کی تفسیر اس کی تائید نہیں کرتی۔ بلکہ انداز کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کھانے کی طرف
ہاتھ نہ بڑھنے سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تاڑ گئے تھے کہ یہ فرشتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کا علانیہ
انسانی شکل میں آنا غیر معمولی حالات میں ہی ہوا کرتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوف
جس بات کا ہوا وہ دراصل یہ تھی کہ کہیں آپ کے گھر والوں سے یا آپ کی بستی کے لوگوں سے یا
خود آپ کے کوئی ایسا قصور تو نہیں ہو گیا جس پر گرفت کے لئے فرشتے اس صورت میں بھیجے گئے ہیں
اگر بات وہ ہوتی جو بعض مفسرین نے سمجھی ہے تو فرشتے یوں کہتے کہ ڈرو نہیں ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے
فرشتے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے آپ کا خوف دور کرنے کے لئے کہا کہ ہم تو قوم لوط کی طرف
بھیجے گئے ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کافر فرشتہ ہونا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی جان گئے تھے
(تفہیم القرآن)

۱۱ : ۷۱ = فَصَحَّكْتَ فَبَشَّرْنَا بِإِسْحَاقَ ۗ حضرت سارہ کے ہنسنے کی دو وجوہ تھیں۔

(۱) جب آپ نے محسوس کیا کہ حضرت ابراہیم کی تشویش دور ہو گئی ہے اور آپ مطمئن ہو گئے
ہیں تو خوشی سے ہنس پڑیں۔

(۲) عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ گویا عبارت یوں ہے فَبَشَّرْنَا هَا بِإِسْحَاقَ ... یعقوب
فَصَحَّكْتَ۔ ہم نے جب اسے اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوب (علیہما السلام) کی تو
وہ فرط مسرت سے ہنس پڑیں۔

۱۱ : ۷۲ = يٰوَيْلَيْكُمَا ۗ اصل میں يٰوَيْلَيْكُمَا تھا۔ افسوس یا حسرت کی آواز کھینچنے کے لئے ہی کو اللف
سے بدل دیا گیا۔ وَيْلٌ كَالغوى معنی ہلاکت ہے۔ یہاں اس سے مراد اپنے لئے بددعا کرنا نہیں محض
اظہار حیرت و تعجب مقصود ہے۔ عورتیں اکثر اظہار حیرت و تعجب کے موقع پر ایسے کلمات بولتی ہیں ہاں
میں مر گئی۔ ہائے میں مرجاؤں۔ یہ بھی ایسا ہی کلمہ ہے۔ یعنی يٰعَجَبًا يٰحَسْرَتًا۔

= عَالِدٌ - عَ بَرَاءے استفہام - کیا میں جنوں کی

= عَجُوذٌ - بڑھیا - پیرزن -

= بَعْلِيٌّ میرا خاوند - بَعْلٍ مضاف - ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ -

= شَيْخٌ بوڑھا - شَيْخٌ جمع -

۱۱: ۳ = كَعَجَبِينَ - تو تعجب کرتی ہے

= حَمِيدٌ - بروزن فعیل بمعنی مَفْعُولٌ مَحْمُودٌ صفت مشبہ - ستودہ - تعریف کیا ہوا
سر ابا ہوا - حَمْدٌ سے -

= مَجِيدٌ - مجد یمجد مَجِيدٌ کے معنی کرم و ثروت اور بزرگی میں وسعت اور بڑائی کے

ہیں - ذات باری تعالیٰ کا اس صفت کے ساتھ تصف ہونا اس کے وسعت فیض اور کثرت

جود کے سبب ہے مَجِيدٌ وسعت کرم کا مالک - وسیع الفضل - کثیر الخیر - رفیع الشان
سب سے بڑھ کر بزرگ -

۱۱: ۴ = السَّرْعُ - خوف - ڈر - رَاعٍ يَرْزَعُ کا مصدر

= يُجَادِلُنَا - مضارع واحد مذکر - مُجَادَلَةٌ وَجِدَالَةٌ مصدر - باب مناعلة نا ضمیر مفعول جمع متکلم -

وہ ہم سے (یعنی ہمارے فرشتوں سے) جھگڑا کرنے لگا -

۱۱: ۵ = آذَاهٌ بروزن فَعَالٌ - مبالغہ کا صیغہ ہے بہت آہ آہ کرنے والا اپنے گناہوں پر دوسروں

کی غمخواری میں - گڑ گڑا کر کثرت سے دعائیں کرنے والا - رحمدل - کثرت سے التبت کا ذکر کرنے والا

= مُنِيبٌ - اسم فاعل واحد مذکر - اِنَابَةٌ مصدر (باب افعال) تَوْبٌ مادہ - اللہ کی طرف

رجوع کرنے والا - خلوص کے ساتھ توبہ کرنے والا - ہر طرف سے مڑ کر اللہ کی طرف لوٹنے والا -

نَابٌ يَنْوِبُ (نَصْر) کسی چیز کا بار بار لوٹنا - نَوْبَةٌ کا بھی یہی معنی ہے - نَائِبَةٌ وہ مصیبت

جو بار بار لوٹتی ہے -

۱۱: ۶ = اَتِيَهُمْ - ان پر آئیوا لائے - اَتَى (آئیوا لاء) مضاف ہم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف

الیہ - اَتَى يَأْتِي سے اسم فاعل -

= غَيْرٌ مَرْدُودٍ - مَرْدُودٌ (مَفْعُولٌ) اسم مفعول واحد مذکر - رَدٌّ سے باب نصر - ٹالا جانیوا لاء

لوٹایا جانیوا لاء - غَيْرٌ مَرْدُودٍ - جو لوٹایا نہیں جائے گا - جو ٹالا جانیوا لاء نہیں -

رَدَّ كَمَا كَانَا - شَيْطَانٌ مَرْدُودٌ

۱۱: ۷ = سَيِّئٌ بِهِيْمٌ - سَوَاءٌ سے ماضی مجہول - واحد مذکر غائب - وہ دل گیر ہوا - نکل گیا ہوا -

== ضَاقٌ - ضَيْقٌ سے۔ وسعت کی ضد ہے۔ وہ تنگ ہوا۔
 == ذُرْعًا - طاقت۔ گنجائش۔ ہاتھ کی کشادگی۔ الذَّرْعُ - کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے اخیر تک کا حصہ۔ ہاتھ (لمبائی کی اصطلاح میں) ذِرَاعٌ - جمع۔ ذُرْعَانٌ وَأَذْرُعٌ۔
 تفسیر الخازن میں ہے۔ "ازہری کا بیان ہے کہ: ذُرْعٌ - طاقت کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے؛ اور اس کی اصل یوں ہے کہ اونٹ اپنی رفتار میں اگلے قدموں کو پچھلے قدموں کی وسعت کے اعتبار سے بڑھاتا ہے اور جب اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے اگلے قدم تنگ ہو جاتے ہیں اور وہ کمزور ہو کر اپنی گردن لمبی کر دیتا ہے۔ پس ضَيْقُ الذَّرْعِ عبارت ہے ضَيْقُ الوُسْعِ والطاقة سے پس ضَاقٌ بِهِمْ ذُرْعًا سے معنی ہوتے کہ معاملہ کی خرابی سے رہائی کی صورت کوئی نہ مل سکی۔"

علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ: جب انسان کسی مکروہ امر سے مدافعت میں عاجز ہو جائے تو یہ الفاظ دل گرفتگی اور انقباض کے اظہار کے لئے بطور کنایہ بولے جاتے ہیں۔

عربی میں محاورہ ہے ضَاقَ بِكَذَا إِذْرَاعِي - میں اس سے عاجز ہوں۔ پس ضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا کے معنی ہوتے اس نے اپنے آپ کو ان کے سامنے بے بس پایا۔
 == يَوْمٌ عَصِيبٌ - عَصِيبٌ - سخت۔ بھاری۔ عَصِيبٌ سے جس کے معنی سخت کس کہ باندھنے اور گھیر لینے کے ہیں۔ بروزن فَعِيلٌ - صفت مشبہہ کا صیغہ ہے۔ يَوْمٌ عَصِيبٌ سخت دن۔ سخت بھاری دن۔

۱۱: ۷۸ == يُهْرَعُونَ مضارع مجہول جمع مذکر غائب اِهْرَاعٌ مصدر اِفْعَالٌ - تیز دوڑا ہوتے مجہول کا صیغہ سرعت اور شدت جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ یعنی وہ تیزی اور سرعت حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف دوڑے جیسے انہیں کوئی بیرونی طاقت مجبور کر رہی ہے اور وہ اٹھے جا رہے ہیں۔

یہ مجبوری کا مفہوم اس آیت میں بھی ہے فَهَمَّ عَلَى أَثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ (۷۸: ۷۹) سو وہ بھی ان کے نقش قدم پر تیزی سے اندھا دھند چل پڑے (یعنی ان کے شوق و رغبت کی یہ شدت تھی کہ انہوں نے دلیل صحیح کی پیروی چھوڑ کر اندھی تقلید شروع کر دی گویا مجبور محض تھے)
 نیز ملاحظہ ہو: ۱۲۰: ۷۰ وَ الْفِتْرِ السَّحَرَةُ سَجِدِينَ اور جادو گر بے اختیار سجدہ میں گر گئے)
 = بَدْنِي - میری بیٹیاں۔ یعنی قوم کی عورتیں۔ (جو پیشتر قوم کے افراد سے شادی شدہ تھیں اور باقاعدہ نکاح میں تھیں) اور جو کہ ایک نبی کے لئے بمنزلہ بیٹیاں ہی ہوتی ہیں۔

= هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ - خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے وہ زیادہ پاکیزہ اور بہتر ذریعہ ہیں
= وَلَا تُحْزِنُ فِي صَيْفِي - یعنی میرے مہانوں کو ذلیل کر کے مجھے ذلیل نہ کرو۔

یہ لفظ خِزْيٌ سے بنا ہے بمعنی رسوائی یا خِزَايَةٌ سے بمعنی حیا۔ مطلب ہوگا مجھے شرمندہ نہ کرو

۱۱: ۷۹ = حَقٌّ - حق سے یہاں مراد حاجت، ضرورت، سروکار ہے۔ ای لیس لنا بہن

حاجة دلائلنا فیہنَّ شہوۃ۔ یعنی نہ ہمیں ان کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کی خواہش۔

۱۱: ۸۰ = اِدْوٰی - میں بیٹھوں گا۔ میں فروکش ہو جاؤں گا۔ اِدْوٰی سے باب ضرب ادئی الی

الْبَيْتِ - گھر میں اترنا۔ ٹھکانہ لیا۔ یا پناہ لی۔ قرآن میں ہے سَاوِیْ اِلَى جَبَلٍ (۱۱: ۲۲۳) میں
ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔

= رُكْنٌ - سہارا۔ کسی چیز کی وہ جانب جس کے سہارے وہ قائم ہوتی ہے۔ استعارہ کے
طور پر نور اور قوت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیتہ ہذا: لے کاش! مجھ کو تمہارے مقابلہ
کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا سراپا چڑھ سکتا۔

۱۱: ۸۱ = لَنْ يَصِلُوْا اِلَيْكَ یہ (لوگ) تجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ای لَنْ يَصِلُوْا اِلَيْكَ
بضرور ولا مکروہ۔ یعنی وہ تمہیں کوئی گزند یا تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔

= اَسْرٍ - قورات کو لے کر چل۔ اسواء سے جس کے معنی رات کو لے کر چلنے کے اور رات
کو سفر کرنے کے ہیں۔ امر۔ واحد مذکر حاضر۔

قرآن مجید میں ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا (۱۷: ۱) پاک ہے وہ ذات
جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات۔

= يَقِطُّ مِنَ اللَّيْلِ - القَطْعُ فِي الْخَوَالِي - رات کے پھلے حصہ میں وقیل من اَوَّلِ
الْبَيْلِ - رات کے پہلے حصہ میں۔

= لَا يَلْتَفِتُ - نہی واحد مذکر غائب۔ اِلْتِفَاتٌ (افتعال) مصدر۔ لَفَّتْ مادہ مکرر نہ دیکھے

= اِلَّا اَمْرًا تَاكَ - اِلَّا - حرف استثناء اِمْرًا تَاكَ مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ ہے

اَهْلِكَ - مستثنیٰ منہ۔ یعنی رات کو اپنے گھروالوں کو لے کر چل پڑو ما سوائے اپنی بیوی کے
(یعنی اس کو نہ لیجانا)

= مُصِيبًا - اسم فاعل واحد مذکر۔ مضاف۔ ہا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اس کو پالینے والا۔ اس پر پہنچ جانے والا۔ اَصَابَ يُصِيبُ سے۔

= مَوْعِدَهُمْ - مَوْعِدٌ اسم ظرف زمان۔ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

ان کے وعدہ کا وقت

۱۱: ۸۲ = سِجِّيلٌ - کنکرہ - فارسی سنگِ دگل - جو عربی میں آکر سِجِّیل بن گیا

سِجِّیل کا لفظ سَجَلٌ سے بنا ہے بمعنی جاری کرنا۔ دے دینا۔ یعنی ہر پتھر دیا ہوا یا بھیجا ہوا تھا۔
یا سِجِّیلٌ سے بنا ہے بمعنی لکھا ہوا۔ یعنی اللہ نے پتھروں پر لکھ دیا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ سِجِّیل اصل
میں سَجین تھا ن کول سے بدلا گیا۔ دوزخ کا ایک طبقہ
= مَنْضُودٍ - اسم مفعول - واحد مذکر - تہرتہ۔

نَضَدْتُ الْمَتَاعَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ کے معنی ہیں سامان کو قرینے سے اوپر نیچے رکھنا۔ قرینے
سے رکھے ہوئے سامان کو مَنْضُودٌ یا نَضْدٌ کہتے ہیں۔ جس تخت پر سامان جوڑ کر رکھا جائے اسے بھی
نَضِيدٌ کہتے ہیں۔ اس سے استعارۃً فرمایا طَلَعُ نَضِيدٌ (۱۰: ۵۰) جن کا گاجا تہرتہ ہوتا ہے۔ یا
طَلَعُ مَنْضُودٍ (۲۹: ۵۶) اور تہرتہ کیوں۔

۱۱: ۸۳ = مُسَوَّمَةٌ - اسم مفعول واحد مؤنث تَسْوِيمٌ (تَفْعِيلٌ) مصدر نشان زدہ حِجَارَةٌ
کی صفت ہے۔ سیمۃٌ - سُوْمَةٌ و سِيمًا - علامت - نشانی۔
= ھے - ضمیر واحد مؤنث غائب حِجَارَةٌ مُسَوَّمَةٌ کی طرف راجع ہے۔

۱۱: ۸۴ = لَا تَنْقُصُوا - فعل نہی - جمع مذکر حاضر - نَقَصٌ (باب نصر) سے تم مت گھٹاؤ۔ تم مت
کلم کرو۔

= الْأَمِكِيَالِ - اسم آلہ مفرد - غلہ کو ماپنے کا پیمانہ - كَيْلٌ - مصدر - (باب ضرب) قَافٍ
لَنَا الْكَيْلَ - (۸۸: ۱۲) آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا ماپ غلہ کا دیجئے۔

= الْمِيزَانَ - اسم آلہ وزن کرنے کا آلہ - ترازو - مصدر - وزن کرنا - (باب ضرب) جمع مَوَازِينِ
= إِنِّي آرَاكُمْ بِخَيْرٍ - میں دیکھتا ہوں تم بخیر ہو۔

را، یعنی تم صاحب مال و دولت ہو۔ تمہیں ڈنڈی مارنے اور کم ماپنے یا تولنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔
۱۲ میں تم کو اچھا بھلا خوشحال پاتا ہوں لہذا تم اپنی مذموم حرکات اور افعال سے یہ خداداد نعمت
زائل مت کرو۔

= يَوْمَ مَحْضٍ - وہ دن جو مجرم کو ہر طرف سے گھیر کر اسے مجبور اور بے بس کر دے گا۔

عَذَابِ يَوْمٍ مَحْضٍ - اس دن کا عذاب جو ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

روح البیان میں ہے وصف اليوم بالحاطة والمراد العذاب - مَحْضٌ لفظاً یوم کی
صفت ہے لیکن مراد اس سے عذاب ہے یعنی میں ڈرتا ہوں اس دن سے کہ تم پر عذاب مَحْضٌ

آجائے۔

۱۱:۸۵ = اَدْفُوا - اِنْفَاءٌ لِاَفْعَالٍ، اَدْفَى يُوَدِّعُ اِنْفَاءً وَفِي الرَّفِيفِ مَفْرُوقٌ، فَعْلٌ اَمْرٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - تَمَّ يُوَدِّعُ اَمْرٌ -

= وَلَا تَبْخَسُوا - فَعْلٌ نَهْيٌ - جَمْعٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - تَمَّ كَمَّ نَهْيٌ - بَخَسَ سَخَسَ مِنْ بَابِ فَتْحٍ -

= وَلَا تَعْتُوا - فَعْلٌ نَهْيٌ جَمْعٌ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ - تَمَّ فَسَادٌ نَهْيٌ -

الْعَيْثُ وَالْعَيْثِيُّ - سَخَتْ فَسَادٌ يَبْدَأُ كَرْنًا - جَمْعٌ فَسَادٌ كَالْاِدْرَاكِ حَتَّى يَبْعَثَ وَيُعْتُو كَهَاتَا
اور جس فساد کا ادراک حکمی ہوا سے عیثی کہتے ہیں - عَيْثٌ وَعْتُو - باب نصر کے مصدر ہیں
اور عَيْثِيٌّ وَعَيْثِيٌّ (باب سجع) کے - دوسری جگہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے وَلَا تَعْتُوا فِي الدُّنْيَا
مُفْسِدِينَ (۲: ۱۶۰) اور ملک میں فساد اور انتشار مت پیدا کرو۔

۱۱:۸۶ = بَقِيَّتُ اللّٰهِ - اِى مَا بَقِيَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنَ الْحَلَالِ - حَلَالٌ كِى رُوِى اَنَّ رَجُلًا بَعِثَ
دِلْوَةً - (هُوَ) خَيْرٌ لَّكُمْ (مِمَّا تَاخُذُوْنَ) بِالْاِطْفَافِ، وَهُوَ اَبْتَرُ مِنْ تَهَاكُؤِ لِنِ اس بَيْتِ
جو تم ڈنڈی مار کر حاصل کرو۔

۱۱:۸۷ = اَصَلَوْتُكَ تَاْمُرُكَ (مَحْمُولٌ مِنْ) كَيْتُ هِي كَيْتُ تَمَّ هِي كَيْتُ هِي كَيْتُ هِي كَيْتُ هِي
= اَدَانَ تَفَعَّلَ فِي اَمْوَالِنَا مَا نَشَاؤُ - اِى اَدَانَ تَتْرَكَ فَعَلْنَا فِي اَمْوَالِنَا مَا نَشَاؤُ -

(کہ ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں۔) اَلْكَشَافُ ذِیْلُ نُوْثٍ نَمْبَرٌ ۳
= اِنَّكَ لَآتَى الْحَلِيمِ التَّرَشِيدُ - الْحَلِيمُ - بَرٌّ دَبَّارٌ - تَحْمَلُ وَاللَّ - بَاوَقَارٌ - الْحَلِيمُ كَيْتُ
معنی ہیں نفس و طبیعت پر ایسا ضبط رکھنا کہ غیظ و غضب کے موقع پر بھڑک نہ اٹھے۔ بَرٌّ دَبَّارٌ
صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کی جمع اَحْلَامٌ ہے۔ آیت اَدْنَا مَرُوهُمْ اَحْلَامُهُمْ (۵۲: ۳۲)
میں بعض کے نزدیک عقلمیں مراد ہیں۔ اصل میں حلم کے معنی متانت کے ہیں مگر چونکہ متانت بھی
عقل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے علم کا لفظ بول کر عقل مراد لیتے ہیں جیسا کہ مسبب بول
کر سبب مراد لے لیا جاتا ہے۔ آیت ہذا میں اکثر مفسرین نے حَلِيمٌ کے معنی عقل مند دانا لیا ہے
گو بعض نے اس کے اصلی معنوں میں لیا ہے یعنی بردبار۔ تحمل والا۔ جو دوسروں کے گناہ اور غلطیوں
کو تحمل کے ساتھ برداشت کرے۔

التَّرَشِيدُ - نِیْکِ چال - رَاسِتٌ بَارٌّ - شَائِسَةٌ - دُشْدٌ سے بَرٌّ دَبَّارٌ فَعِلٌ بِمَعْنَى فَاعِلٌ
ہے۔ التَّرَشِيدُ وَالرُّشْدُ - عَيْتٌ كِى مُدَّ هِي - اور ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے باب
نَصْرٍ - مَسَّجٍ - دَوْلُوْنَ سے آتا ہے۔ اس جملہ کا لفظی ترجمہ یوں ہے - تحقیق تو بڑا عقلمند اور راستا

دیندار ہے۔ لیکن یہ الفاظ استہزاء کہے گئے ہیں مراد ان کی ان صفات کی ضد ہے یعنی تم تو بڑے احمق اور کج راہ ہو یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کسی کینجوس مکھی چوس کو کہیں کہ کیا کہنے تمہاری سخاوت کے اگر حاتم طائی بھی تمہیں دیکھ لے تو تمہارے آگے سجدہ میں گر پڑے۔

یاریہ کہ تم تو اچھے بھلے سمجھ دار اور دیندار آدمی ہو تم سے ایسی باتوں کی امید نہ تھی۔ کہ طعن و تشنیع کا نشاۃ ہمیں ہی بناؤ۔

یاریہ کہ تم تو بردبار حلیم الطبع اور راست رو آدمی ہو جو دوسروں کی غلطیاں دیکھ کر تحمل سے کام لیتا ہے لیکن تم ہو کہ ان صفات سے متصف ہوتے ہوئے بھی ہمیں نکتہ چینی کا ہدف بناتے ہو ۸۸:۱۱ = اَرَايْتُمْ جَبَّهْمَزُهٗ اسْتَفْهَامٌ رَاٰیْتُمْ پَرْدَاخِلٌ ہوتا ہے تو اس حالت پر معنی کا آنکھوں یا دل سے دیکھنے کے معنی میں آنا ممنوع ہوتا ہے اور اَرَايْتُمْ کے معنی ہوتے ہیں اَخْبِرْنِي لِهٰذَا اَرَايْتُمْ یعنی اَخْبِرُوْنِي ہے مہلک بھگے یہ تو بتاؤ = مِثْلُهٗ۔ مِنْ لَدُنْہٖ۔ اپنی اخدا کی طرف سے

= رِزْقًا حَسَنًا۔ عمدہ روزی۔ رزقِ حلال۔ نجس اور تلخیص سے مُبْتَرًا یا اس سے مراد نبوت در ^{سالت} ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی

اَرَايْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقْنِيْ مِنْہٗ رِزْقًا حَسَنًا۔ میں جواب شرط محذوف ہے۔ یعنی اَخْبِرُونِيْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی حُجَّةٍ وَّاضِحَةٍ وَّيَقِيْنٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكُنْتُ نَبِيًّا عَلٰی الْحَقِيْقَةِ اِلٰی اَنْ لَا تُرْكَمُ بِتَرْكِ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَعٰی مہلک بتاؤ تو سہی اگر میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح دلیل ہو اور میں سچا نبی منجانب اللہ ہوں تو کیا یہ درست ہوگا کہ میں تمہیں بت پرستی کو ترک کرنے اور گناہوں سے بچنے کے لئے نہ کہوں۔

= اُخَالِفْكُمْ۔ مخالفت (باب مفاعلة) سے مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے اور كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ میں تمہاری مخالفت کروں۔ کہا جاتا ہے خَالَفْتَنِيْ فُلَانٌ عَنْ كَذَا۔ جب کہ وہ اعراض کر رہا ہو اور تم اس چیز کا قصد کر رہے ہو۔ اور خَالَفْتَنِيْ اِلٰی كَذَا۔ جبکہ تم اعراض کرنے والے ہو اور وہ قصد کرنے والا ہو۔

= مَا اَنْهٰكُمْ عَنْہٗ۔ جس سے میں تم کو منع کرتا ہوں۔

مَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفْكُمْ اِلٰی مَا اَنْهٰكُمْ عَنْہٗ۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ جس بات سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس کا خود ارتکاب کروں۔ یعنی جس بات سے میں تم کو منع کرتا ہوں تمہیں

راہِ راست کی ترغیب دے کر اٹا اس بات کی طرف خود جھک جاؤں۔

== تَوْفِيقِي - مضاف مضاف الیہ - میری توفیق - میری مقدرت - مجھ سے بن آنا۔ توفیق کا معنی اچھے مقصد کے حصول کے لئے تمام اسباب کا مہیا کر دینا۔ یعنی میری کامیابی انحصار محض اللہ کی اعانت و تائید پر ہے۔

== اُنْيَبُ - اَنَابَ يَنْبِي (افعال) اِنَابَةٌ - (نَوْبٌ مَادَّة) سے مضارع واحد متکلم - میں رجوع کرتا ہوں - اَلنَّوْبُ کسی چیز کا بار بار لوٹ کر آنا۔ ثلاثی مجرد میں باب نصر سے آتا ہے۔

۱۱:۸۹ = لَا يَخِرُّ مَتَّكُمُ - فعل نہی واحد مذکر غائب بانون ثقیلہ تاکید جَزَمَ مصدر باب ضَرَبَ - كُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ ہرگز تم کو نہ اکسائے۔

== شِقَاتِي - مضاف مضاف الیہ - میری مخالفت - میری عداوت

شِقَاتِي - بمعنی ضد - مخالفت - اپنے دوست کی شق کو چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا۔

== اَنْ بَصِيْبِكُمْ - مبادا کہ پہنچے تمہیں - اَنْ بمعنی کہ۔

بُصِيْبٌ - واحد مذکر غائب مضارع منصوب بوجہ عمل اَنْ۔

اَصَابَ يُصِيْبُ اِصَابَةٌ (باب افعال) كُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ کہ تم کو مصیبت پہنچے ۱۱:۹۰ = وَدُوْدٌ - صیغہ مبالغہ - محبت کرنے والا۔ ثواب دینے والا۔

اَلْوُدُّ کے معنی ہیں کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کے ہونے کی تمنا کرنا۔ دَدَّ يُوْدُّ (سمع) وُدٌّ و مَوَدَّةٌ مصدر۔

۱۱:۹۱ = مَا نَفَقَهُ - مضارع منفی جمع متکلم - ہم نہیں سمجھتے - فِقْهُ - مصدر - فِقْهُ يَفْقَهُ (سمع) فِقْهُ -

اَلْفِقْهُ کے معنی علم حاضر سے علم غائب تک پہنچنے کے ہیں اور یہ علم سے اخص ہے۔ قرآن میں ہے فَمَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (۴۸:۲۸) ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات ہی نہیں سمجھ سکتے۔ علم الفقہ احکام شریعت کے جاننے کا نام ہے۔ فِقْهُ سمجھ، دانش علم - فِقِيْهُ - عقل مند - دانشور - عالم دین سمجھ دار۔

== دَهَطًا - مضاف مضاف الیہ - تیری برادری - تیرے بھائی بند - دَهَطٌ بمعنی نفر - شخص قبیلہ - برادری - بھائی بند۔ نفراد شخص کے معنوں میں آیا ہے تِسْعَةٌ دَهَطٍ يُفْسِدُوْنَ (۲۷:۱۲۸) نو آدمی تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے۔

برادری - قبیلہ - بھائی بند کے معنوں میں آیت ہذا - اور اس سے اگلی آیت (۱۱:۹۲)

لِقَوْمٍ أَرَاهُطِي اعْتَرَعَلَيْكُمْ دِينَ اللَّهِ۔ اے میری قوم! کیا میری برادری کے لوگ تمہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ عزیز ہیں۔ اور آیت نہ ا کا ترجمہ۔ اگر تیری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:۔ رھط خاندان کے ان افراد کو کہتے ہیں جو کسی شخص کی تقویت کا باعث ہوں اور دکھ سکھ میں اس کے خربک ہوں۔

رھط الرجل عشيرته الذی یستند علیہم ویتقوی بہم۔

= وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِزٌّ۔ عزیز کے معنی محبوب۔ غالب۔ عزت والا۔ زبردست۔ قوی۔ گرامی قدر۔ سبھی ہیں۔ عَزِيزٌ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر عَزَّةٌ سے معنی فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی نہ تو تو ہمارا اتنا لاڈلا ہے کہ ہم تیری زیادتیوں کو محبت کی خاطر برداشت کرتے رہیں۔ نہ تو ہم پر اتنا غالب اور اتنا طاقتور ہے کہ ہم اپنی کمزوری کے پیش نظر چپ رہیں۔ اور نہ تو اتنا معزز اور گرامی قدر ہے کہ ہم تیرا لحاظ کریں۔ ہم تو محض تیری برادری کی وجہ سے تیرا لحاظ کر رہے ہیں۔

۱۱: ۹۲ = اعَزُّ۔ عَزُّ (معنی عزت) سے افعال التفضیل کا صیغہ ہے زیادہ عزت والا۔ زیادہ طاقت ور۔

= عَلَيْكُمْ۔ اِیْ عِنْدَكُمْ۔

= اِنَّا نَخَذُ تَمُوًّا۔ اصل میں اِنَّا نَخَذُ تَمُوًّا۔ صمیرہ کے اتصال کی بناء پر واو لایا گیا ہے تم نے اس کو پھیرا یا۔ تم نے اس کو ڈال دیا۔ صمیرہ واحد مذکر غائب کا مرجع اللہ ہے۔

= وَاَرَاءَكُمْ۔ وَاَرَاءُ۔ مصدر ہے۔ جس کا معنی اَرَّ۔ حَدِّ فَاصل۔ کسی چیز کا آگے ہونا۔ پیچھے ہونا۔ علاوہ۔ اور سوار کے ہیں۔ فصل اور حد بندی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے سب معنی میں مستعمل ہے۔ وَیَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ۔ (۹۱: ۲) اور وہ انکار کرتے ہیں اس سے جو اس کے سوا ہے۔

بِنَدَا فَرِیْقٍ مِّنَ الدِّیْنِ اَوْ لَوْ اَللَّكِبِ كِتَابِ اللّٰهِ وَرَاٰ ظَهْرِهِمْ (۱۰۱: ۲) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کتاب اللہ کو اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ پھینک مارا۔

آیت نہا میں بھی پس پشت ڈالنے۔ ناقابل لحاظ اور ناقابل اعتنا سمجھنے کے معنی میں آیا ہے اور آگے ہونے کے معنی میں قرآن میں آیا ہے وَكَانَ وَاَرَاءَهُمْ مَلِكٌ یَّاخُذُ حُلًّا سَفِیْنَةً غَضْبًا۔

(۷۶: ۱۸) اور ان کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

اوٹ اور اَرَّ کے معنوں میں آیا ہے اَوْ مِنْ وَاَرَاءُ جُدِّی۔ (۱۱۳: ۵۹) یاد یواروں کی اوٹ میں۔

= ظَهْرِيًّا۔ بھولا بھرا۔ فراموش شدہ۔ پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ۔ وَالظَّهْرِيُّ مَنْسُوبٌ اِلَى الظَّهْرِ وَالْكُسْرُ مِنْ تَغْيِرَاتِ النَّسْبِ

وَنظِيرُهُ فِي تَوَلَّاهُمْ فِي النِّسْبَةِ إِلَى الْأَمْسِيِّ - الْأَمْسِيُّ - ظَهْرِيٌّ ظَهْرُكَ كِي طرف منسوب ہے۔ اور کسرہ نسبت کے تغیرات میں سے ہے۔ جیسے کہ اَمْسِي (کل گذشتہ) کی نسبت کرتے ہیں تو اَمْسِي بولتے ہیں۔

نعتی الارب میں ہے اَمْسِي بکسر ہمزہ منسوب است بِاَمْسِي بِرِخْلَافِ قِيَاسِ۔

ظَهْرِيًّا مَنْسُوبٌ بِوَجْهِ مَفْعُولٍ بِهُونِ كَيْ هِيَ يَفْعُولٌ ثَانِي هِيَ۔ اِنْتَحَذَ تَمُوهُ كِي هُ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ مَفْعُولٌ اَوَّلٌ هِيَ

= مُحِيطٌ اِسْمٌ فَاعِلٌ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ اِحَاطَةٌ مُصَدَّرٌ حَوْطٌ مَادَةٌ بِابِ اِفْعَالٍ - بِرِطْفٍ سَمِعَ كِهْرِي مِي لِي لِي وَاللَا۔

۱۱:۹۳ = اِعْمَلُوا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ (۱) اپنے طریقہ کے مطابق عمل کرو (۲) اپنے حد امکان تک کوشش کرو (۳) اپنی حالت کے مطابق کام کرو (۴) اپنی جگہ پر کام کرو۔
= اِنِّي نَعَامِلٌ - اِي اِنِّي عَامِلٌ عَلٰی مَكَانَتِي؟

= يُخْزِيهِ - (جو) اس کو رسوا کرے گا۔

= اِرْتَقِبُوا ۱ - اِمْرَجِ مَذْكَرٌ حَاضِرٌ اِرْتَقَابٌ مُصَدَّرٌ بِابِ اِفْتَعَالٍ - تَمَّ اِنْتِظَارُ كِرُو۔
= رَقِيْبَةٌ بِرُوزِنٍ فَعِيْلٌ بِمَعْنَى فَاعِلٍ - اِنْتِظَارُ كِرُو وَاللَا - مُنْتَظَرٌ۔

۱۱:۹۴ = اَمْرُنَا - هِمَارُ اِحْكَمٍ - يَعْنِي هِمَارُ اِعْذَابٍ -

= اَلصَّيْحَةُ - جِيحٌ - كَرْكٌ - هَوْلَانَاكٌ اَوَازٌ - مَلَا حِظُّهُ ۱۱:۶۷

= جُنْحِيْنٌ - اَوْنَدٌ هُ پُرِي هُوْنِي - (مَلَا حِظُّهُ ۱۱:۶۷)

۱۱:۹۵ = عَاَنَ لَمْ يَغْنُوْا فِيْهَا - (مَلَا حِظُّهُ ۱۱:۶۸)

= بُعْدًا ۱ - دُوْرِي - هَلَاكَةٌ - نِيْزٌ مَلَا حِظُّهُ ۱۱:۶۴ - بَعِدَتْ - وَهٌ تَبَاهٌ هُوْنِي - اِسٌّ بِرِطْفٍ هُوْنِي وَهٌ دُوْرٌ هُوْنِي - (بَابُ سَمْعٍ) بَعْدٌ مُصَدَّرٌ - مَاضِيٌّ وَاحِدٌ مُؤنَّثٌ غَائِبٌ۔

۱۱:۹۶ = بِاَيُّدِنَا - وَهِي الْاَيَاتُ الشَّنْعُ (يَهٌ نُوْتَشَانِيَا تَحِي) (۱) الْعَصَا - (۲) الْيَدُ الْبَيْضَاءُ (۳) الطُّوْفَانُ (۴) الْجَوَادُ (مُدِي) (۵) الْقَمَلُ - غَلَاوُ

كَمَا جَانِي دَلَا كِيْرَا جِيْرِي) (۶) الْقَفَادِيْعُ (مِيْنْدُك) (۷) الدَّمُ (خُوْن) (۸) النَقْصُ مِنَ الشَّمْرَاتِ - (بِهَلُوِي مِي كِي هِرُو) (۹) النَقْصُ مِنَ الدَّنْفِسِ (جَانُوِي كِي تَلْفِي)

= سُلْطَنٍ مُّبِيْنٍ - بَرُهَانٍ مُّبِيْنٍ - بِرِهَانٍ قَاطِعٌ - حِجَّةٌ بَاهِرَةٌ - صَرِيْحٌ دَلِيْلٌ - كَهْلِي سِنْدٌ (يَعْنِي مَعْجَزَةٌ) مَادَةٌ سَلْطٌ (ثَلَاثِي مَجْرُو) يَا سَلْطَنُ (رِبَاعِي مَجْرُو) -

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں ہر ایک جگہ سُلْطٰن سے حُجَّت مراد ہے۔

۹۷:۱۱ - مَلَائِكَةٌ - اس کے سرداروں کی جماعت - الْمَلَائِكَةُ اسم جمع معروف باللام - مَلَايَا - بمعنی بھردینا۔ قوم کے سردار اور اہل الرائے اشخاص اپنی رائے کی خوبی اور ذاتی محاسن سے لوگوں کی خواہش کو بھرتیتے ہیں یا آنکھوں میں روشنی اور دلوں میں ہدیت بھرتیتے ہیں اسی لئے ان کو مَلَايَا کہتے ہیں نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۱۱

— رَشِيْدٌ ہدایت والی راہ۔ درست۔ اور فرعون کی بات، کچھ راہ کی بات تو تھی ہی نہیں

نیز ملاحظہ ہو ۸۷:۱۱ -

۹۸:۱۱ = يَفْقَدُ قَوْمًا - مضارع واحد مذکر غائب فَتَدُوْمٌ مصدر باب نصر۔ وہ پیشوا کی کریگا وہ آگے آگے ہوگا۔ اپنی قوم سے۔

= اَدْرَدَ هُمًا - اَدْرَدَ اِيْوَادُ (اِفْعَالٌ) سے ماضی واحد مذکر غائب اس نے پہنچایا۔ وہ لے آیا۔ اس نے لاڈالا۔ اِيْوَادُ کے اصل معنی گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا۔ هُمًا ضمیر مفعول جمع مذکر غائب وہ ان کو لاڈالا لیگا آتش (جہنم) میں۔

= الْوِزْدُ - اسم۔ اترنے کی جگہ۔ وارد ہونے کی جگہ۔ پانی کا گھاٹ۔ یا گھاٹ کا پانی۔ پانی کا حصہ اس کا مصدر وُزِدُ ہے جس کا معنی ہے پانی کی تلاش میں جانا۔ قصد کرنا۔ پھر ہر جگہ کا قصد کرنے پر بولا جاتا ہے اور پانی پر پہنچنے والے کو وَاْرِدٌ کہتے ہیں اور اس کو بھی کہتے ہیں جو قافلے کے آگے جا کر پانی کی تلاش کرتا ہے اور مہیا کرتا ہے جیسے قرآن میں ہے فَآرَسَلُوْا اِدْرَادَهُمْ (۱۲:۱۹) اور انہوں نے پانی کے لئے اپنا سقہ بھیجا۔

= اَلْمَوْزُوْدُ - وِزْدٌ کی صفت ہے مفعول کے وزن پر۔ یعنی وارد ہونے کی جگہ۔ جس جگہ کار پانی کے لئے، قصد کیا گیا ہو۔ وِزْدٌ اَلْمَوْزُوْدِ - پانی کا وہ حصہ یا جگہ جسے قصد تلاش کر کے حاصل کیا گیا ہو۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں :-

فالورد نصيب من الماء والمورد صفة والمخصوص بالذم محذوف وهو النار۔ ورد کا معنی ہے پانی کا حصہ۔ یہ موصوف ہے اور الموزود اس کی صفت ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے۔ اور وہ النار (آتش جہنم ہے) وِزْدٌ اور موزود دونوں مل کر وِزْدٌ کے فاعل ہیں

تفسیر مابعدی میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے :- اور پری ہے وہ جگہ اترنے کی جہاں یہ اتارے جائیں گے۔

کیا ہی برا ہے وہ گھاٹ پانی کا جہاں وہ لوگ اپنی پیاس بجھانے کیلئے لیجائے جائیں گے
 ۹۹:۱۱ = اَتَّبِعُوا - ماضی مجہول جمع مذکر غائب اِتَّبَاعٌ (افعال) مصدر۔ ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ ان کا پیچھا کیا جاتا رہے گا۔ (ماضی بمعنی مضارع) لَعْنَةٌ - لعنت اور ٹھکانے کے ساتھ۔ یعنی ان پر لعنت بھیجی جاتی رہے گی
 = فِي هَذِهِ - اى فى الدنيا

= الرَّفْدُ - (باب نصر) کے معنی عطا اور مدد کے ہیں۔ رَفَدَ يَرْفِدُ (باب ضرب) مدد دینا۔ عطا کرنا۔ مِرْفَدٌ اس چیز کو کہتے ہیں جس میں عطیہ ڈال کر دیا جائے اسی بناء پر مِرْفَدٌ بمعنی پیالہ بھی آتا ہے۔

= الرَّفْدُ - عطیہ۔ انعام۔ بخشش۔ مدد۔ اَرْفَادٌ - رَفُودٌ - جمع۔

= الْمَرْفُودُ - اسم مفعول واحد مذکر۔ عطا کی گئی۔ انعام میں دی گئی۔

يُسُّ الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ - بہت ہی برا عطیہ ہے جو انہیں دیا جائے گا۔

۱۰۰:۱۱ = اَنْبَاءُ الْقُرَى - اَنْبَاءُ بَنَاتٍ کی جمع۔ خبریں۔ حقیقتیں۔

الْقُرَى - قَرْيَةٌ کی جمع ہے۔ بستیاں۔ دیہات۔

= مِنْهَا - میں۔ حاضیر واحد مؤنث غائب الْقُرَى کے لئے ہے۔

= قَائِمٌ - آباد۔ حَصِيدٌ - حِصَادٌ سے بروزن فَعِيلٌ بمعنی مَفْعُولٌ صفت مشبہ کا صیغہ

ہے۔ کھیتی کٹی ہوئی۔

الْحَصَادُ وَالْحَصَادُ - کے معنی کھیتی کاٹنے کے ہیں۔ آیت وَ اتَّوَحَّاهُ يَوْمَ حَصَادٍ

(۱۲۱:۶) اور جس دن بھیل توڑو اور کھیتی کاٹو تو خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو۔ میں وہ کھیتی مراد

ہے جو اس کے صحیح وقت پر کاٹی گئی ہو۔ لیکن آیت فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا اِذَا كَانَ لَمْ تَضُرَّ

بِالْاَمْسِ - (۲۲:۱۰) تو ہم نے کاٹ کر ایسا کر ڈالا کہ گویا وہاں کل کچھ تھا ہی نہیں۔ میں حَصِيدٌ

سے مراد وہ کھیتی ہے جو کہ بے وقت فساد اور تباہی کی غرض سے کاٹی گئی ہو۔ اسی طرح آیت

ہذا میں بھی حَصِيدٌ سے مراد تباہ اور برباد کر دی ہوئی بستیاں ہیں

مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ: ان میں سے بعض تو قائم ہیں اور بعض کا تہس و نہس ہو گیا۔

= فَمَا اَعْنَتَ عَنَّا - مِّنْ شَيْءٍ ان کے کسی کام نہ آئے۔ یعنی اللہ کے عذاب سے

کچھ بچت بھی نہ کر سکے۔

= لَمَّا - جب۔

= تَكْتِيبٍ - خسارہ میں رہنا۔ گھانا میں رہنا۔ تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ خسارہ۔ تباہی و بربادی ہلاکت۔ النَّبُّ وَالنَّبَّابُ (ضرب) کے معنی مسلسل خسارہ میں رہنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ (۱۱۱:۱) ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں۔ (یعنی وہ ہمیشہ خسارے میں رہے) ۱۱:۱۰۳ = فِي ذَلِكَ میں اشارہ ان امتوں کے قصوں کی طرف ہے۔ جو اپنی نافرمانی اور عصیان کی وجہ سے برباد ہو گئیں اور جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

اور ذَلِكَ يَوْمٌ میں اشارہ یوم القیامۃ کی طرف ہے۔

= لَهُ۔ اس (دن) میں مَجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ اس دن (روز قیامت) کُلُّ النَّاسِ جمع کئے جائیں گے۔

= مَشْهُودٌ۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ حاضر کیا گیا۔

الْمَشْهُودُ وَالشَّهَادَةُ کے معنی کسی چیز کے مشاہدہ کرنے کے ہیں خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے ہو اور صرف حاضر ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۱۲:۵۹) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مَشْهُودٌ کے معنی صرف حاضر ہونا ہوں اور شَّهَادَةُ میں حاضر ہونے کے ساتھ مشاہدہ کا بھی اعتبار کیا جائے۔

یہاں مَشْهُودٌ بمعنی مَشْهُودٌ فِيهِ ہے (جب کہ ضمیر واحد مذکر غائب یَوْمٌ کے لئے ہے) یعنی وہ دن جب تمام انسان حاضر کئے جائیں گے۔

۱۰۴:۱۱ = وَمَا نُؤَخِّرُهُ۔ ہم نے اس (یوم قیامت) کو ملتوی نہیں کر رکھا إِلَّا (مگر) لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ۔ ایک وعدہ کے لئے جو مقرر شدہ ہے۔

۱۰۵:۱۱ = يَوْمَ - اِی اُذْکُرُ يَوْمَ۔ یعنی بوجہ اُذْکُرُ منصوب ہے،

= يَأْتِ - مضارع واحد مذکر غائب اِتْيَانٌ مصدر۔ (باب ضَرْبٍ) اصل میں یَاتِی تھا۔ مقام شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے یا کو حذف کر دیا گیا۔ فعل لازم ہے اگر اس کے بعد مفعول پر بآء آئے تو فعل متعدی ہوتا ہے (

یَاتِ کافاعل کون ہے؟ اس کے متعلق صاحب الکشاف لکھتے ہیں :-

فَإِنْ قُلْتَ فاعل یاتی ما هو؟ قُلْتُ اللهُ عزوجل۔ اس صورت میں یَوْمَ يَأْتِ کا ترجمہ ہوگا۔ (یاد کرو وہ) دن جب اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا۔

اور مدارک التنزیل میں ہے۔

فاعِل یَا تِ ضمیر یُرجِع الی قولہ یوم مجموع لہ النَّاسُ۔ یعنی اس فعل کا فاعِل وہ دن ہے جس دن تمام انسان جمع کئے جائیں گے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔
(یاد کرو وہ) دن جب حشر کا دن آئے گا۔

== لَا تَكَلَّمُ۔ مضارع منفی واحد مؤنث غائبہ وہ نہیں بولے گی۔ وہ بات نہیں کرے گی۔
تَكَلَّمُ (تَفَعَّلُ) سے۔ اصل میں تَتَكَلَّمُ تھا۔ ایک تار خذف ہو گئی (کوئی شخص بول نہ سکیگا)
== إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ میں ضمیر واحد مذکر غائبہ کا مرجع اللہ ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ (۳۸: ۷۸) کوئی نہ بول سکیگا بجز اس کے کہ جس کو خدا نے رحمن اجازت دے۔

= فَمِنْهُمْ۔ مِنْ تبعیضیہ ہے۔ یعنی ان میں سے بعض۔ مِنْ جار۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائبہ النَّاسُ کے لئے جو مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ میں مذکور ہے۔ یعنی اہل عرش۔ مجرور۔ جار مجرور مل کر خبر مقدم شَقِيٌّ۔ مبتدأ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ۔ ان میں سے بعض شقی ہوں گے۔

= شَقِيٌّ۔ شَقَاةٌ سے بردن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اس کی جمع آَشْقِيَاءُ ہے الشَّقَاةُ بدبختی۔ یہ سعادت کی ضد ہے۔ شَقِيٌّ (سَمِعَ) شَقْوَةٌ وَشَقَاةٌ وَشَقَاءٌ کے معنی بدبخت ہونے کے ہیں۔ غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقْوَتُنَا (۱۰۶: ۲۳) ہم پر ہماری بدبختی غالب ہے ہو گئی۔ یہاں آیت ہذا میں شَقِيٌّ سے مراد الذی وجبت له النار لاساءتہ جس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم اس پر واجب ہو گئی۔ اسی طرح السعید الذی وجبت له الجنة لاحسانہ۔ سعید وہ جس پر اس کے نیک اعمال کے سبب جنت واجب ہو گئی۔ خوش نصیب۔ خوش بخت۔ سزاوار جنت
۱۰۶: ۱۱ = شَقُوا۔ شَقَاةٌ سے ماضی جمع مذکر غائبہ۔ وہ بدبخت ہوئے۔

= فِيهَا۔ اى فى النار۔

= زَفِيرٌ۔ چلانا۔ زَفَدَ يَزْفِرُ۔ (ضَرْبٌ) کا مصدر ہے۔ زَفِيرٌ اور شَهِيقٌ دونوں گدھے کی آوازیں ہیں۔ قال الضحاك والمقاتل والفراء الزفير اول شهيق الحمار والشهيق اخوه۔ زفير گدھے کی شروع کی آواز ہے اور شہیق اس کی آخری آواز ہے۔
الحازن بغدادی لکھتے ہیں :-

الزفير ترديد النفس في الصدر حتى تلتفخ منه الضلوع والشهيق

رَدَّ النَّفْسَ إِلَى الصَّدْرِ - زفير سانس کا سینہ میں اندر باہر آنا جانا ہے۔ (اس شدت سے کہ پسلیاں اس سے پھولنے لگیں۔ اور شہیق سانس کا سینہ کے اندر لے جانا ہے۔

رَوَّالِ الزَّفِيرِ مَذَاهِ وَأَخْرَاجَهُ مِنَ الصَّدْرِ) اور زفير سانس کو کھینچ کر سینہ سے باہر نکالنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اہل دوزخ طرح طرح کی دردناک آوازوں میں چیختے چلاتے رہیں گے۔

= شَهِيْقٌ - دھاڑنا۔ چلانا۔ مصدر ہے۔ شَهَقَ يَشْهَقُ (مضرب) گدھے کا آواز نکالنا۔ نیز باب سَمِعَ اور فَسَخَ سے بھی آتا ہے۔

۱۰۷: ۱۱ = فَعَّالٌ - صیغہ مبالغہ فاعل سے۔ زبردست کام کرنے والا۔ خود مختاری سے کرنے والا
۱۰۸: ۱۱ = سَعِدُ ذَا - سَعَدٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب وہ نیک بخت بنائے گئے۔ (باب فتح) سَعَدٌ (باب فتح) کے معنی نیک بخت کرنا۔ میں اہل لغت نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے آیتِ نذرا سے استدلال کرتے ہوئے ان معنوں کو جائز رکھا ہے لیکن محققین اہل لغت نے اس سے انکار کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ان معنی میں عرب کا محاورہ اسَعَدَا اللهُ (اللہ اس کو نیک بخت کرے) ہے۔ اور یہ کہ سَعَادَةٌ - شَقَاوَةٌ کی طرح لازم ہے۔

یہ جو یہ نے کہا ہے کہ یہ لغت قیاس سے خارج ہے۔ یا یہ باب فَعَّلَ فَعَّلْتُهُ سے ہوگی یعنی لازم بھی اور متعدی بھی۔ جیسے کہ غَاضٌ وہ گھٹ گیا۔ اور غَضَّتُهُ میں نے اس کو گھٹا دیا۔ اسی طرح سَعَدَ وہ نیک بخت ہوا۔ اور سَعَدْتُهُ میں نے اس کو نیک بخت کیا۔
لیکن لغت الفرائد الدرر اور لغت المنجد میں سَعَدَ (باب سَمِعَ) اور سَعِدًا کا مصدر سَعَادَةٌ لکھا ہے۔ بمعنی نیک بخت ہونا۔ خوش نصیب ہونا۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ وذكروا ان الفراء حكى ان هذا يلا تقول: سعد الله بمعنى اسعداه - یعنی قبیلہ نذیل کے لوگ سَعَدَ کو بمعنی اسَعَدَ بولتے ہیں یعنی بطور فعل متعدی لیتے ہیں۔

پس سَعِدُ ذَا (بصورت فعل مجہول) کے معنی ہوں گے۔ وہ نیک بخت بنائے گئے۔ بصورت فعل لازم۔ جو نیک بخت ہیں۔

= عَطَاءٌ - عَطَارٌ - عِبْشَشٌ - عَطِيَّةٌ - انعام۔ صلہ۔ اس کی جمع اَعْطِيَةٌ اور اَعْطِيَاتٌ ہے۔
عَطَاءٌ اِعْطَاءٌ سے اسم ہے اس کی اصل عطاءً تھی (کیونکہ اس کا مادہ عَطْوٌ ہے) مگر اہل عرب کا دستور ہے کہ جب الف کے بعد واو اور یا آتے ہیں تو ان کو ہمزہ بنا لیتے ہیں۔ جیسے رِدَايٌ سے رِدَايَةٌ۔

عَطَاءٌ یہاں بطور مصدر استعمال ہوا ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے اَعْطُوا عَطَاءً اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

= غَيْرَ مَجْدُودٍ - مَجْدُودٍ - اسم مفعول واحد مذکر - جَدُّ مصدر - باب نصر - منقطع - غَيْرَ مَجْدُودٍ غیر منقطع - دوامی - لازوال -

الْجَدُّ کے اصل معنی کسی چیز کو توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنے کے ہیں۔ اور پتھر یا سونے کے ریزوں کو جذاذ کہا جاتا ہے۔ اسی معنی میں قرآن میں آیا ہے فَجَعَلَهُمْ جُنَادًا (۱۵۸:۲۱) پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۱:۱۰ = فَلَا تَكُ تَوَسَّتْ ہو۔ کَوْنٌ فعل نہی واحد مذکر حاضر۔ تَكُّ اصل میں تَكُونٌ تھا۔ لا۔ نہی کے عمل سے واو حرف علت حذف ہو گیا اور نون کو خلاف قیاس حرف علت کے مشابہ مان کر کثرت استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا۔

= مِرْيَةٌ - الْمِرْيَةُ کے معنی کسی معاملہ میں تردد کرنے کے ہیں۔ اور یہ شَكٌّ سے خاص ہوتا ہے۔ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِمَّا يَبْدُؤُا لَاءِ - سویہ لوگ جو غیر خدا کی پرستش کرتے ہیں اس سے تم خلیجان میں نہ پڑنا۔ یعنی مذہب شرک شک و تذبذب کا مستحق نہیں صاف صاف قطعی انکا کے قابل ہے

= لَمَوْفُوهُمُ - لام تاکید کے لئے ہے مَوْفُوًا اسم فاعل جمع مذکر۔ كَوْفِيَةً (تفعیل) مصدر و فِي مَادَهُ - اصل میں مَوْفِيُونَ تھا۔

= غَيْرَ مَنْقُوصٍ - منقوص۔ اسم مفعول واحد مذکر۔ نَقَصٌ مصدر۔ (باب نصر) کم کیا ہوا۔ غَيْرَ مَنْقُوصٍ - پورا پورا۔ بلا کم و کاست۔

نَقَصٌ نَقْصَانٌ - تَنْقَاصٌ مصدر - باب نصر - کم ہونا - کم کرنا۔ (لازم و متعدی)

۱۱:۱۰ = تَوَلَّاهُ كَلِمَةً سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ - اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی بات طے نہ ہو چکی ہوتی۔ اس میں کلمۃ اللہ سے اس حکم ازلی کی طرف اشارہ ہے جس کی حکمت الہی مقتضی

تھی اور یہ کہ کلمات الہیہ کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان میں تغیر کی گنجائش ہوتی ہے

دوسری جگہ آیا ہے۔ وَ تَوَلَّاهُ كَلِمَةً سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى لِّقَضَىٰ بَيْنَهُمْ

(۱۴:۴۲) اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک وقت مقررہ تک کے لئے یہ بات

نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

یہاں کلمہ کا اشارہ عذاب الہی کی طرف ہے جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے کہ منکرین کو

آخرت میں دیا جائے گا۔

= لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ تو ان کے درمیان معاملہ چکا دیا گیا ہوتا۔

یعنی ان کو اسی دنیا میں عذاب دیدیا گیا ہوتا۔

= شَلَيْحًا مُّرِيْبٍ۔ موصوف و صفت۔ ایسا شک کہ جس میں بچپنی اور خلجان ہو مُرِيْبٍ

اسم فاعل۔ واحد مذکر۔ اِدَابَةٌ (باب افعال) سے ہے رِيْبٌ مادہ۔ بے چین کرنے والا۔

متردد بنا دینے والا۔

۱۱: ۱۱ = كَلَّا۔ تمام۔ سائے۔ ہر ایک۔ كَلَّا كَانُصِبَ بوجہ عمل اِنَّ اور تنوین بعوض

مضاف الیہ ہے۔ ای ان كل المختلفين المؤمنین الكافورین۔

= نَتَا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ را، یہ اصل میں لَمَنْ مَاتَ سَخَا۔ نون کو میم سے بدلا گیا۔ لَمَّا ہو گیا تین میم جمع ہو گئے

پہلے میم کو حذف کیا گیا۔ لَمَّا ہو گیا۔

(۲) یہ لَمَّا سے لَمَّا يَلْمُ (باب نصر) لَمَّا مصدر ہے بمعنی جمع کرنا۔ تنوین کے عوض

تخفیف کے لئے الف آگیا۔ لَمَّا ہو گیا۔ اس صورت میں معنی ہوگا۔ اِنَّ كَلَّا جَمِيْعًا۔

(ب) لَمَّا میں لام لام قسم ہے۔ مَا زائدہ ہے لِيُوَفِّيَنَّهُمْ۔ جواب قسم۔ اور تقدیر کلام یوں

وَاِنَّ جَمِيْعَهُمْ وَاللّٰهُ لِيُوَفِّيَنَّهُمْ۔ خدا کی قسم ہے وہ ان سب کو ضرور پورا پورا معاوضہ دیگا

پس صدیقین کو ان کی تصدیق و یقین کا بدلہ جنت ملیگا۔ اور مکذبین کو ان کی تکذیب کے

بدلہ میں جہنم ملیگی۔

ج۔ اکثر قرآن نے لَمَّا کو مخفف پڑھا ہے۔ اِنَّ مَخْفَفٌ پڑھا جائے تو اِنَّ نَافِيَةٌ اور لَمَّا تشدید

میم کے ساتھ استثنائیہ ہوگا۔ نہیں ہے کوئی مگر تیرا رب اس کے اعمال کا بدلہ ضرور دے گا۔

= لِيُوَفِّيَنَّهُمْ۔ میں لام برائے تاکید۔ يُوَفِّيَنَّ مضارع واحد مذکر غائب میں ن ثقیلہ

برائے تاکید۔ وَتِي يُوَفِّيَنَّ تَوْفِيَّةً (تفعیل) سے وَتِي مادہ هُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب

وہ ضرور ہی ان کو پورا پورا دے گا۔

۱۱۲: ۱۱ = فَاسْتَقَمَ۔ ف مخذوف عبارت پر دلالت کرتا ہے تقدیر عبارت یوں ہے لَمَّا

بآیت امر المختلفین فاستقم کما امرت۔ جب ہر دو امر (حق و باطل) میں طور پر واضح ہو گئے

ہیں تو ہمارے حکم کے مطابق (حق پر) قائم ہو جاؤ۔

اِسْتَقَمَ۔ تو قائم رہ۔ تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتِقَامَةٌ سے باب افعال سے امر واحد مذکر حاضر

۱۱۔ اُمِرْتُ۔ اَمْرٌ سے۔ ماضی مجہول واحد مذکر حاضر۔ کَمَا اُمِرْتُ جیسا تجھے حکم دیا گیا۔
 = وَمَنْ تَابَ مَعَكَ۔ اور جو تائب ہو کر تیرے ہمراہ ہو گئے ہیں۔

وَحَرْفِ عَطْفِ تَابَ مَعَكَ كَا عَطْفِ اسْتَقِيمَ پڑھے اسی فاستقامت و لیستقامت
 تَابَ مِنَ الْكُفْرِ وَرَجَعَ اِلَى اللّٰهِ مُخْلِصًا۔ یعنی ٹوٹا ثابت قدم رہ اور وہ لوگ بھی ثابت قدم
 رہیں جنہوں نے کفر سے توبہ کر کے خالص اللہ کی طرف رجوع کیا (اور آپ کے ہمراہ ہیں)
 = لَا تَطْغَوْا۔ فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم سرکش نہ کرو۔ تم زیادتی نہ کرو۔ طَغْيَانٌ مصدر طَغَا
 يَطْغُوْنَ۔ (باب نصر) طَغَوْا۔ طَغُوْنَا۔ طَغِيَانًا۔ حد سے گذرنا۔ طَغِيٌّ يَطْغِي (باب سَمِعَ)
 طَغِيًّا وَطَغِيَانًا۔ ظلم و نافرمانی میں حد سے گذر جانا۔

۱۱:۱۱۳ = لَا تَرْكَبُوا فعل نہی جمع مذکر حاضر۔ تم مت جھکو۔ تم مت مائل ہو۔

رَكِبَ يَرْكَبُ (سَمِعَ) سے رَكِبْتُ سے مادہ رَكَبْتُ (باب نصر) سے بھی آتا ہے رَكِبْتُ
 اِلَيْهِ كَسِي كِي طَرَفٍ مَّائِلٌ ہونا۔ جھکنا۔ کسی پر بھروسہ کرنا۔ آرام لینا۔ سہارا لینا۔ اسی سورۃ میں
 اِيلَیْهِ لَوَاتِنٌ لِّیْ بِكُمْ قُوَّةٌ اِذَا وِیْ اِلَیْ رَكِبِنِ شَدِيدٍ۔ (۱۱: ۸۰) لے کاش مجھ میں تمہارے
 مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑتا۔

= فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ فَ جواب نہی میں واقع ہے۔ یعنی ایسا مت کرو ورنہ مَسَّكُمْ
 مَسَّ۔ ماضی واحد مذکر غائب کُمُ ضمیر مفعول جمع مذکر حاضر۔ تم کو پہنچے گی۔ تم کو چھوئے گی۔
 مَسَّ يَمَسُّ (باب نصر) مَسَّ۔ مصدر۔

= وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ۔ یہ جملہ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کا حال ہے۔ اور حالت
 یہ ہوگی کہ اس وقت جب تمہیں آگ آچھوئے گی تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا۔
 = ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ۔ پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی۔

۱۱:۱۱۴ = طَرَفِي النَّهَارِ۔ مضاف مضاف الیہ۔ طَرَفِي اصل میں طَرَفَيْنِ تھا اضافت
 کی وجہ سے فون گر گیا۔ طَرَفٌ سے تثنیہ۔ دن کے دونوں کناے۔

= زُلْفًا۔ زُلْفَةٌ کی جمع بحالت نصب۔ یعنی ساعت۔ منزلت۔ قربت۔ پاس۔ قریب
 زُلْفًا قَرِيبَ اللَّيْلِ۔ اور رات کی ساعتوں میں۔

= ذِكْرِي۔ نصیحت کرنا۔ ذکر کرنا۔ یاد۔ پسند۔ موعظت
 (باب نصر) سے مصدر۔ کثرتِ ذکر کے لئے ذِكْرِي بولا جاتا ہے یہ ذکر سے زیادہ بلیغ ہے
 ۱۱:۱۱۶ = فَلَوْلَا۔ لَوْلَا کا استعمال دو طرح پر ہے۔ ایک شے کے پائے جانے سے

دوسری نئے کا متمنع ہونا۔ اس کی خبر ہمیشہ محذوف ہوتی ہے۔ اور لَوْلَا کا جواب قائم مقام خبر کے ہوتا ہے جیسے لَوْلَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (۳۱:۳۴) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہو جاتے۔ یہ اکثر هَلَّا کے معنی میں آتا ہے اور اس کے بعد متصلاً فعل کا آنا ضروری ہے مثلاً لَوْلَا اَدْ سَلَّتْ اِلَيْنَا رَسُوْلًا (۱۳۴:۲۰) تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ نیز آیت ہذا میں فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْبِ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تو کیوں نہ ہوئے تمہارے سے قبل کی امتوں میں سے (ایسے زیرک۔ سمجھدار لوگ)۔

= اَدُوْا اَبْقِيَّةً۔ اَدُوْا۔ (ولے) جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا۔ بحالت رفع اَدُوْا۔ اور بحالت نصب وجر اَدِيْ۔ اَبْقِيَّةً۔ بمعنی بچی ہوئی چیز۔ باقیماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔ بروزن فَعِيْلَةٌ بَقَاءً سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اَدُوْا اَبْقِيَّةً سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے باقی ہے یا اس مراد ارباب فضل ہیں۔ فضل کو بقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان اپنے میں سے سب سے اچھی چیز کو باقی رکھنے کا خواہشمند ہے۔ اسی لئے عربی میں فُلَانٌ مِّنْ بَقِيَّةِ الْقَوْمِ اس آدمی کے لئے بولتے ہیں جو قوم میں صاحب فضل ہو یا صاحب عقل و رائے ہو۔ سب سے عمدہ ہو۔

= اِلَّا قَلِيْلًا مَّا سَوَّاهُ چندان آدمیوں کے (جن کو ہم نے نجات دی) یعنی ان قدیم امتوں میں سے چند ایک ہی ایسے تھے جو دوسروں کو فساد فی الارض سے روکتے رہے اور خود بھی بچے رہتے اور انہیں ہم نے عذاب کی گرفت سے بچالیا۔ مِنْهُمْ۔ ان قدیم امتوں میں سے۔

= اِتَّبَعَ۔ اس نے اتباع کیا۔ پیروی کی۔ پیچھے پڑے ہے۔ اِتَّبَاعٌ (افتعال) سے تَبَعَ مَادَةٌ = مَّا اَتْرَفُوْا فِيْهِ۔ یہ جملہ اِتَّبَعَ کا مفعول ہے۔ یعنی وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے ہے۔

اَتْرَفُوْا۔ ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب وہ آرام دیئے گئے۔ وہ ناز و نعمت میں پالے گئے۔ اِتْرَافٌ سے تَرَفٌ مَادَةٌ۔

اَلشُّرْفَةُ عِشْرَتٌ فِيْ فِرَاحٍ اِدْرُوسَعَتٌ كُوْكِبَتِيْ هِي۔ کہا جاتا ہے اِتْرَفَ فُلَانٌ مَّا فَهُوَ مَتْرَفٌ۔ وہ آسودہ حال اور کثرت دولت کی وجہ سے بدمست ہے قرآن مجید میں ہے دَا تَرَفْتُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ (۲۳:۳۳) اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔

= يَهْلِكُ۔ میں لام نفی کی تاکید کے لئے ہے

= يَظْلِمُ۔ اگر ظلم کو مفعول کا حال یا جائے تو معنی ہوں گے آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ لبتیوں کو ہلاک کر دے (محض) ان کی زیادتیوں (یا کفر و شرک) کے باعث درآں حالیکہ ان کے رہنے والے

صلح و آشتی میں لگے ہوئے ہوں۔

اور اگر ظلم کو فاعل کا حال لیا جائے تو ترجمہ ہوگا۔ تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ناسحق ہلاک کرنے جب کہ ان کے رہنے والے اصلاح میں لگے ہوں۔

= وَ أَهْلُهَا - میں واو حال یہ ہے۔ دراصل حالیکہ۔

۱۱۸:۱۱ = وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ - لیکن وہ اختلاف کرنے والے ہمیشہ ہی رہیں گے۔

اس سے پہلے عبارت محذوف ہے۔ جو بدی مطلب ہے۔ لیکن بعض حکمتوں کی وجہ سے اس نے

ایسا دچاہا اب حقیقت یہ ہے کہ وہ لَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ الخ

= وَ لِيَذَلَكَ خَلْقَهُمْ اور اسی لئے اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ صاحب ضیاء القرآن رقمطراز ہیں

” اس جملہ کا تعلق آیت کے کس حصہ کے ساتھ ہے؟ بعض نے یہ لکھا ہے کہ اس کا تعلق إِلَّا

مَا رَحِمَهُ رَبُّكَ کے ساتھ ہے یعنی انسان کی آفرینش کی غایت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

بہرہ ور ہوتا ہے اور ہمیشہ ہدایت کی راہ پر گامزن ہے۔ فقال ابن عباس و مجاهد وقتادة

وضعاك و لرحمته خلقهم۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا تعلق اختلاف سے ہے یعنی انسان کو

اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے کوئی راہ اختیار کرے۔ اسے کسی ایک راہ پر چلنے کے لئے

مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ قال الحسن و المعاتل و عطارد۔ ایما اشارۃ للاختلاف ای للاختلاف

خلقهم۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ ذَلِكْ کا متنازلہ اختلاف اور رحمت دونوں ہیں اور واحد

اسم اشارہ کا متنازلہ دو متضاد چیزیں ہوتی رہتی ہیں، جیسے قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ

فَلْيَفْرَحُوا۔ (۵۸:۱۰) آپ فرمادیتے یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور رحمت سے نازل ہوئی ہے

پس چاہئے کہ وہ اس پر خوشی منائیں۔

علامہ قرطبی کے قول کے مطابق اہل عرب ذَلِكْ (واحد) کو واحد ثنیدہ اور جمع سب کے

لئے استعمال کرتے ہیں۔ یعنی اب آیت کا مطلب ہوگا کہ اہل اختلاف کو اختلاف کے لئے پیدا کیا

اور اہل رحمت کو رحمت کے لئے پیدا کیا گیا۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں هَذَا احسن الاقوال انشاء اللہ

یہ توجیہ سب سے بہتر ہے۔“

۱۱۹:۱۱ = لَا مَدْرَجَاتٍ - مضارع دامت مکمل لام تاکید اور نون ثقیلہ برائے تاکید۔ میں ضرور ضرور

بھر دوں گا (جہنم کو)

۱۲۰:۱۱ = كَلَّا - ای كل نبأ۔ یہ تمام خبریں۔ قصے۔ تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض

اور نصب بوجہ مفعول فیہ ہونے کے لَقَصُّ عَلَيْكَ کا۔ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مضاف الیہ

محدود کی صفت ہے مِنْ تَبْعِيضِيَّةٌ ہے یا بیانِیہ ہے۔
 = مَا نُنْتِثُ بِهٖ فُوَادَكَ - كَلَّا سَے بدل ہے (الكشاف) عطف بیان ہے (روح المعانی)
 = فِي هَذِهِ مِنْ ۶ ضمیر واحد مذکر غائب ان قصوں کے لئے ہے جو اس سورت میں بیان
 ہوئے ہیں۔

= مَوْعِظَةً - پند و نصیحت - ذِكْرًا - یاد دہانی - دونوں کا الْحَقُّ پر عطف ہے۔
 ۱۲:۱۱ = عَلَى مَكَانَتِكُمْ - اپنی حد امکان تک - ملاحظہ ہو (۱۱:۱۳)
 = اِنَّا عَامِلُونَ - اے انا عاملون علی ماکانتنا۔

سُورَةُ يُوسُفَ (۱۲) (۵۳)

۱۲:۱ = اَلرَّا - الف لام را - حروف مقطعات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۲:۱)
 = تِلْكَ - اسم اشارہ بعید ہے واحد مؤنث۔ اصل میں اسم اشارہ تِی ہے لام اس پر زیادہ
 کیا گیا ہے اور ك حرف خطاب ہے۔ جس کی حسب احوال مخاطب تذکیر و تانیث اور جمع و تثنیہ
 میں گردان ہوتی رہتی ہے۔ یہاں مراد وہ آیات ہیں جو اس سورۃ میں ہیں۔
 = اَلْكِتَابِ الْمُبِينِ - موصوف صفت - واضح کتاب۔

۱۲:۲ = اَنْزَلْنَاهُ - میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع الكتاب ہے۔ بمراد قرآن
 = قُرْآنًا - مادہ قَرَّءَ - الْقَرَاءُ کے اصل معنی طہر سے حیض میں داخل ہونے کے ہیں اور
 چونکہ یہ لفظ طہر اور حیض دونوں کا جامع ہے۔ اس لئے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ
 یہ ہے کہ جو اسم دو چیزوں کے لئے بچثیت مجموعی وضع کیا گیا ہو وہ ہر ایک پر انفراداً بھی بولا جاتا ہے
 مثلاً لفظ مادہ کہ دسترخوان اور کھانا دونوں کے مجموعہ کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر ہر ایک پر انفراداً بھی
 بولا جاتا ہے۔ لہذا قَرَّءَ نہ صرف حیض کا نام ہے اور نہ صرف طہر کا بلکہ دونوں کے لئے وضع کیا گیا ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اسے ذاتِ قزوئہ نہیں کہا جاتا۔ اور ایسے ہی حالتیں جسے متوازن خون آرہا ہو اس کو بھی ذاتِ قزوئہ نہیں کہتے۔ اور آیت کریمہ يَتَذَكَّرْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (۲۲۸:۲) تین حیض تک اپنے تئیں روک رکھیں، میں ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ کے معنی تین مرتبہ حالتِ طہر سے حالتِ حیض کی طرف منتقل ہونے کے ہیں۔

بعض اہلِ اُفت کا قول ہے کہ قَزْوَاءُ کا لفظ قَزَاءً سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ تو انہوں نے زمانہِ طہر اور زمانہِ حیض کو جمع کرنے کے معنی کا اعتبار کیا ہے۔ الْقِرَاءَةُ کے معنی حروف و کلمات کو ترتیل میں جمع کرنے کے ہیں کیونکہ ایک حرف کے بولنے کو قَرَأْتُ نہیں کہا جاتا۔ اور نہ یہ عام ہر چیز کے جمع کرنے پر بولا جاتا ہے لہذا أَجْمَعْتُ الْقَوْمَ کی بجائے قَرَأْتُ الْقَوْمَ کہنا صحیح نہیں ہے۔

الْقُرْآنُ اصل میں كُفْرَانٌ اور رُجْحَانٌ کی طرح مصدر ہے۔ قرآن کی وجہ تسمیہ کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے قَزْوَاءُ کا معنی جمع کرنا لیا ہے قرآن سابقہ کتب الہیہ کا حاصل اور مجموعہ ہے۔ راغب نے کہا ہے کہ قرآن تمام علوم کا مجموعہ ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ یہ سورتوں کا مجموعہ ہے۔

بہر حال سب نے قرآن کی وجہ تسمیہ بیان کرنے میں جمع کا مفہوم پیش نظر رکھا ہے۔ پروفیسر عبد الرؤف نے کہا ہے کہ یہ وجہ تسمیہ غلط ہے۔ قرآن کا نام سب سے پہلے سورۃ مزمل میں آیا ہے جو ترتیبِ نزول کے اعتبار سے تیسری سورۃ ہے اس وقت تک نہ سورتوں کا مجموعہ تھا اور نہ کتب سابقہ کا پختہ اور خلاصہ۔ بلکہ قرآن کہنے کی وجہ صرف قرأت و تلاوت ہے آیت اِنَّا عَلَيْنَا جَمَعَهُ وَقُرْآنَهُ (۱۷:۵) سے تو ویسے بھی صاف ظاہر ہے کہ جمع قرآن سے قرأتِ قرآن الگ چیز ہے۔

اور اگلی آیت فَاِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ (۱۸:۵) جب ہم اسے پڑھیں (یعنی جب ہمارا فرشتہ ہمیں وحی سنائے) تو اس کی قرأت کا اتباع کرتے رہئے۔ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن بمعنی قرأت یا پڑھنا ہے۔

اگرچہ قرآن کے لغوی معنی متذکرہ بالا ہیں لیکن عسرفِ عام میں یہ اللہ کی اس کتاب کا نام ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

عَرَبِيًّا۔ عَرَبِيٌّ جو عرب کی طرف منسوب ہو۔ یا یائے نسبتی ہے عَرَبِيٌّ جو عرب کا باشندہ یا عرب کی زبان۔ الْعَرَبُ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ الْأَعْرَابُ عَرَبٌ کی جمع ہے

مگر یہ لفظ بادیہ نشین لوگوں کے ساتھ مختص ہو چکا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمَّا
 (۴۹: ۱۳) بادیہ نشین نے اگر کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ الْأَعْرَابُ أَعْرَابٌ كَادِحَةٌ۔
 الْأَعْرَابُ۔ کسی بات کو واضح کر دینا۔ اس سے الْأَعْرَابِيُّ۔ فصیح۔ وضاحت سے بیان کرنے
 والا۔ یا واضح اور فصیح کلام۔ أَعْرَبَ عَنْ نَفْسِهِ اس نے بات کو واضح بیان کر دیا۔ قرآن حکیم
 میں آیا ہے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (۲۶: ۱۹۵) صاف عربی زبان میں۔
 لَبَدًا قُرْآنًا عَرَبِيًّا (آیہ ہذا) قرآن واضح اور فصیح (عربی) زبان میں۔ اس کے نصب کی سند
 ذیل وجوہات ہیں۔

۱) قُرْآنًا بدل ہے اَنْزَلْنَاهُ کی ضمیر کا اور عَرَبِيًّا اس کی صفت ہے (روح المعانی)
 ۲) قُرْآنًا حال ہے ضمیر مفعول کے (اَنْزَلْنَاهُ) کا عَرَبِيًّا تمہید و تاکید حال ہے ()
 ۳) عَرَبِيًّا ضمیر کا حال ہے اور قُرْآنًا بطور تمہید و تاکید حال ہے ()
 ۱۱: ۳ = بِمَا۔ اس کے ذریعہ سے

= اِنْ كُنْتَ۔ میں اِنْ مُخَفَّفَةً (ثقیلہ) سے ہے۔ اس کو اِنْ نَافِيَةً سے فرق کرنے کے
 لئے لام فارقہ لایا گیا ہے۔

= اَلْغَائِلِيْنَ۔ اسم فاعل جمع مذکر۔ بے خبر۔ لاعلم۔ غافل

۱۲: ۴ = اذْ قَالَ يُوسُفُ۔ احسن القصص سے بدل اشتمال ہے

= يُوسُفُ بوجہ معرفہ اور عجز کے غیر منصرف ہے۔ عبرانی لفظ ہے۔

= يَا بَتَّ۔ یا حرف نداء اَبَتِّ میں تائے تانیث۔ یا ئے اضافت کے عوض لائے ہیں
 یا اِنِّی سے یا اَبَتِّ ہو گیا۔

= رَأَيْتُهُمْ۔ میں نے ان کو دیکھا۔ رَأَيْتُ ماضی واحد متکلم۔

رَأَيْتُ۔ دُرُيَّة سے بھی ہو سکتا ہے اور رُؤْيَا سے بھی۔ لیکن اگلی ہی آیت میں لفظ رُؤْيَا
 صریحاً ظاہر کرتا ہے کہ یہ رُؤْيَا سے ہے۔ جس کے معنی ہیں خواب میں دیکھنا۔ هُمْ ضمیر مفعول جمع
 مذکر غائب ہے۔ رَأَيْتُهُمْ میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔

۱۲: ۵ = يٰلَيُّنَّ۔ یا حرف نداء۔ بُنَيَّ۔ اِبْنُ سے اسم تصغیر ہے۔ مضاف ہی ضمیر واحد متکلم مضاف الیه
 اضافت کے باعث ی کو ی میں مدغم کیا گیا۔ بُنَيَّ میں تصغیر تحقیر کے لئے نہیں بلکہ شفقت اور
 محبت کے لئے ہے اور نحو ہی اسے تصغیر المحبیب کہتے ہیں اے میرے پیارے بیٹے۔

= فَيَكِيدُوا۔ ف سببیہ ہے فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ يَكِيدُوا مضارع منصوب

بوجہ فارسیہ یا جواب نہی میں بوجہ اضمار آن (اضمار مضمر۔ پوشیدہ محذوف) مثال لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَن تَوَلَّوْا
كَأَن يُكَلِّمُكَ كَيْدًا (باب صَوَّبَ) خفیہ تدبیر کرتا۔ فَيُكَلِّمُكَ ذَا لِكَ كَيْدًا۔ ورنہ وہ تیرے خلاف
کوئی پال ضرور چلیں گے۔

۶:۱۲ = كَذَلِكَ۔ اول کاف حرف تشبیہ ذ اسم اشارہ ل علامت اشارہ بعید۔ آخری کاف حرف
خطاب (واحد مذکر) ایسے ہی۔ اسی کی طرح۔ ای مثل ذلک الاجتباء

= يَجْتَبِيكَ۔ مضارع واحد مذکر غائب اجْتَبَاً اِفْتَعَال۔ سے مصدر۔ جَبِيٌّ مادہ ك ضمیر مفعول
واحد مذکر حاضر۔ وہ تجھ کو منتخب کر رہا ہے۔ چن رہا ہے۔ مُجْتَبِيٌّ برگزیدہ۔ چنا ہوا۔ منتخب شدہ
= الْأَحَادِيثِ۔ کہانیاں۔ باتیں۔ حَدِيثٌ کی جمع۔ ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے۔ خواہ بذریعہ
سماعت۔ خواہ بذریعہ وحی۔ عالم خواب میں ہو یا بیداری کی حالت میں۔ اس کو حدیث کہتے ہیں۔

= تَأْوِيلٌ۔ اس کا مادہ آذَلٌ ہے بر وزن تَفْعِيلِ مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کا اصل
کی طرف رجوع ہونا۔ اور جس مقام کی طرف کوئی چیز لوٹ کر آئے اسے مَوْتَلٌ (جائے بازگشت) کہتے ہیں۔
پس تاویل کسی چیز کو اس غایت کی طرف لوٹانے کے ہیں جو اس سے بلحاظ علم یا عمل کے
مقصود ہوتی ہے۔ چنانچہ غایت علمی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ
(۶۰۳) حالانکہ اس کی مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور غایت عمل کے متعلق ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ (۵۲:۴)
اب وہ صرف اس کی تاویل یعنی وعدہ خدا کے نتائج سامنے آجائیں گے (یعنی اس دن سے جو غایت
مقصود ہے وہ عملی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی)

تَأْوِيلٌ۔ اصلی غایت۔ اصلی مراد۔ اصل حقیقت۔ ٹھیک ٹھیک تصور۔

۷:۱۲ = فِي يُوسُفَ۔ یوسف۔ بوجہ معرفہ وغیر غیر منصرف ہے۔ فِي يُوسُفَ ای فِي
خبر یوسف۔ خبر (مضاف محذوف) يُوسُفَ۔ مضاف الیہ۔

= السَّائِلِينَ۔ پوچھنے والے۔ جو سندگانِ علم۔ طالبانِ حق۔ سوال کرنے والے۔

۸:۱۳ = عَصَبَةٌ عَصَبٌ سے الْعَصَبُ کے معنی بدن کے پٹھے۔ جو جوڑوں کو تھامے ہوئے ہیں
الْأَعْصَابُ۔ پٹھے۔ مضبوطی کے ساتھ باندھنے کو عَصَبٌ کہتے ہیں۔ مثلاً لَا عَصَبَ لَكُمْ عَصَبُ
السَّلْمَةِ میں تمہیں سلمہ درخت کی طرح باندھ کر چھوڑوں گا۔ فَكَأَنُّ شَدِيدُ الْعَصَبِ فُلَانٌ کے
جوڑ مضبوط ہیں۔ وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ (۱۱:۷۷) اور بولے یہ بہت سخت دن ہے۔
عَصِيبٌ بمعنی فاعل اور مفعول دونوں طرح مستعمل ہے۔

== الْعُصْبَةُ - وہ جماعت جس کے افراد ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہوں۔ اور اس طرح طاقت، اور مضبوطی کا سبب بنیں۔ دوسری جگہ قرآن میں ہے لَتَنْوُءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ - ایک طاقت درجماعت کو اٹھانا مشکل ہوتی ہے۔

وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ - (آیت نذا) حالانکہ ہم ایک پوری جماعت کی جماعت ہیں۔
عُصْبَةٌ کی جمع عُصَبٌ ہے جیسے عُرْفَةٌ کی جمع عُرُفٌ ہے۔

علامہ زمر مثنوی فرماتے ہیں عُصْبَةٌ دِعِصَابَةٌ دس اور دس سے زیادہ اشخاص کو کہتے ہیں بعض چالیس تک بتاتے ہیں ان کا یہ نام اس واسطے پڑ گیا کہ اتنے اشخاص سے سب کاموں میں قوت ہو جاتی ہے اور وقت پڑے یہ لوگ کافی سمجھے جاتے ہیں۔

۹:۱۲ = اِطْرَحُوْهُ - اس کو پھینک دو۔ اس کو دور کہیں پھینک آؤ۔ طَرَحَ يَطْرَحُ
(فَتَحَ) طَرَحَ جس کے معنی پھینک دینے اور دور ڈال دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔

= يَخْلُ لَكُمْ - خَلَا يَخْلُوْ خَلَاءً وَخُلُوْا رباب نصر) خالی ہونا۔ خالی رہ جانا۔
خَلَا الْاِيْمَانُ - برتن خالی ہو گیا۔ خَلَا الرَّجُلُ - آدمی تنہا رہ گیا۔ يَخْلُ لَكُمْ وَجْهٌ
اِيْمَانِكُمْ تمہارے لئے خالی ہو جائے گا تاکہ تمہارے باپ کی توجہ (صرف) تمہاری طرف ہو جائے
= وَ تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ - اس کے بعد تمہارے سب کام بن جائیں گے
یا اس کا معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد تم بھلے آدمی بن جانا۔ (یعنی توبہ کر کے نیک بن جانا)
اکثر مفسرین نے اسی پہلو کو اختیار کیا ہے۔

۱۰:۱۲ = غَيْبَتٍ - الْغِيَابَةُ کے معنی نشیبی زمین کے ہیں۔ اور اسی سے گھنے جنگل کو
غِيَابَةٌ کہا جاتا ہے۔ غِيَابَةُ - تاریکی۔ گہرائی مجازاً۔

= الْجُبِّ - وہ کنواں جس کی کوٹھی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ یا جو بچتہ اور لپا ہوا نہ ہو۔

غَيْبَتِ الْجُبِّ - کچے کنویں کے اندھیرے میں۔ کسی اندھے کنویں کی گہرائی میں

= يَلْتَقِطُهُ - مضارع واحد مذکر غائب۔ التَّقِطُ (اِفْتَعَالٌ) سے لَقَطَ مَادَّةً۔ وہ نکال لیگا
لَقَطَ - (باب نصر) زمین پر پڑی ہوئی چیز کو اٹھالینا۔

= السِّيَارَةِ - کارواں - قافلہ - چلنے والے مسافر۔

سَيَّارٌ کا مؤنث ہے جو سَيَّرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اس کی تانیث جمع کے معنی
کے لحاظ سے ہے۔

لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ - مضارع منفی واحد مذکر حاضر۔ تو ہم کو امین نہیں بنانا یوسف پر۔ یعنی یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتا۔

اصل میں تَأْمَنَّا (أَمِنَ يَا مَنَ سَمِعَ) تھا۔ نون نون میں مدغم کر دیا گیا۔

= لَنَا صِحُّونَ - نَا صِحُّ کی جمع۔ خیر خواہ۔ خیر خواہی کرنے والے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔

۱۲: ۱۲ = يَزْتَعِمُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب رَتَعُ رَتَعُ وَرَتُوْعٌ - مصدر (باب فتح)

جس کے اصل معنی جانوروں کے چرنے کے ہیں پھر استعارہ کے طور پر انسانوں کے جی بھر کر کھانے پینے پر یہ لفظ بولا جائے گا۔ رَتَعَةُ فَرَاخِي - ارزانی۔ رَاتِعٌ پرنے والا۔ مَزْتَعِمٌ چراگاہ۔ مَزْتَعِمٌ فَرَاخِ دَلِ وَسِيعِ الرِّزْقِ۔

يَزْتَعِمُ - وہ خوب جی بھر کر کھائے پئے۔ يَزْتَعِمُ وَيَلْعَبُ میں مضارع مجزوم بوجہ جواب امر ہے۔ اس کی دیگر مثالیں۔

(۱) فَاتَّبَعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ - (۳: ۳۱) میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیگا

(۲) فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ - (۲: ۱۵۲) مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا ہوں گا۔

= يَلْعَبُ - مضارع مجزوم واحد مذکر غائب۔ لَعَبٌ مصدر (باب سَمِعَ) وہ کھیلے کوئے۔

۱۳: ۱۳ = اِنِّي لَيَحْزُنُنِي - میں لام ابتدائیہ ہے۔ اس سے مضارع کے معنی حال کے لئے مختص

ہو جاتے ہیں۔ جیسے اِنِّي لَلطَّالِعِ الْجَرَائِدِ میں اخبار دیکھ رہا ہوں۔ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا تُرِيدُ۔

تجھے خوب معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

اِنِّي لَيَحْزُنُنِي اِنَّ تَدَّ قَبُورًا بِهٖ - بیشک مجھے غمزدہ بناتی ہے (یہ بات) کہ تم اے لیجاء

(اور اس طرح اے مجھ سے جدا کر دو)

= دَاخَاۡتُ - اور میں ڈرتا ہوں یہ حضرت یعقوب کا دوسرا اندیشہ تھا اِنَّ يٰۤاٰكِلَةَ الذِّبۡءِ

کہ کہیں اے بھیڑیا کھا جائے۔

۱۴: ۱۴ = وَنَحْنُ عُصْبَةٌ مَّا مَلَأْنَا كُلَّ بَلَدٍ مَّا جَاءَنَا مِنَ الْبَنِيۤنِ - ملاحظہ ہو ۱۲: ۲۸ حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھا ہیں۔

۱۵: ۱۴ = اجتمعوا - وہ سب جمع ہو گئے۔ سب نے باتفاق فیصلہ کر لیا۔ سب نے پختہ

ارادہ کر لیا۔

= جواب لَمَّا مَذُوفٌ ہے۔ اِی یجعلوه فی غلیبت الحب و فعلوا به ما فعلوا من الازی

= اَوْحَيْنَا إِلَيْهِ - اور ہم نے اس پر وحی کی۔ میں ۵ ضمیر واحد مذکر کا مرجع حضرت یوسف ہے

ہیں۔ یہ وحی اصطلاحی مراد نہیں بلکہ الہام کے معنی میں ہے جو غیر نبی کو یا نبی کو قبل از نبوت ہرگز نہیں

= لَسِيْنَةٌ - تو ضروران کو جلتے گا۔ تو ضروران کو بتلائے گا۔ (باب تفعیل) مضارع ہانوں۔
واحد مذکر حاضر تَنِيْسَةٌ اور تَنِيْسِيٌّ سے ہم ضمیر مفعول جمع مذکر غائب (برائے برادران یوسف)
= وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ - درآں حالیکہ وہ جانتے بھی نہ ہوں گے کہ تو یوسف ہے۔

۱۲: ۱۷ = نَسِيْبٌ - مضارع جمع مکمل۔ اِسْتِيْبَاقٌ (اِفْتِعَالٌ) سَبِيْقٌ - مادہ۔ ہم ایک دوسرے
سے آگے نکل جانے کی دوڑ دوڑنے لگے۔ اِسْتِيْبَاقٌ اور تَسَابُقٌ (اِفْتِعَالٌ و تَفَاعُلٌ) ایک دوسرے
سے آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا۔

ذَهَبْنَا نَسِيْبِيْنَ - ہم اپنے سامان کو رکھ کر ایک طرف گئے کہ مقابلہ کی دوڑ دوڑیں۔
یا ہم جا کر دوڑ کا مقابلہ کرنے لگے۔

= مُؤْمِنٍ - اسم فاعل واحد مذکر۔ ایمان رکھنے والا۔ یقین کرنے والا۔ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
لَنَا۔ آپ ہم پر یقین تو نہیں کریں گے۔

۱۲: ۱۸ = وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ - كَذِبٌ اِى ذِي كَذِبٍ. مصدر کو صفت کے
لئے مبالغہ کی خاطر استعمال کیا ہے۔ دَمٌ كَذِبٌ موصوف و صفت۔ عَلَى قَمِيصِهِ اِى فَوْقَ
قَمِيصِهِ وَالْمَعْنَى اَتُوْا بَدَمٍ كَذِبٍ فَوْقَ قَمِيصِهِ۔ وہ لے آئے جھوٹ موٹ کا خون اس کی
قمیص پر لگایا۔

= سَوَّلَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب تَسْوِيْلٌ (باب تفعیل) سے جس کے معنی ہیں
نفس کا اس چیز کو مزین کر کے دکھانا جس پر وہ حریص ہو۔ (بلکہ تمہارے نفسوں نے یعنی تمہارے
دلوں نے ایک بات جو جھوٹی ہے) مزین اور معقول شکل میں بنالی ہے۔

قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے۔ اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهٗمُذ (۲۷: ۲۵) شیطان نے یہ کام نہیں
مزین کر دکھایا۔

= اَلْمُسْتَعٰنَ - اسم مفعول واحد مذکر اِسْتِعَاْنَةٌ (استفعال) سے مصدر وہ جس سے اعانت
طلب کی جائے۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ معاونت یا ہمی مدد کرنا۔ تعاون ایک دوسرے
کے ساتھ مددگار ہونا۔

۱۲: ۱۹ = سَيَّارَةٌ - قافلہ۔ (ملاحظہ ہو ۱۲: ۱۰)

= وَاِرْدَهُمْ - اسم فاعل۔ مضاف۔ هُمْ مضاف الیہ۔ پانی پر پہنچنے والا۔ قافلہ کے آگے جا کر
پانی کی تلاش کرنے والا سقہ۔ (ملاحظہ ہو ۱۱: ۹۸) انہوں نے اپنا سقہ بھیجا۔

= اَذَلَّى - اس نے لٹکایا۔ اس نے ڈول لٹکایا۔ اِذْلَاؤٌ سے جس کے معنی ڈول ڈالنے اور ڈول

کھینچنے کے ہیں۔ ماضی واحد مذکر غائب۔

= يَلْبِشُورِي - واہ خوشخبری۔ اے واہ۔ کلمہ تعجب و انبساط۔

= اَسْرُدُوْهُ - اَسْرُدُوْا۔ ماضی جمع مذکر غائب ؕ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب انہوں نے اس کو چھپایا

سِرُّ سے۔ سِرٌّ مادہ۔ ضمیر واحد مذکر غائب اہل قافلہ کے لئے ہے یا برادرانِ یوسف کے لئے کہ انہوں نے یوسف کی اصلی حقیقت کو چھپایا اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے ہم سے خرید لو۔

= بِضَاعَةٌ - منصوب بوجہ حال کے۔ بطور مال تجارت کے۔ بِضَاعَةٌ پونجی۔ سامان تجارت

بِضَاعَةٌ بِضَعٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں گوشت کا ٹکڑا۔ اسی سے ہے الْمَبِضَعُ

راسم آلہ گوشت کے ٹکڑے کاٹنے کا آلہ۔ نشتر۔ یا کہتے ہیں فُلَانٌ يَبْضَعُ مَتْنِيْ - فلاں

میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اَلْبِضَعُ (یا کی کسر کے ساتھ) عدد جو دس سے الگ کئے گئے ہیں۔ یہ لفظ

تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پانچ سے ادپر اور دس سے کم۔

اور علمائے لغت کے نزدیک تین سے نو تک کے لئے ہے۔ اسی سورۃ میں ہے

لِيَضَعَ سِنِيْنَ - (۲۲:۱۲) چند سال۔

۲۰:۱۲ = شَرُوْهُ انہوں نے اس کو بیچا۔ شَرَاءٌ سے (باب ضوب) جس کے معنی ہیں

خرید و فروخت کرنے کے۔ ماضی جمع مذکر غائب ؕ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب برائے یوسف

اور اگر اس کو خریدنے کے معنی میں لیا جائے تو ضمیر جمع مذکر غائب اہل قافلہ کے لئے ہوگی۔

= تَمَّوْنَ بِخَيْسٍ - موصوف۔ صفت۔ حقیر قیمت۔ بِخَيْسٍ ناقص۔ ظلم سے کسی شے کے

گھٹانے یا کم کرنے کو بِخَيْسٍ کہتے ہیں۔

= فَيَهْدِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ - فِيْهِ مِثْلُ ضَمِيْرِهِ وَاحِدٌ مَذْكَرٌ غَائِبٌ۔ حضرت، یوسف کے

لئے بھی ہو سکتی ہے اور قیمت کے لئے بھی۔

زَاهِدِيْنَ - الزَّاهِدِيْنَ سے ہے جس کے معنی حقیر چیز کے ہیں۔ اس لئے کسی چیز سے

بے رغبتی کر کے والے۔ یا حقیر سی چیز پر راضی ہو جانے والے کو زَاهِدٌ فِي الشَّيْءِ کہا جاتا ہے

پس وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ وہ اس کے بارہ میں بے رغبت تھے۔

۲۱:۱۲ = اَكْرَمِيْ - اِكْرَامٌ (اِفْعَالٌ) سے امر واحد مؤنث حاضر۔ تو باعزت کر۔

= مَثْوَاهُ - مَثْوَى مضاف۔ ؕ ضمیر واحد مذکر غائب منساق الیہ۔ اس کی قیام گاہ۔ اس کا

ٹھکانہ۔ اس کی مہمانی۔ مَثْوَى ظرف مکان مَثْوَى جمع۔ ٹھکانہ۔ دراز مدت تک ٹھہرنے

کا مقام۔ ثَوَى يَثْوِي (ضرب) ثَوَاؤُهُ وہ اقامت پذیر ہوا۔ قرآن مجید میں اور جبکہ

آیا ہے وَالنَّارُ مَشْوَى لَّهُمْ (۱۲:۴۷) اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اَلْكَرْمِي مَثْوًى۔ اس کے قیام کو باعزت و اکرام بنانا۔ یعنی اسے دوران قیام عزت و توقیر سے رکھنا۔

= كَذَلِكَ۔ کاف حرف تشبیہ۔ ذَالِكَ اسم اشارہ۔ اس طرح یعنی جس طرح ہم نے اس کو بھائیوں کے ہاتھوں قتل سے بچا کر۔ کنویں کی گہرائیوں سے نجات دلا کر اس پر احسان کیا۔ اسی طرح ہم نے اس پر اپنی کرم نوازی سے عزیز مصر کے ہاں عزت و اکرام کا ٹھکانہ دلا کر ملک مصر میں اس کے قدم جما دیئے۔

۱۲:۲۱ = فِي الْأَرْضِ۔ اى نى ارض مِصْرَ۔ مصر کی سرزمین۔

= مَكَّنَّا۔ ماضی جمع متکلم مَكَّنَ يُمَكِّنُ تَمَكَّنَ (تفعیل) ہم نے اس کو ٹھکانہ عطا کیا ہم نے اس کو جہاد بخشا۔ تمکین دی۔ ہم نے اس کے پاؤں جما دیئے

= وَتَعَلَّمَهُ لَام تَعْلِيلُ کے لئے۔ یعنی ہم نے یوسف کے قدم ارض مصر میں جما دیئے اور اس کو جاہ و تمکنت عطا کی کہ (اب) اسے تاویل احادیث کا علم بھی عطا کریں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: پھر ہم نے مصر میں لا کر یہاں کی سرزمین پر ان کا قدم جما دیا کیونکہ اب ہمارا یہ ارادہ پورا ہونا تھا کہ ہم اسے تعبیر خواب کا کچھ علم عطا فرما دیں۔

۱۲:۲۳ = دَاوَدَ دَاوُدَ۔ اس عورت نے اس کو چھسلا یا۔ اس سے خواہش کی گفت و شنید کی الرَّوْدُ۔ کے اصل معنی نرمی کے ساتھ بار بار کسی چیز کی طلب میں آمد و رفت کے ہیں

رَاوَدَ يُرَادُ مُرَادَةٌ (مفاعلة) عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَى نَفْسِهِ۔ کسی کو گناہ کی رغبت دلانا۔

أَرَادَ يُرِيدُ إِرَادَةٌ۔ چاہنا۔ خواہش کرنا۔ رَغِبَتْ كَرْنَا۔ أَرَادَ يُرِيدُ (افعال) إِرَادَةٌ۔ دَرَدَيْدُ نَرْمِي كَرْنَا..... فِي السَّيْرِ۔ نرم رفتار سے چلنا۔

رَاوَدَتْهُ عَنْ نَفْسِهِ۔ وہ عورت اس کو گناہ کی رغبت دلانے لگی۔ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا وَه عورت جس کے گھر میں وہ تھا۔

= عَلَّقَتْ۔ اس عورت نے بند کیا (دروازہ) عَلَّقَتِ الدَّيْوَابَ اس عورت نے دروازے بند کر دیئے۔

= هَيْتَ لَكَ۔ ادھر آؤ۔ چلے آؤ۔ هَيْتَ لَكَ۔ نَكْمًا۔ نَكْمًا۔ تَكُنَّ۔ چلے آؤ۔ تو ایک۔ تم دونو۔ تم سب وغیرہ۔

هَيْتَ۔ أَقْبِلْ۔ اسْرِحْ۔ اسم فعل یعنی امر۔ آؤ۔ جلدی کرو۔

== مَعَاذَ اللّٰهِ - مَعَاذَ - مصدر مسمیٰ اور اسم ہے - مضاف - اللّٰهُ مضاف الیہ - اللّٰهُ کی پناہ
 (یعنی یہ گناہ کا کام ہے میں اس کے کرنے سے اللّٰهُ کی پناہ چاہتا ہوں)
 عَوِذٌ اور مَعَاذٌ - کسی کی پناہ پکڑنی اور کسی سے وابستہ ہو جانا - جیسے اَعُوذُ بِاللّٰهِ میں (ہر گناہ سے
 اللّٰهُ کی پناہ چاہتا ہوں)

== اِنَّكَ رَبِّيْ - میں کہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع عزیز مصر بھی ہو سکتا ہے اور اللّٰهُ تعالیٰ بھی - لہذا
 پہلی صورت میں رَبِّيْ (میرا رب) سے مراد (میرا آقا) عزیز مصر ہوگا - اور دوسری صورت میں میرا
 رب یعنی میرا خدا ہوگا - اِنَّكَ رَبِّيْ وہ میرا ربی ہے -

== اِحْسَنَ - ماضی واحد مذکر غائب - اس نے اچھا کیا - اس نے اچھا بنایا -

== مَثْوَاىَ - میرا ٹھکانہ - میری قیام گاہ - میری مہمانی - مضاف - مضاف الیہ

اِحْسَنَ مَثْوَاىَ - اس نے مجھے بہترین ٹھکانہ دیا ہے - اس نے میرے قیام کا نہایت اچھے طریق
 پر بندوبست کیا ہے -

== اِنَّكَ لَا يُغْلِبُ الظّٰلِمُوْنَ - بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے -

۱۲: ۲۴ = هَمَّتْ بِهَا - اس عورت نے اس مرد کا ارادہ کر لیا -

الْهَمُّ کا معنی گھپلا دینے والے غم کے ہیں اور یہ هَمَمْتُ الشَّخْدَ فَالْهَمُّ کے محاورہ سے
 ماخوذ ہے - جس کے معنی ہیں - میں نے چربی کو گھپلایا چنانچہ وہ گھپل گئی -

اصل میں هَمَّ کے معنی ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو - (راعغب)

هَمَّ بِالْمُرَادِ اِذَا قَصَدَكَ وَعَزَمَ عَلَيْهِ - هَمَّ کا معنی ہے کسی چیز کا قصد کرنا اور عزم کرنا -

(الکشاف) الهم هو المقاربة من الفعل من غير دخول زيد - هَمَّ کے معنی ہیں

کسی فعل سے مقاربت بغیر وہ فعل کئے کے - (المازنی)

هَمَّتْ بِهَا وَهَمَّ بِهَا - اس عورت نے اس مرد کا قصد کر لیا تھا - اور وہ آدمی بھی اس

عورت کا قصد کر لیتا لَوْ اَنَّ رَاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ - اگر اس نے اپنے رب کی روشنی دلیل

کو نہ دیکھ لیا ہوتا -

متذکرہ معنی کے لحاظ سے کلام میں تقدیم و تاخیر ہے - عام قاعدہ کے مطابق شرط

پہلے اور جزاء بعد میں آنا چاہئے تھی - اور کلام یوں چاہئے تھا - لَوْ اَنَّ رَاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

هَمَّ بِهَا - لیکن یہاں جزاء کو مقدم لایا گیا ہے اور شرط کو بعد میں لایا گیا ہے - یہ طرز کلام شاذ

نہیں ہے قرآن مجید میں اور جگہ بھی ایسا کیا گیا ہے - مثلاً دَا صَبَحَ فَوَا دِ اُمِّ مُوسٰی

فَرِيحًا. اِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ كُوْلًا اِنْ رَّبُّنَا عَلٰى قَلْبِهَا (۲۸: ۱۰) اور اُمّ موسیٰ کا دل ایسا بے قرار ہوا کہ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط و مربوط نہ کر دیا ہوتا۔ یہاں بھی جزا مقدم ہے اور شرط مؤخر۔

تو گویا اس صورت میں آیت کا مطلب ہوا۔ اس عورت نے اس کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور اگر حضرت، یوسفؑ نے اپنے رب کی روشن دلیل کو نہ دیکھ لیا ہوتا تو وہ بھی اس عورت کا قصد کر لیتے۔ (لیکن چونکہ انہوں نے اپنے رب کی روشن دلیل کو دیکھ لیا اس لئے ان کے ارادہ کی نوبت ہی نہ آئی)۔

بعض کے خیال میں هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا۔ ایک مستقل جملہ ہے اور لَوْلَا اَنْ تَرَا بُرْهَانَ رَبِّهٖ نِيَا جملہ ہے جس کی جزاء محذوف ہے (توضوہ اس کے دام تزدپر میں پھنس جاتا) اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ زلیخا نے اپنی خواہش رانی کا مصمم ارادہ کر لیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خیال بھی ہو چلا تھا۔ لیکن یہ خیال جس کی پشت پر کوئی عزم نہ تھا کوئی عیب نہیں ہے کہ یہ ایک امر طبعی ہے خلوت کی یکجائی میں جو ان تندرست مرد کا محض خیال اگر جوان حسین عورت کی طرف جائے خصوصاً جبکہ پیشقدمی اور تشویق (شوق دلانا) عورت کی طرف سے ہو رہی ہو تو یہ عیب نہیں ہے بلکہ دلیل ہے مرد کے صحیح اور تندرست ہونے کی (رضی اللہ عنہما)۔

مال الخ مخالطها بمقتضى الطبيعة البشرية كميل الصائم في اليوم الحار الخ الماء البارد۔ ومثل ذلك۔ لا يكاد يدخل تحت التكليف (روح المعاني) وہ مائل ہوئے بمقتضاتے طبیعت بشریہ جیسا کہ روزہ دار شدید گرمی کے دن کو ٹھنڈے پانی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ (لیکن نہ تو اس کی نیت پانی پینے کی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ پانی پینے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھاتا ہے) اس قسم کا میلان قابل مواخذہ نہیں ہے۔

والمواد بهمد علیہ السلام میل الطبع ومنازعة الشهوة لا القصد الاختیاری (بیضاوی) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصد سے مراد فطری میلانِ طبیعت ہے اور تقاضائے شہوت ہے قصد اختیاری مراد نہیں ہے۔

ہاں اگر وہ اپنے رب کی برہان واضح نہ دیکھ لیتے تو (ہو سکتا ہے کہ) وہ بھی اس کے دام میں پھنس جاتے۔

الکشاف میں ہے (لولا ان ترا برهان ربہ) جوابہ محذوف تقدیرہ لولا ان ترا برهان ربہ لخالطها۔ اس کے ساتھ خلط ملط ہو جاتا۔ (خالط جماع کرنا۔ الفرائد الدینیة)

= بُؤْهَانَ رَدِيَه - اپنے رب کی برہان - الْبُؤْهَانَ کے معنی دلیل اور حجت کے ہیں۔
رُجْحَانَ کی طرح فُعْلَانٌ کے وزن پر ہے۔

بعض کے نزدیک، یہ بَرَاءَ يَبْرُؤُہ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور چمکنے کے ہیں
بُؤْهَانَ دلیل قاطع کو کہتے ہیں جو تمام دلائل سے زور دار ہو اور ہر حال میں ہمیشہ سچی ہو۔
روشن دلیل

یہ برہان حالیہ سلسلہ میں کیا تھی اس کے متعلق متعدد اقوال ہیں

(۱) بعض کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نظر
آئے جو اسے اس فعل قلیح سے منع کر رہے تھے۔

(۲) بعض کے نزدیک انہیں عزیز مصر سامنے نظر آیا جس کے دیکھنے پر اس کے احسانات و شفقت
یاد آ گئی۔ اور وہ اس فعل سے باز رہے۔

(۳) بعض کے نزدیک ان کو آیات قرآنی لکھی ہوئی نظر آئیں لَا تَقْرَبُوا السَّيِّئَاتِ إِنَّهَا كَانَتْ قَا
وَسَاءَ سَبِيلًا (۱۷:۳۲) زنا کے پاس بھی مت جاؤ یقیناً وہ بڑی بے حیائی اور بڑی راہ ہے
= كَذَلِكَ - ایسے ہی۔ اسی کی طرح۔ (یعنی جس طرح ہم نے اس وقت ایک دلیل دکھا کر برائی
سے بچالیا۔ اسی طرح اس کے اور کاموں میں بھی ہم اس کی مدد کرتے رہے۔

= لِنَصْرَتٍ - تاکہ ہم دگر کر دیں۔ نَصْرَتٍ مضارع منصوب بوجہ عمل لام۔ جمع متکلم۔ النَّصْرَتُ
کے معنی ہیں کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا۔ صَرَفَ عَنْهُ اس کی
طرف سے پھیر دینا۔

= السُّوَاءَ - برائی۔ برا فعل۔ گناہ۔ عیب

= الْفَحْشَاءُ - أَفْحَشُ فَحْشًا، فُحْشٌ سے اسم تفضیل واحد مَوْثُ فُحْشٌ مادہ۔ وہ قول یا فعل
جس کی برائی کھلی ہوئی ہو۔ اور اس کا سننا یا کرنا برا لگے۔ بیحیائی کی بات۔

= مُخْلِصِينَ - برگزیدہ۔ چنے ہوئے۔ خالص۔

۱۲: ۲۵ = وَاسْتَبَقَا - اِسْتَبَقَ يَسْتَبِقُ اِسْتِبَاقًا (افْتَعَال) سَبَقَ مادہ سے ماضی۔ تثنیہ
نذکر غائب۔ وہ دونوں دوڑے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے پر سبقت کی۔ اِسْتِبَاقًا
کے معنی ہیں ایک کا دوسرے پر سبقت لیجانا۔

= قَدَّتْ - ماضی واحد مَوْثُ غَائِب - اس عورت نے پھاڑ دیا۔

= قَمِيصَهُ - اس مرد کی قمیض کو۔ یعنی زلیخانے یوسف علیہ السلام کی قمیض پھاڑ دی۔ قَدَّتْ مادہ

= مِنْ دُبُرٍ - پچھے سے - دُبُرٍ - پیٹھ - پشت -

= الْغَيَا - ماضی - تثنیہ مذکر غائب - انہوں نے پایا - الْغَيَا (أَفْعَالٌ) سے - لَفْيٌ مَادَةٌ - الْغَيْثُ وَجَدْتُ - کسی چیز کو پایا - بَلْ نَنْبَغُ مَا الْفَيْنَا عَلَيْهِ أَبَاءَنَا - (۱۷۰:۲) ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا -

۱۲:۲۶ = رَاوَدَ ثَتَّى - اس عورت نے مجھ کو مہسلا یا - ماضی واحد مؤنث غائب ملاحظہ ہو - ۱۲:۲۳

= شَهِدَ - ماضی واحد مذکر غائب الشَّهَادَةُ - کسی چیز کا مشاہدہ کرنا - خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے اور صرف حاضر ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے -

شہادت جیب اپنی ذات کے متعلق ہو تو اس کے معنی اقرار کے ہوتے ہیں - مثلاً قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا - (۱۷۲:۷) انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں -

اور کبھی شہادت کے معنی فیصلہ اور حکم کے ہوتے ہیں مثلاً آیت ہذا - شَهِدَ شَاهِدًا مِّنْ أَهْلِهَا - اس کے خاندان کے ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ دیا - (یہاں یہ آدمی موجود تو تھا نہیں - لہذا اس کا وقوعہ کو دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)

۱۲:۲۸ = كَيْدٍ كُتِّ - تم عورتوں کی چال کید مصدر - اسم مصدر - اچھی تدبیر - بُرَى تَدْبِيرٍ - مکر و فریب - داؤ -

۱۲:۳۰ = تَزَادُ - مضارع واحد مؤنث غائب - وہ بہلاتی ہے - وہ مہسلا تاتی ہے - خواہش رکھتی ہے - ملاحظہ ہو - ۱۲:۲۳ - اور ۱۲:۲۶ -

= فَتًى - اس کا غلام - مضاف مضاف الیہ -

الْفَتَى - نوجوان - فَتَاةٌ - نوجوان عورت فَتَاءٌ مصدر -

بعدہ ہر دو فتی و فتاة غلام اور لونڈی کے معنی میں استعمال ہونے لگے -

= شَغَفَهَا - شَغَفَ واحد مذکر غائب - ماضی - شَغَفَ يَشْغَفُ (فتح) شَغَفٌ سے -

جس کے معنی محبت کا دل کے پردوں میں اتر جانے کے ہیں - هَا ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ وَاحِدٌ مَوْثُ غَائِبٍ وَهِيَ (آدمی) اس عورت کے دل میں اتر گیا - اس نے اس کو فریفتہ کر لیا -

شَغَافٌ کے معنی پردہ دل کے ہیں قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے - حُبًّا - بوجہ تمیز کے منصوب ہے

۱۲:۳۱ = مَكَرِهِيْنَ - مضاف مضاف الیہ - ان عورتوں کا مکر - چال - مکارانہ باتیں -

(ملاحظہ ہو ۳: ۵۴) الکشاف - بیضادی - مدارک التنزیل میں مکر کو لفظ اغتیاب کا ہم معنی لکھا ہے۔

(اغتیاب یعنی عیب گیری کرنا۔ ضیبت کرنا، کیونکہ مکر بھی خفیہ ہوتا ہے اور غیبت بھی پیٹھ پیچھے

کی جاتی ہے۔ لہذا مکر بمعنی لعن و طعن طنز و تشنیع

= اَرْسَلْتُ اِلَيْهِنَّ - اسی دعوتوں نے ان عورتوں کو دعوت دی۔

= اَعْتَدَتْ - ماضی واحد مؤنث غائب اس نے تیار کی۔ اعتاد (اِفْعَالٌ) سے۔ عَتَدَ

وَ اَعْتَدَ الشَّيْءُ - تیار کرنا۔ عَتَدَ يَعْتَدُ الشَّيْءُ - تیار ہونا۔ آمادہ ہونا۔ اَلْعَتِيدِ - تیار۔ مَا يَلْفِظُ

مِنْ قَوْلِ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَعِيدٌ (۱۸: ۵۰) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر کہ

اس کے آس پاس ہی ایک تاک میں لگا ہونے والا تیار ہے۔

= مُتَّكًا - اسم ظرف مکان۔ سہارا لگانے کی جگہ۔ جس پر ٹیک لگائی جائے۔ گاؤ تکیہ

مسند وغیرہ۔ اِتَّكَأْتُ اِتَّكَأْتُ (اِفْتَعَالٌ) عَلَي السَّرِيرِ - تخت پر سہارا لے کر بیٹھا۔ تَوَكَّأَ

عَلَى عَصَاةٍ - سہارا لگانا۔ ٹیک لگانا۔ مجازاً مراد کھانا ہے۔ یعنی طعام یا ضیافت، جس میں لوگ تکیہ لگا کر

بیٹھے ہوں۔ امام رازی کا قول ہے مُتَّكًا سے مراد کھانے کی وہ چیز جس کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت ہے

= اُخْرَجُ - امر۔ واحد مذکر حاضر۔ خَرَجَ يَخْرُجُ (نصو) خُرُوجٌ سے (اے یوسف) باہر تو نکل

= اَكْبَرْتَهُ - ماضی جمع مؤنث غائب اُضْمِرُ واحد مذکر غائب۔ اِكْبَادٌ (اِفْعَالٌ) سے ان عورتوں

نے اس کو بڑا سمجھا۔ اِى اعظمنہ۔ اس کو انہوں نے عظیم پایا۔ مراد یہ کہ اس کے حسنِ بيمثال کو دیکھ کر

دنگ رہ گئیں۔ دم بخود ہو گئیں۔

= قَطَعْنَ - انہوں نے (ہاتھ) کاٹ ڈالے۔ قَطِيعٌ (تَفْعِيلٌ) سے ماضی جمع مؤنث غائب

مراد یہ کہ انہوں نے ہاتھ زخمی کر لئے۔

= حَاشَ لِلّٰہِ - کلمہ تعجب۔ اصل میں حَاشَا لِلّٰہِ ہے الف کو تخفیف کے لئے گرا دیا گیا۔

= مَا هَذَا بَشَرًا - میں ما نافیہ ہے اور عاملہ ہے اور لیس (فعل ناقص) کا عمل کرتا ہے یعنی

خبر منصوب ہوگی۔ قرآن حکیم میں اس کی اور مثال یہ ہے۔ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ (۲: ۵۸) وہ عورتیں

(یعنی ان کی بیویاں) ان کی مائیں نہیں ہیں۔

مَا مِثَابٌ بِلَيْسَ كِى اور مِثَالٌ مَا زَيْدٌ قَائِمًا - (زید کھڑا نہیں ہے) اِى لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا۔

= اِنْ هَذَا - میں اِنْ نافیہ ہے۔

۱۲: ۳۳ - لَمُنَّيْ - لَمُنَّتْ - ماضی جمع مؤنث حاضر۔ نِي مفعول لَوَّمٌ سے (باب نصر) تم

عورتوں نے مجھے ملامت کی۔ لَوَّمَةٌ ملامت۔ لَأَلَمْتُ ملامت کرینوالا۔ لَوَّمَةٌ لَأَلَمْتُ

(۵۴:۵) ملامت گر کی ملامت۔

= فینہ۔ جس کے بارہ میں

= ذَلِكَنَّ ذَا۔ اسم اشارہ۔ یہ۔ یہی۔ کُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب خطاب کے لئے ہے۔

ذَلِكَ الَّذِي۔ لے عورت تو یہی ہے وہ شخص

= اسْتَعَصَمَ۔ اس نے بچا لیا۔ اس نے تھام لیا۔ اس نے روک لیا۔ اسْتَعَصَمَ (استفعال) سے ماضی۔ واحد مذکر غائب۔

= لَنْ لَمْ يَفْعَلْ۔ لام غیر عاملہ ہے۔ اِنْ لَمْ يَفْعَلْ۔ اگر اس نے نہ کیا۔

= مَا أَمْرُهُ۔ ما موصولہ ہے۔ اور ضمیرہ کا مرجع ہے۔ اِی مَا أَمْرُهُ اِیہ جس کا میں حکم دوں

یا ما مصدریہ ہے۔ اور ہ ضمیر یوسف کی طرف راجع ہے۔ اِی وَلَنْ لَمْ يَفْعَلْ اِیہ امری ایتا۔

اگر اس نے میرا حکم نہ مانا۔

= لَيْسَجَنَّ۔ لام تاکید بانون تثنیہ مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ تو وہ ضرور قید میں ڈالا

جائے گا۔

= لَيْكُونَا۔ لام تاکید بانون خفیہ۔ جو بولنے میں آگیا ہے لیکن لکھا نہیں گیا۔ وہ یقیناً ہوگا

= صَاعِرَاتٍ۔ ذلیل و خوار۔ صَعَادٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ بحالت جر۔ صَاعِرَةٌ واحد

صَعُرَ (کرم) صِعْرٌ۔ ذلیل و خوار ہونا۔ اور صِعْرٌ۔ صَعْرٌ۔ صَعَارَةٌ۔ چھوٹا

ہونا۔ صَغِيرٌ۔ چھوٹا۔

۱۲:۳۳ = رِبِّ۔ اِی یارِیُّ لے میرے رب۔

= اَحَبُّ۔ افعِل التفضیل کا صیغہ۔ زیادہ پیارا۔ زیادہ عزیز۔

= يَدْعُو نَبِيَّ۔ يَدْعُو نَ۔ مضارع جمع مؤنث غائب دَعْوَةٌ سے (باب نصر) نَبِيَّ ضَمِير

مفعول واحد متکلم۔ وہ مجھے بلا تے ہیں۔

= اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي۔ اِلَّا۔ اِنْ لَدَّ۔ صَرَفَ عَن۔ کسی کو کسی چیز سے پھیر دینا۔ ہٹا دینا۔ لَدَّ

تَصْرِفَ۔ مضارع منفی واحد مذکر حاضر۔ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي۔ اگر تو ان کے چرتز کو مجھ سے پھیر نہ دے گا

ہٹا نہ دے گا۔ یا دور نہ کرے گا۔

= اَصْبَ۔ صَبًا يَصْبُو اِرباب نصر صَبُوَةٌ وَصَبُوٌ۔ کسی چیز کی طرف مائل ہونا۔ اَصْبَ

مضارع واحد متکلم۔ میں مائل ہو جاؤں گا۔ اَصْبَ اصل میں اَصْبُوُ تھا۔ جواب شرط کی وجہ سے

واو حذف ہو گیا۔

= اَكُنْ اصل میں اَكُوْتُ تھا۔ مضارع واحد متکلم۔ جواب شرط کی وجہ سے مجزوم ہو کر واو بوجہ اجتماع ساکنین گر گیا۔ میں ہو جاؤں۔

۱۲: ۳۴ = اِسْتَجَابَ۔ اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتَجَابَةٌ (افتعال) سے جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ہیں۔

۱۲: ۳۵ = بَدَا۔ يَبْدُوْا رنصہ بَدُوْ و بَدَاءُ سے جس کے معنی نمایاں اور ظاہر ہو جانے کے ہیں۔ ظاہر ہو گیا۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا (۳۹: ۴۴) اور ان اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی۔

اَلْبَدُوْ - حَضْرُوْ کی ضد ہے۔ اور آئیہ کریمہ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدُوِّ (۱۲: ۱۰۰) اور تمہیں (صحرا) سے یہاں لے آیا۔

یہاں بَدُوْ بمعنی بَادِيَةٌ صحرا ہے۔ اور ہر وہ مقام جہاں کوئی عمارت وغیرہ نہ ہو اور تمام چیزیں ظاہر نظر آتی ہوں۔ اسے بَدُوْ بَادِيَةٌ صحرا کہا جاتا ہے۔

= لَهُمْ میں ضمیر عزیز مصر اور اس کے اہل واقرباء وغیرہ کے لئے ہے۔ بَدَا لَهُمْ ان پر ظاہر ہو گیا انہوں نے یہی مناسب سمجھا۔ ان کو یہی مصلحت نظر آئی۔

= مِنْ بَعْدِ مَا دَاوُاْ اَلْاٰیٰتِ بعد اس کے کہ وہ (حضرت یوسف کی پاکبازی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے۔

= لَيَسْجُدَنَّ۔ لام تاکید بانون تفعیل جمع مذکر غائب ۛ ضمیر مفعول حضرت یوسف کی طرف راجع ہے کہ وہ اسے ضرور قید ہی کر دیں۔ یعنی حالات کے تحت مناسب یہی سمجھا کہ حضرت یوسف کو قید کر دیا جائے۔

۱۲: ۳۶ = اِرٰنٰی۔ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں۔ اِرٰی دُوِّيَّةً سے مضارع واحد متکلم نون وقایہ ی واحد متکلم کی ضمیر۔

= اِعْصِرُ۔ میں پنچوڑتا ہوں عَصَرَ يَعْصِرُ (ضرب) عَصْرٌ سے جس کے معنی پنچوڑنے کے ہیں۔

= نَبَّئْنَا۔ ہمیں آگاہ کر۔ نَبَّئْتُ (تفعیل) مصدر۔ نا ضمیر مفعول جمع متکلم اَمْرٌ واحد مذکر حاضر

۱۲: ۳۷ = لَا يٰۤاَتِيْكُمَا۔ مضارع منفی مجزوم بوجہ عمل لا۔ یہی صیغہ واحد مذکر غائب کُفَا۔

ضمیرِ ثنّیہ مفعول۔ وہ نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس

= شَرَدْتَنِيہ۔ تم دونوں کو وہ یعنی کھانا کھلایا جاتا ہے۔ مضارع مجہول ثنّیہ مذکر حاضرہ ضمیر واحد مذکر غائب طعام کی طرف راجع ہے۔

= بِنَاتُكُمَا۔ میں تم دونوں کو آگاہ کر دوں گا۔ ماضی زبعتی مضارع واحد متکلم۔ کَمَا ضمیر ثنّیہ مذکر حاضر۔

= يَا نَتِيكُمَا۔ مضارع منصوب واحد مذکر غائب کَمَا ضمیر مفعول ثنّیہ مذکر حاضر منصوب بوجہ عمل اَنْ۔ (پیشتر اس کے کہ تمہارے پاس (طعام) آئے۔

= ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي۔ یہ (تعبیر) منجملہ اس علم کے ہے جو اللہ نے مجھے سکھایا، (یہ کہانت اور قیاذ شناسی نہیں ہے)

= شَرَكْتُ۔ میں نے ترک کر دیا۔ چھوڑ دیا۔ شَرَكْتُ سے مضارع واحد متکلم۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کبھی اس دین پر قائم تھے بلکہ یہ کہ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ شَرَكْتُ بمعنی کسی چیز سے اعراض کرنا۔ اس سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔

= مِلَّةَ دِينٍ مَذْهَبٍ

۱۲: ۳۸ = مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ۔ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک ٹھہرائیں۔

۱۲: ۳۹ = يٰصَاحِبِي السَّيِّئِ - صَاحِبِي - دوسا تھی - دور فقی -

صَاحِبِي اصل میں صَاحِبِيْنِي (میرے دوسا تھی) تھا۔ مُنَادِي۔ (صَاحِبِيْنِي) سی (ضمیر واحد متکلم) کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ایک ی گز گئی۔ اور یہ مضاف مضاف الیہ ل کر السَّيِّئِ

(مضاف الیہ) کا مضاف ہوا۔ يٰصَاحِبِي السَّيِّئِ اے قید خانہ کے میرے دوسا تھیو!

= اَذْبَابٌ - رَبِّ كِي جَمْع - ءَ هَمْزَه اسْتِفْهَام انْكَارِي كے لُئِبے -

مطلب یہ ہے کہ کیا جُدا جُدا بہت سے رب بہتر ہیں یا کہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہو۔ یعنی جُدا جُدا بہت سے رب بہتر نہیں ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہو۔

۱۲: ۴۰ = مَا عَبَدُونَ مِنْ دُونِ إِلَّا أَسْمَاءَ۔ یعنی اس کے سوا تم جن چیزوں کے پرستش کرتے ہو وہ محض چند نام ہیں (جن کو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے من گھڑت نام دے رکھے ہیں)

= بِهَاءِ - میں ضمیر ہا و احد مؤنث غائب کا مرجع وہ معبودانِ باطل ہیں جن کو مشرکین نے از خود نامزد کر رکھا ہے

= سُلْطَانَ - حجت - سند -

= الدِّينُ الْقَيِّمُ - موصوف و صفت وہ دین جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو۔ درست ٹھیک سیدھا۔

۱۲: ۴۱ = يَسْقَى - مضارع واحد مذکر غائب - وہ پلا بیگا۔ سَقَى - مصدر (باب ضرب) = دَبَّهٗ - اپنے مالک کو۔

= يُضَلِّبُ - مضارع مجہول واحد مذکر غائب - صَلَّبْتُ مصدر (ضرب) وہ سولی دیا جائیگا = قَضَى الْأَمْرَ - بات فیصلہ ہو چکی ہے - یہ امر (اسی طرح) مقدر ہو چکا ہے۔

= تَسْتَفْتَيْنِ - تم دونوں پوچھتے ہو - تم دونوں فتویٰ طلب کرتے ہو۔

اِسْتِفْتَاؤُ (اِسْتِفْعَالُ) سے مضارع تشبیہ مذکر حاضر - فَتَىٰ مَادَّة - قرآن مجید میں آیا ہے يَسْتَفْتُونَكَ فِي الشَّأْرِ (۴: ۱۲۷) اور وہ تم سے یتیم عورتوں کے بارہ میں فتویٰ مانگتے ہیں۔

۱۲: ۴۲ نَاجٍ - اسم فاعل واحد مذکر - اصل میں نَاجِيَ تھا - نَجَاةٌ مصدر (نصر) نَجَا يَنْجُو نَجَاةً وَ نَجَاءً وَ نَجَايَةً - خلاصی پانا - نجات پانا - نَجَى مَادَّة -

= فَالْسُّ الشَّيْطَانُ - شیطان نے اس کو (ذکر کرنا) بھلا دیا

= بِضَعِ سِنِينَ - بِضَعٌ - چند - کئی - بعض کے نزدیک ۳ - سے ۹ تک بعض کے خیال میں ۵ سے ۹ تک کے عدد بضع میں داخل ہیں - بِضَعِ سِنِينَ - کئی سال -

۱۲: ۴۳ = سِيمَانٍ - موٹی - سَيِّئٌ کی جمع جو بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

السَّيِّئُ کے معنی موٹاپا کے ہیں - اور یہ هَذَا کی ضد ہے - قرآن مجید میں ہے لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنَ الْجُوعِ (۸۸: ۷) جو نہ فریبی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

= عِجَانٌ - لاغر - دُبْلَى - اَعْجَفَ کے معنی انتہائی لاغر اور دُبْلَا کے ہیں اس کی مؤنث اَعْجَفَاءُ ہے اور جمع عِجَانٌ - یہ جمع خلاف قیاس ہے کیونکہ اَفْعَلُ فَعْلًا فَعْلٌ کے وزن پر اس کی جمع اَعْجَفٌ چاہئے تھی۔

در اصل یہ نَضْلٌ اَعْجَفٌ سے مشتق ہے جس کے معنی پتلے اور باریک تیر کے ہیں

اَعْجَفَ الرَّجُلُ اس کے مویشی دیلے ہو گئے

= سُبُلَاتٍ - بالیں - خوشے - سُبُلَةٌ کی جمع

= خَضِرٌ - سبز - ہرے - اَخْضَرُ - خَضِرًا - خَضِرٌ کے وزن پر جمع کا صیغہ ہے
 = يَلْبِسُ - اسم فاعل جمع مَوْنٌ يَالْبِسَةُ کی جمع يَلْبِسُ مصدر رباب سَمِعَ، سوکھی ہوئی - جو
 سبز اور تروتازہ نہ ہو۔

= اَخْتَوْنِي - مجھے جواب دو - مجھ کو بناؤ - اَخْتَوَا - اِفْتَاءً سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر - ن وقایہ
 ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو ۱۲: ۴۱)

= تَعْبُرُونَ - اگر تم تعبیر بیان کرتے ہو - عَبَّرَ سے جس کے معنی تعبیر بیان کرنے کے ہیں - مضاف
 جمع مذکر حاضر - رباب نصر

۱۲: ۴۲ = اصْنَعَاتُ اَحْلَامٍ - خیالی خواب - پریشان خواب - اصْنَعَاتُ صِنْفٌ کی جمع ہے
 رِيحَانٌ - خشک گھاس یا شاخیں جو انسان کی مہٹی میں آجاتے - قرآن میں ہے خُذْ بِيَدِكَ
 صِغْتًا (۲۲: ۳۸) اپنے ہاتھ میں مہٹی بھر گھاس لو - اَحْلَامٌ حِلْمٌ کی جمع ہے جس کے
 معنی خواب دیکھنے کے ہیں - چونکہ گھاس یا شاخوں کے گٹھے میں گھاس یا لکڑیاں ملی جلی ہوتی ہیں
 اس لئے خواب ہائے پریشان کو اصْنَعَاتُ اَحْلَامٍ کہتے ہیں (خیالی خوابوں کا مٹھا - مضاف
 مضاف الیہ -

اَحْلَامٌ - حِلْمٌ کی بھی جمع ہے حِلْمٌ بمعنی بردباری - عقل -

= اَلْاَحْلَامُ - المنامات الباطلہ - خواب ہائے پریشان -

۱۲: ۴۵ = نَجَا - اس نے نجات پائی - ماضی واحد مذکر غائب -

= اِذْ كَرَّ - اس کو یاد آیا - اِذْ كَارُ (افتعال) سے جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں اصل میں
 اِذْ تَكَرَّهَاتٍ کو دال میں بدلا - اور ذال کو دال میں مدغم کر دیا -

= اُمَّةٌ - مدت - قرآن مجید میں اور جگہ آیا ہے - وَلَمَّا اخَذْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِلَى اُمَّةٍ

مَعْدُودَةٍ (۸: ۱۱) اور اگر ہم ان پر سے عذاب کچھ مدت تک ملتوی کر دیں -

= اُمَّةٌ کے معنی اُمت - جماعت - طریقہ - دین بھی ہیں

= اَنْبِئِكُمْ - میں تم کو بتانا ہوں - خبر دیتا ہوں - بتائے دیتا ہوں -

۱۲: ۴۶ = اَفْتِنَا - ہمیں بتا - امر واحد مذکر حاضر - فاعل ضمیر جمع متکلم -

۱۲: ۴۷ = تَزَعْمُونَ - تم کاشت کرو گے - مضارع جمع مذکر حاضر - زَرَعٌ (باب فتح) سے

معنی کھیتی کرنا - اگانا -

= دَابًّا - دَابُّ يَدِّ اَبٍ (نصر فتح) کا مصدر ہے جس کے معنی لگانا کسی کام میں لگنے اور

مشقت برداشت کرنے کے ہیں اور اسی سبب سے اس کا استعمال عادت اور طریقے کے معنی میں ہوتا ہے۔ یہاں ذَا بَاً یعنی حسب طریقہ سابق حسب عادت حسب دستور کاشت کئے جاؤ (قرآن مجید میں ہے کہ: كَذَابِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ (۵۲: ۸) آل فرعون اور ان سے قبل کے لوگوں کی طرح (یعنی ان کے طریقہ کے مانند) انہوں نے (کفار مکہ نے) بھی اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا۔

= مَا حَصَدْتُمْ۔ جو کچھ بھی تم کاٹو۔ (جو فصل تم برداشت کر دو حَصَادٌ سے (باب نَصَو)) جس کے معنی کھیتی کاٹنے کے ہیں۔

= فَذَرُوهُ۔ اس کو چھوڑ رکھو۔ امر جمع مذکر حاضر۔ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب۔

۱۲: ۲۸ = سَبَّعَ سَبْعًا۔ سات، سات سال بہت سخت

= يَا كُلْنَ۔ مضارع جمع مؤنث غائب اَكْلُ سے وہ کھا جائیں گی۔ یعنی یہ سات سال قحط کے کھا جائیں گے (جو ان سالوں میں استعمال کے لئے تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا۔

= مَا قَدَّ مَتْمٌ۔ جو تم نے پہلے سے رکھ چھوڑا ہوگا۔ ماضی جمع مذکر حاضر۔

ہیں تَقْدِيمٌ (تفعیل) مصدر جس کے معنی پہلے سے کرنا۔ پہلے سے بھیجنا۔ پہلے زمانہ میں کر چکنے کے = مَا تُحْصِنُونَ۔ جو تم بچا رکھو گے۔ جو تم محفوظ رکھو گے۔ اِحْصَانٌ اِفْعَالٌ) سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

گے = اِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ۔ صرف وہی محفوظ اسارہ جائے گا۔ جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو حِصْنٌ مادہ۔ اس کے تمام مشتقات میں حفاظت۔ بچاؤ۔ احتیاط کا پہلو ہوتا ہے۔

۱۲: ۲۹ = يُغَاثُ۔ مضارع مجہول واحد مذکر غائب اس کا مادہ عَوَّثٌ وَعَيْثٌ ہے الغیث کے معنی بارش کے ہیں۔ اور العوثة کے معنی مدد کے ہیں۔ باب استفعال سے مدد مانگنا کے طلب کے معنی میں مستعمل ہے جیسے بِرَحْمَتِكَ اَسْتَعِيْثُ۔ میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔

یا اِذْ تَسْتَغِيْثُونَ رَبَّكُمْ (۹: ۸) جب تم اپنے پروردگار سے مدد مانگتے تھے۔ اسی باب سے يَسْتَغِيْثُونَ (عَيْثٌ) سے پانی مانگنا بھی آتا ہے۔

يُغَاثُ (فعل مجہول) بھی دونوں معنی میں آتا ہے۔ مدد مانگنے کی صورت میں باب

افعال سے اَعَاثٌ يُعِيْثُ۔ اور دوسری صورت میں (پانی مانگنا) غَاثٌ يَغِيْثُ سے (باب ضرب)

آیت نہا میں يَغَاثُ (مضارع مجہول) مصدر سے ہے (باب ضَرَبَ) مینہ برسایا جائے گا۔ يَغَاثُ النَّاسُ لوگوں کے لئے مینہ برسایا جائے گا۔

= فِیْهِ مِیْنِ ۛ ضَمِیْرُ عَامِّ رَسَالِ، كَے لَئے ہِے .

= یَعْصِرُونَ - مَضَارِعُ . جَمْعُ نَذْرَ غَاثِبٍ عَضْرُ مَصْدَرٍ (بَابُ ضَرْبٍ) ، وَه رَسِ نِجْوَرِیْنَ كَے .

(یعنی کھیتی اور پھلوں کی فراوانی ہوگی)

۱۲: ۵۰ = بَالٌ - حَالٌ - خَبْرٌ - جِسْ حَالِ كِی پَر وَاہ كِی جَا ئَے وَہ بَالٌ كَہلاتا ہِے اُور كَہی جِسْ حَالَتِ مِیْنِ

دَل جَمْنِے لَگے اِس كُو ہِی بَالٌ كَہتے ہِیْنِ اُور اِسِی اَعْتِبَارِے سَے مَجَازًا اِس كَے مَعْنٰی دَل اُور حِی كَے ہِی آتے ہِیْنِ

مَا بَالُ النِّسْوَةِ (اِن) عَوْرَتُوْنَ كِی حَقِیْقَتِ حَالِ كِیَا تَھِی؟

۱۲: ۵۱ = قَالَ - بِادِشَاہ نَے عَوْرَتُوْنَ كُو بَلَا كَر پُوحِیَا!

= مَا خَطْبُكُنَّ - تَمَّ عَوْرَتُوْنَ كَا كِیَا مَعَالِمَ تَھَا .

الْحَطْبُ وَالْمُحَاطَبَةُ وَالشَّخَاطِبُ بِاِہْمِ كَہتِ كُورِنَا - اِیك دُورے كِی طَرَفِ بَات لُوثَانَا اِسِے

خُطْبَةٌ اُور خِطْبَةٌ كَا لَفْظِے لَكِیْنِ خُطْبَةٌ وَعِظَا وَنِصِیْحَتِ كَے مَعْنٰی مِیْنِ آتَا ہِے اُور خِطْبَةٌ كَے

مَعْنٰی ہِیْنِ نِكَاحِ كَا پِنِغَامِ .

الْحَطْبُ - اِہْمِ مَعَالِمِ جِسْ كَے بارہ مِیْنِ كَثْرَتِ تَحَا طِبِ ہُو جِیسے آیَہ نِذَا - يٰفَمَا خَطْبُكَ

يٰسَامِرِیُّ - (۲۰: ۹۵) (پھر سامری سے کہنے لگے) کہ سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔

= رَاوَدُ شَيْئًا - تَمَّ دَعْوَرَتُوْنَ (نَے پَھسَلَا یا - تَمَّ نَے بَہلَا یا - مُرَاوَدَةٌ سَے جِسْ كَے مَعْنٰی دُورے

كُو كِسی كَامِ پَر پَھسَلَانَا - یَا اَمَادَہ كَرِنَا جِسْ كَے كَر نَے كَا وَہ اِرَادَہ نَہ رَکھتَا ہُو - مَاضِی جَمْعِ مَوْنِثِ حَاضِرِ -

رُودِ مَادَہ -

= حَاشَى لِلّٰہِ - كَلِمَہ تَعَجُّبِ - اَصْلُ مِیْنِ حَاشَا لِلّٰہِ تَھَا - اَلْفُ كُو تَخْفِیْفِ كَے لَئے كَر اَدَا یَا كِیَا

مَلاحِظَہ ہُو ۱۲: ۳۱ -

= مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْءٍ - ہَم نَہِیْنِ جَانِئِیْنِ اِس كَے خِلَافِ كُورِی بَرَا ئِی -

= اَلْسُنٌ - اَب - طَرَفِ زَمَانِ ہِے - اَلْفُ لَامِ اِس پَر بَعْضِ كَے نَزْدِیكِ تَعْرِیْفِ كَا ہِے اُور

بَعْضِ كَے نَزْدِیكِ زَائِدَہ اُور لَازِمِ ہِے -

= حَصَّحَصَ الْحَقُّ - كَے مَعْنٰی ہِیْنِ كَہ حَقِّ بَاتِ جُوكِلسِی دِباؤ كِی وَجہ سَے چَھپی ہُو ئِی تَھِی اَب اِس

دِباؤ كَے دُور ہُونِے كِی وَجہ سَے وَاضِحِ ہُو كَر سَا مَنَے آگِی ہِے - حَصَّ وَحَصَّحَصَ (ثَلَاثِی دَرَبَا ئِی)

دُونُوْنَ طَرِحِ آتَا ہِے جِیسے كَفَّ وَكَفَّلَفَ عَن - دُور رَکھتَا - دُور كَرِنَا - كِسی كُو پَچَانَا - اُور كَتَّ وَ

كَيْكَبَ الرَّجُلُ عَلٰی وَجْہِہِ - پَچھاڑ دِیَا -

۱۲: ۵۲ = ذٰلِكَ - (یہاں سَے حَضْرَتِ یُوسُفِ كَا كَلَامِ شَرُوعِ ہُوتَا ہِے) مِیْنِ نَے اِس لَئے

اس الزام کی تحقیق کرانا چاہی تھی تاکہ عزیز مصر کو اطمینان ہو جائے کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔

= لَمْ أَخُنْ - لَمْ أَخُنْ - مضارع مجزوم نفی جمد بلم۔ واحد متکلم ۱ ضمیر واحد مذکر غائب عزیز مصر کے لئے ہے۔ میں اس کے ساتھ خیانت نہیں کی۔

= بِالْغَيْبِ - اس کی غیر حاضری میں۔ اس کی پیٹھ پیچھے۔

= لَا يَهْدِي - کامیاب نہیں کرتا۔ چال کو سیدھی راہ پر (کامیابی کی راہ پر) نہیں چلنے دیتا

= الْخَائِبِينَ - خیانت کرنے والے۔ دغا باز۔ خِيَانَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

رُؤُوزَاوَقَافُ قُرْآنُ مَجِیدُ

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہرتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اور اس ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے اسی لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رُؤُوزَاوَقَافُ قُرْآنُ مَجِیدُ کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کے تلاوت کرنے والے ان رُؤُوز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں یہ حقیقت میں گولت ہے جو بصورت لاکھنی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے۔ اب لاکھنی جاتی چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔ یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہئے اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہئے کہ مثلاً کسی کو کہنا ہو کہ اٹھو۔ مت بیٹھو، جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا!

وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہئے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے

وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے

علامت وقف مجوز کی ہے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

علامت وقف مرخص کی ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم ہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا ص کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے!

ط

ج

ن

ص

صلے : الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
قت : قیل علیہ الوقت کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔
صل : قد یوصل کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں۔
 لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف : یہ لفظ قِف ہے جس کے معنی ہیں مٹھہر جاؤ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔
س یا سکتہ : سکتہ کی علامت ہے یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
وقفہ : لمبے سکتہ کی علامت ہے یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑے۔

سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقفہ میں زیادہ
لا : لا کے معنی نہیں کے ہیں یہ علامت آیت کے اوپر کہیں استعمال ہوتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہئے بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقفہ اسی جگہ نہیں چاہئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ل : كذلك کی علامت ہے یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے !

ترتیب قرآن مجید منازل القرآن کے مطابق

- ۱، المنزل الاول : سورة الفاتحة (شمار سورة نمبر ۱) کی آیت نمبر ۱ سے لے کر سورة النساء (شمار سورة نمبر ۴) کی آخر آیت تک۔
- ۲، المنزل الثاني : سورة المائدة (شمار سورة نمبر ۵) کی اول آیت سے لے کر سورة توبہ (شمار سورة نمبر ۹) کی آخر آیت تک۔
- ۳، المنزل الثالث : سورة يونس (شمار سورة نمبر ۱۰) کی اول آیت سے لے کر سورة النمل (شمار سورة نمبر ۲۷) کی آخر آیت تک
- ۴، المنزل الرابع : سورة بني اسرائيل (شمار سورة نمبر ۱۷) کی اول آیت سے لے کر الفرقان (شمار سورة نمبر ۲۵) کی آخر آیت تک
- ۵، المنزل الخامس : سورة الشعراء (شمار سورة نمبر ۲۶) کی اول آیت سے لے کر سورة يس (شمار سورة نمبر ۳۶) کی آخر آیت تک
- ۶، المنزل السادس : سورة صافات (شمار سورة نمبر ۳۷) کی آیت اول سے لے کر سورة الحجرات (شمار سورة نمبر ۴۹) کی آخر آیت تک :
- ۷، المنزل السابع : سورة ق (شمار سورة نمبر ۵۰) آیت اول سے لے کر سورة الناس (شمار سورة نمبر ۱۱۴) کی آخر آیت تک :

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

بلحاظ پارہ

شمار پارہ	نمبر صفحہ	نام سورت	شمار سورت	شمار پارہ	نمبر صفحہ	نام سورت	شمار سورت
۱۸		سورة مومنون	۲۳	۱		سورة فاتحة	۱
۱۸		سورة النور	۲۴	۳-۲-۱		سورة بقرہ	۲
۱۹-۱۸		سورة فرقان	۲۵	۴ ۳		سورة آل عمران	۳
- ۱۹ -		سورة شعراء	۲۶	۶-۵-۴		سورة نساء	۴
۲۰-۱۹		سورة نمل	۲۷	- ۶ -		سورة مائدہ	۵
۲۰		سورة قصص	۲۸	۸-۷		سورة انعام	۶
۲۱-۲۰		سورة غنکبوت	۲۹	۹-۸		سورة اعراف	۷
۲۱		سورة روم	۳۰	۱۰-۹		سورة انفال	۸
۲۱		سورة لقمان	۳۱	۱۱-۱۰		سورة توبہ	۹
۲۱		سورة سجدہ	۳۲	۱۱		سورة یونس	۱۰
۲۲-۲۱		سورة احزاب	۳۳	۱۲-۱۱		سورة زود	۱۱
۲۲		سورة سباء	۳۴	۱۳-۱۲		سورة یوسف	۱۲
۲۲		سورة طاہر	۳۵	۱۳		سورة الرعد	۱۳
۲۲ : ۲۱		سورة النہج	۳۶	۱۳		سورة ابراہیم	۱۴
۲۳		سورة صافات	۳۷	۱۴-۱۳		سورة حجر	۱۵
۲۳		سورة ص	۳۸	۱۴		سورة نحل	۱۶
۲۴-۲۳		سورة زمر	۳۹	۱۵		سورة بنی اسرائیل	۱۷
۲۴		سورة مؤمن	۴۰	۱۶-۱۵		سورة کہف	۱۸
۲۵ : ۲۴		سورة حم سجدہ	۴۱	۱۶		سورة مریم	۱۹
۲۵		سورة شورى	۴۲	۱۶		سورة طہ	۲۰
۲۵		سورة زخرف	۴۳	۱۷		سورة انبیاء	۲۱
۲۵		سورة دخان	۴۴	۱۷		سورة الحج	۲۲

شماره	شماره سورت	نام سورت	شماره سورت	شماره پارہ	نمبر صفحه	نام سورت	شماره
٢٩	٤٠	سورة معارج	٤٠	٢٥		سورة جاثية	٢٥
٢٩	٤١	سورة نوح	٤١	٢٦		سورة احقان	٢٦
٢٩	٤٢	سورة جن	٤٢	٢٦		سورة محمد	٢٦
٢٩	٤٣	سورة مزمل	٤٣	٢٦		سورة فتح	٢٨
٢٩	٤٤	سورة مدثر	٤٤	٢٦		سورة حجرات	٢٩
٢٩	٤٥	سورة قيامة	٤٥	٢٦		سورة قمر	٥٠
٢٩	٤٦	سورة دهر	٤٦	٢٦-٢٤		سورة ذاريا	٥١
٢٩	٤٧	سورة مرسلات	٤٧	٢٤		سورة طور	٥٢
٣٠	٤٨	سورة نباء	٤٨	٢٤		سورة النجم	٥٣
٣٠	٤٩	سورة نازعات	٤٩	٢٤		سورة قمر	٥٤
٣٠	٥٠	سورة عبس	٥٠	٢٤		سورة رحمان	٥٥
٣٠	٥١	سورة التكويد	٥١	٢٤		سورة واقعه	٥٦
٣٠	٥٢	سورة انفطار	٥٢	٢٤		سورة حديد	٥٧
٣٠	٥٣	سورة مطففين	٥٣	٢٨		سورة مبادلہ	٥٨
٣٠	٥٤	سورة انشقاق	٥٤	٢٨		سورة حشر	٥٩
٣٠	٥٥	سورة بروج	٥٥	٢٨		سورة ممتحنة	٦٠
٣٠	٥٦	سورة طارق	٥٦	٢٨		سورة صف	٦١
٣٠	٥٧	سورة الاعلى	٥٧	٢٨		سورة جمعة	٦٢
٣٠	٥٨	سورة غاشية	٥٨	٢٨		سورة منافقون	٦٣
٣٠	٥٩	سورة الفجر	٥٩	٢٨		سورة تغابن	٦٤
٣٠	٦٠	سورة بلد	٦٠	٢٨		سورة طلاق	٦٥
٣٠	٦١	سورة شمس	٦١	٢٨		سورة تحریم	٦٦
٣٠	٦٢	سورة لیل	٦٢	٢٩		سورة ملك	٦٧
٣٠	٦٣	سورة ضحی	٦٣	٢٩		سورة قلم	٦٨
٣٠	٦٤	سورة الشرح	٦٤	٢٩		سورة حاقه	٦٩

ترتیب قرآن مجید بجاظ پارہ

حصہ اول

نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ	نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ
۱	الکَم	۱	۷	وَإِذَا سَمِعُوا	۲۰۶
۲	سَيَقُولُ	۱۱۵	۸	وَلَوْ أَنَّنَا	۲۵۵
۳	تِلْكَ الرُّسُلُ	۲۱۳	۹	قَالَ الْمَلَأُ	۵۰۱
۴	لَنْ تَنَالُوا	۲۸۵	۱۰	وَأَعْلَمُوا	۵۵۳
۵	وَالْمُحْصَنَاتُ	۳۲۹	۱۱	يَعْتَذِرُونَ	۶۰۹
۶	لَا يُحِبُّ اللَّهُ	۳۷۱	۱۲	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ	۶۶۷

حصہ دوم

نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ	نمبر شمار	نام پارہ	صفحہ
۱۳	وَمَا ابْرِي	۱	۱۸	قَدْ أَفْلَحَ	۳۷۶
۱۴	رَبِّمَا	۶۱	۱۹	وَقَالَ الَّذِينَ	۴۵۱
۱۵	سُبْحَانَ الَّذِي	۱۲۷	۲۰	إِنَّمَنْ خَلَقَ	۵۲۷
۱۶	قَالَ أَلَمْ	۲۰۸	۲۱	أُنزِلَ مَا أُوحِيَ	۶۲۸
۱۷	إِقْتَرَبَ	۲۹۸	-	-	-

ترتیب قرآن مجید سورتوں کے مطابق

حصہ اول

شمار سورت	نام سورت	نزولی نمبر	نمبر صفحہ	شمار پارہ	تعداد آیات	تعداد رکوع، مکی	مدنی
۱	الفاتحہ	۵	۲	۱	۷	۱	مکی
۲	البقرۃ	۱۱	۱۱	۱-۲-۳	۸۶	۲۵	مدنی
۳	آل عمران	۸۹	۲۶۱	۴-۳	۲۰۰	۲۵	"
۴	النساء	۹۲	۳۱۷	۴-۵-۶	۱۷۶	۲۴	"
۵	المائدہ	۱۱۲	۳۸۵	۶-۷-۸	۱۲۰	۱۶	"
۶	الانعام	۵۵	۲۲۲	۸-۷	۱۶۵	۲۵	مکی
۷	الاعراف	۳۹	۲۷۸	۸-۹	۲۰۶	۲۴	مکی
۸	الانفال	۸۸	۵۳۷	۹-۱۰	۷۵	۱۰	مدنی
۹	التوبة	۱۱۳	۵۶۸	۱۰-۱۱	۱۲۹	۱۶	"
۱۰	یونس	۵۱	۶۲۸	۱۱	۱۰۹	۱۱	مکی
۱۱	ہود	۵۲	۶۶۵	۱۱-۱۲	۱۲۳	۱۰	"
۱۲	یوسف	۵۳	۷۰۹	۱۲-۱۳	۱۱۱	۱۲	"

حصہ دوم

۱۳	الرعد	۹۶	۱۸	۱۳	۲۳	۶	مکی
۱۴	ابراہیم	۷۲	۴۱	۱۳	۵۲	۷	"
۱۵	الحجر	۵۴	۶۰	۱۳-۱۴	۹۹	۶	"
۱۶	زحل	۷۰	۸۲	۱۴	۱۲۸	۱۶	"
۱۷	بنی اسرائیل	۵۰	۱۲۷	۱۵	۱۱۱	۱۲	"
۱۸	الکہف	۶۹	۱۷۳	۱۵-۱۶	۱۹۰	۱۲	"
۱۹	مریم	۴۴	۲۲۰	۱۶	۹۸	۶	"

شماره سورت	نام سورت	نزول نمبر	نمبر صفحہ	شمار پارہ	تعداد آیات	تعداد رکوع	مکی	مدنی
٢٠	طہ	٢٥	٢٥١	١٤٠	١٣٥	٨	مکی	مدنی
٢١	الانبیاء	٤٣	٢٩٨	١٤	١١٢	٤	"	
٢٢	الحج	٥٣	٢٣٢٢	١٤	٤٨	١٥	"	مدنی
٢٣	المؤمنون	٤٣	٢٤٦	١٨	١١٨	٦	مکی	
٢٤	النور	١٠٢	٣٠٩	١٨	٦٢	٩	"	
٢٥	الفرقان	٢٢	٣٣٩	١٨-١٩	٤٤	٦	"	
٢٦	الشعراء	٣٠	٢٨١	١٩	٢٢٤	١١	"	
٢٧	النمل	٢٨	٥٢٢	١٩-٢٠	٩٣	٤	"	
٢٨	القصص	٢٩	٥٦٦	٢٠	٨٨	٩	"	
٢٩	العنكبوت	٨٥	٦١٣	٢٠-٢١	٦٩	٤	"	
٣٠	الروم	٨٢	٦٢٠	٢١	٦٠	٦	"	
٣١	لقمان	٥٤	٦٦٨	٢١	٣٢	٥	"	
٣٢	السجدة	٤٥	٦٨٩	٢١	٣٠	٣	"	
٣٣	الاحزاب	٩٠	٤٠٤	٢١-٢٢	٤٣	٩	"	مدنی

ترتیب نزول

مرتبہ علماءِ اَہلِ

مکہ

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات بغیر تیسرے	تفصیل
۱	الْعَلَقُ	۹۶	۱۹	
۲	الْقَلَمُ	۶۸	۵۲	آیات ۱۷ تا ۳۲ اور ۳۸ تا ۵۵ مدنی ہیں
۳	الْمُرْسَلُ	۷۳	۲۰	آیات ۱۰، ۱۱، ۲۰ مدنی ہیں۔
۴	الْمُدَّثِّرُ	۷۴	۸۶	
۵	الْفَاتِحَةُ	۱	۷	
۶	الذِّهَبُ	۱۱۱	۵	
۷	التَّكْوِيْنُ	۸۱	۲۹	
۸	الْاَعْطٰی	۸۷	۱۹	
۹	الْبَلَدُ	۹۲	۲۱	
۱۰	الْفَجْرِ	۸۹	۳۰	
۱۱	الضُّحٰی	۹۳	۱۱	
۱۲	الْمُنَشِّرُ	۹۴	۸	
۱۳	الْعَصْرِ	۱۰۳	۳	
۱۴	الْعَدِيَّتُ	۱۰۰	۱۱	
۱۵	الْكَوْثِرُ	۱۰۸	۳	
۱۶	التَّكْوِيْنُ	۱۰۲	۸	
۱۷	الْمَاعُونُ	۱۰۷	۷	پہلی تین آیات مدنی ہیں
۱۸	الْكَافِرُونَ	۱۰۹	۶	

تفصیل	تعداد آیات بیشتر سے	نمبر سورت	نام سورت	نمبر شمار
	۵	۱۰۵	الْفَيْل	۱۹
	۵	۱۱۳	الْفَلَق	۲۰
	۶	۱۱۴	النَّاس	۲۱
	۴	۱۱۳	الْاِخْلَاص	۲۲
آیت ۳۲ مدنی ہے	۶۲	۵۳	النَّجْم	۲۳
	۴۲	۸۰	عَبَسَ	۲۴
	۵	۹۷	الْقَدَر	۲۵
	۱۵	۹۱	الشَّمْس	۲۶
	۲۲	۸۵	الْبُرُوج	۲۷
	۸	۹۵	الذِّكْر	۲۸
	۴	۱۰۶	قُرَيْش	۲۹
	۱۱	۱۰۱	الْقَارِعَة	۳۰
	۴۰	۷۵	الْقِيَامَة	۳۱
	۹	۱۰۴	الْمُهَمَّرَة	۳۲
آیت ۴۸ مدنی ہے	۵۰	۷۷	الْمُرْسَلَات	۳۳
آیت ۳۸ " "	۴۵	۵۰	ق	۳۴
	۲۰	۹۰	الْبَلَد	۳۵
	۱۷	۸۶	الطَّارِق	۳۶
۴۴ تا ۴۶ مدنی ہیں	۵۵	۵۴	الْقَمَر	۳۷
	۸۸	۳۸	ص	۳۸
آیات ۱۶۳ تا ۱۷۰ مدنی ہیں	۲۰۶	۷	الْاَعْرَاف	۳۹
	۲۸	۷۲	الْجِن	۴۰
آیت ۴۵ مدنی ہے	۸۳	۳۶	لَيْسَ	۴۱
آیات ۶۸ تا ۷۰ مدنی ہے	۷۷	۲۵	الْفُرْقَان	۴۲
	۴۵	۳۵	فَاطُر	۴۳

مَدَنِي

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات (تسمیہ کے بغیر)	تفصیل
۱	الْبَقَرَة	۲	۲۸۶	آیت ۲۸۱ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی
۲	الْاَنْفَال	۸	۷۵	آیات ۳۰ تا ۳۶ مکی ہیں۔
۳	الْعِمْرَانُ	۳	۲۰۰	
۴	الْاَحْزَابُ	۳۳	۷۳	
۵	الْمُتَحَنِّنَةُ	۶۰	۱۳	
۶	النِّسَاءُ	۴	۱۷۶	
۷	الزَّلْزَالُ	۹	۸	
۸	الْحَدِيدُ	۵۷	۲۹	
۹	مُحَمَّدٌ	۴۷	۳۸	آیت ۱۳ ہجرت کے موقع پر راستہ میں نازل ہوئی
۱۰	الرَّعْدُ	۱۳	۴۳	
۱۱	الرَّحْمٰنُ	۵۵	۷۸	
۱۲	الدَّهْرُ	۷۶	۳۱	
۱۳	الطَّلَاقُ	۶۵	۱۲	
۱۴	الْبَيْتَةِ	۹۸	۸	
۱۵	الْحَشْرِ	۵۹	۲۴	
۱۶	التَّوْمِ	۲۴	۶۴	
۱۷	الْحَجَّجِ	۲۲	۷۸	آیات ۵۲ تا ۵۵ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی
۱۸	الْمُنٰفِقُوْنَ	۶۳	۱۱	
۱۹	الْمُجَادَلَةُ	۵۸	۲۲	
۲۰	الْحُجُرَاتِ	۴۹	۱۸	
۲۱	التَّحْرِيمِ	۶۶	۱۲	
۲۲	التَّغَابُنِ	۶۴	۱۸	

نمبر شمار	نام سورت	نمبر سورت	تعداد آیات بغیر تسمیہ کے
۲۳	الصَّفِّ	۶۱	۱۴
۲۴	الْجُمُعَةِ	۶۲	۱۱
۲۵	الْفَاتِحِ	۲۸	۲۹
۲۶	الْمَائِدَةِ	۵	۱۲۰
۲۷	التَّوْبَةِ	۹	۱۲۹
۲۸	النَّصْرِ	۱۱۰	۳

حد پبلیہ سے واپسی پر راستہ میں نازل ہوئی!
آیت ۳ حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں نازل ہوئی
آخری دو آیات مکتی ہیں
حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی۔

مَا خَذَكَ تَاب

لُغَاتٌ

- (۱) المعجم الوسيط (عربی سے عربی)، مؤلف ابراہیم مصطفیٰ - حامد عبدالقادر وغیرہ
- (۲) المنجد (عربی سے اردو ترجمہ)
- (۳) فیروز اللغات (عربی - اردو)
- (۴) الفرائد الدریہ - از جے۔ جی ہاؤہ (عربی - انگریزی)
- (۵) منتهی الارب فی لغات العرب - از عبد الرحیم بن عبد الکریم صفی پوری
- (۶) کلمات القرآن تفسیر و بیان - از حسنین محمد مخلوف، مفتی دیار المصریۃ
- (۷) مفردات القرآن - از امام راغب اصفہانی - اردو ترجمہ محمد عبدہ فیروز پوری
- (۸) لغات القرآن از مولانا عبدالرشید نعمانی و مولانا سید عبدالدائم الجلالی،
ندوۃ المصنفین - ۶ جلد
- (۹) قاموس القرآن از قاضی زین العابدین -
- (۱۰) روح المعانی - از علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود، اوسی بغدادی
- (۱۱) تفسیر بیضاوی - از ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی
- (۱۲) الکشاف - از ابوالقاسم جبار اللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی
- (۱۳) تفسیر الخازن - از علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن
- (۱۴) مدارک التنزیل وحقائق التاویل - از ابوالبرکات عبداللہ بن محمود النسفی
- (۱۵) اضواء القرآن - تفسیر القرآن بالقرآن - از محمد الامین بن محمد المختار الجکنتی و الشنقطنی
- (۱۶) تفسیر جلالین از جلال الدین محمد بن احمد المحلی و جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی
- (۱۷) تفسیر منطہری - از علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی فارسی سے ترجمہ - از مولانا سید عبدالدائم الجلالی -
- (۱۸) تفسیر ابن کثیر - از اسماعیل بن عمر بن کثیر البصری ثم الدمشقی (لقب عماد الدین)
- (۱۹) قرآن حکیم - ترجمہ و تفسیر (انگریزی) عبداللہ یوسف علی -

- ۲۰ - تفسیر حقانی - از مولانا ابو محمد عبد الحق دہلوی رح
- ۲۱ - بیان القرآن - از مولانا اشرف علی تھانوی رح
- ۲۲ - ترجمان القرآن - از مولانا ابوالکلام احمد آزاد رح
- ۲۳ - تفسیر ماجدی - از مولانا عبد الماجد دریابادی رح
- ۲۴ - ضیاء القرآن - از پیر کریم شاہ ایم لے (الانہر، مجیرہ)
- ۲۵ - تفہیم القرآن - از ابوالاعلیٰ مودودی رح
- تراجم: ۲۶ - قرآن مجید (انگریزی ترجمہ) از محمد علی لاہوری
- ۲۷ - قرآن مجید (انگریزی ترجمہ) از مارماڈیوک پکٹھال
- ۲۸ - قرآن مجید اردو ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندہری رح
- ۲۹ - قرآن مجید - اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رح
- ۳۰ - صرف و نحو - کتاب الصرف و کتاب النحو - از مولانا عبدالرحمن امرتسری رح
- ۳۱ - علم الصرف و علم النحو - از مولوی مشتاق احمد چر تھاولی رح
- ۳۲ - علم الصرف از مولانا عبداللہ محمد بن یوسف السورتی
- ۳۳ - تمرین النحو از مولانا محمد مصطفیٰ ندوی
- ۳۴ - شرح مائتہ عامل - مصنف عبدالقادر جرجانی - شارح الشیخ عبدالرحمن جامی
- ۳۵ - ایضاح المطالب (شرح کافیہ از علامہ جمال الدین بن حاجب) از مولانا مشیت اللہ دیوبندی
- ۳۶ - اساس عربی از محمد نعیم الرحمن - ایم لے - بکچر الہ آباد یونیورسٹی
- ۳۷ - ترکیب القرآن - قدرت اللہ - جامعہ محمدیہ - اوکاڑہ - (صرف پارہ اول)
- ۳۸ - اصطلاحات نحو عربی (انگریزی - عربی)
- ۳۹ - عربی زبان کی گرامر (انگریزی) از ڈبلیو راسٹ - ایل - ایل ڈی -
- متفرق: ۴۰ - الاتقان فی علوم القرآن دو جلد از علامہ جلال الدین سیوطی رح - اردو ترجمہ مولانا عبد الحلیم انصاری
- ۴۱ - معجم المفہر س لا لفاظ القرآن الحکیم - از محمد فواد عبد الباقی -